سلوکِ سلیمانی

یا

شاہراہ معرفت

مرتب

حضرت مولانا ابو نذیر محمد اشرف صاحب سلیمانی

صدر شعبہ عربی پشاور یونیورسٹی

سلیمان اکادمی

اشرف منزل نزد سیٹھی محلہ ۱۲ پشاور شہر

3

سلوکِ سلیمانی

یا

شاہراہِ معرفت

جلد سوم

جس میں سید الملۃ شیخ وقت حضرت علامہ سید سلیمان ندوی قدس سرہ خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کی اسلامی تصوف و سلوک کے بارے میں مریدین و مستفیدین کے ساتھ اس مکاتبت کو پیش کیا گیا ہے جو اس راہ کے ہر جادہ پیما کیلئے ہر دور میں مشعل راہ اور قندیل ہدایت ہے

مرتب

حضرتِ مولانا پروفیسر محمد اشرف خان صاحب سلیمانی

صدر شعبۂ عربی پشاور یونیورسٹی

سلیمان اکادمی

(اشرف منزل، نزد اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی

نام کتاب : ——— سلوک سلیمانی یا شاہراہ معرفت (جلد اول)

مرتب : ——— حضرت مولانا پروفیسر محمد اشرف سلیمانی

ناشر : ——— سلیمان اکیڈیمی بہ اشرف منزل
نزد اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی

طابع : ——— کمبائن پرنٹرز بلال گنج لاہور

بائینڈر : ——— ایم اسحاق شیش محل روڈ لاہور 7654742

تعداد : ——— گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت : ——— ۵۵ روپے

کتابت : ——— محمد نعیم صدیقی

تاریخ اشاعت ستمبر ۱۹۸۱ء - (ذی القعدہ - ۱۴۰۱ھ)

ملنے کا پتہ :-

ادارۂ نشر و اشاعت علوم اسلامیہ
محلہ جنگی پشاور

اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝

حدیثِ دل کسی درویش بے گلیم سے پوچھ
خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آگاہ

شجرۂ بیعت

بحقِ رہنمائے راہ جویاں — امیرِ کاروانِ حق شناساں
رفیقاں را چراغِ راہ برکف — دلیلِ سالکاں مولائے اشرف
پئے منزل بہ ہر جادہ دویدہ — ز دوؔ جانب بہ یک مقصد رسیدہ
بحقِ معدنِ علم و فضیلت — امین و خازنِ سرِّ شریعت
نژادِ پاک از تقوی فروزاں — رئیس الاتقیاء سیّد سلیماںؒ
بحقِ شمعِ راہِ دینِ احمدؒ — غنا افروز و فقیرِ محمدؒ
بحقِ او کہ بنیادِ ہدیٰ شد — ازو تجدیدِ دینِ مصطفیٰ شد
فقیہِ کاملِ دینِ نبیؐ بود — ز بزمِ اولیاء اشرف علیؒ بود
بحقِ عبدالعزیزؒ دعاجو — بحقِ حضرتِ یٰسینؒ حق گو
بحقِ رہنمائے اہلِ ابصار — امامِ اہلِ حق اولادِ انصار
ملاذِ خاص و عام از نقصِ ایماں — پناہِ ہر اسیرِ نفس و شیطاں
جہاں گر شد رشید احمدؒش نام — فیوضِ غیب را بر جملہ قسّام

انتساب

سید الملۃ استاذ الکل حضرۃ الشیخ

علامہ سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہ

کے نام

رواقِ منظرِ چشمِ من آشیانۂ تست

کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

فقیرِ بے نوا

محمد اشرف سلیمانی

صدر شعبہ عربی پشاور یونیورسٹی

۱۲؍ شعبان ۱۴۰۱ھ

فہرست ابواب

(جلد سوم)



إنّهٗ من سلیمان وإنّه بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علی

سیّدنا ومولانا محمدٍ سیّد المرسلین وعلی آلہ الطاہرین

واصحابہ الطیبین۔ اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ

رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ

لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

مقدمہ سلوک سلیمانی (جلد سوم)

"مکتوبات"

مُطاعی و مرشدی سید الملّت حضرت علامہ سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہٗ

ہمہ جہتی علوم و فضائل، گوناگوں صفات و خصائل اور حیرت انگیز کمالات و

ومزایا کا مجموعہ تھے وہ اپنی ذات میں ایک اُمّت اور ایک عالم تھے۔ اور اس شعر کے مصداق :

لیس علی اللہ بمستنکرٍ ٭ ان یجمع العالَم فی الواحد

(ترجمہ : اللہ تعالیٰ پر یہ بات کوئی مشکل (تعجب خیز) نہیں کہ ایک شخص میں پورے عالم کو جمع کردے۔

حضرت سید صاحب قدس سرّہٗ اپنی جامعیت میں اپنے دور میں اپنی مثال آپ تھے۔ سیرت نگاری میں اردو کے سیّد المصنفین تھے۔ آپ کا دامنِ تصنیف سیرت النبی (علی صاحبہا اُلف اُلف سلام) جیسی شاہکار، بے مثل اور انمول کتاب کے علاوہ کئی دوسری وقیع و نادرۂ روزگار تصانیف، مستند و بیش بہا مقالات، قیمتی و باوقار مضامین، محققانہ و علمی جواہر پاروں اور عارفانہ رموز و حقائق سے پُر نگارشات کو سمیٹے ہوئے ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مزید برآں حضرت والا قدس سرّہٗ کے مکتوبات کا ایک عظیم مجموعہ ورثہ میں اُمّت کے سپرد کر گئے۔ مسلمانوں میں شروع ہی سے مکتوبات کے تحفظ و نگہداشت کا سلسلہ چلا آرہا تھا۔ اسمیں مکتوبات سلیمانی کا یہ نادر ذخیرہ ایک گرانمایہ اضافہ اور امت کے اساطین و صنادید کے مکتوبات کے سلسلۃ الذہب کی بیش بہا کڑی ہے۔ حفاظت و ابقائے مکتوبات کی پہلی مثال و نمونہ خود اسلام کا صحیفۂ آسمانی بنا جس نے ملکہ سبا کے نام حضرت سلیمان علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کے متن اور اسکے مرسل و مرسل الیہا کے ذکر کو مصحف کا حصہ بنا دیا۔ ارشاد الٰہی ہے۔

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ — (ملکہ سبا) کہنے لگی۔ اے دربار

اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ — والو میرے پاس ڈالا گیا ایک خط

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ — عزّت کا، وہ خط ہے سلیمانؑ کی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝
(القرآن۔ النحل۔ آیات ۲۹ تا ۳۱)

طرف سے اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان بڑے رحم والا ہے۔ کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے حکم بردار ہو کر۔

اُمت محمدیہ مرحومہ کو اپنے پیغمبر (روحی فداہ) صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت وعشق ہے اور آپکی نسبت والی ہر چیز سے جو شغف ہے اور جس کی مثال کسی دوسری امت میں نہیں ملتی۔ اس کا تقاضا تھا کہ وہ آپ کے مکتوبات کے پرزہ پرزہ کی حفاظت کرے چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ آپ کے مکتوبات مبارکہ کی ہر دور میں پوری حفاظت کی گئی۔ اس زمانہ میں اسلام کے مایۂ ناز محقق ومصنف شہیر ڈاکٹر حمید اللہ صاحب حیدرآبادی ثم فرانساوی نے مکتوبات نبویؐ کے اس انمول و وقیع و نادرۂ روزگار سرمایہ کو اپنی کتاب "مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ للعہد النبویؐ والخلافۃ الراشدۃ" میں محفوظ فرمادیا ہے جس کے لئے وہ پوری امت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اسی طرح امت نے قرناً بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسل مشاہیر واساطین اُمت کے مکتوبات کے جواہر پاروں کی حفاظت وصیانت کا فریضہ انجام دیا۔

حضرت سید الملت قدس سرہٗ نے خطوط نگاری اور مکتوبات کی نگہداشت کے بارے میں مکاتیب مہدی کے مقدمہ میں جو ارقام فرمایا ہے۔ وہ قدیم ہو چکنے کے باوجود قابل دید و مفید ہے۔ اس لئے قارئین کے لئے نقل کرتا ہوں۔

"خط کیا ہے؟ آپس میں دو آدمیوں کی بات چیت! اس بات چیت کو کاغذوں میں محفوظ رکھنے کا دستور بہت پرانا ہے، بادشاہوں اور وزیروں کے حکم احکام کے چھوٹے چھوٹے فقرے جو بلاغت کی جان ہوتے تھے اور توقیعات کہلاتے تھے یاد رکھے جاتے تھے، عیسائیوں میں مقدس حواریوں کے خطوط کی خاص اہمیت ہے، اور وہ مجموعۂ انجیل کے ضروری جزء خیال کئے جاتے ہیں، اور قبول کے ہاتھوں سے لئے اور ادب کی آنکھوں سے پڑھے جاتے ہیں۔

لیکن جہاں تک میرا علم ہے خطوط کی نگہداشت اور یادداشت کو جو کثرت اور وسعت مسلمانوں کے دور میں ہوئی، وہ اس سے پہلے نہ تھی۔ مسلمانوں نے پہلے خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط کو محفوظ رکھا، روایتوں میں ان کا اتنا بڑا مجموعہ ہے کہ بہت سے عالموں نے ان کو الگ کرکے ان کی کتابیں بنائی ہیں، دوسری صدی میں امام مالکؒ کا خط ہارون رشید کے نام اور امام لیثؒ کا خط امام مالکؒ کے نام خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

چوتھی صدی ہجری سے دیلمیون، سامانیوں، غزنویوں اور سلجوقیوں میں اہل قلم ادیبوں کو اپنے خطوط اور مراسلات کے جمع کرنے کا خیال آیا۔ ان کی تحریک دو وجہوں سے ہوئی۔ ایک تو یہ کہ چونکہ ان عجمی بادشاہوں کی زبان فارسی اور ان کی حکومت کی زبان عربی تھی، اس لئے ان بادشاہوں کو ایسے محکمہ اشاعت کی ضرورت ہوئی۔ جہاں ایسے اہل قلم موجود ہوں جو فارسی زبانوں میں پوری مہارت رکھتے ہوں، اسی ضرورت نے

مانگ پیدا کی اور مانگ نے شئے مطلوبہ کو پیدا کرنا شروع کیا، اِس سے انشاء کا ایک فن پیدا ہوا اور منشی پیدا ہوئے، جو بڑی محنت اور جانکاہی سے شاہی فرمان تیار کرتے تھے، اور چونکہ ان کو وہ بڑی محنت سے تیار کرتے تھے وہ چاہتے تھے کہ ان کے خون جگر کا کوئی قطرہ ضائع نہ ہونے پائے۔ اس کی دوسری وجہ بھی پیدا ہوئی، یعنی یہ کہ چونکہ انشاء کا ایک خاص فن تھا۔ اِس لئے اس کے سیکھنے اور سکھانے کے لئے لائق منشیوں کی تحریروں کی ایک ایک سطر اس کی قدر جاننے اور پہچاننے والے جمع کرنے لگے۔

ادیبوں میں صابی صاحب اور عماد کاتب کے زمانے سے لے کر مثل السائر کے مصنف ابن عبد الکریم تک بیسیوں اہل انشاء ہیں جن کے خطوط اور مراسلے ادب کے خزانوں کے بیش قیمت موتی ہیں۔ ہندوستان کے شاہی منشیوں میں علامہ ابوالفضل کے خطوط و منشآت سے پہلے کی کوئی چیز ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ اس کے بعد تو شاید ہی کوئی فارسی کا انشاء پرداز غالب تک ایسا گذرا ہو جس نے اپنی عمر کی یہ کمائی ترکہ میں نہ چھوڑی ہو۔ چنانچہ انشآت، منشآت اور رقعات کے طرح طرح کے گلدستوں سے فارسی کی بزم ادب رشک گلستان ہے۔ اور عالمگیر کے رقعات اِس چمن کے سدا بہار پھول

علماء اور صوفیوں میں امام غزالی المتوفی ۵۰۵ھ کے مکتوبات سے پہلے کی کوئی چیز ہمارے سامنے نہیں صوفیانہ مکتوبات کے

سلسلہ میں بھی ہندوستان کا نمبر سب ملکوں سے آگے ہے۔ دنیا میں جب تک تصوف کی دھاریں بہتی رہیں گی مکتوبات شیخ شرف الدین منیریؒ اور مکتوبات مجدد الف ثانیؒ کے کوثر و سلسبیل روحانی پیاسوں کی پیاس کو بجھاتے رہیں گے۔

اردو میں غالب نے جب سے ادب کے گرم مجمر میں عود ہندی جلایا ہے اردوئے معلیٰ کی محفل اس کی خوشبو سے بس گئی ہے۔ علماء اور صوفیہ کے خطوط اور مکتوبات تو اپنی روحانی برکتوں، علمی بحثوں اور مذہبی حقیقتوں کے سبب سے ہماری عقیدت مندیوں کا صحیفہ ہیں، مگر غالب کے خطوط میں جو مزا ہے وہ صرف ادبی نکتہ پردازیوں کے چٹخارے سے ہے۔

مرزا غالب کیا کیا خون جگر کھا کر اپنے فارسی نامے لکھا کرتے تھے مگر تقدیر کی عجائب کاری دیکھئے کہ اُن کے اس خونِ جگر کا ایک قطرہ بھی ہمارے ادبی خزانہ کا کوئی قیمتی لعل نہ بن سکا، اور ان کی اردو کے چند فقرے جو ہنستے بولتے، چہکتے اور چہچہاتے ان کی زبانِ قلم سے نکل گئے، ان کا ہر لفظ قدردانوں میں موتیوں سے زیادہ قیمتی ٹھہرا اور آج وہ ہمارے ادبی خزانہ کا بیش قیمت سرمایہ ہے۔

اسکے بعد جو ادبی دور آیا ہے، اس میں ادب و شاعری کے نکتہ پردازوں اور ملک و ملت کے بہت سے خطوط جن کو قدردانوں نے تعویز بنا کر رکھا تھا چھاپ کے اس تبرک کو وقف عام کیا، سر سید کے خط۔ مولانا حالی کے نامے نواب محسن الملک کے مکتوبات، مولانا نذیر احمد کے نصائح، منشی امیر احمد صاحبؒ

امیر مینائیؒ کی تحریر میں اکبر مرحوم کے عنایت نامے اور مولانا شبلیؒ کے مکاتیب چھپ کر ہماری زبان کے خزانہ کا سرمایہ بنے، اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت سید صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے گہر بار قلم نے ہزاروں مکتوبات لکھے۔ جو علم و ادب اور معرفت و آگہی کا گنجینہ ہیں۔ ان قیمتی خطوط میں بعض مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلا مجموعہ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ کے مکاتیب کا ہے۔ یہ سفر "تحریک خلافت" کے سلسلے میں کیا گیا تھا یہ مجموعہ "برید فرنگ" کے نام سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں شائع ہو گیا تھا۔ اور ہر حلقہ میں شوق و محبت سے پڑھا گیا۔ اور اب وہ ہماری تاریخ ملی کا حصہ ہے

۲۔ "مکاتیب سلیمانؒ بنام مسعود عالم ندوی مرحوم" یہ مجموعہ حضرت کے محبوب شاگرد مولانا مسعود عالم کے نام ہے۔ دلچسپ و وقیع مجموعہ ہے بعض خطوط تصوف کے بارے میں کتابوں پر بھاری ہیں۔

۳۔ مکتوبات سلیمانیؒ بنام حضرت مولانا عبد الماجد صاحب دریابادیؒ (۲ جلدیں) مخدوم گرامی مرتبت مفسر قرآن، ادیب شہیر حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سید الملۃ قدس اللہ روحہ کے ابتدائے جوانی سے دوست و رفیق رہے۔ دو عظیم ادیبوں کی چہل سالہ مکاتبت تاریخ میں کم ہی دستیاب ہوئی ہوگی۔ فقیر کے تقاضے پر حضرت مولانا عبد الماجد صاحبؒ نے ان کے نام جو حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط تھے

دو جلدوں میں اپنے کثیر اور قیمتی حواشی کے ساتھ شائع فرما دیئے ۔
چنانچہ حضرت دریابادیؒ نے ڈاکٹر سیّد سلیمان میاں ندوی سلّمہ اللہ تعالیٰ کو ایک خط میں ارقام فرمایا۔

"اشرف خان پشاوری کی تحریک پر خیال ہو رہا ہے کہ اپنے نام کے مکتوباتِ سلیمانیؒ مرتب کر کے چھاپ دوں ۔ کام خاصا وقت لے گا ۔ اس لئے اب تک پس وپیش رہا۔ جو خطوط محفوظ رہ گئے تین سو بیاسی (۳۸۲) ہیں۔ پہلا خط ۱۳ بلکہ ۱۲ (یعنی ۱۹۱۲ء / اشرف) کا ہے ۔ آخیر زمانے میں مراسلت بہت کم رہ گئی تھی ۔ شروع میں بکثرت رہی ۔ حاشیے بڑی کثرت سے دینے پڑیں گے ۔

(مکتوبات ماجدی ص ۳۵ ج ۲ مرتبہ ڈاکٹر محمد ہاشم صاحب قدوائی)

بندہ کو بھی ایک خط میں تحریر فرمایا ۔
"آپ کے کہنے سے مکتوباتِ سلیمانیؒ کی تحریک تازہ ہو گئی ۔"
آخر ش حضرت مولانا دریابادیؒ نے حضرت والا قدس سرہٗ کے اپنے نام خطوط دو ضخیم جلدوں میں شائع کر دیئے ۔ پہلی جلد میں تین سو بہتر خطوط تقریباً ایک ہزار وقیع حواشی کے ساتھ ہیں جلد اول دو سو بانوے صفحات کی ہے ۔ دوسرا حصہ چار سو خطوط پر مشتمل ہے اور تقریباً ایک ہزار دو سو توضیحی حواشی ہیں یہ جلد دو سو چالیس صفحات کی ہے ۔

۴: مکتوباتِ سلیمانی بنام ڈاکٹر محمد عبد اللہ چغتائی صاحب لاہور بعنوان

سید سلیمان ندوی اور ان کے چند خطوط

۵:۔ مکتوبات بنام ڈاکٹر مولوی غلام محمد صاحب دام فضلہ۔ یہ مکتوبات منہاج سلیمانی برائے سالک رحمانی کے عنوان سے تذکرہ سلیمان حصہ دوم کی زینت ہے

۶:۔ مکتوبات مطبوعہ رسالہ نقوش لاہور خطوط نمبر بعنوان خطوط سید سلیمان ندوی

۷:۔ مکتوبات مطبوعہ رسالہ نقوش لاہور مکاتیب نمبر بعنوان مکاتیب

۸:۔ رسالہ معارف اعظم گڑھ میں بھی حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ کے مکتوبات گاہے گاہے چھپتے رہے ہیں۔ چونکہ بندہ اس مجموعہ میں صرف سلوک سلیمانی کے بارے میں تربیتی خطوط شائع کر رہا ہے اس لئے عمومی خطوط سے تعرض نہیں کیا گیا۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ کا حلقہ نیابت دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ مکاتبت کا سلسلہ دور و نزدیک قائم تھا۔ اس لئے یقیناً اس صنف کے خطوط کی تعداد بھی بہت زیادہ ہوگی۔ فقیر نے نہ تو مریدین کی پوری تعداد کا استقصاٗ کیا ہے۔ نہ تلاش و جستجو، اس لئے مکتوبات کا پورا مجموعہ اکٹھا نہ ہو سکا۔ بہر حال جن حضرات نے اپنے نام خطوط از خود ظاہر فرما دیئے وہ منظر عام پر آگئے باقی ابھی تک پردہ خفا میں ہیں۔

فقیر جن مکتوبات کو شائع کرنے کی سعادت پا رہا ہے، اس میں بیس حضرات و خواتین کے نام حضرت والا قدس سرہٗ کے تربیتی خطوط ہیں۔ جن کی

بندہ کے مرتب کردہ خطوط میں حضرت سید الملت نور اللہ مرقدہٗ اور اشخاص مذکورہ کے درمیان جو مراسلت ہے اسمیں مُرسل اور مُرسل الیہم دونوں کے خطوط نقل کردیئے ہیں اور جہاں مُرسل الیہم کا خط نہیں ملا وہاں صرف حضرت سید الملۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کا گرامی نامہ نقل کردیا۔ مُرسل الیہم طالبین کے خطوط کا حضرت دریابادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشورہ پر ضروری خلاصہ دے دیا ہے۔ حضرت مولانا دریابادی رحؒ نے تحریر فرمایا تھا۔

"سلوک سلیمانی میں طالب کے خطوں کا محض خلاصہ انشاء اللہ بالکل کافی ہوگا۔ پورے خط سے بغیر از دیادِ حجم کے کوئی نتیجہ (فائدہ) نہیں۔

بندہ اپنی سعادت سمجھتا ہے کہ حضرت والا نور اللہ مرقدہ کے تربیتی خطوط جن تک بندہ کی رسائی ہوسکی انہیں قارئین کے سامنے پیش کرے۔

اولاً مرسل الیہم حضرات کے اسمائے گرامی اور ان کے نام خطوط کی تعداد ذیل میں درج کرتا ہوں۔

		تعداد
۱۔	داعیِ کبیر فاضل جلیل مخدومی الاعز حضرت علامہ مولانا ابوالحسن علی الندوی دامت فیوضہم و برکاتہم	۴
۲۔	حضرت مولانا محمد اویس صاحب ندوی نگرامی رحمۃ اللہ علیہ	۴

۳- حضرت مولانا محمد علی صاحب حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷
۴- جناب مولانا عبدالرؤف صاحب اورنگ آبادی	۷۱
۵- جناب مختار احمد صاحب کراچی	۸۴
۶- جناب حکیم مولوی محمد عبداللہ صاحب ندوی	۸
۷- جناب عبدالرحمان صاحب ایم اے	۴۷
۸- جناب ڈاکٹر ملپا علی صاحب بھٹکل	۳۶
۹- جناب مولوی محی الدین صاحب	۱۶
۱۰- جناب مولانا مظفر حسین صاحب ندوی کشمیری	۱۰
۱۱- محمد اشرف سلیمانی پشاوری	۵۲
۱۲- محترمہ ہمشیرہ محمد اشرف پشاوری	۲
۱۳- جناب غلام صابر صاحب	۴
۱۴- جناب صوفی محمد ادریس صاحب	۲
۱۵- محترمہ سعیدہ خاتون صاحبہ	۴
۱۶- محترمہ صابرہ خاتون صاحبہ	۴
۱۷- محترمہ عظمت خاتون صاحبہ	۳
۱۸- محترمہ ام کلثوم صاحبہ	۲
۱۹- جناب داؤد صاحب	۱
۲۰- بنام جناب نیاز الدین صاحب (استفسار کا جواب)	۱

یہ مکتوبات گرانمایہ فقیر کو مختلف طریقوں سے حاصل ہوئے۔

حضرات گرامی جناب مولانا ابوالحسن علی الندوی زادت الطافہم اور حضرت مولانا محمد اویس صاحب ندوی نگرامی رحمہ اللہ کے نام خطوط رسالہ صبح صادق لکھنؤ سے نقل کئے گئے ۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد علی صاحب حیدر آبادی رحمۃ اللہ کے نام مکاتیب رسالہ بینات کراچی سے لئے گئے جناب محی الدین اور ان کی رشتہ دار مستورات کے نام مکتوبات اور جناب ملیا علی صاحب کے نام خطوط حضرت مولانا عبدالماجد دریا بادی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر میرے مطالبہ کے محض اپنی کرم نوازی سے مجھے بھیج دیئے جناب عبدالرحمان صاحب کے خطوط برادر گرامی جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے توسط سے میسر آئے باقی حضرات نے فقیر کی استدعا پر اپنے اپنے نام کے خطوط بندے کو اشاعت کی غرض سے مرحمت فرمائے ۔ بندہ ان سب حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کی نوازش ولطف فرمائی کا دارین میں انہیں بیش از بیش صلہ عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ انسانوں کو اس سے مستفید فرمائے ۔ آمین

چونکہ یہ مراسلت تمام تر تربیتی ہے ۔ اس لئے حضرت سید الملۃ رحمۃ اللہ علیہ کے طرز تربیت کاملہ کا مفید وجامع ، دلچسپ اور بیش بہا مجموعہ ہے جس سے ہر عارف وعامی حسب ظرف فائدہ اٹھا سکتا ہے

اس مجموعہ کی اہمیت استفادہ کے اعتبار سے اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت والا قدس سرہٗ نے رسمی اور مروجہ اعتبار سے اپنا کوئی بھی خلیفہ نہیں چھوڑا ۔ اور اپنے انتہائی اونچے معیار کی بنا پر کسی کو اپنا جانشین ، خلیفہ یا نائب نامزد نہیں فرمایا ۔ چنانچہ حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ کے مسترشد خاص حضرت

مولانا غلام محمد صاحب حیدر آبادی ثم کراچوی دامت برکاتہ اپنی کتاب تذکرہ سلیمانؒ (مطبوعہ ۱۹۶۰ء) میں حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وسعت فیض کا تذکرہ فرماتے ہوئے واضح طور پر ارقام فرماتے ہیں۔

"یہ عجیب بات ہے کہ اس وسعتِ فیض کے باوجود حضرت والا نے کوئی خلیفہ نہیں چھوڑا۔ حالانکہ بھوپال، حیدر آباد اور پاکستان کے بعض علاقوں میں ان کے دست گرفتہ ایسے ایسے لوگ بھی دیکھنے میں آئے۔

جو تقویٰ وطہارت اور ان میں بعض فن دانی کے اعتبار سے بھی شائد اور جگہ خلافت کے ہر طرح مستحق ٹھہریں۔ مگر حضرت والاؒ کا معیار اتنا بلند تھا کہ اس پر کسی کا پورا اُترنا دشوار ہی تھا۔ اور دوسری بات جو ڈاکٹر صاحب مدظلہ سے سُنی وہ یہ ہے کہ حضرت والا پر تواضع کا اتنا غلبہ تھا۔ کہ انھوں نے کسی کو اپنا خلیفہ نہ بنایا۔ یہی خیال مولانا محمود الغنی صاحب مدظلہ کا ہے جن کا خود یہ عالم ہے کہ غایت تواضع سے کسی کو مرید بھی نہیں کرتے۔ (تذکرہ سلیمان ص۲۴۸)

حضرت سید الملۃ قدس سرہٗ اقلیم قلم کے صاحبقران وسلیمان اعظم تھے۔ کلکِ سلیمانی اپنی قلمرو میں اِنشاء و تحریر کے جو موتی بکھیرنا چاہتا اور جس انداز میں نچھاور کرتا۔ یہ اس کا حصہ وکمال تھا۔

ے جاتا ہے ضعف آتی ہے قوت نگاہ میں
موتی پسے ہوئے ہیں تیری گرد راہ میں

آپ کا دُرریز قلم اپنی متانت سبک روی، فصاحت و شگفتی، تاثیر و دلکشی میں اپنی نظیر آپ تھا۔ جب آخری دور میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے آستانۂ فیض سے کاملاً سیراب فرماکر معرفت و آگہی، خدارسی و حقیقت دانی کا بحرِ زخّار بنادیا۔ آپ کی زبان عرفان الٰہی کی ترجمان بن گئی اور آپ کا قلم اسرار و رموز ربانی کا امین و قاسم بن گیا۔ سالکین راہ حق کے طالبین کی رہنمائی اور گرہ کشائی مختصر سے جملوں اور فقروں میں ہونے لگی صاحب جوامع الکلم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و فیض سے یہ فقرے ایجاز کا 'اعجاز' اور حقائق کا پُر اثر اور دلکش انداز میں بیان ہوتا تھا۔ مخاطب کا دل و دماغ روح و قلب تاثیر میں ڈوب جاتا تھا۔ بسا اوقات ایک فقرہ سے اس کا حال دوسرے بہتر حال میں متبدل ہوگیا۔ یہ جملے اور 'ارشادات' طالبین میں ایسے رچ بس جاتے تھے کہ ان کی زندگی اس کا نمونہ بن جاتی تھی، طالبین جو خط لکھتے تھے۔ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ ان کا جواب باقاعدگی سے فوراً دیتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اعظم گڑھ یا بھوپال سے ہم آپ کے خط کا انتظار پشاور میں ساتویں یا آٹھویں دن بیتابی سے کرتے تھے۔ اور اسی دن وہ خط پہنچ جاتا تھا۔ حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ کا اپنا شعر آپ کے خط کی آمد کیلئے مریدین کے انتظار کی ترجمانی کرتا ہے ع

دن گنے جاتے ہیں قاصد کیلئے ✤ انتظار نامہ محبوب ہے !

---

[1] حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ و مجاز بیعت حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ۔

یہ خطوط حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی معرفت فن دانی، شفقت، دقیقہ رسی وحذاقت کا مرقع ہوتے تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے اپنے شیخ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے مکتوبات کے بارے میں اپنے مجموعہ کلام "غزل الغزلات" میں جو ارشاد فرمایا ہے وہ آپ کے طالبین کے نام رسائل وخطوط پر ہو بہو صادق آتا ہے۔ اس لئے اسے نقل کرتا ہوں۔

آج آیا ہے پیارے کا پیارا مکتوب ::: دلکش ودلبر ودلچسپ دلارا مکتوب
قوتِ جاں، قوتِ دل، سرمۂ بینش تحریر ::: روح افزا ودل آویز ودلآرا مکتوب
روشنائی نظر آئیگی سوادِ خط میں ::: دیدۂ کور بھی دیکھے جو تمہارا مکتوب
پڑھ لے کوئی تو معطر ہو مشامِ دل وجاں ::: نافۂ مشک ہے یا عنبر سارا مکتوب
سر بسر شوق وہمہ درد ہماری تحریر ::: سر بسر مایۂ تسکین ہے تمہارا مکتوب
نامۂ یار کے دیدار میں عالم یہ ہے ::: ہمہ تن آنکھ ہوں اور آنکھ کا تارا مکتوب

۲۵ جون ۱۹۴۲ء (بلیا)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے ایسے ہی خطوط کی دلنشینی ودلکش وپُر تاثیری کے بارے میں حضرت مولانا عبد الماجد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ مشہور ہے کہ:

"بے ساختہ جی چاہتا ہے کہ وہ انگلیاں چوم لوں جس نے یہ فقرے لکھے ہیں۔"

ہمارے حضرت والا استید صاحب قدس سرہٗ کے تربیتی مکتوبات کی تحریروں کی بھی یہی تاثیر وکیفیت ہے بندۂ قاصر کا اپنا یہ حال ہے کہ چالیس بیتالیس سال گذر جانے کے بعد بھی حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض خطوط اور ان کی

عبارتیں از بر ہیں۔ اب یہ بے بہا "مجموعہ مکتوبات" آپ کے ہاتھوں میں ہے اس "کنز مخفی" کو ظاہر اور شائع کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ حضرت والا اقدس اللہ روحہ کا فیض جو ان "مکتوبات" کا جوہر و عطر ہے عام ہو۔ اور "درماندہ رہروان سلوک" اس "سلیمانی سوغاتِ عرفانی" سے استفادہ فرما کر بتوفیقہ تعالیٰ منزل کو پا سکیں۔ سلوکِ اسلامی کی صحیح و مسنون راہ واضح و نمایاں ہو کر ہدایتِ انسانی کا سبب بنے جو فقیر کے لئے رضائے حق کے ملنے کا ذریعہ اور توشۂ آخرت ہو۔ اللہ تعالیٰ سے بصمیم قلب خواستگار ہوں کہ اس گناہگار کی جملہ کوتاہیاں معاف ہوں اور حضرت سیّدی ذی شان اعلی اللہ تعالیٰ کی جوتیوں میں جگہ ملنے کی سعادت حاصل ہو۔ یہ الفاظ قلم بند کر رہا ہوں اور جسم کے رونگٹے رونگٹے اور قلب کے ریشے ریشے سے آواز بصد الحاح و زاری نکل رہی ہے

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ	اے میرے پروردگار یقیناً میں نے
اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمَانَ لِلّٰہِ	اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ	بھی حضرت سلیمانؑ کے ساتھ اللہ
سورۃ النمل آیت ۴۴	جو تمام جہانوں کا پالنے والے ہیں
	پر ایمان لاتی ہوں۔

ممکن ہے حضرت والا اقدس سرہٗ کی برکت سے یہ ادنیٰ و حقیر کوشش قبولیت ربانی کا شرف پا سکے۔

راقم آثم کی خوش نصیبی و سعادت تھی۔ کہ ان مکتوبات کے مرتب کرنے کے دوران میں حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ کی زیارت منامی سے مشرف

ہوا۔ آپ خوشی و انبساط سے فقیر سے استفسار فرما رہے ہیں کہ" آپ میرے مکتوبات کو شائع کر رہے ہیں، میرے بہت سے خطوط مولانا عبدالباری کے نام بھی ہیں ؟ (اوکما قال) بندہ نے جواباً عرض کیا کہ" فی الحال آپ کے صرف ان خطوط کو مرتب و شائع کر رہا ہوں جو سلوک و تربیت کے بارے میں ہیں۔" فقیر کے اس جواب پر مسکرا کر مسرت کا اظہار فرمایا بندہ نے سمجھا کہ عاجز کی یہ ادنیٰ کوشش و خدمت حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کو پسند آئی۔ فالحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ۔"

آخر میں اپنا خوشگوار فریضہ سمجھتا ہوں کہ اپنے ان جملہ عزیز رفقاء و محبین کا دلی شکریہ ادا کروں جنہوں نے ان "مکتوبات" کے مرتب کرنے میں فقیر سے کسی درجہ میں بھی تعاون فرمایا ان میں سے بعض نے خطوط کے مُرسَل الیہم طالبین کے مکاتیب کی تلخیص کی، بعض نے کتابت کی غلطیاں نکالی بعض نے پروف ریڈنگ میں اعانت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دارین میں بھرپور صلہ نیک عطا فرمائے اور حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

بندہ خصوصاً محب گرامی حضرت مولانا ڈاکٹر محمد یوسف البرجوی صاحب (شعبہ عربی جامعہ پشاور) اور جناب ڈاکٹر غلام ناصر صاحب اور ڈاکٹر برہان صاحب کا ممنون اور سب سے بڑھ کر محب عزیز محمد نعمان نعمانی صاحب (استاذ ادارہ تحقیق و تعلیم جامعہ پشاور) کا شکر گذار ہوں، جنہوں نے کتابت کی دیکھ بھال کے علاوہ طباعت کے جملہ مراحل میں پوری کوشش کی اور حق یہ ہے کہ اگر وہ اس بارے میں کوشش نہ کرتے تو یہ بندۂ قاصر کتابت وطباعت کے مرحلہ سے شاید ہی سبکدوش ہوتا۔ یہاں ان کے رفیق عزیزم ڈاکٹر جاوید صاحب کا بھی سپاس گذار ہوں جو انہیں بار بار لوجہ اللہ اپنی گاڑی میں پشاور سے اکوڑہ کاتب صاحب کے مستقر پر لے

جاتے اور لاتے رہے آخر میں اپنے کاتب جناب محمد نعیم صدیقی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود تقریباً چودہ سال کے عرصہ میں کتاب کی کتابت سے بخیر وخوبی عہدہ برآ ہو سکے

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ، وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ افضل الانبیاء والمرسلین سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

والحمد للہ بنعمتہ تتم الصالحات۔ والحمد للہ اولاً واخیراً وظاہراً وباطناً وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد النبی الامی المزکی الکریم والہ واصحابہ انک حمید مجید ۔

محمد اشرف سلیمانی
۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

قِرانُ السَّعدَین

اخی المحترم جناب ڈاکٹر مولوی غلام محمد صاحب تذکرہ سلیمانؒ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کاش مکاتیب سلیمان و اشرف مل جاتے تو آج اس مرقع سلیمانی میں جان پڑ جاتی۔ سلوک و معرفت کے کیسے دلکش مناظر دیکھنے میں آتے اور منتہی سالکین کی کتنی گتھیاں ان سے سلجھتیں!" (تذکرہ سلیمان ص ۱۲۶ حاشیہ)

اللہ تبارک و تعالیٰ کا احسان و کرم تھا کہ حضرت اقدس مجدد الملۃ حکیم الامۃ حضرت اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے دو اجل خلفاء ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس سرہٗ اور حضرت مولانا فقیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے بندہ کو ترتیب و اشاعت کی غرض سے اس مکاتبت کی نشاندہی فرمائی۔ جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اعلی اللہ مقامہ اور حضرت سیدی و مولائی علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ہوئی تھی اور اس سلسلے میں اپنے النور کے رسالے بندہ کے سپرد کئے۔ بندہ النور کے ان رسائل سے حضرات شیخینؒ کی اس مکاتبت کو برکت و خیر اور افادہ عام کے لئے نقل کرتا ہے۔ اور اپنے اس مجموعہ

کی ابتداء ان بابرکت مکتوبات شیخین سے کرتا ہے۔ اور اسے قِران السعدین سے معنون کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیض سے بندہ قاصر اور پوری امت کو رہتی دنیا تک مستفید فرماتا رہے اور اسے سب کے لئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین۔

مکاتبت
حضرۃ سیدالملۃ قدس سرہٗ
و
حضرت حکیم الامۃ نور اللہ مرقدہٗ

مکتوب نمبر ۱

(النور نمبر ۷۔ جلد ۲۲ ماہ ذیقعدہ ۱۳۶۰ھ ص ۵/۹۱، ۶/۹۱)

س: (حال) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ والا نامہ کو پڑھ کر آنکھیں آبدیدہ ہوئیں کہ حضرت نے اس قدر نوازش فرمائی۔

ت: (تحقیق) میں اپنے ذمہ کا حق بھی ادا نہ کر سکا۔ نوازش تو کیا ہوتی۔

س: (حال) پچھلے عریضہ کے دن سے یعنی ۶ رمضان المبارک سے بحمداللہ کہ ذکر اللہ چھ ہزار سے بڑھا کر بارہ ہزار روزانہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں۔

ت: (تحقیق) آمین وقد فعل ان شاء اللہ۔

س (حال) ذکر کے اوقات کے علاوہ کبھی کم اور کبھی زیادہ بلا ارادہ بلا تحریکِ لسان اندر سے اللہ اللہ جاری رہتا ہے۔ اور ذہول

بھی ہو جایا کرتا ہے۔ مگر تذکر کے علاوہ خشیت یا محبت کی کوئی کیفیت نہیں ہوتی۔

ت (تحقیق) انفعالات غیر اختیاری ہوتے ہیں۔ اور کوئی غیر اختیاری مقصود نہیں گو محمود ہوں۔ ان کے ساتھ یہ معاملہ رکھنا چاہیئے۔ کیلاتا سوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم۔

س (حال) ایک بات عرض کرتا ہوں۔ کیفیت ہے۔ اس لئے عرض کرتا ہوں۔ میں تصور شیخ کا کبھی قائل نہ تھا۔ اور نہ مستحسن سمجھتا تھا۔ مگر میرا یہ حال ہے۔ کہ اکثر اوقات ذکر میں اور کبھی یوں بھی حضرت کی شبیہہ مبارک (صورت) نظر کے سامنے آجاتی ہے اور میں اس کو دور بھی نہیں کرتا۔

ت (تحقیق) جو چیز بعض مفاسد کی وجہ سے بعض کے لئے غیر مستحسن ہے وہ تصور ہے جو باختیار ہو۔ اور غیر محل مفسدہ میں دور کرنا واجب نہیں۔ حدیث میں ہے۔ کأنی انظر الی وبیص ساق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

س (حال) تہجد جاری ہے۔ اتنا اضافہ ہوا ہے۔ کہ اس موقعہ کے ادعیہ ماثورہ یاد کرکے پڑھنے لگا ہوں۔ جیسے لک الحمد انت نور السموت والارض اور اللھم لک سجدت وبک امنت وغیرہ۔

ت (تحقیق) سنت کا مورث برکات ہونا یقینی ہے۔

س (حال) میرے والد مرحوم ابو العلائی طریقہ کے حضرت شاہ ابو احمد صاحب بھوپالی کے مرید و خلیفہ تھے۔ بچپن میں ان دونوں بزرگوں نے اپنے حلقہ میں مجھے شامل کیا۔ والد صاحب مرحوم ذکر جہری معروف کراتے تھے۔ مگر مجھے رغبت نہ ہوئی۔ بعد کو مجھے یہ کچھ بدعت سا معلوم ہونے لگا۔ قصد السبیل میں حضرت نے ادہر جو اشارہ کیا ہے اس سے تسکین ہوئی۔ کہ نفسِ ضرب اور طریقۂ ضرب کوئی ثواب کا کام نہیں آپ نے ضرب کی اجازت دی ہے۔ مگر ابھی تک اس پر عمل نہ کرسکا۔ اور میلان نہیں پاتا۔

ت (تحقیق) اجازت مستلزم ترجیح نہیں۔ راجح فی نفسہ خفی ہے۔ اور بعض مصالح کی بنا پر غیر مفرط بھی مطلوب ہے۔ اور مغلوبیت میں مفرط بھی عفو ہے۔

س (حال) بھائی صاحب مرحوم توجہ دیتے تھے۔ اور مراقبہ کراتے تھے۔ مگر بچپن تھا۔ قدر اس نعمت کی ہوئی پھر ایام تعلیم میں اور احوال پیش آئے جو اُدہر سے مانع اور حاجب بن گئے۔

ت (تحقیق) اِس میں تو ذکر جہر سے زیادہ بدعت کا شبہ ہے گو دونوں شبہے غلط ہیں۔ مگر ذکر جہر کی اصل منقول تو ہے۔ یہ تو کہیں منقول ہی نہیں۔

مکتوب نمبر ۲

(النور نمبر ۸۔ ج ۲۲۔ ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ صفحہ ۲۹۳)

س (حال) اب حضرت کے فیض سے اس عمر میں جب خمسین وستین کے بیچ کی منزل ہے۔ پھر ادھر پلٹنا ہوا۔ عرض یہ ہے کہ ذکر کے وقت خیال کی مرکزیت کے لئے کسی تصور کو قائم رکھنے کا خیال دل میں پہلے کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ کیا کوئی ہدایت اس باب میں مل سکتی ہے۔

ت (تحقیق) اس کا انجام تشبیہ کا غلبہ ہے۔ تنزیہ پر۔ جو نہایت خطرناک ہے۔ اگر کوئی مرکز قائم بھی ہو گیا تو وہ غیر مقصود کام ہو گا۔ اور ذکر اس کو مقصود سمجھے گا تجویز کردہ ہر تصور خلاف واقع ہو گا۔

س (حال) توجہ کی نسبت حضرت کے کلام میں ایسے اشارے ملتے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عارضی فائدہ کی چیز ہے۔ مگر شاید معین عمل تو ہو گی۔

ت (تحقیق) احیاناً ایسا بھی ہوتا ہے۔ اور دوسرے احیان میں مانع بھی ہو جاتا ہے جیسے رکوب کی عادت سے مشی علی الرجل سے عاجز ہو جاتا ہے۔ اور مرکب نہ ملنے کے وقت سفر المقصود سے محروم۔

س (حال) زیادہ کیا عرض کروں ؎

در حضرت کریم تمنا چہ حاجت است

ت (تحقیق) مجھ جیسا طالب علم خوگر کلام ایسا کریم کب ہو سکتا ہے

س (حال) عرض کیا تھا کہ مجھے اپنی ہر بات میں بڑائی اور اپنی تعریف

سننے کو جی چاہتا ہے۔ اور میرے ہر کام میں سستی پائی جاتی ہے
ارشاد ہوا۔ کہ ان دونوں کے درجے ہیں۔ اختیاری اور غیر اختیاری، کون
سے درجہ کی شکایت ہے۔ اس سے یہ سمجھا۔ کہ جس حد تک غیر اختیاری
ہے۔ وہ معذور ہے۔ لیکن جو اختیاری ہے اس کو دور کیا جائے۔ اگر
یہ میری تقصیر فہم ہے۔ تو تنبیہ فرمائی جاوے۔

ت (تحقیق) ماشاء اللہ تفسیر میں ذرا بھی تقصیر کا احتمال نہیں۔

س (حال) بحمد اللہ کہ تکبّر نہیں۔ مگر تکبّر سے ڈرتا ہوں۔ یہی سبب سوال تھا

ت (تحقیق) یہ ڈر ہی تو جالبِ رحمت و نصرت ہے۔

واعلموا ان اللّٰہ مع المتقین اس میں نص ہے

مکتوب نمبر ۳

(النور نمبر ۱۰ - جلد ۲۲، ماہ صفر ۱۳۶۱ھ ص ۳/۹۷ تا ۵/۹۹

س[1]:- از ہیچمدانے

بخدمت حضرت اقدس دام فیضہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

ل:- السلام علیکم۔ یہی اعتقاد (ہیچمدانی کا) ہمہ دانی کی مفتاح ہے۔

س:- دوستوں کی زبانی مراجعت تھانہ بھون اور صحت مزاج گرامی کی خبر ملی جس سے
مسرت ہوئی۔ ادام اللہ بقاءکم فینا بالصحۃ والعافیۃ والسلامۃ

الجواب:- جزاکم اللہ تعالیٰ علی ھذہ المحبۃ

---

[1] س کی جگہ 'مضمون' اور 'ل' کی جگہ 'جواب' لکھا ہے

س :۔ بحمد اللہ معمولات جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ استحکام و استقامت ارزانی فرمائیں۔

ل :۔ آمین

س :۔ ان دنوں تذکرۂ رشیدیہ کا مطالعہ رہا۔ اور معلوم ہوا کہ علماء صالحین وکاملین کی تصویر کیسی ہوتی ہے۔ اس سے جذبہ عمل کو بھی تقویت ہوئی۔ فبحمد اللہ

ل :۔ زادکم اللہ نفعا۔

س :۔ حضرت والاؒ کی متعدد تصانیف "بہشتی زیور، حیوۃ المسلمین، صفائی معاملات اور مواعظ مختلفہ اشرف العلوم" زیر نظر رہتے ہیں۔ ان کا اثر ہے کہ میں اپنی نظر میں آپ بے وقعت ہو گیا۔ اعوذ باللہ من علم لا ینفع کی حقیقت جلوہ گر ہو گئی۔ ان مواعظ میں عوام تو عوام اہل علم کے لئے بھی کیسی بصیرتیں ہیں۔ ان میں بہت سے ایسے نکاتِ علمی ملے۔ جن تک اپنی راہ پہلے گو پہنچ چکا تھا مگر اُن کو ان تصانیف میں پڑھ کر ذوقِ تازہ بہم پہنچا۔ اور کتنے ایسے شبہات علمی تھے، جو ان اوراقِ شریفہ کے مطالعہ سے دور ہو گئے۔ فبحمد اللہ تعالیٰ۔

ل :۔ ھنیئاً لکم ھذہ العلوم و رزقنیھا ببرکۃ حسن ظنکم۔

س :۔ میں نے اپنی سستی کی شکایت کی تھی۔ حضرت نے پوچھا تھا۔ کہ یہ طبعی ہے۔ یا اور کسی سبب سے۔ سو وہ طبعی تھی۔ اور میں اس سے

ملول تھا۔ آج حضرت کے وعظ ملقبؒ بہ 'شعبان' میں اس بیان کو پڑھا۔ کہ طبعی سستی پر پھر احکام کو بجالانا میں حامل ثواب ہے۔ اس سے میرا وہ ملال آج خدا کا شکر ہے۔ کہ دور ہو گیا۔ اور انبساط عجیب کا باعث ہوا۔ اور خیال ہوا۔ کہ شاید 'وضوعلی المکارہ' جو حدیث میں آیا ہے۔ اس سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہو۔

ق:۔ بالکل صحیح ہے۔ اور نصوص میں اس کی صریح تائیدات بہت ہیں۔

س:۔ صفائی معاملات سے حقوق عباد کی اہمیت دل میں اتر گئی۔ میری پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا۔ دَین مہر واجب تھا۔ میں نے عزم کیا کہ سب ورثہ سے اس کو معاف کراؤں گا۔ خواہ وہ مجھ سے چھوٹے ہوں یا بڑے۔ اعزہ ورثہ بکھرے ہوئے تھے۔ اتفاق عجیب کہ ابھی میرے بڑے سالے کا انتقال ہوا۔ تعزیت میں سب ورثہ جمع تھے۔ میں نے سب سے معاف کرایا۔ یہاں تک کے اپنے چھوٹے بالغ لڑکے سے۔ اور دل نے راحت محسوس کی۔ وما ھذا ابادل برکاتکم۔

ق:۔ ماشاء اللہ توفیق حق یہی ہے جعلہ اللہ لنا رفیقا لنا ولکم۔

س:۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ مرکزیت خیال کے لئے ذکر کے وقت کیا تصور قائم کیا جائے۔ ارشاد ہوا یہ مرتبہ تنزیہ کے خلاف ہے۔ یہ بات میرے دل میں بھی آرہی تھی۔ مگر ایک دفعہ خود بخود کعبہ کا خیال آگیا اور میں اس میں اپنے تصور میں مقام ابراہیم میں بیٹھ کر ذکر کرنے لگا مگر وہ چیز آنی تھی۔ جاتی رہی۔ اتفاق سے حضرت کے ایک وعظ

میں ادپر اشارہ پایا۔ (حوالہ ڈھونڈا مگر اس وقت نہیں ملا) کیا ارشاد ہے۔

ا:۔ میں کلمہ "ادھر" کا اور کلمہ "حوالہ" کا مدلول نہیں سمجھا۔

س:۔ میں نے توجہ کی خواہش کی تھی۔ جواب سے تشفی ہوئی اور مصلحت سمجھ میں آئی۔ پھر وعظ 'وحدۃ الحب' میں پڑھ کر مزید تشفی ہوئی۔ مگر میں تصور میں بلا مقصد آپ سے باتیں کرتا ہوں۔ پھر متنبہ ہو جاتا ہے۔

ا:۔ دونوں میں منافع ہیں اول میں مقدمہ کی شان ہے۔ ثانی میں مقصود کی۔

س:۔ اس دفعہ عمر میں پہلا رمضان گیا۔ جس میں نہ جسم نے نہ روح نے کمزوری دکھائی یعنی روزہ میں مشقت کی بجائے فرحت نصیب ہوئی۔ اور اور آخری تراویح کے دن تھکن اور تکان کی بجائے یہ حسرت محسوس ہوئی کہ یہ برکت آج رخصت ہو رہی ہے۔

ا:۔ حُبّ عبادت حب معبود سے ناشی اور دولت عظمیٰ ہے۔

س:۔ میں اپنے یہ احوال لکھتا ہوں۔ مگر دل میں کھٹک رہتی ہے۔ کہ آیا مجھے یہ حضرت کے سامنے عرض کرنا چاہیئے یا نہیں۔

ا:۔ بہت ضروری۔ اور اس میں پوری آزادی سے کام لیا جائے۔ میرا بھی نفع ہے شاید آپ کے سوال کی برکت سے جواب القا ہو جاوے

س:۔ مجھے کبھی اکابر و خواص امت سے مکاتبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس لئے ڈرتا ہوں کہ معلوم نہیں کہ میرے قلم سے جو نکلتا ہے اور جس طرح نکلتا ہے وہ حضرت کے انقباض کا سبب نہ ہو۔

ل:۔ میں تو اکابر میں سے نہیں۔ دوسرے اخلاص خود مانع انقباض ہوتا ہے
س:۔ اُمید ہے۔ کہ ایسے موقع پر مسامحت نہ فرمائی جاوے۔ بلکہ سرزنش کی جاوے کہ نفس کو تنبیہ ہو۔
ل:۔ استلزام محال للمحال کے درجے میں امتثال کا وعدہ۔ والسلام

مکتوب نمبر ۴

(النور نمبر ۱۰۔ جلد۔۲۲، ماہ صفر ۱۳۶۱ھ ص ۶/۱۰)

تمہید:۔ اس کے بعد ان ہی صاحب کا دوسرا خط آیا۔ جس میں اس مدلول غیر مفہوم کی تفسیر تھی جس کی نسبت مجیب نے یہ لکھا تھا کہ میں کلمہ ادھر کا اور کلمہ حوالہ کا مدلول نہیں سمجھا۔ یہ دوسرا خط مع جواب کے ذیل میں منقول ہے۔

س، از سیمراں

بحضرت اقدس متعنا اللہ تعالیٰ بفیوضہ

ل:۔ جعل اللہ تعالیٰ ھذا التواضع مفتاحًا للرفعۃ
س:۔ صحیفۂ شریفہ نے بشاشت تازہ بخشی، جس فقرہ کا مدلول میرے قصور بیان کی وجہ سے واضح نہیں ہُوا تھا۔ اس کی توضیح یہ ہے۔
ل:۔ یہ بھی ہے کہ میرے ادراکِ دماغی کا قصور ہو۔
س:۔ ایک دفعہ اتفاقًا ہنگامِ ذکر کعبہ مقدس کی صورت سامنے آگئی۔ اور میں اپنے تصوّر میں مقام ابراہیم پر بیٹھ کر معروف ذکر ہوا۔ اتفاق سے اس کے دوسرے دن میں نے حضرت کے ملفوظات مندرجہ اشرف

العلوم بابت ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ صفحہ ۱۱ میں لاصلوٰۃ الا بحضور القلب کی تشریح میں یہ پڑھا کہ پھر اس احضار مامور بہ کی کامل صورت یہ ہے۔ کہ مذکور کی طرف متوجہ رہے۔ اور اگر نہ ہو سکے تو ذکر ہی کی طرف متوجہ رہے۔ یا مثلاً یہ سوچے کہ کعبہ کی طرف منہ کئے کھڑا ہوں اور کعبہ سامنے ہے۔ انتہی اسکی نسبت استفسار تھا۔ کہ ذکر میں کعبہ کا تصور کریں اس کے سامنے بیٹھا ہوں، کیا جائے تو کیسا ہے۔

ا:۔ اب جواب عرض کرتا ہوں، کہ ابتدائے سلوک میں دفع خطرات کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ منتہی کو اسکی چنداں حاجت نہیں۔

(اور یہ ابتدا و انتہا باعتبار مراتب قرب عند اللہ کے نہیں۔ بلکہ اصطلاحی ضابطہ کی باعتبار حالت ظاہری نصاب طریق کے ہیں)

اگر اس مراقبہ سے دفعہ خطرات میں اعانت ہوتی ہو۔ تو اس کو اختیار کیا جاوے۔

س:۔ نماز میں توجہ کے لئے حضرت نے جو تجویز اپنے ملفوظات و تحریرات میں فرمائی۔ کہ الفاظ کو ارادہ کے ساتھ سوچ سوچ کر پڑھا جاوے میرے لئے بہت مفید ہوئی ہے۔ فبحمد اللہ۔

ا:۔ رزقکم اللہ ثمراتہ۔

مکتوب نمبر ۵

(النور ۱۲- جلد ۲۲- ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ صفحہ ۳/۱۰۱، ۶/۱۰۴)

س:۔ اب میں نے دو ہفتوں سے صلوٰۃ اشراق کی بھی پابندی شروع کی ہے۔ حق تعالیٰ استقامت بخشیں۔

ا:۔ آمین

س:۔ انفاس عیسیٰ اور امداد الفتاوی کی جلدیں ان دنوں مطالعہ میں ہیں

ا:۔ نفعکم اللہ بھما

س:۔ ہمت کرتا ہوں کہ بارہ تسبیح کا شغل تہجد کے بعد شروع کروں مگر شغل کے لئے تسہیل شرح قصد السبیل میں شیخ کی موجودگی میں یعنی اس کے پاس رہ کر اُس کے شروع کرنے کی ہدایت ہے تو آیا اسی ہدایت کی پابندی کی جائے۔ یا مجھے ابھی سے اجازت ہوتی ہے۔

ا:۔ پاس رہنا درجۂ اشتراط میں نہیں بعض مصالح کے لئے ہے جس میں زیادہ دخل ضرب اور جہر کو ہے۔ اگر ان کو اختیار نہ کیا جاوے تو پھر پاس ہونا درجۂ مصلحت میں بھی مطلوب ہے۔

س:۔ خاکسار نے ۱۵ر شوال کو ایک بڑے فرض سے سبکدوشی پائی یعنی منجھلی لڑکی کے نکاح سے فراغت پائی۔ لڑکا دیندار اور جناب مولانا عیسیٰ صاحب دام فضلہ کا شاگرد و مسترشد ہے۔ سید حسین نام ہے۔

ا:۔ میں پہچان گیا وھو کذلك انشاء اللہ تعالیٰ۔

س:۔ اس تقریب کی بدولت جناب مولانا عیسیٰ صاحب کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ ماشاء اللہ ان کو اپنے شیخ کی تصویر پایا۔

ا:۔ مگر غیر متغیر۔ اور اس تصویر کی اصل میں بہت تغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ دوسرا مسئلہ ہے کہ ان دونوں میں کیا تفصیل ہے۔

س:۔ میری یہ اُن سے سب سے پہلی ملاقات تھی۔ میں حضرت کا رسالہ اصلاح الرسوم پہلے پڑھ چکا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ قیامت صغریٰ کے مراسم سے تو بالکل پاک وصاف رہا۔ قیامت کبریٰ کے بہت سے رسوم سے بھی نجات رہی۔ اسی سلسلہ میں دو سنتیں خوبی سے ادا ہوئیں یعنی ماہ شوال اور یہ کہ باپ نے خود اپنی بیٹی کا نکاح پڑھایا اور دین مہر، مہر فاطمی قرار دیا۔ مجھے پہلے اس میں تامل تھا۔ احوال نوجوانان زمانہ کو دیکھ کر، مگر جناب مولانا عیسےٰ صاحب کی حوصلہ افزائی سے میں نے بھی شرح صدر پائی۔ جزاہ اللہ عنی

ا:۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

البتہ اس میں ایک جزو یعنی واقعہ مہر قابل تفصیل ضروری رہ گیا۔ اس رہ جانے کا سبب زہد عیسٰی ہے جس کو ملک سلیمان نے ایثار کر کے اپنے اوپر ترجیح دے دی جس سے اس خاص محل میں رعیت سلیمانی کا ایک حق گم ہو گیا جسمیں رعیت کی رضا سے اعتراض بھی نہیں رہا لیکن فی نفسہ کمی ہو گئی۔

س:۔ خطبۂ نکاح میں میں نے مختصر رسوم نکاح کی تردید میں اور میرے بعد مولانا عبدالغنی صاحب نے اعتصام بالسنۃ پر وعظ فرمایا اور

دونوں بزرگوں نے (یعنی مولانا عیسٰے صاحب اور مولانا عبد الغنی صاحب نے) برکت کی دعائیں فرمائیں۔ حضرت سے بھی خواستگاری ہے کہ برکت اور موافقت زوجین کی دعاء فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ: صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں۔ سید سلیمان

مکتوب نمبر ۶

(النور ماہ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ جلد ۱۲/۲۲ صفحہ ۴/۱۰۱ تا ۶/۱۰۴)

(تمہید) اس کے بعد انہی صاحب کا تیسرا خط آیا جس میں اُنہوں نے مجیب کی ایک عبارت کا حل دریافت کیا تھا۔ یہ تیسرا خط مع جواب ذیل میں منقول ہے۔

س:۔ از ہیچمدان

بحضرت اقدس متعنا اللہ تعالٰی بفیوضہ

ل:۔ مکرمی دام جہم للدین و ھٰذا المسکین

س:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ل:۔ السلام علیکم۔

س:۔ والا نامہ موجب عزت ہوا۔

ل:۔ میرا یہ اعتقاد ہے کہ اُس کا وصول کرلینا میری مسرت کا موجب ہوا باقی رہی عزت سو اُس سے زیادہ مطلوب مُسرت ہے کہ اُس کا اثر اپنے اندر ہوتا ہے اور عزت کا اثر دوسروں پر اور خود اپنی غذا دوسروں کی غذا سے اہم ہے۔

س:۔ عجیب بات ہے کہ والا نامہ پاکر بہت خوشی ہوتی ہے لیکن اس خوشی میں آنکھیں پرنم ہوجاتی ہیں۔

ا:۔ یہ کبھی خوشی کا اثر ہوتا ہے اور کبھی خوشی سے بالاتر محض جوش محبت کا جس کو ہمارے حضرت شیخؒ نے گرم بازاری عشق کا لقب عطا فرمایا ہے۔

س:۔ میں ذکر نماز مغرب کے بعد کرتا ہوں میرے لئے سکون کا وقت یہی ہوتا ہے۔ توجّہ الی الذکر تو بحمد اللہ حاصل ہورہی ہے۔ انوار و الوان جنکی قدر مجھے پہلے بھی نہ تھی مگر حضرت کی تحریرات کے بعد تو اُن کی طرف توجہ بھی ہوجاتی ہے تو محض یکسوئی کیلئے۔

ا:۔ مضائقہ نہیں خود یکسوئی مقصود بالذات نہیں۔ فضلاً عن مقدمتہ۔

س:۔ توجّہ الی المذکور بلا کیف سمجھ میں نہیں آتی تھی اتفاقاً مولانا عیسٰے صاحب سے اُن کے وطن میں ملاقات ہوئی۔ میں نے اسکو پوچھا تو اُنہوں نے حدیث مشہور اعبد ربک کانک تراہ پڑھی جس سے ساری مشکل حل ہوگئی اور یہ دولت بھی نصیب ہوئی۔

ا:۔ میں احتیاطاً آپ کے اشکال اور ان کے حل اور آپ کی تسلی کی تقریر معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

س:۔ مگر ایک عارض ایسا پیدا ہوگیا کہ اس حضور سے (جو حدیث ان تعبد اللہ کا بعض کے نزدیک مدلول ہے ۱۲ اشرف) شرم آتی ہے خیال آجاتا ہے کہ میں تو ایسا گنہگار اور سیہ کار ہوں میں سامنا

کیسے کروں یہ خیال آتے ہی ہٹ جانا پڑتا ہے۔

ا:۔ (بعد تسلیم دلالت) یہ بُعد اُس قرب سے بھی زیادہ معین فی المقصود ہے بلکہ اُس قرب کی روح یہی ہے اسی عظمت کے پیدا ہونے کے لئے اُس مراقبہ کی تعلیم کی گئی تو یہ بُعد صوری ہے اور قرب حقیقی

س: کمالات اشرفیہ اور بعض حصص مواعظ مطالعہ میں ہیں۔

ا:۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حُسن ظن کے واسطہ سے اُن کو نافع فرماوے۔

س:۔ ذکر میں کبھی کبھی آواز ایسی دردمند ہو کر نکلتی ہے جیسے کسی دُکھے ہوئے دل کے اندر سے نکلتی ہو۔ دو دفعہ تو ایسا نظر آیا کہ میں حالت نزع میں ہوں اور آواز آرہی ہے اور ایک دفعہ دیکھا کہ میں شہید ہو گیا ہوں اور آواز گلے سے نکل رہی ہے اور دونوں میں عجیب لذت روحانی پائی۔

ا:۔ ذاکرین کو ایسے حالات پیش آتے ہیں جو علامت ہے تاثیر ذکر کی اور یہ سب محمود ہیں مگر مقصود نہیں مقصود وراء الوراء ہیں جس میں لطافت محض ہے جس کا ادراک بھی بعض اوقات نہیں ہوتا۔ الا بعد العلم الراسخ المستفاد من علوم الانبیاء۔

س:۔ حضرت کا ہر فعل مصلحت پر مبنی ہوتا ہے جسمیں دخل دینا مجھ جیسے مبتدی کا کام نہیں۔ تاہم ایک خطرہ محسوس کرتا ہوں اس لئے عرض سے چارہ نہیں۔ حضرت میرے لفافہ پر جو کچھ الفاظ دعائیہ لکھتے ہیں وہ تو میرے لئے آب حیات ہیں مگر نام سے پہلے میری تطییب خاطر یا حضرت

اپنے فرطِ خلق سے الفاظ تعظیمی لکھنے کی زحمت گوارا فرماتے ہیں۔ ڈرتا ہوں کہ میرے لئے عجب و خود بینی کا سبب نہ بنے حضرت میری مصلحت کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

ا: ماشاء اللہ آپ کو یہی زیبا ہے لیکن اس کا ایک سہل علاج ہے کہ اگر ایسے الفاظ میری تحریر میں سے گذرا کریں اُن کو حال پر محمول نہ کیا کیجئے بلکہ استقبال اور حسن فال پر محمول کرلیا کیجئے۔ اس میں کوئی خطرہ نہیں انشاء اللہ تعالیٰ

س: میں نے اپنی لڑکی کے نکاح میں مہر فاطمی بہ مشورہ مولانا عیلی صاحب مقرر ہونے کی جو اطلاع دی تھی اس کے متعلق حضرت نے ارقام فرمایا۔ البتہ اس میں ایک جزو یعنی واقعۂ مہر قابل تفصیل ضروری رہ گیا۔ اس رہ جانے کا سبب زہد علیٰحدہ ہے جس کو ملک سلیمان نے ایثار کرکے اپنے اوپر ترجیح دے دی جس سے اس خاص محل میں رعیت سلیمانی کا ایک حق کم ہوگیا جس میں رعیت کی رضا سے اعتراض بھی نہیں رہا لیکن فی نفسہٖ کمی ہوگئی یہ کمی میری سمجھ میں نہیں آئی یعنی مقدار مہر کی تعیین کی طرف اگر اشارہ مقصود ہے تو میں نے نکاح کے وقت چار سو مثقال چاندی جس کے روپیہ بنانے میں علماء کا کچھ اختلاف ہے رکھ دیا تھا۔

ا: میں نے قصداً مبہم لکھا تھا تاکہ آپ مجھ کو اسکی تفسیر لکھنے کا حکم دیں اور آپ کے حکم سے میں تفسیر لکھوں۔ بدون حکم کے از خود لکھتے ہوئے

شرم آئی۔ اب اجازت کے بعد عرض کرتا ہوں وُہ یہ کہ جہاں تقلیل مہر سنت ہے وہاں مہر مثل کی رعایت ولی کے ذمہ فرض ہے حتیٰ کہ اگر ولی صغیرہ کا نکاح مہر مثل سے اقل پر کرے بعض صورتوں میں نکاح ہی نہیں ہوتا۔ تو مہر مثل منکوحہ کا حق ضروری ہوا۔ اس میں خود منکوحہ بالغہ ہو تو ایثار کر سکتی ہے دوسرے کو اس کا حق نہیں اور اس سنت اور اس فرض میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ سب قوم متفق ہو کر مہر مثل کم مقدار کا مقرر کر دیں اور بدون اس کے فرض مقدم ہوگا۔

- - - - - - - - - - - - - - -

مکتوب نمبر ۷

(النور۔ ا۔ جلد ۲۳، جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ صفحہ ۳/۱۵، ۵/۱۰۷)

(اس کے بعد ان صاحب کا چوتھا خط آیا جس کا تعلق تیسرے خط سے ہے)

س:۔ از ہیچمدان

بحضرت اقدس واعلیٰ متعنا اللہ بفیوضہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

ا:۔ محترمی دام لطفکم۔ السلام علیکم

س:۔ والا نامہ نے سعادت بخشی اور اشکالات رفع ہوئے۔

ا:۔ هنيئاً لكم العلم

س:۔ بحمد اللہ معمولات جاری ہیں۔

ا:۔ بارک اللہ فیہا۔

س:۔ اور ان کے آثار خیر و برکت جو محض بفضل خدا میں اپنے اندر محسوس کرتا ہوں جن کا تصور بھی حضرت کے فیض کے بغیر میں تصور نہیں کر سکتا تھا

ا: زاد اللہ فی ثمراتہ۔

س:۔ ہر چند احوال و کیفیات مطلوب نہیں جو حضرت کی تحریرات سے اچھی طرح سمجھ میں آگئی تاہم جو وارد ہوتا ہے اُس کا عرض کرنا ضروری ہے، ایک دفعہ اثنائے ذکر میں یہ معلوم ہوا کہ میری روح آسمان پر پرواز کر رہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں ساتھ ہی نظر بھی اُٹھتی گئی۔

ا:۔ یہ آثار مبتدی کو ہوتے ہیں جس سے دل بڑھانا مقصود ہوتا ہے۔

س:۔ پرسوں شب بعد تہجد دعا میں اپنی گنہگاری و سیہ کاری کے اعتراف اور مغفرت الٰہی کی طلب میں ایسی خشیت طاری ہوئی کہ آنکھیں آبدیدہ ہوئیں اور جسم پر لرزہ کی سی حالت محسوس ہوئی اور اس کے بعد ذکر میں ایسی کیفیت ہوئی کہ اللہ کا لفظ زبان سے محبت میں ڈوبا ہوا نکلنے لگا اور نکلتا رہا اور جسم میں ایسا رقص پیدا ہو کر بیٹھے بیٹھے عند الذکر بلا قصد جھومنے لگا اور معلوم ہوتا تھا کہ بوٹی بوٹی رقص میں ہے اور اگر خلاف شرع ہونے کا خیال نہ ہوتا تو شاید میں اُٹھ کر ناچنے تھرکنے لگتا۔ استغفر اللہ

ا:۔ یہ سب اُن ہی آثار کے آحاد ہیں۔ اور خلوت میں ایسا رقص منکر بھی نہیں۔

س:۔ حضرت نے اپنی تعلیمی شفقت سے میرے اشکال توجہ الی المذکور بلا کیف

اور مولانا عیسیٰ صاحب کے جواب اعبد ربک کانک تراہ سے اپنی تسلی پاجانے کی تفصیل دریافت فرمائی جواباً عرض ہے مجھے
اشکال یہ تھا کہ مذکور یعنی ذات بحث آلٰہی تصور میں بلاکیف کیونکر آسکتا ہے۔ نور محض کا تصور کیا جائے تو وہ بھی ایک شکل ہے اور لیس کمثلہٖ کے خلاف ہے۔ مولانا عیسیٰ صاحب کے محض اس حدیث پڑھ دینے سے اس حدیث کا جو مطلب معلوم تھا سامنے آگیا یعنی یہ کہ مطلق رابطۂ علمی اور پس پردہ ہیبت و جلال وعظمت وکبریائی کے تصور سے اپنے اندر اُس کا علمی تعلق اور معیّت اور پھر اُس کے پس پردہ ہیبت وجلال وعظمت وکبریائی کے تصور سے اپنے اندر خضوع وتذلل محسوس کیا جائے۔ اس کی ایک مثال یوں ذہن میں آتی ہے کہ بادشاہ حاکم اپنے جاہ وجلال اور عظمت کے ساتھ گو پس پردہ ہو مگر رعایا پر اُس کے دیکھے بغیر ہیبت اور رُعب جلال اور خضوع طاری ہوجاتا ہے۔ اب حضرت اس کی تصویب یا تصحیح فرمادیں۔

ا: معالجہ کے درجہ میں صواب اور صحیح ہے اور تحقیق کے درجہ میں ہنوز اس میں کلام ہے کہ وہ اشکال اس سے کیسے رفع ہوا کیونکہ یہ خاص مراقبہ محمول ہے۔ ایک موضوع کا اور ثبوت شئی للشئی فی الذہن فرع ہے ثبوت مثبت لہ فی الذہن کی اور یہی محمل تھا اشکال کا۔ فالاشکال باق اور تحقیق کے درجہ میں اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ تصوّر ذات کا بلاکیف عادۃً ممتنع ہے۔ مگر کیف کا تلبس اختیار سے خارج ہے لہٰذا

عفو ہے۔ نصوص اس پر قائم ہے۔ مولانا نے اسی کو بیان فرمایا ہے
کہ اول بعض تمثیلات کا ذکر کیا مثلاً

انت کالریح ونحن کالغبار ❊ یختفی الریح وغبراہ جہار

اور بھی متعدد تمثیلات ہیں جو اس وقت یاد نہیں آگے ان سے تنزیہ
کا ذکر ہے۔

اے بروں از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرقِ من و تمثیل من

آگے ان سے غلو ذہن کا غیر مقدور ہونا فرماتے ہیں ؎

بندہ نشکیبد ز تصویر خوشت
ہر دمے گوید کہ جانم مفرشت

بقدر الضرورۃ۔ اور حدیث کا جو مفہوم صحیح ہے خلاف مشہور وہ ہنوز
محتاج تحقیق ہے۔ اس وقت اس سے تعرض نہیں کیا گیا۔

مکتوب نمبر ۸

(النور نمبر ۳۔ جلد ۲۴۔ رجب المرجب ۱۳۶۱ھ صفحہ ۸ تا آخر صفحہ)

خط ذیل ان صاحب کا ہے جن کا ایک خط النور ع۱ جلد ۲۳ کے صفحہ ۳
پر گذرا ہے جس کے جواب کے ختم پر میری یہ عبارت ہے اور حدیث کا جو
مفہوم صحیح ہے خلاف مشہور وہ ہنوز محتاج تحقیق ہے اسوقت اس سے تعرض
نہیں کیا گیا۔ وہ خط ذیل میں معہ جواب منقول ہے۔

س، از ہیچمدان

بحضرت اقدس متعنا اللہ تعالیٰ بفیوضہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
صحیفہ شریفہ نے سعادت اندوز کیا۔ ذات بحت کے تصور بلاکیف
کی نسبت کلام تھا۔ اس ہیچمدان نے حدیث 'اعبد ربک کانک تراہ'
کا جو مطلب سمجھا تھا حسب ارشاد عرض کیا تھا۔ اس پر حضرت نے
اس کو معالجہ کے درجہ میں صواب اور صحیح فرمایا۔ اور تحقیق کے درجہ
میں اُسکو نا کافی فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اگرچہ تصور ذات کا بلاکیف
عادۃً ممتنع ہے مگر کیف کا تلبس اختیار سے خارج ہے لہذا
عفو ہے۔ نصوص اس پر قائم ہیں پھر مثنوی کے چند شعر سپرد قلم فرمائے

انت کالریح ونحن کالغبار
تختفی الریح وغبراہ جہار

اور آخر

اے بروں از وہم و قال وقیل من
خاک بر فرقِ من و تمثیل من

مکتوب نمبر ۹

(النور نمبر ۴۔ جلد ۲۳۔ شعبان المعظم ۱۳۶۱ھ صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۲)

خاکسار نے مثنوی کی جلد خامس سے یہ اشعار نکال کر پڑھے اور مولانا
کے مطالب کو ذہن نشین کیا۔ ان تمام تمثیلات میں یہ بات دکھائی گئی

ہے کہ ذات باری تعالیٰ مخفی اور اُس کے آثار پیدا ہیں۔

یا خفی الذات محسوس العطا ۔۔۔ انت کالماء و نحن کالرحا
انت کالریح و نحن کالغبار ۔۔۔ تختفی الریح و غبراہ جھار
تو بہاری ما چو باغ سبز و خوش ۔۔۔ او نہان و آشکارا بخشش
تو چو جانی ما مثال ایں زباں ۔۔۔ ایں زباں از عقل دارد ایں بیاں
تو مثال شادی و ما خندہ ایم ۔۔۔ کہ نتیجہ شادی فرخندہ ایم
جنبش ماہر دمے خود اشہد است ۔۔۔ کو گواہ ذوالجلال سرمد است
گردش سنگ آسیا در اضطراب ۔۔۔ اشہد آمد بر وجود جوئے آب
اے بروں از وہم و قال و قیل من ۔۔۔ خاک بر فرق من و تمثیل من

ان شعروں کے پڑھنے سے طبیعت میں بشاشت آئی خصوصاً اے بروں از وہم و قال و قیل من۔ اس سے ذہن ایک خاص نکتہ کی طرف متوجہ ہوا۔ یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ کا مثل (بسکون وسط) محال۔ اور اُس کا اعتقاد جواز کفر لیکن اُس کا مثل (بفتحتین) جائز اور توضیح معنی کے لئے ضروری۔ اور یہ تطبیق ہوگی درمیان لیس کمثلہ شئی کے (جس کو میں نے اپنے اشکال میں عرض کیا تھا) اور درمیان وللہ المثل الاعلیٰ کے جو مولانا کے شعروں میں ہے۔ کیا اس ہیچمدان کا یہ خیال درست ہے۔ مقصود اس ہیچ مداں کا اپنا اظہار علم نہیں بلکہ تصحیح علم ہے اور استفادۂ مزید اور استشفاء جدید۔ میں کیا اور میرا علم کیا ہے۔

ا:۔ ماشاء اللہ بالکل صحیح جس کا رتبہ اصح سے فوق ہے لیفہمکم العلم۔
اپنے علم کو ہیچ سمجھنا اور تحصیل اخلاص کے لئے اظہار کی نیت نہ ہو
یہی تو مفتاح ہے علوم کی رزقنی اللہ معکم۔

س، حضرت نے والانامہ میں ارقام فرمایا ہے۔" اور حدیث اعبد
ربک کا جو مفہوم صحیح ہے خلاف مشہور وہ ہنوز محتاج تحقیق ہے
اس وقت اس سے تعرض نہیں کیا گیا۔" دل اس کے سننے کا مشتاق
ہے۔ اگر میرے لئے خلاف مصلحت ہو یا حضرت کی زحمت کا باعث
ہو تو اصرار نہیں اسی لئے اس وقت دوسرے حالات عرض نہیں
کئے گئے کہ زحمت جواب مزید نہ ہو۔

ا:۔ اس شق کے خلاف مصلحت ہونے کا ذہن میں آنا ناشی ہے غایت
تواضع سے ورنہ اہل کیلئے کسی علم کا خلاف مصلحت ہونا متحمل ہی نہیں اس
لئے امتثال امر کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ مشہور حدیث کے معنی میں یہ ہے
کہ اس میں دو مراقبوں کی تعلیم ہے ایک رؤیتہ العبد للہ تعالیٰ۔
دوسرا رؤیتہ اللہ تعالیٰ للعبد۔ اور دو کی تعلیم اس لئے کی گئی کہ اصل
مقصود اول ہے جو اس پر قادر نہ ہو اس کے لئے اول کی جگہ دوسرا ہے
لیکن اگر الفاظ حدیث میں غور کیا جاوے اس معنی کی کوئی دلیل نہیں بلکہ
لفظ کانک اس کے خلاف پر دال ہے کیونکہ یہ تشبیہ کیلئے ہے تو
تشبیہ پر قادر نہ ہونا کیا معنے۔ پھر دوسرے جملہ میں حرف فا بے ربط ہوا جاتا ہے۔ اگر
یہ دوسری شق ہے تو مقابلہ کا اقتضا واو ہے نہ کہ فا، وہ
تفریع یا تعلیل کیلئے ہوتا ہے اور دونوں مقابلہ کے معارض ہیں۔

اس لئے صحیح معنے یہ ہیں کہ عبادت ایسی اچھی طرح اخلاص و ادائے
حقوق کے ساتھ کرو کہ تمہاری حالت اُس حالت کے مشابہ ہو جیسے
تم فرضاً اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہوتے تو کس طرح عبادت کرتے یہ تو تشبیہ
کا حاصل ہوا آگے فاء تعلیل کے لئے ہے کہ ایسی طرح عبادت کرنا
کیوں مامور بہ ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ہم نہیں دیکھتے تو ایسی عبادت
کیسے کر سکتے ہیں اس کی علت بیان فرماتے ہیں کہ اس طرح تحسین
عبادت کا حکم اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تم کو دیکھ ہی رہے ہیں۔
اور اُس کا بھی مقتضاء یہی ہے کہ ایسی طرح عبادت کرو جیسا کہ اگر
علم ہو جائے کہ حاکم کسی کو کام کرتے دیکھ رہا تو اُس وقت ایسے ہی
اہتمام سے کام کیا جاتا ہے اتنا فرق ہے کہ حاکم صرف ظاہر کو دیکھتا
ہے اُس کے دیکھنے کی چیز کو سنوارا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن
دونوں کو دیکھتے ہیں اس لئے دونوں کو درست کرنا ضروری ہوگا۔ بس
یہ حاصل ہے حدیث کا جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ عبادت کا کام اچھی
طرح کرو اسی لئے اس کا نام احسان ہے یعنی حسن کردن عبادت
ممکن ہے کہ اضمحلال و اعتلال طبیعت کے سبب مجھ سے کچھ ادا میں
کمی رہ گئی ہو اس لئے ایک بزرگ کی تحقیق کا پتہ بھی دیتا ہوں شاید
ان کی عبارت کے انضمام سے خوب توضیح ہو جائے وہ بزرگ
نووی شارح مسلم ہیں اُنہوں نے کتاب الایمان کی پہلی حدیث کی
شرح میں اس عبارت سے لکھا ہے۔

ھذا من جوامع الکلم الی قولہ فی اہتمام الخشوع والخضوع وغیر ذلک

(ضمیمہ خط) مثنوی معنی کے جو اشعار نقل کئے گئے ہیں۔ اُن سے مقصود استدلال نہیں بلکہ جو دعویٰ مستقل دلیل سے ثابت ہے اُس کی تائید ہے اور یہ تنبیہ ہمیشہ قابل التزام ہے اس سے ذہول بہت سے اغلاط کا منشاء ہوسکتا ہے۔ مولانا خود مطلقاً کلام منظوم کے کسی حقیقت کے لئے حاوی نہ ہونے کی تصریح فرماتے ہیں ؎

معنی اندر شعر جز باخبط نیست
چوں فلاسنگ است آنرا ضبط نیست

س (حال) خاکسار اب تک احوال وکیفیات کو ایک گونہ مقصود سمجھے ہوئے تھے اور ان کے حصول کے در پے تھا مگر حضرت کی تصانیف میں اور قصد السبیل میں بھی ان کو محمود ذکر فرمایا گیا ہے مگر مقصود نہیں بلکہ ایک پچھلے صحیفہ میں (جو اس کے قبل النور م۱۲ جلد ۲۲ کے صفحہ ۴ پر بعنوان تیسرے خط کے نقل ہو چکا ہے۔ میرے اپنے بعض کیفیات کے عرض کرنے پر ارشاد ہوا کہ یہ آثار محمود ہیں مگر مقصود نہیں۔ مقصود وراء الوراء ہے۔ اس وراء الوراء مقصود کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے منزل مقصود کا نشان بتادیں اور اُس راستہ پر چلا دیں۔

ارشاد (ت) اگر وہاں پہنچنا ممکن ہوتا تو وراء الوراء ہی کیوں ہوتا اگر برائے

نام وہاں تک رسائی کا کچھ مفہوم ہے تو یہی ہے ؎

اے برادر بے نہایت در گہے ست
ہر چہ بروے مے رسی بروی مایست

اور یہی ہے ؎

نگردد قطع ہرگز جادۂ عشق از دویدنہا
کہ می بالا بجود ایں راہ چوں تاک از بریدنہا

اور یہ ہے ؎

كل ما خطر ببالك فهو هالك
والله اجل واعلى من ذٰلك

اور یہ ہے ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
مجلس تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

جب یہ ناممکن ہے تو صرف خدمت حسب حکم و حسب ہمت کرنا اس کا فرض ہے اس کا ثمرہ یہ ہوگا کہ اس کی استعداد کی موافق وہ خود مسافت کو قصیر کرکے اس کے مناسب مقصود تک پہنچا دیں گے۔ خلاصہ یہ کہ اس مسافت کو یہ قطع نہیں کر سکتا وہ خود قطع کرکے اس کو پہنچا دیتے ہیں۔ حدیث اس میں نص ہے۔ من تقرب الیّ

شبر آتقربت الیہ ذراعًا الحدیث

س۔ (ح) بحالت ذکر دو ہفتوں سے اپنے اندر عجیب بے کیفی اور بے رنگی محسوس کرتا ہوں بار بار استغفار کرتا ہوں مگر دل کی تنگی دُور نہیں ہوتی۔

ر۔ (ت) قفل خزانہ کا اول مغلق ہوتا ہے پھر مفتوح ہوتا ہے یہی تنگی تھی جسکو القبض ظہرک فرمایا ہے اور جس کے بعد الم نشرح کا وقوع ہوتا ہے

س۔ (ح) اب حضرت سے دستگیری اور دُعا کی التجا ہے، کیفیات سے خلو اس کا سبب ہے گمان کرتا ہوں کہ پچھلی ایک کیفیت کے وقت جس پر مجھے بہت خوشی تھی۔ دل میں یہ ہوس پیدا ہوئی تھی کہ دوسروں سے بھی پوچھوں کہ اُن پر بھی ایسی کیفیت ظاہر ہوتی ہے یا نہیں اسی کے لئے استغفار کیا اور بارگاہ الٰہی میں بعجز و زاری کی۔ مگر ہنوز کشود کار نہیں، ہر چند کہ حضرت کی تعلیم سے یہ جانتا ہوں کہ امور غیر اختیاری کے درپے ہونا چاہیئے تاہم آثار محمودہ کے فقدان کی حسرت ہے۔

ر: (ت) یہی حسرت حضرت تک لیجاتی ہے۔ ولو بعد الموت کما قیل ؎

جان صدیقاں ازیں حسرت بریخت
کاسماں برفرق ایشاں خاک بیخت

(تتمہ ضروریہ) اس خط میں جو وراء الوراء کے متعلق لکھا گیا ہے اُس وقت وہ خط جس میں اس کے اجمالی تعرض ہے جسکا پتہ بعد تلاش کے اس خط میں لفظ صحیفہ کے بعد بین بین القوسین لکھ دیا گیا ہے نظر میں نہ تھا۔ پھر بعد تلاش جب اس میں نظر کی گئی۔ معلوم ہوا کہ یہاں اُس صحیفہ میں وراء الوراء کے وہ معنی نہیں جو ادراک کنہ ذات کے متعلق ہے اس لئے یہ جواب بے محل ہے بلکہ مراد وہ ہے جو وراء الاحوال ہے اور وہاں رسائی ممکن ہے گو بعض اوقات اُس کا ادراک نہیں ہوتا اور وُہ تعلق ساذج ذات ہے جو ثمرہ ہے اعمال واتباع کا اور اس میں نہ کیفیات متعارفہ ہیں نہ جذبات نفسانیہ جن میں رنگ طبیعت کا غالب ہوتا ہے اور جن میں تغیر بھی بعید نہیں صرف محبت وخشیت روحانیہ ہیں جن میں عقلیت غالب ہوتی ہے۔ اور جن میں تغیر کالنادر ہے اور یہی امور جنت میں ہوں گے اور ان ہی کا ثمرہ قرب ہے اور یہی ثمرہ بھی ہیں قرب کا۔

۱۶۰/۳۰

(النور بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ)

س (حال) حضرت کے قول "یہی امور جنت میں ہوں گے" کی تشریح میں نے چاہی تھی. اس پر ارشاد ہوا کہ یہ سب ایمان کامل کے لازم سے ہیں اور لوازم کا

انفکاک ملزوم سے ممتنع ہے، جب جنت میں ایمان کامل ہوگا، تو
ان لوازم کی تحقیق بھی واجب ہے
میرا وسوسہ یہ ہے، کہ آخرت میں جب اہل ایمان دیدار الٰہی
سے مشرف ہوں گے اور یوں بھی آخرت میں سب پر انکشاف
ہو جائے گا تو ان منکشفات اور محسوسات و مرئیات میں سب
کا حال یکساں ہوگا، تو درجۂ ایمان میں یکسانی ہو جائیگی پھر فرق
مراتب کیسے ہوگا، الا یہ کہ تسلیم کیا جائے کہ یہ دیدار و انکشاف
علی قدر مراتب ایمانی فی الدنیا ہوگا۔

۳
۱۶۱

النور بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ

(تسلار تحقیق) حدیث میں اسکی تصریح ہے۔
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ علیہ وسلم فی حدیث
طویل اکرمھم علی اللہ من ینظر الی وجھہ غدوۃ
وعشیہ الحدیث (رواہ احمد والترمذی بشکوٰۃ باب رؤیۃ اللہ تعالیٰ)
یہ بمفہومہ دال ہے کہ بعض کو دو وقت تجلی نہ ہوگی۔ واصرح منہ
فی الباب ما (رواہ الترمذی وابن ماجہ) عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث طویل ان اھل الجنۃ اذا دخلوھا
نزلوا فیھا بفضل اعمالھم ثم یوذن لھم فی مقدار

يوم الجمعة من ايام الدنيا فيزدرون ربهم الحديث (مشکواۃ باب صفۃ الجنۃ الفصل ثانی)

حدیث بالا کا جو مفہوم تھا وہ اس کا منطوق ہے یہ تفاوت تو رویت میں ہے بقیہ منازل و مدارج کا تفاوت بھی احادیث میں وارد ہے

س (حال) یا یہ کہا جائے اس دیدار اور انکشاف سے ایمان میں کوئی زیادتی وہاں نہ ہوگی۔

ت (تحقیق) میں اس شق کو نہیں سمجھا اور جب ایک شق نفی سے متعین ہوگی پھر دوسری شق کے سمجھنے کی حاجت بھی نہیں۔

س (حال) دوسرا وسوسہ مجھے یہ ہوا کہ حضرت کے ارشاد کے مطابق جنت میں محبت کے ساتھ اہل ایمان میں خشیت بھی ہوگی تو اس کی تطبیق آیۂ کریمہ لاخوف عليهم ولا هم يحزنون۔ وغیرها من الآیات الدالة على عدم الخوف سے کیونکر ہوگی۔ اس ہیچمدان کی فکر کاسد میں آتا ہے کہ عدم خوف زوال نعمت بہشت کا ہوگا اور خشیت جلال الٰہی سے ہوگی۔

(ت) تحقیق :۔ ماشاء اللہ صحیح سمجھے۔

(س) حال، اس پر یہ شبہ میرے دل میں ہوتا ہے کہ بہشت میں تو جمال الٰہی کا فقط مظہر ہوگا پھر جلال الٰہی کا منظر وہاں کیسے نظر آئے گا جو

۲ ، یہ خط اس سے چار پانچ خط پہلے ہے جس میں کے عنوان سے مراد اور راد کے متعلق ایک مضمون ہے

خشیت ہو

ت (تحقیق) وہاں جمال اور یہ جلال متضاد نہیں جمال بھی عین جلال ہوگا

وھو معنی قولہ علیہ السلام وما بین القوم وبین ان ینظر والی ربھم الا رداء الکبریاء علی وجھہ رواہ مسلم فی باب اثبات رؤیۃ المؤمنین فی الآخرۃ ربھم اثبت الجلال المعبر عنہ بالکبریاء فی عین شاھدۃ الجمال المعبر عنہ بالرؤیۃ وھذا الجلال ھو المانع عن ادراک کنہ الذات مع وقوع الرؤیۃ فالجمال محل الرؤیۃ والجلال حجاب الادراک۔ اور حق تعالیٰ کی تو بڑی شان ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوقات کو وہ عظمت دی ہے کہ عین جمال میں ان کے جلال کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ عمرو بن العاص رضی کا قول ہے وما کان احد احب الی منہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا اجل فی عینی منہ وما کنت اطیق ان املأ عینی منہ الحدیث رواہ مسلم فی باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ۔ اور پھر مخلوقات میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص شان ہے معمولی اور خسیس محبوب کے جمال میں ظہور ہیبت کا ہوتا ہے۔ کما قال ؎

سامنے سے جب وہ شوخ دلربا آجائے ہے
تھامتا ہوں دل کو پر ہاتھوں سے نکل جائے ہے

وفی امثالھا کثرۃ فی کلام العشاق۔

(تمہید) خط بالا سے پہلے خط کے جس میں بعض احادیث اجتماع جمال و

جلال کی منقول ہیں)

جواب میں خط ذیل آیا جو مع جواب ذیل میں درج ہے

س (حال) عطوفت نامہ نے بہرہ مند کیا محبت وخشیت اور جمال وجلال کی یکجائی اور جامعیت کے سمجھنے میں خاکسار کو جو اشکال پیش تھا بحمد اللہ کہ تحریر پرتنویر سے وہ مندفع ہوگیا۔ یہ بھی تائید الٰہی ہے کہ اس سے پہلے کہ حضرت کا جواب آئے شوال ۱۳۶۰ھ کا مبلغ نظر سے گزرا جس کے دوسرے صفحہ میں حضرت نے اسی اشکال کو دور فرمایا تھا۔ اور اُس کا عنوان محبت اور خشیت کی یکجائی کے بجائے محبت اور ہیبت کی یکجائی ہے اُسی سے تمثیلی جواب سمجھ میں آگیا تھا مگر اس والانامہ میں احادیث سے استشہاد نے ہر خطر کو دور کردیا۔ فبحمد اللہ۔

ت (تحقیق) اس سے بید مسرت ہوئی کہ بحمد اللہ تعالیٰ احادیث کا اثر آپ کے قلب پر نکات تصوف سے زیادہ ہوا۔ اصلی مذاق ہر مسلمان کا یہی ہونا چاہیئے کہ اُس کو اصل یعنی مشکوٰۃ نبوۃ سے زیادہ نور حاصل ہو بہ نسبت اس کے عکوس وظلال کے۔

س (حال) الحمد للہ کہ بفضل وتوفیق الٰہی ذکر جاری ہے، ایک دفعہ یہ واقعہ پیش آیا کہ زبان اس خیال سے بند ہوگئی کہ یہ گنہگار منہ اور اس سے یہ اسم اعظم واقدس ادا ہو پھر یہ کیفیت جاتی رہی۔

ت (تحقیق) دونوں محمود ہیں، پہلی کیفیت اس حال کا غلبہ ہے ؎

احب لنا جاہ الحبیب باوجہ　　　ولکن لسان المذنبین کلیل

اور دوسری کیفیت غلبہ مقام کا ہے اور مظہر ہے اس حقیقت کا ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت بگو میگویم

والثانی افضل۔

س (حال) حضرت کا تصور اکثر اوقات قائم رہتا ہے حتیٰ کہ کبھی نماز میں بھی رفع کرتا ہوں مگر قادر نہیں ہوتا ہوں۔ کبھی یہ کیفیت زیادہ ہوتی ہے اور کبھی کم۔

ت (تحقیق) جو بدون اختیار ہو اسکی کمی اور بیشی دونوں محمود اور منظر ہیں اور تجلیوں کے اور اسی کے متعلق یہ تعلیم ہے۔

چونکہ بر بخت بہ بند و بستہ باش
چون کشاید چابک و برجستہ باش

س (حال) پرسوں شب کو خاکسار نے رویا میں حضرت کے سامنے پایا۔ میں دوزانو ہوں اور حضرت بھی اسی ہیئت سے ہیں اور یہ ناکارہ ہاتھ حضرت کے دست مبارک میں ہے۔ حضرت نے حلقۂ ارادت میں داخل کیا اسی اثنا میں ایک لڑکے نے کچھ خس و خشاک سامنے ڈالدیئے۔ میں نے ادباً اُس کے ہٹانے کی جرأت نہ کی۔ اس پر حضرت نے مجھ پر برہمی ظاہر فرمائی میں نے مؤدبانہ معافی چاہی اس کے بعد حضرت کسی سفر پر روانہ ہوئے اور مجھے ہمرکابی کا شرف بخشا حقق اللہ تعالیٰ ذالک

ت تحقیق، لا یلتفت الی الرویا اذا رزق الرویۃ ؎

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ   پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

س (حال) کل شمائم امدادیہ کا مطالعہ کیا تھا، رات بھر نیند میں وہی مضامین اور حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کا تصور بلا زیارت د رویت قائم رہا۔

ت (تحقیق) یہ بھی ایک گونہ صحبت ہے رزق اللہ تعالیٰ برکاتھا

س (حال) ذکر میں بقول حضرت کے ایک ملفوظ کے کہ جب کیفیت ہو تو اس کو غذا سمجھو اور جب نہ ہو تو اُس کو دوا سمجھ کر کرو۔ سو دوا ہی پینے کی نوبت ان دنوں زیادہ آتی ہے

ت (تحقیق) ھدی اللہ تعالیٰ لاکمل و انفع من ھذا

س (حال) حضرت کے فیضان صحبت میں جو حقائق مجھ پر ظاہر ہوئے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) پہلی چیز ذکر اللہ قلباً ولساناً علی کل حال۔

۲۔ دیانت اور تقویٰ کا لحاظ ہر کام میں۔

۳۔ اہتمام ادائے فرائض باحسن وجوہ

۴۔ احتراز عن المعاصی کبارہا وصغارھا

یہی چار باتیں خلاصہ معلوم ہوئیں اور انہیں کے اہتمام میں عمر گزارنا ہے۔

ت (تحقیق) عین عرفان ہے۔ لیکن متن کے درجہ میں جو محتاج شرح ہے جیسا مشہور ہے۔ کافیہ کافی ست باقی دردسر یعنی بانضمام شرح جامی۔ اس شرح کی مثالیں معروض ہیں۔

۱: یہ حدیث النفس و کلام نفسی کے درجہ تک ہے اس کی ساتھ ضرورت فکر کی ہے. خواہ اپنی اصطلاح میں اسکو ذکر کی فرد بنا لی جاوے. قرآن مجید میں یذکرون اللہ کے بعد یتفکرون بھی ہے

۲- ظاہراً بھی باطناً بھی کما ورد التقوی ھھنا و اشار صلی اللہ علیہ وسلم الی صدرہ

۳- مع التوابع عن السنن والتطوعات لان الطاعات کلھا سواءیتہ فی لزوم اداء حقوقھا۔

۴- سواء کانت ظاھرۃ او باطنۃ لقولہ تعالی و ذروا ظاھر الاثم و باطنہ و دخل فیھا الکبر والریاء وحب المال والجاہ وغیرھا من الرذائل وتتبع الاحتراز الاستغفار اذا صدر شئی منہ لا سیما حقوق العباد من الاموال والاعراض۔

اس تفصیل کے ساتھ ان کا خلاصۂ طریق ہونا صحیح ہے۔ ورنہ سب آٹھ نو ہیں ولا مشاحۃ فی الاصطلاح ولکل اصطلاح وجھۃ

س (حال) باقی جوش طبیعت و کیفیات مطلوب نہیں وارد ہوں تو بہتر۔ ورنہ بالقصد اس کے درپے نہ ہو۔

ت (تحقیق) بالکل صحیح ہے اسکی ساتھ ہی اگر کیفیات محمودہ پیش آویں حق تعالی کی نعمتیں ہیں جن پر شکر واجب ہے باقی ان کا محمود نافع ہونا شیخ کی تحقیق پر موقوف ہے لیکن ان سے حرمان یا بعد عطاء کے فقدان یہ بھی خاص مصالح کے اعتبار سے نعمت ہے اور یہ بھی شیخ کی

رائے پر ہے۔

س (حال) حضرت میرے اس بیان کی تصویب یا تصحیح فرمادیں۔

ت (تحقیق) گو مجھ میں اتنی لیاقت نہیں لیکن مشورہ کے درجہ میں امتثال امر کر دیا۔ دعائے توفیق و ہدایت کا طالب ہوں۔

۹
۱۶۷

(النور ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ)

رسالہ قید العلو عن کید العدو

س (مضمون از ہیچمدان بحضرت اقدس متعنا اللہ بفیوضہ و برکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ت (جواب) محترمی زاد اللہ تعالیٰ عرفانہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

س (مضمون) مکرمت نامہ نے سعادت تامہ بخشی۔ حضرت نے میرے متن کی جو شرح ارشاد فرمائی ہے۔ اس سے اپنی نظر کا قصور معلوم ہوا۔

ت (جواب) قصور پر نظر بھی مفتاح ہے کمال کا۔

س (مضمون) بے شبہ اگر یہ تنبیہ مبین ارشاد نہ فرمائی گئی ہوتی تو میرا خلاصہ ناکافی ہوتا۔

ت (جواب) آپ کی سلامت فطرت سے ایک وقت میں اس کے کافی ہو جانے کی امید تھی۔

س (مضمون) اب خاکسار نے اپنے متن اور حضرت کی شرح کو یک جا کرلیا ہے۔

ت (جواب) متعکم اللہ بہ وایانا

س (مضمون) اور جو انشاء اللہ میری زندگی کا کامل ہدایت نامہ ہوگا۔

ت (جواب) اعانکم اللہ تعالیٰ۔

س (حال) اس شرح میں امراض روحانی مثلاً ریاء، وکبر وفخر وحبّ جاہ ومال وغیرہ سے پاک ہونے کی بھی ہدایت فرمائی گئی۔ اس سلسلہ میں عرض ہے اللہ تعالیٰ کا یہ عجیب معاملہ اس بے استحقاق کے ساتھ ہے کہ خاکسار نے کبھی کسی منصب یا عہدہ کے لئے یا کسی اعزاز کے لئے کبھی جد وجہد نہیں کی بلکہ اکثر اشراف نفس بھی نہیں ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے خلق میں ظاہری قومی وعلمی مناصب کے اعزاز بلا طلب مرحمت فرمائے۔ اب تک مجھے اس بارہ میں صرف اس قدر اہتمام رہا کہ میری طلب اور اشراف نہ ہو۔ اور مل جائے تو قبول کرلیا اب اس باب میں حضرت کی ہدایت کا منتظر ہوں کیونکہ ایسے موقع پیش آتے رہتے ہیں۔ شرم وحیاء کو کچھ دیر نظر انداز کرکے یہ بھی عرض کروں کہ بحول اللہ تعالیٰ وفضلہ۔ یہ چیزیں نفس میں فخر وکبر کا موجب اب تک نہیں بنیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ورنہ بندہ کی کیا مجال جو کچھ کہہ سکے یا کرسکے حضرت سے اپنے [illegible] چھپانا طبیب سے اپنی بیماریوں کا اخفا ہے۔ اس لئے عرض کی [illegible]

ت (تحقیق) مشورہ میں تو برکت ہی ہے برکت ہے۔ جو تفصیل تحریر فرمائی ہے
اپنی ذات میں تو یہی کافی ہے اور اخیر حالت منتہی اور کامل کی یہی
ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ طریق غامض بہت ہے اور اس کا پورا
مصداق ہے ع

در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے ست

اس لئے احتیاط بلیغ ہے اس میں کام لیا گیا ہے اور مصرعہ اولیٰ کے
ساتھ دوسرا مصرعہ اُس پر ترتیب کے طور پر لگایا گیا ہے ع

ہشدار و گوش را بہ پیام سروش (وحی) دار

اور وحی بتلاتی ہے کہ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد
جس سے دو امر پر صاف دلالت ہے ایک یہ کہ اُس کے مکائد دقیق
ہیں۔ دوسرا یہ کہ اُن مکائد پر فقیہ کو اللہ تعالیٰ مطلع فرما دیتا ہے۔
اس لئے اُس کی ہستی شیطان پر اشق ہے پس اُن کے مکائد میں سے ایک
مکیدہ یہ ہے کہ سالک پر تلبیس کر دیتا ہے۔ یعنی کسی مقدمۂ معصیت سے
جلدی کام نہیں لیتا۔ سالک جب اُس میں رنگِ معصیت نہیں پاتا تو
اُس کے مقدمہ ہونے سے اُس کو ذھول ہو جاتا ہے۔ پھر اُس سے ایسے
وقت کام لیتا ہے کہ وہ لا یدری ولا یحتسب کے درجہ میں آجاتا ہے،
اس لئے مصلحین شبۂ ضعیفہ میں بھی معالجہ کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ
اس شبہ میں آئمہ طریق نے یہ تدبیر کی ہے کہ افعال مباحہ جو صورۃ ذلت
ہوں اختیار کرتے ہیں مگر اس نادان نے اس میں بھی ایک فتنہ سمجھا ہے،

یعنی شہرت اس لئے ایک دوسرا علاج تجویز کیا ہے، یعنی ایسے اعزاز
و امتیاز کے اوقات میں استحضار اپنے عیوب و ذنوب و نقائص و رذائل
کا اور ساتھ ساتھ تکرار استغفار کا۔ اس کا مدتِ طویلہ تک التزام رکھا
جاوے جب تک میسر شہادت صحت کے راسخ ہونے اور علاج کے
ضروری نہ ہونے کی نہ دیدے فقط

س (حال) ذکر کی اہمیت کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔ ذکر کی کوئی خاص صورت
میرے لئے فرمائی نہیں گئی ہے۔

ت (تحقیق) کوئی خاص ھیئت مقصود بالذات نہیں جتنے امور اس قبیل سے
منقول ہیں سب استعداد کے اختلاف سے درجۂ معالجہ میں ہیں۔
جیسے طبیب نے ایک ہی مرض کے ۲ دو مریض کیلئے ایک ہی اجزاء تجویز
کئے لیکن ایک کے لئے اُن کا سفوف بنوایا اور ایک کے لئے اس کے
حبوب بنوائے۔ کیونکہ وہ سفوف کو نگل نہ سکتا تھا۔

س (حال) میرا عمل یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے تصور ذات مذکور کا بصورت
نور کر کے اور کبھی قلب کی طرف دھیان کر کے کہ آواز قلب سے نکل رہی
ہے اسم ذات اللہ اکثر بجہر ادا کرتا ہوں اور جوش میں اکثر اضطراراً جہر
ہو ہی جاتا ہے

ت (تحقیق) ؎ ہمچنین میرد کہ زیبا میروی

البتہ صورت نور کی ساتھ تقیید اختیاراً اگرچہ بدرجہ اعتقاد نہ ہو
مضر ہے۔

س (حال) بارہ ہزار کی تعداد ہر روز پوری کرلیتا ہوں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اعضاء میں وجد کی کیفیت ہوجاتی ہے اور کبھی کبھی چیخ مارنے کو جی چاہتا ہے نماز میں بھی احیاناً یہ صورت نمودار ہوجاتی ہے اور کبھی کوئی کیفیت نہیں ہوتی۔ ذکر اللہ حدیث نفس کی طرح اکثر جاری ہوجاتا ہے سوتے سوتے تک یہ حالت رہتی ہے مگر دوسروں اور گفتگو اور صحبت میں یہ بات جاتی رہتی ہے۔ ذکر میں تصور کامل یا دیر تک یکساں قائم نہیں رہتا، اسکی آرزو رہتی ہے۔

ت (تحقیق) یہ سب تغیرات نفسانیہ لازمہ فی العادۃ ہیں، ان کے اختلاف کی طرف التفات نہ کیا جاوے۔ البتہ اپنے مشیر کو اطلاع برابر دینا ضروری ہے۔

س (مضمون) حضرت کی دعاؤں کو اپنی کشائش کار کے لئے وسیلہ سمجھتا ہوں اور اس کا طلب گار رہتا ہوں۔

ت (جواب) دل سے دعاگو ہوں اور اپنے لئے دعا جو بھی۔

(تمت الرسالہ)

۱۸
―――
۱۷۶

(النور بابت ماہ محرم ۱۳۶۲ھ)

س (حال) مکرمت نامہ نے سعادت بخشی

ت (تحقیق) جیسا آپ کے محبت نامہ نے خاص فرحت بخشی کئی روز سے آپ

زیادہ یاد آرہے تھے

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

س (حال) خاکسار آج دو ہفتوں سے اپنے وطن میں ہے جو...... میں ایک دیہات ہے اور جو پہلے بزرگوں کے زمانہ میں علماء اور مشائخ سے معمور تھا۔ یوں تو خاکسار گرمیوں کے موسم میں مع اہل وعیال وطن آیا کرتا تھا، مگر اس سال مزید تقریب یہ ہے کہ خاکسار یہ ہے کہ خاکسار کی بڑی لڑکی کا نکاح یہاں عزیزوں میں چچا زاد بھائی سے درپیش ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کون جا سکتا ہے کہ اس سے پہلے جب چھ ماہ قبل تاریخ مقرر ہوئی، تو لڑکے کے باپ نے وفات پائی۔ اور اب جب مقرر ہوئی تو لڑکے کے چچا نے وفات پائی۔ یہ دونوں میرے چچا زاد بھائی تھے۔ اور اب یہ ذمہ داری اس ناتواں کے سر ہے۔ یہ ذاتی حالات اس لئے عرض خدمت ہوئے کہ حضرت کے کلمات میرے لئے تسکین کا باعث ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ت (تحقیق) بزرگوں سے کان میں پڑا ہے کہ جیسے مداوات میں کامیابی نعمت ہے اسی طرح ناکامی بھی نعمت ہے۔ جیسے غذا کا عطا ہونا نعمت ہے اسی طرح مریض کیلئے (و کلنا مریض) دوا کا عطا ہونا نعمت ہے۔ اگر اس نعمت میں صحت ہے جو خود شرط لذت بھی ہے۔

(النور بابت ماہ صفر ۱۳۶۲ھ ۱۹/۷۷)

س (حال) حضرت نے میری عرض پر حب جاہ و مال کے جن حقائق اور انکے

غیر محسوس رگ و ریشہ کی طرف متنبہ فرمایا بے شبہ وہ میری ظاہر بین نگاہ سے اوجھل تھے، حضرت کی تنبیہ سے متنبہ ہوا اور اب ہر واقعہ کے وقت بحمد اللہ تعالیٰ اُن پر نظر پڑنے لگی، اور جب کوئی رگ و ریشہ نظر آیا۔ حسب الامر استغفار کیا اور اپنے عیوب و نقائص کا استحضار اور اس علاج سے فائدہ پاتا ہوں۔

ت (تحقیق) ھنیئاً لکم علم الحقیقۃ والعمل (دوسرا مضمر بیساختہ ذھن میں نہیں آیا)

س (حال) اب دل میں خلش یہ ہے کہ اس تحلیہ بالفضائل اور تخلیہ عن الرذائل کا کام کس نہج اور کس ترتیب سے شروع کیا جائے کہ الاھم فالاھم کے اصول کے مطابق ہو اب اسکے لئے حضرت ہی کی خدمت بابرکت میں درخواست ہے کہ میرے لئے میری صلاحیت و استعداد ناقص کے پیش نظر کوئی طریق متعین فرمایا جائے۔

ت (تحقیق) گو بعض اکابر نے (کالغزالیؒ فی منہاج العابدین) اس میں کسی قدر ترتیب کی بھی رعایت فرمائی ہے، مگر ممکن ہے کہ وہ ان کے اجتہاد میں اکثری ہو اور اس وقت تجربہ سے اکثری بھی نہیں رہا اور میرے ذوق میں تو کبھی بھی اکثری نہیں ہوا بلکہ شریعت کے دوسرے توسعات و سہولات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علاج میں طبیب یا مریض کو ایسے قیود کا مقید نہیں کیا گیا بلکہ میرے تجربہ میں یہی طریقہ سلوک رہا کہ جس وقت جس مرض کا احساس ہوا۔ (وھذا یختلف باختلاف الاحوال والرجال کما فی الطب الجسمانی) اس وقت طبیب سے مشورہ کرلیا گیا اور

اُس مشورہ پر عمل کر کے علاج کیا گیا اور اس علاج کے نافع و مؤثر ہونے کیلئے کسی دوسرے مرض کا رہنا مانع نہیں ہوتا۔ (و بھذا یتمیز ھذا الطلب من الطلب الجسمانی) اور یہ نعمت ہے حق تعالیٰ کی (اللھم الا قلیلا و اذا وقع یراعیہ الطبیب) اُمید ہے کہ جواب ہو گیا ہوگا۔ والسلام

۲۶/۱۸۴

(النور بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۶۲ھ)

حال (حال) (بعض واقعات کے ذکر کے بعد) ان حالات و افکار نے ذہن کو منتشر کر رکھا ہے۔ معمولات میں بحمد اللہ فرق نہیں آیا مگر خطرات و خیالات کی یورش نے ذکر و نماز کی یکسوئی اور طمانیت میں فرق ڈال دیا ہے۔ الا تہجد کہ وہ ہجوم افکار سے بحمد اللہ پاک ہے۔

ت (تحقیق) ایسے واقعات و تشویشات میں بھی رحمت و حکمت ہے کہ ان سے انکسار و افتقار پیدا ہوتا ہے۔

۲۷/۱۸۵

(النور بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

س (حال) انہیں ایام میں ایک اور ابتلاء پیش آیا۔ ہمارے وطن میں مسجد ہمارے گھر سے کچھ فاصلہ پر ہے پھر بھی حضور جماعت فی المسجد کی توفیق

شامل حال ہے۔ ہماری طرف ان دنوں سخت گرمی اور حدت شمس اور لو کی شکایت تھی ظہر کی نماز باجماعت میں اس حالتِ گرما کو دیکھ کر شمول کی نیت مذبذب ہو رہی تھی۔ مگر بار بار آیت قل نار جہنم اشد حرا زبان پر بے ساختہ آ رہی تھی اور توکل بخدا منہ لپیٹ کر مسجد سے محرومی رہی اور ایام مشغولی میں پہلی دفعہ معمولات سے معذور رہا اس سے دل نے یہ سبق لیا کہ ہم جیسے خفیف الہمت کا ایسے موقع پر رخصت کو چھوڑ کر عزیمت پر عمل کرنا شاید موجب حرمان ہوا۔

ت (تحقیق) حرمان تو خدا نہ کرے کیوں ہوتا جبکہ مضاعفا اجر ملتا ہے عمل کا بھی اور مشقت کا بھی یہ تو زمانۂ عمل ہے اور اس سے جو معذوری پیدا ہو گئی ہے اُس میں بھی ایک اجر عمل حکمی کا عطا ہوتا ہے جیسا حدیث میں زمانۂ عذر میں اجر مثل کا لکھا جانا وارد ہے۔ البتہ کیفاً جو رخصت پر ثمرات مرتب ہوتے اُس میں من وجہ نقصان کا موجب ضرور ہوگا اور وہ ثمرات یہ ہیں۔ اعتراف اپنے عجز کا۔ شکر انعام رخصت کا۔ مشاہدہ رأفت محسن کا۔ افناء دعوت قوت کا والاخذین الرخصۃ امثالہا اسی لئے وارد ہے۔ ان اللہ یحب ان یوتی رخصہ کما یحب ان یوتی عزائمہ اور بعض تعلیمات میں جو اتباع رخصت کا غیر مرضی ہونا وارد ہے۔ ترددات طویلہ کے بعد ایک محقق کے کلام میں اسکا محمل نظر سے گزرا یعنی جو رخصت خود اُس نے تاویل سے بنائی ہو شارع سے اُس میں اذن نہ ہو۔

۲۸
۱۸۶

(النور بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

س۔(حال) ہمارے اطراف میں حضرت کا اسم گرامی تو سب جانتے ہیں مگر ہدایات وتعلیمات ورسائل وتصنیفات سے لوگوں کو محرومی ہے میرے حضرت سے تعلق کا جن لوگوں کو علم ہوا وہ حضرت کی تصنیفات کے شائق ہوئے اور میرے پاس جو چیزیں تھیں وہ ان کو دے رہا ہوں۔ معلوم نہیں ایک مبتدی کی یہ جرأت کہاں تک درست ہے۔

ت(تحقیق) ابتداء فی القدم مستلزم نہیں ابتداء فی العلوم کو ایسی صفتی کو جامع الشرائط خیر الناس من ینفع الناس کا قرار دے کر اُس پر عمل جائز ہوگا۔

س(حال) ہمارے وطن میں جناب شاہ تجمل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متروکات میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب، حضرت مولانا قاسم صاحب حضرت مولانا رشید احمد صاحب اور حضرت جی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحریریں اور خطوط کی زیارت اور مطالعہ کی سعادت ملی۔ مولانا عبد الغنی صاحب بہاری، صاحب شمائم امدادیہ کی دوسری شادی بھی اس قریہ میں اور اسی گھر میں ہوئی تھی۔ اُن کی بدولت بھی کچھ برکات کاغذی یہاں موجود ہیں۔ نفعنا اللہ تعالیٰ بہا۔

ت(تحقیق) تبرکات جبکہ موجب حرکات ہوں ایک درجہ میں نافع ہیں ایک شرط اُن میں خلو عن المنکرات ہے۔ حلیۃ کانت اور خفیۃ

وعن الخفي تصرف الناظرين والحافظين فيها مع كونها مشتركة وقل من تنبه لها۔

مکاتیب بنام ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی

حضرت مولانا سید سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بصیرت افروز مکاتیب کا سلسلہ ہم نے حضرت مولانا مرحوم و مغفور کی وفات کے بعد سے شروع کر دیا ہے۔ اس اشاعت میں ہم حضرت مولانا مرحوم کے مکاتیب بنام حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

(بشکریہ ماہانہ صبح صادق لکھنؤ اگست ۱۹۵۴ء)

ندوہ لکھنؤ

برادر عزیز اسعدکم اللہ تعالیٰ فی الدارین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ میں ۱۱ جنوری کو لکھنؤ اس توقع سے آیا کہ آپ سے ملاقات ہوگی۔ اور آپ نے جیسا کہا تھا کہ میں کچھ آنے کا حال بیان کروں۔ میں یہاں دو ہفتوں کے قیام کی نیت سے آیا تھا۔ بہرحال کل تک کا وقت تو وفد حیدرآباد کی تقریبوں میں گذرا۔ بحمد اللہ کہ سب کام بخیریت انجام پا گئے۔ مدارالمہام صاحب نے پانچ سو لڑکوں کے قیام و وظائف کے طور پر دیا۔ مفتی محمد سعید صاحب نے بھی بحمد اللہ بات مان لی اور تدریس و نگرانی کو قبول کر لیا۔ صرف مطبخ سے معذوری ظاہر کی۔ اب

ضرورت ندوہ کی تربیت اور نشو نما کے کام پر غور کرنے کی ہے جس
کے لئے آپ کی موجودگی کی سخت حاجت ہے۔ میں کب تک
رہوں گا بہتر ہوتا کہ اب آپ واپس آجاتے۔ مدرسۂ لکھنو اور اودھ
کی اہمیت ابھی پوری طرح شاید سمجھی نہیں گئی۔ جمعرات والی جماعت
کا سلسلہ بند ہے اور اطراف میں وفود کا کام التوا میں ہے۔ طلبہ
اسی وجہ سے دینی تبلیغی روح کے اضمحلال کا اندیشہ ہے۔ خصوصًا موجودہ
سیاسی انتشار میں اُن کو کسی دینی کام میں نہ لگائے رکھا گیا تو ڈر ہے
کہ دماغ کسی اور طرف متوجہ ہو جائیں۔ اُمید ہے کہ اس کی اہمیت پوری
طرح آپ سمجھتے ہیں۔

والسلام

ہیچمدان سید سلیمان
۱۵ جنوری ۱۹۴۶ء

مکتوب نمبر ۲

دلیسنہ۔ پٹنہ

اخی العزیز رفع اللہ تعالیٰ شانکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا خط ملا تھا۔ خط میں دو باتیں تھیں ایک میرے قیام کے
متعلق اور دوسری نصاب کے متعلق، میں منتظر رہا کہ آپ نصاب کا مسودہ مجھے

بھیج رہے ہیں، یا بھیجا ہے، مگر وہ اب تک مجھے نہیں ملا، اب انتظار کے بعد جواباً لکھتا ہوں، میرا اور میرا عصر عمل گذر چکا۔ تکلُ عصر رجال اب اس دور کے لئے آپ کا خاکہ موزوں ہوگا۔ مجھے چونکہ آپ پر اعتبار و اعتماد ہے۔ اس لئے دیکھے بغیر ہی اس کو پسند کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نافع فرمادے جائے قیام کے متعلق ہنوز فیصلہ نہ ہوسکا میں نے اعظم گڑھ دماغی سکون۔ ذہنی امن وامان اور باہمی تصادم سے بچنے کے لئے چھوڑا اور یفوری طور سے حیدر آباد کی تعلیمی خدمت کے بجائے بھوپال کی مذہبی خدمت قبول کی اگرچہ ریاست کے انقلاب کے دست برد سے اب تک میری جگہ وہاں محفوظ ہے گو اصلی رائے تو وہاں پہونچ کر ہی معلوم ہوگی مگر چونکہ نفسیاتی طور سے اب اسلامی ریاست کا تصور نہیں رہا۔ اس لئے سمجھتا ہوں کہ وہاں بھی اب دل نہیں لگے گا۔ اور بہتوں کا خیال ہے کہ مجھے اب وہاں سے ہٹنا پڑے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض گوشوں سے میری طلب جاری ہے، ایک ہمسایہ ملک کی طرف سے گفتہ آید در حدیث دیگراں کے عنوان سے بعض امورِ دینی و آئینی شرعی کے سلسلہ میں مجھے یاد کیا جارہا ہے اور اس خدمت کے لئے دینی اور دنیاوی عام تعلیم میں کیوں انقلاب برپا کیا جائے اور کیا اصلاحی تجویزیں پیش کی جائیں میرا نام لیا جارہا ہے۔ لیکن اب تک میری طبیعت یکسو نہیں ہوئی ہے۔

وطن آیا تھا کہ گوشۂ عزلت کی زندگی نبھ سکتی ہے یا نہیں، مگر بعض بزرگوں کی متبرک جائدادوں اور اعزہ کے عناد و خلش نے یہاں بھی مطمئن ہونے نہ دیا۔

دارالعلوم ندوہ کی خدمت ہمیشہ زندگی کا مقصد رہا اور اب بھی اس کی خدمت سے انکار نہیں، مگر ندوہ کے لئے جو اس وقت سب سے ضروری چیز مالی امداد ہے یعنی چندوں کا جمع کرنا۔ میں اس کے لئے بیکار ہوں۔ پھر میری اقتصادی اور مع اہل وعیال کی قیامی مشکل کا حل وہاں کوئی مجھے نظر نہیں آتا۔

غرض حالات نے قوت فیصلہ کو معطل کر رکھا ہے اور راستہ صاف دکھائی نہیں دیتا، سردست حج کا سفر پیش نظر ہے۔ اس کے انجام کے بعد شاید کوئی راہ انشراح قلب کے ساتھ نظر آئے۔

عراق سے مولوی مسعود عالم صاحب کا خط آیا ہے۔ ہلالی صاحب سے ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ بخیریت ہیں۔

آج ۱۵ر جون ہے، ۱۷ کو یہاں سے روانہ ہونا ہے۔ لکھنؤ اور اناؤ کی راہ بھوپال قبل رمضان المبارک پہنچنے کا خیال ہے۔ امید ہے کہ بعض الجھنیں وہاں پہونچ کر دور ہو سکیں۔ اگر آپ بھوپال کے پتہ سے مجھے دینی مزید مشوروں سے مستفید کر سکیں تو شکریہ

والسلام

سید سلیمان

۱۵ر جون ۱۹۴۹ء

بھوپال

عزیز محترم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عیادت نامہ ملا شکر گذار بنایا۔ الحمد للہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہوں ضعف ابھی دور ہو رہا ہے۔

میری شرکت کو جو جماعت تبلیغ کے کاموں میں حجاز میں ہوئی۔ آپ صاحبوں نے بڑی اہمیت دی۔ مولانا یوسف صاحب اور مولانا زکریا صاحب تک نے اس کے لئے شکریے ادا کئے اور دعائیں دیں۔ دعائیں تو ٹھیک ہیں کہ میں ان کا محتاج ہوں مگر شکریہ کس بات کا۔ کوئی نماز پڑھے تو اس کا شکریہ ادا کیا جائے گا، یہ میں نے اس لئے لکھا کہ بعض صاحبوں نے ایسا کیا ہے۔

بے شبہ جو چیز آپ کے لئے آثار سعادت میں سے ہے وہ یہ ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ کہ دو سال گذرنے کے بعد آپ کے نام اور کام کو میں نے زندہ پایا بلکہ آپ کی نسبت سے مجھے بزرگی ملتی رہی۔

آپ کی ملاقات اور ندوہ کے حالات سننے کا مشتاق ہوں۔ اب تو آپ بھوپال کے لئے پابرکاب ہوں گے۔ والسلام

سید سلیمان

۲۴ جنوری ۱۹۵۰ء

عزیز محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

اِس خط کے پہنچنے کے ساتھ عید آجائے گی، مبارکباد قبول کیجئے آپ نے جس امر کی نسبت لکھا ہے۔ وہ میرے پیش نظر ہے صاحب موصوف بیحد نیک ہیں تدریسی سیاست مطلق نہیں، مگر ان کی فضیلت علمی بھی مسلّم ہے۔ اگر آپ لوگ آپ کا ہونا ضروری اور مفید کسی نہج سے سمجھتے ہیں تو مجھے بھی اتفاق ہے۔

حبیب اصغر مرحوم کے لڑکے کی سفارش مجھ سے اور صاحبوں نے بھی کی ہے مگر سوال فنڈ کی گنجائش کا ہے۔ انشاء اللہ اسکا معاملہ پیش نظر رہے گا۔

الندوہ آپ لوگوں کا ہے اور مضامین کے انچارج آپ دو صاحب ہیں اس دفعہ اُس میں ایک مضمون جو گو ضروری و مفید ہے، مگر ذرا معیار سے کم ہے اس میں شامل ہو گیا ہے۔

آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ ہمارے شروانی صاحب نے رحمت عالم کی اسقدر قدر کی کہ فی نسخہ کے حساب سے اس کے ۱۰۰ نسخے خریدے۔

الندوہ کے شذرات میں رحمت عالم پر نوٹ لکھ دیجئے کہ اس کے نسخے ہاتھوں ہاتھ نکل رہے ہیں۔ قدر دانوں کو چاہیئے کہ جلد خرید فرما کر قومی و مذہبی احساس کا ثبوت دیں۔ میں ۱۵، نومبر کو انشاء اللہ آؤں گا

والسلام

سید سلیمان

۲۸، رمضان ۱۳۵۹ھ

خطوط

بنام محمد ادیس ندوی نگرامی صاحب

بھوپال

برادر عزیز شفاکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

اُمید ہے کہ اب آپکی آنکھوں کو آرام ہوگا اور اپنے مشاغل علمی و تعلیمی میں مصروف ہوں گے۔ لآلی الحکم پہنچی رسالہ اچھا ہے۔ مگر مختصر بہت ہے، مزید اضافہ کی ضرورت ہے کم ازکم سو صفحے ہوں۔

مسئلہ معیت الٰہی میں تین قسم کی آیتیں قرآن پاک میں ہیں۔ ایک میں بدلالت قرینہ معیت رحمت ونصرت مقصود ہے جیسے۔ اِنَّ اللّٰہ مع الصابرین۔ اِنّ اللّٰہ مع المحسنین۔ وانتم الاعلون واللّٰہ معکم۔ لا تحزن ان اللّٰہ معنا۔ اِنّ معی ربی سیھدین۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا وغیرہ اور دوسری وہ آیتیں ہیں جنمیں معیت علمی مقصود ہے۔ وھو معکم اینما کنتم۔ ومایکون من نجوی ثلثۃ الاھو رابعھم ولاخمسۃ الّاھو سادسھم ولا ادنی من ذلک واکثر ھم اِلّاھو معھم وغیرہ تیسری وہ آیات ہیں جن میں اطلاق ہے جیسے۔ اینما تولوا

فثم وجہ اللہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ نحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون۔ اب سوال یہ ہے کہ ان آیات میں کون سا قُرب اور معیت مراد ہے ایک گروہ معیت علمی کی آیتوں کے قیاس پر اُن سے معیت و قرب علمی سمجھتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک کی ان آیتوں کا منشا ہے۔ وسع کل شیئٍ علماً۔ ان اللہ احاط بکل شیئٍ علماً واحصیٰ کل شیئٍ عددا۔

اور بعض صاحبوں نے لغت پر اعتبار کرکے قرب و معیت ذاتی کو مراد لیا۔ لیکن چونکہ قرب و معیت ذاتی کے ماننے پر بعض اشکالات پیش آتے ہیں اور وحدۃ الوجود کے بجائے بہتوں نے وحدۃ الوجود کا عقیدہ اختیار کرلیا اس لئے متکلمین نے قرب و معیت ذاتی سے انکار کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبدا و معاد میں اس معیت کو متشابہات میں قرار دیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ معیت و قرب کا اجمالاً عقیدہ رکھا جائے اور اسکی تفصیل و تشریح کے پیچھے نہ پڑا جائے

والسلام

سید سلیمان

۹ فروری ۱۹۴۷ء

—۵—

بھوپال

عزیزم دعا ہائے خیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کو اس ماہ مبارک میں جو توفیقات ملیں اون کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جو توفیق عمل ہے وہ بھی انہی کی بخشی ہوئی ہے۔ سلسلۂ فقہ کی ترتیب جو پہلے رسالہ میں ہے وہ مناسب ہے اسی پرواز پر اب آئندہ باب شروع کیا جائے بڑا کام ہوگا۔ اپنے والد صاحب کو سلام کہئے۔

والسلام
سید سلیمان
۲۹ر اگست ۴۷ ۱۹ء

بھوپال

عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط گو مدت کے بعد آیا مگر آپ اکثر یاد آتے رہے میرا ارادہ یہاں سے ۲۵ ستمبر کو سہارنپور اور ۴ر اکتوبر سے پہلے کراچی پہونچنے کا ہے واللہ اعلم یاد رہا تو دعاء انشاء اللہ کروں گا۔

یاد رکھنے کا خیال رکھوں گا۔ آپ رسائل میرے پاس ہیں کیا اچھا ہوتا کہ اگر فقہ والا سلسلہ آپ جاری رکھیں مفید دنیا و نافع آخرت ہے۔ اپنے والد صاحب کو میرا سلام کہہ دیں۔

والسلام

سید سلیمان

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ

—٥—

بھوپال

برادرم عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

الحمد للہ خیریت ہے۔ امسال بعد رمضان شوال کے وسط یا آخر میں سفر کا قصد ہے سید حسین بھی مع اہل وعیال ہوں گے۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپکی رفاقت ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام مشکلات رفعہ دفعہ فرمائیں۔

سید حسین صاحب اٹاوہ میں ہیں۔

والسلام

سید سلیمان

۱۲ مئی ۱۹۴۸ء

—٥—

(بنام مولانا محمد ادریس ندوی نگرامیؒ)

-۵-

بھوپال

برادر عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط مؤرخہ یکم ستمبر ملا۔ مبارک کہ آپ نے ایام مبارکہ کا حق ادا کرنے کی توفیق پائی فھنیا لکم۔ طلبہ کی خدمت کا ذوق بھی مبارک۔

کتاب الطہارۃ کی تکمیل پانے سے خوشی ہوئی یہاں بھی فقہاء اور اہل افتاء موجود ہیں۔ وہ اطمینان کے قابل ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں۔ بھجوا دیجئے۔ اب کتاب کتاب الصلوٰۃ جلد شروع کیجئے فتاویٰ امدادیہ اور بوادر وغیرہ جدید مسائل کے لئے ضرور پیش نظر رہیں۔

ابھی یہاں کے دارالتصانیف کا کام قاعدہ سے شروع نہیں ہوا ہے۔ ہر روز منظوری کا انتظار ہے۔ امید ہے کہ امسال اور بھی مستعدی سے آپ کا درس جاری ہوگا۔ یہ توفیقات الٰہی ہیں ان سے فائدہ اٹھاتے رہیئے۔ سعدی نے خوب کہا ہے ؎

منت منہہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شناس ازدکہ بہ خدمت بداشتنت

زندگی میں ہر کام جو انجام پاتا ہے وہ محض حق تعالیٰ کی توفیق اور نوازش ہے ہم کیا اور ہماری جد وجہد کیا۔

والسلام
سید سلیمان

۲۲ر شوال ۱۳۶۵ھ

میرٹھ بذریعہ سید حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر

برادر عزیز ادام اللہ توفیقکم

آپ کا کارڈ مشتمل بر بشارت رویا ملا تھا۔ میں ہفتہ عشرہ کے لئے دیوبند وسہارنپور وتھانہ بھون چلا گیا تھا چند روز ہوئے کہ واپس آیا

اللہ تعالیٰ آپ کے ظاہری وباطنی مدارج بڑھائے۔ خواب کی حیثیت صرف بشارت کی ہے آپ کے لئے بھی اور اس ہیچ مداں اور ہیچ میرز کے لئے بھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اگلی سیٹ میں ہیں وہ توراۃ سے عبارت ہے۔ پائے مبارک کو صدمہ توراۃ کی تحریف کی طرف اشارہ ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی لاش مبارک اسلام سے عبارت ہے۔

اس کا قلب اقدس قرآن پاک ہے جو میرے واسطے سے آپ تک پہنچا خود سیرۃ نبوی کی تالیف میں شرکت بھی میری ہی ذات کے واسطے سے ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی نوازش اور لطف و کرم محض ہے جو اپنی غفاری و ستاری سے ایسے ردیائے بشارت سرفراز فرماتے ہیں ؎

ورنہ من آنم کہ من دانم ! سراپا عیوب

الحمد للہ کہ میں اچھا ہوں اور عزیزوں کے لئے دعاگو ہوں۔ آپ نے اپنی خیریت مزاج نہیں لکھی، امید کہ آپ اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے۔ دسمبر تک قیام کا ارادہ ہے

والسلام

ہیچمدان سید سلیمان

۱۰ محرم ۱۳۶۵ھ

لے مکتوب الیہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ریل کے ڈبہ جیسا ایک موٹر ہے۔ اگلی سیٹ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں مگر پائے مبارک میں چوٹ ہے، اور پچھلی سیٹ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاش مبارک ہے۔ سید صاحب قبلہ نے جسد مبارک سے قلب اقدس کو لے کر مجھ کو دیا۔ اس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور سید صاحب قبلہ نے پھر اس کو جسد اطہر میں رکھ دیا۔

میرٹھ

عزیز مکرم اسعدکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کارڈ ملا خوشی ہوئی کہ آپ کی صحت اب اچھی ہے اور اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دیں اور اچھے نتائج کا ظہور ہو نصائح سے بھی کام لیں کہ طلبہ میں دین اور تقویٰ اور علم کا ذوق پیدا ہو اس طرف مسلم یونیورسٹی مظاہر العلوم۔ دیوبند اور جامعہ ملیہ کو سرسری دیکھا۔ سیاسیات نے دین و تقویٰ اور حصول علم کے ذوق کو برباد کر رکھا ہے۔ خدا کرے کہ آپکی درس گاہ بفضل خدا اس طوفان سے بچی رہے۔

سیرت جلد سوم زیر طبع ہے آپ اپنا حصہ جلد واپس بھیج دیں روایات کی نظر ثانی نہیں ہوئی ہے وہ تو آپ کے ذمہ تھی فقہ کی کتاب کے لئے کوئی وقت نکالیئے، مسح کا باب تو پورا ہی کر دیں تھوڑی مزید محنت کیجئے۔ مدرسہ میں بعض مدرسین کی غیر حاضری کے سبب سے شاید کوئی گھنٹہ خالی نہ مل سکے۔ والسلام

سید سلیمان ۲۱ محرم ۱۳۶۵ھ

لے: استاد محترم مرحوم کی خواہش تھی کہ اردو میں فقہ پر ایک جامع کتاب ترتیب کی جائے دارالمصنفین میں یہ خدمت میرے سپرد فرمائی تھی۔ ندوہ کے تعلیمی مشاغل کی وجہ سے وقت بچتا نہ تھا، میں نے درخواست کی تھی کہ یہاں کچھ وقت خالی کرا دیا جائے تو کام میں آسانی ہو۔

انا ۲

برادر عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔

چلتے وقت خط ملا۔ لکھنؤ دو تین روز کے لئے جا رہا ہوں۔
۲۷۔ ۲۸ کو عربی و فارسی کمیٹی کا جلسہ ہے
خواب تو بشارت میں سے ہے[1] بہر حال یہ میرے اور آپ کے دونوں کے لئے بشارت ہیں۔ اپنا قصد تو شوال میں مغل لائن سے روانگی کا ہے۔ واللہ اعلم
آپ ابن قیم کا مسودہ تفسیر ساتھ لے لیں شاید کوئی راہ نکل سکے۔ رباط بھوپال کے لئے قاضی ریاست کے نام سے درخواست آپ بھیج دیں انتظام انشاء اللہ ہو جائے گا۔

والسلام

سید سلیمان

۲۵ رمئی ۱۹۴۸ء

---

[1] مکتوب الیہ اس سال حج کا ارادہ کر رہا تھا۔ سید صاحب قبلہ بھی عازم تھے مگر بعد کو تشریف نہ لے جا سکے۔ اسی زمانہ میں خواب دیکھا کہ میں مدینہ طیبہ (صلی اللہ علی صاحبہا) میں حاضر ہوں اور ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اگر تم یہاں سید صاحب کے ساتھ آئے ہوتے تب یہاں کی رونق دیکھتے۔

بھوپال

عزیزی ادام اللہ توفیقکم صاحب دیرینی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں نے آپ کے لئے مدار المہامی میں سفارش لکھ دی تھی مگر ہنوز منظور ہو کر نہیں آئی جس کی وجہ میری سمجھ میں آپ کی درخواست عدد کثیر پر مشتمل ہونا ہے یعنی آپ نے ایک ساتھ (١٧) آدمیوں کی اجازت چاہی۔ اب یہ جریدہ شائع ہوا ہے کہ باشندگان بھوپال سے جگہ باقی رہے تو دوسروں کو دی جائے۔ دو چار آدمیوں کی درخواست بھیجئے تو پھر تحریک کروں۔

ہمارا ارادہ ستمبر کے وسط کے جہاز سے جانے کا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام

سید سلیمان

٢٧ر رمضان

لے : مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ (صلی اللہ علی صاحبہا) میں قیام رہا۔ بھوپال گئے۔

٢ے : سفر حج ١٩٤٨ء

بھوپال

عزیز گرامی تقبل اللہ منک

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مبارک کہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت سے آپ کو سرفرازی[1] ہوئی میرے قافلہ کا سفر سید حسین کے بڑے لڑکے کی خطرناک علالت کے سبب سے رہ گیا۔ یہ تو ظاہر سبب ہے اور باطن وہ ہے جس کو حضرت عراقی نے کہا ہے:

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم نہ دادند
کہ بروں درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

سنا ہے کہ آپ کے والد صاحب کی طبیعت ان دنوں خراب ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشیں۔

والسلام
سید سلیمان
۵؍دسمبر ۱۹۴۸ء

بھوپال

عزیز مکرم زادکم اللہ تعالیٰ علماً و عملاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

---

[1] سفر حج ۱۹۴۸ء

الحمدللہ کہ واپس آگیا، جہاز میں بیمار ہوگیا تھا۔ اب اچھا ہوں صرف ضعف باقی ہے۔ میں نے حج کو جاتے وقت آپ کی کتاب الطہارۃ کا مسودہ رجسٹری سے آپ کو واپس کیا تھا۔ آپ نے رسید نہیں لکھی، مہربانی کرکے رسید لکھیئے تاکہ تسکین ہو۔ بحمد اللہ کہ حجاز میں آپ کا تذکرۂ خیر باقی تھا۔ آپ کی کتاب تفسیر ابن قیم بہ نام التفسیر مصر میں چھپ گئی اور میں نے کہ علمائے نجد میں اس کی بڑی مانگ ہے۔ ایک نسخہ اس کا مجھے بھی ملا جو ساتھ آیا ہے

والسلام

سید سلیمان

۱۷ جنوری ۱۹۵۰ء

بھوپال

عزیز مکرم اسعد کم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خوشی ہوئی کہ آپ ایک خانگی فرض سے سبکدوش ہوئے اور زیادہ خوشی اسکی ہے کہ لائق اور رشید داماد ہاتھ آیا۔ خلف رشید سے بڑھ کر صاحب اولاد کے لئے شاید ہی کوئی نعمت ہو۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو برکت و سعادت اور عمر و حیات بخشیں۔

مسائل حج کے متعلق آپ کو جو خیال پیدا ہوا مجھے بھی ہوا اگر آپ کا رسالہ کارآمد ہوا تو پھر دوسرے رسالہ کی ضرورت ہی نہیں خدا کرے کہ آپ کا رسالہ مفید اور نافع ہو[1]۔

اب اچھا ہوں کچھ دنوں بعد لکھنؤ وغیرہ کے سفر کا ارادہ ہے آپ کو خبر انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گی۔

والسلام

سید سلیمان

۳۰ جنوری ۱۹۵۰ء

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ حج [illegible] ایسا رسالہ تیار کیا جائے جس میں حج کی عملی تصویر کھینچ دی جائے اور حج کرنے والے کو عملی نقشہ ہاتھ آجائے۔

مکتوب بنام مولانا محمد علی حیدر آبادی مرحوم
سابق استاد حدیث وفقہ جامعہ عثمانیہ

مکتوب نمبر ۱

۷ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

مسترشد: بخدمت سیّدی ومولائی ومرشدی دامت برکاتکم علینا
حضرۃ الشیخؒ: اخی حبیبی فی اللہ تعالیٰ رفع اللہ تعالیٰ احوالکم
مسترشد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
حضرۃ الشیخؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
مسترشد: عرصہ دراز کے بعد ارسال عریضہ کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ لیکن کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ آں قبلہ کا خیال دل سے محو ہوا۔ آں مخدوم کی ہدایت ہر روز میرے آگے رہتی ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ معمولات جاری ہیں۔ بہت کم قضا ہوتی ہیں۔
حضرۃ الشیخؒ: یہ آپ کے مخلصانہ محبت کا اثر ہے کہ مجھے اسطرح یاد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو میرے اور آپکے دونوں کیلئے باعث خیر وبرکت بنائے۔
مسترشد: حسب ارشاد آوردوں کی اصلاح سے اپنی اصلاح میں لگا ہوا ہوں۔ عملی مسلمان بننا آسان سمجھا تھا۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ جب سے آپ نے اس میدان میں ڈال دیا ہے۔ قدم قدم پر مزاحمتیں ہیں۔ خواہشات تعلقات اڑے آتے ہیں ان

سے مقابلہ کرنا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: خوشی ہوئی کہ اب آپ کے پیش نظر اصلاح کی صحیح صورت ہے۔

مسترشد: نفلیں پڑھ لینا روزے رکھ لینا بہت آسان ہے لیکن جہاد بالنفس بہت شاق گذرتا ہے۔ بہرحال یہ تو کرنا ہی ہے تدریجاً قدم بڑھا رہا ہوں حق سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے مایوس نہیں ہوں یہ ابتلائیں اسی منزل کے لئے ناگزیر ہیں "حفت الجنۃ بالمکارہ" حضرت کی رہنمائی اور برکتِ دعا سے یہی تلخ دوائیں غذا بن جائیں گی۔

حضرۃ الشیخؒ: بے شبہ جہاد نفس بہت بڑا کام ہے مگر جنت کا دروازہ اسی جہاد نفس سے کھلتا ہے

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى المأوىٰ۔

وكما جاء فى الحديث يكون هواه تبعًا بما جئتُ به

مسترشد: آپ سے ربط سامان توفیق سے مؤثر سبب تصور کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے اس راہ کو میرے اور آپ کے لئے آسان فرمائے

مسترشد: میری بڑی لڑکی کا نکاح ۲۶ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ قرار پایا ہے

آپ کو زحمت دینے کی ہمت نہیں ہوتی دعاء خیر و برکت اور تحبب بین الزوجین کے لئے کبھی رات کی ساعتوں میں ہاتھ اٹھا دیجئے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہاتھ خالی واپس نہ ہوں گے انا عند ظن عبدی بی

محمد علی

حضرۃ الشیخ! مجھے اس موقع پر یاد فرمایا اس کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت عطاء فرمائیں۔ دلی دعاء ہے حق تعالیٰ زوجین کو توافق عنایت فرمادیں اور باہم مودّت اور سکینت کا سامان بہم پہنچائیں

والسلام

ہیچمدان سلیمان

۱۱ ذوالحجہ ۱۳۶۵ھ

مکتوب نمبر ۲

مسترشد:۔ ۴ر شوال ۶۴ھ

یا من ہو لقلبی مقناطیس۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخ۔ اخی فی اللہ تعالیٰ ادام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ آں مخدوم کا والا نامہ مورخہ ۱۸ر رمضان المبارک موجب شرف سعادت ہوا۔ بعض احباب سے معلوم ہوا کہ مزاجِ گرامی کچھ ناساز ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو مع الخیر والعافیتہ رکھے۔ آمین۔ واقعہ کچھ یوں ہی ہے کہ آپ کی زندگی سے بہت سی زندگیاں وابستہ ہیں۔

حضرۃ الشیخ:۔ الحمد للہ کہ اب اچھا ہوں گو بغایت ضعف ہے اس لئے جیسے بسط کو جی چاہتا ہے اُس بسط سے لکھ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حُسنِ ظن کو میرے لئے اور آپ کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

مسترشد:۔ مخدومی! میری علمی لیاقت علوم حدیث میں تو صفر ہے اور علوم قدیمہ عربیہ میں معمولی سی ہے لیکن اس نعمتِ عظمٰی پر رب العزۃ کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ اُس نے دین حق اور صراط مستقیم کی راہیں سمجھا دی ہیں باوجود اس کے اس راہ کی منزلوں میں نفس کے دھوکوں اور کیدِ شیطانی سے مامون نہیں ہوں۔ یہی وہ مقام ہے کہ خضرِ راہ کی جانب نگاہیں اٹھتی ہیں۔

حضرۃ الشیخ:۔ بے شک یہ بڑی نعمت ہے۔

مسترشد:۔ اِس دور میں جو حضرات اسلامی فکر و نظر پر تبلیغانہ خدمات انجام دے رہے ہیں اُن میں میرا میلان طبع زیادہ تر مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی جانب ہے اُن کی خدمات کو میں اِس دورِ جہالت و ضلالت میں وقت کی سچی صحیح خدمت تصور کرتا ہوں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ میرا قلبی رُجحان اُن کی جانب کبھی نہیں ہوا۔ جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد :. پر طبیعت اُدھر نہیں آتی۔
دماغ میں تو وہ سما جاتے ہیں مگر دل میں نہیں اترتے[1]

آپ کی محبت میرے دل میں یوماً فیوماً کچھ زیادہ ہی ہوتی جارہی ہے اسی جذبۂ محبت نے تحدیثاً للنعمۃ اظہار محبت پر مجبور کیا تھا میرا پہلا عریضہ اسی اثر کا نتیجہ تھا۔

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے حسنِ ظن کا اہل بنائیں۔

مسترشد:۔ مخدومی! میں بیعت کا کچھ زیادہ معتقد نہیں ہوں، ایک امرِ مستحب کے لئے کسی کے ہاتھ میں ایسا پڑ جانا جیسے مردہ بدستِ زندہ۔ کبھی ایسا خیال نہ آیا۔ بلا اس کے بھی استفادہ کی اور شکلیں ہو سکتی ہیں۔ کسی کے ہاتھ بِک جانے کے بعد آقا کے حکم کی خلاف ورزی معاہدہ کے خلاف ہے۔ پھر ہر وہ بات و طریقۂ کار پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے جس کی ہدایت کی جائے خواہ دل مانے یا نہ مانے۔ میں ایسی کوئی عبادت جو بادلِ ناخواستہ ہو جو استحبابی درجہ سے زائد ہو مقتضیاتِ اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔ جو بات انشراح

---

[1] اس کا جواب حضرت شیخؒ نے کچھ نہیں دیا مگر تعلق کی برکت سے مولانا پر حقیقت کھُل گئی اور ان کا دماغی رجحان بھی بالکل بدل گیا تھا۔ (ع۔م)

قلبی کے ساتھ جاں گزیں نہ ہو جائے اور اُسکو محض تقلیداً یا احتراماً قبول کر لیا جائے نشاط و تسکین خاطر کا سبب نہیں ہو سکتی۔ یہ میری کمزوری ہو یا اس کے سوا کچھ اور، بہرحال، حالِ دل و مذاقِ طبع کچھ یوں ہی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ بیعت کی حقیقت ایک معاہدہ ہے درمیان مفید اور مستفید کے۔ مفید وعدہ کرتا ہے کہ وہ شفقت اور تعلیم میں حتی الامکان کمی نہ کرے گا۔ اور مستفید اس کا وعدہ کرتا ہے کہ وہ اطاعت میں حتی الوسع کمی نہ کرے گا۔

بیعت اس راہ کی ضروری چیز نہیں۔ بیعت کے بعد اطاعت فی معروف کی قید ہے۔ یعنی غیر احکام شریعت میں اطاعت ضروری نہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لیتے وقت فی معروف کی قید لگا دی ہے

مسترشد:۔ میں نے اپنے حدِ علم تک جس جس پر نظر ڈالی یہی دیکھا کہ کسی کے پاس دماغ ہے تو دل غائب اور کسی کے پاس دل ہے تو دماغ غائب، اور کہیں تو محض دوکانداری و تجارت ہی تجارت ہے، "دُکانیں اونچی مگر پکوان پھیکا"۔ میرا آپ کی بابت یہ گمان ہے کہ آپ کی صرف نگاہ ہی مسلمان نہیں بلکہ قلبِ سلیم بھی عطا ہوا ہے اور اسکی حرارت میں ارتعاش تھانہ بھون کے تعلق سے زیادہ ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے بہ نسبت اوروں کے مجھے انس زیادہ ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ انشاء اللہ تعالیٰ راہِ سلوک میں کوئی ایسی بات درمیان میں نہ آئے گی جو محض احتراماً یا تقلیداً ماننی ضروری ہو بلکہ براہ نسی جو نص کی دلالت اور اشارہ سے خالی ہو آپ نہ مانیں، مگر نص کے اقسام پر تو تسلیم و رضا اور عمل

بالانشراح ضروری ہے

مسترشد:۔ اپنی یہ حالت ہے کہ حتی الامکان کبائر و محرمات سے بچتا ہوں۔ فقہی نماز روزہ ادا ہو جاتا ہے۔ حیدر آباد کا ماحول مدفن علم و عمل ہے، گھر گیا ہوں۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن، دوست احباب، عزیز و اقارب، گھر اور باہر سب جگہ کے نقشے بگڑے ہوئے ہیں۔ دائرہ ملازمت میں بہت کوشش کرتا ہوں کہ اُسے حلال کر کے کھاؤں۔ عرصہ سے سب سے تعلقات چھوڑ دیئے ہیں۔ چھوٹوں سے بھی بڑوں سے بھی، امیروں سے بھی غریبوں سے بھی، کوئی مجلس کوئی صحبت ایسی نہیں جو منکرات سے خالی ہو۔ جھوٹی شیخیاں، تعلیاں، مکر و زور کا جال بچھا ہوا ہے۔ تملق و خوشامد کی گرم بازاری ہے، دامن بچاتا ہوں مگر کہیں نہ کہیں دانستہ یا نادانستہ وہ اُلجھ ہی جاتا ہے۔ کبھی اختیاراً کبھی اضطراراً ان لوگوں کی راہ سے گذرنا پڑتا ہے۔ دُعا فرمائیے آپکی مخلصانہ دُعا رنگ لائے بغیر نہ رہے۔ والسلام

آپ کا دور اُفتادہ محتاج دعا و ہدایت

محمد علی

حضرۃ الشیخ:۔ آپ نے اپنی جو حالت لکھی ہے وہ بہت اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقی عنایت فرمائیں۔

اصل شئے اللہ تعالیٰ کا قلبی تعلق اور اس کے احکام کی اطاعت ہے باقی سب فروع اور اس مقام کے حصول کے لئے اسباب اور مُعدّات ہمارے حضرت رحمۃ اللہ کے مواعظ اور تالیفات مطالعہ فرمائیں تو

باطن میں ترقی ہوگی۔ والسلام

ہیچمدان۔ سلیمان

۹ر شوال ۱۳۶۴ھ

مسترشد: گذارش:۔ پتہ میں صرف دار المصنفین اعظم گڈھ لکھنا کافی ہے یا کچھ اور فصول بھی ہیں، تاکہ بسہولت بلا تاخیر عریضہ پہنچ سکے۔

حضرت الشیخؒ: بالکل کافی ہے

مسترشد: نوٹ: مودبانہ گذارش ہے، آپ نے مولانا لکھا، تواضعاً نہیں کہتا حقیقتاً بھی بہ مشکل مولوی کے معیار پر اُتر سکوں گا۔ میں نے اپنا مقام خود متعین کر دیا ہے، جو جوابی لفافہ میں ہے

حضرت الشیخؒ:۔ اس فقیر نے جو کچھ لکھا ہے اُس کو واقعہ کے بجائے تفاول پر محمول فرمائیں

مکتوب نمبر ۳

مسترشد:۔ جمعہ ۶ر صفر ۶۵ھ

مخدوم ومحترم ذو المجد والکرم سیدی ومولائی ادام اللہ ظلکم الظلیل علی رؤس المسلمین

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اعظم گڈھ / ۲۷ر صفر ۱۳۶۵ھ

اخی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد: سخت نادم وشرمندہ ہوں کہ عرصہ دراز کے بعد عریضہ ارسال کر رہا ہوں

احباب، اخبار و رسائل کے ذریعے مزاج گرامی کا علم ہوتا رہا۔ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور ہم جیسے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کا کام آپ کے ہاتھوں انجام پائے۔ آج مولوی سید ہاشم صاحب ندوی سے علم ہوا کہ آں مخدوم میرٹھ سے اعظم گڑھ پہنچ چکے ہیں۔ دل چاہا کہ عریضہ کے ذریعہ معلوم کروں، اور کچھ اپنا حال بھی سناؤں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں، اور داعیٔ خیر

مسترشد: اپنا تو یہ حال کہ عبادت میں اکثر دل نہیں لگتا۔ بس فرائض فقہی قانون کے مطابق ادا ہو جاتے ہیں، کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی۔ یہ ایک عام حالت ہے لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قرآن پڑھتے ہوئے سنتے ہوئے نماز اور خارج نماز میں، گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیت کبھی آیاتِ عذاب پر اور کبھی آیاتِ رحمت پر ہوتی ہے۔

ایسا کوئی عمل بتائیے کہ عبادت غذائے نفس بن جائے، اور لذت محسوس ہونے لگے۔ گو یہ مقصود نہیں۔ لیکن ازدیادِ محبت و عبادت کی موجب ضرور ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ تو حالات مرض ہیں، مگر اب ان کا جو علاج ہے ان کی طرف متوجہ ہوں، آپ چاہتے ہیں کہ آپ پر عشق کے آثار طاری ہوں لیکن حصولِ عشق کے جو طریق ہیں اُن سے آپ اپنے کو مانوس کرنا نہیں چاہتے۔ یہ بتائیے کہ اگر آپ کو کسی سے طبعی عشق نہ ہو یا کسی نادیدہ سے عشق کرنا ہو تو اُس کی کیا صورت ہے، صورت یہی ہے کہ اُس کا نام بار بار دُہرایا جائے دل سے، زبان سے

خیال سے اور اُس کے کمالاتِ حُسن پر ہر طرح سے غور کیا جائے اور اس سے مادۂ عشق کو ترقی دی جائے۔

اسی کے قریب تدابیر غیر محسوس وغیر مرئی حسن وعشق کے لئے ہیں۔ پہلے کا نام ذکر اور دوسرے کا نام فکر ہے۔ اللہ کا نام رٹا جائے اور اس کے کمالات قدرت وعظمت ورحمت واحسان پر غور کیا جائے یہی ذکر و فکر ہے جو صوفیہ کے ہاں مروج ہے اور قرآن پاک میں ان دونوں کی طرف اشارات ہیں۔

یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم اور یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ وغیرہ من الآیات

مسترشد:۔ اپنے زمانۂ طالب علمی میں حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی مجددی نقشبندی کے ہاتھ پر رسمی طور پر بیعت کی تھی۔ صرف بیعت کی کچھ کیا نہیں بالکل کورا ہوں۔ میرے مربی ومحسن حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند نے مجھے لے جاکر خود مرید کرایا تھا۔ میں کچھ زیادہ اس کا قائل بھی نہیں جیسا کہ اپنے ایک عریضہ میں لکھ چکا ہوں۔ "حسبنا کتاب اللہ وسنتہ رسولہ" باوجود اس کے راہ سلوک میں اگر یہ اقصر طریق ہو تو انکار بھی نہیں۔ آپ کے علم و دیانت پر اعتماد ہے۔ آپکا مشورہ صحیح ہوگا اوقات خاصہ میں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے دعا کا طالب ہوں

والسلام۔ آپ کا

محمد علی   جدید نارائن گوڑہ

حضرۃ الشیخؒ:۔ تعلیمات تصوف حقیقیؒ "حَسْبُنَا کتاب اللہ وسنۃ رسولہ" الگ

آپ نے اس حیثیت سے ابھی ان مسائل پر شاید غور نہیں فرمایا۔

" اعبد ربك كانك تكراه " مطلوب ہے یہ مطلوب کیونکر حاصل ہو

فی صلوتهم خاشعون مقصود ہے۔ اس کا حصول کیسے ہو

والذین امنوا اشد حبا لله۔ یہ محبت مراد ہے۔ یہ مراد کیسے ہاتھ آئے۔

بیعت موجب برکات ویسے ہی ہے جیسے ظاہری علوم میں کتابوں کے باوجود استادی وشاگردی کی نسبت۔ اقصر طریق ذکر وفکر اور ہمت وعزیمت

ع آب کم جو تشنگی آور بدست

والسلام

ہیچمدان سلیمان۔ ۲۷ صفر ۶۵ھ

مکتوب نمبر ۴

مسترشد، ۲۹ ربیع الاول ۶۵ھ دوشنبہ

از محمد علی حیدر آبادی

بشرف ملاحظہ مخدوم ومطاع سیدی ومولائی ادام اللہ فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخ: اعظم گڈھ

اخی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقاتکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد، طالب خیر مع الخیر۔ میرے ۶ صفر کے عریضہ پر جو ہدایات درج تھیں مشعلِ راہ ثابت ہوئیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ اسی طرف آرہا ہوں جدھر کو آپ لے جانا چاہتے ہیں۔ آخر شب کی ساعتوں میں تفکر فی خلق السمٰوٰت و الارض اور اس کے غیر مختتم عجائبات پر نظر رکھ کر اپنے منعم و محسنِ حقیقی کے آگے سرِ نیاز جھکا دیتا ہوں جس نے محض اپنے فضل و کرم سے بلا طلب و استحقاق وہ، وہ نعمتیں بخشیں جو لاتعداد لاتحصی ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ: بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فہم دین عنایت فرما کر صراط مستقیم کی ہدایت فرمائی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ ذوا لفضل العظیم۔ یہ وہ آیاتِ پاک ہیں جن کو حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم تہجد کے وقت آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ صحاح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

مسترشد:۔ آپ نے ٹھیک تحریر فرمایا کہ "بیعت موجبِ برکات ویسے ہی ہے جیسے ظاہری علوم میں کتابوں کے باوجود استادی و شاگردی کی نسبت" اس لئے اب اس کارِ خیر میں مزید استخارہ کی ضرورت نہیں۔ اب تو سپردم بتو کے سوا چارہ نہیں۔ اسیرِ دام ہونا چاہتا ہوں، رشتہ بیعت سے باندھ دیجئے انشاء اللہ تعالیٰ اس برکت سے وہ مقامِ احسان بھی حاصل ہوجائے گا جسکی جانب آپ نے "فاعبد کانک تراہ" لکھ کر اشارہ فرمایا[1]

[1] انشاء اللہ تعالیٰ (سلیمان)

حضرۃ الشیخؒ :۔ اِس ہیچمدان کو تو آپ کے ذوقِ سلیم سے اُمید ہے کہ حضرت والا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور مواعظ سے اِنشاء اللہ جلد فائدہ ہوگا۔

یہ عزم مبارک ہو مگر جلدی نہ فرمائیں۔ یہ ہیچمدان تو خدمت کیلئے حاضر ہے۔ ضرورت ہے کہ چندے مکاتبت جو ہمارے سلسلہ میں قائم مقام فیض و توجہ جاری رہے۔

مسترشد :۔ پھر اس راہ میں جس طریقہ عمل کی ضرورت ہو اس پر بھی متنبہ فرمایا جائے۔ ایک خواب رات ہی یہ دیکھا کہ ایک مکان جو باہر سے خراب خستہ کھنڈر سا دکھائی دیتا ہے یہ ایک عالم کا مکان ہے جو میرے ملنے والے ہیں ان کا انتقال ہو گیا مگر میں انہیں زندہ تصور کر کر ایک حدیث کی کتاب دینے گیا ہوں۔ میں نے آواز دی کسی نے میری آواز پہچان کر کہا کہ محمد علی آگیا۔ یہ بزرگ دو آدمیوں کے سہارے میرے استقبال کے لئے آئے پھر مجھے اندر لے گئے۔ مکان کا اندرونی حصہ نہایت روشن صاف ستھرا وسیع سفید چاندنی کا فرش یوں محسوس ہوا کہ آج یہاں کوئی مجلس ذکر و تذکیر ہے مختصر لوگ جمع ہیں۔ ایک جانب مصلے پر سبز لباس پہنے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسری جانب سفید عمامہ لنگی باندھے ہوئے آپ بیٹھے ہیں۔

مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تمہارے خط کا انتظار رہتا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہوا کہ میں کچھ بیمار تھا اس لئے میں نے خود تمہیں خط نہیں لکھا اپنی ہمشیرہ سے لکھوایا ہے، کچھ اور باتیں ہوئیں جو یاد نہیں رہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ہمارے حضرت کا مذاق عموماً یہ تھا کہ اکثر خواب کو اہمیت نہیں دیتے

تھے، اور ٹھیک احادیث کے مطابق اس کو محض مبشر جانتے تھے جو کوئی مرد مومن اپنے لئے دیکھے یا کسی دوسرے مسلم کے لئے

خواب کی تعبیر اپنی سمجھ کے مطابق عرض کرتا ہوں. مکان کی حالت ظاہر کی سادگی اور باطن کی معموری ہے۔ سبز لباس اہل جنت کی نشانی ہے سفید کپڑا سنت کی طرف اشارہ ہے کہ حدیث میں یہ احسن لباس مردوں کے لئے ہے۔ دفیہ کفنوا امواتکم اور یہ صوفیہ کی اصطلاح میں موتوا قبل تموتوا ہے، جس کا دوسرا نام فنا ہے۔ بندہ پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے تو اس کی زندگی صرف رضائے الٰہی کی زندگی ہو جاتی ہے۔ اپنے اختیار سے کچھ نہیں ہوتا۔

مسترشد:۔ وہ بزرگ جن کے گھر میں گیا تھا اُن کی شکل وصورت دنیوی میں پہچان نہ سکا۔ یعنی مقدس نورانی چہرہ سفید داڑھی سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ کتاب غالباً طبقات ابن سعد تھی جو مولانا حبیب الرحمان صاحب کی مملوکہ تھی انہیں بزرگ کو دینے کے لئے دی تھی میں خوش ہوا کہ یہ امانت میں نے خود اُنہیں کی مواجہہ میں دے دی۔ اللھم خیرلنا

والسلام

محمد علی حیدر آبادی

حضرۃ الشیخؒ:۔ طبقات ابن سعد صحابہؓ کی سیرت و زندگی ہے

ہدایات ذیل عرض ہیں

۱:۔ قصد السبیل حضرت والاؒ ملاحظہ فرمائیں اور عالِم مشغول کی ہدایات

پر عمل فرمائیں۔

۲:۔ جس وقت داخلِ سلسلۂ امدادیہ اشرفیہ ہونے کا عزم راسخ ہو یہ سمجھ کر داخل ہوں کہ اب اسی منہاج پر زندگی کے آخیر لمحہ تک گذارنا ہے۔"

"توفّنی مسلماً وّ الحقنی بالصّٰلحین۔" اور

"ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔" اور

"واعبُد ربّک حتّی یأتیک الیقین۔"

کی آیتیں پیش نظر رہیں۔

۳:۔ اس عزم کے بعد وضو کریں اور ممکن خضوع وخشوع کے ساتھ دوگانہ ادا کر کے استغفار کریں اور خوب تضرع سے گناہوں کی معافی چاہیں اور اپنی نئی زندگی کے عزم کی توفیق مانگیں، اور سمجھیں کہ آج سے اللہ تعالیٰ سے اطاعتِ کاملہ کا عہد آپ کر رہے ہیں۔

۴:۔ جو فرائض فوت ہوئے ہیں ان کی قضا کی جائے جو حقوق عباد تلف ہوئے ہوں یا آپ کے ذمہ باقی ہوں ان کو ممکن ہو تو ادا کیجئے یا صاحب حق سے معاف کرائیں اگر مر گیا ہو تو اس کے ورثہ سے معاف کرائیں اور اس کے لئے دعائے خیر کریں غرض تلافیٔ مافات کا تہیہ اور سابقہ ذنوب سے استغفار ضرور ہے تو یہ اس راہ کا پہلا قدم ہے، پھر اصلاح الا الذین تابوا و اصلحوا

ہیچمدان سلیمان

۶ ربیع الآخر ۱۳۶۵ھ

مکتوب نمبر ۵

مسترشد ۲۹ رجمادی الاولیٰ رپنجشنبہ

من عبدہ المسکین المدعو محمد علی کان اللہ لہٗ

بہ حضرت مخدوم و مطاع سیدی و مولائی ادام اللہ فیوضکم

علیٰ رؤس المسلمین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ :۔ دیسنہ ضلع پٹنہ

اخی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقاتکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :۔ کامل دو ماہ کے بعد عریضہ ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ منجملہ وجوہ تاخیر ایک یہ امر بھی پیش نظر تھا کہ آں قبلہ نے جو ہدایات درج فرمائی تھیں ان پر کچھ نہ کچھ عمل کر کر اپنا حال لکھوں

حضرۃ الشیخؒ :۔ بہتر عمل وہی ہے جو اَدْوَمْ ہے۔ اگرچہ اقل ہے جو کچھ شروع کیا جائے وہ دوام عملی کو مدنظر رکھ کر اختیار کیا جائے۔

مسترشد :۔ بفضلہ تعالیٰ و توفیقہ قصد السبیل کا مطالعہ کیا۔ اُس کے اکثر حصّہ پر عمل ہے لیکن بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک اسم ذات کا ذکر ایک دن

بھی نہ ہو سکا۔ طبیعت پر بار معلوم ہوتا ہے، با دل ناخواستہ عبادت کرنے کو جی نہیں چاہتا، اور نہ اتنا وقت و اطمینان ہی ہے۔

ادائی فرائض اور واجبات وسنن مؤکدہ میں تو چون وچرا کی گنجائش ہی نہیں اور ان کا "کم" گراں گزرتا ہے۔ نوافل اور مستحبات میں محنتِ شاقہ برداشت کرنے سے کم از کم میری طبیعت گریز کرتی ہے۔ البتہ اقل و اَدْوَم کوئی عمل ہو تو بار نہیں۔

حضرۃ الشیخ :- ۲۴ ہزار انفاس شب و روز حضرات مشائخ نے مقرر فرمایا ہے۔ بے شبہہ یہ تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ آپ تین ہزار روزانہ سے شروع کریں پھر جیسے جیسے طبیعت میں آمادگی پیدا ہو بڑھائیں جہاں تک بڑھ سکے اور جب اُس کے اثرات میں رسوخ نمودار ہوگا تو پھر عرض کیا جائے گا۔

مسترشد :- چونکہ آپ کو اپنا طبیب روحانی تصور کرتا ہوں۔ اس لئے اپنا ہر اچھا و بُرا آپ کے آگے رکھ دینا چاہتا ہوں، نہ تو تیری نفس بالسوء پیش نظر ہے۔ نہ اُس کو مزکی دکھلانا ہے۔ البتہ تحدیثاً النعمۃ عرض ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ صغائر اور کبائر سے طبعی نفرت ہے۔ مجالس اثم و عدوان سے بہت بچتا ہوں۔ باوجود اس کے کبھی اختیاراً کبھی اضطراراً مبتلا ہو جاتا ہوں۔ توبہ کرتا ہوں توفیق خیر طلب کرتا ہوں۔ ایک صالح مسلمان کی زندگی جیسی ہونی چاہئے، اپنے زندگی کے سارے شعبوں میں وہی حُسن پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ نسبتاً انقلاب محسوس کرتا ہوں۔ قصد السبیل کے مطالعہ کے بعد ۹۵ فی صد خود کو تہجد کا پابند بنا لیا ہے۔ کبھی کبھی

صلوٰۃ الاوابین و چاشت بھی پڑھ لیتا ہوں

حضرۃ الشیخ رحمہ :- یہ حال بہت اچھا ہے، اس پر شکر کیجئے کہ اور ترقی عطا ہو۔

ولئن شکرتم لازیدنکم۔

آپ تعلیم الدین اور تبلیغ دین کا مطالعہ اس نیت سے فرمائیں کہ اس آئینہ میں اپنے کو دیکھیں جو اپنے میں خیر یا مطابق عمل پائیں اس پر شکر کریں اور جو کمی پائیں اُس کے حصول اور عمل کی کوشش فرمائیں۔ تبلیغ دین میں کہیں کہیں زمانہ کے لحاظ سے کچھ غلو معلوم ہوگا۔ اوسکی اصلاح حسب تجویز حضرت والا رحمۃ اللہ پوچھنے پر عرض کی جائے گی۔

مسترشد :- حقوق العباد کے ایفا اور تلافیِ مافات کا بہت خیال ہے جو نمازیں قضا ہیں اُن کی اداء کا فکر ہے۔ میں صاحب ترتیب تو نہیں ہوں کچھ نہ کچھ قضا ضرور ہوں گی۔ بجائے نوافل کے قضاء کی نیت کر کر ادا کرتا ہوں بہر حال دونوں میں سے کوئی ایک ہو ہی جائے گی۔

ظہر، عصر، عشاء قضا کی نیت کرنے میں کیا ہر رکعت میں قرأت ضروری ہوگی؟ نفل کی ہر رکعت میں تو قرأۃ ضروری ہے فرائض کی آخری رکعتوں میں لازم نہیں میں تو ہر رکعت میں احتیاطاً فاتحہ کے ساتھ ضم سورت کر لیتا ہوں

حضرۃ الشیخ :- بہت بہتر، اسی طرح قضا کیجئے ورنہ نوافل کی نیت کر لیجئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جیسی فرض نمازوں میں کمی ہوگی وہ سنن و نوافل سے پوری کی جائے گی۔

جی نہیں فرائض کی قضا میں آخر دو رکعتوں میں ضم سورہ نہیں ہے۔ شل

ادا پڑھنا چاہیئے البتہ سنن ونوافل میں ضم سورہ بھی ہے پس قضا یا ادائے نفل جیسی نیت ہو اسی طرح پڑھنا چاہیئے۔ آپ اندازہ کرکے قضائے فرائض حساب قیاسی کرکے صرف نفل کی نیت کرلیا کریں۔

نوافل وسنن میں سب سے اہم چیز تہجد کی رکعات ہیں جن کو بزرگوں نے اقتداءً بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم سنت مؤکدہ کا درجہ دیا ہے۔ اور اس کو من شیم الصالحین قرار دیا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں ہے۔

مسترشد: میں ایک معمولی استعداد کا آدمی ہوں چند پڑھے لکھے صحیح العقیدہ اہل علم وفضل حضرات کی صحبت میں بیٹھا ہوں۔ آں قبلہ عالم سمجھ کر مخاطبتہ نہ فرمائیں کچھ یوں ہی سطحی معلومات ہیں گہری نظر نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ: اِس تواضع پر دلی مبارک باد۔ جس نے پایا ہے۔ اسی راہ سے پایا ہے۔

مسترشد: سیدی! الم یأن الحین اَن ابایع علی یدك۔ وما یدریك لعله یزکی لکن و الشرط املك ای فیما استطعتُ لعل اللہ یحدث بعد ذلك اَمراً۔ من مزید فضله وکرمه

والسلام

محمد علی

حضرۃ الشیخؒ: بیعت سے مقصود تعلیم پر باہمی معاہدہ ہے سو تعلیم جاری ہے اپنا رسوخ دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ وقت پر اس برکت کے حصول کی خواہش فرمائیں گے تو دریغ نہ ہوگا۔

میرے پاس بجز حضرت والا کی نسبت کے کوئی اور چیز نہیں ہے یہی نسبت انشاء اللہ تعالیٰ پیش ہوگی۔

والسلام

ہیچمدان سلیمان

ج ۲ ۱۳۶۵ھ

مکتوب نمبر ۶

مسترشد: ۲۹ رجب ۶۵ھ

سیدی و مولائی مخدومی محترم ذوالمجد و الکرم ادام اللہ ظلکم الظلیل علی رؤس المسلمین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخؒ: بھوپال۔ بذریعہ سیکرٹری تعلیمات

اخی فی اللہ تعالیٰ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

مسترشد: دیسنہ ضلع پٹنہ سے گرامی نامہ شرف صدور لایا تھا جس میں تعلیم دین، اور تبلیغ دین، کے مطالعہ کی ہدایات تھیں۔ دونوں کتابیں میرے مطالعہ میں ہیں۔ جس قدر دیکھا منقولات کو معقولات پایا۔

حضرۃ الشیخؒ: مناسبتیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ آپ کا مذاق چشتی جوش و خروش کے بجائے سکینت کا طالب ہے۔ اس میں کوئی خرج نہیں۔ ممکن ہے

مسترشد :- بعض صوفیاء کرام کے استنباط اور اُن کی اصطلاحوں و طرق اذکار سے مجھے اب تک انس پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ بسا اوقات تو مجھے اُن کی باتوں سے توحش ہوتا ہے چوں کہ ان نفوس قدسیہ سے عقیدت ہے اس لئے کبھی بھی کسی درجہ میں ان پر تنقید یا ان کی تنقیص کا وہم تک بھی دل میں نہ آیا۔

حضرۃ الشیخ :- ان بزرگوں کے ظاہر طرز تعبیر سے آپ کو توحش ہو۔ مگر معنیٰ توحش کی بات نہیں۔ کوئی ضروری امر اس راہ کا ایسا نہیں جو کتاب و سنت کے خلاف ہو بلکہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ جو کتاب و سنت سے مؤید نہ ہو۔

مسترشد :- احب الصالحین ولست منہم۔ لعل اللہ یرزقنی صلاحا۔ قرآن اور سنت کی راہ سے جس طرح باتیں دل میں اترتی چلی جاتی ہیں ان کی باتیں نہیں آتیں۔ ذکر سے زیادہ فکر میں لذت محسوس ہوتی ہے میرا مذاق کچھ ایسا ہی ہے۔

حضرۃ الشیخ :- تعلیم الدین کا وہ حصہ جس میں اصطلاحات صوفیانہ ہیں چھوڑ دیں، بقیہ حصہ تو محض احادیث کا ترجمہ ہے، حاشیہ پر اصل حدیثیں لکھی ہیں، اور تبلیغ دین کی بنیاد بھی احادیث ہیں، بہر حال اگر اس میں جی نہ لگتا ہو تو آپ جامع ترمذی کی کتاب الزہد و الرقاق مطالعہ میں رکھیں، اور کتاب الدعوات کو عمل میں رکھیں، اور فکر و مراقبہ کیا کریں۔ جن کی نسبت آگے عرض کروں گا۔

مسترشد :- ان مخدوم نے روزانہ تین ہزار بار اسم ذات کے ذکر کی ہدایت

فرمائی تھی۔ اپنی حرماں نصیبی پر نادم ہوں کہ آج تک اتنا موقعہ ہی نہیں
ملا کہ ایک ہی نشست میں تعمیلِ ارشاد کی سعادت حاصل کر سکوں
البتہ اذکر اللہ حالاً و قالاً فی کل احیان

حضرۃ الشیخؒ :۔ ذکر ایک نشست میں موثر ہوتا ہے۔ اگر کئی نشستوں میں
ہو تو بھی خیر۔ اور اگر سرے سے اس میں جی نہ لگتا ہو تو فکر اور
تسبیح سے کام لیں۔ مقصود یہ ہے کہ کثرت ذکر کی عادت پڑ جائے
والذاکرین اللہ کثیراً اور واذکر اللہ کثیرا اور
رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ کے تحت ذکر
لسانی وقلبی جاری ہو جائے۔

مسترشد :۔ میرا خیال ہے کہ کامل انقیاد و سرافگندی بلا محبت کامل کچھ
ناممکن ہی سی ہے۔ محبت کامل کے حصول کا ایک مؤثر منتج ذریعہ
رشتہ بیعت سے منسلک ہو جانا بھی ہے۔

آپ کا یہ ارشاد گرامی کہ " اپنا رسوخ دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ
وقت پر اس برکت کے حصول کی خواہش فرمائیں گے تو دریغ نہ ہوگا۔
تہیدست حاضر خدمت ہوں۔ خالی ہاتھ نہ لوٹائیے کیا خبر کہ کل جی
کہلاؤں یا میت لا یعلمہ الا ہو۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بے شک محبتِ شیخ کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے۔ میں نے چاہا تھا
کہ پہلے آپ اپنے عزم میں رسوخ پیدا کریں، پھر اس رسم بیعت کو
اختیار کریں تاکہ بعد کو اپنے فعل پر ندامت نہ ہو۔ اگر آپ انتخاب شیخ

ہیں رسوخ اور عزم کا یہ مرتبہ حاصل کر چکے ہیں تو مضائقہ نہیں۔
فکر و مراقبہ کی صورت یہ ہے کہ باوضو کسی مقررہ وقت میں آنکھ بند کر کے ہاتھ باندھ کر کسی اطمینان کے مقام میں بیٹھ کر کسی معنی پر اتنا غور کریں کہ وہ آپ میں رچ جائے اور آپ اس میں رنگ جائیں اور اس کا یقین قلب میں پیوست ہو جائے۔ قرآن پاک میں ہے۔

الله نور السمٰوات والارض

حدیث میں ہے۔

ھو نورٌ اور ہے انت نور السمٰوت والارض ومن فیھن۔

آپ اس کا مراقبہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کا نور آپ میں اور تمام آسمان و زمین میں پھیلا ہے۔ قلب کی طرف دھیان کریں کہ اس میں اللہ کا نور یا لفظ اللّٰہ بخطِ نورانی لکھا ہے۔

مسترشد :- یہ سُن کر بڑی مسرت ہوئی کہ آں مخدوم کا قصد اوائل اگست میں حیدر آباد تشریف لانے کا ہے۔ اگست کا مہینہ رمضان المبارک کا ہوگا۔ کیا ہمیں ایک ساتھ دو عیدیں منانی نصیب ہوں گی؟

خویدِ مکم۔ محمد علی

جدید نارائن گوڑہ مکان ۲-۲ حیدر آباد دکن

حضرۃ الشیخؒ ، حیدر آباد کا قصد شاید پورا نہ ہو۔ والسلام

ہیجدان سلیمان۔ ۱۰ ر شعبان ۱۳۶۵ھ

مکتوب نمبر ۷

مسترشد : بہ ملاحظہ سیدی و مولائی مخدومی و مطاعی دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۰ رشعبان کا والا نامہ بھوپال سے روانہ کیا ملا ۔ جو میرے لئے موجب برکت وسعادت ہوا

حضرۃ الشیخؒ : بھوپال ۔ ۲۰ رشعبان

اخی فی اللہ تعالیٰ زادکم اللہ تعالیٰ علماً وعملاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد :۔ آں قبلہ نے میری تقصیر عمل اور مذاقِ طبع کے پیش نظر جس حکیمانہ ومشفقانہ انداز میں ہدایات درج فرمائی ہیں ۔ ان کے پڑھنے سے قلب میں شگفتگی اور ارادہ میں پختگی پیدا ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ حسب ہدایات " جامع ترمذی " کی کتاب الزہد مطالعہ میں رکھوں گا ۔ اور کتاب الدعوات پر بھی عمل کرنے کی پوری کوشش کروں گا ۔

حضرۃ الشیخؒ : اُمید ہے کہ آپ نے ہمت وعزیمت کے ساتھ عمل شروع کر دیا ہوگا ۔

مسترشد :۔ فکر و مراقبہ کی جو صورت آپ نے تجویز فرمائی انشاء اللہ تعالیٰ انہیں شرائط کے ساتھ اس کی بھی مشق کروں گا ۔ حضرۃ الشیخ :۔ عمل فرما کر کیفیت سے مطلع فرماتے رہیں ۔

مسترشد :۔ اب رہی وہی سخن گسترانہ بات یعنی بیعت ، جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں یہ ازدیادِ محبت واقتداء کی موجب ہوتی ہے ۔

تاوقتیکہ آدمی اس رشتہ سے منسلک نہ ہو جائے اعمال میں آوارگی اور خیالات میں انتشار رہتا ہے۔ الّا ماشاء اللہ اس مطلق العنانی کے نتائج مشاہد ہیں کہ تقلید کی جگہ تحقیق لے لیتی ہے اور محبت کی بجائے عقل نارسا کی حکومت ہوتی ہے اور انسان کو خود سے اتنا حسنِ ظن پیدا ہو جاتا ہے کہ مکائدِ نفس کا احساس کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ اور اسی نوع کے دواعی ہیں جو مجھے بیعت پر جھکاتے ہیں۔ آپ میرے عزمِ راسخ کو پوچھتے ہیں۔ بغرض یہ ہے کہ اس وقت شمالی ہند میں جو قابل قدر و لائق احترام ہستیاں ہیں جن کا آں مخدوم بھی احترام فرماتے ہیں۔ ان سے کچھ نہ کچھ تعلقات ہیں۔ آپ سے میرا خاص تعلق کبھی نہیں رہا۔ پچھلے رمضان ایک دن دفعتہً اصلاح و اعمال اور اتباع سنت کے خیال نے عملی زندگی پر آمادہ کیا۔ میں نے اس راہ کی امامت کے لئے ہر ایک پر انتخابی نظر ڈالی۔ بفضلہ تعالیٰ یہ سب آسمان رشد و ہدایت کے تارے ہیں۔ پر طبیعت ادھر نہیں جاتی، اپنی طبیعت کو کیا کروں، آپ کی جانب اپنا میلان پاتا ہوں، میں ہنگاموں اور "مشارٌ بالانامل" بننے سے گھبراتا ہوں۔ جانتا ہوں کہ یہ ادائیں آپ کو بھی پسند نہیں، آپ کے کمالات میں بجائے اظہار کے ظہور متجلی پاتا ہوں۔ یہی وہ باتیں ہیں جس نے مجھے آپ کی جانب مائل کیا ہے، کیا اب اس کے بعد بھی میری استدعا بے اثر رہے گی۔

حضرۃ الشیخؒ: بسم اللہ وعلیٰ برکۃ اللہ یہ فقیر ہیچمدان اپنی بے بضاعتی کے باوجود حسب استطاعت خدمت کو حاضر ہے۔

آپ اس خط کو پاکر کسی اطمینانِ خاطر کے وقت اچھی طرح وضو کرکے بخلوص

دوگانہ نفل توبہ ادا کریں، اور اسکے بعد استغفر اللہ من کل ذنب واتوب الیہ سَو دفعہ پڑھ کر درگاہ باری تعالیٰ میں جملہ گناہوں اور تقصیرات سے توبہ کریں، اور اپنی اس عزیمت و توبہ پر قائم رہیں کہ آج سے میری نئی زندگی شروع ہوتی ہے، التائب من الذنب کمن لاذنب لہٗ۔ اور اس کے بعد الحمد اور قل ھو اللہ احد الخ ۳ بار اول و آخر درود پاک کے ساتھ بزرگان چشتیہ صابریہ پر بالعموم اور خصوصیت کے ساتھ نام لے کر حضرت حاجی مولانا شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ اور حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب قدس سرہٗ کو اس کا ثواب بخشیں، اور زبان سے عہد کریں کہ آج سے میں اپنے شیخ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر صداقت سے بغیر تعلل کے عمل کروں گا، پھر یہ آیت کریمہ پڑھیں۔

یبایعونك انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفٰی بما عاھد عَلَیْہُ اللّٰہَ فسیوتیہ اجراً عَظِیْماً۔

اس کے بعد مجھے اطلاع دیں اور معمولات شروع کریں۔ نوافل اوّابین و اشراق و تہجد پر استقامت کریں اور اپنے رذائل پر نظر رکھیں اور ایک ایک کی اصلاح کی کوشش اس طرح کریں کہ پہلے اسکی کی حقیقت سمجھیں پھر اُس کے ازالہ یا امالہ کی تدبیر دریافت کریں واللہ یوفقکم وینصرکم

الفقیر الی اللہ

سلیمان احمد مسترشدی
حضرت شاہ مولانا اشرف علی قدس سرہٗ

مسترشد :۔ آج کے "رہبر دکن" میں یہ خبر پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آں محترم بھوپال میں کسی علمی ادارہ کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے ہیں۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جبقدر آپ کی تصنیفات اور تالیفات سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا وہ آپ کے اقتداء و فیض صحبت و درس و تدریس سے بھی فیضیاب ہوں۔

آئندہ مراسلت کس پتہ پر کی جائے۔

آپکا خادم۔ محمد علی

مکتوب نمبر ۸

مسترشد :۔ ۱۱ر رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ

سیدی و مرشدی دوسیلتی دامت برکاتکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرۃ الشیخ۔ بھوپال۔ موتی مسجد / ۱۵ر رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ

اخی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

مسترشد :۔ ۲۰ر شعبان المعظم کا والانامہ میرے لئے موجب برکت و سعادت ہوا۔ آں قبلہ نے اس آزاد کو سلسلۂ بیعت سے منسلک فرماکر اللہ کی رسی سے باندھ دیا۔ حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ نہ ٹوٹنے والی رسی کبھی دست ناتواں سے چھوٹے بھی نہیں۔ میں آپ

سکے اس احسان کا شکر گذار ہو۔ اِس لالچ کی بنا پر کہ
لئن شکرتم لازیدنکم

حضرۃ الشیخ:۔ یہ میرے لئے موجبِ سعادت ہے کہ آپ کو اس ذرۂ بے مقدار کے ذریعہ اُس آفتاب رشد و ہدایت کے ساتھ نسبت حاصل ہوئی۔

گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم

میرا یہ احسان نہیں جس کی شکر گذاری کریں۔ یہ طریق ادا بھی اصلاح چاہتا ہے۔ شکر اللہ تعالیٰ کا ادا فرمائیں۔ یہ حقیر بھی اور آپ بھی کسی بندہ کے شکر کی حاجت نہیں۔

مسترشد:۔ آپ نے طریق بیعت میں داخل ہونے کے لئے جو طریقہ عمل تحریر فرمایا تھا حسبہ عمل کرتے ہوئے بارگاہِ رب العزت میں عہد کیا کہ اپنی قدرت اور استطاعت کے موافق کوتاہی نہیں کروں گا اور دانستہ نقض عہد نہ ہو گا۔

حضرۃ الشیخ:۔ آپ کو بیعت میں داخل کر لیا گیا۔

ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بقول یہ بیعت طرفین سے معاہدہ ہے۔ مفید کی طرف سے اس بات کا کہ وہ تعلیم اور شفقت میں اپنے جانتے کمی نہ کرے۔ اور مستفید کی طرف سے اس بات کا کہ وہ اتباع میں حسب استطاعت کمی نہ کرے گا۔

مسترشد:۔ حسب ہدایت اشراق، اوّابین، تہجد پڑھتا ہوں کبھی کبھی ناغہ بھی

ہو جاتا ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ ناغہ اگر معذرت کی بنا پر ہو تو خیر معذوری ہے، اور اگر کسل یا غفلت کی بنا پر ہو تو یہ حرمان کا باعث ہو سکتا ہے۔ مثل ایک شاگرد کے مطالعہ نہ دیکھنے اور سبق نہ یاد کرنے میں کہ عذر معتبر ہے، مگر کسل و غفلت حرمان تعلیم کا موجب ہے۔ فافہم۔

مسترشد :۔ کتاب الزہد کا مطالعہ صرف برکت ہی کی خاطر نہیں بلکہ اصلاح اخلاق و اعمال کی خاطر کر رہا ہوں۔ و ھوالموافق والمعین حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

چند روز سے کچھ بیمار تھا۔ اس لئے عریضہ خدمت عالی میں ارسال نہ کر سکا

والسلام۔ از خویدیکم الاحقر
محمد علی

حضرۃ الشیخؒ :۔ بالکل صحیح ہے اسی نیت سے پڑھیں اور ہمیشہ ہدایت والی کتابوں اور رسالوں کو اسی نیت سے پڑھیں، اور اپنے میں کمی پاکر اپنی اصلاح و تکمیل میں مصروف رہیں۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان

مکتوب نمبر ۹

مسترشد، سیدیؒ مولائی و سیلتی فی الدارین ادام اللہ برکاتکم علی رؤس المسترشدین

السلام علیکم و علی من لدیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

حضرۃ الشیخؒ :- ۱۱ر شوال ۶۵ھ/ یکشنبہ ۱۱ بجے

بھوپال۔ موتی مسجد

اخی فی اللہ تعالیٰ نور اللہ قلبکم وشفاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- ۱۵ر رمضان المبارک کے والا نامہ میں آں مطاع کی اس تصریح سے کہ "تجھ کو داخلِ بیعت کرلیا گیا" مزید مسرت حاصل ہوئی۔

حضرۃ الشیخؒ : آپ کی اس مسرت پر مجھے مسرت ہے

مسترشد :- بفضلہ تعالیٰ ہدایات پر عمل کر رہا ہوں۔ پوری کوشش اس کی رہتی ہے کہ کسل وغفلت سے کوئی عمل ناغہ نہ ہوا۔

حضرۃ الشیخؒ :- بحمد اللہ تعالیٰ۔ یہ علامات خیر سے ہے۔ زادکم اللہ خیراً

مسترشد :- بحمد اللہ تعالیٰ عبادت کے بعد قلب میں شگفتگی اور ترک سے انقباض محسوس ہوتا ہے۔ پھر بھی ناروا باتیں سرزد ہو جاتی ہیں۔ اختیاراً بھی اور اضطراراً بھی۔

حضرۃ الشیخؒ :- اس کا علاج علی الفور استغفار ہے۔

مسترشد :- جس گندے ماحول میں ہوں اُس قعر دریا میں رہتے ہوئے دامن بچانا بڑے سخت مجاہد کا کام ہے۔ دُعاء فرمائیے کہ قوت ایمانی اِس درجہ کی نصیب ہو۔

مجھ میں بڑی کمزوری فقدانِ جرأت کی ہے۔ مروتیں کچھ ایسی اڑے آجاتی ہیں کہ بسا اوقات اظہار حق نہیں ہو سکتا اپنی اس کوتاہی پر ندامت ہے

حضرۃ الشیخؒ: بے شبہ یہ مجاہدہ ہے۔ اسی سمندر سے ہو کر ہم کو پار ہونا ہے۔
اظہارِ حق کسی سبب سے نہ ہو سکے تو خیر، مگر اُس میں شرکت تو نہ ہو۔
ع وہ کہیں اور سُنا کرے کوئی؟
اِس ندامت کے تخم ہی سے آئندہ جرأتِ حق کا نخل بار آور پیدا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسترشد:- حیدر آباد دکن مدفن علم و عمل ہے[1]۔ الا من وقاہ اللہ تعالیٰ من الشرور والفتن۔ یہاں عام طور پر علماء و مشائخین کی جو صحبتیں ہیں اُن میں بھی سوائے رسم اذان کے روح اسلام نہیں محسوس ہوئی۔ بدعتیں اتنی جڑ پکڑ چکی ہیں کہ اُن کو ان مشائخین نے جزو اسلام بنا دیا ہے۔ عوام تو کالانعام ہی ہیں جو بات اسلام کا نام لے کر ان کے آگے پیش کی گئی وہ خوش اعتقادی سے ان کے قدموں پر ٹوٹ پڑے، کوئی طاقت روکنے والی نہیں، کچھ اللہ کے بندے ہیں مگر وہ فتنوں سے گھبراتے ہیں۔ عزیمت کی بجائے رخصت پر عمل کرتے ہیں۔ مجبور ہیں، اب تو ہمارے ملک میں خدا پرستی کی جگہ شاہ پرستی بڑھتی جا رہی ہے[2]۔ پیشوایانِ مذہب اسلام کی پچھلی صفوں میں بھی نظر

---

[1]،[2] ہے مولانا کی یہ برہمی طبقۂ مشائخینِ دکن کے حالات کی وجہ سے ہے، جن کی شاہ پرستی کا یہ حال تھا کہ جب آصف شابع نے "تفضیلی مسلک" کی طرف اپنا محض رجحان ظاہر کیا تو انہوں نے بڑھ کر اس پر صاد کر دیا بلکہ ایک مشیخت مآب نے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر علانیہ سب و شتم کا اظہار کر دیا۔ دوسری طرف اسی طبقہ نے بادشاہ کے تیور دیکھ کر اُس مردِ حق آگاہ مجاہد اسلام (بہادر یار جنگ مرحوم)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نہیں آتے، اس لئے میں یہاں کے علماء و مشائخ سے حسنِ عقیدت نہیں رکھتا۔ آپ کی نگاہ میں جو لوگ ایسے ہوں کہ اُن سے ملا جائے اُن کے نام و پتے معلوم ہوں تو ربط رکھوں۔ دو ایک تو میرے ملنے والے ہیں جن کے ظاہر پر اعتماد ہے۔ مزید کچھ ایسے حضرات جو آں قبلہ کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہوں ان کے نام چاہتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :- میری عرض بھی سُن لیں۔

غیروں کی حالت کا رونا بے کار ہے۔ ہم کو اپنی ہی حالت پر رونا چاہیئے مجھ ہیچمدان کو تو وہاں کے اشخاص کا علم نہیں۔ اپنے علم کے مطابق چند اشخاص سے حُسنِ عقیدت رکھتا ہوں۔ ایک تو چل بسے مولانا محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے احوال کے آدمی تھے۔ دوسرے مولانا سید عبد اللہ صاحب مجددی کے ساتھ حسن ظن ہے حیدر آباد کے

(بقیہ حاشیہ)

کے خلاف خفیہ محاذ قائم کر لیا ہے۔ جس کی للکار سے مسلمانانِ دکن میں حق و باطل کا شعور پیدا ہو چکا تھا۔ اور وہ بیدار ہو چلے تھے۔ خدا کی شان کہ بہت جلد ان مشائخوں میں خود تفرقہ پڑ گیا اور ایک "جمعیت مشائخین دکن رجسٹرڈ" (!) بن گئی اور دوسری بلا رجسٹری چلتی رہی ــ (یہی منظر ہمارے نوزائیدہ ملک میں بھی اب رونما ہو رہا ہے !!) اس شرمناک اور حسرت خیز ماحول سے فاضل مکتوب نگار کا دل مجروح تھا۔ ورنہ عام طور پر یہ زمانہ علم و عمل کی عین بیداری و افزونی کا تھا۔ (خ۔م)

مشائخ میں مغتنیم ہیں[1]۔ تیسرے آپ کے پاس مولوی محمود الغنی صاحب ہیں جو بڑے متواضع اور حضرت والا رحمۃ اللہ کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں۔ انسان جس نعمت کو ہمیشہ دیکھتا ہے۔ اُس کی قدر نہیں کرتا۔

مسترشد: یہ استدعا اس لئے بھی ہے کہ ان کے باہمی مشورہ ورائے سے اگر کسی کام کے کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو آں قبلہ کی ہدایت کے بعد کیا جاسکے، اس بارہ میں آں قبلہ مناسب ہدایت دے کر ہماری رہبری فرمائیں۔

حضرۃ الشیخ: اِس وقت کرنا یہی ہے کہ اپنی تربیت میں آپ لگئے۔ جب دوسروں کے قابل ہوجائیے گا تو دوسروں کے کام کیجئے گا۔

مسترشد: میرے پیشِ نظر اکثر یہ آیت رہتی ہے۔ ماکنا معذبین حتی نبعث رسولاً۔ پھر وہ لوگ جو ما انزل کی تبلیغ کر سکتے تھے اپنی استطاعت کی قدر عمل نہ کریں تو ذمہ داری ان پر ہے۔ عوام میں جب تبلیغ ہی نہ تو وہ کیسے مواخذہ دار ہوسکتے ہیں تکلیف تو بقدر تبلیغ ہے۔ موجودہ حالات میں ذمہ داریاں کچھ زیادہ ہی ہیں۔ انفرادی طاقت توپوں میں مثل تلوار کے ہے تاوقتیکہ اجتماعی قوت حاصل نہ ہو۔ مسلم لیگ۔ مسلمانوں کے سیاسی اور معاشی مُوقف کے لئے لڑ رہی ہے

---

[1] حضرت مولانا مدظلہ (صاحبِ زجاجۃ المصابیح) کا مذکور مشائخین دکن سے کبھی دور کا بھی تعلق نہیں رہا۔ حضرت ممدوح تو بہادر یار جنگ مرحوم کے خاص دُعاگو تھے، دام اللہ فیوضہٗ (غ۔م)

بلاشبہ انسان کے لئے دل کے ساتھ دماغ اور معدہ کی بھی ضرورت ہے
وہ امامت کے مدعی نہیں علماء کو دعوت دے رہی ہے۔ دوسری طرف
عبداللہ بن اُبی اور ابوجہل و معید بن خلف جیسے رؤس الکافرین و المنافقین
دجال جنت کی طرف بلا رہے ہیں مسلمان کو ہر مقام سے گرانا چاہتے ہیں[1]۔
حضرۃ الشیخ:۔ تبلیغ مختلف نوعیتوں کی ہو سکتی ہے ان میں سے جس نوعیت کی
آپ استطاعت رکھتے ہوں، اُس کی تبلیغ کریں، اللہ تعالیٰ ثواب دیگا۔
مگر تجربہ یہ ہے کہ جب تک نفسانیت اور انانیت اور خودغرضی اور
حب جاہ فنا نہیں ہوتی تبلیغ مؤثر نہیں ہوتی۔

(۱) ذکر ان نفعت الذکریٰ

ان الذکر تنفع المومنین

لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین

لا تحزن علیھم

لا یحزنک

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ تبلیغ اُس وقت تک مؤثر نہیں جب تک
اخلاص تام اور شفقت علی الخلق اُس کا محرک نہ ہو۔ اور اُس کے حصول
کی راہ وہی ہے جس پر آپ گامزن ہو رہے ہیں۔

---

[1] مولانا محمد علی مرحوم کے مزاج میں تلون، تذبذب اور جذباتیت قریب قریب آخر وقت تک رہی۔ البتہ موت اور قبل موت کا کچھ عرصہ بڑی یکسوئی رسوخ مسلک اور سکینیت کا زمانہ تھا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ع م)

مسترشد :- کیا بجد مفاد مسلم، گروہ مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کرسکتے ہیں۔ اگر آں قبلہ اجازت دیں تو کچھ آئندہ عرض کروں گا۔

خوید ملکم ۔ محمد علی

حضرۃ الشیخؒ : کر سکتے ہیں۔

ہیچمدان سلیمان۔

۱۷ر شوال ۶۵ھ

مکتوب ۔ نمبر ۱۵

مسترشد :- ۲۹ر مئی ۱۹۴۷ء

بملاحظہ سیدی و مولائی و وسیلتی ادام اللہ فیوضکم علی رؤس المسلمین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

حضرۃ الشیخؒ : بھوپال

محبی و مخلصی و صدیقی دامت توفیقاتکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :- ایک عرصہ کی غیر حاضری کے بعد حاضر خدمت ہوں، اپنی کوتاہی کا اعتراف ہے، بفضلہ تعالیٰ اچھا ہوں۔ معمولات جاری ہیں، کبھی کبھی آنکھ نہ کھلنے سے ناغہ ہو جاتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- معمولات کی پابندی کی خبر سے خوشی ہوئی۔ زادکم اللہ تعالیٰ حرصاً علی الخیرا۔

مسترشد :۔ بحمد اللہ تعالیٰ کبائر سے طبعی تنفر ہے۔ صغائر سے محفوظ نہیں ہوں، گو اُن سے بھی بچنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ لیکن کبھی کامیاب کبھی ناکام، اس میں کچھ اختیار کو دخل ہے تو کچھ اضطرار کو بھی۔ اُس کی وسیع تر رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ طبعی تنفر موجب ثواب نہیں، ارادی تنفر خشیتہ الٰہی سے ہونا چاہیئے لیکن رحمت کا امیدوار کرتے ہونا چاہیئے نہ کہ نہ کرکے۔ اسکو سمجھ لیں۔

مسترشد :۔ آج کل عجب حال ہے، سکونِ قلب نصیب نہیں، یہ معاشی جھگڑے سنبھلنے نہیں دیتے، گرانی نے آمد و خرچ کا توازن باقی نہ رکھا، بڑھتا ہوا خرچ اور قرض دونوں جزو زندگی بن گئے۔ انہیں اُلجھنوں میں پھنسا ہوا ہوں۔ عبادت سکونِ قلب سے ادا نہیں کی جاتی۔ بس ایک فقہی صورت قائم ہو جاتی ہے۔ بہر حال وابستہ ہوں۔ دنیا کے ان جھگڑوں میں پھنس کر حدودِ الٰہیہ پر قائم رہنا بھی عبادت تصوّر کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آجکل ہر جگہ یہی صورتِ حال ہے۔ روپیہ رہنے کے باوجود بھی سامانِ راحت میسّر نہیں، حدیث میں آیا ہے کہ جو ادا کرنے کی نیت سے قرض لے گا تو اللہ تعالیٰ اُسکی مدد کریں گے مگر اس پر بھی نظر رکھنا ضرور ہے کہ بے ضرورت باتوں اور کاموں میں تو ہم خرچ نہیں کر رہے ہیں ہمیں خرچ سے پہلے بقول حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ غور کرنا چاہیئے کہ اِس میں خرچ کرنے کی ضرورت ہم کو ہے بھی یا نہیں۔

مسترشد :۔ دنیا کی زندگی کو بھی جنت بنانا چاہتا ہوں کہ " آزارے نہ باشد "

یعنی اس آزار میں بھی لذت محسوس ہو جو دوا ہیں وہ دوا بن جائے رضا بالقضا کے آثار عمل میں مشاہد ہوں جس چیز کو فکری اور نظری حیثیت سے صحیح سمجھتا ہوں عمل سے اُس کی شہادت پیش کر سکوں، یہ مقام کسطرح حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ دنیا تو دارالمحن ہے یہاں آرام صرف قناعت اور رضا بالقضا سے حاصل ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ فقرائے الٰہی کو جو آرام ہے وہ اُمراء کو نہیں ہے۔

مسترشد :۔ حضرت قبلہ توسیع رزق اور سکونِ قلب کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ : دلی دعا ہے۔

مسترشد :۔ میری طبیعت کا رنگ ہے کہ جب روپیہ ہاتھ میں رہتا ہے تو عبادت میں دل خوب لگتا ہے ورنہ پراگندہ روزی پراگندہ دل، اس حالت کو کچھ محمود نہیں سمجھتا کمزوری ہے۔ آں قبلہ کی ہدایتوں کا منتظر ہوں۔

والسلام۔ کفش بردار

محمد علی

حضرۃ الشیخؒ :۔ پراگندہ روزی، پراگندہ دل۔ سعدی جیسے شیخ کا مقولہ ہے۔ علاج صرف ترکِ حرص ہے، جیسا کہ دعا میں ہے۔ وَقَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ دوسرا علاج حدیث نبوی انظر الی من ھو اسفل منکم ولا تنظر الی من ھو فوقکم وذلک اجدر ان لا تزدروا بنعمۃ اللہ علیکم۔

والسلام۔ ہیچمدان سلیمان

مکتوب نمبر ۱۱

مسترشد :- ۹ر شوال ۶۶ھ

سیّدی و مولائی و مرشدی ادام اللہ فیوضکم و برکاتکم علینا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخؒ :- محبی و حبیبی و مخلصی زادکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :- بفضلہ تعالیٰ اچھا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :- الحمد للہ کہ آپ مع الخیر رہے

مسترشد :- گو ایک عرصہ مدید کے بعد بمشکل عریضہ حاضرِ خدمت ہو رہا ہوں لیکن واقعہ کچھ یوں ہی ہے۔

جمالك فی عینی و وجهك فی قلبی

و ذكرك فی فمی فاین تعیب

دن اور رات کی ساعتوں میں نہ معلوم کتنی بار آں قبلہ کا تصور آتا ہے ہر عمل پر آں مخدوم کی ہدایتوں پر نگاہ ہوتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- یہ سب محبت کے کرشمے ہیں، قرآن پاک کی آیات۔ ان الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودًّا (مریم) کے معنی پر غور فرمائیں۔

مسترشد :- بحمد اللہ کہ اپنے آپ کو آپ کی رہنمائی میں منزل کی طرف بڑھا رہا ہوں۔ اگر کسی منزل پر آگے نہیں بڑھا تو پیچھے بھی نہیں ہٹا

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نعمت میں ترقی ہو۔

مسترشد:۔ سینکڑوں افکار ہیں کہ دل و دماغ کو کھائے جا رہے ہیں۔ سیاسی معاشی فتنے تو جزوِ زندگی بن گئے۔ عبادت میں جس سکون خاطر اور اطمینان کی ضرورت ہے وہ نصیب نہیں، 'چہ خورد بامداد فرزندم' والا مضمون ہے بہر حال ان ادوار سے گزرنا ہی ہے، ان دھندوں میں پھنسنا اور اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولنا مردِ مسلم کا کام ہے۔ خدائے تعالیٰ توفیق عملِ صالح اور شدائد میں صبر و استقامت عطا فرمائے۔ دعا کا بہر حال محتاج ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ معاشی و سیاسی معاملات کا حل اگر آپ کے ہاتھ میں نہیں تو راضی برضا رہیئے اسی میں سکون ہے۔

آمین ـــ بدل دعا ہے۔

مسترشد:۔ یہاں کی شورشوں و ہنگاموں کا جتنا علم اخباروں سے ہوا ہوگا وہ یہاں کی پیداوار کا عُشر ہے خطرہ کے امکانات قوی ہیں نہ معلوم کب کیا صورتِ حال پیدا ہو جائے۔

حضرۃ الشیخؒ: اللھم انصر امۃ صلی اللہ علیہ والسلم و ارحمھم

مسترشد:۔ مشرکین کی جرأت اتنی بڑھ گئی ہے کہ قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر۔ وانّا لا ندری اشرا اُرید بمن فی الارض ام اراد بھم ربّھم رشدا

والسلام۔ کفش بردار۔ محمد علی

حضرۃ الشیخؒ: دستِ بدعا رہیئے اور انابت الی اللہ سے قوت حاصل کیجئے اور مشکلات پر صبر واستعینوا بالصبر والصلوۃ۔ والسلام۔ ہیچمدان سلیمان

۱۶ شوال ۱۳۶۶ھ لہ یکم ستمبر ۱۹۴۷ء

مکتوب نمبر ۱۲

مسترشد:۔ ۶؍ محرم ۶۷ھ پنجشنبہ

سیدی و مولائی حضرت قبلہ دامت برکاتہم ۔

حضرۃ الشیخؒ: محب مخلص ۔ انزل اللہ تعالیٰ علیکم السکینۃ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ بفضلہ تعالیٰ یوں تو اچھا ہوں لیکن طبعی خوف و پریشانی مسلسل ہے حیدرآبادیوں کا حال یہ ہے کہ وہ اس وقت میدانِ جنگ میں ہیں نہ معلوم کل کیا ہونے والا ہے۔ وفد ۲۳؍ نومبر کو جارہا ہے۔ یہ جانا بالکل آخری ہے۔ یونین سے تو توقع نہیں کہ وہ اُن شرائط پر راضی ہوجائے جو مر بھیجے جارہے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے دل نرم پڑجائیں، اگر یونین نے قبول نہ کئے تو سخت تصادم کا اندیشہ ہے جس کا انجام نہ معلوم کیا ہو ۔

حضرت قبلہ باوقات خاص دعا فرمائیں

حیدرآبادی اس کے لئے آمادہ ہیں کہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت اختیار کریں۔ وقت آئے تو وہ اپنی جان جان آفریں کے نام پر قربان کردیں اور اپنی جان مال عزت و آبرو کی محفاظت میں لڑکر شہید ہوجائیں ۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ جو اُمور انسان کے اختیار میں نہیں، اُن میں حصولِ طمانیت کا نسخہ یہ ہے کہ جو کچھ پیش آئے اس پر اپنی رضا ظاہر کی جائے رضا بالقضا

طمانیت کی کیمیا ہے پھر یہ تقین رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتے ہیں اسی میں حکمت و مصلحت ہے۔ گو اس کی حقیقت ہم کو فوراً معلوم نہ ہو۔ دیکھئے ممالک عرب کے ٹرکی سے علیحدہ ہو جانے پر مسلمانوں کو کتنا غم تھا مگر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے تیس برسوں میں کیا دکھلایا

لا ییئسوا من روح اللّٰہ

میں بحمد اللہ تعالیٰ روزانہ پروردگار سے دعاء والتجاء میں مصروف ہوں۔

مسترشد:۔ باوجود ان حالات اور عذاب کے جو بشکل یونین مسلط ہے مسلمان غافل ہیں۔ مسجدیں اُسی طرح ویران جیسے پہلے تھیں عیش و طرب کھیل تماشے برابر جاری ہیں۔ آغاز محرم سے علم بجنے شروع ہو گئے۔ پڑھے لکھے بھی عقیدۃً ان کا احترام کرتے ہیں۔ اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے اندر خدائی حقیقتیں مانتے ہیں۔ بادشاہِ وقت سے لے کر ادنیٰ آدمی تک اس بت پرستی میں مبتلا ہے الا ماشاء اللہ علماء مشائخ کی زبانوں پر مہر لگی ہوئی ہے وہ ڈرتے ہیں خدا سے نہیں خدا کے بندوں سے ہی عزت وجاہ کے زوال سے مالی وبال سے جب یہ حالت مسلم قوم کی ہو تو کیا ہماری دعائیں اثر پیدا کریں گی۔ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ حکام میں دینی احساس نہیں، رشوت کا بازار گرم ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے اعمال بد کی سزا ہے۔ خدا نے انگریزوں کے بعد ہندوؤں کو ہم پر مسلط کر دیا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ بے شبہ ہماری دینی پستی اور اخلاقی ناپاکی ایسی ہی ہے مگر

پھر بھی ہم کو ایک نسبت رب العالمین اور رحمۃ للعالمین سے حاصل ہے کوشش کیجئے کہ ہر مسلمان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم ہو، اور اسکی صورت یہ ہے کہ ہر فرد اپنی طرف متوجہ ہو۔ ہم جماعت کا ماتم کرتے ہیں مگر خود اپنا نہیں۔ آپ اپنے کو درست کیجئے، پہلے آپ اپنے کو بھنور سے نکالئے پھر دوسرے فریق کے نکالنے کی فکر کیجئے۔

مسترشد :۔ دل نہیں چاہتا کہ حیدرآباد میں بقیہ زندگی گذرے ہجرت کے لئے حالات ساعد نہیں۔ نہ تو کچھ اندوختہ ہے اور نہ کوئی اور ذریعۂ معاش بجز ملازمت۔ حیران ہوں کہ کیا کروں۔ صبر اور استقامت کے لئے دعا فرمایئے اور یہ کہ جس طرح مسلمان ہوا ہوں اور بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان ہوں مسلمان ہی مروں۔ والسلام۔

کفش بردار محمد علی

حضرۃ الشیخؒ :۔ لفظ "ہجرت" کا استعمال غلط ہے، یہ ہجرت نہیں یہ فرار من الزحف ہے جو جہاں ہے وہیں رہے اور غزوۂ احد کے تیر اندازوں کی طرح اپنی جگہ نہ چھوڑے وکان الانسان عجولاً حالانکہ ان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون دعا و استغفار میں رہیئے، اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے اللھم اغفرلی وللمسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات واعز الاسلام والمسلمین واخذل الکفرۃ والمشرکین۔

والسلام۔ ہیچمدان سید سلیمان

۲۳ر نومبر ۱۹۴۷ء / ۹ محرم ۱۳۶۷ھ

مکتوب نمبر ۱۳

مسترشد :- ۲۸ ربیع الاول ۶۷ھ

سیدی و مولائی و مرشدی دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضرۃ الشیخ :- بھوپال - ۲ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ

المد حبیبی و حمیمی رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مسترشد :- بفضلہ تعالیٰ اچھا ہوں۔ مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ آں قبلہ پٹنہ تشریف لے گئے ہیں آج ہی یہ علم ہوا کہ واپس تشریف لائے ہیں۔ کئی روز سے عریضہ نہیں گذرانا، بات تو کوئی خاص قابل ذکر نہیں لیکن اس نصف حاضری سے ایک گونہ تسکین خاطر ہو جاتی ہے۔ حضرت قبلہ کی ہدایتیں ہمیشہ پیش نظر رہتی ہیں اور ان پر بحمداللہ تعالیٰ حتی الامکان عمل بھی ہے۔

حضرۃ الشیخ :- الحمدللہ خیریت ہے۔ مکاتیب سے زخم دل تازہ ہوتا رہتا ہے اور اس کے ثمرات و برکات ظاہر ہیں۔ ایک ظاہری عشق کا سرشار کیا خوب کہتا ہے۔

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو

ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

مولانا رومیؒ نے مجنوں و لیلیٰ کی حکایت میں کہا ہے ؎

گفت مشق نام لیلیٰ مے کنم
خاطرِ خود را تسلیٰ می دہم

مسترشد :۔ حیدر آباد میں اب سے ایک ماہ قبل جو اندیشے تھے اب بظاہر وہ نہیں رہے۔ ۳۰ جنوری[1] سے موجودہ سیاست میں جو انقلاب ہوا ہے اس واقعہ سے خطرہ کے امکانات میں ایک حد تک کمی ہوگئی ہے حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمان عزت آبرو چین اور اطمینان کے ساتھ رہیں۔ کافروں کے شر اور حسد سے محفوظ رہیں۔ اگر حالات اچھے رہے تو گرمیوں کی چھٹیوں میں حاضری کا خیال ہے کہ دو تین روز کے لئے شرف قدمبوسی حاصل کروں۔ اُمید ہے کہ آں قبلہ کا مزاج بفضلہ تعالیٰ اچھا ہوگا حق تعالیٰ آپ کو ہم لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے تادیر بعافیت قائم رکھے۔ آپ کی زندگی سے بہتوں کی زندگی وابستہ ہے۔ آمین

خویدیکم محمد علی

حضرۃ الشیخؒ :۔ بحمد اللہ کہ حالات بدل رہے ہیں اور اب لوگوں کے نقطۂ نظر میں بھی تبدیلی ہو رہی ہے ع

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

کل یوم ھو فی شان۔ دیکھئے کہ اگر کسی کی زندگی سے جو کام نہیں نکل رہا تھا وہ کام اس کی موت سے نکالا گیا فسبحانہ

---

[1] ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء گاندھی جی کی تاریخ مرگ ہے (غ۔م)

ملکوت کل شئ ____________

ولا یشرک فی حکمہ احدًا۔

اللہ تعالیٰ صناع مطلق ہیں۔ ہم افراد اور جماعات اس کے اوزار ہیں۔ صناع اپنے کام میں کسی متعین اوزار کا محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ دین کی بقا اور اسلام کی حیات کا وعدہ فرما چکے ہیں۔ و انا لہ لحافظون سو دین کی بقا اور اسلام کی حیات میں شبہ نہیں۔ شبہ اس میں ہے کہ آیا وہ کام ہم سے لیا جائے گا یا دوسروں سے۔ یستبدل قومًا غیرکم کا خطرہ ہے۔ ڈر یہ ہے کہ آیا صناع عالم اپنی صنعت کے لئے ہم سے کام لیتا ہے یا دوسروں سے محرومی ہماری ہوگی۔ اگر ہم نکمے اوزار ثابت ہوں گے تو ماہر صناع دوسرے اچھے اوزار کو کام میں لائے گا اور ہم محروم کر دیئے جائیں گے آپ مسلمانوں کی حفاظت کو نہ سوچیں اسلام کی حفاظت کو سوچیں، لیکن لوگ مسلمانوں کو سوچتے ہیں، اسلام کو نہیں۔

من و تو گر ہلاک شویم چہ باک

غرض اندر میاں سلامت اوست

آپ میری حالت قیام میں تشریف لا سکتے ہیں۔ بحمد اللہ خیریت ہے اور خیریت کا طالب۔ آپ کے لئے دل سے دعا ہے

ہیچمدان

سلیمان

مکتوب نمبر ۱۴

(سقوطِ حیدرآباد اور اس کے مابعد اثرات سے متاثر ہو کر مولانا نے ایک کارڈ لکھا۔ حضرتِ والاؒ کی طرف سے یہ جوابی کارڈ ہے!)

محبی و مخلصی، رزقکم اللہ السکینۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، جی ہاں رضا بالقضا سے چارہ نہیں لیکن گو چارہ نہ ہو، تاہم یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ گو ہماری مرضی کے خلاف ہو لیکن ہمارے لئے مصلحت بھی اسی میں ہے جو قضائے الٰہی ہے۔

عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئاً وھو شرٌ لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔

آپ صاحبوں کو میری وہ گفتگو یاد ہو گی جو بمبئی میں کی گئی تھی۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء حتی یقول الرسول والذین امنوا متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب۔

صبر کی بڑی اہمیت ہے، صبر نام ہے ناگوار باتوں کے پیش آنے پر بھی حق پر قائم رہنا۔

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیہ راجعون۔ پھر فرمایا

واذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم اللہ کے مملوک ہیں اور مالک کو اپنے مملوک میں ہر طرح کے تصرفات کا

حق حاصل ہے۔ مملوک کو خیر ہو یا شر شکایت کا حق حاصل نہیں

اب آپ کا پنشن کا زمانہ آگیا، اس کے بعد ترک مستقر کے مشورہ کا جی نہیں چاہتا، بے شبہ دین کی حفاظت کے لئے ہجرت ہے مگر اس زمانے میں مدینہ کہاں ہے اس لئے اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو کم از کم سر دست تو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتا۔

میرا ابھی یہاں قیام مستقل نہیں، ابھی ارادہ متعین نہیں، یہاں کچھ دین کا کام ہو رہا ہے، بہتر یہ ہو کہ فرصت متوقع کے بعد کچھ دنوں کے لئے پہلے یہاں تنہا آجا کر دیکھیں۔

محبی مولوی مناظر صاحب[1] اور مولوی فضل صاحب[2] کا کوئی خط نہیں آیا، ان کی خیریت سننے کا متمنی ہوں۔ والسلام

فقیر ہیچمدان سید سلیمان

۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ

مکتوب نمبر ۱۵

مسترشد:۔ یکشنبہ ۲۲ر اگست ۱۹۴۸ء

سیدی و مولائی و مرشدی حضرت قبلہ دام اللہ فیوضکم علی رؤس المسلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

---

[1] مولانا مناظر احسن گیلانی

[2] مولانا فضل اللہ صاحب مؤلف "الفضل اللہ الصمد شرح الادب المفرد"

حضرۃ الشیخؒ :۔ محبی العزیز زادکم اللہ تعالیٰ معرفۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :۔ بمبئی[1] سے جدا ہونے کے بعد کوئی عریضہ ہی نہ لکھ سکا۔ اس عرصہ میں بیمار بھی ہوگیا تھا درد گردہ کا شدید حملہ ہوا پتھری نکلی کئی دن علیل رہا۔ اس کے سوا بچے اور اہلیہ کی علالت کا سلسلہ رہا۔ دوسرے تفکرات تو جزو زندگی بن گئے ہیں قلب میں شگفتگی پیدا نہیں ہوتی، بڑی ابتلائیں ہیں جن سے ہم گذر رہے ہیں، دعا اور دوا ہر دو جاری ہیں لعلی اللہ یحدث بعد ذٰلک امرا۔ ان مع العسر یسرا۔ حضرت کی دعائیں چاہئیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بحمد اللہ تعالیٰ کہ آپ کو صحت ملی، کنکری کا نکلنا اچھا ہوا اللہ تعالیٰ خیر فرمائیں۔ فقیر بھی دعاء کرتا ہے۔

مسترشد :۔ بفضلہ تعالیٰ حضرت کی ہدایت پر عمل ہے کوئی دن ایسا نہیں کہ حضرت یاد نہ آتے بلکہ دن میں کئی کئی بار آں قبلہ کا خیال آتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ خوشی ہوئی کہ مداومت فرما رہے ہیں، مداومت اصل ہے اس کے بغیر فائدہ نہیں۔ کما جاء فی الحدیث کان عملہ صلی اللہ علیہ وسلم دیمۃً

مسترشد :۔ ہر عمل کرتے وقت آپ کا تصور آہی جاتا ہے گو عرائض کے لکھنے میں مقصر رہا مگر دل سے یاد کبھی فراموش نہ ہوئی۔ بفضلہ تعالیٰ اب نسبتاً ہم سب اچھے ہیں۔ مولانا مناظر احسن صاحب مولانا فضل اللہ صاحب بھی اچھے ہیں۔

خویدکم محمد علی

---

[1] بمبئی میں علماء ہند کا کوئی اجتماع ہوا تھا اس میں شرکت کیلئے حیدرآباد حضرت مولانا گیلانی اور مولانا محمد علی مرحوم گئے تھے۔ (غ۔م)

حضرۃ الشیخؒ :- اس فقیر کو یاد کرنا محبت فی اللہ کا ثمرہ ہے زاد نا اللہ تعالیٰ حُبّاً فیہ۔ اپنا ایک شعر یاد آیا، لکھتا ہوں۔

ہر سمت نظر آتے ہیں، ہر وقت وہ مجھ کو
دوریٔ مسافت کا گلہ بھول گیا ہوں

بلکہ یہ حال ہو گیا تھا:

سجدہ طرفِ کعبہ ہے دل تیری طرف ہے
اب قبلہ بھی اے قبلہ نما بھول گیا ہوں

یہ آغاز کے احوال ہیں، اللہ تعالیٰ کمال کی دولت عنایت فرمائیں والسلام

فقیر سید سلیمان

۲۰ر شوال ۱۳۶۷ھ

مکتوب نمبر ۱۶

مسترشد: ۲۲ر جنوری ۱۹۵۰ء

بشرف ملاحظہ اقدس سیدی و مرشدی و وسیلتی ادام اللہ فیوضکم و برکاتکم علینا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخؒ:- محب عزیز ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:- کل مولوی غلام محمد صاحب کے خط سے اور آج مولانا فضل اللہ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ آں قبلہ بھوپال پہنچ چکے ہیں، ان حضرات

نے یہ بھی بیان کیا کہ ان کے کسی خط کا جواب نہیں ملا حق سبحانہ تعالیٰ مع الخیر والعافیت رکھے۔ آں قبلہ کی صحت سے بہت سے مردہ دلوں میں جان پڑ گئی۔ اس زمانے میں آں قبلہ کا وجود ہم لوگوں کے لئے آئیہ رحمت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں بہرہ اندوز ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ :- یہ ہیچمدان ۲۹ر دسمبر کو بمبئی اور ۸ر جنوری کو بمبئی سے چل کر ۹ر کی صبح بھوپال پہنچا۔ جہاز پر کچھ مزاج ناساز ہوگیا تھا اس لئے ہفتہ عشرہ بمبئی ٹھہرنا پڑا۔ یہاں آکر بھی ضعف غالب تھا۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ مزاج اعتدال پر آگیا ہے اور کام کرنے لگا ہوں۔

عزیزی غلام محمد کے دو خط حرمین میں ملے تھے مگر اس دفعہ میرا یہ حال رہا کہ قلم پکڑنے سے طبیعت متنکرہ ہوگئی اس لئے نہ کوئی خط لکھ سکا نہ کوئی نوٹ ہی تیار کر سکا۔ حالانکہ بیرون ہند سیاحتوں میں اور سفروں میں برابر اس کا اہتمام رہا مگر اس دفعہ تو گویا قلم سے بیزاری ہی غالب رہی۔

مسترشد: پاکستانی ایک دستی خط سے آں قبلہ سے متعلق کچھ باتیں سُنی گئیں اگر درحقیقت وہ لوگ جن کے ہاتھ میں اقتدار کی باگیں ہیں صحیح معنی میں اسلامی حکومت بنانا چاہتے ہیں تو اس میں روح بس آپ ہی پھونک سکتے ہیں۔ آپ کے ہاتھوں جو بنیاد رکھی جائے گی وہ تقویٰ اور علم صحیح پر ہوگی اور ہمسایہ حکومتیں بھی ان کی معقولیت کے آگے سرنگوں ہوجائیں گی۔

مجھے اس دن سچی صحیح خوشی حاصل ہوگی دو حرفی جواب تسکین خاطر کا موجب ہوگا۔

خوید مکم

محتاجِ دعا محمد علی

حضرۃ الشیخؒ:۔ جو بات آپ نے آخر میں لکھی ہے اس کے متعلق اپنا خیال یہ ہے کہ طبائع پر یورپ کا اقتدار اتنا مستولی ہے کہ ایک طرف اسلام بھی چاہتے ہیں دوسری طرف یورپ کے رنگ ڈھنگ اور خیالات کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ یہ حال صرف کسی ایک اسلامی ملک کا نہیں بلکہ سارے اسلامی ملکوں کا یہی حال ہے کہ ان میں وہی قانون، وہی ادا، وہی طرز محبوب ہے جو فرنگی ہے، باقی نام اسلام کا صرف زبانوں تک ہے اور اور یہ چاہتے ہیں کہ ان کی خواہشوں کو عین اسلام ثابت کر دیا جائے[1] ضرورت پہلے قلب کے مومن بننے کی ہے۔ اس کے بعد دوسرے کام ہیں۔ لوگ اُلٹی گنگا بہانے کو کہتے ہیں[2]۔

والسلام سید سلیمان

ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ/ ۲۶ جنوری ۱۹۴۹ء

---

[1]:۔ اس پیشگوئی کی صداقت آج کس قدر کھلی ہوئی نظروں کے سامنے ہے، ریسرچ انسٹیٹوٹ کراچی اور ادارہ ثقافت لاہور کیا کر رہے ہیں، کیوں کر رہے ہیں اور کس کی ایما سے کر رہے ہیں! (غ۔م)

[2]۔ یہ لوگ وہ نادان دوست ہیں جو نرے بے دین اور بدنیت نہیں بلکہ دین دوست ہیں مگر تمام تر سیاست زدہ "لاالہ" میں منحصر سمجھنے والے اور اسلام کو "تحریک" اور بعثت نبوی کی غایت "قیام حکومت" گردانے والے۔ (غ۔م)

مکتوب نمبر ۱۷ (آخری مکتوب)

مسترشد:۔ ۲۵ فروری ۱۹۵۳ء

بملاحظہ اقدس سیدی و مرشدی و مولائی و وسیلتی حضرت قبلہ دام اللہ ظلکم الظلیل علینا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

حضرۃ الشیخؒ:۔ محبی و مخلصی وفقکم اللہ تعالیٰ لما یحب و یرضیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

مسترشد:۔ ندامت ہے کہ عرصہ سے عریضہ خدمتِ والا میں گذارنے کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ گو عذرِ گناہ بدتر از گناہ ہے لیکن یہ تصور بھی پیش نظر تھا کہ آں قبلہ کو زحمتِ جواب کی تکلیف اٹھانی ہو گی، آپ کے مشاغل میں مزید اضافہ ہو گا۔

مولوی غلام محمد صاحب سے آں قبلہ کا حال معلوم ہوتا رہتا ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ جواب میں زحمت کی بجائے مسرت کا موقع ہے

مسترشد:۔ میں اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آں قبلہ نے جو ہدایات دی ہیں ان پر بڑی حد تک عمل پیرا ہوں۔ یہی چیزیں ہر عمل کے وقت آپ کی یاد تازہ کر دیتی ہیں۔ شاید ہی کوئی دن ایسا ہو کہ آپ کی یاد نہ آتی ہو۔

حضرۃ الشیخؒ، استقامت و مداومت اصل طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشیں۔

مسترشد، حضرت ہی کی برکتِ دعا سے یہاں کچھ کام شروع کیا ہے۔ جس کا مختصر خاکہ اس لیئے عرض ہے کہ آں قبلہ ہدایات عطا فرمائیں ؎

۱۔ جامع سکندر آباد میں قرآن اور حدیث و فقہ کا درس جاری ہے۔ ۲۵، ۳۰ حضرات تعلیم پاتے ہیں جن میں بعض سمجھدار تعلیم یافتہ حضرات ہیں۔

۲۔ اسی سلسلہ میں ایک تربیت گاہ قائم کی ہے جس میں ان حضرات کے علاوہ اور لوگ بھی شریک ہیں اور سب کے سب ایسے ہیں کہ پورے عزم اور ارادہ کے ساتھ عمل کی خاطر آتے ہیں۔

۳۔ میں نے ایک فہرست تیار کی ہے جس میں معروفات اور منکرات درج ہیں حکمت اور موعظت کے ساتھ ان کی طرف بلایا جاتا ہے جس معروف پر عملی عہد لینا ہو یا جس منکر کو چھڑانا ہو ایک ہفتہ تک اس کے محاسن و مصائب ذکر کیئے جاتے ہیں۔ پھر جب حقیقت ان کے ذہن نشین اور دل نشین ہو جائے تو آخذ و ترک پر عہد لیا جاتا ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ وہ ایک ایک معروف کو لے رہے ہیں اور ایک ایک منکر کو چھوڑ رہے ہیں۔ بڑی خوشی اس سے ہے کہ وہ ان پر سختی سے عامل ہیں اور اپنے گھر میں انقلاب پیدا کر رہے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ انھیں استقامت عطا فرمائے۔ یہ جماعت بحمد اللہ تعالیٰ جھوٹ نہیں بولتی۔ غیبت نہیں کرتی۔ معصیت گاہوں میں نہیں جاتی۔ ایسی تقاریب میں حصہ نہیں لیتی جہاں اثم اور عدوان ہو۔ نماز با جماعت

؎ اور یہاں خاص طور پر اسکی نقل کا منشا یہ ہے کہ ایک چیز شاید کسی مخلص خادم ملت کے کام آجائے۔ (غ۔م)

کی پابند ہے رسوم جاہلیت اور آباء اور اجداد کے نامحمود اور نامشروع طریقوں سے الگ ہے۔ سچی خالص توحید ان کے عمل سے ظاہر ہے اتباع سنت کے لئے اسوۂ حسنہ زندگی کے ہر شعبہ میں معلوم کر کر عمل کر رہے ہیں کچھ لوگ تہجد گذار ہیں اپنی ظاہری صورت بھی ٹھیک کر لی ہے میں انہیں تقریر کی مشق کرا رہا ہوں عقائد اور فقہ کے مسائل بتلا رہا ہوں ضروریاتِ دین سے واقف کرا رہا ہوں تاکہ یہ حضرات دیہات میں جاکر تبلیغ کریں نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان بنائیں کسی قسم کی جلب منفعت ان سے نہ کریں اپنا کھائیں اور گاؤں میں قیام کر کر اسلامی مطالبات و تعلیمات سے انھیں آگاہ کریں۔

حضرۃ الشیخ؛۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو کام آپ نے شروع کیا ہے اس سے خیر کی امید قوی ہے۔ طریق کار کا علم ہوا مفید ہے اسکو جاری رکھیں اور نفس کی آلائش سے بچائیں سوائے رضائے حق کے کوئی دوسرا مقصد نہ ہو۔

مسترشد ؛۔ ہر مہینہ ایک شب مسجد میں جمع ہوتے ہیں، گناہوں سے معافی چاہتے ہیں صلوۃ تسبیح پڑھتے ہیں، خلوت میں اپنے اعمال کا جائزہ لے کر اور استغفار کرتے ہیں۔ کچھ حصہ رات کا آرام لینے کے بعد تمام شب ذکر و عبادتِ الٰہی میں گذارتے ہیں تہجد کے بعد یہ ناچیز اور کبھی مولانا فضل اللہ صاحب نصائح فرماتے ہیں مولانا فضل اللہ صاحب بھی میری دعوت پر کبھی کبھی تشریف لاتے ہیں۔

میں اس تبلیغی جماعت کو قرآن عزیز کی ایسی چالیس آیات جو

زندگی کے اہم شعبوں سے متعلق ہوں یاد دلا رہا ہوں۔ اور اسی نوعیت کی چہل حدیث کا بھی انتخاب کیا ہے یہ بھی یاد دلا رہا ہوں اور چالیس ایسی دعائیں جو کھاتے پیتے سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے مسجد اور گھر میں جاتے آتے نیز مختلف حالتوں میں جو ماثورہ دعائیں ہیں انھیں بھی یاد دلا رہا ہوں۔

خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے اصلاح ہو رہی ہے اور خطبۂ جمعہ سننے کے لئے تو بہت دور دراز سے لوگ آتے ہیں جامع مسجد کی توسیع کرائی گئی پھر بھی جامع مسجد سکندر آباد ناکافی ہو رہی ہے۔ میں ہر وقت خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ شیطانی کید سے محفوظ رہوں، اخلاص اور تقویٰ کی بنیاد پر جو کام ہو رہا ہے اس میں ریا نہ پیدا ہو، بغیر کسی اعلان وتشہیر کے خاموشی سے یہ کام ہوتا رہے۔

حضرۃ الشیخؒ: اس کو نصب العین بنا کر ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔

انما یتقبل اللہ من المتقین

مسترشد: یہ سب کچھ آں قبلہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ حضرت قبلہ ہم سب کی نیتوں میں اخلاص اور ہمارے کاموں میں برکت اور استقامت عطا فرمانے[1] کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائیں —

اس بارہ میں آں قبلہ کی ہدایات کا طالب ہوں۔ خوید مکم محمد علی

---

[1] الحمد للہ کہ اس کام میں بڑی برکت رہی، بیسیوں مسلمان، مومن صادق

(بقیہ حاشیہ دوسرے صفحہ پر)

حضرۃ الشیخؒ :۔ دل سے دعا ہے۔

سید سلیمان

(بقیہ حاشیہ)

بن گئے۔ سینکڑوں ہزاروں کے عقائد کی اصلاح ہو گئی جو بیت المال قائم کیا گیا اس میں مولانا مرحوم کے انتقال کے وقت ایک لاکھ سے زائد کی رقم تھی اور سینکڑوں بیواؤں، طالب علموں اور ناداروں کی اس سے امداد ہو رہی تھی اور بڑی بات یہ ہے کہ یہ کام اب تک چل رہا ہے۔

یہاں مولانا مرحوم کی موت کا تذکرہ بھی باعث برکت ہوگا۔ انتقال سے آٹھ روز قبل مولانا کو خواب میں معلوم ہو گیا کہ بس اب وقت بالکل قریب ہے۔ مولانا باہر اور گھر میں ایک خوش طبع انسان تھے مگر اس رویاءِ صادقہ کے بعد خاموش سے ہو گئے فکر آخرت دل و دماغ پر مستولی ہو گئی۔ اپنے مخصوص شاگردوں اور فیض یافتوں کو دو چار روز قبل جمع کر کے اپنے خواب کا ذکر فرمایا۔ پھر سب سے معافی مانگ لی اور مناسب ہدایتیں ان کو عطا فرمائیں موت والی رات بعد عشا لیٹے ہی تھے کہ پیٹ میں شدید درد محسوس ہوا۔ مولانا اپنے خسر محترم حکیم مقصود جنگ بہادر ہی کے ساتھ رہتے تھے۔ حکیم صاحب مرحوم فوراً آئے دوا دی مگر مولانا نے فرمایا نہیں اب تو آپ سب میری کوتاہیوں کو معاف فرما دیں پھر اسی درد و کرب کی حالت میں خود ہی قبلہ رخ ہو کر لیٹ گئے اور بس لا الٰہ الا اللہ کہہ کر رخصت ہو گئے ع مرگے کہ زاہداں بہ دعا آرزو کنند

رحمۃ اللہ علیہ ــــ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کے سلسلہ عالیہ کی خاص برکت "حسن خاتمہ" الحمد للہ کہ حاصل ہو کر رہی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا انجام بخیر فرمائے۔

(غ،م)

مکتوبات بنام سید عبدالرؤف صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب نمبرا

۲۰ شعبان ۶۳ھ
۲۲ اگست ۴۳ء

۲۔ مسترشد :- مولانا المحترم ومرشدنا المکرم افادنا اللہ تعالیٰ بطول بقائہ

حضرت شیخؒ : محب المکرم وفقکم اللہ تعالیٰ لما یحب ویرضیٰ

مسترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ :- مجھے خدمت سے انکار نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب سے طبیعت کو مناسبت نہ ہوئی۔ یا کیا وجہ ہے جو اوس سلسلہ کو آپ نے قائم نہیں رکھا۔

مسترشد :- میں نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا سلسلہ قائم کرنا چاہا۔ لیکن حضرت نے تعلیم و اصلاح سے معذرت ظاہر کی۔ اور فرمایا بیعت سے عذر نہیں مگر کوئی مصلح تجویز کرکے اس کا دستخط دکھلاؤ۔ اس پر میں نے حضرت مولانا

محمد عیسٰی صاحب کو اپنا مصلح تجویز کر کے تعلیم و اصلاح کی درخواست کی۔ انہوں نے قصد السبیل کا بغور مطالعہ اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا از ان بعد طلب اوراد و وظائف پر ۵۰۰ بار لاحول پڑھنے کی اجازت ملی۔

اس کے بعد حضرت حکیم الامتہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نے اجازت دی کہ اگر وہ (محمد عیسٰی صاحب) مصلح پسند نہ ہو تو کسی دوسرے کو بناؤ۔ اور اس کا دستخط دکھلاؤ۔ اس پر میں نے مولانا ظفر احمد تھانوی کو مصلح بنا کر ارشاد و تعلیم کی درخواست کی لیکن انہوں نے معذرت ظاہر کی۔ تو پھر میں نے حضرت ہی سے درخواست کی کہ حضور ہی کوئی مصلح تجویز فرمائیں ارشاد ہوا کہ اپنی مناسبت اور دلچسپی کو دیکھ کر تجویز کر لیں۔

چنانچہ اسی حیص بیص میں تھا کہ حضرتؒ کا انتقال ہوا۔ اب حضرتؒ کے انتقال کے بعد بوجہ تقاضائے ضمیر آپ سے بیعت کا طالب ہوں اور التزام سنت و اجتناب بدعت اور تعمیل تعلیمات و ارشاد کا وعدہ کرتا ہوں۔

ارشاد کا طالب

خادم دیرینہ

سید عبد الرؤف غفرلہ۔ اورنگ آبادی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ میری نسبت یہ سمجھ لیں کہ یہ خاکسار حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے خدام میں سب سے کمتر ہے۔ اور رتبہ میں بھی فروتر ہے۔ اس پر بھی اگر اس ذرۂ بمقدار کی طرف اپنے دل کی کشش بے تکلف محسوس فرمائیں تو ظاہر فرمائیں۔ ایسا نہ ہو کہ بعد کچھ پچھتاوا آئے۔ میرے حالات کو بھی تحقیق فرمالیں کہ میں اس قابل بھی ہوں۔ اگر ان سب باتوں کے بعد بھی دل کا میلان ہو تو خدمت سے انحراف

نہیں ۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان۔ ۲۱ر شعبان ۱۳۶۲ھ

مکتوب ۲

یکم رمضان ۶۳ھ
۲ ستمبر ۴۳ء

مسترشد :- مخدومی المحترم و مرشدی المکرم افاذنی اللہ بطول بقائہ ۔

حضرت الشیخؒ :- از ہیچمدان سلیمان

مسترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ :- السلام علیکم

مسترشد :- بہر کیف خدا شاہد ہے کہ دل کی بے تکلف کشش حضور والا کی جانب محسوس ہو رہی ہے ۔ گرامی جناب کی ذات ستودہ صفات بندہ کے لئے عرصہ سے آشنا ہیں ۔

بعد وفاتِ حضرت والا (حکیم الامتہ) ایک خواب دیکھا کہ ایک پُر فضا مقام پر ایک بزرگ کے ہاتھوں کو ہاتھوں میں لے کر بار بار بوسہ دے رہا ہوں ۔ اور رو رہا ہوں مگر وہ بزرگ نقاب پوش ہیں ۔ علاوہ ازیں

پیر من خس است ، اعتقاد من بس است

کے اصول کے مطابق اب اعتقاد ذاتِ گرامی کے ساتھ وابستہ ہے ۔ اور بیعت کا خواہش مند ہوں ۔

میری نذرِ عقیدت قبول فرمائیں ۔ یہ شرف قبولیت میرے لئے سرمایۂ سعادت

۱۔ اور باعث افتخار و ناز ہوگا

بندہ عہد واثق کرتا ہے کہ تا امکان التزام سنت اور اجتناب بدعات کرے گا۔ اور تعلیمات اور ارشادات پر عمل پیرا رہے گا۔

لہٰذا بیعت قبول فرمائیں اور حاضری کی اجازت دیں۔ اور ارشاد و تعلیم فرماکر اصلاح حال، تصفیۂ قلب اور تزکیہ نفس کا موقع دیں۔

ایک عزیز نے حضرت مرشدؒ کی رخصت پر ایک قطعہ تاریخ کہا ہے۔ بغرض اشاعت ارسال ہے۔

نیاز مند قدیم

سید عبدالرؤف غفرلہ۔ اورنگ آبادی

حضرت الشیخ:۔ غالباً یہ ذہن نشین ہوگا کہ یہ عمر بھر کا سودا ہے۔ اس لئے اس راہ میں جو قدم رکھا جائے خوب سوچ سمجھ کر رکھا جائے۔

پیر کی نسبت صرف اتنا اعتقاد رکھنا شرط ہے کہ میری تلاش میں میری نافعیت کے لئے اس سے بہتر کوئی شخص اسوقت نہیں۔

بہرحال یہ طرفین سے الحبُّ فی اللہ کا معاہدہ ہے کہ طالب تعمیل میں اور مطلوب یعنی شیخ تعلیم میں کوئی کمی اخلاص میں نہ کرے گا۔ باقی رسم بیعت میں استعمال غیر ضروری ہے۔ یہ بات اپنے وقت پر انشاء اللہ ظہور پذیر ہوگی۔

اب تمہید بالا کے بعد عرض ہے کہ آپ نے قصد السبیل ملاحظہ فرمائی ہے۔ آپ اپنے آپ کو چار قسموں میں سے کسی قسم میں داخل کرتے ہیں۔

بالفعل آپ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ کو جو مل سکیں مطالعہ کرنا شروع کردیں۔ اور ہر بیان کا اپنے کو مخاطب سمجھیں۔

حضرت رحمت اللہ علیہ کی تصانیف سے تصوف یعنی علم احسان و اخلاص کا مقصود و مدعا تو ذہن میں اچھی طرح آگیا ہوگا۔ یہ اولین چیز ہے۔ بالفعل آپ کے معمولات کیا ہیں۔

والسلام۔ ۳ر رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

۴ افتخار و نازغیر محمود ہے کہ اس کا منشاء کبر اور حصول جاہ کی محبت ہے

۵ ان شاء اللہ

۶ ابھی جلدی نہ کیجئے

۷ مل گیا

والسلام ۳ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۳

۱۸ر رمضان المبارک

مسترشد۔ مخدومی و مرشدی دام بقائہ

حضرت الشیخ: محب صمیم رزقکم اللہ تعالیٰ علماً نافعاً وعملاً صالحاً

مسترشد: السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرت الشیخ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد: مزاج اقدس بخیریت کا طالب

حضرت الشیخ: الحمد للہ علیٰ کل حالٍ

مسترشد: بے شبہ طلب ارشاد عمر بھر کا سودا ہے

حضرت الشیخ یہ سودا نفع بخش ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

مسترشد ۔ عواقب و نتائج پر نظر ڈال کر یہ طے کر لیا ہے کہ ذات ستودہ صفات کی طرف رجوع کر کے اصلاح حال چاہوں ۔

حضرۃ الشیخ ۔ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو توفیق سے بہرہ ور فرمائیں ۔

مسترشد ۔ عالی جناب کی علمی و روحانی برتری و برگزیدگی کا اعتراف بندہ کو ہاتھ بڑھاتا ہے ۔

حضرۃ الشیخؒ ۔ یہ آپ کا نرا حسن ظن ہے ۔

مسترشد ۔ ارشاد مرشد تاخیر میں ہے تو قبول ہے ورنہ جذبہ دل تو بار بار یہی کہتا ہے ۔

" دل می رود ز دستم صاحب دلان خدا را "

حضرۃ الشیخؒ ۔ مصلحت اسی میں ہے ۔ آتش شوق تیز تر گردد ۔

مسترشد ۔ بندہ نے علوم دینیہ کی تحصیل ایک حد تک کی اور بعض درس گاہوں سے سند فراغ بھی حاصل کی ہے ۔ خدا کا شکر ہے ۔

حضرت الشیخؒ : بحمد للہ

مسترشد ۔ عالم فارغ تو نہیں ہوں ۔ عالم مشغول کی صورت ہے

حضرت الشیخ ۔ آپ اسی میں اپنے کو شامل سمجھیں ۔

مسترشد ۔ وجہ معاش کے لئے ہائی انگلش سکول اورنگ آباد میں ہیڈ مولوی کی آسامی پر مامور ہوں ۔ اور اہل و عیال کے حقوق ذمہ عائد ہیں

حضرت الشیخ : اللہ تعالیٰ برکت دیں

مسترشد ۔ حضرت رحمۃ اللہ کی تصانیف تصوف میں صرف قصد السبیل کے مطالعہ کا موقع آیا ہے ۔ اور بس ۔

حضرت الشیخ :۔ مزید کتابوں کی تلاش میں رہیں۔ اور حسب موقع مطالعہ جاری رکھیں۔
قصد السبیل کو پھر پڑھیں اور اوکی ایک ایک نصیحت پر اپنے کو
جانچیں اور جو کمی پائیں اوسکے دور کرنے کی ہمت کریں

مسترشد : نماز پنجگانہ باجماعت کا التزام تا امکان ہے۔ تہجد گزاری بلا التزام
گاہے گاہے عمل میں آتے ہیں

حضرت الشیخ :۔ تہجد کا التزام بھی از بس ضروری ہے۔ یعنی مفتاح اسرار ہے
اگر رات کو احیاناً ناغہ ہو جائے تو بوقت چاشت بارہ رکعت پڑھیں۔

مسترشد :۔ تلاوت قرآن کا شغلہ داخل صلوٰۃ اور خارج صلوٰۃ ہے۔

حضرت الشیخ :۔ یہ بھی ضروری ہے۔ مقدار جو طے کر لی جائے۔

مسترشد :۔ بالالتزام بعد نماز عشاء وقت خواب سو بار استغفار، درود
شریف سو بار کلمہ طیبہ سو بار اور سو سے زائد۔

حضرت الشیخ :۔ سوتے وقت کا دوسرا کوئی عمل استغفار کے علاوہ جو ہو وہ دوسرے وقت
ہٹا کر آخر میں بستر پر لیٹ کر ایک دفعہ سورہ بقر کا آخیر رکوع اور یہ دعا
پڑھا کریں:

اللّٰھم اسلمتُ وجھی الیک وفوضتُ امری الیک
رغبۃ ورھبۃً الیک لا ملجأ ولا منجأ منک الّا الیک
الجأت ظھری الیک۔ اللّٰھم اٰمنتُ بکتابک الّذی انزلت بنبیّک
الذی ارسلت اللّٰھم باسمک اموتُ واحیٰی۔

یہ کہہ کر اپنے کروٹ دائیں ہاتھ یعنی ہتھیلی گال کے نیچے رکھکر سو جائیے۔ نماز
عشاء کے بعد دنیاوی بات چیت نہ کی جائے۔

مسترشد :- بعد از پنجگانہ دیگر اوراد مفیدہ معمول میں ہیں

حضرت الشیخ : نفس اوراد کی کثرت غیر ضروری ہے کہ آہستہ چلئے، مگر دوامًا چلیئے فائدہ کثرت میں نہیں۔ دوام میں ہے وان قل مگر اخلاص اور یکسوئی ضروری ہے تاکہ نفع جلد ہو۔

مسترشد :- پنجگانہ امامت اور ہفتہ واری وسالانہ خطابت۔ ہفتہ واری وسالانہ تذکیر و وعظ اور تذکرۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم معمولات سے ہیں۔

حضرت الشیخ : اس میں شرط یہ ہے کہ اخلاص کے سوا نفس کا کوئی داعیہ شامل نہ ہو۔ ورنہ ترک اولیٰ ہے

مکتوب نمبر ۴

(نوٹ :- یہ خط بھی مولوی عبدالرؤف صاحب کے مندرجہ بالا مراسلہ ہی کے جواب میں ہے۔)

مکتوب حضرت الشیخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از ہیچمدان سلیمان محب صمیم رزقکم اللہ علماً نافعاً وعملاً صالحاً

السلام علیکم۔ آپ کسی وقت دو رکعت نفل باخلاص وخضوع پڑھ کر استغفار کیجئے۔ اور اسی وقت سے کام شروع کر دیجئے۔ [illegible] توبہ گذشتہ تقصیرں پر کرکے آگے کے لئے اطاعت کامل کا عزم کیجئے۔ اللہ تعالیٰ پورا فرما دیں گے من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔

۱:- نماز پنجگانہ کے علاوہ حسب ذیل نمازوں پر حتی الامکان مداومت کیجئے۔ نماز

تہجد ــــ بعد مغرب چھ رکعت نفل۔ طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد ۲ یا چار رکعت نفل۔ چاشت چار رکعت نماز پنجگانہ کے بعد نفل مسنونہ۔ نوافل اگر بعذر کبھی چھوٹ جائیں تو کچھ حرج نہیں۔

۲:- تمام منہیات سے توبہ کر کے اون سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

۳:- اس کے لئے حضرت والا رحمت اللہ علیہ کی اصلاح الرسوم اور بہشتی زیور مطالعہ کیجئے۔ اور اون کے مطابق عمل کیجئے۔

۴:- تہجد کی نماز کے بعد درد کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں ہر شب بالحاح تمام اپنے لئے دعا کیجئے۔ دعا میں خضوع ہونا چاہیئے۔ عصر اور صبح کی نمازوں کے بعد بھی دُعا خوب کیجئے۔ اور مانگیئے جو آپ کے لئے مناسب ہو۔ انشاء اللہ ملے گا۔ اس در سے کوئی محروم نہیں ہوا ہے۔ اُدعونی استجب لکم اس کا اعلان عام ہے۔ الدّعاء مُخ العبادۃ۔

۵:- نماز میں اعتدال ارکان اور حضور قلب کی کوشش ہو۔ اب اِس کے بعد اپنے احوال سے اطلاع دیتے رہیں۔

۲۲ رمضان ۱۳۶۲ھ

مکتوب نمبر ۵

۲۷ شوال ۶۲ھ

مسترشد:- مخدومنا المکرم و مرشدنا الاعظم متعنا اللہ تعالیٰ لطول بقائہ

حضرت الشیخ رح:- محب کریم و صمیم رزقکم اللہ تعالیٰ علماً نافعاً و عملاً صالحاً

مسترشد:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ رح:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد :- جناب والا کے ہدایات پر پورے عزم و استقامت کے ساتھ عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔

حضرت الشیخ رح :- الحمد للہ کہ آپ نے عمل شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں ہم باتیں بمنزلہ اصول ہیں۔ اعتقاد، انقیاد۔ اطلاع اور اتباع۔ جس قدر مکاتبت کا سلسلہ رہے گا۔ انشاء اللہ نافع ہوگا۔ جو حال اِس راہ میں ہو۔ اوس سے اطلاع دیں۔ اس راہ میں ضرور ہے کہ مربّی کے ہاتھ میں اس طرح دیدیں جس طرح مریض طبیب کے ہاتھ میں اپنے کو دیدیتا ہے۔ مریض خود اپنے لئے نسخہ نہیں لکھتا اور نہ قرابا دین دیکھ کر دوائیں چھانٹتا ہے۔

مسترشد :- آج کل مرشد اعظم اعلحضرت حاجی امداد اللہ نور اللہ مرقدہٗ کے کلیات کا وہ حصہ جو "ضیاء القلوب" کے نام سے موسوم ہے۔ مطالعہ میں ہے

حضرت الشیخ رح :- ضیاء القلوب کا مطالعہ علم کے لئے تو اجازت ہے مگر عمل کے لئے وہ قرابا دین ہے۔ اوس کے نسخوں پر عمل طبیب کے مشورہ سے کرنا چاہیئے آپ کے لئے عالم مشغول کے اعمال کی تجویز تھی۔ اوس سے آگے بڑھنے میں جلدی نہ کیجئے۔ اوس میں جو کچھ لکھا ہے۔ اوسی کی تقلید کیجئے۔ اس کتاب قصد السبیل کے آخر میں منہیات و اوامر کی تصریح ہے۔ وہ پیش نظر رہے۔ مقصود حصول تقویٰ ہے۔ کہ قرآن پاک ھدی للمتقین ہے۔ اور عبادات کا منشأ بجا آوری بعد حصول تقویٰ ہے۔ لعلکم تتقون

مسترشد :- جب کبھی غفلت و تکاہل ہو جاتا ہے۔ تو حضور والا کی صورت مثالی پیش نظر ہو جاتی ہے۔ اور عہد معاہدہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

حضرت الشیخ رح :- یہ نشان محبت ہے۔

مکتوب ۶

(نوٹ: یہ خط بھی مرسل کے گذشتہ خط ہی کے جواب میں ہے مستقل لکھا گیا ہے)

مکتوب حضرت شیخ

از ہیچمدان سلیمان بہ محب صمیم مولوی سید عبدالرؤف صاحب نفع اللہ تعالیٰ بفضلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

ہدایات حاشیہ پر لکھ دی گئی ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ بعد فرائض و سنن و نوافل کی پابندی علی مراتب الوجوب والاستحباب کے، منہیات شرعیہ سے احتراز کا لزوم کیا جائے اور ہمیشہ نظر اپنے احوال پر رہے اور غور کر کے الاشد فالاخف اپنے عیوب کی تلاش میں رہے۔ اور جو عیب سب سے زیادہ ابھرا ہوا علی العیان معلوم ہو اسکے دفعیہ کی کوشش کیجئے۔ مثلاً کبر، عجب، ریا، حسد۔ وغیرہ آپ اس عیب کی حقیقت پہلے دریافت کریں۔ اگر معلوم نہ ہو۔ اور پھر اس کا علاج دریافت کریں۔ ذکر اللہ اللہ آپ کس وقت اور کس قدر کرتے ہیں۔ جو تعداد ہو اس پر مداومت کی جائے۔ اور یکسوئی کے ساتھ یہ تصور کیا جائے کہ نور کا نزول ہو رہا ہے۔ اور یہ بھی لکھیں کہ دل پر کیا احوال وارد ہوتے ہیں۔ ورود احوال ضروری نہیں۔ مگر اگر ورود ہو تو لکھیں۔ لیکن نہ اس ورود احوال کی کوشش کریں۔ کہ مقصود نہیں اور نہ اس غرض سے اسکی طرف توجہ کریں کہ یہ فساد نیت کا باعث ہوگا۔ نفی واثبات کا ذکر قبل از وقت ہے۔ قصد السبیل میں اسکی ہدایت آپ دیکھیں۔ آپ نے جو نظم بھیجی ہے اصلاح کے بعد شائع ہو سکتی ہے ان میں اغلاط ہیں۔

حضرت والا رحمت اللہ علیہ کے مواعظ ملیں تو ضرور دیکھا کریں۔ بڑی نعمت ہیں۔ والسلام

۱۴ر ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ جونپور

مکتوب ۷

مکتوب مسترشد	مکتوب حضرت الشیخ رح
مخدومی المکرم و مرشدی المحترم دام بقائہٗ	برادر عزیز نفعکم اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ	السلام علیکم ورحمۃ اللہ
۳:۔ ہدایت نامہ موصول ہو کر بصیرت افروز ہوا۔ اور غفلت کے لئے تازیانہ۔ اصول اربعہ، اعتقاد، انقیاد، اطلاع اور اتباع کی تشریحات کو بغور مطالعہ کیا۔ اور اپنی نادانی اور خود سری پر بجید نادم ہوا۔ آئندہ بلا اطلاع و بلا استرضاء قدم نہیں اٹھاؤں گا۔	۳:۔ آپ کی اس اثر پذیری سے خوشی ہوئی
۴:۔ ہمارے شہر میں ایک بزرگ مقیم ہیں جو چپ شاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ مجذوب ہیں۔ لیکن تعقل اور تفہم سے بہرہ ور ہیں۔ ایک رات خواب میں اُن	۴:۔ ہمارے سلسلہ میں حضرات مجاذیب کی نسبت یہ حکم ہے کہ اون کا ادب کیا جائے مگر نہ اون سے کچھ لیا جائے اور نہ پوچھا جائے۔

کو دیکھا۔ خواب ہی میں انہوں نے مجھ سے کہا کہ ذکر لا الٰہ الا اللہ کیوں نہیں کرتے اس کی بڑی ضرورت ہے۔ بیدار ہوا تو شاہ صاحب کو پلنگ پر بیٹھا ہوا پایا۔ میں نے اُن سے طریق ذکر دریافت کیا۔ لیکن وہ خاموش رہے الغرض اس واقعہ کے تحت چند ماہ سے یہ ذکر کرتا تھا۔ مگر اب بغیر مرضی کے نہیں کروں گا۔

۵:۔ یہ ذکر جاری رکھوں یا ترک کر دوں

۵:۔ ترک

۶:۔ اسم ذات کا ذکر گاہے گاہے تھوڑی تعداد میں کرتا تھا۔ اب جیسا حکم ہو۔ کروں اسم ذات کا ذکر کروں یا کلمہ طیّبہ۔

۶:۔ اسکی ضرورت کہ وقت معین کر کے پوری توجہ کے ساتھ اسم ذات کی معین مقدار کا ایک نشست میں یا متعدد نشستوں میں حسب سہولت ایسی آواز سے جو سنی جا سکے بغیر ضرب کے ذکر کریں۔ اسکی زیادہ سے زیادہ تعداد ۲۴ ہزار اور کم سے ۲ ہزار ہے۔ آپ کم سے کم سے شروع کر کے حسب ذوق و توفیق جس قدر پہنچا سکیں۔

۷:۔ تلاوت قرآن کا التزام تو بعد فراغت حفظ ۲۰ سال سے ہے اور خدا کا شکر ہے کہ آپکے فیض برکت سے تہجد میں بھی ایک پارہ تلاوت کیا کرتا ہوں

۷:۔ جزاک اللہ بارک اللہ

۸۔ جناب کے کیمیا اثر سے بلا جبر و اکراہ بخوشی و رغبت سنن و نوافل پنجگانہ کے علاوہ اشراق و چاشت و اوابین ادا کر رہا ہوں۔

۸۔ نفعکم اللہ بہا و اضاعف اجورکم۔

۹۔ منہیات شرعیہ سے بے شبہ پاک نہیں ہوں۔ ریاء و حد جلی تو نہیں ہے مگر خفی ہے گاہے گاہے اس کا ظہور ہو جایا کرتا ہے

تقصیرات پر استغفار کر کے آئندہ احتراز کا عزم کیجئے۔

۱۰۔ غلط گوئی۔ کلمات خوشامدانہ اور غیبت کا صدور بھی گاہے گاہے ہو جایا کرتا ہے۔ خاص توجہ مبذول فرمائیں کہ خدائے کریم ہمیں ان عیوب سے پاک کرے۔

۱۰۔ ایک ایک رذیلہ کو لے کر اس کے ازالہ کی کوشش کیجئے۔ پہلے اس رذیلہ کی حقیقت سمجھئے پھر ازالہ کی تدبیر۔

۱۱۔ گاہے گاہے تلاوت یا عبادات میں لذت ملتی ہے۔ مگر دیر نہیں اور ہمیشہ نہیں۔

۱۱۔ حصول تقوی، تحلّی بالفضائل و تخلّی عن الرذائل پر ہے۔ رضائے الٰہی، اصلِ سلوک ہے۔ حصول لذت محمود ہے مگر مقصود نہیں۔ اس کے درپے نہ ہونا چاہیئے۔ وہ خود سے آئے گی۔

۱۲۔ آرزو تھی کہ زیارت نصیب ہوتی اور صحبت کا موقعہ حاصل ہوتا اسکی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

۱۲۔ انشاء اللہ اس کا موقع ملے گا۔

۳ : نظم مذکورہ اگر بعد اصلاح شائع ہوسکتی ہے تو اسکی اصلاح کردیجائے اور شائع کرادیجائے یا کم ازکم اغلاط کی جانب ارشاد فرمایا جائے ۔

۳ : اس بحث کو چھوڑئے

مکتوب ۔ ۸

۲ محرم ۶۳ھ / ۳۰ دسمبر ۴۲ء

مسترشد :۔ مخدومی و مرشدی مدظلہ العالی

حضرۃ الشیخ :۔ محب صمیم ارشدکم اللہ تعالیٰ

مسترشد : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

حضرۃ الشیخ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔

مسترشد : ہدایت نامہ موصول ہوا۔ اکثر و بیشتر پڑھتا ہوں ہر خواندگی میں اس کے محاسن معنوی ایک نئے عنوان سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور قلب و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں

حضرۃ الشیخ :۔ الحمدللہ تعالیٰ

مسترشد : اصول اربعہ اعتقاد ، انقیاد ، اطلاع اور اتباع پر تا امکان عمل پیرا ہوں ۔

حضرۃ الشیخ : یہاں اطلاع سے مقصود شیخ سے مکاتبت اور اتباع سے مقصود احکام شیخ کی پیروی ہے ۔

مسترشد:۔ صحت کی خرابی اور دماغ کی کمزوری کے باعث شب خیز و شب بیداری اور اسم ذات کا ذکر مشکل تھا مگر ہدایات موصولہ کے اثر اندازی نے ساری مشکلیں آسان کر دیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ کچھ حرج نہیں لا یکلف اللہ نفساً الّا وسعہا مگر سستی و کاہلی و عدم سعی کا نام عدم وسعت نہیں ہے۔

مسترشد:۔ خرابیٔ صحت کے باعث بعد از نماز صبح ٹہلتا ہوں۔ اور اسی چہل قدمی کے دوران اسم ذات کی دوسری قسط پوری کرتا ہوں۔ کیا اس صورت سے اسم ذات اور دیگر اوراد و تلاوت قرآن میں کوئی حرج ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ کچھ حرج نہیں۔

مسترشد:۔ بندہ مجموعہ ذمائم اخلاق ہے۔ یا ین ہمہ چند ذمیمہ اخلاق پیش کر کے اس کے ازالہ کی تدبیر کا طالب ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اپنے کو ایسا ہی سمجھنا خیر و برکت کا موجب ہے۔

مسترشد:۔ اخفاء اسرار اور رازداری کی بڑی کمی ہے۔ گاہے گاہے بر سبیل تذکرہ احباء و اعزہ سے اسرار قلبی اور راز روحانی کو ظاہر کر دیا کرتا ہوں۔ شاید نفس شہرت پسندی کا طالب ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اس سے احتراز چاہیئے کہ اس میں استکبار اور ریا کو دخل ہے

مسترشد:۔ نادانستہ طور پر اثنائے گفتگو غیبت بھی ہو جایا کرتی ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ غیبت بہت بری عادت ہے۔ اس سے اپنی نیکیاں دوسروں کو مل جاتی ہیں۔

مسترشد :۔ ہدایت یابی سے پیشتر استغفر اللہ سو بار اور سو بار درود شریف پڑھنے کا معمول تھا۔ مگر اب سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور دعا، جس کی ہدایت جناب نے فرمائی تھی۔ پڑھ لیا کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ استغفار اور درود بھی جاری رہ سکتا ہے۔

مسترشد :۔ ایک شب جمعہ کو سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھ کر سو رہا ایک خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک بیل دار سبز درخت ہے۔ جس کے بیل پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ہر پتے پر یا رسول اللہ احسنت لکھا ہوا ہے۔ اس خواب کا منشاء کیا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ خواب اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑیئے۔ یہ گو بشارت ہے۔ مگر مقصود نہیں۔ ع نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

معصود بذریعۂ اعمال حصول رضا قرب ہے۔ رؤیائے صادقہ بشارت ہیں اور بس۔

مسترشد :۔ اس طرح ایک دوسرا خواب دیکھا کہ جناب نے دار المصنفین کی طرف سے بندہ کو ایک کہنہ عبا عطا کی ہے۔ جس کے کالر پر شبلی نعمانی مرقوم ہے شاید اس کی تعبیر یہ ہو۔ کہ گرامی جناب سے استفادہ کر رہا ہوں

حضرۃ الشیخؒ :۔ ممکن ہے۔

مسترشد :۔ مولانا شاہ محمد فصیح کے دو غیر مطبوعہ مسودات ایک بصورت "استفتاء" اور دوسرا "ترک تعزیہ" بصورت مناظرہ بندہ کے پاس ہیں۔ اگر ارشاد ہو تو ان کو معارف میں پیش کروں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اس کا ہمارے آپ کے موجودہ تعلقات سے تعلق نہیں۔

؎ کارِ خود کن ۔ کارِ بیگانہ مکن

مکتوب ۔ ۹

اورنگ آباد۔ گیا
۱۳؍ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ
۹ مارچ ۱۹۴۴ء

مسترشد:۔ محترم قبلۂ من! دام بقائہ
حضرۃ الشیخ:۔ از علی گڈھ

از سیدان سلیمان بہ صمیم زاد حبہ اللہ تعالیٰ

مسترشد:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخ:۔ السلام علیکم ورحمت اللہ۔ میں چند روز ہوئے کہ حیدر آباد سے لکھنؤ آیا۔ اور آپ کا خط ملا۔ دوسرے ہی دن علی گڈھ آنا پڑا۔ کل واپس کانپور جارہا ہوں۔ اور وہاں سے لکھنؤ ہوکر جونپور اور پھر اعظم گڈھ۔ ۲۴، ۲۵ مارچ کو اعظم گڈھ میں حضرت کے اور خلفاء بھی جمع ہوں گے۔ اگر آپ آنا چاہیں تو ان دنوں میں آسکتے ہیں۔ مئی وجون میں شاید میرا قیام وطن (دلیسنہ بہار) میں ہو۔ آپ وہاں بھی آسکتے ہیں۔ اور وہاں آنا بہتر ہے۔ کیونکہ وہاں تنہائی ہوگی

مسترشد:۔ تصورِ شیخ اور زیارت وقدمبوسی کی کشش صبر وضبط سے باہر ہے۔ مگر بلا استیذان واستمزاج حاضری میں سوء ادبی تھی۔ اس لئے روانہ ہونے سے باز رہا۔

عرض مدعا یہ تھا کہ حاضری کی کوئی مناسب تاریخ مقرر فرمائی جائے۔ بندہ اپریل کی تعطیلات یا مئی وجون میں قدمبوس ہوسکتا ہے۔

مسترشد :۔ توقع ہے کہ ارشادات مزید کے ساتھ طمانیت و سکون کا موقع دیں گے۔

سیّد عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرت الشیخؒ :۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو منزل مقصود تک پہنچائے۔ اب آپ کو اللہ معی کا مراقبہ شروع کرنا چاہیئے۔

اپنے قلم سے خود کو مولوی لکھنا کبر کے آثار میں سے ہے۔ گویا اس کا اظہار ہے کہ لوگ آپ کو بڑا سمجھیں۔ فافہم۔

مکتوب۔ ١٠

مسترشد :۔ ٢١ر مارچ ۴۴ء
اورنگ آباد۔ گیا

حضرة الشیخ :۔ اعظم گڈھ۔ ٣ر ربیع ٢ ١٣٦٣ھ

مسترشد :۔ مولائی المحترم مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرة الشیخ :۔ از ہیچمدان سلیمان۔ السلام علیکم

مسترشد :۔ عرض ہے کہ بندہ بتاریخ مذکورہ اعظم گڈھ پہنچ نہیں سکتا ہے۔

حضرة الشیخؒ۔ آپ نہ آسکے تو کچھ حرج نہیں جب موقع بہ آسانی ملے آئیں

مسترشد :۔ مقصد کے پیش نظر ویسے پہنچنا بہتر ہے۔ آپ مقام مذکورہ کے مدت قیام اور تاریخ قیام سے مطلع فرمائیں۔

حضرة الشیخؒ :۔ انشاء اللہ مئی و جون میں

مسترشد :۔ ارشاد گرامی ہے کہ "اللہ معی" کا مراقبہ کیا کروں۔ کیا اس کی کوئی

خاص صورت ہے یا بصورت عام کوئی وقت بھی مخصوص ہے۔ اور کیا تصور کرنا چاہیئے۔ ارشاد مزید فرما کر تسکین فرمائیں۔

حضرۃ الشیخ رہ:- اللہ معی کا تصور کہ ہر وقت وہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور ہمارے قریب ہے۔ اور ہمارے ہر فعل وخیال کا حاضر وناظر ہے۔ اس کے مضمون پر غور کیا جائے۔ اور اس کے مناسب آیات کا استحضار رہے۔ جیسے

واذا سالك عبادى عنى فانى قريب، وهو معكم اينما كنتم۔ یا وهو عليم بذات الصدور۔ اور ولا تخفى عليه خافيه۔ اور ونحن اقرب اليه من حبل الوريد۔ اور ونحن اقرب اليه منكم ولاكن لا تبصرون اور الا يعلم من خلق۔ اور الم يعلم بان الله يرى۔

اسی کیفیت کا رسوخ اصل روح ہے۔ جس کا طریقہ ذکر اور شغل ہے۔

مسترشد:- بندہ نے اپنے پتہ کے ساتھ مولوی حافظ تفاخر کی نیت سے نہیں بلکہ تعارف کی نیت کے ساتھ لکھا ہے۔ کیونکہ ہمنام متعدد ہیں۔ با این ہمہ حسبِ ہدایت ترک کرتا ہوں۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخ:- کیا امام وخطیب جامع مسجد بھی باین نام متعدد ہیں۔؟ اگر نہیں تو پھر وجہ اشتباہ کیوں ہے۔؟ مکائد نفس بہت دقیق ہیں۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں۔ تواضع اور فنائے ذات کی راہ پیش نظر رہے۔

مکتوب - ۱۱

مسترشد :- ۲ مئی ۱۹۴۶ء
اورنگ آباد گیا

مرشدی المحترم انعمت فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ :- از سیمیدان سلیمان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد : ارشاد ہوا تھا۔ کہ قیام دلیسنہ کے موقع پر تمہیں طلب کروں گا۔ لہٰذا مطلع فرمائیں کہ وہاں حضور والا کا قیام کب سے کب تک رہے گا کہ قدمبوسی کا شرف حاصل کرسکوں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرۃ الشیخؒ :- میں ۱۱ اپریل سے درد گردہ کے دورہ میں مبتلا ہوں۔ گو اب دورہ خفیف ہو رہے ہیں مگر ضعف بے حد ہے۔ اسی لئے دلیسنہ کا سفر اب تک نہیں ہوسکا اور نہیں کہا جاسکتا ہے کہ کب تک ہوگا۔ آپ اپنے کام میں مصروف رہیئے۔ میرے لئے دعائے خیر کرتے رہیئے۔

(پوسٹ کارڈ سے) مکتوب۔ ۱۲

مکتوب حضرت الشیخ

دلیسنہ ضلع پٹنہ

مولوی سید عبدالرؤف صاحب امام مسجد اورنگ آباد
مقام وڈاکخانہ اورنگ آباد۔ ضلع گیا

محبِّ عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ لما یحب ویرضیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمدللہ فقیر کو صحت ہوئی۔ اور چند روز

گیا، اورنگ آباد، بہار، دلیسنہ، صوبہ بہار (بھارت) کے مردم خیز علاقے ہیں

ہوئے کہ وطن آیا۔ آپ کی محبت لِلّٰہ تعالیٰ کا شکریہ۔ جزاک اللہ تعالیٰ۔

آپ اگر چاہیں تو ۱۵ر جون تک یہاں تشریف لا سکتے ہیں۔ آسان شکل یہ ہے کہ گیا سے سیدھے بہار لاری آتی ہے۔ اور ۲ بجے شام کو بہار سے لاری استھاوان آتی ہے۔ جہاں سے دیسنہ ایک میل ہے۔ اور قلی و مزدور مل جاتے ہیں۔

مسلمانانِ اورنگ آباد کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیں کہ اونہوں نے اس فقیر کی صحت کی دعا کی۔

والسلام سید سلیمان ۲۳ر مئی ۱۹۴۴ء

مکتوب ۔ ۱۳

مسترشد :۔ ۲۵ر جمادی الآخر ۶۳ھ

۱۷ر جون ۴۴ء

محترم قبلہ من دامت فیوضکم و برکاتکم۔

حضرۃ الشیخ رحمۃ اللہ علیہ : از سیدان سلیمان بمحبت صمیم دام سعدکم

مسترشد :۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخ رحمۃ اللہ علیہ :۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :۔ بخیریت گھر پہنچا۔ زیارت و صحبت سے قولی و فعلی وہ فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ جو مدتوں کے مراسلات سے حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔

حضرۃ الشیخ رحمۃ اللہ علیہ :۔ الحمد للہ تعالیٰ خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق خیر بخشی۔

محنت راہرو کی ہوتی ہے۔ راہ کا بتلانے والا اپنا فرض ادا کرتا ہے۔

مسترشد :۔ ذاتِ گرامی کے صفات جلال وجمال ہر دو نے اپنا اپنا اثر ڈالا۔ حضوری میں پرتو جلال طاری رہا ماسوا ئے سے بے خبر اور خود فراموش رہا۔ اور غیاب میں صفاتِ جمالی نے اس طرح اثر کیا کہ ذکر کی آواز جمالی ہو گئی اور اس سے دل کے گداز اور جذبۂ محبت میں اضافہ ہوا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ احوال میرے نہیں۔ خود آپ کے ہیں۔ آئینہ میں اپنا ہی چہرہ نظر آتا ہے غیر کا نہیں۔

مسترشد :۔ ہر وقت ذکر کرنے کا شوق دامنگیر رہتا ہے۔ دعا کیجئے کہ موفق حقیقی اس پر قائم دائم رکھے۔ اور خاص توجہ فرمائیے۔ کہ عمل خیر کی توفیق کے ساتھ خلوص نصیب ہو۔

حضرۃ الشیخ : دل سے دعاء کہ اللہ تعالیٰ آپ کو منزل بمنزل مقصود تک پہنچائیں اور استقامت بخشیں۔ الاستقامۃ فوق الکرامۃ

" الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا "

مسترشد :۔ درخواست ہے کہ کوئی ایسی دعا بتائیں جس سے حب اللہ اور حب الرسول اور اطاعت رسول کا والہانہ جذبہ پیدا ہو جائے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ والہانہ جذبہ گو لذت بخش ہو۔ مگر مقصود نہیں۔ مقصود وہ محبت ہے جس کا نتیجہ اتباع و اطاعت ہو۔ یہ دعائے ماثورہ اس کے لئے ہے

اللّٰھم انی اسالک حُبّک وحُبّ من یُحِبّکَ وَحُبّ عملٍ یُقرِّبُ الی حُبّک

مسترشد :۔ تہجد کی دعاء ماثورہ اور سجدہ کی وہ تسبیح مسنونہ جو حضورؐ نے

تلاوت فرمائی تھی بندہ فراموش کر گیا ہے۔ لکھ کر روانہ فرمائیں

سید عبدالرؤف غفرلہ

تکبیر تحریمہ سے پہلے:

اللّٰھم لک الحمد انت نور السّمٰوٰت والارض ومن فیھن ولک الحمد انت ربّ السمٰوٰت والارض ومن فیھن ولک الحمد انت ملک السمٰوات والارض ومن فیھن انت الحقُّ ووعدک الحقُّ ولقآءک حقّ وقولک حق والجنۃ حق والنّار حق والنّبیّوْن حقّ ومحمدٌ حق والسّاعۃ حق

اللّٰھم لک اسلمتُ وبک آمنتُ وعلیک توکلتُ والیک انبتُ وبک خاصمتُ والیک حاکمتُ۔ فاغفرلی ما قدّمتُ وما اخّرتُ وما اسررتُ وما اعلنتُ انتَ اِلٰھی لآ اِلٰہ اِلّا انتَ انّی وَجّھتُ وَجْھِیَ الخ

رکوع میں:-

اللّٰھم لک رکعتُ ولک اسلمتُ وبک آمنت خشع لک سمعی وبصری ومخّی وَعَظْمی

سجود میں:

اللّٰھم لک سجدتُ وبک آمنت ولک اسلمتُ

سجد وجھی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ۔

مکتوب - ۱۵

مسترشد:- شعبان ۶۳ھ

۲۷ جولائی ۴۴ء

دستگیرمن بازیدت فیوضکم

حضرۃ الشیخؒ:- ازاعظم گڈھ

از سیماں سلیمان بحبیب عزیز زادکم اللہ حرصاً علی الدین

مسترشد:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسترشد:- اُمید ہے کہ عزیزہ جو بیمار تھی اب بخیریت ہوگی۔ اور حضور والا کا مزاج اچھا ہوگا

حضرۃ الشیخ:- الحمد للہ سب خیریت ہے

مسترشد:- ہدایات و ارشادات پر عمل پیرا ہوں۔ اور تاامکان معمولات یومیہ بڑی مستعدی اور تندہی سے ادا کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:- بارک اللہ تعالیٰ

مسترشد:- مسلسل کم خوابی کے باعث ہفتہ رواں میں متواتر ایسی غفلت ہوئی۔ کہ دو شب نماز تہجد قضا ہوئی۔

حضرۃ الشیخؒ:- یہ غفلت بھی جس پر ندامت ہو خیر ہے۔

مسترشد:۔ ایک خواب دیکھا کہ حضور والا کی آمد ہے۔ اور میں منتظر ہوں۔ پھر ملاقات ہوتی ہے۔ باہم مزاج پرسی ہوتی ہے۔ اثنائے گفتگو میں بیدار ہوتا ہوں۔ تو دیکھتا ہوں کہ تہجد کا وقت ہوتا ہے۔ بہرکیف اس خواب سے حضور والا کی توجہ اور فیض روحانی کا اظہار ہوتا ہے۔ امید ہے کہ ہر غفلت کے موقعہ پر اسی طرح تنبیہ اور ہدایت اور فیضان ہوتا رہے گا۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ خواب کی حیثیت صرف بشارت کی ہے۔ اور اس ہیچمدان کو دیکھنا اس بات کی علامت ہے کہ آپ مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ساری توفیقات ہیں۔ وہ جب چاہتے ہیں تو کسی بندہ کو خواب میں یا بیداری میں تنبیہ یا توفیق ارزانی فرماتے ہیں۔ اور اس کے لئے کبھی کبھی اوقع فی النفس ہونے کے لئے اوس کی تشکل وصورت کو وہ بمنزلۂ جارحہ و آلہ بناتے ہیں۔ جس سے صاحب معاملہ کو مناسبت اور محبت اور عقیدت ہوتی ہے۔

و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

مسترشد:۔ بندہ کی طرف مزید توجہ اور خاص فیضان کی ضرورت ہے۔ حضور والا کا بھی کچھ ایسا خیال ہے اور بندہ اس کا امیدوار بھی ہے۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیقات سے بہرہ ور فرمائیں۔ فنائے نفس اور اللھم اجعلنی فی عینی صغیراً کی دعاء مفید ہے۔ اپنے کو سب سے بدتر سمجھنا سب سے بہتر ہے۔ اس کا ہمیشہ اور ہر کام میں خیال رہے۔ اور اپنے عیوب پیش نظر رہیں

اور اونکی اصلاح کا خیال غالب اور اِس بات میں اپنے نفس کے
مکائد پر نظر رہے۔

مسترشد :۔ حضرت تھانوی کے مراسلات کے دیدار کا اشتیاق حضور والا
کے ایک گرامی نامہ سے معلوم ہوا تھا۔ لہٰذا ارسال خدمت ہیں۔
اگر مراسلات مولانا محمد عیسٰی (جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد
و ہدایت کے متعلق ان کو لکھے تھے) کے متعلق حکم ہو تو ارسال کر دوں۔

سید عبد الرؤف غفرلہ

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ تحریریں واپس ہیں۔ دوسری تحریروں کی ضرورت نہیں۔

مکتوب ۱۵

مسترشد :۔ ۲۰ر شعبان ۶۳ھ
۲۰ر اگست ۴۴ء

محترم قبلۂ من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ :۔ اخی فی اللہ رفع اللہ احوالکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :۔ مزاج اقدس۔ خیریت کا طالب

حضرۃ الشیخ :۔ الحمد للہ خیریت ہے

مسترشد :۔ ارشادات عالیہ پر بدستور سابق عمل پیرا ہوں۔ عشرہ دو ہفتہ سے
وقت ذکر رقتِ قلب اور اضطراب اس درجہ بڑھ گیا ہے۔ کہ بعض اوقات
گریہ طاری ہو جاتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ نے جو حال لکھا ہے۔ مبارک ہے۔ اضطراب بھی انشاء اللہ

تعالٰی مبدل بہ سکون ہو جائے گا۔ خاکسار نے کبھی کہا تھا ؎

دیکھئے ملتی ہے کب دولت سکونِ عشق کی

ہائے ہوئے جوش تو ہنگامہ آغاز ہے

مسترشد:۔ کل ہے یہ صورت پیدا ہوتی ہے۔ کہ نماز کے اوقات میں مسجد میں مصلین کے حضور بلا قصد و ارادہ بے ساختہ زبان پر ذکر اللہ اللہ جاری ہو گیا۔ شرم دامنگیر ہوئی کہ مصلین کیا سمجھیں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اگر آپ کی حالت نماز میں ایسی ہو۔ جو ضبط سے باہر ہو تو چندے امامت سے باز رہیں۔

بے شبہ رمضان المبارک میں آپ کو امامت تراویح کے لئے تلاوت میں زیادہ مصروفیت ہو گی تو ذکر کو کم کر دیں۔ مگر ترک نہ کریں۔

ذکر بالقلب نماز میں حارج نہیں۔ باللسان سے احتیاط کرنی چاہیئے اصل شی نماز میں حضور اور خشوع ظاہری و باطنی اور ہر قسم کے رذائل سے بقدر امکان دوری اور فضائل کے حصول کی کوشش اور اطاعت الٰہی پر مداومت اور حصول رضائے الٰہی کا شوق۔ باقی غیر مقصود ہیں۔ تو امور مقصودہ میں سے ان امور کی طرف بیشتر متوجہ رہیں۔

رشد:۔ جب شیخ کا تصور کرتا ہوں۔ کچھ تسکین ہوتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ تصور شیخ بلا قصد ہو تو حرج نہیں۔

مسترشد:۔ دعا فرمائیں کہ خدائے پاک ہمارے قلب کو ریا اور دیگر عوارض قلبیہ سے پاک کرے۔ اور موفق حقیقی توفیق خیر عطا فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے بدل وجان دعا ہے۔ آپ بھی دعا

کریں۔ ہمارے حضرت کے خلفاء میں سے جناب خواجہ عزیز الحسن صاحب کا ۱۷ شعبان کو انتقال ہوگیا۔ دعائے مغفرت ایصال ثواب بتلاوۃ القرآن کیجئے۔ صالحین کی محبت کلید کامیابی ہے۔

ہیچمدان سلیمان ۳ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۔ ۱۶

مسترشد :۔ ۲۱ رمضان المبارک ۶۳ھ

۲ ستمبر ۴۴ء ۔ اورنگ آباد

دستگیر من ۔ دامت فیوضکم

حضرۃ الشیخؒ :۔ اعظم گڈھ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

اخی فی اللہ تعالیٰ زادکم توفیقاً

مسترشد :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخ :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ رات ہی آپ کا خیال آیا تھا کہ آج صبح کو آپ کا خط ملا۔ دل راہ بدل رہے است ۔ دریں گنبد سپہر

مسترشد :۔ رقت قلب اور گریہ کا دورہ ہوا کرتا ہے۔ مگر اطلاع احوال اور ورود گرامی نامہ کے بعد وہ زور شور نہیں ہے۔

حضرت الشیخؒ :۔ یہ حالت انشاء اللہ تعالیٰ اعتدال پر آجائے گی۔ اور اس کا اعتدال محبوب مطلوب ہے ۔ دعائے ماثور ہے

مسترشد :۔ کوئی ایسا مخلص اور پابند اوقات شخص ہے جو جامع مسجد اورنگ آباد کی امامت للہ فی اللہ کر سکے۔ اگر امامت ترک کرتا ہوں تو مسجد کے

نظم کے برہم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اور بری الذمہ ہو جانے کی صورت میں تخلف عن الجماعۃ اور تکاہل پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ کیوں مولوی صاحب اگر ہم اندھوں میں کوئی ایک کانا موجود ہو تو اوس کو فخر کا کیا موقع ہے۔ یہ میں نے اس لئے لکھا کہ آپ جہاں ہیں وہاں اگر ان صفات کا کوئی دوسرا نہیں تو اس صاحب صفات کے لئے لغزش کی بڑی جگہ ہے کہ وہ اپنی نسبت استکبار وافتخار وغرور کہ ہمچون من دیگرے نیست کے شیطانی پھندے میں نہ گرفتار ہو جائے فتنبہ! اپنے میں شکستگی، افتقار، تواضع پیدا ہونی چاہیئے۔ اور ہر وقت اپنے عیوب پر نظر جمی رہے اور اوس اصلاح کی فکر دامنگیر ہو۔

مسترشد :۔ خدا کا شکر ہے۔ معمولات یومیہ اور فرائض وسنن کی ادائیگی میں ہنوز کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ گاہے گاہے ذکر اللہ کا ناغہ ہو گیا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ کچھ حرج نہیں۔ ایسی صورت اکابر کو بھی پیش آتی ہے۔

مسترشد :۔ حضور والا کی توجہ اور کرم ہے۔ کہ اسم پاک میں جو حلاوت اب ملتی ہے پیشتر محسوس نہیں ہوا کرتی تھی۔ لذت تو گاہے ایسی ملتی ہے کہ تلاوتِ قرآن میں ایسی لذت نہیں ملتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اس پر خدا کا شکر ادا کیجئے۔ یہ بڑی نعمت ہے

مسترشد :۔ دعاء کیجئے کہ الذین امنوا اشد حبا للہ کی وہ صفت نصیب ہو جو اسلاف کرام کو حاصل تھی۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے بھی نصیب فرمائیں۔ یہ احوال ہیں بدلتے رہتے ہیں۔ جو کچھ ذات حق سے جب ملتا ہے وہ بندہ کے لئے عین

مناسب ہے

مسترشد :- باادب عرض ہے کہ ذات عزاسمہ کے الفت ومحبت کا اگر یہ وسیلہ ہے۔ تو خود خدا کے محبوب سے الفت ومحبت کا کون مؤثر وقوی ذریعہ ہوسکتا ہے۔ گرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں بھی بندہ کو ایسی کشش محسوس ہوا کرتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اسم میں خود محبوبیت نہیں ہوتی۔ اسم میں محبوبیت محبوب کی ذات پر دال ہونے کے سبب ہی ہوتی ہے۔ پس اسم کی محبوبیت ذات کی محبوبیت کا نتیجہ اور ظل ہے ' فافھم

مسترشد :- عیدالفطر کے بعد حضور والا کے سفر وحضر کا پروگرام کیا ہے' بندہ ۴ر شوال سے ۱۲ر شوال تک حاضر ہوسکتا ہے۔ بندہ کو سفر وحضر کی روداد سے خبر دی جائے

حضرۃ الشیخؒ :- میرا ارادہ ۴ر شوال کو لکھنؤ کا ہے۔ اور وہاں چند ہفتے رہنے کا

مسترشد : عنایت کا طالب۔ سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرۃ الشیخؒ :- آپ کے لئے دعاگو ہوں۔ ہیچمدان سلیمان

مکتوب - ۱۷

مسترشد :- ۱۵ر اکتوبر ۴۴ء / ۲۶ر شوال ۶۳ھ

مرشدی المحترم! دامت فیوضکم وبرکاتکم

حضرۃ الشیخؒ :- از اعظم گڈھ

اخی فی اللہ زادک اللہ تعالیٰ توفیقاً۔

اور مالا بد منہ کی اس عبارت کا جواب کیا ہوگا

"نماز تہجد سنت مؤکدہ است۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گاہے ترک نفرمودہ واگر احیاناً فوت شدہ دوازدہ رکعت در روز قضا فرمودہ الخ

سید عبد الرؤف

حضرۃ الشیخ رح :۔ یہ حدیث مؤکدیت کے خلاف تو نہیں "عَلَیْکُمْ" تو لزوم پر دال ہے بہر حال تہجد عجیب عبادت ہے جس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً دوام فرمایا۔ اس لئے سنت مؤکدہ کی تعریف اس پر صادق ہے۔ البتہ قولاً تاکید نہیں فرمائی شفقۃً علی الامۃ مگر اپنے عمل سے اس کو مؤکدہ ثابت کردیا۔ اب اہل حجیت کے لئے کیا گنجائش رہی۔ فضائل اعمال کے اکتساب کا سبق محدثین سے نہ لیں محبین سے لیں۔

ہیچمدان سلیمان

مکتوب ۔ ۱۸

مسترشد : ۶ ذی الحجہ ۶۳ھ / ۲۳ نومبر ۴۴ء

بخدمت سراپا برکت حضرت مولانا مقتدانا سیدنا الحاج المولوی سید سلیمان صاحب قبلہ دامت برکاتہ ومدظلہ

حضرۃ الشیخ رح :۔ اعظم گڑھ ۔ ۸ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ

اخی السدید الرشید اسعدہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :۔ ہدیہ مسنون کے بعد بالوف ادب عرض ہے

حضرۃ الشیخ رح :۔ یہ طریقہ مسنونہ سلام نہیں ہے اس لئے اس کا جواب بھی واجب نہ تھا۔

مسترشد :۔ خادم حضور والا کے الطاف وعنایات کا بے حد منت شناس ہے اور تاحیات شکر گزار رہے گا

" خدایا تو این سایہ پائندہ دار "

حضرۃ الشیخ رح :۔ اللہ تعالیٰ اس محبت کو طرفین سے بڑھائیں۔ اور دونوں کے لئے نافع فرمائیں۔

مسترشد :۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھ جیسے گندہ کو بھی توفیق عنایت فرمائی۔ کہ احسان وسلوک کا درس لے سکے۔ اور مشہور عالم ہادی و مرشد سے ہدایت و ارشاد حاصل کر سکے

حضرۃ الشیخ رح :۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اس کے ثمرات سے مستفید فرمائیں۔

مسترشد :۔ خدا کا شکر ہے کہ حسب ہدایت معمولات شبانہ روز پر شدت کے ساتھ عمل پیرا ہوں

حضرۃ الشیخ رح :۔ بحمد للہ تعالیٰ۔

مسترشد :۔ ذکر اللہ کے وقت قلب پر نقش اللہ کا رنگ نقرہ وسفید تصور کرتا ہوں۔ مگر رنگ کا تصور دیرپا نہیں رہتا ہے

حضرۃ الشیخ رح :۔ جو کچھ ملتا ہے اس کو لیجئے اور اس پر منعم حقیقی کا شکر ادا کیجئے۔ اور جو نہیں ملا ہے اس کی طلب وعا کیجئے۔ یہ دعا ہی خالق و مخلوق کے درمیان تعلق کی کڑی ہے۔

مسترشد :- کیا صورت ہوسکتی ہے۔ کہ قلب میں روشنی محسوس ہو اور نقش اللہ کا برنگ سفید ویدا ہو سکے اور قلب کے ذاکر ہونے کی کیا صورت ممکن ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اس کا طریقہ یہی ہے کہ کثرت ذکر کی جائے۔ زیادہ توجہ کی ضرورت نہیں۔ اور نہ اسکے لئے تشویش خاطر کی ضرورت ہے۔ ہر چیز اپنے وقت پر حسب استعداد اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

ایک اصول نہایت اہم سمجھ لیجئے۔ امور اختیاریہ میں بندہ کمی نہ کرے اور امور غیر اختیاریہ کے درپے نہ ہو۔ تمنا ہو تو صاحب تمنا کے سامنے پیش کیا کیجئے۔ وہ چاہیں گے اور جب چاہیں گے دیں گے۔ اور اگر مدت تک نہ بھی ملے تو اس کے لئے تشویش نہ کیجئے۔ کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

مسترشد :- ایک شب غسل کی ضرورت تھی۔ بروقت غسل نہ کرسکا اور آنکھ لگ گئی۔ تو خواب دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں اور حضور کے لئے غسل کا اہتمام کر رہا ہوں۔ اسی میں بیدار ہوگیا۔ تو تہجد کا آخری وقت تھا۔ فوراً غسل کیا۔ اور تہجد کی نماز پڑھی۔

حضرۃ الشیخؒ :- خواب کی کوئی اہمیت نہیں اسی بات کا شکریہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تربیت اس طرح فرماتے ہیں۔

مسترشد :- بندہ کی دیرینہ عادت ہے کہ ضرورت غسل کے (وقت) موقع پر ہر موسم میں بروقت غسل کرلیا کرتا ہوں۔ طبیعت مضمحل ہو تو تاخیر ہو جاتی ہے۔ لیکن نماز صبح سے پیشتر ہمیشہ غسل کرلیا کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ مسائل فقہیہ میں موجود ہیں قوت ہو تو ضرور ہی ایسا کیجئے۔ ورنہ نماز صبح سے پہلے نو کرہی لینا چاہیئے۔

مسترشد:۔ اس خواب میں بندہ کے لئے کیا ہدایت ہے۔

سیّد عبدالرؤف

حضرۃ الشیخؒ:۔ جواب اوپر ہو گیا

ہیچمدان سلیمان

مکتوب - ۱۹

مسترشد:۔ ۴ محرم ۶۴ھ۔ اورنگ آباد۔ گیا

سیدی و مرشدی المحترم مدظلہ العالی

حضرۃ الشیخؒ:۔ اعظم گڑھ

از ہیچمدان سلیمان الی اخی فی اللہ تعالیٰ رزقہ اللہ الیہ علماً نافعاً و عملاً صالحاً

مسترشد:۔ مزاج اقدس۔ خیریت کا طالب

حضرۃ الشیخؒ:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ میں تین ماہ سے باہر تھا۔ اور ڈاک یہیں رہی۔ اس لئے بر وقت جواب نہ جا سکا۔

مسترشد:۔ حسب معمول معمولات شبانہ روز پر شدت کے ساتھ عمل پیرا ہوں مزید اذکار کا طالب ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اذکار کی مقدار میں اضافہ فرما لیجئے۔ نوعیت میں تبدیلی کی ضرورت نہیں۔

مسترشد:۔ شدت سرما اور گرم پانی کی نایابی کی وجہ سے بائیں ہاتھ میں اوپر

سے نیچے حصے تک درد پیدا ہو گیا ہے۔ بحمد اللہ معمولات کی ادائیگی میں
ہر چند مانع نہیں ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اس عزیمت پر عمل کرنے کا ثواب انشاء اللہ ملے گا۔

مسترشد:۔ تصوف کی کتابوں کے مطالعہ کا شوق بے حد ہے۔ تصوف
کی کوئی نافع و جامع کتاب کی طرف ہدایت کی جاتی۔ کہ استفادہ کرتا۔ اور
پراگندگی خیالات سے نجات ہوتی۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ ہمارے حضرت کی تصانیف میں سے جس قدر ملفوظات و مواعظ ہیں
مطالعہ کیجئے۔ ان میں سے التکشف اور شرح دیوان حافظ پڑھیئے۔
پراگندگیٔ خاطر کی کوئی بات نہیں۔ اعمال سب معلوم ہیں۔ ضرورت
عمل کی ہے۔ اور حصول تقویٰ اور رضائے الٰہی کی ساری کوشش اسی کی
چاہیئے۔ باقی سب فلسفہ ہے۔ ۴ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ

مکتوب ۔ ۲۰

مسترشد:۔ ۱۸ ربیع الثانی ۶۴ھ / ۲ اپریل ۴۵ء
اورنگ آباد۔ گیا

قبلۂ دستگیر من متعنا اللہ تعالیٰ لطول بقائہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ:۔ اعظم گڑھ

از ہیچمدان سلیمان بہ اخی فی اللہ مولوی سید عبدالرؤف صاحب

رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانہ

مسترشد :۔ انتظار شدید کے بعد گرامی نامہ ملا۔ زمانہ انتظار میں ایک اضطراری کیفیت تھی۔ اس عالم اضطرار میں حالتِ خواب میں گاہے اعلیحضرت کی تشریف آوری کی خبر سے اور گاہے خود تشریف آوری سے تسکین ہوجایا کرتی تھی۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ اُنس مبارک جو محبت کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے

مسترشد :۔ خادم کو مئی کے تیسرے ہفتے سے آخر جون تک فرصت ہے۔ ان ایام میں حضور والا کا قیام کہاں رہے گا

حضرۃ الشیخؒ :۔ اِس سال وطن کا قصد نہیں۔ یہاں اس وقت آسکتے ہیں

مسترشد :۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھ سے نالائق کو عزیمت کے ساتھ تہجد گزاری کی توفیق دیتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ جو ہوا ہے اور جو ہوتا ہے اس پر شکر کیجئے۔ اور جو نہیں ہوتا اس کی تلافی کی کوشش یہی تدبیر ہے۔

مسترشد :۔ مطالعہ کے سلسلے میں ارشاد ہے کہ " التکشف اور شرح دیوان حافظ کا مطالعہ کرو۔ " التکشف کا مصنف کون ہے۔ اور یہ کتاب کس پتہ پر دستیاب ہوگی۔ اور دیوان حافظ کی شروح بہت سی ہیں کس کی شرح کا مطالعہ کیا جائے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ نے مسائل تصوف کے جاننے کا شوق ظاہر کیا تھا۔ اس پر ان دو کتابوں کے نام بتائے تھے۔ التکشف فی التصوف اور بادۂ عرفان شرح دیوان حافظ دونوں حضرت والا رحمۃ اللہ کی تصنیف ہیں۔

مسترشد :۔ معلوم نہیں حضور کا مزاج کیسا رہا۔ اور ہر وقت کیسا ہے۔

خیریت کا طالب ، سید عبد الرؤف

حضرۃ الشیخ :۔ الحمد للہ خیریت ہے ۔

مکتوب ۔ ۲۱

مسترشد :۔ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۶۲ھ / ۱۵ مئی سنہ

سیدی و مولائی المحترم دامت فیوضکم

حضرۃ الشیخؒ :۔ میرٹھ ۔ کوٹھی ڈپٹی سید حسین صاحب

اخی فی اللہ تعالیٰ رزقکم اللہ نعمۃ ظاہرۃ و باطنۃ

مسترشد :۔ مزاج اقدس خیریت کا طالب

حضرۃ الشیخؒ :۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ، الحمد للہ بخیریت ہوں ۔

مسترشد :۔ بندہ زادہ یونیورسٹی کے میٹریکولیشن امتحان میں ایک سال ناکامی کے بعد اس سال کامیاب ہوا ۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ صاحبزادہ کی کامیابی سے اس لئے خوشی ہوئی کہ اس سے آپ کی طمانیت میں ترقی ہوگی ۔ اللہ تعالیٰ باطن و ظاہر کی مزید طمانیت عطا فرمائیں ۔

مسترشد :۔ بندہ زادہ کے لئے امتحان میں دعا کرتا تھا ۔ ایک رات خواب دیکھا ۔ کہ کوئی شخص آکر کہتا ہے کہ خواجہ شرف الدین کی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں طلبی ہے ۔ اس خواب کے چند روز بعد دیکھتا ہوں کہ ایک مجذوب درویش آکر کہتے ہیں ۔ کہ خواجہ کامیاب ہے ۔ خدا کا شکر ہے ۔ کہ یاس و ناامیدی کی حالت میں نتیجۂ امتحان خاطر خواہ

رہا۔

حضرۃ الشیخ رح : رؤیا بشارات ہیں ان کے سوا ان کی اور کوئی حیثیت نہیں۔ نہ یہ ذریعہ قرب ہیں۔ اور نہ ان پر اشکال مفید طریق۔ البتہ خوش ہونا چاہیئے۔

مسترشد۔ میری دعاء والتجاء تو بارگاہ مستجاب الدعوات سے تھی اور بشارت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب سے دی جاتی ہے۔ کیا واقعات عالم اور حوادث روزگار کا وقوع وحدوث اسی جناب عالی سے ہوا کرتا ہے۔

حضرۃ الشیخ رح ۔ استغفراللہ۔ واقعات عالم اور معاملات تکوین صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم باعث رحمت ہیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی جو یہ ظاہری رحمت ہوئی مثال میں وہ رحمۃ للعٰلمین کے توسط سے دکھایا گیا۔

مسترشد۔ خانقاہ امدادیہ اور خانوادۂ امدادیہ سے متعلق کوئی درود شریف بھی ہے

حضرۃ الشیخ رح ۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ کو یہ درود پسند تھا۔

"اللّٰھم صل وسلم علی سیدنا ومولانا محمد
وعلیٰ آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم۔"

جمعہ کے دن بالخصوص تکثیر درود چاہیئے۔

مسترشد۔ قلب کے ذاکر ہونے کی کیا تدبیر ہے۔ اسم ذات کا ورد تو روزانہ ہے۔ مگر کوئی خاص کیفیت کا ظہور ہنوز نہیں ہوا ہے۔ غنایت

خاص کی ضرورت ہے۔ سید عبدالرؤف

حضرۃ الشیخ رح۔ قلب کا ذاکر ہونا کوئی فن کی اصطلاح نہیں۔ کثرت ذکر سے قلب میں ذکر کا لفظ اللہ ہو یا لاالہ الا اللہ یا کوئی اور مرکوز ہو کر حدیث نفس کے طور پر جاری ہو جاتا ہے۔ جو ارادہ کے بغیر بھی قائم رہتا ہے بلکہ اس کا استحضار بھی نہیں رہتا کہ ذکر جاری ہے۔ بہر حال اس کا طریق صرف کثرت ذکر بتوجہ تام ہے۔ اور یہ کچھ مشکل نہیں۔ اصل شیئے احکام الٰہی کی کلی اطاعت۔ حلال و حرام کا خیال معاملات میں صفائی اخلاق کی نزاہت۔ اتباع نبوی کا دھیان اور تمام امور میں رضائے الٰہی کی طلب۔ ان امور کی طرف توجہ فرمائیے کہ یہ اصل ہیں اور باقی سب فروع اور تدابیر۔

ذکر کے اثر کا ظہور یہی ہے کہ طاعات و مرضیات الٰہی کی اتباع کا ذوق بڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد ہر حال میں ہو۔ باقی کیفیات تو آتی جاتی رہتی ہیں۔ اگر روز پلاؤ ملے تو پلاؤ کا مزہ بھول جائے۔

از دستِ ہجر یار شکایت نمی کنم
گر نیست غیبتے نہ دہد لذتے حضور

اپنے کام میں تا آخر دم استقامت کے ساتھ لگے رہیئے۔ یہی بڑی دولت ہے۔

تا دم آخر دمے فارغ مباش

ہیچمدان سلیمان

۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۴ھ

مکتوب - ۲۲

مسترشد :- ۱۱ر شعبان ۶۴ھ / ۲ر جولائی ۴۵ء - از اورنگ آباد۔ گیا

مخدومی و مرشدی المحترم ! دامت فیوضکم

حضرۃ الشیخ رح :- اخی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقکم

مسترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج اقدس بخیریت کا طالب۔

حضرۃ الشیخ رح :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سفر میں تھا۔ آج شب واپسی ہوئی اس لئے تاخیر جواب معاف کی جائے۔ الحمد للہ بخیر ہوں۔

مسترشد :- بے شبہ خدا کے فضل سے اور حضور والا کی مرشدانہ توجہ سے جو امور خیر نفس پر شاق و گراں تھے۔ اب بے تکلف اور بہ سہولت عمل میں آتے ہیں۔

حضرۃ الشیخ رح :- اللہ تعالیٰ کا شکر بدل ادا کیجئے کہ یہ اُنہیں کا فضل ہے۔

مسترشد :- بے شبہ ہنوز معاملات و اخلاق کے بعض مواقع پر لغزش ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لغزش کو معاف فرمائیں۔

حضرۃ الشیخ رح :- علاج عزیمت کے سوا کوئی دوسرا نہیں۔ البتہ دعا بھی کیا کیجئے۔

مسترشد :- بہت افسوس ہے کہ خانگی الجھنوں میں الجھ کر رہ گیا۔ اور قدمبوس نہ ہوسکا۔

حضرۃ الشیخ رح :- کوئی حرج نہیں۔ محبت کے ساتھ غیوبت اور حضور دونوں میں فائدے ہیں۔

کام میں لگے رہیں۔ ع تا دم آخر دمے فارغ مباش

ہر وقت اپنی فکر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو دیا ہے اس پر صبر و شکر کیجئے۔

مسترشد :- اللہ کے فضل سے توام بچے پیدا ہوئے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حیات طیبہ نصیب کرے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ دونوں کو حیات طیبہ نصیب فرمائیں۔

مسترشد :- رمضان میں تراویح کے ساتھ ساتھ وتر بھی باجماعت ادا کی جاتی ہے اور نماز تہجد کا مسنون طریقہ فرض اور وتر کے درمیان ہے۔ اب کون سی صورت اختیار کی جائے وتر کو چھوڑ دیا جائے۔ یا باجماعت ادا کی جائے۔

حضرۃ الشیخؒ :- وتر باجماعت ہی پڑھیئے۔ اسی میں مصلحت ہے۔

مسترشد :- امید ہے کہ حضور والا کا مزاج اقدس بخیریت ہوگا۔ گاہے گاہے مرض لاحق سے تعلق خاطر پیدا ہو جاتا ہے۔ لہذا احوال سے آگاہ فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- بحمدہ خیریت ہے۔ علاج جاری ہے مگر تدبیر اپنی جگہ پر ہے۔ اور رضا بالقضا اپنی جگہ پر۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان

۱۲ر شعبان سنہ ۱۳۶۴ھ

مکتوب۔ ۲۳

مسترشد :- از اورنگ آباد

۱۷ر رمضان سنہ ۶۴ھ / ۲۶ر اگست سنہ ۴۵ء

مخدوم مکرم و مرشد محترم دامت فیوضکم

حضرۃ الشیخؒ :- اعظم گڑھ

اخی العزیز زادکم اللہ توفیقاً۔

مسترشد:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج اقدس۔ خیریت کا طالب

حضرۃ الشیخؒ:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔
الحمد للہ حالت بدستور ہے۔ گاہے چنین، گاہے چنان۔

مسترشد:- ہدایات و ارشادات پر تا امکان بحسن وخوبی عمل پیرا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:- بحمد اللہ یہ بڑی نعمت ہے۔

مسترشد:- خدا کا شکر ہے۔ کہ ہر وقت عمل خیر کی طرف توجہ مرکوز رہتی ہے

حضرۃ الشیخؒ:- جی ہاں ہر عملِ خیر لوجہ اللہ تعالیٰ ہو۔ اصل یہ ہے۔

مسترشد:- تساہل وتغافل کے وقت حضور اقدس کا خیال اور عہود پیش نظر ہو جاتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:- قصداً نہیں چاہیئے۔

مسترشد:- بندہ نے یکے بعد دیگرے خواب دیکھے۔

حضرۃ الشیخؒ:- خواب کی حیثیت مبشرات کی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔

مسترشد:- ماہ صیام کے بعد حاضر ہونے کے لئے وقت دیجئے۔

حضرۃ الشیخؒ:- انشاء اللہ تعالیٰ موقع ملے گا۔

مسترشد:- امر مطلوب کی طرف گاہے گاہے اضطراب پیدا ہو جاتا ہے کہ کہیں بے نیل مرام دنیا سے رخصت نہ ہو جاؤں۔

حضرۃ الشیخؒ:- امتحان کی تیاری کے لئے جو وقت صرف ہوتا ہے وہ بیکار نہیں جاتا ہے۔ نمبر اُسی سے ملتے ہیں۔

ہیچمدان سلیمان
۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ

مکتوب ۔ ۲۴

مسترشد :- از اورنگ آباد

۱۰ر شوال ۶۴ھ / ۸ار ستمبر ۴۵ئہ

سیدی و مولائی المحترم مدظلہ تعالیٰ

حضرۃ الشیخؒ :- اعظم گڈھ

اخی العزیز ادام اللہ توفیقکم

مسترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

حضرۃ الشیخؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد :- معارف بابت ماہ ستمبر کے شذرات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ گرامی جناب کی طبیعت ۱۹ر رمضان سے ناساز ہے اور ضعف بعید بڑھ گیا ہے۔ اس خبر سے تشویش پیدا ہوئی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- الحمد للہ اب اچھا ہوں۔ گو ضعف بہت ہے۔ تاہم دو روز سے مسجد جانے لگا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائیں۔

مسترشد :- جناب کے گرامی نامہ مرقومہ ۲۰ر رمضان سے اشتداد مرض کی خبر اور ضعف کے آثار زبان قلم کے کسی کلمے سے ظاہر نہیں تھے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اظہار کی ضرورت نہ تھی۔

مسترشد :- دست بدعا ہوں۔ کہ خدائے کریم کرم فرمائیں اور شفائے عاجلہ نصیب فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ :- آمین

مسترشد :- گرامی جناب سے اجازت ہو تو عسل خالص جو معتمد ذرائع سے

حاصل کیا گیا ہے۔ ارسال خدمت کرسکوں۔ سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخ رحؒ:۔ اِس محبت سے خوشی ہوئی۔ میں نے ہدیہ کو قبول کیا۔ لیکن آپ بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ کریں۔ آپ اپنے صرف میں لائیں یا جس طرح چاہیں صرف کریں۔ والسلام۔

ہیچمدان سید سلیمان

۱۲ر شوال ۱۳۶۴ھ

مکتوب - ۲۵

مسترشد:۔ ۱۴ر اکتوبر ۴۵ء۔ از اورنگ آباد

بحضور فیض گنجور حضرت مرشدی المحترم متعنا اللہ بطول بقائہٖ

حضرۃ الشیخؒ:۔ ۱۰ر ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ

اخی فی اللہ تعالیٰ

مسترشد:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

مسترشد:۔ خدا کے فضل سے توقع ہے کہ مرض میں افاقہ اور طبیعت میں سکون ہوگا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ کہ مع الخیر ہوں

مسترشد:۔ بحمداللہ معمولات شبانہ روز بر شدت کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔

حضرۃ الشیخ رحؒ:۔ بہت مبارک

مسترشد:۔ اور جب ہدایات حضرت والا کے مواعظ کا مطالعہ کرتا ہوں۔ مجموعہ

مواعظ ہشتگانہ کا مطالعہ کیا۔ بہت دلچسپی پیدا ہوئی۔ اور قلب و دماغ پر اثر انداز ہو کر باعث گریہ ہوئے۔

حضرۃ الشیخؒ :- بہت جی خوش ہوا۔

مسترشد :- نماز بالاخلاص میں حضور قلب اور توجہ الی اللہ روح صلوٰۃ ہے۔ اس کے حصول کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے صفات کا تصور کرنا چاہیئے۔ یا ذات کا؟

حضرۃ الشیخؒ :- ہمارے حضرت کی تحقیق یہ ہے کہ مبتدی نماز میں یکسوئی کے لئے لفظ کی طرف۔ اور متوسط معنیٰ کی طرف اور منتہی ذات بحت کی طرف۔
یہ تصور کہ بندہ اپنے آقائے حقیقی کے سامنے کھڑا ہے اور وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ اس کا اثر یہ ہو کہ قلب میں سکون۔ اور جسم میں پستی و تواضع کی شان پیدا ہو۔

مسترشد :- آج کل ہندوستان میں دین و مذہب سے زیادہ سیاسیات غیر اسلامیہ کا زور و شور ہے۔ تو موجودہ فضا میں کس جماعت میں شرکت کی جائے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اگر میرے مشورہ پر عمل کیا جائے تو عملاً ان میں سے کسی میں شریک نہ ہوں۔ اور اس کے لئے دعا کریں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں مسلمانوں کے لئے خیر ہو۔ اِتّقِ الفِرَقَ کُلَّھا

مسترشد :- حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ایک خواب کے پیش نظر مسلم لیگ کی رفاقت کا مشورہ دیا جا رہا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- یہ امور کہے جاتے ہیں۔ مگر حضرت نے کسی کو شرکت کا حکم

نہیں کیا۔

مسترشد:- شاید حضرت والا نے اجلاس مسلم لیگ پٹنہ میں اپنے معتمد سفراء اور وکلاء کے ذریعے تحریری طور پر مسلم لیگ سے ہمدردی ظاہر کی ہے۔

حضرة الشیخؒ:- بغرض مشورہ وفد بھیجا تھا۔ مگر وفد کا کوئی مشورہ قبول نہ ہوا۔

مسترشد:- مذکورہ سوال اصلاح عوام اور اعلان عام کے لئے نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ صرف اپنی تسکین وطمانیت کی خاطر ہے۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرة الشیخؒ:- جواب عرض ہو چکا۔

ہیچمدان سلیمان

مکتوب - ۲۶

مسترشد:- از اورنگ آباد۔ گیا

۷ محرم ۶۵ھ / ۱۲ دسمبر ۴۵ء

حضرت محترم مدظلہ العالی

حضرة الشیخؒ:- میرٹھ

بذریعہ سید حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر

صدیقی الحمیم زادکم اللہ تعالٰی عرفاناً۔

مسترشد:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اُمید ہے کہ حضور والا کی طبیعت بخیریت ہوگی۔

حضرۃ الشیخ رح:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ خیریت ہے

مسترشد:- نادم ہوں کہ سکول کے منصبی فرائض کی مشغولیت کے باعث حاضری میں غیر معمولی تاخیر ہوئی۔ باایں ہمہ مشغولی معمولات شبانہ روز میں کوئی فرق نہیں آیا۔

حضرۃ الشیخ رح:- مجھ سے نادم ہونے کی کوئی بات نہیں کہ میرا کوئی قصور آپ نے نہیں کیا۔ ہاں یہ ندامت اپنے آپ سے چاہیئے۔ اور اس کے لئے غیر سے اظہار کی ضرورت نہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اب تو زندگی کے اخیر لمحہ تک یہ استقامت قائم رکھنا ہے تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ کی دُعا چاہیئے۔

مسترشد:- شدّت سرما کے باعث اور گرم وتازہ پانی کے انتظام نہ ہونے کے سبب بائیں ہاتھ میں گذشتہ موسم سرما میں درد پیدا ہُوا تھا۔ اس خوف کے پیش نظر تیمم سے تہجد ادا کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخ رح:- اگر گرم پانی کے اہتمام سے آپ عاجز ہیں اور ٹھنڈے پانی سے ضرر ہوتا ہے تو خیر تیمم کریں۔ مگر گرم پانی کا اہتمام چنداں مشکل نہیں۔ عشاء کے وقت ایک لوٹا گرم پانی جو خوب گرم ہو اُس کو اوپر کٹورے سے چھپا کر کسی روئی میں یا روئی کے کپڑے میں یا کمبل میں لپیٹ دیا جائے۔ انشاء اللہ پورا گرم وقت پر ملے گا۔

مسترشد:- حاضر ہو کر قدمبوس ہونا چاہتا ہوں۔ خبر نہیں کون سا وقت مقدر ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- انشاء اللہ اب کی گرمیوں میں

مسترشد :- نور نظر خواجہ شرف الدین سلمہٗ کے لئے دقت خاص میں دعا فرمائیں ملازمت کا طالب و متلاشی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اپنی تکمیل اور اصلاح سے کبھی غفلت نہ برتیں۔ ہم ہر حالت میں ناقص ہیں۔ یاد الٰہی سے غفلت نہ ہو۔ ذکر کا مقصود یہی ہے۔ بدعات و رسوم سے احتراز رہے۔ عزیزی شرف الدین احمد سلمہٗ اللہ تعالیٰ و وفقہٗ کے لئے دلی دُعا ہے۔

مسترشد :- وہ محترم برادر جو گورکھپور سے حضور والا کی زیارت کو دیسنہ بندہ کی موجودگی میں پہنچے ہوئے تھے۔ ان کا نام اور پتہ کیا ہے۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- ان کا نام اور پتہ یہ ہے۔ حامد علی صاحب وائس پرنسپل جارج میاں صاحب کالج۔ گورکھپور۔

ہیچمدان سلیمان

۲۰ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ

مکتوب - ۲۷

مکتوب حضرۃ الشیخؒ

اعظم گڑھ

از ہیچمدان سلیمان بہ برادر عزیز مولوی عبدالرؤف صاحب رفع اللہ شانکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

آپ نے شاید قصد السبیل کو غور سے نہیں پڑھا۔ اس میں عالم مشغول کا جو شغل و ذکر اور کام بتایا گیا ہے۔ اس کی پوری تقلید کیجئے۔ اور کتاب مذکور کو بار بار پڑھیئے۔ تاکہ سلوک کی حقیقت آپ پوری طرح سمجھ جائیں۔

سالک کا بڑا دھوکا ذوق وشوق اور لذت کا ہوتا ہے۔ سو اس کو پوری طرح سمجھ لیجئے۔ کہ یہ چیزیں آثار محمودہ ضرور ہیں۔ مگر مقصود نہیں۔ ان کا منشاء اس قدر ہے کہ کام میں جی لگتا ہے۔ اور آسانی ہوجاتی ہے مگر اس کو قرب ورضا اور حصول ثواب میں کوئی دخل نہیں۔ کیونکہ یہ امور غیر اختیاریہ میں ہیں۔ اور امور غیر اختیاریہ نہ مطلوب ہیں۔ اور نہ مقصود۔

دوا کا اصلی مقصود صحت بخشی ہے۔ خوش ذائقگی اور لذت نہیں۔ جب انسان کے بدن میں صحت آتی ہے۔ تو طاقت اور کھانے کی لذت خود آجائے گی۔ اس کے لئے کوئی الگ دوا کی حاجت نہیں۔

نماز کو اپنی طرف سے پورے ظاہری و باطنی آداب اور خضوع وخشوع کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کیجئے۔ جس قدر حاصل ہو اس پر شکر کیجئے اور آئندہ کے لئے ہمت کیجئے۔ اور دعاء کیجئے اس کے حصول کا طریقہ جب آپ پوچھیں گے عرض کیا جائے گا۔ تمام امور میں اتباع سنت اور احتراز از بدعت پیش نظر رہے۔ حضرت والا رحمتہ اللہ علیہ کا رسالہ اصلاح الرسوم وغیرہ دیکھیں۔ رسوم شادی وغمی میں بڑی غلطیاں ہوتی ہیں۔

رذائل میں سے ایک ایک رذیلہ کو سمجھ کر اس کے ازالہ کی کوشش چاہیئے۔ پہلے کسی ایک اہم کو لیجئے اور پوچھیئے۔ خاکسار انشاءاللہ تعالیٰ آپ سے

ملنے کا اور کچھ دن پاس رکھنے کا سامان کرے گا۔ مگر آپ کی طرف سے اصول اربعہ اعتقاد و انقیاد، اطلاع و اتباع کی پیروی رہے۔ اسی پر مدار ہے۔ وظائف کی کثرت کا شوق بیکار ہے۔ غرض صحت ہے نہ کہ نسخوں کی کثرت اور یاد، اور وہ ایک نسخہ سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ میں نے پہلے ہی لکھ دیا ہے کہ اپنے شیخ کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ کہ میری نافعیت کے لئے میری تلاش میں یہ سب سے بہتر ہے۔ پس دوسروں سے انکار کی گو ضرورت نہیں مگر اتباع ایک کا ہے۔ ایک ساتھ دو طبیبوں کا مریض مصیبت میں رہتا ہے۔

والسلام

مکتوب - ۲۸

مسترشد :- از اورنگ آباد۔ گیا

۹ جنوری ۴۶ء

سیدنا المکرم و مرشدنا المحترم متعنا اللہ بطول بقائہٖ

حضرت الشیخ رح :- ندوہ۔ لکھنؤ

اخی العزیز زادکم اللہ تعالےٰ عرفاناً

مسترشد :- السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرت الشیخ رح :- السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :- گرامی نامہ کے وصول ہونے سے بیشتر ہدایت قلبی ہوئی۔ اور تیمم سے تہجد گزاری ترک کر کے وضو سے ادا کرنا شروع کیا تھا۔ اور عزم و استقامت کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہوں۔

حضرت الشیخؒ :- الحمدللہ

مسترشد :- باشندگان اورنگ آباد سے مخلصین اصحاب کی تمنا تھی کہ حضور والا ماہ ربیع الاول میں یوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب سعید کے موقع پر تشریف لاکر ہدایت کا موقع دیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرۃ الشیخؒ :- آپ کو معلوم ہے کہ مجالس مروجہ میں شرکت سے معذوری ہے آپ بھی ان مسائل کو سمجھ لیں۔ اپنے سلسلہ کے مسائل سے واقفیت ہونی چاہیئے۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان

۱۰ صفر ۱۳۶۵ھ

مکتوب - ۲۹

مسترشد :- از اورنگ آباد گیا
۲۹ صفر ۶۵ھ / ۳ فروری ۴۶ء

مرشدی المحترم دام بقائہ

حضرۃ الشیخ :- اعظم گڑھ

اخی فی اللہ تعالیٰ زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً

مسترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیریت۔ مزاج اقدس

حضرۃ الشیخؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمدللہ مع الخیر ہوں۔

مسترشد :- شکر ہے تعلیمی فرائض اور امتحان کی تیاری کے باوجود معمولات

شبانہ روز تندہی کے ساتھ ادا کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ مبارک کہ یہ بڑی سعادت ہے۔

مسترشد:۔ تخلیہ اور فراغت کے اوقات میں تصور اور صورت پیش نظر رہتی ہے وقت ملاقات قدمبوسی تو کیا دست بوسی تک نصیب نہ ہو سکی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ محبت کے اظہار میں غلو سے احتیاط لازم ہے۔ قدمبوسی لغوی معنوں میں مشروع بھی نہیں۔

مسترشد:۔ بندہ کو انجمن ترقی اردو کا ناظم بنایا گیا ہے۔ ارکان انجمن نے فرمائش کی تھی۔ کہ حضور والا کو لکھوں کہ تشریف لاکر ہم لوگوں کو فیض یاب فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ زندگی ہے تو فقیروں کا بھی پھیرا ہوگا۔

مسترشد:۔ بندہ کم مایہ کثرت عیال و کثرت خرچ کے باعث کچھ پریشان خاطر رہا کرتا ہے۔ بندہ زادہ جو میٹرک پاس ہے۔ ملازمت کا متلاشی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان پریشانیوں کو دور فرمائیں۔ صاحبزادہ کے لئے بھی بدل دعائے خیر ہے۔

مسترشد:۔ حضور والا اگر روحانی امداد کے ساتھ قلمی امداد فرماتے تو شاید یہ مشکل حل ہوتی۔ چند ماہ سے شہر گیا میں مسٹر نیاز احمد صاحب آئی سی ایس ڈسٹرکٹ جج گیا کے عہدے پر فائز ہیں۔ جو حضرت مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ کے عزیزوں میں سے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ صاحب موصوف سے میری ملاقات سرسری ہے۔ تاہم اگر کوئی جگہ خالی معلوم ہو تو آپ کی خاطر میں لکھ سکتا ہوں۔ مگر جگہ کے بغیر یوں ہی لکھنا شاید بیکار جائے۔ اور جی نہیں چاہتا کہ نشانہ خالی جائے۔

مسترشد :- امید ہے کہ اس گستاخی کو جو اضطراری طور پر سرزد ہوئی ہے۔
معاف فرمائیں گے۔ اور کوئی وجہ مانع نہ ہو۔ تو خیال فرما کر عزیز سلمہٗ
پر کرم فرمائیں گے۔

سیّد عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- کوئی حرج نہیں۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان

۲۵ر صفر ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۔ ۳۰

مسترشد :- ۲ر مارچ ۴۶ء
از اورنگ آباد۔ گیا

مخدومی المطاع الکریم مدظلہ العالی

حضرۃ الشیخؒ :- اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

مسترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- عزیز سلمہ کے خط سے معلوم ہوا کہ سول کورٹ میں چند آسامی
ہوئی ہیں جن کا اشتہار و اعلان اس ماہ میں ہونے والا ہے۔
مبارک ساعت ہے کہ ایک نوشتہ سفارش بنام نیاز احمد صاحب
ڈسٹرکٹ جج گیا ارسال فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ :- مجھے معلوم نہیں کہ یہ جج صاحب سفارشوں کا کیا اثر لیتے ہیں۔ آپ

وہاں تحقیق کرلیں۔

بہر حال ایک خط ملفوف ہے۔ اس کو کسی لفافہ میں بند کر کے گھر پر پیش کیا جائے۔ خدا کرے کامیابی ہو کہ آپ کو اطمینان میسر آئے۔

مسترشد:۔ امید ہے کہ اس غیر معمولی تکلیف دہی اور بے جا استفادہ کو معاف فرمائیں گے۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ جی ہاں بارِ خاطر ضرور ہوتا ہے۔ ڈر ہے کہ آیندہ ایک سلسلہ نہ شروع ہو جائے۔ اِس لئے میرا نام مخفی رکھا جائے۔

والسلام ہیچمدان سید سلیمان

۷؍مارچ ۱۹۴۶ء

مکتوب۔ ۳۱

مسترشد:۔ ۷؍جمادی الاول / ۱۱؍اپریل

از اورنگ آباد گیا

حضرت محترم قبلہ مدظلہ العالی

حضرۃ الشیخؒ: پٹنہ محلہ کھنور پوکھر

مکان سید ابوعاصم صاحب وکیل

اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

مسترشد:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخ :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :۔ اُمید ہے کہ مزاج اقدس بخیریت ہوگا۔

حضرۃ الشیخ :۔ الحمدللہ تعالیٰ مع الخیر ہوں۔ بالفعل یہاں مقیم ہوں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ مئی اور جون دیسنہ میں گذریں گے۔

مسترشد :۔ بندہ زادہ کی عارضی تقرری عمل میں آئی۔

حضرۃ الشیخ :۔ خوشی ہوئی کہ آپ کے صاحبزادہ کا کچھ انتظام ہوگیا۔ جس سے آپ کو گونہ طمانیت حاصل ہوئی۔ اب اس طمانیت کو ذکر و طاعت میں صرف کیجئے کہ اس کا شکر یہی ہے۔

مسترشد :۔ سابقہ سوز وگداز اور ذوق وشوق اب نہیں ہے۔ سید عبدالرؤف

حضرۃ الشیخ :۔ جوش وخروش کی کمی کی فکر نہ کیجئے۔ کام میں لگے رہیئے تاآنکہ اللہ کے سوا دل سے ہر چیز کی محبت فنا ہو جائے۔ اور لاالٰہ الاّ اللہ کی تکمیل ہو جائے۔ والسلام

سید سلیمان

۱۷ر جمادی الاول ۱۳۶۵ھ

مکتوب۔ ۳۲

مسترشد :۔ از اورنگ آباد۔ گیا

۲۴ر مئی ۱۹۴۶ء

بملاحظہ اقدس جناب مرشد المطاع متعنا اللہ بطول بقاۂ

حضرۃ الشیخ :۔ دیسنہ ضلع پٹنہ

اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

مسترشد :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد :۔ مزاج اقدس

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمدللہ مع الخیر ہوں

مسترشد :۔ صحیفہ گرامی (جو پٹنہ سے موصول ہوا) سے مظہر تھا کہ ویسنہ میں مئی وجون میں قیام رہے گا۔ حضور والا کب تشریف لائے اور کب تک قیام رہے گا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ارادہ ختم جون تک قیام کا تھا۔ مگر بعض حالات ایسے پیش آئے کہ وسط جون ہی میں سفر کرنا ضروری ہوا۔ بلکہ شاید اس سے بھی پہلے چلا جانا پڑے۔

مسترشد :۔ احباب واعزہ کی ایک دو تقریبات ہیں۔ ان میں شرکت کرنا چاہتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ تقریبات میں ہر قسم کے امور پیش آتے ہیں۔ ان میں بھی احتیاط مدنظر رہے۔ غالباً اب موقع نہ ملے۔

مسترشد :۔ ہفتہ گذشتہ میں ایک شب تہجد گزاری میں تاخیر ہوئی۔ اور آنکھ لگ گئی۔ خواب دیکھا کہ حضور والا سامنے ہیں۔ اور کلمات خیر ارشاد فرما رہے ہیں۔ دفعتہً آنکھ کھلی۔ وقت ختم ہوچکا تھا۔ ایسے کئی مرتبہ ہوا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بیداری کے معاملات کی طرف توجہ فرمائیے۔

اسکی کا سوال اور اسی کا مواخذہ ہے۔ باقی رؤیا اور خواب مبشرات سے زیادہ نہیں۔ دھن کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہیئے۔ اور ظاہر و باطن کی تہذیب و درستی میں لگے رہیئے

مسترشد:۔ توجہ کریمانہ کا طالب ہوں۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کو توفیقات خیر ارزانی فرمائیں۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۔ ۳۳

مسترشد: از محلہ کریم گنج۔ گیا
۱۰ مئی ۴۶ء

قبلہ و دستگیر من متعنا اللہ لطول بقائہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ اخی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقکم

مسترشد: السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

حضرۃ الشیخؒ:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

مسترشد:۔ بحمد اللہ بخیریت گیا تک پہنچ گیا۔ اور آج شام تک اورنگ آباد روانہ ہو جاؤں گا۔ قیام دینہ کی مزید خواہش تھی۔ مگر حضور والا کے بے حد اخلاق و استقامت کے باعث زیادہ قیام کرنا مناسب نہ تھا۔

حضرۃ الشیخؒ :- اَخْبِیْرِ فِیْ مَا وَقَعَ

مسترشد :- گھر سے سوچ کر نکلا تھا۔ کہ ایک دو باتیں دنیا داری کی بھی کروں گا۔ مگر جب تک وہاں رہا۔ دنیا و مافیہا سے بے نیاز رہا۔ اور اتنا رعب رہا۔ کہ عرض نہیں کر سکا

حضرۃ الشیخؒ :- مرعوب ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ بہرحال مختلف کیفیات طاری ہوتی ہیں۔

مسترشد :- بندہ زادہ شرف الدین کی ملازمت عارضی ہے۔ اگر ڈاکخانہ یا ریلوے میں ملازمت ہو جاتی تو بہتر ہوتا۔ اگر حضور والا کے احباب میں کوئی صاحب ایسے ہوں۔ کہ جن سے یہ کام ہو سکے۔

حضرۃ الشیخؒ :- افسوس ہے کہ میرے تعلق کے کوئی صاحب ان محکموں میں نہیں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کشائش عنایت فرمائے

مسترشد :- واپسی پر ہمارے بستر کی گٹھڑی مع کپڑے وغیرہ غائب ہو گئی خدا کا شکر ہے۔ کہ مجھے اسکی غم وہم نہیں ہے۔ آپ سے جو دولت نصیب ہوئی۔ اس کی مسرت ولذت ایسی ہے کہ سارا غم غلط ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- افسوس ہوا۔ مگر آپ خوش ہوں۔ کہ حالاً آپ بہتر رہے

مسترشد :- حضور والا دیسنہ کب تک روانہ ہو رہے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- میں کل روانہ ہو رہا ہوں۔

مسترشد :- عزیز نواسی کی طبیعت اب کیسی ہے

سید عبد الرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- الحمدللہ اچھا ہے۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان

از دیسنہ پٹنہ۔ ۱۵ر جون ۱۹۴۶ء

مکتوب ۔ ۳۴

مسترشد :- از اورنگ آباد۔ گیا

۲۱ر رمضان ۱۳۶۵ھ / ۱۹ اگست ۱۹۴۶ء

سیدی و مرشدی المحترم متعنا اللہ لطول بقائہ

حضرۃ الشیخؒ :- بھوپال متصل موتی مسجد

اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم۔

مسترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج اقدس۔

حضرۃ الشیخؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمدللہ یہ فقیر بخیریت ہے

مسترشد :- بیعت کی تاریخ سے امتحانات اور انعامات کا سلسلہ رہا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ صبر و شکر کے مقامات پر ثابت قدم رہا۔ دیسنہ کے سفر میں بستر اور کپڑے گم ہو گئے۔ چند روز بعد یہ متاع گم شدہ مل گیا۔ بی اے کے امتحان میں کامیابی پر ماہانہ میں اضافہ ہو گیا۔ لڑکا علیل ہو گیا۔ بڑے لڑکے کی تقرری ہو گئی۔ قیام گاہ کا انہدام ہوا۔

حضرۃ الشیخؒ :- حضرت والا رحمہ اللہ کا ملفوظ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو بندہ کو نعمت ملتی ہے۔ تو اس پر شکر

واجب ہے اور یا ابتلا پیش آتا ہے تو اس پر صبر مامور ہے۔ اور دونوں حالتیں موجب ازدیاد ترقی ہیں۔ اور یہ صبر و شکر کی دوہری منزل پوری زندگی کے سفر میں بنتی رہتی ہے سبحان اللہ۔

مسترشد:۔ غرضیکہ خوشی کے ساتھ غم اور غم کے ساتھ خوشی پیدا ہوتی رہی۔ اور ہر موقعہ پر خدائے کریم کا شکر بجا لاتا رہا۔ بحمدللہ ہنوز سلسلہ ابتلاء و امتحان کا جاری ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ دونوں توام ہیں۔

مسترشد:۔ موفق حقیقی کا ہزار ہزار شکر کہ ہجوم افکار میں مشاغل شبانہ روز میں ذرہ کمی پیدا نہیں ہوئی۔

حضرۃ الشیخؒ: مقام شکر

مسترشد:۔ مزید عنایات و ہدایات کا طالب ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ کوئی نئی چیز نہیں۔ سبق کو بار بار رٹنا ہی کامیابی کا موجب ہے۔

مسترشد:۔ ایک رات خواب دیکھا کہ کوئی غفور غفور (والد مرحوم کا نام) کر کے پکار رہا ہے۔ گھبرا کر اٹھا تو کوئی نہیں تھا۔ ایک شب سرہانے سے ٹوپی غائب ہوئی کہ تلاش پر ہنوز دستیاب نہیں ہو سکی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ ناقابل التفات امور ہیں۔ اپنے کام میں لگے رہیئے

مسترشد:۔ صد شکر کہ بیعت تو ہو چکی مگر شجرہ بیعت ارسال نہیں ہوا۔

حضرت الشیخ :۔ شجرہ مناجات مقبول کے آخر میں مطبوعہ ہے۔

مسترشد :۔ دلینہ میں جو کتابیں ہدیتہً پیش کی گئی تھیں۔ ان کی بابت محترمی اسلم صاحب نے اطلاع دی۔ کہ حسب ارشاد جناب دارالمصنفین میں وہ کتابیں منتقل کی گئی ہیں اور حسب طلب کتابوں کی قیمت ادا کرنے کی ہدایت ہے۔ میں نے تو وہ کتابیں تحفتہً پیش کی تھیں۔ تاہم جو ارشاد ہو۔ منظور ہے

حضرۃ الشیخ :۔ آپ کے لئے یہی مناسب نظر آیا۔

مسترشد :۔ حضور والا کی روحانی و مادی توجہات کا شکریہ کیونکر ادا کروں۔ بس دُعا ہے کہ ذات گرامی تا دیر سلامت بکرامت رکھے۔ کہ استفادہ کا موقع ملتا رہے۔

حضرۃ الشیخ :۔ میرا کیا شکریہ۔ شکر اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے اور آپ کو یہ توفیق بخشی۔

مسترشد :۔ بندہ زادہ ابوالمبرد عبدالغنی سلمہ کو جو عربی سلسلہ تعلیم میں ہے۔ ندوۃ العلماء میں داخل کرنے کا خیال ہے

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخ :۔ درخواست میں آپ نے بہت دیر کی۔ بہرحال جلد از جلد دفتر دارالعلوم میں مہتمم کے نام بھیجدیں۔ اگر جگہ خالی ہوگی تو ممکن ہے۔ ورنہ سر دست معذرت۔ والسلام

ہیچمدان سید سلیمان

۸ شوال ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۔ ۷۹

۱۹ ذی قعدہ ۶۵ھ
۵ اکتوبر ۴۶ء

از اورنگ آباد ۔ گیا

مسترشد: مرشدی المحترم مدظلہ العالی

حضرۃ الشیخؒ: بھوپال موتی مسجد

اخی فی اللہ تعالےٰ دام توفیقکم

مسترشد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد: مزاج اقدس

حضرۃ الشیخؒ: الحمد للہ مع الخیر۔ تین ہفتوں سے باہر تھا۔ اب آیا ہوں۔ الحمد للہ

مسترشد: حکایۃ عرض ہے۔ کہ ابتلاء و امتحان کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ مکان خریدا تھا۔ اس پر ایک غیر مسلم مفسد نے حق شفعہ کا مقدمہ دائر کیا۔ مقدمہ کے سلسلے میں ہفتوں علیل اور پریشان رہا۔ علیل ہی تھا کہ ایک کمسن لڑکے کو کتے نے کاٹ لیا۔ اس کے ساتھ تیسرا لڑکا بیمار پڑ گیا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ سب بچے اچھے ہو گئے۔

حضرۃ الشیخؒ: الحمد للہ

مسترشد: گود کا بچہ ہنوز علیل ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالےٰ شفا بخشیں۔

مسترشد: مخصوص طور پر دعا فرمائیں۔ کہ مشکلیں حل ہوں

حضرۃ الشیخؒ :۔ دلی دعا ہے

مسترشد :۔ باین ہمہ شکر ہے۔ کہ معمولات شبانہ روز میں کسی وقت فرق نہیں آیا۔

حضرۃ الشیخؒ : اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیجئے یہ نعمت بڑی نعمت ہے

مسترشد :۔ علالت و پریشانی میں عجیب و غریب خواب دیکھنے میں آئے۔ اور جملہ خوابوں کا تعلق نمازوں یا مساجد کے ساتھ ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ سب بشارات ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کیفیت عطا ہو رہی ہے جس کا بیان ہے۔ وقلبہٗ معلق بالصلوٰۃ او بالمسجد فہنیئاً لکم۔

مسترشد :۔ رویت منامی سے ملاقات ظاہری کا اشتیاق تازہ ہو گیا

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ از راہِ محبت ہے

مسترشد :۔ حضور والا بندہ کے فلاح دنیا و دین کے لئے مخصوص اوقات میں دعاء فرمائیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ : دل سے دعا کرتا ہوں۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان

۲۹ر ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ

مکتوب - ۳۶

......

مسترشد:۔ ۱۶ رذی الحجہ ۶۵ھ
۱۱ر نومبر ۴۶ء اورنگ آباد گیا

محترم و قبلۂ من

حضرۃ الشیخؒ :۔ محبی زاد توفیقکم

مسترشد: السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ : السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :۔ میرے چھوٹے بھائی مولوی حکیم عبدالحلیم ہاشمی مدرسہ پٹنہ سے عالم اور مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد سے سند فراغت کئے ہوئے ہیں۔ اور طبیہ کالج الٰہ آباد سے ڈی۔ آئی ایم کی ڈگری حاصل کی ہے۔ کیا بھوپال سٹیٹ کے کسی طبیہ شعبہ میں ان کی ملازمت ہو سکتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ مملکت بھوپال میں عام ملازمت کی شرط اس ملک کا باشندہ ہوتا ہے۔ اس کے بغیر یہاں کوئی ملازمت نہیں مل سکتی۔

مسترشد :۔ معارف کے شذرات سے معلوم ہوا تھا کہ اسٹیٹ مذکور کو نادر مخطوطات قدیم کی ضرورت ہے۔ بندہ کے پاس ایسی کتابوں کا کچھ ذخیرہ ہے۔ فہرست پیش خدمت کی جاتی ہے۔ اگر قابل انتخاب ہوں تو خبر دی جائے

حضرۃ الشیخؒ :۔ معارف کے شذرات میں اس قسم کی خبر میری نظر سے نہیں گذری۔ یہاں سر دست قلمی کتابوں کی مانگ نہیں۔

مسترشد :۔ تحریک مودودی اور جماعتِ اسلامی کی شرکت و حمایت کی بابت کیا ارشاد گرامی ہے۔ چند خطوط احباب کے شرکتِ جماعت و حمایت کے آرہے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- نوجوان تعلیم یافتوں سے اگر کوئی شخص سوشلزم وغیرہ کا شکار ہو تو اس کو اِس جماعت کی طرف رہبری کی جائے۔

مسترشد :- مجاہدینِ اسلام یا مجاہدین ہند کے تذکرہ میں کوئی خاص کتاب مرتب موجود ہو۔ تو نشان و پتہ سے اطلاع دی جائے۔

حضرۃ الشیخؒ :- مجھے معلوم نہیں۔

مسترشد :- الحمدللہ۔ حسب دستور بندہ اعمال شبانہ روز پر عزیمت و استقامت کے ساتھ بیش از بیش کاربند ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- بحمداللہ

مسترشد :- حضور والا کے اہل و عیال کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔

ستید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- سب بخیر ہیں۔

ہیچمدان سلیمان۔ ۳ر محرم ۱۳۶۶ھ

مکتوب ۔ ۳۰۷

مسترشد : از اورنگ آباد۔ گیا
۲۸ نومبر ۴۶ء

مخدومنا و مرشدنا المکرم والمحترم مدظلہ العالی ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ :- بھوپال

محب مکرم نصرکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد :۔ گذشتہ خط میں برادرم حکیم عبدالحلیم سلمہٗ کی ملازمت کی بابت عرض کیا تھا۔ مزید عرض ہے کہ بندہ کے مناسب حال اگر کوئی ملازمت وہاں حاصل کر سکے۔ تو بندہ بھی بھوپال حاضر ہو کر سلسلہ جنبانی کرلے۔

حضرۃ الشیخ رح :۔ اِس ریاست میں اور ہر ریاست میں ملازمت کے لئے اس ریاست کا باشندہ ہونا ضروری ہے۔

مسترشد :۔ بھوپال ریاست کی جانب سے سکونت پذیر افاقیوں میں وطنی و غیر وطنی کا امتیاز تو غالباً روا نہ رکھا جائے گا۔

حضرۃ الشیخ رح :۔ آباد کاروں کو زمین بشرائط دی جاتی ہے۔ کہ وہ زراعت کریں۔ اگر آپ پسند کریں تو وزارت مال کو درخواست دیں۔

مسترشد :۔ اُمید ہے کہ اس غیر متعلقہ درخواست پر کچھ خیال نہ فرمائیں گے۔ جو کچھ اس دورِ فتن میں لکھے جائیں گے۔ یا کہے جائیں گے۔ وہ سب حالت اضطراب و اضطرار میں ہوں گے۔

حضرۃ الشیخ رح :۔ آپ لوگ مضطرب نہ ہوں۔ انشاء اللہ تعالےٰ سکون حاصل ہوگا۔

مسترشد :۔ ایک استفسار خدمت گرامی میں ارسال ہے۔ اُمید ہے کہ جواب بواسطۂ معارف یا بواسطۂ واپسی ڈاک ارسال فرمائیں گے۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخ رح :۔ معارف کے شذرات میں آپ اس کا جواب پائیں گے۔

سید سلیمان

مکتوب ۔ ۳۸

مسترشد :- از اورنگ آباد - گیا

۲۱؍ دسمبر ۴۶ء

محترم قبلۂ من ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ : از بھوپال

محب مخلص نصرکم اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- بہار کے موجودہ دور حکومت اور ہمسایہ قوم کے ظالمانہ سلوک کے پیش نظر جبکہ خاص خاندان کے بیشتر افراد اور برادران امادہ ہجرت ہیں ۔ تو بندہ کے لئے کیا ارشاد ہے ۔

حضرۃ الشیخؒ :- میرا مشورہ تو یہ ہے کہ آپ صبر و عزیمت کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہیں ۔ اور جس طرح اب تک رہ رہے تھے رہیں ۔

مسترشد :- ہجرت و ترک وطن کی صورت میں توطن اور سکونت کا سوال پیدا ہوتا ہے ۔ کہ کس صوبہ یا کس اسلامی ریاست میں توطن اختیار کیا جائے ۔

حضرۃ الشیخؒ :- ترک وطن میں بڑی بڑی دقتیں ہیں ۔ یہاں کی جائداد کوڑیوں کے مول جائے گی ۔ اور دوسری جگہ وہ میسر نہ آئے گی ۔ پھر آب و ہوا ، موسم ، تمدن اعزہ ، احباب کا ایسا تغیّر ہوگا ۔ جس کا بدل مل سکے یا نہ مل سکے

مسترشد :- بندہ بلا شبہ ملازمت پیشہ ہے ۔ یہی ذریعہ معاش و حیات ہے اِس صورت میں اسلامی ریاستیں بھوپال ۔ حیدر آباد میں کون سی ریاست مناسب حال ہو سکتی ہے ۔

حضرۃ الشیخؒ :- افسوس ہے کہ عموماً ہر ریاست میں وطنیت کا سوال ہے ۔ غیر کے لئے گنجائش مشکل ہے ۔ اِلّا یہ کہ کوئی ہر محنت یہاں تک کہ مٹی

اٹھانے کو بھی گوارا کرے تو ہو سکتا ہے۔

مسترشد:۔ بندہ کم علم و کم مایہ اور محدود الوسائل ہے۔ ایسی صورت ریاست اور ارباب ریاست کے بارگاہ عالی تک بندہ کی رسائی دشوار ہے۔ کیا حضور والا بندہ کے لئے کوئی سعی مشکور فرما سکتے ہیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخؒ:۔ صورت حال عرض کر چکا۔

سیّد سلیمان۔

مکتوب - ۳۹

مسترشد:۔ ۳ ربیع الاول ۶۶ھ
۲۷ جنوری ۴۶ء

حضرت مرشدی المحترم مدظلہ العالی ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

حضرۃ الشیخؒ: محبی و مخلصی ادام اللہ توفیقکم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد:۔ گرامی نامہ باعث طمانیت ہوا۔ باین ہمہ برادران قبیلہ مشرق و مغرب کی سمت عازم ہجرت ہیں۔ مگر بندہ اپنی جگہ ثابت قدم ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امن و طمانیت بخشیں۔

مسترشد:۔ وظائف شبانہ روز کا پابند ہوں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ خوشی ہوئی کہ معمولات جاری ہیں۔

مسترشد:۔ کلکتہ رائل ایشیاٹیک سوسائٹی میں ایک سینئیر مولوی کی معقول جگہ ہے۔ یہ جگہ امپیریل لائبریری کلکتہ کے لائبریرین مسٹر اسداللہ صاحب آئی بی ایس

کے انتظام میں ہے۔ اگر بار خاطر نہ ہو تو کلکتہ کے کسی باثر شخص کے نام سفارشی خط ارسال فرمائیں۔ اور نیز ایک سند صلاحیت و اہلیت عطا فرمائیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :۔ میں ایک تحریر ملفوف کر رہا ہوں۔ اس کو آپ خان بہادر اسداللہ صاحب کے پاس اور جہاں مناسب سمجھیں بھیج دیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ موثر ہوگی۔

والسلام

ہیچمدان سید سلیمان

مکتوب : ۴۰

مسترشد :۔ از اورنگ آباد۔ گیا

۲۹ مارچ / ۵ جمادی الاول ۶۶ھ

سیدی و مولائی المحترم مدظلہ العالی ـــــ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ :۔ از بھوپال

محبی و مخلصی زادکم اللہ تعالیٰ معرفتہٗ ـ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد :۔ مزاج اقدس

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمدللہ خیریت۔

مسترشد :۔ سفارش نامہ مبارک بنام اسداللہ صاحب موصول ہو کر باعث طمانیت اور صد اعزاز ہوا۔ اس کو صاحب مذکور کی خدمت میں روانہ کر دیا تھا جس کا انہوں نے بروقت جواب دیا۔ کہ میں علامہ سید صاحب سے واقف ہوں۔ اور ان کے خط کا احترام کرتا ہوں۔ مگر علامۂ موصوف کا خط دیر

سے آیا۔ اس لئے معذوری ہے

حضرۃ الشیخؒ :- الخیر فیما وقع

مسترشد :- اگر بہار کے کسی گوشہ میں آمد کا عزم ہو۔ تو بندہ کو چند روز پیشتر اطلاع ہونی چاہیئے۔ تاکہ قدم بوس ہوسکوں

حضرۃ الشیخؒ : بالفعل سفر بہار کا کوئی ارادہ نہیں۔

مسترشد :- اہلیہ اور بندہ زادے نے یک شب خواب دیکھا کہ حضور اورنگ آباد تشریف فرما ہیں۔ اور مسلمانان اورنگ آباد میں بڑی مسرت ہے

حضرۃ الشیخؒ :- خدا کرے اونکے اس خواب کی تعبیر نکلے۔

مسترشد :- اس سال حضور والا کے پروگرام میں وطن مالوف آمد کا پروگرام ہے یا نہیں۔

حضرۃ الشیخ :- ابھی تک ارادہ نہیں

مسترشد :- حسب ہدایت شبانہ روز کے وظیفہ اور اعمال تا امکان عزیمت کے ساتھ پورے ہوتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیجئے۔

مسترشد :- محمد شاہ غازی (شاہ ہند) کا ایک فرمان ہمارے ننہال خاندان میں دستیاب ہوا ہے۔ جسکی عبارت درج ذیل ہے۔

"چمن .... حسب المسطور بالا بعمل آرند"

(دستخط بر پشت)

شجاع الدین محمد خان

جانپناہ وزیر اعظم

سید عبدالرؤف عفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ امور سید ریاست علی صاحب کو بھیجدیجئے وہ جواب دیں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان

۱۲ر جمادی الاول ۱۳۶۶ھ

مکتوب ۔ ۴۱

مسترشد :۔ از اورنگ آباد۔ گیا

۱۳ر مئی ۴۷ء

قبلہ محترم و مرشد مکرم مدظلہ العالی ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ از بھوپال

محب مخلص من زادکم اللہ تعالےٰ عرفاناً ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد :۔ مزاج اقدس۔ مدتوں سے حضور والا کی خیریت کی کوئی خبر نہیں ہے۔ گو نہ تعلق ہے

حضرت الشیخؒ :۔ الحمدللہ تعالےٰ مع الخیر ہوں۔

مسترشد :۔ حضور والا کے پروگرام میں بہار کا سفر بھی ہے یا نہیں۔

حضرت الشیخؒ :۔ ابھی تک بہار کے سفر کا کوئی خاص خیال نہیں ہے

مسترشد :۔ مجالست مقامی بالخیال گاہے گاہے ہوجایا کرتی ہے۔ مگر اس سے سیرابی حاصل نہیں ہوتی۔ افسوس تعلقات کی پابندی اور اپنی کم مائگی مانع ہوتی ہے۔ کہ بھوپال حاضر ہوسکوں۔

حضرت الشیخؒ :۔ مجالست نہ ہو تو مکاتبت اسکی قائم مقامی کرسکتی ہے جو استطاعت

میں ہو۔ اس میں تو کمی نہ ہو۔

مسترشد :۔ عرض ہے، کہ بندہ میں اگر صلاحیت ملاحظہ فرماتے ہوں۔ تو ان ادعیہ اور اوراد کی اجازت عنایت فرمائیں جو حضور کو حضرت والا سے تفویض ہوئیں۔

حضرت الشیخؒ :۔ مناجات مقبول میں جو کچھ ہے۔ وہی ہمارے ہاں معمول ہے۔ اسکی اجازت ہے۔

مسترشد :۔ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ بندہ معمولات شبانہ روز پر استقامت کے ساتھ عمل پیرا ہے۔

حضرت الشیخؒ :۔ بارک اللہ تعالیٰ۔ بے شبہ شکر کا مقام ہے۔

مسترشد :۔ نماز یا تلاوت قرآن میں یکسوئی بہت کم پیدا ہوا کرتا ہے۔

حضرت الشیخؒ :۔ یکسوئی ہونا ضروری نہیں۔ آپکی طرف سے حصول میں کمی نہ ہو۔ پھر بھی اگر حاصل نہ ہو تو انسان مکلف نہیں۔ یہ چیز ذکر کی کثرت سے حاصل ہوگی۔

مسترشد :۔ بندہ زادہ خواجہ شرف الدین احمد ریلوے ملازمت میں دشوار گذار فرائض سے گھبرایا ہوا ہے۔ اور ترک ملازمت پر آمادہ ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اسے صبر و استقامت نصیب فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ :۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اون کے مشکلات کو حل فرمائیں۔ اور رزق کا دروازہ کھولیں۔

مسترشد :۔ عزیز مذکور کے لئے صلاح و فلاح کی دعاء فرمائیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

ہیچمدان سید سلیمان
۱۵ مئی ۱۹۴۷ء

مکتوب - ۴۲

مسترشد :- ۲۵ رجب ۱۳۶۶ھ / ۱۶ جون ۴۷ء

قبلۂ من محترم دام بقائہ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرت الشیخؒ :- از بھوپال

حبیبی و محبی زادکم اللہ تعالیٰ حباً فی اللہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ الحمد للہ خیریت ہے۔

مسترشد :- گرمی کی شدت، شب بیداری اور مطالعہ کتاب و اخبار کے باعث دوران سر کا دورہ اور زبردست حملہ ہوا۔ جسکی وجہ سے ایک روز صبح کی نماز باجماعت اور کئی رات متواتر تہجد ادا نہ کرسکا۔

حضرت الشیخؒ :- کسی اضطراری عذر کے سبب سے اگر کسی معمول میں کمی ہوجائے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم کو ہمارے نیت کے مطابق حق تعالیٰ اسکی جزاء عنایت فرمائیں گے یہ ان کی شان رحیمی و کریمی ہے

مسترشد :- دوبار حضور والا کی زیارت منامی ہوئی۔ جب کبھی زیارت کے لئے طبیعت بے چین ہوتی ہے۔ تو صورت مثالی پیش نظر ہوجاتی ہے۔

حضرت الشیخؒ :- یہ آثار محبت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو طرفین کیلئے موجب سعادت و برکت بنائیں۔

مسترشد:۔ "باشد کہ باز بینم آن یار آشنا را" کوئی ایسا موقع ہوتا کہ قدمبوسی حاصل ہوتی۔

حضرۃ الشیخ:۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مسترشد:۔ عرض ہے کہ حضور والا توجہ روحانی پوری طرح بندہ کی طرف مبذول فرمائیں۔

حضرۃ الشیخ:۔ اپنے سب محبّوں کے لئے دُعاگو ہوں۔

مسترشد:۔ گاہے گاہے کچھ لذّت ہونے پر فرحت محسوس ہوتی ہے

حضرۃ الشیخ:۔ یہ لذت و فرحت مبارک۔ جو گو بالذات مقصود نہیں لیکن محمود ہے فالحمد للہ تعالیٰ۔

مسترشد:۔ سوال ہے کہ زوجۂ اولیٰ نے مرض الموت میں غائبانہ عورتوں کی فرمائش سے دینِ مہر کو معاف کیا تھا۔ اور یہ معلوم ہے کہ مرض الموت میں دین کی معافی قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ اب دینِ مذکور کی ادائیگی یا معافی کی صورت شرعی کیا ہو سکتی ہے۔

حضرۃ الشیخ:۔ مرض الموت کی معافی سے معافی نہیں ہوتی۔ اب صورت یہ ہے کہ اس دینِ مہر کا ایک چوتھائی حصّہ تو آپ کا ہوا۔ باقی تین چوتھائی اگر آپ کی ساس وغیرہ نہیں ہیں تو آپ کی اولاد کا حصّہ ہے۔ اب اولاد چاہیں تو معاف کر سکتے ہیں۔

مسترشد:۔ پاس انفاس بصورت معلوم اس کی مشق بہم پہنچانے کے لئے اجازت کی ضرورت ہے

حضرۃ الشیخ:۔ پاس انفاس یہ ہے کہ کوئی سانس ذکر الٰہی سے خالی نہ جانا چاہیے۔ اسکی

صورت یہ ہے جو آسانی سے ہوسکتی ہے کہ ہر سانس کے ساتھ اللہ اللہ جاری رہے۔ بغیر تلفظ لسانی محض ذکر قلبی کے ساتھ۔

مسترشد:۔ اور یہ مجاہدہ (پاسِ انفاس) کوئی مفید نتیجہ مرتب کرسکتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اس کا فائدہ دوام ذکر ہے۔ جو حسب استطاعت مامور ہے۔

مسترشد:۔ تقسیم ہندوستان و پاکستان کے بعد مسلم آبادی کو ہندوستان میں علی حالہ قائم رہنا مفید ہوگا یا منتقل ہوجانا فائدہ مند ہوگا۔

سیّد عبدالرؤف عفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ ہندوستان و پاکستان کی کشمکش میں نہ پڑیئے۔ جہاں ہیں وہیں رہیئے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں۔ والسلام

ہیچمدان سید سلیمان۔

مکتوب۔ ۴۳

مسترشد:۔ ۲۴ ؍ رمضان ۶۶ھ ؍ ۱۲ ؍ اگست ۴۷ء

از اورنگ آباد۔ گیا

قبلہ محترم مدظلہ العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ:۔ از بھوپال

محب مکرم زادکم اللہ تعالےٰ معرفتہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ الحمد للہ بخیریت ہوں

مسترشد:۔ رمضان المبارک کے مشاغل ختم تراویح سنانے کی تیاری۔ ملازمت کے

فرائض اور خانگی معاملات کی نگرانی کے باعث غیر معمولی تاخیر سے عریضہ ہٰذا ارسال خدمت ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اس توفیق پر مبارکباد

مسترشد:۔ ختم تراویح کے بعد اب تہجد میں ختم قرآن پڑھ رہا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ بارک اللہ تعالیٰ فی اعمالکم

مسترشد:۔ خواہش تھی کہ جماعت سے تہجد ادا کروں۔ اور اسمیں دوسرا ختم پڑھوں، مگر مصلین کے تکاہل کے باعث نہیں ہوسکا۔ تہجد بالجماعت اور بصورت قرأت جہری کی بابت حضور والا کا کیا ارشاد ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ تہجد بالجماعت اگر اتفاقاً ہو تو جائز ہے۔ ورنہ اہتمام اور تداعی کے ساتھ نہیں غور کرنا چاہیئے کہ اس میں ریا اور نمود کی خواہش تو پوشیدہ نہیں۔

مسترشد:۔ خیال ہے۔ کہ ہر وقت رمضان المبارک اور آخر عشرہ رمضان کے باعث غالباً حضور والا کا قیام مرکز پر ہوگا۔ اس لئے اعظم گڑھ کے پتہ پر یہ خط ارسال ہے۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ: جی نہیں یہ کوتاہ عمل تو یہیں تھا۔ آخر ستمبر میں سفر حج کا قصد ہے۔ پنجاب کی بے اطمینانی دیکھئے کب دور ہو۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے۔

والسلام

ہیچمدان سلیمان

۲۶ اگست ۴۷ء

مسترشد:- ازاورنگ آباد - گیا مکتوب :- ۴۴

۱۵ر شوال ۱۳۶۶ھ / یکم ستمبر ۱۹۴۷ء

قبلۂ محترم و مرشد مکرم مدظلۂ العالی

حضرۃ الشیخؒ:- از بھوپال

محب صمیم زادکم اللہ تعالیٰ معرفتہٗ

مسترشد:- السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ سفر حجاز۔ زیارت روضۂ اقدس و حج بیت اللہ کے عزم بالجزم سے بجد مسرت ہوئی۔

حضرۃ الشیخؒ:- السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ کراچی اور پنجاب کی راہ بالفعل بند ہونے سے فکر دامنگیر ہے۔ کہ دیکھئے کب امن پیدا ہو۔ اور کیسے سفر ہو۔ دعاء ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ موانع کو دور فرمائیں۔ دسمبر تک واپسی کا قصد ہے۔

مسترشد:- حضور والا سے نیازمندانہ عرض ہے کہ روضۂ اقدس پر بندہ ناچیز کا سلام پہنچائیں۔ اور دعاء فرمائیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ:- انشاء اللہ تعالیٰ اگر سرفرازی حاصل ہوئی تو دعاء کروں گا۔ اور سلام پیش کروں گا۔ والسلام

سیدسلیمان

۲۰ر شوال ۱۳۶۶ھ

مکتوب نمبر ۴۵

مسترشد:۔ از شہر گیا۔ کریم گنج مکان سید ابوالفضل وٹنری انسپکٹر۔ گیا

۶ر جنوری ۱۹۴۸ء

قبلۂ محترم مدظلہ العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ:۔ برادر عزیز شفاکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ میں اس دھوکہ میں تھا۔ کہ حضور والا حجاز مقدس بغرض حج روانہ ہو چکے ہیں اس لئے خط و کتابت کا سلسلہ بند رکھا گیا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ ملک کے حالات نے اجازت نہ دی۔ کراچی کی راہ جہاں ٹکٹ تھا۔ بند تھی۔

مسترشد:۔ بندہ دو ماہ سے بواسیر میں مبتلا ہے۔ اور زیر علاج ہے۔ دعاء خاص کا طالب ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کامل و عاجل عطاء فرمائیں۔

مسترشد:۔ مرض سے پیشتر موجودہ مرض اور اس کی کیفیت خواب میں دکھا دی گئی تھی۔

سید عبدالرؤف

حضرۃ الشیخؒ:۔ خواب سے مطلع کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس سے اپنی بزرگی کا زعم نہ ہو کہ ایسے خواب فاسق بھی دیکھ سکتے ہیں۔ آپ کے لئے دلی دعاء ہے۔ شکر اور رضاء بڑی چیز ہے۔ اور بڑی نعمت۔ اِس توفیق پر بھی شکر کیجئے۔

والسلام

ہیچمدان سید سلیمان

مکتوب : ۴۶

مسترشد:- ۲۲ ربیع الثانی ۶۷ھ / ۴ مارچ ۴۸ء

از اورنگ آباد۔ گیا

قبلۂ محترم مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

حضرۃ الشیخؒ:- از بھوپال

برادرِ عزیز رفع اللہ احوالکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:- بحمد اللہ آپ کی دعاؤں کی برکت سے اب اچھا ہوں۔ مگر ہنوز حسب سابق وظائف شبانہ روز کی پابندی میں دشواری ہے۔ یا نفس سرکش کی کوتاہی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:- الحمد للہ تعالیٰ کہ آپ اب اچھے ہیں۔ اگر دورانِ علالت میں معمولات بعذر ضعف و مرض انجام نہ پاسکے۔ اور ارادہ یہی تھا کہ اگر یہ مانع نہ ہوتا تو آپ ضرور معمولات پورا کرتے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا اجر بھی ملے گا۔

مسترشد:- علمی اور روحانی کسی مشغلہ میں دلچسپی نہیں ہے۔ بجبر کسی طور انجام دیتا ہوں۔ توجہ اور کسی عمل و وظیفہ کی ضرورت ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:- عمل کے لئے صرف ہمت و عزیمت کی ضرورت ہے۔ عمل اور تعویذ کی نہیں

مسترشد:- حضور والا کا عزم اِس سال وطن کی طرف آمد اور قیام کا ہے یا نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:- ابھی تک وطن کی سمت سفر کا ارادہ نہیں۔

مسترشد:- اہلیہ نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ جس میں قرآن پاک کے حروف دُھلوانا، اور پھر پی جانا، اوراق قرآن کو کھا جانا اور پھر کنویں

کے پانی کا جوش مارنا اور پھر یہ کہنا کہ اس کی بے حرمتی ہو گی۔ وغیرہ چیزیں ذکر ہیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ کی اہلیہ نے جو خواب دیکھا ۔ اس کی تعبیر میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا آپ کی اہلیہ سے کوئی کم سن بچہ حفظ قرآن کے لائق ہے۔

والسلام

سید سلیمان

مکتوب۔ ۴۷

مسترشد:۔ ۱۶ رجب ۶۷ھ / ۲۶ مئی ۴۸ء

از اورنگ آباد۔ گیا۔ بہار

قبلہ محترم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ اُمید ہے کہ مزاج عالی بخیریت ہو گا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ از بھوپال

محبی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ الحمد للہ تعالیٰ مع الخیر ہوں۔

مسترشد:۔ گذشتہ مہینہ بندہ پٹنہ گیا ہوا تھا۔ تو معلوم ہوا تھا کہ حضور والا عزیز خاص کی تقریب کی انجام دہی کے لئے تشریف لائے

حضرۃ الشیخؒ:۔ جی ہاں میرا آنا جانا جلدی میں ہوا۔ کسی کو مطلع نہ کر سکا۔

مسترشد:۔ مکرر کسی تقریب سے بہار کی آمد کا عزم ہے یا نہیں۔ اگر ہو۔ تو بندہ

کو ضرور خبر دی جائے۔

حضرۃ الشیخؒ۔ ایک موقع متوقع ہے۔ شاید اس ماہ ہو یا آئندہ۔

مسترشد۔ مخصوص اوقات میں دعاء خیر فرمائیں۔ کہ مصائب و آلام کا سلسلہ ختم ہو۔

حضرۃ الشیخؒ۔ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی کروں گا۔

مسترشد۔ بندہ زادہ خواجہ شرف الدین احمد بے روزگار ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بارروزگار بنائے۔

سید عبدالرؤف

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزی شرف الدین کی کامیابی کی دل سے دعا ہے ۔ والسلام

فقیر ہیچمدان سید سلمان

۲۴ ر رجب ۱۳۶۷ھ

مکتوب۔ ۸۴

مکتوب حضرت شیخؒ :۔ (یہ مکتوب پوسٹ کارڈ پر تھا)

بنام حافظ سید عبدالرؤف امام جامع مسجد مقام وڈاکخانہ اورنگ آباد۔ ضلع گیا۔

از بھوپال

عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ خط مل کر خوشی ہوئی۔ فقیر بضرورت ایک ڈور دز رہکر رانچی اور پٹنہ سے واپس آگیا۔ اور اس وقت بھوپال میں بدستور مقیم ہے۔ شوال میں ۱۱، ۱۲ ر اگست کو لکھنؤ ندوہ رہوں گا۔ اور پھر بھوپال

واپس آجاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ - دیسنہ کا قصد نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو رمضان المبارک کے برکات سے سرفراز فرمائیں۔ والسلام

سید سلیمان

۱۶ر رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ

مکتوب - ۴۹

مسترشد:- ۲۱ر رمضان ۶۶ھ / ۲۹ر جولائی ۴۸ء

از اورنگ آباد - گیا، بہار

مرشدی المحترم مدظلہ العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرت الشیخ:- ۲۶ر رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ

محب عزیز زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً - السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:- ماہِ رواں میں ایک دو بار زیارت منامی اور مصافحۂ منامی سے شرف یاب ہوا -

حضرۃ الشیخ:- یہ سب آپ کی محبت کا کرشمہ ہے۔

مسترشد:- اگر کسی طرح وسعت مالی پیدا ہوئی۔ تو لکھنؤ میں حاضر خدمت ہوجاؤنگا

حضرۃ الشیخ:- لکھنؤ آنے کی زحمت نہ کریں۔ آج کل سفر آسان نہیں۔

مسترشد:- شکر کہ مقامی مسجد میں ختم قرآن تراویح سنا کر فارغ ہوا۔ اور اس کے بعد تہجد میں ختم قرآن شروع کردیا۔

حضرۃ الشیخ:- یہ توفیق مبارک۔

مسترشد:۔ رمضان المبارک میں صرف ایک رات میں تہجد قضا ہوئی۔ جس کا افسوس رہا۔

حضرت الشیخ رح:۔ اس افسوس پر شکر ادا کیجئے کہ یہ بھی نعمت ہے۔ کتنے ہیں کہ فرائض سے محرومی پر بھی ان کو افسوس نہیں ہوتا۔ اگر تہجد قضا ہو تو طلوع آفتاب کے بعد دوپہر سے پہلے تک بارہ رکعتیں پڑھ لی جائیں۔

مسترشد:۔ تا امکان عمل خیر کی سعی کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ گرامی جناب کی مرشدانہ توجہ کا نتیجہ ہے

حضرت الشیخ رح:۔ یہ سب کچھ فضل خدا سے ہے۔ انسان کی کیا مجال

مسترشد:۔ عزیزی خواجہ شرف الدین سلمہ کی بیکاری سے پریشان خاطر رہا کرتا ہوں

حضرت الشیخ رح:۔ طبعی پریشانی بجا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اضطرار کے ساتھ دعا کریں۔ میں بھی دعا کرتا ہوں

مسترشد:۔ اگر ڈاکٹر سید محمود یا شاہ عمیر پارلیمنٹری سکریٹری تک بندہ زادہ کے حق میں پرزور سفارش ہو جائے تو زبردست کامیابی کی توقع ہے

حضرت الشیخ رح:۔ ڈاکٹر محمود صاحب سے خود کام ہو تو ہو سکتا ہے۔ مگر دوسروں سے سفارش نہیں کر سکتے۔ شاہ عمیر صاحب سے یا ملاقات نہیں یا یاد نہیں۔ تاہم دیکھئے کہ کیا کہتا ہے۔

مسترشد:۔ تہجد باجماعت اور قرأت جہری سے ادا کرنا جائز ہے۔

حضرت الشیخ رح:۔ تہجد کی نماز باجماعت اتفاقاً ہو جائے تو جائز ہے۔ مگر اہتمام و دعوت کے ساتھ مناسب نہیں۔ تہجد کی نماز جہر سے پڑھنا مستحب ہے۔

مسترشد:۔ منبر کو کہ جس پر خطبہ دیا جاتا ہے۔ عام مصلین کے استفادہ کے لئے اگر اپنی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے تو ناجائز یا غیر مسنون تو نہ ہوگا۔

حضرۃ الشیخؒ، کوئی حرج نہیں بشرطیکہ آپ دیکھ لیں کہ اس تبدیلی سے عوام میں کوئی بے چینی تو نہیں ہوگی۔ اگر ممبر کے پہلے زینہ پر پڑھا جائے تو شاید حجاب نہو۔

مسترشد:۔ فن تصوف کا رسالہ حضرات خمس مصنفۂ مخدوم شیخ حسین بلخی فردوسی الملقب بہ نوشتہ توحید کی فنی حیثیت کیا ہے۔ اور یہ رسالہ قابل توجہ اور لائق اعتماد ہے یا نہیں۔

سیّد عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ رسالہ معتمد ہے۔ مگر اس کو صحیح سمجھنا ضرور ہے۔ آپ صحیح سمجھ سکتے ہوں تو دیکھیں ورنہ اس علمی تصوف سے عملی تصوف پر وقت صرف کرنا مفید تر ہے

والسلام

فقیر سید ان سلیمان

مکتوب: ۵۰

مسترشد:۔ ۹ شوال المعظم / ۱۴ اگست ۴۸ء

قبلۂ محترم مدظلہ العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ، از بھوپال

عزیز محترم ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ خیریت۔ مزاج گرامی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمدللہ خیریت ہے

مسترشد:۔ ۲۶ رمضان سے مسلسل اور پُر زور بارش ہوئی۔ جس کی وجہ سے بیشتر

گاؤں اور شہر میں سیلاب آگیا۔ ذرائع آمد و رفت و رسل و رسائل بند تھے۔

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ ہم لوگوں پر رحم فرمائیں۔

مسترشد: خواجہ شرف الدین کے بارے میں حضور والا ایک سفارشی خط بنام ڈاکٹر سید محمود صاحب ارسال فرمائیں۔

سید عبد الرؤف غفرلہ

حضرۃ الشیخؒ: ڈاکٹر صاحب کی علیحدگی سے اب کوئی بات قابل تعمیل نہیں رہی۔ اس لئے خط واپس ہے۔

سید سلیمان

مکتوب: ۵۱

مسترشد: ۱۶ راگست ۴۸ء۔ از اورنگ آباد

قبلۂ محترم مدظلہٗ العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ: عزیز مکرم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد: خواجہ شرف الدین احمد سلمہٗ کی ملازمت کے بارے میں سید عمیر صاحب پارلیمنٹری سکریٹری کے نام اگر مناسب سمجھیں تو ایک سفارشی خط ارسال فرمائیں۔

سید عبد الرؤف غفرلہ

حضرۃ الشیخؒ: شاہ عمیر صاحب سے میری ملاقات نہیں۔ بے تعارف کے لکھنا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ والسلام

سید سلیمان۔

مکتوب : ۵۲

۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء ۔ از اورنگ آباد ۔ گیا، بہار

مولائی المکرم وسیدی المحترم مدظلہ العالی

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ مزاج اقدس ۔ خیریت کا طالب

حضرۃ الشیخؒ الحمد للہ خیریت ہے۔

مسترشد:۔ خدائے کریم کا کرم ہے کہ مجھ جیسے ناکس سے ابتلاء و آلام کی منازل صبر و شکر کے ساتھ طے کراتا ہے۔ بڑا لڑکا بیکار ہے۔ منجھلے لڑکے کو تپ محرقہ۔ سکونتی مکان بیٹھ گیا۔ تعمیر مکان کے لئے پس انداز کرنا دشوار ہے۔

ڈاکٹر سید محمود صاحب ہنوز برسر کار ہیں۔ لہٰذا عزیزم شرف الدین کی ملازمت کے لئے ایک زوردار سفارشی خط روانہ فرمائیں۔

خادم: سید عبد الرؤف غفرلہٗ

حضرت الشیخؒ:۔ آپ کے حالات معلوم کر کے دل پر اثر ہوا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ آپ میرے اثر و رسوخ کو جتنا سمجھتے ہیں، اتنا نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو ذاتی معاملات میں بھی بے اثر پایا۔ اور دوسروں کے معاملہ میں بھی۔ الّا یہ کہ خود انہیں کے اختیار کی بات ہے میرے اور میرے ذاتی اعزہ کی جائدادیں بعض گم کردہ راہ کانگریسیوں کے بدولت ہم سے زبردستی چھینی جارہی ہیں۔ ہزاروں روپے مقدمہ بازی میں خرچ ہوچکے ــ مگر کوئی مدد نہ مل سکی۔

بہرحال آپ کی خواہش کے مطابق میں ڈاکٹر صاحب کے نام خط بھیجتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں۔ نتیجہ سے مطلع فرمایئے گا۔ میرے اس خط کو سادہ لفافہ میں رکھ لیں۔ آپ کے دفع مشکلات اور خواجہ شرف الدین سلمہٗ کی کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔

فقیر ہیچمدان سید سلیمان

۳ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ

مکتوب : ۵۳

مسترشد: ۵ محرم ۶۸ھ مطابق ۸ نومبر ۴۸ء

از اورنگ آباد۔ گیا۔ بہار

قبلۂ محترم و مکرم مدظلہ العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرت الشیخؒ: ۹ محرم ۱۳۶۸ھ

محبی و عزیزی رفع اللہ احوالکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد: خدا کا شکر ہے۔ بقید حیات ہوں۔ اور حسب ہدایات سرگرم عمل ہوں، مزید روحانی توجہ کا طالب ہوں۔

حضرت الشیخؒ: دوام عمل اور صحت فکر و نظر ہی کامیابی کی کنجی ہے۔ خلق میں شہرت اور مقبولیت کی خواہش اس راہ کا کانٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سوا عمل کا دوسرا محرک نہ ہو۔ اور ہر حال میں ذکر لساناً و قلباً جاری رہے۔

مسترشد: خواجہ شرف الدین کی ملازمت کے سلسلے میں کوشاں ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔

مسترشد:- حضور والا کے حکم و استمزاج کے بغیر ریڈیو والے فتوے کو انجمن ترقی اردو کی جانب سے طبع کرا کر شائع کر دیا۔ اور شائع کر رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ ناراضامندی کا باعث نہ ہوگا

ملاحظہ کے لئے ایک کاپی ارسال خدمت ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:- لاباس

مسترشد:- مقامی ارباب خیر کا خیال ہے کہ مجلس وعظ و پند قائم کی جائے۔ اور حضور والا تشریف لائیں۔

حضرۃ الشیخؒ:- ابھی تو مشکل ہے۔ ممکن ہے چند روز میں موقع ملے۔

مسترشد:- ضرور موقع نکال کر مشتاق اصحاب کو فیضیابی کا موقع دیں

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرت الشیخؒ:- جو صاحب ایسے مشتاق ہوں۔ وہ اپنے عمل کی مزید صحت کی طرف توجہ فرمائیں یہی محبت فی اللہ تعالےٰ ہے۔ والسلام

فقیر سید سلیمان

مکتوب - ۵۴

مسترشد:- ۲۶ نومبر ۴۸ء

از اورنگ آباد - گیا (بہار)

مرشدی المحترم متعنا اللہ بطول بقائکم

حضرۃ الشیخؒ:- عزیز محترم زادکم اللہ تعالےٰ معرفتہ

مسترشد:- السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ ریاء کے بواعث اور صورتیں پیش نظر رہتی ہیں۔ اور تا امکان احتراز کی کوشش کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ: ریاء اور عجب اور کبر رنگ برنگ صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ سالک کے لئے سخت خطرناک ہے۔ اس لئے ان سے احتراز کا اہتمام نہایت ضروری ہے معلوم نہیں آپ حضرت والا رحمہ اللہ تعالےٰ کے ملفوظات و رسائل و مواعظ پڑھا کرتے ہیں یا نہیں۔

مسترشد:۔ بیشتر خیال ہوتا ہے کہ ہمارے سلسلہ میں ذکر اللہ کی تاکید بجید ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ سلسلہ اشرفیہ کی بڑی اہم چیز ہے

مسترشد:۔ ہمارے سلسلے میں صلوٰۃ و سلام کی تاکید و ہدایت نہیں ہے حالانکہ صلوٰۃ و سلام کا ارشاد عام ہے۔ اِس کا سبب کیا ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ صلوٰۃ و سلام بطور ذکر کے نہیں۔ بلکہ بطور ورد کے پڑھ سکتے ہیں خصوصاً جمعہ کے روز اگر بجائے ذکر درود پڑھا جائے تو اچھا ہے۔

مسترشد:۔ ماسوا اللہ سے بے نیازی حاصل کرنے کا کونسا ذکر و شغل مفید ہو سکتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ ماسوا سے بے نیازی کے لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر و مراقبہ اس کے معنی کے استحضار کے ساتھ کافی ہے۔

مسترشد:۔ بعض اصحاب کو غیر اللہ، حاکم وقت، دشمن جان و مال اور ارواحِ خبیثہ کا خوف بے حد ہُوا کرتا ہے۔ اس کے دفعیہ کے لئے کون سا ذکر مفید ہو سکتا ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ اس کے لئے بھی یہی ذکر کافی ہے۔ اسکے معنی کا استحضار چاہیئے۔

مسترشد :۔ لسانی وقلبی یادِ الٰہی سے کسی وقت غفلت نہ ہوسکے۔ اس کیلئے کونسا ذکر و شغل مفید ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اس کے لئے بھی یہی ذکر ہے۔ اس کی کثرت غفلت کو دور کردیتی ہے۔

مسترشد :۔ مسلمانان اورنگ آباد کا عزم ہے۔ کہ مسلمان لڑکیوں کا یتیم خانہ اور مدرسہ قائم کریں اور حضور والا کی تشریف آوری کے موقع پر اس کا افتتاح کیا جائے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ عزم مبارک۔ فقیر کا سفر دیکھئے کب ہو۔

مسترشد :۔ ماہِ رواں کے عشرہ آخر میں بندہ زادہ کے ہمراہ آپ کا سفارش نامہ لے کر ڈاکٹر سید محمود صاحب سے ملنے پٹنہ گیا۔ حضور والا کے گرامی نامہ کی وجہ سے کافی توجہ فرمائی۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ڈاکٹر صاحب کا خط میرے نام بھی آیا ہے۔ اونہوں نے مدد کا وعدہ کیا ہے

مسترشد :۔ بہر کیف حضور والا کی توجہ اور دعا کی برکت سے بندہ زادہ کی تقرری کا خط آیا ہے۔ اب پولیس کے ذریعے شرف الدین کے بارے میں تحقیقات کی جائیں گی۔ غرض ایک مرحلہ اور ہے۔ توقع ہے کہ توجہ فرمائیں گے۔ کہ یہ مرحلہ آخر بھی طے ہوجائے۔

خادم ، سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کے اور صاحبزادہ کی فلاح کے لئے دعا کرتا ہوں۔

فقیر سیحدان سید سلیمان

مکتوب ۔ ۵۵

مسترشد :۔ ۲۸ دسمبر ۴۸ئہ ۔ از اورنگ آباد ۔ گیا۔

مخدومی المحترم مدظلہ العالی

حضرت الشیخؒ :- از بھوپال ۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۸ء

محب عزیز زادنی اللہ تعالیٰ وآیاکم حبا فی اللہ!

مسترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

حضرۃ الشیخؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مسترشد :- میری اہلیہ نے خواب دیکھا کہ حضور والا ہمارے زنان خانہ کے صحن میں تشریف لائے ہیں اور بندہ کے ساتھ گفتگو فرمائی۔

حضرۃ الشیخؒ :- خواب کی حیثیت شرع میں صرف بشارت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اظہار بشارت کے لئے کبھی ان شکلوں کو منتخب فرماتے ہیں۔ جن سے خواب دیکھنے والوں کو موانست ہوتی ہے۔ اس میں خواب میں نظر آنے والے بزرگوں کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اظہار بشارت میں اپنا آلہ اپنے فضل سے بنالیا۔ وللہ الحمد

مسترشد :- گاہے گاہے توحش کا غلبہ ہوجاتا ہے۔ اور نوشت وخواند اور ملنے جلنے سے طبیعت گھبراتی ہے۔ کبھی طبیعت کو سکون وقرار نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- یہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ مگر خدمت خلق اس توحش کے بعد اپنے دل پر جبر کرکے کرنا چاہیئے۔ پاخانہ میں بیٹھنا کس کو پسند ہے۔ مگر جبراً جانا ہی پڑتا ہے۔ اور اسی پہ صحت موقوف ہے۔

مسترشد :- وحشت کو دور کرنے کے لئے یا دل کو بہلانے کے لئے یہ مراسلہ ارسال کررہا ہوں

حضرۃ الشیخؒ :- وحشت کے دور کرنے کیلئے کسی مختصر درود کی کثرت کیجئے۔

اے نام تو دافع بلاہا بیماری قلب راشفاہا

مسترشد: ڈاکٹر سید محمود صاحب نے کریمانہ توجہ فرمائی اور سفارشی نوٹ لکھ کر متعلقہ دفتر میں بھیجا ہے۔ دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے

مسترشد: اخوت انسانی کے موضوع پر اگر مستقل کتاب یا مضمون مرتب ہو، تو نام و نشان سے خبر فرمائیں۔ اس موضوع پر اطلاعات حاصل کرنے کیلئے کن کتاب اور کتاب کے کن ابواب کا مطالعہ کیا جائے۔ سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرت الشیخؒ: کونوا عباد اللہ اخوانا۔ حدیث میں وارد ہے۔ نیز الخلق عیال اللہ کوئی رسالہ یا مضمون میرے ذہن میں نہیں ہے

فقیر ہیچمدان سید سلیمان

مکتوب - ۵۶

مسترشد: ۲۷ جنوری ۴۹ء

از محلہ کریم گنج بشہر گیا

سیدی المحترم مدظلہ العالی

حضرۃ الشیخؒ: از بھوپال

عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

مسترشد: خدا کا شکر ہے۔ کہ معمولات پابندی کے ساتھ انجام پا رہے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمدللہ کہ آپ معمولات کے پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد منزل مقصود تک پہنچائے۔

مسترشد :۔ حضور والا کو اگر واقفیت ہو تو تحریر فرمائیں کہ حضرت والا کے مؤلفات کس پتہ پر دستیاب ہو سکتے ہیں

حضرۃ الشیخؒ :۔ پتہ یہ ہے : دارالاشاعۃ۔ دیوبند ضلع سہارنپور و امداد الغرباء مظاہر العلوم سہارنپور

مسترشد :۔ شرف الدین کے سلسلے میں ڈاکٹر سید محمود صاحب نے وعدہ کیا تھا مگر ہنوز انہیں عملاً ہمدردی کا موقع نہیں آیا۔ ایک بار پھر آپ یاد دہانی کروائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بھائی ڈاکٹر محمود صاحب کو یاد دہانی کرونگا۔ انشاءاللہ۔ مگر وہ توجہ کم کرتے ہیں آپ کی مشکل سے ہمدردی ہے۔ مگر کام اپنے قابو کا نہیں۔ والسلام

فقیر بیچمدان سید سلیمان

۲ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ

مکتوب ۔ ۵۷

مسترشد :۔ یکم جمادی الثانی ۶۸ھ / یکم اپریل ۴۹ء
از اورنگ آباد۔ گیا

قبلۂ محترم مدظلہ العالی

حضرۃ الشیخؒ :۔ از بھوپال

محب عزیز ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم لما یحب و یرضیٰ

مسترشد :- السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ اُمید ہے کہ گرامی جناب بخیریت ہوں گے

حضرۃ الشیخؒ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں

مسترشد :- قلبی طمانیت اور دماغی سکون حاصل نہیں ہے

حضرۃ الشیخؒ : طمانیت قلب اور دماغی سکون کے عدم حصول کا باعث تو کوئی دینی یا دنیاوی فکر ہوگی۔ اگر دینی فکر ہے تو مبارک۔ اور اگر دنیاوی فکر ہے۔ تو اس فکر کا حاصل کیا ہے۔

کارسازِ ما بسازِ کارِ ما　　فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

جو حاصل ہے اوس پر شکر کیجئے تاکہ بموجب لئن شکرتم لازیدنکم اور زیادہ عطا ہو۔

مسترشد :- رای العین مشاہدہ اور زیارت کی بے حد تمنا ہے۔ کیا کل ہند جمعیۃ العلماء کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے۔ اگر نہیں تو وطن کا قصد کب ہے۔

حضرت الشیخؒ : شوق ملاقات محبت کا نتیجہ ہے۔ سفر لکھنؤ کا بالفعل ارادہ نہیں۔ وطن کا قصد تو ہے۔ مگر ابھی تعین تاریخ نہیں۔

مسترشد :- کچھ مدت سے تلاوت قرآن کے موقعہ پر قرآن مجید کی بابت ناپاک اور بیہودہ خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ نیز رؤیا میں گاہے گاہے غلیظ و نجاست دیکھتا ہوں

عبدالرؤف

حضرۃ الشیخؒ : بیہودہ اور ناپاک خیالات کا پیدا ہونا اگر اپنی طرف سے نہیں ہے تو انشاء اللہ مضر نہیں۔ اور رؤیا میں غلیظ و نجاست دیکھنا دنیا طلبی اور

حبِ مال و دنیا کی تمثیل ہے۔ ظاہری نجاست نہیں۔ اس باطنی نجاست سے اپنے کو پاک کیجئے۔ اور مشتبہات مال سے پرہیز کیجئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی اصلاح سے غافل نہ فرمائے۔ آپ نے ریڈیو کا جو فتویٰ میرا چھپوایا ہے۔ وہ مولوی عبدالصمد صاحب رحمانی امارت شرعیہ پھلواری کے پتہ سے بھیجد یجئے۔ والسلام

سید سلیمان۔ ۴؍ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ

مکتوب - ۵۸

مسترشد:- ۱۲؍ رجب ۶۸ھ ۲؍ مئی ۴۹ء

از اورنگ آباد۔ گیا

قبلۂ محترم۔ مدظلہ العالی۔ مزاج اقدس، خیریت کا طالب

حضرۃ الشیخؒ:- از دیسنہ ضلع پٹنہ

عزیزی وحبیبی رفع اللہ تعالیٰ احوالکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:- صد شکر، گذشتہ ہفتہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ کی زیارت منامی سے مولینا سید شاہ ولایت حسین صاحب رحمہ اللہ کے ہمراہ شرفیاب ہوا۔

حضرۃ الشیخؒ:- ایسا خواب بشارت ہے۔ تعلق روحانی پر دال۔ اور محبت پر شاہد

مسترشد:- فالنامہ ماخوذ از آیات قرآن مرتبہ محی الدین ابن عربی اور دیوان حافظ سے تفاؤل حاصل کرنا کیسا ہے

حضرۃ الشیخؒ:- یہ تفاؤل محض ہے۔ یعنی کسی اچھے نام یا خیال سے دل کو قوی کرنا۔ یہ اطلاع

غیب کا ذریعہ نہیں۔ ایسا سمجھنا عقیدۂ غلط ہے۔ اور قابل توبہ۔

مسترشد:۔ وطن مالوف کی طرف رجوع کرنے کا پروگرام حضور والا کا کیا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ بحمد اللہ کہ ۱۳؍مئی کو یہاں پہنچا۔ اور جون کے وسط تک قیام رہے گا۔

مسترشد:۔ عزیزی شرف الدین کی شادی کا رشتہ ایک صاحب سید اعظم حسین کی دختر سے ہوچکا ہے۔ اب وہ صاحب عقد نکاح کرکے پختہ کرنا چاہتے ہے امید ہے کہ حضور والا اس رشتہ کی پختگی کی بابت اجازت دیں گے۔

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ برکت دیں۔

مسترشد:۔ عبد الصمد رحمانی صدر جمعیۃ العلماء صوبہ بہار نے دفتر امارت شرعیہ سے اس نوشتہ کی نقل کو بندہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ جو حضور والا کے پاس روانہ کیا ہے۔ اس کی بابت میں نے والپسی ڈاک سے اطلاع دی تھی۔ کہ میرا منشاء ہرگز مطلقاً نہیں تھا۔ اور نہ ہے۔ ہم بھی ریڈیو کی نشریہ بابت رویت ہلال در رمضان و عید و نحر کو شرائط و قیود کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں۔ مطبوعہ فتوے کے بعد رحمانی صاحب کو پوری بصیرت ہوئی۔

سید عبد الرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ مولوی صاحب کو میرے اصل فتوے سے اختلاف نہیں۔ آپکی عبارت سے اختلاف تھا۔ آپنے اس عبارت کی توضیح کردی تو اچھا کیا۔ مقصود یہ ہے کہ ریڈیو سے رویت ہلال کی شہادت معتبر نہیں۔ البتہ اس سے شہادت و تحقیق و اثبات کے فیصلہ کا اعلان کرنا اور اسکو ماننا بقیود مذکورہ درست ہے۔ لیکن موجودہ ریڈیو میں ابھی اس کا انتظام نہیں۔ والسلام

بندہ ہیچمدان سید سلیمان
۲۳؍رجب ۱۳۶۸ھ

مکتوب - ۵۹

مسترشد :- ۲۸ رجب ۶۸ھ / ۲۸ جون ۴۹ء

از اورنگ آباد - گیا

قبلہ محترم مدظلہ العالی

حضرۃ الشیخؒ : دیسنہ ضلع پٹنہ

محب عزیز زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد : خیریت مزاج اقدس

حضرۃ الشیخؒ :- خط میں ابتداء بالسلام مسنون ہے۔ آپ نے شاید سہواً چھوڑ دیا۔

مسترشد :- بوجہ اشتیاق بسیار زیارت وحضوری کی سبیل سوچ رہا ہوں۔ اگرچہ درد معدہ اور درد گردہ کے دورہ سے صاحب فراش ہوں۔ ہمارے بزرگوں میں سے ایک صاحب الحاج ڈاکٹر سید محمد اسحاق جو ایک تہجد گزار نیک صالح اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد ہیں۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر رسمی ارادت حاصل کرنا چاہتے ہیں

حضرۃ الشیخؒ : میں غالباً یہاں ۱۰ جون تک رہوں گا۔ آنا ہو تو اس کے اندر آئیں ڈاکٹر صاحب چاہیں تو آسکتے ہیں۔

مسترشد :- عزیزم خواجہ شرف الدین سلمہ کی تقریب عقد انجام پذیر ہو گئی۔

حضرۃ الشیخؒ : انجام تقریب پر مبارکباد

مسترشد :- دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو برسر روزگار فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ : اللہ تعالیٰ خیر و برکت دیں اور سامانِ رزق فرمائیں

مسترشد:۔ توقع ہے کہ اہل وعیال کے ہمراہ تشریف لائے ہوں گے

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ: الحمدللہ خیریت ہے۔ والسلام

بندہ ہیچمدان سید سلیمان

۱۶ر شعبان ۱۳۶۸ھ

مکتوب نمبر ۶۰

مسترشد:۔ ۳ر اگست ۴۸ء

از اورنگ آباد۔ گیا

قبلہ محترم مدظلہٗ عالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ: از بھوپال

محب عزیز زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد:۔ مدتوں سے حضور والا کی خیریت معلوم نہیں تھی۔ گو نہ تعلق تھا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمدللہ تعالیٰ خیریت ہے

مسترشد:۔ مولوی ریاست علی صاحب کے موصولہ خط سے معلوم ہوا تھا کہ حضور والا حج بیت اللہ کے لئے پابہ رکاب ہیں۔ خبر نہیں کب تک حضور کی روانگی ہے

حضرت الشیخؒ:۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۰ر اگست تو یہاں سے بمبئی اور ۲۸ر کو بمبئی سے

بہار پر

مسترشد:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بندہ کا ہدیۂ سلام پہنچ جائے تو زہے نصیب

حضرۃ الشیخؒ:۔ بشرط یاد عرض کروں گا۔

مسترشد:۔ ڈاکٹر سید محمود صاحب کی کریمانہ توجہ سے بندہ زادہ کو پٹنہ پراونشل کوآپریٹو بنک میں کلرک کی جگہ مل گئی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایک گونہ آپ کو اطمینان حاصل ہوا،

مسترشد:۔ امید ہے کہ مقام عرفات کے موقع پر بندہ کے لئے توفیق حج کی دعاء خیر فرمائیں گے۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرۃ الشیخؒ:۔ انشاء اللہ تعالیٰ

بندہ ہیچمدان سلیمان
۱۲ شوال ۱۳۶۸ھ

مکتوب : ۶۱

مسترشد:۔ ۱۴ نومبر ۴۹ء۔ از اورنگ آباد گیا

سیدی و مولائی المحترم مدظلہ العالی

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیز سعید زادکم اللہ تعالیٰ معرفتہ

مسترشد:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

حضرۃ الشیخؒ :- السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :- خبر نہیں حضور والا کب تشریف فرمائے ہند ہوئے۔ اور قیام کب تک کہاں کہاں رہا۔

حضرۃ الشیخؒ :- آپ کا خط مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۴۹ء کو ملا۔ میں سفر حجاز سے بمبئی ۲۹ دسمبر ۱۹۴۹ء پہنچا۔ جہاز میں طبیعت اچھی نہیں رہی۔ بمبئی بخار کی حالت میں اترا۔ احباب نے وہیں روک لیا۔ کہ علاج و استراحت ہو سکے۔ وہاں سے بخار اترنے پر اور کچھ ضعف دور ہونے پر ۸ جنوری ۱۹۵۰ء کو بھوپال پہنچا۔ ضعف اب کم ہو رہا ہے۔

مسترشد :- اُمید ہے کہ بندہ کے لئے کسی موقع پر دعاء کا موقع آیا ہوگا۔

حضرۃ الشیخؒ :- بحمد اللہ کہ آپ کے لئے حرمین میں دعائے خیر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

مسترشد : کچھ مدت ہوئی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت منامی سید شاہ ولایت حسین کی معیت میں نصیب ہو گئی۔

سید عبد الرؤف غفرلہٗ

حضرت الشیخؒ :- آپ کا خواب مبارک ہے۔ اور اس سلسلہ میں آپ کی مقبولیت کی دلیل ہے۔ اللّٰھم زد فزد

بڑی چیز یہ ہے۔ کہ اپنے پر نظر بڑائی کی نہ پڑے۔ یہ راستہ مردودیت کا ہے۔ ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین۔ ہر حال میں تواضع اور فنا پر نظر رہے۔ اور تمام ذمائم امراض قلب کو ایک ایک کر کے دفع کرنے کی کوشش کی جاتی رہے۔ تا دم آخر دمے فارغ مباش

والسلام ۔ سید سلیمان

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ

مکتوب شیخ : ۶۲

(مکتوب الیہ کا خط پوسٹ کارڈ پر ہے)

(مکتوب الشیخ بنام مولوی حافظ سید عبدالرؤف صاحب امام مسجد جامع۔ مقام ڈاکخانہ اورنگ آباد۔ گیا)

از بھوپال

عزیز سعید ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آج ہی کی ڈاک سے آپ کے لفافہ کا جواب دے چکا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پہنچے گا۔

بحمد للہ تعالیٰ کہ اب میں اچھا ہوں۔ باقی آثار مرض بھی انشاء اللہ تعالیٰ دور ہوں گے اخبارات کی گپوں کا کیا اعتبار۔ مستقبل کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

شاہ ابوالخیر صاحب قادری الجھری ہمارے رفیق سفر تھے۔ مکۂ معظمہ سے مدینہ منورہ تک اور مدینہ سے جدہ تک ہمارے ساتھ تھے۔ میرے ساتھ میرے کل ہمراہیان سفر بخیریت پہنچے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ دنوں میں دیار پورب کا قصد ہے۔ والسلام

سید سلیمان

۲۱ / جنوری ۱۹۵۰ء

مکتوب - ۶۳

مکتوب شیخ بنام مولوی حافظ سید عبدالرؤف صاحب امام مسجد جامع۔ مقام وڈاکخانہ اورنگ آباد۔ گیا

از بھوپال

عزیز مکرم رزقکم اللہ تعالیٰ رزقاً حسناً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

الحمد للہ مع الخیر ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بشرط یادر روانگی کی حالت میں آپ کو مطلع کر دوں گا۔

آپ کی اور صاحبزادہ صاحب کی کامیابی کے لئے دعاء کرتا ہوں اللہ تعالیٰ انکی شادی کو میمون و مبارک کرے۔ والسلام

سید سلیمان

۲ر فروری ۱۹۵۰ء

مکتوب - ۶۴

(مکتوب الیہ کا خط پوسٹ کارڈ پر ہے)

از بھوپال

برادر عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے

عزیزی خواجہ شرف الدین احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی تقریب نکاح کا حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ میمون و مبارک فرمائیں۔ اگر اول دنوں میں میرا آنا ہوتا تو شرکت ہوسکتی تھی۔ مگر حالات ایسے ہیں کہ کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ آپ کی دعوت کا دلی شکریہ۔ اور دلی دُعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ مرض کے اثر کو دور فرمائیں۔ والسلام

سیدان سید سلیمان - ۱۲ر مارچ ۱۹۵۰ء

مکتوب : ۶۵

مسترشد :- ۱۲/اپریل ۵۰ء - از اورنگ آباد - گیا

مخدومی المحترم و مرشد المکرم مدظلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- عزیزی و حبیبی ادام اللہ توفیقکم

مسترشد : السلام علیکم و رحمۃ اللہ -

حضرۃ الشیخؒ :- السلام علیکم و رحمۃ اللہ -

مسترشد :- مدتوں سے گرامی جناب کی خیریت اور نقل و حرکت کی کوئی خبر نہیں ہے گو نہ تعلق ہے - اُمید ہے کہ کوائف و حالات سے خبر دی جائے گی -

حضرۃ الشیخؒ :- میں نے یہاں سے تین ماہ کی رخصت لی ہے - اور وطن کا قصد ہے - ابھی وہاں پہنچنے کی تاریخ نہیں معلوم - شاید اوائل مئی ہو -

مسترشد :- عزیزم خواجہ شرف الدین کی شادی بخیریت ہوگئی - خدا کا شکر ہے -

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- عزیز موصوف کی شادی پر دلی مبارک باد - اللہ تعالیٰ میمون و مبارک کریں - والسلام

سید سلیمان - ۱۶/اپریل ۱۹۵۰ء

مکتوب - ۶۶

(حضرت شیخ کا یہ مکتوب پوسٹ کارڈ پر ہے)

بنام حافظ سید عبدالرؤف صاحب مقام و ڈاکخانہ اورنگ آباد - گیا

از کانپور

محب عزیز ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مع الخیر ہوں۔ ایک ماہ سے زیادہ سے مسلسل سفر میں ہوں۔ ابھی تک دیسنہ نہیں پہنچا۔ اور نہ ابھی امید معلوم ہوتی ہے۔ آج شام کو دہلی کا قصد ہے۔ پھر خدا جانے کہاں جانا ہو۔ آپ ابھی تکلیف نہ کریں۔ والسلام

سید سلیمان

۸ر جون ۱۹۵۰ء

مکتوب۔ ۶۷

مسترشد:۔ یکم جمادی الثانی ۶۹ھ / ۱۰ مارچ ۵۱ء

سیدی المکرم دام بقائہم

حضرۃ الشیخؒ:۔ کراچی جمس اسٹریٹ ڈار منزل۔ ۱۶ر مارچ ۱۹۵۱ء

عزیزی و مخلصی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

مسترشد:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد:۔ اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل
می گویمت دعاء و ثنائ فرستمت

خبر نہیں یہ مجبوری کی راتیں کب تمام ہوتی ہیں۔

دریں شب سیاہم گم گشتہ راہِ مقصود
از گوشہ بیروں آ اے کوکب ہدایت

دارالمصنفین اعظم گڈھ سے پتہ طلب کرکے جوابی خط ملفوف کیا۔ مگر جواب نہیں ملا۔ پھر مکرمی جناب سید الحلیم صاحب دلسنوی سے پتہ دریافت کرکے نیاز نامہ ارسال کررہا ہوں

خدارا کرم کیجئے۔ جواب عنایت فرمائیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخ رح :۔ آپ کا ایک لفافہ پہلے بھی ملا تھا۔ جواب نہیں دیا کہ مستقبل متذبذب تھا۔ اور اب بھی ہے۔ تاہم یہاں ابھی تک قیام ہے۔ اور بحمد اللہ بخیریت ہوں آپ کی دینی و دنیاوی ترقیوں کا داعی و طالب ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ کے معمولات قائم و جاری ہوں گے۔ اور اپنے نفس کے احتساب میں مصروف ہوں گے۔

یہاں کے حالات قرین عافیت ہیں۔ مگر مکائد نفس اور رذائل طبع سے کہاں کسے آزادی نصیب ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى

دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی فلاح عنایت فرمائیں

والسلام

سید سلیمان

۱۶ر مارچ ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۶۸

مسترشد: یکم شعبان ۷۰ھ / ۸ مئی ۵۱ء
از اورنگ آباد گیا (بہار)
سیدی المحترم و مولائی المکرم مدظلہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

حضرۃ الشیخؒ: کراچی ۴ر جون ۱۹۵۱ء
عزیزی و صدیقی وفقکم اللہ تعالےٰ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کے خطوط ملے۔ ہندوستانی لفافہ بھیجنا بیکار ہے۔ وہ یہاں سے بیرنگ ہو جائے گا۔ اس لئے اُن کو واپس بھیجتا ہوں۔

مسترشد: خدا کا شکر ہے کہ معمولات شبانہ روزہ تا امکان بدستور ہیں۔ گرچہ خرابیٔ صحت اور ضعف دماغ کے باعث ناغہ یا کمی ہوتی ہے

حضرۃ الشیخؒ: اس سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کے معمولات جاری ہیں۔ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالےٰ کے ملفوظات و مواعظ کا مطالعہ جاری رکھیں۔ ہندوستان میں حضرت والا کے خلفاء میں سے مولانا عبدالباری صاحب ندوی ہارڈنگ روڈ قدم رسول لکھنؤ کے پتہ سے میرا حوالہ دے کر آپ مشورہ جاری رکھیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ مفید ہوگا۔

مسترشد: خبر نہیں رمضان المبارک میں قیام کہاں رہے گا۔ قدمبوسی و

حضوری کی امید کب تک کی جائے۔ والسلام

سید عبدالرؤف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ رمضان المبارک کا زمانہ یہیں بسر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ مستقبل کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ والسلام

سید سلیمان

۲۸ شعبان ۱۳۷۰ھ

مکتوب حضرت شیخ - ۶۹

(مسترشد کا خط غالباً پوسٹ کارڈ پر ہے)

سید سلیمان ندوی۔ لاہور

محب گرامی و مخلص زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کا خط ملا۔ حالات معلوم ہوئے۔ آپ کے احوال پابندی معمول و استقامت علی الدین کو معلوم کر کے مسرت ہوئی اللّٰھم زد فزد۔ آپ سے جس قدر ہو سکے حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالےٰ کے مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ کریں۔ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ کشف حجابات ہوگا۔ اور سلوک کی سیدھی راہ معلوم ہوگی اور استقامت میں بڑی مدد ملے گی۔ فقیر آپ کے لئے دعائے خیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرب و بعد کوئی چیز نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ وہ ملاقات کی کوئی راہ پیدا کرے۔

حضرت مخدوم بہاری اور حضرت مظفر شمس وغیرہ حضرات کے علم وفن میں کیا شک ہے۔ اول کے فضائل ظاہری ومعنوی روشن ہیں۔ مگر آپ نے اُن کی سند حدیث اور درس صحیح بخاری ومسلم کا ثبوت خوب پیدا کیا۔ معلوم نہیں کہ آپ کو وہ کہاں سے ہاتھ آیا۔ اس میں جگہ جگہ (حدیث) کا لفظ بریکٹ میں لکھا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ حضرت مخدوم بہاری اور حضرت مظفر شمس رحمہما اللہ تعالیٰ کے تصوف سے میری ایسی واقفیت نہیں کہ کوئی مضمون لکھوں۔ اُن کی کتابیں بھی یہاں موجود نہیں۔ اس لئے معذوری ہے۔

ایک زمانہ ہوا کہ معارف میں ہندوستان میں علم حدیث پر ایک سلسلہ معارف میں شروع ہوا تھا۔ پھر بند ہوگیا۔ آپ چاہیں تو اس سند کو پیش کرکے ایک مختصر مضمون لکھ دیں

آپ کے فلاح وصلاح ظاہر وباطن کے لئے بدرگاہ الٰہی دعاگو ہوں۔

آپ کا خط سند کی خاطر رکھ لیا ہے۔ والسلام

الفقیر الی اللہ تعالیٰ

سید سلیمان ۱۴/صفر ۱۳۷۱ھ

مکتوب - ۷۰

مسترشد:- ۱۱/شوال ۷۲ھ، ۲۴/جون ۵۳ء

از امام جامع مسجد اورنگ آباد۔ ضلع گیا

محترم قبلہ۔ مدظلہ العالی۔

حضرۃ الشیخؒ : محبی ومخلصی دام توفیقکم وزاد عرفانکم

مسترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد : عرض خدمت ہے کہ مدت گذری، زمانہ ہوا نامہ و پیام کا سلسلہ بند ہے۔ حالانکہ بندہ نے اس عرصہ میں لفافہ۔ کارڈ۔ رجسٹری بھیجے۔ پتہ نہیں خطوط دستیاب ہوئے بھی تھے یا نہیں۔ ملاقات نہ ہونے کے باعث بے حد پریشانی اور حیرانی رہا کرتی ہے۔

مرا امید وصال تو زندہ می دارد

وگرنہ ہر دمم از ہجرتست بیم ہلاک

حضور والا ڈھاکہ سے کلکتہ اور پٹنہ ہوتے ہوئے گذرے اگر بندے کو خبر ہوتی تو سٹیشن پر حاضر ہو کر قدمبوس ہوتا۔ محی الدین صاحب ندوی سے آمد و رفت اور ملاقات کی خبر پا کر بے حد متألم ہوا۔ بس تمنا یہی ہے کہ بدست خود چند سطور خیریت اور دعائے خیر کے لکھ کر تسکین خاطر کا موقع دیں گے

دعاء کا طالب سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرۃ الشیخؒ : آپ کے خطوط جو آئے اُن کے جوابات جاتے رہے۔ شاید آپ تک نہ پہنچے ہوں۔ آپ کے خطوط آتے رہے۔ پچھلے دنوں ہندوستان میں حاضری کے وقت آپ کی دوری کے سبب آپ کو زحمت نہیں دی۔ آئندہ خیال رکھوں گا۔ الحمد للہ خیریت ہے۔ اور اپنے مشاغل میں مصروفیت ہے۔ اُمید ہے کہ آپ کا حال بھی اچھا ہے۔ معمولات جاری ہوں گے

4

اور احوال میں ترقی ہوگی۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ و رسائل کا مطالعہ اکسیر ہے
کسی ڈاکٹر صاحب کا آپ نے ذکر کیا تھا۔ میں اُن کا منتظر رہا۔ اللہ
اور اُن کے لئے دعا گو ہوں۔ صاحبزادہ کیا کر رہے ہیں۔

والسلام۔ سید سلیمان

۲۵ شوال ۷۲ ۱۳ھ

مکتوب - ۷۱

مکتوب حضرت الشیخ رہ

از کراچی

جناب مولوی حافظ عبد الرؤف صاحب
خطیب جامع مسجد اورنگ آباد (بہار) ہندوستان
محب صادق الوداد زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا لفافہ ملا۔ حالات سے واقفیت ہوئی۔ سُنکر خوشی ہوئی کہ معمولات پر استقامت نصیب ہے۔ مبارک۔ الاستقامۃ فوق الکرامۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ استقامت سلوک کی اصل کلید ہے۔ عوارض کی وجہ سے کمی باعث افسوس نہیں۔ وہ کمی افسوس کے قابل ہے۔ جو غفلت و اپنی ارادی کوتاہی کے باعث ہو۔ ابتدائی جوش و شوق میں کمی

فطری ہے۔ یہ ہر مرحلۂ زندگی میں پیش آتا ہے۔ یہ کوئی افسوس کی چیز نہیں۔ جوش وشوق ہو یا نہو۔ عمل میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔ جس طرح آغاز شباب میں عروس نو کے ساتھ جوشوق وجوش طبع کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ تمکین سے بدل جاتا ہے۔ اور بجائے بوالہوسی کے دیرینہ محبت، باہمی وفاداری اسکی جگہ لے لیتی ہے۔ میرا ایک شعر ہے

دیکھئے ملتی ہے کب دولت سکون عشق کی

ہائے وہ ہوئے جوش تو ہنگامہ آغاز ہے

صاحبزادوں کے حالات معلوم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ دین ودنیا کی ترقیات نصیب فرمائے۔ والسلام

سید سلیمان ندوی

۱۸ راگست ۱۹۵۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام مختار احمد خان صاحب

مکتوب ۱

مکتوب مسترشد

۱۴؍اپریل ۴۴ء

مکرمی و محترمی! السلام علیکم

تین سال حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جایا کرتا تھا۔ اور حضرت سے خط و کتابت بھی تھی۔ اس کے بعد حضرت مولانا محمد عیسیٰ سے ملاقات ہوئی اور خط و کتابت بھی رہی۔ ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اب جناب سے درخواست ہے کہ بندہ کی اصلاح فرمادیا کریں اور مرید بھی فرما لیں۔

خادم
مختار احمد

مکتوب حضرت الشیخؒ

اعظم گڑھ

از ہیچمدان سلیمان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یاد فرمایا شاد فرمایا۔ آپ نے مجھے انتخاب فرمایا ہے تو میری نسبت آپ نے کچھ جان سمجھ لیا ہوگا۔ کہ میں اس سلسلے کا سب سے کمتر اور کمترین ہوں۔ اگر اسکو جان کر بھی آپ میری طرف متوجہ ہیں۔ تو مجھے خدمت سے انکار نہیں۔

والسلام۔

مکتوب - ۲

حضرۃ الشیخ رح

از ہیچمدان سلیمان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بالفعل اعظم گڑھ یا اس کے اطراف کا کوئی قصد نہیں ہے۔ اعظم گڑھ کے سفر کو وقت مناسب تک ملتوی رکھیئے۔ میں آج کل وہاں نہیں ہوں

دُعاء آپ کی سعادت دارین اور کامیابی کیلئے دل سے دعاء ہے اور آپ کے والد ماجد کی صحت کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے دُعاء ہے۔ گو ایک مسلمان بھائی کی دُعاء دوسرے مسلمان بھائی کے حق مستجاب ہے۔ مگر مناسب یہ ہے کہ ضرورت مند خود پورے خضوع و خشوع سے درگاہ الٰہی میں متوجہ ہو کر دُعاء مانگیں۔ ہو سکے تو تہجد کے بعد دُعاء مانگی جائے۔

طلب رزق آپ سکرٹیریٹ اور قانون کے لئے جو دعاء کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے متعلق دل میں یہ نیت کیجئے کہ طلب رزق کا جو حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اسکی تعمیل میں یہ کوشش کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ دُعاء کامیاب ہوگی۔ خواہ بعینہٖ ہو۔ یا بمثلہٖ۔ اور ہر ایک پر بخوشی رضامند رہنا چاہیئے۔

والسلام

۵ مئی ۱۹۴۴ء

مکتوب ۳/۸۰ [1]

حضرۃ الشیخ برح ——— دیسنہ ضلع پٹنہ

۱ جون سنہ ۴۴ء ۔ ۶ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۶۳ھ

جناب مختار احمد صاحب ۔ ۷ ممتاز ہاؤس

مسلم یونیورسٹی ۔ علی گڈھ

محب عزیز رزقکم اللہ صلاحاً

۱:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ خاکسار اس وقت اعظم گڈھ سے دور صوبہ بہار کے ایک گاؤں میں جو میرا قدیم وطن ہے ۔ مقیم ہے اور جون بھر یہاں قیام رہے گا ۔ انشاء اللہ جلد ملاقات کی صورت نکلے گی ۔

۲:- **حسن معاشرت** | اخلاقاً آپ کے مہمان کے دوست کو آپ سے اجازت لینی چاہیئے تھی ۔ اور آپ کے دوست کو آپ کے استفسار و اجازت کے بعد دوسرے کی دعوت قبول کرنی چاہیئے تھی ۔ آپ مختار تھے ۔ کہ اجازت دیتے یا نہ دیتے ۔ تاہم اگر ان کی خوشدلی کے خیال سے اپنے اوپر ان کو ترجیح دیتے ۔ تو اس میں بھی ثواب پاتے ۔ جس طرح مہمان کی خاطر تواضع کا ثواب ہے ۔

۳:- آپ کی سعادت دارین کی دلی دعا ہے ۔

۴:- **حلاوت ایمانی و ذکر** | حلاوت ایمان ذکر کی کثرت اور اطاعت الٰہی کے مداومت سے حاصل ہوتی ہے

---

[1] پوسٹ کارڈ ہے

۵۔ **مواعظ تھانویؒ** | حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ کم از کم ایک سو پڑھیں۔ اس کے بعد استفسار مزید فرمائیں۔ تعلیم الدین کو بار بار مطالعہ کی خاطر نہیں بلکہ عمل کی نیت سے پڑھیں اور عمل پر دھیان دیں۔

۶:۔ **تصانیف مودودی صاحب** | مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی کتابیں اور رسائل ان نوجوانوں کے لئے مفید ہیں جو بالشوازم و سوشلزم و فسنرم وغیرہ تحریکات میں مبتلا ہو کر اپنا دین و ایمان کھو رہے ہیں۔ جو لوگ اس فتنہ سے محفوظ ہیں۔ ان کیلئے حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی تصانیف و رسائل مفید ہیں۔ والسلام

سید سلیمان ۱ جون ۱۹۴۴ء

مکتوب - ۸۱/۴

اعظم گڑھ

اخی فی اللہ دام سعدکم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

۱:۔ **سفر میں تراویح** | سفر میں اگر تراویح باجماعت نہ ہو سکے تو چند رکعت رات کے کسی حصے میں پڑھ لیجئے۔ انشاء اللہ باعث برکت ہو گا

۲:۔ **طلب رزق** | اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی تلاش رزق میں کامیاب فرمائے۔

۳:۔ **دنیا کی غفلت پر تأثر** | اس عیش طلب اور غافل دُنیا کو دیکھ کر تو اس پر تو افسوس کرنا چاہیئے نہ کہ اس سے یہ اثر قبول کیا جائے۔ کہ

خود بھی عیش طلب اور غافل بن جائے۔ یہ تو اُلٹی منطق ہے۔

۴:۔ علی گڑھ کی حاضری کے مواقع تو کئی ملے۔ مگر سفر کی صعوبتوں کے سبب سے ہمت نہیں ہوتی۔ اور نہ آئندہ کوئی معین تاریخ ابھی ہے۔

۵:۔ آپ الہ آباد سے اعظم گڈھ آسکتے ہیں۔ انشاءاللہ شعبان و رمضان قیام یہیں رہے گا۔

۶:۔ **نماز کی ادائیگی عزم پر منحصر ہے** | نماز فجر کے لئے اگر عزم کر لیا جائے تو کچھ مشکل نہیں۔ اگر صبح کی گاڑی سے کہیں جانا ہو تو کیسے اُٹھ جاتے ہیں۔ اگر اس پر بھی وقت پر آنکھ نہ کھلے تو جس وقت آنکھ کھلے۔ اسی وقت پڑھی جائے۔ بشرطیکہ عین طلوع کا وقت نہ ہو۔

۷:۔ **مطالعہ برائے عمل** | صرف پڑھنا نہیں بلکہ عمل کی خاطر سے پڑھنا چاہیئے۔

۸:۔ **بہترین زندگی کی طلب اور دنیا و آخرت کا فرق** | بہترین زندگی کی خواہش دنیا اور دین دونوں میں ہے۔ تو بتایئے کہ ان دونوں میں اصل کون ہے۔ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ (بے شبہ آخرت ہی کی زندگی زندگی ہے)۔ اگر اس زندگی کے تحت دنیا کی زندگی بھی مل جائے۔ جس کو لوگ آرام کی زندگی کہتے ہیں۔ تو بہت بہتر دعائے الٰہی ہے۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ لیکن دنیا کی زندگی کی خاطر آخرت سے تغافل تو خسرانِ دنیا و آخرت ہے ؎

مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

ہیچمدان سلیمان
۱۴ شعبان ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۸۲/۵

مسترشد۔ بجنور۔ ۱۹ ستمبر

مکرمی و محترمی السلام علیکم

۱:۔ میری بہبودیٔ دارین، ڈپٹی کلکٹری کے امتحان کی کامیابی۔ والد صاحب کی صحت (جو کہ کافی علیل ہیں) اور قرضہ کی ادائیگی کیلئے دعا فرمائیں۔ قرضہ کی وجہ سے مجھے معاش کی جستجو و فکر اور زیادہ ہوگئی ہے۔

۲:۔ سفر میں نماز کم ہو پاتی ہے۔ اکثر سفر کے بعد کئی وقت کی قضا سکون سے پڑھ لیتا ہوں۔ کوئی حرج تو نہیں!

۳:۔ روزانہ صبح قرآن شریف مع ترجمہ کے پڑھ لیتا ہوں۔ مولانا محمود الحسن صاحب کا ترجمہ دیکھ لیتا ہوں کوئی حرج تو نہیں۔

۴:۔ آپ نے جو وظائف لکھ کر عنایت فرمائے تھے۔ اُن کی پابندی کی کوشش کرتا ہوں۔ ابھی تک تو کامل طریقہ پر پابندی نہیں کر پایا۔

۵:۔ مقابلہ کے امتحانوں کی مشغولیت کے بنا پر اعظم گڑھ سے آنے کے بعد صرف حضرت مولانا کا ایک وعظ ہی پڑھ سکا۔ باقی فرصت نہ ملی۔

۶:۔ قبلہ والد صاحب کی خدمت نہ کرنے کا افسوس ہوتا ہے۔ اول ملازم نہ ہونے کی بناء پر۔ دوم امتحانات کے سلسلے میں باہر رہنے کی وجہ سے بعض اوقات اس فرض کی کوتاہی سے قلق ہوتا ہے۔ مگر کیا کیا جائے۔

۷۔ قومی خدمت اور گھر والوں کی خدمت ایک دوسرے کی منافی معلوم ہوتی

ہیں۔ کس خدمت کو ترجیح دی جائے۔ طبیعت قوم کی خدمت اور کام کرنے کو بھی چاہتی ہے۔

12

۸۔ سلمان میاں کو دعاء۔ دیگر رفقاء اور مسعود علی صاحب وغیرہ کی خدمت میں سلام نیاز پیش ہے۔

۹۔ بعض اوقات اس خیال سے کہ میں دنیوی علوم میں نہ کوئی خاص قابلیت رکھتا ہوں۔ یعنی اردو۔ فارسی۔ انگریزی تحریر و تقریر پر حاوی اور نہ تقویٰ و مذہبی علوم میں دخل اپنی کم مائیگی پر قلق ہوتا ہے۔ زندگی کے تیس سال قطعاً ضائع ہوئے اور اس پر اور افسوس کہ اب اسکے تدارک کی صورت نظر نہیں آتی۔

۱۰۔ ریل میں بغیر ٹکٹ سفر کرنے یا تھرڈ کلاس کا ٹکٹ لے کر انٹر میں بیٹھ جانے سے گناہ تو نہ ہوگا ———— خادم۔ مختار

حضرۃ الشیخؒ

۱ | طلب رزق | آپ کی کامیابی کے لئے بدل بارگاہِ الٰہی میں دعاء ہے۔ اگر قبول ہو۔ تو شکر کیجئے اپنے پروردگار کا۔ اور اگر خدانخواستہ نہ ہو۔ تو ہمت نہ ہاریئے۔ صبر کیجئے۔ غرض دونوں حال میں بندہ خدا تعالیٰ ہی سے لگا رہے۔ ماں مارتی بھی ہے تو بچہ ماں ہی گود سے چمٹا رہتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کیلئے بھی دعاء ہے۔

۲ | نماز سفر | یہ درست نہیں۔ نماز سفر ہو یا حضر ہر وقت کی پابندی سے ادا کرنا ضروری ہے۔ سفر میں دقت ضرور ہوتی ہے۔ لیکن بندہ اگر عزم مصمم کرے تو وہ ضرور ہی پوری ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ

آزما کر دیکھیں۔ قصداً بلا معذرتِ حقیقی ترک نماز کا گناہ ہے۔ اگرچہ بعد کو ادا کر لی جائے۔

۳۔ تلاوت قرآن | بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں۔ نیت عمل کی ہو۔ کچھ ہرج نہیں۔ اس کے حواشی بھی پڑھ لیں۔

۴۔ معمولات کی پابندی عزم پر موقوف ہے | ہمت کیجئے ہمت سے دین اور دنیا کے کام ہوتے ہیں۔

۵۔ مواعظ تھانوی | کچھ حرج نہیں جب فرصت اور موقع ہاتھ آئے۔ تو اس سے محروم نہ رہیئے۔

۶۔ خدمت والدین | بے شک افسوس کے قابل بات ہے۔ اپنے اختیار کی بات میں کمی نہ کیجئے۔ اور جو امر اختیار سے باہر ہو۔ اس کے لئے دعا کیجئے۔

۷۔ خدمتِ دین | قومی خدمت کیا چیز ہے۔ گھر والوں کی خدمت تو میں سمجھا۔ قومی خدمت تو کوئی چیز مجھے نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں دین کی خدمت اور مسلمانوں کی خدمت تو میں جانتا ہوں۔ مگر اس خدمت کے لئے تیاری کی ضرورت ہے۔ جو ابھی آپ کو حاصل نہیں ہے ابھی تو آپ اپنی خدمت کیجئے۔

۸۔ سلمان کی طرف سے سلام قبول کیجئے۔ مولوی مسعود علی صاحب سے آپ کا سلام یاد رہا۔ تو کہہ دوں گا۔ مگر یہ رسمی باتیں ہیں۔ ان کا ترک ہی ہمارے اور آپ کے درمیان اولیٰ ہے۔

۹۔ **تواضع سبب کاہلی نہیں** واقعہ اور اس کے نتیجہ کو ذرا دوسری نگاہ سے دیکھئے۔ اور وہ یوں کہ آپ گو بہتوں سے کم ہیں۔ مگر بہتوں سے زیادہ بھی جانتے ہیں۔ تو یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے بہتوں سے اچھا بنایا ہے۔ مگر یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے بندہ کو اس میں فخر کی جگہ نہیں۔ کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے اسی نے دیا ہے۔ اپنے کو حقیر سمجھ کر کاہل دست نہ ہوں۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ اور زیادہ تیز ہوں۔ اللہ سے مزید کے طالب ہوں بالفرض جو ضائع ہوا وہ ضائع ہوا مگر بقیہ عمر کے اس ضائع جانے سے صرف افسوس میں ضائع نہ کیجئے۔ بلکہ اس کی تلافی میں خرچ کیجئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے پُر امید رہیئے۔ دیکھئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے کو تواضع اور خاکساری کی بناء پر اپنے کو سب سے کم سمجھتے تھے۔ مگر پھر بڑے بڑے کام کرتے تھے۔ ملک فتح کرتے تھے، سلطنت کرتے تھے۔ دین اور مسلمانوں کے کام کرتے تھے۔

۱۰۔ **بغیر ٹکٹ کے سفر** ریل میں بغیر ٹکٹ سفر کرنا یا کم درجہ کے ٹکٹ سے بڑے درجہ میں سفر کرنا اور اس کا کرایہ نہ ادا کرنا، دوسروں کے مال میں تصرف ہے۔ جو ناجائز ہے۔ البتہ اگر سرکاری ریل ہو۔ اور آپ کوئی ٹیکس غیر واجبی ادا کرتے ہوں۔ تو بعض علماء نے اس ٹیکس کے مطابق اجازت دی ہے۔ پھر بھی زیبا نہیں کہ اس سے مسلمانوں کے اخلاق پر دھبہ لگتا ہے۔ والسلام۔ ہیچمدان۔ سید سلیمان۔

۲؍ شوال ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۶/۸۳

اعظم گڈھ۔ شبلی منزل

محترم زادکم اللہ تعالےٰ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ خاکسار ۳؍ شوال سے یہاں مقیم ہے اس درمیان میں آپ تشریف لاسکتے ہیں۔ اگر زحمت نہ ہو تو مولانا نامی کی خدمت میں اس گمنام کا سلام پہنچا دیجئے۔ والسلام

ہیچمدان سید سلیمان۔ ۱۲؍ شوال ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۸۴/۷

مسترشد ڈیوٹی ہوسٹل ۱۴؍ اکتوبر علیگڈھ

مکرمی و محترمی السلام علیکم۔

۱:۔ میرے لئے بہبودی دارین کی دعاء فرمائیں۔ اور قبلہ والد صاحب کے لئے صحت کی۔

۲:۔ پہلے خط کے لکھنے کے بعد مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب کے تقریباً دس مواعظ پڑھے۔

مواعظ وغیرہ پڑھتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ دینی اور ثواب کا کام کر رہا ہوں مگر

حضرۃ الشیخ رحؒ

از ہیچمدان سلیمان باخی فی اللہ دام سعدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کی بہبودی اور آپ کے والد صاحب کی صحت کیلئے دل سے دعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں

۲:۔ بہت مبارک اور بہت خوب اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے تاثیر بخشیں۔

طلب رزق | یہ مذاق صحیح اور درست ہے۔ لیکن طلب رزق بھی

مقابلہ کے امتحان وغیرہ کی تیاری میں خوب طبیعت نہیں لگتی کیونکہ محسوس ہوتا ہے کہ دین اور ثواب کا کام نہیں حالانکہ دماغ میں ایک حدیث بھی ہے کہ دوسرے فرائض کے بعد تلاش معاش فرض ہے

بھی فرض ہے۔ اور اس کے حصول کی مباح تدبیریں بھی اختیار کرنا ضروری ہیں۔

مولانا کے ایک وعظ سے معلوم ہوا کہ مال اور جاہ بھی مطلوب ہیں۔ بشرطیکہ حب مال وحب جاہ نہ ہو

طلب مال وجاہ | [۴] بے شبہ طلب مال اور طلب جاہ بغرض دفاع ظلم صحیح ہے۔

کچھ عرصے سے کتب عمل کی نیت سے پڑھتا ہوں۔

مطالعہ برائے عمل ہو | [۵] اس نیت سے پڑھنے میں عمل کی توفیق ملتی ہے

کیا رشوت دینا اس حالت میں بھی حرام ہے کہ بغیر رشوت کے کام نہ چلتا ہو ؟

رشوت [۶] | رشوت دینا اس غرض سے کہ دوسرے کا حق مارا جائے حرام ہے لیکن اپنے سے ظلم کو دور کرنے یا تکلیف کو دفع کرنے کی غرض سے دینا درست ہے

۳:۔ ایک دفعہ دہلی سے والد صاحب کیلئے طبیب لایا۔ بغیر رشوت کے گاڑی میں جگہ نہیں ملتی تھی آخر کار کلرک کو رشوت دے کر جگہ کرائی۔ یہ عمل[۶] درست تھا۔

[۶] یہ عمل درست ہوا

۴:۔ ماہ اکتوبر و نومبر میں آپ کا قیام کہاں رہے گا۔ ت

۵:۔ طبیعت چاہتی ہے کہ ہر لمحہ کا کام اور ہر کام حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہو۔ اس سلسلے میں جو چیزیں معین اور مفید مقصود ہوں تحریر فرمائیں

۶:۔ حضرت مولانا کا وعظ محاسن الاسلام قیمتاً یا عاریتاً اگر مل جاتے تو روانہ کرادیجئے۔

۷:۔ طبیعت چاہتی ہے کہ کسی بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس لڑکی سے شادی کروں۔ کیونکہ خیال ہے اس طرح زندگی اچھی گذرے گی۔ ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی خیال ہے۔ آپ کا کیا مشورہ و رائے ہے۔ شادی کا طریقہ عین اسلامی کیا ہے؟

ت اسوقت لکھنؤ میں ہوں۔ اکتوبر و نومبر میں انشاء اللہ اعظم گڈھ میں رہونگا۔

اتباع نبوت کیلئے مفید کتاب | آپ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب جو سیرت میں ہے پڑھیں۔ اس کے آخر میں شمائل کا رسالہ ہے۔

وعظ محاسن الاسلامؒ | افسوس یہاں لکھنؤ میں تلاش کیا۔ نہیں ملا میرے پاس نہیں مل سکا۔

انتخاب زوجہ | احادیث میں ہے کہ نکاح میں عورت کا انتخاب تین وجہوں سے ہوتا ہے۔ اس کی خوبصورتی کے سبب سے یا اسکی دولت کے سبب سے اور یا اوس کے دین کے سبب سے تو عورت کا انتخاب صرف دین کے اعتبار سے کرنا چاہیئے۔ یعنی مسلمان ہو۔ نیک ہو پابند شرع ہو، مطیع اور شوہر کی اطاعت گزار ہو۔ شریف اخلاق ہو نیک خو ہو۔ انگریزی تعلیم یافتہ خاتون

وہ پھول ہے جو خوش رنگ ہے۔ مگر خوشبو نہیں۔ جیسے انگریزی پھول ہوتے ہیں۔ شباب کی اُمنگ میں ایسی بیویاں نوجوانوں کو پسند آتی ہیں۔ مگر شوہروں کی زندگیاں بعد کو تلخ ہوتی ہیں۔ بہرحال اگر آپ تعلیم یافتہ چاہتے ہیں تو ساتھ ہی دیندار کی قید بھی لگا دیجئے۔

لڑکی کو خود پیغام دینا اور گفت و شنید کرنے یا بذریعہ خط و کتابت معاملات طے ہونا چاہیں۔ یا پیغام لڑکی کے والد کو خود دیا جائے۔

خادم مختار۔

خطبہ بذریعہ ولی ہو | جی نہیں پیغام ولی کی معرفت دینا چاہیئے گو شریعت میں عورت کو بھی براہ راست پیغام دیا جا سکتا ہے تاہم ولی کی رضامندی اور اطلاع بہت مناسب ہے۔ والسلام

سید سلیمان ۲۲ شوال ۱۳۶۲ھ

مکتوب ۸/۸۴ (بنام مختار احمد خان)

مسترشد ـــــــ مکرمی و محترمی السلام علیکم۔

۱:- امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

۲:- میرے لئے بہبودئ دارین اور صحت کیلئے دعا کیجئے گا اور قبلہ والد صاحب کے لئے بھی عرصہ سے علیل ہیں۔

۳:۔ آج کل فنانس اور ڈپٹی کلکٹری کا امتحان دے رہا ہوں۔ ڈپٹی کلکٹری کا دہلی میں دیا تھا۔ ان میں کامیابی کے لئے دعا فرما دیجیئے۔

۴:۔ اگر خدانخواستہ ان امتحانات میں رہ گیا تو ابھی سے آئندہ کیلئے تیاری کرنا پڑے گی۔ اور یا امسال مارچ میں ایم۔ اے پورا کروں گا۔ بہرحال اس صورت میں میں یہ طے نہ کرسکا کہ امسال ایم۔ اے کروں یا نہ۔ اس لئے آپ استخارہ سے مشورہ کے طور پر تحریر فرمائیں کہ کونسی صورت اختیار کیجائے۔

۵:۔ بہت سے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ مگر بہت جلد توبہ غائب۔ اور پھر ان گناہوں میں ملوث ہوجاتا ہوں۔ توبۂ کامل کیسے نصیب ہو۔

خادم مختار

حضرت الشیخؒ

اخی فی اللہ زادکم اللہ تعالیٰ توفیقا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

۱:۔ الحمدللہ مع الخیر ہوں۔

۲:۔ آپ کے بہبود و کامیابی و فلاح کیلئے بدل دعاء اور آپ کے والد کیلئے بھی۔

۳:۔ **طلب رزق** | طلب رزق کیلئے جو کوشش بھی ہو۔ اوس کی کامیابی کی دُعا ہے۔

۴:۔ **استخارہ کی حقیقت** | استخارہ صاحب معاملہ کو خود کرنا چاہیئے استخارہ ایک دعاء ہے۔ اس کا معاملہ بھی دعاء کا ہے۔

تکمیل علم | ایم۔ اے پورا کرلینا اچھا نظر آتا ہے۔ اس کا ادھورا رکھنا برا معلوم ہوتا ہے۔

۵:۔ **توبہ پر استقامت بغیر ہمت و عزیمت کے ممکن نہیں** | اس کا علاج بجز

ہمت اور عزیمت کے کچھ نہیں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ خود توفیق عطا فرمائیں ،
دعاء کیا کیجئے ۔ یہ فقیر بھی آپ کے لئے دعاء کرتا ہے ۔

والسلام ہیچمدان سلیمان ۱۶ ر ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۹/۸۵

(پوسٹ کارڈ ہے ۔ اعظم گڈھ کی ۳ ر نومبر ۱۹۴۴ء کی مہر ہے)

اعظم گڈھ ـــــــ اخی فی اللہ رزقکم اللہ الصبر والاستقامہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ آپ کے والد صاحب مرحوم کی وفات کی اطلاع ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ اونکی مغفرت فرمائے ۔ دلی دعاء ہے ۔ اور آپ لوگوں کو صبر و استقامت نصیب فرمائے ۔ یہ دنیا یوں ہی رہی ہے ۔ یوں ہی رہیگی ۔ الی یوم القیامہ ۔

میت کیلئے خیرات | مرحوم کیلئے مساکین کو خیرات اس نیت سے دیجئے کہ اوس کا ثواب مرحوم کو ملے ۔ سوم ، پنجم و چہلم اور کھانا پکوا کر تقسیم کرنے میں خرابیاں ہیں ۔ ان سے احتراز لازم ہے ۔ نقد یا کپڑا یا غلہ بغیر ریاء اور نمائش کے دینا چاہیئے ۔ قرآن پاک تلاوت کر کے بخشیں ۔

آپ کی ملازمت کی کامیابی کی دعاء ہے

والسلام

ہیچمدان سلیمان

مکتوب ۱۰۱/۸۶

مکرمی ومحترمی السلام علیکم

۱:- جب سے جناب سے اصلاح کا سلسلہ جاری ہے دو لفافہ جن کے اندر ایک ایک سادہ لفافہ بھی تھا بھیج چکا ہوں۔ کہ جن کے جواب سے محروم رہا شاید نہ پہنچ سکے

۲:- اپنا ایمان قوی محسوس نہیں ہوتا۔ بعض اوقات عقائد کے متعلق وساوس و شبہات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے متعلق کیا عمل کیا جائے۔

۳:- اسلام میں تو انسان کی برتری صرف تقویٰ پر منحصر ہے۔ پھر اخوت کے خلاف شیخ، سیّد، مغل، پٹھان، درزی، جولاہے کے امتیازات کو کیوں حیثیت دی جاتی۔ اور ان میں ایک کو دوسرے سے اچھا کیوں سمجھا جائے۔

اسلام اس تفریق کو مٹانے کیلئے آیا تھا۔ بہشتی زیور میں صا۱ ج۸ پر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح کی تحریر بعنوان "کون کون لوگ اپنے برابر برادر میل کے ہیں اور کون کون لوگ اپنے برابر اور میل کے نہیں" دیکھ کر تعجب ہوا اور سمجھ میں نہیں آیا۔

۴:- سوٹ پہننے کے متعلق کیا حکم ہے۔ کیا اب بھی اس سے تشبہ بالکفار ہوگا جبکہ مسلمان بھی کافی تعداد میں اسکو پہننے لگے ہیں۔

۵:- چوڑی دار پاجامہ پہننے کے متعلق کیا حکم ہوگا۔

۶:- پہلے خط کے بعد سے جسکا جواب مجھے نہیں ملا۔ مولانا کے کچھ مواعظ اور پڑھے۔

۷:- بہبودی دارین اور فائننس کے امتحان میں کامیابی کیلئے دعاء فرمادیجئے گا۔

۸:- مقابلہ کے امتحان کیلئے پھر تیاری شروع کردی ہے۔ مگر طبیعت اس طرف کم لگتی ہے۔ مذہبی کتب کا مطالعہ کرنے کو طبیعت چاہتی ہے۔

۹:- اپنے اندر تعدیل جذبات نہیں پاتا۔ اس کے حصول کا کیا طریقہ ہے۔

۱۰:- نماز پنجوقتہ تقریباً جماعت سے ہوجاتی ہے۔ فجر کے بعد قرآن شریف دوچار رکوع مع ترجمہ کے پڑھتا ہوں۔ فجر کے بعد قرآن کریم اور بتائے ہوئے وظائف پڑھتا ہوں۔ سوتے وقت پانچ منٹ مراقبہ موت کرتا ہوں۔

۱۱:- کیا اپنے پرانے گناہ یاد کرنے چاہئیں۔ اس کو یاد کر کے دل پر عجیب یاس وافسوس کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

۱۲:- کیا مشاعرہ میں بحیثیت شاعر یا سامعین کے شرکت جائز ہے یا نہیں۔ اگر نیت یہ ہو کہ اس سے اردو کی ترقی ہو۔

۱۳:- ایک سوال دل میں آیا۔ جواب سمجھ میں نہیں آیا کہ یعنی ایک کافر اور مسلمان کے آخر کے امتیاز چھوڑتے ہوئے دنیا میں کیا فرق ہے۔ بشرطیکہ دونوں کا اخلاق ایک سا ہو۔ دونوں کی زندگیاں یکساں طور پر گذر رہی ہوں۔ دونوں کا ما بہ الامتیاز کیا ہوگا۔

۱۴:- اسلام کا نظریہ شاعری کے متعلق کیا ہے۔ کس حد تک جائز ہے۔ مختار

حضرت الشیخؒ

۱:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دونوں خطوط ملے

۲:- تقویت ایمان کیلئے دعاء وعلاج | ایمان میں قوت کیلئے دعاء کیجئے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک

اردو میں دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ثبات ایمان بخشیں وساوس وشبہات اگر قوی ہوں اور قائم ہوں تو پوچھ کر دفع کرلیجئے۔ ورنہ التفات نہ فرمائیے وساوس کچھ نہیں۔

۳:۔ انساب کا اختلاف وامتیاز | انساب کا اختلاف وامتیاز صرف نکاح کے باب میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں بزرگی اور مقام صرف تقویٰ اور عمل سے ہے۔ نسب سے نہیں اور نہ پیشہ سے ہے۔ اس طرح قانون میں سب مسلمان برابر ہیں۔ ہر ایک کیلئے ایک حکم ہے۔

کفو کا فائدہ | یہ بیان نکاح کے متعلق ہے۔ نکاح میں کفو کا مسئلہ معاشرت خاندانی میں یک جہتی کی خاطر ہے۔ اگر خاندان والوں کو اعتراض نہ ہو تو نکاح میں کوئی حرج نہیں۔

۴:۔ سوٹ کا حکم | ہندوستان میں تو ضرور تشبہ بالنصاریٰ کے حکم میں ہے۔

۵:۔ چوڑی دار پائجامہ | چوڑی دار پائجامہ صلحاء کا لباس نہیں۔ اور اگر ٹخنے کے نیچے ہو تو ناجائز ہے۔

۶:۔ مواعظ تھانویؒ | مبارک (۷) دلی دعا ہے

۸:۔ طلب رزق | طلب رزق ہر دروازے سے کی جاسکتی ہے۔ طبیعت خیر کی طرف مائل ہے شکر کیجئے۔ ظاہری اعزاز کوئی چیز نہیں۔

۹:۔ اصول حق پر طریق استقامت | اصول حق پر استقامت کے ساتھ پہلے تکلف سے زبردستی قائم رہیئے۔ پھر عادت ہو جائے گی۔ پھر اخلاص سے عبادت ہو جائے گی۔

۱۰:۔ معمولات | مناسب ہے ۔ اللہ برکت دیں

۱۱:۔ گذشتہ معاصی کی یاد | جی نہیں استغفار کر کے بھول جایئے

۱۲:۔ مشاعرہ میں شرکت | نیت بخیر ہو تو شریک ہوں۔ بشرطیکہ فضولیات میں شرکت سے پرہیز ہو۔

۱۳:۔ امتیاز کافر و مسلم | بڑا فرق یہ ہے کہ مسلمان کا ہر کام خواہ وہ اخلاقی ہی ہو صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہوتا ہے ۔ اور کافر اس سے محروم رہتا ہے اس لئے اسکا کوئی کام جو بظاہر نیک سمجھا جاتا ہے ۔ نیک نہیں ۔ نیک کام وہی ہیں جو صرف خدا تعالیٰ کی رضامندی کیلئے اور اوس کے حکم کی تعمیل میں ہو۔

۱۴:۔ مستحسن شاعری | شاعری جس میں حق کی حمایت اور خدا و رسول کی حمد و مدح اور مواعظ اور اخلاقی تعلیمات ہوں ۔ جائز ہیں یا جن سے نیک جذبات کی تحریک ہو

مکتوب ۱۱/۸۷

مسترشد

۱:۔ اکثر طبیعت پریشان رہتی ہے ۔ سکون کم ملتا ہے

۲:۔ علی گڑھ کی فضا تو عجیب ہے ۔ جو میری طبیعت کو موافق نہیں ۔ یہاں کے لوگوں سے کس طرح میل ملاپ رکھا جائے ۔

۳:۔ قرآن شریف روزانہ بلا ترجمہ پڑھتا ہوں ۔ ترجمہ سے پڑھنے کو طبیعت چاہتی ہے

۴:- جھوٹ بولنے کی عادت کافی ہے۔ اس کے چھوڑنے کی کیا صورت ہے

۵:- کسی غیر مسلم یا مسلم سے اس نظریہ سے دوستی رکھنا کہ کبھی اس سے نفع پہونچنے کی امید ہے توکل کے خلاف اور برا تو نہیں ہے۔

۶:- کس صورت سے اسلام پر مکمل طریقہ سے عمل ہو سکتا ہے۔

۷:- اپنے کو دنیا کے سے ہیچ سمجھتا ہوں۔ اس کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ اپنے کو کچھ معطل سا پاتا ہوں۔

۷:- مزاج میں تلون بہت زیادہ ہے۔ ذہنی کشمکش سے قوت ارادی بہت کمزور ہوگئی ہے۔ معاملات بہت دیر میں طے کر پاتا ہوں۔

۸:- بہبودیٔ دارین کیلئے دعا فرما دیجئے

۹:- کبھی کبھی احباب سینما لے جانے پر مجبور کرتے ہیں۔ میں عام طور سے بچ جاتا ہوں۔ لیکن کبھی مجبوراً جانا بھی پڑ جاتا ہے۔ اس معاملہ میں کیا رویہ ہونا چاہیئے

۱۰:- صبح فجر کی نماز کے بعد تلاوت قرآن شریف کرتا ہوں۔ اور کچھ حصہ حیات المسلمین پڑھ لیتا ہوں۔ اس کے علاوہ پنجوقتہ نماز اکثر جماعت سے۔ اور جب یاد آجاتا ہے تو لا إله إلا الله اس کے علاوہ اور کیا معمولات ہونے چاہئیں۔

۱۱:- میری صحت تو اچھی نہیں ہے۔ کیا ہر جمعہ کو روزہ رکھ لیا کروں؟

۱۲:- شکر کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس کے حصول کا کیا طریقہ ہونا چاہیئے۔

خادم مختار

حضرۃ الشیخ رحمہ

۱:۔ پریشانی کا سبب کیا ہے۔

۲:۔ لوگوں سے میل ملاپ کا طریقہ | اپنے کاموں میں معروف رہیں اور غیر سے بلاضرورت میل جول نہ بڑھائیں۔ صالحین سے ملنا چاہیئے اور غیر صالح سے بقدر ضرورت۔

۳:۔ مطالعۂ ترجمہ قرآنی برائے عمل ہو | مولانا (حضرت اشرف علی تھانوی مراد ہیں مرتب) کا ترجمہ پڑھیں اور اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو دریافت کرلیں۔ ترجمہ صرف عمل کی نیت سے پڑھیں۔

۴:۔ کذب | استغفار کیجئے۔ اوس مواخذہ کو یاد کیجئے جو کاذب سے کیا جائے گا۔ اور اوس عذاب کو یاد رکھیئے۔ جو جھوٹے کو دیا جائے گا۔ اللھم ارحمنا۔ خدا نے جھوٹے پر لعنت بھیجی ہے۔

۵:۔ مسلم اور غیر مسلم سے میل | کسی مسلمان یا غیر مسلم سے اس نیت سے میل رکھنا کہ اوس کے شر سے بچا رہوں جائز ہے۔ نفع کی امید تو خدا تعالیٰ ہی سے ہے

حب و بغض للہ ہو | محبت اور دشمنی صرف خدا کیلئے چاہیئے۔

۶:۔ اسلام پر عمل کا طریقہ | تدریج اور آہستگی سے کام شروع کیجئے۔ پہلے عقائد درست کیجئے۔ پھر عبادات کی تکمیل کیجئے۔ پھر اخلاق سنواریئے۔ پھر آگے بڑھیئے۔ گناہوں سے فی الفور کنارہ کشی اور استغفار ضروری ہے۔

تواضع | یہ باتیں اچھی ہیں۔ ابھی گو مستقل نہیں پھر انشاءاللہ مستقل

ہو جائیں گی۔

۷۔ تلون مزاجی | اس کے ازالہ کی اللہ تعالیٰ سے دعاء کیجئے۔ اور اس سے مدد مانگیئے۔ وہ انشاء اللہ مدد فرمائیں گے۔ مایوس نہ ہوجیئے

۸۔ دل سے دعاء کرتا ہوں۔

۹۔ سینما کا حکم | کبھی نہ جائیے۔ اور دوستوں سے صاف کہہ دیجئے کہ یہ خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے۔

۱۰۔ معمولات | بالفعل یہ کافی ہے۔

۱۱۔ روزہ | دوشنبہ کو یا جمعرات کو رکھ سکتے ہیں۔

۱۲۔ شکر کیا ہے | شکر کے معنی یہ ہیں کہ انعامات کو محض فضل الٰہی جانا جائے۔ جو اوس نے اپنے بندہ کو اوس بندہ کے کسی ذاتی استحقاق کے بغیر عطا فرمائے ہیں۔ بحمداللہ یہ کسی مسلمان پر مشکل نہیں ——— "سید سلیمان"

مکتوب ۱۲/۸۸

علی گڈھ[1] ——— از سید سلیمان بہ اخی فی اللہ دام رشدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں تین ماہ سے مدراس و بمبئی و دکن کے سفر سے دو تین روز ہوئے کہ واپس آیا ہوں۔ آپ کے کئی خطوط ملے آپ کی اس محبت اور یاد فرمائی کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیں۔

---

[1] پوسٹ کارڈ ہے علی گڑھ غلطی سے لکھا گیا ہے۔ ڈاکخانہ کی مہر اعظم گڑھ کی ہے (مرتب)

کچھ اعزہ و احباب اگر بے تکلف بلا دعوت و اہتمام جمع ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں ورنہ خلاف سنت ہے۔

مسواک و برش کا حکم | حدیث شریف میں خاص طور سے پیلو کی مسواک کی خصوصیت نہیں آئی۔ تاہم اتباع کامل اسی کو چاہتا ہے۔ ٹوتھ برش اگر کسی ضرورت یا مصلحت سے کیا جائے جیسے مصنوعی دانتوں کے سٹ کی صورت میں تو جائز ہے۔ ورنہ اس سے بچا جائے۔

سینما اور اس کے ذریعہ تعلیم کا حکم | سینما میں شرکت ہر حال میں برا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ اوسکی برائی کم یا زیادہ ہو جائے گی۔ سینما کے ذریعے سے تعلیم کا وہی حکم ہے۔ جو تصاویر کے ذریعہ سے تعلیم کا۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قلبی و جسمانی راحت عطا فرمائیں۔

والسلام۔ سید سلیمان ۲ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ

مکتوب ۱۳/۸۹

مسترشد ______________

۱:- مکرمی و محترمی۔ السلام علیکم

اس سے قبل کئی عریضہ ارسال کر چکا ہوں۔ مگر جواب سے محروم رہا۔ شاید آپ سفر میں تھے۔

۲:- امسال P.C.S اور finance کے امتحانات میں ناکامی

رہی۔ آئندہ سال پھر ان دونوں امتحانات میں بیٹھنے کا خیال ہے۔ آپ بہبودی دارین کے لئے دعا فرمائیں۔

۳:۔ آج کل سکون قلب قائم نہیں رہتا۔ ان ناکامیوں کی بناء پر اپنی نااہلیت محسوس ہوتی ہے۔

۴:۔ جو کام کرتا ہوں ثواب کی نیت اور یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ پھر نہ معلوم مقابلہ کے امتحان کی تیاری کیوں نہیں کرپاتا۔

۵:۔ کچھ خانگی مالی حالت کی وجہ سے طبیعت پریشان رہتی ہے۔ اور ہر وقت یہ محسوس ہوتا ہے کہ جتنی زندگی گذری سب ضائع ہوئی۔

۶:۔ آج کل چار وقت کی جماعت ہے۔ فجر کی اکثر قضا ہوجاتی ہے۔

۷:۔ یہاں پر ہم لوگوں نے ایک مجلس اسلامیات قائم کی ہے۔ ہم لوگ دار المصنفین کی بھی اکثر اچھی مذہبی کتابیں اپنے یہاں رکھنا چاہتے ہیں۔ مجلس نے مجھے اس کام پر مامور کیا ہے۔ اگر مناسب ہو تو کتب میرے پتہ پر بھجوا دیجئے گا۔

۸:۔ پچھلے خطوط میں جناب کے تشریف لانے کے متعلق اصرار کرچکا ہوں آپ مارچ میں تشریف لائیں تو بہت بہتر ہوگا۔

۹:۔ میرے دوست جو کہ اچھے عہدوں پر ہیں وہ جب مجھے ملنے آتے ہیں تو ان کے سامنے ذلت محسوس ہوتی ہے۔

۱۰:۔ شائد خلفشار کی وجہ سے بھی لوگوں کے ذہنوں میں مرتسم ہے کہ جسکے پاس عزت و مال ہے۔ اسکی کامیاب زندگی ہے۔ اورغریب شخص کی ناکامیاب ۔ (خادم مختار)

حضرۃ الشیخ رح

۱:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ معذوری لکھ چکا۔

۲:۔ طلب رزق | اللہ تعالیٰ کی مصلحت اسی میں ہو گی۔ پریشانی اور مایوسی نہ ہو۔ ہر وہ شے جس کو ہم پسند کرتے ہیں۔ ضرور نہیں کہ وہ ہمارے لئے بہتر ہی ہو۔ علم غیب خدا ہی کو ہے۔ اسی کو معلوم ہے کہ ہمارے لئے کیا مفید ہے۔ ہمارا غم اپنے جہل کے سبب ہے بہبودئ دارین کی دعاء ہے۔

۳:۔ اسباب معیشت میں ناکامی کی حکمت | مایوس نہ ہوں۔ خدا پر توکل رکھیں کہ وہ ہم پر ہم سے زیادہ مہربان ہیں۔ (کیا) ڈاکٹر زخم پر نشتر جو لگاتا ہے۔ جس سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے۔ مگر وہی نشتر ہمارے لئے بہتری کا سامان ہے۔

۴:۔ اعمال صالحہ کا صلہ رضائے دنیا نہیں | اس کا خیال نہ کیجئے۔ دیکھئے انبیاء علیہم السلام اور آئمہ اور اولیاء رحمہم اللہ پر کیسی کیسی مصیبتیں آئیں نیک کاموں کا صلہ بڑی نوکری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مقبولیت اور حصولِ رضائے الٰہی ہے۔

۵:۔ نیک عمل ضائع نہیں ہوتے | جو نیک اعمال اس عمر میں ہو جاتے ہیں۔ وہ ضائع نہیں ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

۶:۔ مناسب ہے جماعت کی پابندی اپنی طرف سے قائم رکھیئے۔ غفلت ہو جائے تو استغفار کیجئے۔

۷۔ مبارک ہے۔
آپ منیجر صاحب دار المصنفین کو لکھیں۔

۸۔ معذرت ظاہر ہے۔

۹۔ فکر دین نعمت عظمیٰ ہے | اس سے شرمندہ نہ ہو جئے۔ بلکہ شکر کیجئے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے یہ رحم فرمایا کہ دین کا خیال بخشا۔ اس نعمت کی قدر کیجئے اور سب نعمتوں سے بڑھ کر سمجھئے۔

زخارف دنیوی لائق التفات نہیں | سوٹ بوٹ، کوٹھی اور موٹر وغیرہ بے وقعت چیزیں ہیں۔ دنیاوی اہل کمال تک ان چیزوں کو خاطر میں نہیں لاتے پھر دینی اہل کمال ان کو کہاں تک وقعت کے قابل سمجھ سکتے ہیں۔

۱۰۔ معیار عزت تقویٰ | بے شبہ یہی بات ہے۔ عزت کا معیار غلط ہے۔ اس کو سمجھ لیں تو پھر خلفشار نہ ہو۔ عزت کا معیار تقویٰ ہے نہ کہ مشاہرہ و تنخواہ

مکتوب ۱۴/۹۰

مسترشد

۱۔ مکرمی و محترمی السلام علیکم۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

۲۔ میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعا فرما دیا کیجئے۔

۳۔ طبیعت مذہبی کتب کے مطالعے کو چاہتی ہے۔ قرآن شریف کی تلاوت مع معنی کرتا ہوں۔

۴:۔ مقابلے کے امتحانات کی تیاری بھی طبیعت پر جبر کر کے کرتا ہوں۔

۵:۔ آج کل معاشی و مالی مسائل کی بنا پر طبیعت پریشان رہتی ہے۔ جب پریشانی زیادہ ہوتی ہے تو قرآن شریف کی تلاوت کر لیتا ہوں۔ اس کیلئے بہتری کی دُعاء فرما دیجئے۔

۶:۔ تقویٰ کس چیز کو کہتے ہیں۔ اور اس کے حصول کے ذرائع کیا ہیں۔

حضرت الشیخ مدظلہ

از بیچمدان سلیمان بہ اخی فی اللہ حقق اللہ آمالکم

۱:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمدللہ۔ حسب سابق مع الخیر ہوں۔

۲:۔ بدل اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے دعاء ہے

۳:۔ مطالعہ کتب دینی | یہ شغل مبارک ہے

۴:۔ طلب رزق | ذریعہ حصول رزق سمجھ کر اسکی طرف دل لگائیے۔

۵:۔ ذکر سبب اطمینان ہے | اچھی بات ہے۔ اللہ کے ذکر سے اطمینان ہوتا ہے۔ ہر حال میں دعاء ہے۔

۶:۔ اہمیت و حقیقت تقویٰ | تقویٰ قلب کی ایک کیفیت ایمانی کا نام ہے۔ جس کی بناء پر بندہ کو ہر وقت اپنے مالک کی رضا جوئی کا اہتمام رہتا ہے۔ اور ہر کام کے کرتے وقت یہ خیال قائم رہتا ہے کہ یہ کام مالک کی نظر میں جائز ہے یا نہیں اور اس کے حکم کے مطابق ہے یا نہیں۔ مطابق ہو تو کرے ورنہ اس سے احتراز کرے۔

تقویٰ بڑی اہم چیز ہے اور حاصل کیجئے سارا قرآن پاک اسکی اہمیت سے معمور ہے

۱۵ ج ۱
۱۳۶۴ھ

مکتوب ۱۵/۹۱

مسترشد

مکرمی و محترمی السلام علیکم

۱:- اُمید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔ بندے کیلئے بھی بہبودئ دارین کی دُعا فرمادیجئے۔

۲:- آجکل سینما میں بعض تصاویر خاص طور سے انگریزی سوشل اور تعلیمی آتی ہیں۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

۳:- تصاویر کے ذریعہ تعلیم کا کیا حکم ہوگا

۴:- عمل صالح کی کیا حدود ہیں۔ عمل صالح میں کیا شامل ہے۔

۵:- مودودی صاحب کی تقریباً سب کتابیں پڑھیں۔ جہاں تک ملازمت کا تعلق ہے وہ کافر حکومت کی ملازمت کرنیوالے کو صحیح مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ اس معاملہ میں اور اُن کی تحریرات کے معاملے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

۶:- کیا حال ہیں آپ دہلی یا علی گڑھ کی طرف تشریف لائیں گے۔

۷:- انگریزی تعلیم کے متعلق جمہور علماء کی کیا رائے ہے ــــ خادم مختار

حضرت الشیخ رحمہ اللہ

اخی فی اللہ اسعدکم اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱:- اچھا ہوں اور آپ کی بہبودی اور خیر کا داعی ہوں۔

۲:- **تصاویر کا حکم** | اسلام میں ذی روح تصاویر ناجائز ہیں۔ یہ تصاویر درحقیقت فحاشی اور گنہگاری کے مجسمے ہیں۔ اور ان کا سینما بنانا اگر کوئی

۳۔ اچھائی بھی رکھتا ہو تو اس کے مقابلے میں اوسکی برائیاں صدہا مرتبہ زیادہ ہیں۔ یہ گنہگاری اور عریانی اور عفت سوزی کے اڈے ہیں۔ جن کا اعتراف بارہا کیا جاچکا ہے۔ اور ہر روز شاہد ہے وہاں جانا برائیوں اور بدیوں کے ساتھ موالات اور معاونت کرنا ہے۔

۳۔ جواب گذر چکا۔

۴۔ تعریف عمل صالح | عمل صالح ہر وہ کام ہے۔ جس کے کرنے کا شرع نے حکم دیا ہے یا اوس کا کرنا اچھا سمجھا ہے۔

۵۔ کافر کی حکومت کی ملازمت کا حکم | مولانا مودودی صاحب اس بارہ میں جو کچھ کہتے ہیں وہ سب ہی علماء محققین کہتے ہیں۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ مودودی صاحب ہر مسلمان پر اوسکو ہر حال میں واجب ٹھہراتے ہیں۔ اور دوسرے علماء اس میں کچھ تفصیل کرتے ہیں۔ تفصیل یہ ہے کہ اصحاب عزیمت کیلئے وہ وہی کہتے ہیں۔ لیکن ضعیف الہمتہ کیلئے جو رزق کی تنگی کی تاب نہ لاسکے۔ اسکی اجازت دیتے ہیں۔ کہ وہ رسوخ ہمت تک یا کسی دوسری جائز آمدنی کے ذریعہ تک اس ذریعہ سے مستفید ہو۔ اور اپنے اس فعل کو دل سے بُرا سمجھے اور اللہ تعالیٰ سے جائز اور غیر مشکوک آمدنی کی دعاء مانگے۔ اور کوشش میں لگا رہے۔ تا آنکہ کامیابی ہو۔ وہ اجازت اس لئے دیتے ہیں۔ کہ ایسا نہ ہو کہ سخت زندگی یا فقر و فاقہ کی زندگی کی تاب نہ لاکر دوسری بدترین برائی میں گرفتار نہ ہو جائے دوسری چیز یہ ہے کہ اگر سارے مسلمان گورنمنٹ کی ملازمت کو اپنے

اوپر حرام کر لیں تو اس محکومی کی صورت میں حکومت کے افراد سے اون پر جو مظالم ہوں گے۔ اون کے انسداد کی کیا تدابیر ہوں گی اور مسلمانوں کی حالت محکومی کی کیسی ہو گی۔ اس لئے جو لوگ ناجائز گورنمنٹ ملازمت میں جائیں تو یہ دونوں باتیں سامنے رکھ لیں کہ اون کا مدعا صرف حصولِ رزق ہے۔ جو اس وقت صحیح ذریعہ سے نہیں مل رہی ہے۔ لیکن جب ملیگی تو چھوڑ دیں گے۔ اور دوسری یہ کہ وہ مسلمانوں پر سے مظالم کے انسداد کا اہتمام کریں گے۔

۶:۔ شاید سفر ہو۔ میرٹھ جانا ہوگا۔

۷:۔ اس کا جواب تفصیل کا محتاج ہے۔ جسکی اسوقت فرصت نہیں۔

(سید سلیمان ۸ رمئی ۱۹۴۵ء)

مکتوب ۱۶/۹۲

مسترشد ———— (بذریعہ ڈپٹی سید حسین صاحب) ————

مکرمی و محترمی۔ السّلام علیکم۔

۱:۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

۲:۔ میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دُعا فرما دیجئے گا۔

۳:۔ کیا حال میں آپ میرٹھ تشریف لائیں گے۔

۴:۔ معاش کا سامان نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت کو سکون نہیں۔ جو لوگ عیش و عشرت سے زندگی گزارتے ہیں۔ اور بڑے لوگ کہلاتے ہیں۔ ان کی طرف طبیعت کھنچتی ہے اور طبیعت چاہتی ہے کہ ویسی ہی زندگی بسر کیجاتے۔

۵:۔ آپ نے گورنمنٹ سروس کے متعلق جو کچھ لکھا اس سے میں یہ سمجھا کہ تقویٰ اور اہل ہمت کیلئے اس سے احتراز ہی لازم ہے۔ لیکن بوجہ مجبوری اِس کو اختیار کیا جا سکتا ہے ——— خادم۔ مختار

حضرۃ الشیخ رح

اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

۱:۔ الحمدللہ بخیر ہوں۔

۲:۔ آپ کے رزق ظاہری و باطنی کیلئے اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا ہے۔

۳:۔ میں ۱۲ مئی کو آیا تھا۔ آج ۱۶ جون کو واپس جا رہا ہوں۔

۴:۔ طلب رزق و اسباب معیشت | بالکل صحیح ہے۔ کہ آپکی طبیعت کو یکسوئی حاصل نہیں۔ کیونکہ آپ اسباب معیشت کیطرف سے مطمئن نہیں۔ اور اسباب معیشت سے دوسری طرف قناعت بھی نہیں۔ اسباب معیشت اسقدر جس سے متوسط گزران ہو سکے گو کافی ہے۔ اور اس سے زیادہ کی خواہش ہوس ہے۔ اور ایسا آدمی جسمیں قناعت نہیں۔ کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اول کوئی رزق کی تدبیر اور کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جو مل جائے۔ اوس پر قناعت کرنی چاہیے۔ ظاہری زندگی کی خوشحالی اللہ تعالیٰ کی نعمت ضرور ہے۔ مگر اوس کا اثر آخرت پر کچھ نہیں۔ جو جتنا ہلکا ہے۔ وہ قیامت میں بھی اتنا ہی ہلکا رہے گا۔

دولتمندی ذریعہ عزت نہیں	دولت مندی ہی سے عزت نہیں ملتی

عزت نیکی اور نکوکاری سے ملتی ہے۔ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین ۔ اس خیال کو دور کیجئے۔ اور دنیا کے خزف ریزوں کو عزت کا مدار نہ جانئے۔ کہ یہ لوگ اللہ کی راہ سے دور ہیں۔ آپ صرف رزق ضروری طلب فرمائیں اور جو ملے اوس پر قناعت فرمائیں یہی اطمینان کا راستہ ہے

۵: صحیح ہے۔

والسلام ۔ سید سلیمان ۱۶ رجون ۱۹۴۵ء

مکتوب ۱۷/۹۳

مسترشد

مکرمی ومحترمی ۔ السّلام علیکم

۱:- اُمید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

۲:- میرے لئے بہبودی دارین کی دعا فرما دیجئے گا۔

۳:- اس ہفتہ قلب کی عجیب کیفیت رہی ہے انتہا پریشان رہا۔ سکون قطعی میسر نہ تھا۔ نماز پنجوقتہ بھی ٹھیک نہ ہوسکی۔ اور حسب دستور قرآن مبارک بھی نہ پڑھ سکا۔ نماز پڑھنے پر طبیعت ٹھیک مائل نہ ہوتی تھی۔

۴:- آجکل میں finance کے امتحان کی تیاری کر رہا ہوں۔ امید کامیابی کی کافی ہے۔ لیکن جب ناکامی کا وسوسہ آجاتا ہے تو طبیعت عجب پریشان ہوتی

ہے۔ شاید یہ پریشانی ایمان کی کمزوری کے باعث ہے۔

۵:۔ مجھے کچھ محسوس ہوتا ہے کہ میں شکر بہت کم ادا کرتا ہوں۔

۶:۔ کیا آپ میرٹھ حال میں تشریف لائیں گے۔ جون و جولائی کا آپ کا کیا پروگرام ہے۔

۷:۔ آجکل والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ بھی علیل ہیں۔ ان کی صحت کے لئے بھی دعاء فرما دیجیئے گا۔

۸:۔ کیا غیر متقی والدین و اعزہ ان غیر رشتہ دار متقی احباب سے زیادہ قابل عزت اور حقدار خدمت اور لائق محبت ہیں۔ یا ایک سچے مسلمان کی محبت متقی لوگوں ہی سے ہونی چاہیئے۔ چاہے وہ غیر ہوں یا عزیز، کیونکہ مسلمان کی دوستی دشمنی سب بوجہ اللہ ہوگی؟ خادم مختار

حضرۃ الشیخ رح

اخی فی اللہ رزقکم اللہ تعالیٰ

۱:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمدللہ بخیر ہوں۔

۲:۔ دلی دعا ہے۔

نماز پنجگانہ اون فرائض میں سے | فرائض کی پابندی طوعاً کرہاً چاہیئے

ہے۔ جو کسی حال میں معاف نہیں۔ اگر کسی غایت مجبوری سے ایسا پیش آئے تو فوراً قضا پڑھی جائے۔ اور استغفار کیا جائے۔ ذرا سستی کو راہ نہ دیا جائے۔ اس کے بغیر اس راہ کی ہوس بے کار ہے۔ خواہ دل چاہے یا نہ چاہے ہر حال میں پڑھی جائے۔ دل چاہنے پر یہ امر موقوف نہیں

اگر دل نہ چاہنے پر دل کو مجبور کر کے پڑھا جاتے۔ تو مجاہدہ کا ثواب مزید ہوگا۔

دوا مریض کی خواہش کے مطابق نہیں ہوتی | ایسے نشیب و فراز عمر میں پیش آتے ہیں۔ لیکن بہرحال جادۂ استقامت سے قدم نہ ہٹے کیا دوا مریض کے دل چاہنے پر موقوف ہے۔ پھر تو مرض کا ازالہ ہو چکا۔

۴:۔ طلب رزق و پریشانی | اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں آپ کسی نماز کے بعد "یا رزاق" "یا وہاب" ۳۰۰ دفعہ پڑھا کریں۔

یہ بات ایمان کی کمزوری کے باعث نہیں پریشان روزگاری کے باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ اِسکو جلد دور فرمائیں۔

۵: شُکر | شکر کے معنی یہ ہیں کہ ہر نعمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانیں۔ زبان سے اور دل سے اقرار کریں۔ زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہیں اور دل سے سمجھیں کہ یہ رب کے فضل سے ہے اور اوس نعمت کا عملاً شکر یہ ہے کہ اس نعمت سے کام لیں اور دوسروں کو بھی اس سے مستفید کریں۔

۶:۔ جون تو اب ختم ہے۔ جولائی کے اول میں تو یہیں قیام ہے۔ اواسط میں سورت احاطہ بمبئی کا قصد ہے۔ پھر اواخر میں واپسی۔

۷:۔ ان مریضوں کی صحت کی دُعا کی گئی۔ آپ درود کے بعد "یا سلام" ۳۰۰ بار پڑھ کر ان پر دم کریں۔

۸:- محبت، محب طبعی و ایمانی | محبت قلب کا فعل ہے اور خدمت جوارح یعنی اعضاء کا یا مال کا۔ ایمانی محبت تو صرف اہل تقویٰ سے ہو۔ طبعی محبت والدین و اقرباء غیر متقی سے ہو تو کچھ حرج نہیں۔

غیر متقی اعزہ کے تعلق و محبت | والدین اور اعزہ اگر غیر متقی بھی ہوں تو بھی ان کا حق خدمت ادا کیا جائے۔ یہاں تک کہ کافر ہوں تو بھی۔ اون کی جسمانی اور مالی امداد کی جائے۔ اگر ضرورت ہو۔

والسلام۔ ہیچمدان سید سلیمان۔ ۱۷ رجب ۱۳۶۴ھ

مکتوب ۱۷/۹۴

مسترشد

حضرت مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

۱:- امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

۲: فائنلس کے امتحان کی تیاری کر رہا ہوں۔ کامیابی کی دعا فرما دیجئے۔

۳:- اس ماہ رمضان میں مشغولیت کی بنا پر مسجد میں تراویح پڑھنا مشکل نظر آتا ہے۔ کیا گھر پڑھنا ضروری ہے۔ یا بعد فراغت امتحان بھی ادائیگی کی کوئی صورت ممکن ہے تراویح کے متعلق کیا حکم ہے۔

۴:- آجکل فجر کی نماز جماعت سے نہیں ہوتی کہ دیر میں اٹھتا ہوں۔

۵:- نماز سن بلوغ سے متواتر پڑھتا ہوں۔ لیکن سال میں سب مل کر تقریباً ایک ماہ کی نمازیں اندازاً قضا ہو جاتی ہوں گی۔ ان کی قضا کا خیال ہے۔ کس طرح ادا کی جائیں۔

۶:۔ آجکل بعد نماز فجر ایک تسبیح استغفار اور درود شریف کی اور کبھی کبھی نماز کے بعد تسبیح "یا رزاق، یا وھاب" کی تین تسبیح پڑھ لیتا ہوں۔

۷ بعض لوگ مولانا تھانویؒ کے خلفاء مثلاً محمد عیسٰی صاحب و خواجہ مجذوب صاحب پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ وہ لوگ اگر متقی پرہیزگار اور اہل محبت تھے تو کیا آخری عمر تک یہ نہ کر سکے۔ کہ گورنمنٹ کی ملازمت چھوڑ دیں۔ اور کوئی دوسرا ذریعۂ معاش اختیار کریں۔ اگر وہ ملازمت پر مطمئن تھے۔ جیسا کہ ان کے ملازمت کو ترک نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے تو وہ لوگ اتنے بڑے متقی کہاں ہوئے اس اعتراض کا کیا جواب دیا جائے۔

۸:۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا تھانویؒ اور ان کے مسلک والوں میں جہادی جذبہ کی کمی ہے۔ وہ لوگ غلامی سے مطمئن ہیں۔ اور گورنمنٹ جو باطل کا پتلا ہے اس کے ساتھی ہیں۔ اس اعتراض کا کیا جواب ہے۔؟

۹:۔ میں مسلم لیگ کو حق پر سمجھتا ہوں۔ اس بنا پر مولانا حسین احمد مدنی اور دیگر علماء جو کانگریس کے حامی ہیں۔ اُن سے بُعد ہے۔ کیا ان علماء سے بُعد ہونا اور مناسبت نہ ہونا اور تھوڑا سا جذبۂ نفرت بھی ہونا معصیت تو نہیں؟

۱۰:۔ بجنور کے دیندار لوگوں کی درخواست ہے کہ آپ بجنور تشریف لا کر وعظ وغیرہ فرمائیں۔

۱۱:۔ مجھے پیوند وغیرہ کا کپڑا پہننے میں کچھ عار محسوس ہوتی ہے۔ یعنی اپنے ساتھیوں میں پہننے کو طبیعت نہیں کرتی۔ کیا یہ تکبر ہے۔؟

۱۲:۔ رمضان شریف میں آپ کا قیام کہاں رہے گا۔

۱۳:- کبھی کبھی کسی دوست کے ساتھ کھانے میں کسی ہوٹل وغیرہ میں چھری کانٹا استعمال کرتا ہوں۔ کیا ایسا نہ چاہیئے۔ خادم مختار

۳۱ جولائی ۱۹۴۵ء

حضرت الشیخ رح

اخی فی اللہ تعالیٰ ادام توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱:- الحمدللہ یہ ہیمدان مع الخیر اور داعی خیر ہے

۲:- ولی دعاء ہے۔

۳:- قضاء تراویح | تراویح کی قضا نہیں۔ اگر جماعت کے ساتھ نہ ہو سکے تو گھر پر پڑھ لیں۔ مگر معمولی عذرات پر جماعت کی تراویح ترک نہ کریں۔ امتحان کی تیاری کی محنت کے سبب سے عذر موقت ہو تو گھر پر پڑھ لیا کریں

۴:- عزیمت صبح اٹھنے کیلئے ضروری ہے | صبح کو اٹھنا ضروری ہے۔ عادات میں تبدیلی عزیمت سے ہوتی ہے۔ جیسے کہیں سویرے سے جانا ہو تو کیسے اُٹھ جاتے ہیں۔ ساتھ ہی توفیق کی دُعاء مانگیئے۔

۵:- قضائے نماز | نماز کسی وقت کی کسی حال میں سوائے اضطراری مجبوری کے قضا نہیں کی جا سکتی۔ اور قضا نماز کو ایک ساتھ ایک دفعہ یا فرض نمازوں کے پہلے یا پیچھے قضا کی نیت سے ہر وقت کی نماز ادا کرلی جائے۔

۶:- پڑھا کریں۔

۷:- ملازمت کا حکم | سرکار کی تمام ملازمتوں کا یکساں حکم نہیں۔ مثلاً فوجی ملازمت اور قضائے خصومات (ججی و منصفی و ڈپٹی کلکٹری وغیرہ)

کا جو حال ہے۔ وہ ڈاکخانہ اور ریلوے کی ملازمتوں کا نہیں۔ اسی طرح تعلیمات کی ملازمتوں کا درجہ بھی محرمات بعینہٖ کا نہیں ہے۔ خواجہ صاحب کا حال آپ کو معلوم نہیں کہ ڈپٹی کلکٹری سے مستعفی ہو کر تعلیمات کی انسپکٹری قبول کی تھی۔ اسی طرح مولانا عیسیٰ صاحب جو بی۔ اے تک پڑھے تھے۔ اسکول میں انگریزی کے ماسٹر تھے۔ مگر بفضل خدا اونہوں نے عربی پڑھی اور عربی کے مدرس ہو گئے۔ کوئی اتنا بھی تقویٰ کرے تو بہرحال ہم سے اور معترضوں سے بہتر ہے۔

۸: **جہاد** | جہاد صرف کانگریس کی ممبری اور اس کیلئے جیل جانے کا نام نہیں۔ بلکہ دین کی بلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے تکالیف جانی و مالی کو گوارا کرے۔ یہاں تک کہ جان بھی اس راہ میں چلی جائے۔ گو جان دینے کے بھی شرائط ہیں۔

۹: **شخصی نفرت جائز نہیں** | شخصی نفرت نہ کیجئے۔ اوس کے اوس کام کو بُرا سمجھئے۔ خصوصاً مولانا حسین احمد صاحب کے تو بڑے مرتبے ہیں۔ مگر اونکی رائے کی اگر غلطی ہے۔ تو ایسی غلطی ہر ایک سے ممکن ہے۔ بہرحال اکرام مؤمن یعنی مؤمن کا بحیثیت مؤمن کے اکرام ضروری ہے دل پر اگر قابو نہیں تو معذوری ہے۔ مگر زبان اور ہاتھ پاؤں سے بالقصد اس اکرام کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔

۱۰: بوجہ ضعف اور بیماری کے میرا حال تقریر و وعظ کیلئے یکساں نہیں رہتا۔ ممکن ہے کہ کبھی طبیعت حاضر ہو تو میں حاضر ہو جاؤں۔ مگر وعدہ نہیں کرتا۔

۱۱۔ تکبّر و خجلت | اگر آپ دل سے اس کو بُرا سمجھتے ہیں تو یہ تکبّر ہے۔ اور اگر الف وعادت کے خلاف ہونے کی وجہ سے آپ کو شرم محسوس ہوتی ہے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے آپ بے شیروانی کے کبھی گھر سے باہر نہ نکلنے میں عادت کے خلاف ہونے کی وجہ سے حجاب محسوس کرتے ہیں۔ تو یہ تکبّر نہیں۔ تاہم کبھی کبھی بالقصد اس عادت کے خلاف کرنے سے یہ بات دور ہو جائے گی۔ انشاء اللہ

۱۲۔ غالباً یہیں رہے گا۔

۱۳۔ چھری کانٹے کا حکم | اگر سخت معذوری نہ ہو تو پرہیز کرنا چاہیے۔ کہ یہ ہمارے ملک میں تشبہ بالنصاری ہے۔ مگر یورپ میں تشبہ نہیں کہ وہاں سب ہی اس طرح کھاتے ہیں۔ مگر سنت کے ثواب سے محرومی ہوگی۔ والسلام۔ ہیچمدان سلیمان ۲۸ شعبان ۱۳۶۴ھ

مکتوب ۱۹/۹۵

۹۔ ممتاز ہاؤس۔ اکتوبر ۴۵ء

۱۔ مکرمی و محترمی السلام علیکم

۲۔ اس سے قبل دو تین خطوط جو میں نے ارسال کیے۔ ان کے جواب سے اب تک محروم ہوں۔

۳۔ یہاں پر میں نے امسال اپنے احباب کی مدد سے ایک مجلس اسلامیات قائم کی ہے۔ جس میں خدا کا شکر ہے کہ خلوص سے کام کرنے والے

تقریباً ۱۰۰ طلبہ اور اساتذہ شامل ہو گئے ہیں۔ یہاں پر اشتراکیت کے مقابلہ میں اسلامی لٹریچر کی خاص ضرورت ہے۔

۴۔ آپ بھی تشریف لاکر مجلس اسلامیات میں تقریر فرمائیں۔

۵۔ مجلس اسلامیات کے سلسلے میں ہم نے ایک ریڈنگ روم اور لائبریری بھی قائم کی ہے۔ اگر آپ مجلس اسلامیات کے سکرٹری کے نام معارف جاری کرادیں تو بہتر ہوگا۔ ابھی ہمارے پاس فنڈ بہت ہی کم ہے۔ خادم مختار

حضرت الشیخ رح

از ہیچمدان سلیمان

۱۔ اخی فی اللہ زادکم اللہ توفیقا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲۔ میں سفر میں تھا اور ڈاک یہیں رکی رہی۔ آپ کے متعدد خطوط ملے سب کے جواب علیحدہ علیحدہ لکھتا ہوں اور لفافے واپس کرتا ہوں۔

۳۔ اشتراکیت کے مقابلے کا اسلامی لٹریچر | مبارک کام ہے ضرور شرکت کیجئے۔ اور تمام لٹریچر کو جمع کیجئے جو مسلمانوں نے اس بحث پر لکھے ہیں۔ مثلاً (۱) رسائل مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی۔

(۲) مضامین مولوی مسعود عالم صاحب ندوی۔ (۳) "اسلام اور سود" ڈاکٹر انور اقبال قریشی حیدر آباد دکن۔ (۴) مضامین مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی۔

(۵) "رسالہ اشتراکیت اور اسلام"۔ مولوی مسعود عالم صاحب ندوی۔ دار المصنفین۔

۴۔ اس وقت حاضری سے معذوری ہے۔

۵۔ معارف میرا ذاتی رسالہ نہیں۔

مکتوب ۲۰/۹۶

مسترشد۔ (۱) مکرمی و محترمی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخ رح:۔ اخی فی اللہ اسعدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ (۲) امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ کچھ پریشانیوں کے سلسلے میں باہر رہا۔ شملہ وغیرہ۔ آج کل جاڑے بخار میں مبتلا ہوں۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت رکھے اور کامیاب فرمائے

(۳) مسترشد: میرے لئے صحت و بہبودیٔ دارین اور فائننس میں کامیابی کے لئے دعاء فرماویں۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ آپ کی صحت اور کامیابی کی دعاء بدل و جان ہے۔

(۴):۔ مسترشد:۔ ڈپٹی کلکٹری کے امتحان میں تو ناکامی رہی۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ طلب معاش میں ناکامی | اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی مصلحت ہوگی۔ مصلحت سے کوئی کام اللہ تعالیٰ کا خالی نہیں۔ گو ہم کو معلوم نہ ہو۔ عدم علم کی بناء پر اس حکمت سے ناواقف ہوکر بے صبری اور شکایت کا کلمہ منہ سے نکال لیتے ہیں۔ استغفر اللہ

(۵):۔ مسترشد:۔ میں کس صورت سے ہر لمحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی پیروی میں گذار سکتا ہوں

حضرۃ الشیخ رح:۔ حیات نبوی مرکز امت ہے اس پر عمل کا طریق | بے شبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی ہمارا مرکز ہے۔ اور اسی کی اتباع و پیروی میں دارین کی کامیابی ہے۔ اس کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے

ایک تو اس علم کی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کیسی تھی۔ اس کا ذریعہ کتابیں ہیں یا بزرگوں کی صحبت ہے۔ دوسری چیز اوسکی پیروی پر عمل ہے اس کیلئے مسلمانوں کے دل میں عزم اور ہمت پیدا ہونی چاہیئے۔ جس عزم و ہمت سے ہم آپ دنیا کے کاموں میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اسی عزم و ہمت سے دین کے کاموں میں بھی کامیاب ہوسکتے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ

۶:- مسترشد :- آپ سے ملاقات کو طبیعت چاہتی ہے۔ کیا حال میں علیگڈھ یا گرد و نواح میں تشریف لائیں گے۔

حضرۃ الشیخ مد ظلہ :- بالفعل علی گڈھ کا قصد نہیں۔ مدراس و دکن کا ارادہ ہے۔

۷:- مسترشد :- حضرت تھانویؒ کے تقریباً ۱۰ مواعظ پڑھے۔ (خادم مختار)

حضرت الشیخ مد ظلہ :- بہت خوب۔ اللہ تعالیٰ برکت و فائدہ بخشیں۔

ہیچمدان سلیمان

مکتوب ۲۱/۹۷

پوسٹ کارڈ
اعظم گڈھ

جناب مختار احمد خان صاحب

اخی فی اللہ تعالیٰ ادام توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ میرا ارادہ ۱۰ ر نومبر تک میرٹھ پہنچنے کا ہے۔ مقام قیام سید حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر میرٹھ کینٹونمنٹ لال کرتی میں بیگم پل کے پاس ہے۔ کامیابی کا داعی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائیں۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان
۱۷ ر اکتوبر ۱۹۴۵ء

پوسٹ کارڈ۔

مکتوب ۲۲/۹۸

عزیزی مختار احمد خان معرفت جلیل ولد احمد خانصاحب ایم۔ اے
لکچرار۔ وارڈن آفتاب ہوسٹل علیگڑھ مسلم یونیورسٹی
کینٹونمنٹ میرٹھ بنک اسٹریٹ
مکان سید حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر

عزیزی محترم حقق اللہ تعالی آمالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں ۷؍ نومبر کو یہاں آگیا۔ آپ آسکتے ہیں۔ باقی خیریت ہے۔ شاید کہ پروفیسر رشید احمد صاحب کے یہاں چند روز میں اگر وہ ضرورت سمجھیں تو میں خود بھی آؤں ہنوز ملے نہیں ہوا۔ والسلام

ہیچمدان سید سلیمان ۵؍ نومبر ۱۹۴۵ء

مکتوب ۲۳/۹۹

۱:- مسترشد :- مکرمی ومحترمی! السلام علیکم

حضرۃ الشیخ رح :- اخی فی اللہ تعالی زاد اللہ تعالی توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲:- مسترشد :- امید ہے کہ جناب بخیر وعافیت ہوں گے۔

حضرۃ الشیخ رح :- الحمد للہ بخیر ہوں۔

۳:- مسترشد :- والدہ صاحبہ علیل رہیں۔ اب خدا کا شکر ہے بخیر ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:- اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ صاحبہ کو جلد شفائے عاجل وکامل بخشیں ان کی خدمت اور خوشنودی جنت کی کنجی ہے۔

مسترشد:- (۴) میرے لئے بہبودی دارین، استقامت اور امتحان میں اعلیٰ کامیابی کی دعاء فرمادیجئے گا۔

حضرۃ الشیخؒ:- دلی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ دین و دنیا کے حسنات اور امتحان کی کامیابی سے شاد کام فرمائیں۔

مسترشد:- (۵) آپ کا ماہ جنوری کا کیا پروگرام رہے گا۔

حضرۃ الشیخؒ:- میں انشاء اللہ ۱۰ جنوری کو لکھنؤ جاتا ہوں۔ ندوہ بادشاہ باغ میں قیام رہے گا۔

مسترشد:- (۶) طبیعت چاہتی ہے کہ گناہ بالکل نہ ہوں اور اگر ہو جائیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت تک کی تمام زندگی بے کار ہوئی۔ خواہش ہوتی ہے کہ پچھلے گناہوں کے تدارک کی کیا صورت ہو کہ پچھلی زندگی بے داغ نظر آئے۔

حضرۃ الشیخؒ:- گناہ نہ ہونے کی خواہش | یہ تمنا ضرور رکھنی چاہیئے۔ مگر انسان انسان ہے۔ اس لئے اس کے اہتمام کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت کی دعاء مانگتے رہنا چاہیئے۔ جب تک گناہ نہیں ہوا اوس کے روکنے کا اہتمام چاہیئے۔ اور اگر بھول ہی جائے۔ فوراً اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا جائے۔ تدارک کی صورت یہ ہے کہ پچھلے تقصیرات میں سے جس کی تلافی ہو سکتی ہو اسکی تلافی کی جائے۔ جو حقوق باقی ہوں ادا کئے جائیں نمازیں یا دوسرے فرائض باقی ہوں۔ اُن کی قضا کی جائے۔ جن بندوں

کے حقوق باقی ہوں ادا کئے جائیں. یا اون سے معاف کرایا جائے۔

مسترشد:۔ (۷) خشیت الٰہی پیدا ہونے کی کیا صورت ہے ؟

حضرۃ الشیخ رح:۔ **خشیت الٰہی کا حصول** اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت پر نظر رکھی جائے. موت اور قیامت کے ہولناک مناظر کا استحضار کیا جائے۔

مسترشد:۔ (۸) معمولات پر پابندی کیسے نصیب ہو۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ **معمولات پر طریق استقامت** اس کا علاج ہمت وعزیمت ہے بہر حال جب چھوٹ جائے تو پھر مستعدی سے شروع کر دیا جائے۔ یوں ہی گرتے گرتے ایک دن لڑکا دوڑنے لگتا ہے۔

مسترشد:۔ (۹) ذہن میں سختی کے ساتھ ہر وقت اسلامی تصور حیات نہیں رہتا. عام ساتھیوں کی صحبت سے مادی زندگی کا اثر پاتا ہوں

حضرۃ الشیخ رح:۔ **غیر اسلامی تصورات کا علاج** دینی کتابیں مطالعہ میں رکھیں اور بلاضرورت شدید ایسے احباب کی صحبت سے پرہیز کیا جائے۔

مسترشد:۔ (۱۰) ذکر وغیرہ میں کیفیت پیدا نہیں ہوتی. حصول کیفیت کی کیا صورت ہے کہ جو کچھ زبان سے نکلے اس کا اثر قلب پر ہو۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ **معمولات مثل دوا ہیں** ان امور کا فائدہ نفس کی اصلاح اور قلبی ترقی ہے. کیفیات پر نظر نہ رکھنی چاہئیے. یہ اعمال مثل دوا کے ہیں. دوا اگر خوش مزہ نہ بھی ہو اور جی بھی اس کے کھانے کو نہ چاہتا ہو. اور پھر بھی کھاتے رہیں. تو انشاء اللہ اس کا فائدہ ضرور ہوگا۔

مسترشد:۔ (۱۱) ضائع شدہ زندگی کا افسوس ہوتا ہے. اور اس کے تدارک کی فکر رہتی ہے

حضرت الشیخؒ

حیات دنیاوی کی ناپئداری اور طلب معاش | تدارک کی صورت پہلے بیان کی گئی۔ اجی دنیاوی زندگی ہے کئے دن کی جو آپ پر اسکی فکر مسلط رہتی ہے تاہم کوشش اس کیلئے بھی جاری رکھی جائے۔ اور طلب رزق کی تدبیروں سے غفلت نہ کی جائے۔ تاہم اپنے سامنے بڑی بڑی نوکریوں اور عیش و آرام کا جو تخیل ہم نے اپنے سامنے کر رکھا ہے۔ وہی ہماری بے اطمینانی کا سبب ہے۔

اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِی بِمَا رَزَقْتَنِیْ (اے اللہ مجھے اپنے رزق مقسوم پر قناعت عطا فرمائیے) یہ دعائے ماثورہ ہے۔ زندگی کی ناکامی بڑی نوکری نہ ملنے کا نام نہیں۔ بلکہ گناہوں کی زندگی کا نام ہے۔

مسترشد: (۱۲) صبر و شکر کا مطلب کیا ہے اور حصول صبر و شکر کے کیا ذرائع ہیں۔

حضرت الشیخؒ

تعریف صبر | صبر نام ہے نفس کو ناخوشگوار واقعات پیش آنے پر بھی حق پہ جمائے رکھنا اور اس ناخوشگواری کے باوجود احکام الٰہی کی بجا آوری میں کمی نہ کی جائے۔ جیسے مال حرام کھانے کو جی چاہے۔ اور ضرورت بھی (محسوس ہو) تاہم نفس کو اوس سے باز رکھنا۔ جاڑوں میں وضو کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ مگر اس تکلیف کو برداشت کر کے وضو کر لیا۔ کسی نے آپکے ساتھ برائی کی۔ اوس سے انتقام لینے کو جی چاہتا ہے۔ مگر نفس کو اوس سے باز رکھنا۔

شکر شکر کے معنی یہ ہیں کہ ہر نعمت کو محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھا جائے۔ دل سے بھی زبان سے بھی الحمدللہ کہہ کر اس کا اقرار کیا جائے۔ اور عمل سے بھی۔ والسلام ۲ر صفر ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۲۴/۱۰۰

مسترشد: (۱) ۲۵ر محرم الحرام ۔ مکرمی ومحترمی! السلام علیکم

حضرت الشیخ رح: ــــــ اخی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد: (۲) امید ہے کہ جناب بخیر وعافیت ہوں گے

حضرت الشیخ رح: ــــــ الحمدللہ مع الخیر ہوں۔

مسترشد: (۴) میرے لئے بہبودئ دارین کی دعاء فرما دیجئے گا

حضرت الشیخ رح: ــــــ دلی دعاء ہے

مسترشد: (۵) بعض احباب مجھے مسلم لیگ کے الیکشن کے کام میں حصہ لینے کیلئے مجبور کر رہے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو حصہ لوں۔

حضرت الشیخ رح: ــــــ **سیاست میں شرکت کی اجازت** حصہ لینے پر آپ مُصر ہیں۔ تو حصہ لیکر تجربہ کر لیجئے: کہ آپ کی زندگی اور روزانہ کاموں پر قلبی کیفیت پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ تجربہ کے بعد جو بات معلوم ہو گی۔ وہ بہتر ہو گی۔ اسلئے اجازت ہے۔

مسترشد: (۶) میری پچھلی نمازیں بہت قضا ہیں۔ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ارادہ کرتا ہوں کہ فوراً شروع کر دوں۔ پھر خیال ہوتا ہے کہ معاشی الجھنوں

سے فرصت ملے تو شروع کروں۔ اس کے بارے میں جو ارشاد ہو عمل کروں گا۔

حضرت الشیخ رح :۔ ــــــ قضائے نماز | فرصت کا انتظار نہ کیجئے۔ فوراً شروع کر دیجئے۔ ہر نماز کیساتھ اوس وقت کی قضا پڑھ لیا کیجئے۔

۷:۔ مسترشد :۔ بہت سی احادیث اور آیات کا ترجمہ۔ روزانہ حیوۃ المسلمین سے پڑھتا ہوں۔

حضرت الشیخ رح :۔ ــــــ ایسا ہی کیجئے

۸:۔ مسترشد :۔ جو پڑھتا ہوں۔ اس پر اپنے کو عامل نہیں پاتا۔ یا عمل کی رغبت پیدا نہیں ہوتی۔ مثلاً یہ حدیث شریف پڑھی کہ " اللہ تعالیٰ طاقتور مسلمان کو کمزور مسلمان سے زیادہ پسند فرماتے ہیں۔" مگر اس پر عمل پیرا ہونے۔ یعنی طاقت پیدا کرنے کی زیادہ کوشش کی رغبت نہیں ہوتی۔

حضرت الشیخ رح :۔ ــــــ توکل اور مراقبۂ قدرت الٰہی | مسلمان کی قوت اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد سے ہے۔ قادر مطلق کی قدرت کا استحضار رکھیئے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا کا مراقبہ کیجئے۔ اور عمل خیر میں عجلت فرمائیے۔ اور شر سے بچنے میں قوت دکھائیے۔ اور کسی غیر مسلم طاقت کے سامنے اظہار حق سے نہ گھبرائیے۔

۹:۔ مسترشد :۔ خشیت الٰہی اپنے اندر کم پاتا ہوں۔

حضرت الشیخ رح :۔ ــــــ (خادم۔ مختار)

دوسرے خط میں اس کا جواب آچکا۔

ہیچمدان سلیمان۔ ۲ ؍ صفر ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۲۵/۱۰۱

۱: مسترشد:۔ مکرمی و محترمی! السلام علیکم

حضرت الشیخؒ:۔ —— اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲: مسترشد:۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت الشیخؒ:۔ —— الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

۳: مسترشد:۔ میرے لئے بہبودئ دارین اور فائننس کے امتحان میں کامیابی کی دعا فرما دیجئے گا

حضرت الشیخؒ:۔ —— دلی دعاء ہے۔

۴: مسترشد:۔ میں چاہتا ہوں کہ اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کروں۔ اس لئے کوئی مختصر جامع اور صحیح کتاب اسلامی تاریخ کی تجویز فرما دیجئے گا۔

حضرت الشیخؒ:۔ —— مختصر تاریخ اسلام "ہماری بادشاہی" تو آپ دارالمصنفین سے لے گئے۔ طویل سلسلہ "خلفاء راشدین اور تاریخ اسلام" ہے مطبوعات دار المصنفین۔

۵: مسترشد:۔ مولانا حفظ الرحمان کی کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام" کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے

حضرت الشیخؒ:۔ —— وہ کتاب بہت حد تک صحیح ہے۔

۶: مسترشد:۔ میں بعض اوقات انٹر کلاس کا ٹکٹ لیتا ہوں۔ لیکن اسٹیشن پر سیکنڈ کلاس کے ویٹنگ رُوم میں آرام کے خیال سے یا جگہ کی وقعت کی بناء پر ٹھہر جاتا ہوں کیا یہ بھی غیر مناسب اور ناجائز ہے۔

حضرت الشیخؒ :۔ ریل انٹر کلاس کا ٹکٹ اور سیکنڈ کلاس کا ویٹنگ روم بلاشبہ احتیاط اور تقویٰ کے خلاف ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہیئے جس کا اذن مالک سے نہیں ملا اور جس کا کرایہ نہیں دیا۔ اوس سے فائدہ اٹھانا درست نہیں۔ اس لئے گناہ کی حد تک بھی پہنچ سکتا ہے۔

۷:۔ مسترشد :۔ شاہ الیاس صاحب (قدس سرہٗ) اور ان کی تحریک کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے۔

حضرت الشیخؒ :۔ اچھی رائے ہے۔

۸:۔ مسترشد :۔ دل چاہتا ہے کہ میں جلد اسلامی تعلیم مکمل کر لوں۔

حضرت الشیخؒ :۔ دل سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس آرزو کو پورا فرمائیں۔

اب خط اعظم گڈھ کے پتہ سے لکھا کریں۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان۔ ۱۹ جنوری ۱۹۴۶ء

مکتوب ۲۶/۱۰۲

۱:۔ مسترشد :۔ مکرمی و محترمی! السلام علیکم

حضرت الشیخؒ :۔ اخی فی اللہ تعالیٰ۔ اسعدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲:۔ مسترشد :۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت الشیخؒ :۔ الحمدللہ مع الخیر ہوں۔

۳:۔ مسترشد :۔ ایک ماہ مسلم لیگ کے کام میں مشغول رہا۔ اس سلسلے میں سفر

بھی سکئے۔ اس کام کو اہم سمجھتا ہوں۔ لیکن اس مشغولیت اور سفر کی بناء
پر روزانہ کے معمولات ٹھیک نہ ہو سکے۔ اور طبیعت کو انتشار رہا۔ اس
لئے میں نے فیصلہ کیا کہ باوجود ضروری ہونے کے یہ کام میرے مناسب نہیں۔
حضرت الشیخؒ :۔۔۔۔۔ بالکل صحیح فیصلہ ہے۔ یہ کام مبتدی کا نہیں۔
۴ :۔ مسترشد :۔ میرے لئے فائنل کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی کی دعا فرما
دیجئے گا۔
حضرت الشیخؒ :۔۔۔۔۔ دلی دعا ہے
۵ :۔ مسترشد :۔ آپ کا قیام ماہِ مارچ میں اعظم گڈھ میں رہے گا یا کہیں باہر۔
حضرت الشیخؒ :۔۔۔۔۔ ۲۰ ر مارچ تک اعظم گڈھ ہی میں رہے گا۔ پھر
لکھنؤ جانا ہوگا۔ پھر کہیں اور۔
۶ :۔ مسترشد :۔ جناب کی رائے مبارک میں اسوقت کانگرس حق پر ہے یا لیگ
حضرت الشیخؒ :۔۔۔۔۔ سیاست | علم غیب اللہ تعالیٰ کو معلوم۔ اور
قیاس سے جو کچھ کہا جائیگا۔ اوس کا یقینی ہونا ضروری نہیں
۷ :۔ مسترشد :۔ اور مسلمانوں کا مفاد کس جماعت میں شامل ہونے میں ہے۔ (مختار)
حضرت الشیخؒ :۔۔۔۔۔ آپ اپنا کام کیجئے۔

ہیچمدان سید سلیمان۔ ۲ ر مارچ ۱۹۴۶ء

مکتوب ۲۷/۱۰۳

۱ :۔ مسترشد :۔ مکرمی و محترمی! السلام علیکم

حضرت الشیخؒ :۔۔۔ اخی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲ :۔ مسترشد :۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔۔۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

۳ :۔ مسترشد :۔ مارچ اور اپریل میں جناب کا قیام کہاں رہے گا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔۔۔ مارچ تو ختم ہو رہا ہے۔ آج ۲۴ر مارچ کو لکھنؤ جا رہا ہوں ۲۹ر کو میرٹھ اور شروع اپریل میں پٹنہ ، مظفرپور اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ جولائی کے وسط تک اپنے وطن دیسنہ (P.O. Desna) ضلع پٹنہ میں

۴ :۔ مسترشد :۔ میرا ارادہ داڑھی رکھنے کا ہے۔

حضرت الشیخؒ :۔۔۔ داڑھی | مبارک خیال ہے۔ خدا کرے یہ ارادہ جلد قوت سے فعل میں آجائے۔

۵ :۔ مسترشد :۔ امسال پھر فائنس کے امتحان میں ناکامیاب رہا۔ حالانکہ اس کا شبہ بھی نہ تھا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔۔۔ تقدیر | اللہ تعالیٰ کی اس میں کوئی مصلحت ہوگی۔ صبر اور تقدیر کا ایمان ایسے ہی موقع پر کام آتا ہے

۶ :۔ مسترشد :۔ میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعا فرمادیں

حضرت الشیخؒ :۔۔۔ دل سے دعاء کرتا ہوں۔

۷ :۔ مسترشد :۔ ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ آجکل (باوجود صلہ رحمی کے بھی) اقربا اور اعزہ کی نسبت اغیار زیادہ ہمدرد اور شفیق پائے جاتے ہیں۔ نہ معلوم کیوں ؟

حضرت الشیخؒ :۔ صلہ رحمی | صحیح ہے۔ دنیا کا تجربہ ایسا ہی ہے۔ مگر اس پر بھی ہم کو اپنی طرف سے ادائے حقوق اور صلۂ رحم ہی کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

۸ :۔ مسترشد :۔ ترقی کا مفہوم کیا ہے ؟

حضرۃ الشیخؒ :۔ ترقی کا مفہوم | ترقی کا دینی مفہوم یہ ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اوس کے مرضیات کی تعمیل کرے اور گناہوں سے بچے۔ دنیاوی ترقی مال و دولت اور سلطنت و حکومت کو سمجھا جاتا ہے۔ اگر یہ سب بھی حسب مرضیات الٰہی ہو تو یہ بھی خیر ہیں ورنہ ہیچ۔

۹ :۔ مسترشد :۔ کیا قوموں اور افراد کی ترقی کے فطرتی اصول منضبط نہیں کہ جو اِن اصولوں پر چلے کامیاب ہو۔ اور جو نہ چلے نہ ہو۔

حضرت الشیخؒ :۔ اُصول ترقی | سب اُصول منضبط ہیں۔ مگر ترقی کی حقیقت سمجھنے میں اختلاف ہے۔

۱۰ :۔ مسترشد :۔ پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ مسلمان قوم کی ترقی کے اُصول ہی جدا ہیں۔ یعنی یہ ان اصولوں پر ترقی کر سکتی جن اصولوں پر عمل کرنے سے غیر قومیں ترقی کر رہی ہیں۔

حضرت الشیخؒ :۔ مسلمانوں کی ترقی | مسلمان قوم کی ترقی کا مفہوم تحت احکام الٰہی اور اس کی ہر نوع کی اطاعت کے اندر منحصر ہے۔

۱۱:۔ مسترشد :۔ کیا ترکی نے ترقی (اگو مادی سہی) ان مغربی اقوام کے اصولوں پر ہی عمل کرنے سے نہیں کی۔

حضرت الشیخؒ :۔ مجھے تو ترکی قوم کی کسی ترقی کا حال معلوم نہیں۔

۱۲:۔ مسترشد :۔ مسلمان افراد اور مسلمان قوم کی ترقی تو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنے پر ہی منحصر ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بالکل ٹھیک

۱۳:۔ مسترشد :۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مغربی اور دیگر اقوام بغیر ایمان کے اور بغیر اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کئے ترقی یافتہ اور طاقتور رہیں اور مسلمان کمزور اور ذلیل۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ترقی کے مفہوم کی تعیین کر کے دیکھئے کہ آپ ترقی کس کا نام رکھتے ہیں۔ اگر مسلمان چند صدی پہلے اصولِ اسلامی پر عمل کر کے ترقی کر سکتے تھے۔ تو آج کیوں نہیں کر سکتے۔

۱۴:۔ مسترشد :۔ ترکی نے جو ترقی کی ہے۔ اس کو ہم تنزل کہیں گے یا ترقی؟

حضرۃ الشیخؒ :۔ عرض کر چکا کہ ترکی کی کوئی ترقی ہم کو معلوم نہیں۔

۱۵:۔ مسترشد :۔ شاید قرآن شریف کی آیت ہے کہ نماز فحش اور خراب باتوں سے روکتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں اور خراب باتوں میں بھی مبتلا رہتے ہیں۔ (خادم ۔ مختار)

حضرۃ الشیخؒ :۔ نماز اور فواحش | یہ نہیں ہے جیسی ہماری نمازیں ہیں اوسی حد تک ہم فواحش سے بچے ہیں۔ جن کی جیسی نماز ہوتی ہے

ویسے ہی وہ فواحش سے محفوظ رہتے ہیں۔ والسلام

سید سلیمان۔ ۱۸ ربیع ۲ ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۲۸/۱۰۴

جہانگیر منزل / بجنور

۱:۔ مسترشد:۔ مکرمی و محترمی ! السلام علیکم۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ پٹنہ بھنور پوکھر بذریعہ سید ابو عاصم صاحب وکیل

اخی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲:۔ مسترشد:۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ الحمد للہ بخیر ہوں۔

۳:۔ مسترشد:۔ میرے لئے بہبودی دارین کی دعا فرور فرمادیں۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ آپ کے لئے بدل و جان دعا ہے

۴:۔ مسترشد:۔ آجکل مسلمان اس وجہ سے مسلمان ہیں کہ وہ مسلمان گھرانوں میں پیدا ہوئے اور کافر اس لئے کہ وہ کافر گھرانوں میں پیدا ہوئے۔ اور دونوں اپنے باپ دادا اور اپنے مذہب کو برحق سمجھتے ہیں۔ تو جس طرح ایک مسلمان سے عدم تلاش حق کا مؤاخذہ نہ ہوگا تو کافر سے کیوں مؤاخذہ ہوگا

حضرۃ الشیخ رح:۔ پس مسلمان مسلمان کیوں ہیں | یہ بات پوری طور پر صحیح نہیں۔ بلکہ وہ یہ اس لئے مسلمان ہے کہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا اور بلوغ کے بعد اپنے کو حق پر اور اپنے دین کو برحق مانتا ہے۔ خواہ یہ ماننا دلائل

سے نہ ہو اور اسکی ضرورت نہیں کہ دلائل سے بھی جانے۔ اور جب تک کوئی اپنے کو حق پر اور اپنے دین کو برحق نہ مانے گا مومن نہ ہوگا

۵:۔ مسترشد :۔ اگر کوئی کافر غور وخوض کے بعد اس بات پر قائم ہو کہ اس کا مذہب صحیح ہے۔ تو کیا اس سے بھی مؤاخذہ ہوگا۔

حضرۃ الشیخ رح :۔ کافر جن تک دعوت نہیں پہنچی | کافر پر اگر اوس تک دعوت اسلام پہنچ چکی اور حق واضح کیا جاچکا ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اگر اس پر بھی وہ ایمان نہ لائے گا تو وہ جہنمی ہوگا۔ اور اگر اوس تک دعوت نہیں پہنچی تو وہ جانور ہیں۔ اون کے ساتھ جانوروں کا معاملہ ہوگا۔

۶:۔ مسترشد :۔ کیا اس مسلمان کا درجہ جو کہ کافی غور وخوض کے بعد شعوری طور پر مسلمان ہوا۔ اس مسلمان سے جو کہ بغیر کسی غور کے اپنے آبا کے اسلام پر قائم ہے بڑا ہوگا۔ اور اسکی کد وکاوش ومحنت کا کچھ ثمرہ ہوگا۔

حضرۃ الشیخ رح :۔ ایمان کامل اور اسکے اثرات | ایمان خواہ دلائل سے ہو یا بغیر دلائل کے، اس ذریعۂ ایمان کے اختلاف سے مرتبہ کا اختلاف نہ ہوگا۔ بلکہ مرتبہ کا اختلاف کیفیاتِ ایمان، کمی زیادتی اور ضعف و شدت سے ہوگا۔ جس کا ایمان جتنا زیادہ قوی ہوگا اور اعمالِ صالحہ کا باعث بنے گا۔ اتنا ہی وہ اعلیٰ واکمل ہوگا۔

۷:۔ مسترشد :۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جلد سکون عطا فرماتے تو اپنی عربی کی اسلامی تعلیم مکمل کرلوں۔

حضرۃ الشیخ رح :۔ کام سکون پر موقوف نہیں | اللہ تعالیٰ آپ کو یہ سکون عطا فرمائیں

مگر حصول تعلیم عربی اس سکون پر موقوف نہیں یہ ہمت اور عزیمت اور دھن پر موقوف ہے۔

۸: مسترشد:۔ سوچتا ہوں جب ہماری تعلیم کا مقصد ہی ملازمت کے ذریعہ کمانا ہے تو تجارت کیوں شروع نہ کروں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ | طلب رزق | اگر اپنے میں یہ اہلیت پائیں تو کر سکتے ہیں۔

۹:۔ مسترشد:۔ (ا) کیا خاص توجہ ابھی ملازمتِ خاص کی طرف ہی رکھی جائے؟

(ب) یا تجارت کی طرف رُخ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ ممکن ہے کہ تجارت ذریعۂ معاش رہے اور علمی و دینی و تبلیغی کام بھی ہوتا رہے؟

(د) اگر فی الحال کوئی ایسی صورت ہو جائے کہ میں کسی اسلامی علمی ادارہ میں کام کرتا رہوں اور وہ ادارہ میری معاشی ضروریات کا کفیل ہو جائے۔

(ھ) محسوس ہوتا ہے کہ تجارت وغیرہ میں پڑ کر دینی و اسلامی خدمت کے کام نہ ہو سکیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

حضرۃ الشیخؒ:۔ | طلب رزق |

(۱) کسی ذریعۂ رزق کا حصول ہو جائے تو کافی ہے۔

(۲) اگر آپ میں اہلیت ہو۔ (۳) ہو سکتا ہے۔

(۴) اگر کوئی صحیح المسلک ادارہ ایسا آپ کو مل سکے تو حرج نہیں۔

(۵) حب مال کا نتیجہ تغافل ہر ذریعۂ رزق میں پیدا ہو سکتا ہے۔

(۶) انشاء اللہ تعالیٰ

۱۰:۔ مسترشد:۔ کیا جناب جولائی تک بہار میں رہیں گے۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ انشاء اللہ

۱۱:۔ مسترشد:۔ (ل) پنجوقتہ نماز باجماعت پڑھتا ہوں۔ کبھی کبھی فجر قضا ہو جاتی ہے۔ صبح کو تلاوتِ قرآن مع تفسیر بیان القرآن کے کرتا ہوں۔ پھر حیوۃ المسلمین سے کچھ احادیث کا ترجمہ، پھر مناجات مقبول اور اسکے بعد تین تسبیح "یا رزاق" "یا وھاب" اور ایک استغفار کی پڑھ لیتا ہوں۔

(ب) کیا بیان کردہ معمولات مناسب ہیں۔ (خادم۔ مختار)

حضرت الشیخ رح:۔ (ل) معمولات | الحمدللہ معمولات پر پابندی فرمائیں۔ فجر کا اہتمام رکھیں۔ اسکی بڑی تاکید آئی ہے۔ قرآن پاک میں ہے

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا ؕ

(ب) مناسب ہے۔ والسلام

ہیچمدان سید سلیمان / ۱۴ ج۔ا ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۲۹/۱۰۵

۱:۔ مسترشد:۔ مکرمی و محترمی! السلام علیکم

حضرۃ الشیخ رح:۔ دلیسنہ۔ ضلع پٹنہ

اخی فی اللہ تعالیٰ۔ دام توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲:۔ مسترشد:۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ الحمدللہ مع الخیر ہوں۔

۳:- مسترشد:- میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعاء فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ:- فلاح دین و دنیا کی دلی دعاء ہے

۴:- مسترشد:- میں تفسیر بیان القرآن کا ایک رکوع روزانہ مع تفسیر کے پڑھتا ہوں۔ بغیر ترجمہ یا تفسیر کے قرآن شریف پڑھنے میں دل نہیں لگتا۔ کیا اس کی عادت ڈالنا ضروری ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:- تلاوت و مطالعہ تفسیر | حصول ثواب کیلئے تلاوت روزانہ کی عادت الگ ڈالیئے اور یہ مطالعہ بھی جاری رکھیں

۵:- مسترشد:- معلوم ہوا ہے کہ خطبات مدراس کا انگریزی ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ یہ کہاں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:- چار خطبوں کا ہوا ہے۔ آپ مکتبۂ دین و دانش نیا محلہ بانکی پور پٹنہ سے پوچھئے۔

۶:- مسترشد:- اسلام کے اقتصادی نظام میں زمینداری کی کیا حیثیت ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:- زمینداری | زمینداری کی حیثیت یہ ہے کہ جائز ہے۔ مگر کاشتکار سے تعلق صرف اجیر کا ہے۔ حقوق کچھ نہیں۔

۷:- مسترشد:- (الف) آج کل ہمارے معاشرے میں رسمی دعوتیں ہوتی ہیں۔ ان کی کیا حیثیت ہے

(ب) رسمی دوستی و تعلقات کی بنا پر جو دعوتیں ہوتی ہیں۔ ان میں ثواب کی نیت بناوٹی ہوتی ہے۔ اور اصل دلی نیت رسمی ہوتی ہے۔ کیا ایسی دعوتوں کو ترک کر دیا جائے۔

حضرۃ الشیخؒ:- ضیافت کا حکم | (الف) یہ ریاء اور نمائش سے ہو تو گناہ ہے۔

اخلاص سے ہو تو جائز اور ثواب کا موجب ہے کہ طرفین کی محبت بڑھتی ہے۔

(ب) مصلحت دین و دنیا پر نظر رکھ کر فیصلہ کر لیا جائے

۸:۔ مسترشد:۔ ہمارے اکثر و بیشتر انگریزی تعلیم یافتہ احباب ایسے ہیں کہ گویا ان کے کچھ عقائد نہیں ہیں۔

علم و ایمان و عقائد میں کیا فرق ہے۔

حضرۃ الشیخ رحؒ:۔ **عقائد و ایمان** | عام حالت یہی ہے اور اسکی اصلاح ضروری ہے۔ علم حقیقی اور ایمان ایک چیز ہے عقائد ان امور کو کہتے ہیں۔ جن پر ایمان لایا جائے۔

۹:۔ مسترشد:۔ کبھی کبھی شیطانی و شہوانی خیالات کا غلبہ محسوس ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اپنی نماز، ذکر و تلاوت بہت ہی بیکار محسوس ہوتی ہیں۔

حضرت الشیخ رحؒ:۔ **مجاہدہ و تقاضائے طبعی** | تقاضائے طبیعت کو تو مٹایا نہیں جا سکتا۔ البتہ اوس اقتضاء پر عمل نہ کیا جائے۔ یہی مجاہدہ ہے۔ اور اسی کا ثواب ہے۔ تقاضائے طبیعت کے ظہور سے پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ تقاضا نہ ہو تو پھر گناہ سے بچنا کیا مشکل ہے۔ پھر انسان بھی دیوار کی طرح ہے۔ اگر اوس میں تقاضا نہیں تو پھر اس کیلئے یہ کمال بھی نہیں۔

۱۰:۔ مسترشد:۔ آجکل کے کالجوں اور سکولوں کے اساتذہ جن کے عقائد و اخلاق اسلام کی رو سے بالکل خراب ہوں۔ کیا اساتذہ کے اسلامی حقوق رکھتے ہیں۔

اس سلسلہ میں کافر استاد کا حق ہوگا۔

۱۱، حضرۃ الشیخؒ : حسن معاشرت | الصاحب بالجنب (یعنی رفیق کار کا بھی حق ہے) اگرچہ وہ غیر مسلم ہوں۔ الا یہ کہ اس سے علم یا عمل کی خرابی پیدا ہو۔

۱۲: مسترشد : جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے حالات پڑھتا ہوں تو ایک نئی اور عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ ایک خاص جذبہ محسوس ہوتا ہے۔ لیکن عمل کے میدان میں آتے ہیں۔ خود کو اس عمل سے کوسوں دور بھاگتا ہوں۔ غرض ذہنی کشمکش میں مبتلا ہوتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ : کشمکش ذہنی | یہ اچھی کیفیت ہے۔ کشمکش ہی سے عمل کی توفیق ملے گی۔ کشمکش اگر عمل کی طرف نہ لے جائے تو بے کار ہے

۱۳، مسترشد ، ممکن ہے کہ اس کشمکش کی وجہ حب مال و حب جاہ ہو۔

حضرۃ الشیخؒ : حب مال و طلب مال | حب مال بے شک برا ہے مگر طلب مال بضرورت بری نہیں۔ حرص مال سے طبیعت کو بچانا چاہیئے۔ ورنہ نفس کسی مرتبہ پر قانع نہ ہوگا۔ اور ہمیشہ بے اطمینانی رہے گی۔

۱۴، مسترشد ، صحابہ کرام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

طریقے کے مطابق زندگی بسر کرنے کو طبیعت چاہتی ہے۔
لیکن عملی دنیا میں اپنے کو اس سے بہت دور پاتے ہیں

خادم
مختار

حضرۃ الشیخؒ : اتباعِ نبوت

ظاہر ہے کہ سنت راشدہ نبویہ پر پورا پورا عمل تو
مشکل ہے۔ مگر صحیح راستہ پر ایک قدم بھی پڑے گا۔
تو وہ کچھ نہ کچھ منزل کو قریب کر دے گا۔

والسلام

ہیچمداں
سید سلیمان
۷ رج ۔ ۲ ۔ ۱۳۶۵ھ

۳۰/۱۰۶

۱: مسترشد:- مرشدی و مولائی

حضرت الشیخ رح:- اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم۔

۲:- السلام علیکم

حضرت الشیخ رح:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۳: مسترشد:- امید ہے کہ حضرت بخیر ہوں گے۔

حضرت الشیخ رح:- الحمد للہ مع الخیر ہوں

۴:- مسترشد:- میرے لئے بہبودئ دارین اور راحت وسکونِ قلب کی دعا فرمادیں

حضرت الشیخ رح:- باخلاص تمام آپ کی راحت وسعادت اور کشائش رزق کے لئے بدرگاہ باری تعالیٰ دعا کرتا ہوں۔

۵:- مسترشد:- حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ وملفوظات وتصانیف پڑھتا ہوں۔ اور کسی چیز میں بھی جی نہیں لگتا۔ حالانکہ امتحان قریب ہے۔ عجیب وغریب کیفیت ہے۔

حضرت الشیخ رح: | طلب رزق | آپ کا یہ حال اچھا ہے۔ مگر یہ تو ہنگامی حال ہے اگر آپ رزق کی طرف سے مطمئن نہیں ہیں تو طلب رزق کے لئے سعی ومحنت بھی ضروری ہے۔ اس سے تغافل نہیں برتنا چاہیئے

۶: مسترشد: حضرت تھانوی رح کی اس تحریر کا کیا مطلب ہے کہ اس مردار دنیا کو حاصل کرنے کے بعد چھوڑنا چاہیئے

حضرت الشیخؒ:۔ طلب رزق و توکل۔ | اصل مطلب یہ ہے کہ رزق کی طرف سے مطمئن ہونا چاہیئے۔ یہ اطمینان اگر واقعی صدقِ توکل کے ذریعے پیدا ہوگیا ہے تو بہت بہتر ورنہ سعی و محنت سے کسب رزق کرنا چاہیئے۔

۷: مسترشد:۔ اب خدا کا شکر ہے کہ کچھ خیال خاص طور سے محنت کا ضرور ہوگیا ہے کہ ہمت سے کام لیں۔ خیالات کچھ بھی آتے رہیں۔

حضرت الشیخؒ:۔ ہمت | ہمت ہی اصل میں کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ دین کے کاموں میں بھی اور دنیا کے کاموں میں بھی۔

۸: مسترشد:۔ میرے بہت سے انگریزی تعلیم یافتہ دوست چھوٹے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ مگر دین کی طرف کوئی رجحان نہیں رکھتے۔ ان لوگوں سے تعلقات چھوڑنے کا خیال ہوتا ہے۔ مناسب ہے

حضرت الشیخؒ:۔ اہل دنیا سے تعلقات | جی ہاں ایسے لوگوں سے دلی مناسبت اور قلبی موانست پیدا نہ کیجئے کہ خود اپنے پھسلنے کا اندیشہ اور ان کی ریس کرنے کا شوق پیدا نہ ہو۔ لیکن ان سے بھی وقت پر مدارات اور حسن خلق برتنا چاہیئے۔

۹: مسترشد:۔ اسلامی اور صلحاء کا لباس کون سا ہے جس کو اختیار کیا جائے۔ ہمارے علماء کرام جو لباس پہنتے ہیں۔ نہ معلوم اس کا سنت سے کیا تعلق ہے مجھے تو ہر اسلامی ملک کا لباس علیحدہ معلوم ہوتا ہے۔ اب تو اکثر ممالک میں مغربی لباس رائج ہوگیا۔ بہرحال لباس کے متعلق کیا حکم ہے۔

حضرت الشیخؒ:۔ اسلامی لباس | اسلامی لباس وہی ہے جو اس ملک کے صالحین پہنتے ہوں۔ ہمارے ہاں کرتہ گھٹنوں تک اور پاجامہ ٹخنے سے ذرا اونچا اور ٹوپی مروج ہے۔ اسلامی لباس ہر ملک کے صالحین کا ملک کی آب و ہوا اور ضرورت کے لحاظ سے الگ الگ ہے۔

ممنوعات لباس جیسے ریشم، شوخ رنگین وغیرہ کپڑے اور ٹخنے سے نیچے پاجامہ اور زرتار کپڑے مردوں کے لئے حرام ہیں۔ اس طرح ناز و تکبر کے کپڑے اور غیر قوموں کی تقلید حرام ہے۔ یورپ میں البتہ یورپ کے کپڑے پہنیں گے۔ نکٹائی اگر صلیب کی نشانی ہو تو اوس سے پرہیز چاہیئے۔

۱۰:۔ مسترشد:۔ میں آج کل یہ لباس پہنتا ہوں۔ علی گڑھ کٹ پاجامہ بوٹ جوتہ مع موزہ جناح کیپ، قمیض کفدار اور شیروانی استعمال کرتا ہوں۔ اور کبھی کبھی چپل کرتہ اور دو کلیہ ٹوپی بھی گھر پر پہن لیتا ہوں اس کا کیا حکم ہے۔

حضرت الشیخؒ:۔ مباح ہے

۱۱:۔ مسترشد:۔ کبھی کبھی انٹرویو وغیرہ میں سوٹ پہن لیتا ہوں۔

حضرت الشیخؒ:۔ انٹرویو بغیر اس کے بھی کامیاب ہوتے دیکھا ہے۔

۱۲:۔ مولانا تھانویؒ کے سوانح کا چوتھا حصہ پڑھ کر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ شدت سے گریہ طاری ہو گیا۔

حضرت الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ مبارک کریں۔

۱۳:۔ مسترشد:۔ درسی کتب، مقابلہ کے امتحان کی کتابیں۔ انگریزی زبان یا مغربی سیاسیات

حصول معاش کی نیت سے یا تبلیغ دین میں معاونت سے پڑھی جائیں تو کیا
کار ثواب نہ ہوگا۔

حضرت الشیخ مد ظلہ: نیت | جی ہاں یہ سب امور نیت کے مطابق ثواب یا گناہ ہیں۔

۱۴:- مسترشد:- اسلامی کتب کے مطالعہ میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ اسلئے گاہے
خیال ہوتا ہے کہ کہیں میں یہ مطالعہ حظ نفس کے لئے تو نہیں کر رہا۔

حضرت الشیخ مد ظلہ:- احتساب نفس | نفس کا جائزہ لیتے رہیئے اور حسن نیت کی
کوشش میں لگے رہیئے۔

۱۵:- مسترشد:- محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو غیر شعوری طور پر دیندار سمجھتا
ہوں کیا یہ برا ہے

حضرت الشیخ مد ظلہ:- اپنے کو دیندار سمجھنا : اس احساس میں ذرا اصلاح درکار ہے
یوں سمجھیئے کہ بفضلہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دین پر قائم ہوں۔
خود اپنی محنت سے نہیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے یہی معنی ہیں

۱۶:- مسترشد:- بعض غیر دیندار لوگوں میں فضائل کا مشاہدہ ہوتا ہے اور بعض
اخلاقِ رذیلہ مثلاً کبر و حسد و بغض اُن میں نظر نہیں آتا۔ حالانکہ بعض کا
اسلام کے ساتھ کوئی خاص علاقہ بھی نہیں ہوتا۔
کیا یہ فطری بات ہے۔

حضرت الشیخ مد ظلہ:- حقیقت فضائل | فضائل وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے
ہوں اور ایمان کے بعد ہوں یعنی جن کی بنیاد ایمان صحیح پر ہو۔ اگر ایسا نہیں
ہے تو یہ ظاہری فضائل درحقیقت فضائل نہیں۔ صورت فضائل کی ہے
حقیقت فضائل کی نہیں۔

۱۷۔ مسترشد۔ اگر مسلمان دنیا چھوڑ کر فقر کے حامل ہو جائیں اور بقدر ضرورت دنیا پر اکتفا کریں تو پھر موجودہ دنیا میں وہ بحیثیت ایک قوم کے کفار کا مقابلہ کیسے کریں گے۔

حضرت الشیخ رح۔ دین و فقر کے ساتھ دنیا پر غلبہ پایا جا سکتا ہے جیسے ہمارے اسلاف کرام اور صحابۂ عظام نے کفار کا مقابلہ کیا۔ اور فارس و روم کو زیر کیا۔

۱۸۔ مسترشد۔ جب معاشی حالت اچھی نہ ہو، تجارت وصنعت و حرفت کی باگ ڈور اُن کے ہاتھ میں نہ ہو اور اس لئے جنگی قوت نہ ہو تو کفار کا مقابلہ کیسے کریں گے۔ اور کفار کے مقابلے میں باعزت و وقار زندگی کیسے بسر کریں گے۔

حضرت الشیخ رح۔ یہ سب چیزیں ہوں گی۔ اور ہو سکتی ہیں۔ مگر بہ تحت احکام الٰہی۔

۱۹۔ مسترشد۔ کیا صحابہ کرام کی طرح دنیا کی طرف توجہ نہ دیتے ہوئے بھی اس زمانہ میں انہیں کی طرح جاہ و ملک سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں

حضرت الشیخ رح۔ ہو سکتے ہیں۔ صحابہ کرام کی روح پیدا کرنی چاہیئے۔

۲۰۔ مسترشد۔ اپنے اندر کبر کا غلبہ تو نہیں پاتا، مگر کبھی کبھی اپنے کو دوسرے سے افضل سمجھتا ہوں۔ اگر اپنے کو دوسروں سے افضل نہ سمجھے تو کیا احقر و کمتر سمجھنا چاہیئے۔ صحیح تخیل کیا ہے؟

حضرت الشیخ رح۔ علاج تکبر یہ سمجھئے کہ یہ فضیلت جو مجھے حاصل ہے۔ وہ اللہ تعالٰی کے فضل اور اسکی عطا سے ہے۔ اور آخری فضیلت جو

اُخروی ہے۔ اوس کا حال معلوم نہیں اس لئے کسی کی تحقیر جائز نہیں
صحیح طریق یہ ہے کہ اپنے عیب پر اور دوسرے کے ہنر پر نظر رہے
تاکہ اپنے اندر غرور اور دوسرے کی تحقیر کا خیال پیدا نہ ہو۔

والسلام۔ ہیچمدان سلیمان
۱۲ ج ۲۔ ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۳۱/۱۰۷

۱:۔ مسترشد: مرشدی و مولائی! السلام علیکم
حضرت الشیخؒ:۔ اخی فی اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔
۲:۔ مسترشد:۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔
حضرت الشیخؒ: الحمد للہ مع الخیر ہوں۔
۳:۔ مسترشد:۔ میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعا فرمادیں
حضرت الشیخؒ:۔ دلی دعا ہے۔
۴:۔ مسترشد: جب کسی معصیت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ تو ساتھ ہی ساتھ شعوری یا غیر شعوری طور پر یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اگر گناہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے۔ اس سے گناہ کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے اور خشیت کم ہوتی ہے۔
حضرت الشیخؒ:۔ خشیت و احتراز عن المعصیت کا طریق | اللہ تعالیٰ کی قہاری و جباری کا تصور کیجئے نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر گناہ کے معاف کر دینے

کا وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ وہ چاہے معاف کرے چاہے نہ کرے اور گناہ پر اصرار ایسا گناہ ہے جس سے صغیرہ بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

۵:۔ مسترشد:۔ حضرت تھانویؒ نے تعلیم الدین میں بخل کی تعریف میں لکھا ہے "کہ جس چیز کا خرچ کرنا شرعاً یا مروۃً ضروری ہو۔ اسمیں تنگدلی کرنا بخل ہے کیا شرعاً میں مروۃً نہیں آگیا۔ پھر مروۃ کے کیا معنی ہوئے۔

حضرت الشیخؒ:۔ مروت و شرع | مروت میں شرعاً نہیں آگیا۔ شرعاً سے مقصود ضروری ہے اور مروت سے مقصود اخلاقاً یعنی جس کا کرنا اخلاقاً مناسب ہے۔ مگر شرعاً اوس کا کرنا واجب نہیں۔

۶:۔ مسترشد:۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے بغض رکھنا تو جائز ہے لیکن۔ فاعل سے نفرت نہ ہو۔ بلکہ فعل سے نفرت ہو۔

حضرت الشیخؒ:۔ فعل سے نفرت اور فاعل سے نفرت نہ ہونے کا طریق اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ مگر بار بار بالقصد عمل کرنے سے اس میں سہولت ہو جاتی ہے۔

حصول کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اپنے عیوب اور نقائص کو سامنے رکھ کر دوسرے شخص پر نظر کیجئے۔ تو انشاء اللہ اصلاح ہو جائیگی۔

۷:۔ مسترشد:۔ کبر کی کیا تعریف ہے۔ بعض لوگ عقائد و اعمال کے لحاظ سے صریحاً خراب ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو ان سے شعوری یا غیر شعوری طور پر افضل سمجھتا ہوں۔ کیا یہ کبر ہے کیا کفار و مشرکین سے اپنے کو افضل سمجھنا بھی کبر ہے۔

حضرت الشیخؒ۔ کبر کی تعریف کسی کمال میں اپنے کو دوسرے سے اس طرح بڑا

سمجھنا کہ اوس کو حقیر و ذلیل سمجھے اگر ایسا سمجھنا غیر اختیاری طور پر ہے تو مؤاخذہ نہیں ہے۔

لیکن اوس کے مقتضا پر عمل نہ کرے یعنی اپنی زبان سے اپنی فضیلت اور دوسروں کے نقص قول و عمل سے نہ کرے اور اگر بالقصد اپنے کو اچھا اور دوسرے کو برا سمجھتا ہے تو وہ کبر کا مرتکب ہے اِس کا علاج یہ ہے کہ اوس دوسرے شخص کی حمد و ثنا بالقصد زبان سے کرے اور برتاؤ میں تعظیم و تکریم کرے۔

تواضع اور اپنے کو فقیر سمجھنا | کفار مشرکین سے تارکین صلوٰۃ سے اپنے کو اچھا سمجھنا باعتبار فعل کے صحیح ہے۔ مگر اعتبار اوس اچھائی یا برائی کا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہو اور اوس کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ کیا معلوم جس کو آپ کافر مشرک سمجھتے ہیں۔ وہ تائب ہو کر ہم سے آپ سے بہتر ہو۔ اور آخرت میں اوس کا درجہ بڑا ہو۔ علاج یہی ہے کہ اپنی کوتاہیوں پر نظر رہے۔

۱۰۔ مسترشد:۔ میں اپنے اعزہ جو قریب ہی رہتے ہیں۔ اس خیال سے اکثر نہیں جاتا کہ جب بھی جاؤں، غیبت ہوتی ہے۔ جس کا گناہ ہے۔ کیا اس صورت میں اس وجہ سے نہ ملنے میں میرا طرز عمل ٹھیک ہے۔

حضرت الشیخ: حسن معاشرت | (۱) ٹھیک ہے مگر حقوق سے غفلت نہ ہو۔

۹: مسترشد:۔ میں ایک مخلص دوست کے پاس مہمان تھا اُنکی کہیں دوسرے دوست نے دعوت کی مجھے اپنے میزبان دوست اصرار کر کے لے گئے۔ رواج یہی ہے کہ مہمان بھی مدعو ہوتا ہے۔ کیا میرا جانا صحیح تھا۔ والسلام۔ خادم مختار

حضرۃ الشیخ رح:۔ (ب) احتیاط اسی میں تھی کہ آپ نہ جاتے۔ جب تک تصریح نہ ہوتی۔

پانچ سوالوں سے زیادہ ایک وقت میں نہ کیا جائے۔ والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب ۱۰۸/۳۲

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ:۔ اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ حضرت بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں

مسترشد:۔ میرے لئے فلاح دارین کی دُعا فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ:۔ داعی خیر ہوں

مسترشد:۔ پچھلا عریضہ میری خاص کیفیت کی بنا پر انتہائی طویل ہوگیا۔ بہرحال اوسکی طوالت کی معافی چاہتا ہوں۔

خادم مختار

حضرۃ الشیخؒ: خیر جو ہو چکا۔ وہ ہو چکا۔ آئندہ خیال رکھیں کہ طول نہ ہو۔

والسلام۔ ہیچمدان سلیمان

مکتوب ۱۰۹/۳۴ (پوسٹ کارڈ پر)

از ہیچمدان سلیمان بہ محب عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ ابھی علی گڑھ کے سفر کا موقع نہیں

۱: نماز | خوشی ہوئی کہ نماز کے آپ پابند اور متعدد اوقات کی جماعت کی شرکت سے سعادت اندوز ہوتے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد

۲۔ مطالعہ برائے عمل | تعلیم الدین کا مطالعہ بہ نیت عمل مفید ہے۔ اس پر ہر حال میں عامل رہیں۔ اِن کتابوں اور دعاؤں کی مشغولیت بھی فائدہ مند ہے۔ آئندہ کے لئے دل میں کھٹک عین مطلوب ہے۔ یہی ترقی کا دروازہ ہے۔

۳ دعاء و نتیجہ دعاء | آپ کی کامیابی کی بدل دعاء ہے۔ لیکن دعا کی مقبولیت کے یہ معنی نہیں کہ مطلوبہ چیز لعینہٖ مل جائے۔ کیا عجب کہ ہم جس کو خیر سمجھ کر مانگتے ہوں، عالم الغیب کی نگاہ پاک میں وہ ہمارے لئے خیر نہ ہو۔ اس سے دل گیر نہ ہوں۔ اور ہر حال میں امیدوار اور شاکر رہیں۔ بندہ کو یہی سمجھنا چاہئیے کہ اوس کے ہاتھ میں صرف کوشش ہے۔ نتیجہ اوس کے ہاتھ میں نہیں۔ تیمار دار اور طبیب دوا تجویز کرتے ہیں۔ اور پلانے کے ذمہ دار ہیں۔ دواؤں کا مؤثر ہونا یا مؤثر بنا دینا نہ طبیب کے امکان میں ہے نہ تیمار دار کے یہ صرف قادر مطلق اور شافی حقیقی کے ہاتھ میں ہے۔ جبر و اختیار کے مسئلہ کے لئے آپ سیرتؐ جلد چہارم میں اس مسئلے کا باب پڑھیں۔ آپ کے والد صاحب کے لئے دعاء کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں۔

۴۔ مسئلہ کفو | اسلام میں قانون کفو کا بعض مسائل میں اعتبار ہے۔ مگر قبولیت عنداللہ اور سعادت اُخروی میں اصلاً فرق نہیں

مکتوب ۱۱۰/۴۴

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخ :۔ اخی فی اللہ تعالیٰ۔ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں۔ آئندہ بھوپال ہی کے پتہ سے کچھ دنوں تک خط لکھیں میرا نام کافی ہے

مسترشد:۔ میرے لئے بہبودی دارین کی دعاء فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ دلی دعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں

مسترشد:۔ بجنور کے دیندار لوگ جناب کی زیارت کے خواہش مند ہیں۔ اور میرے ذریعے جناب کو مدعو کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ کب تشریف لاسکیں گے

حضرۃ الشیخؒ:۔ قیام بھوپال اور مشاغل | ان صاحبوں کا کرم اور حسن ظن ہے۔ بالفعل تو یہ خاکسار ریاست میں بعض عربی مدارس کی اصلاح و تنظیم میں مصروف ہے جس سے فرصت کہیں ایک سال کے بعد ملے گی۔ اس لئے بالفعل معذرت ہے

مسترشد:۔ مولانا تھانویؒ کے مواعظ پڑھے۔ جن سے بعض اوقات پریشانی کی حالت میں تسکین و راحت محسوس ہوئی

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ

مسترشد:۔ اب تو خدا کا شکر ہے۔ طبیعت سکون پر ہے۔ پچھلے عرصہ میں شیطانی خیالات و وساوس کا غلبہ رہا۔ گناہ کے بعد بڑی وحشت ہوتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ گناہ بعد الٰہی کا سبب ہے | اس سکون پر مبارکباد۔ بہرحال گناہ سے دربار الٰہی سے بعد ہوجاتا ہے۔ اور اس کا علاج استغفار ہے

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مسترشد استغفار کرتا ہوں مگر استغفار کرتے ہوئے بھی معلوم

ہوتا ہے کہ زبان سے ہے دل سے نہیں۔
حضرۃ الشیخؒ :۔ خشیت الٰہی کے مضامین و آیات پڑھا کریں۔

مسترشد :۔ بہت سے گناہ موقع نہ ملنے کی وجہ سے نہیں کرتے۔ اگرچہ دل میں مزہ ہونے کی وجہ سے ان کے کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ معاصی سے کس طرح بچا جائے
حضرۃ الشیخؒ :۔ گناہ سے بچنے کا طریقہ | ایسی حالت میں فوراً عذاب الٰہی کا تصور کیجئے کہ دوزخ کی آگ دھک رہی ہے اور ہم اس میں پڑا چاہتے ہیں۔ یا موت اور قبر کا تصور کیجئے۔ سب مزہ کرکرہ ہو جائے گا۔ نیز یہ مراقبہ کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان
۲۶ر شعبان ۱۳۶۵ھ

مکتوب $\frac{111}{35}$

مسترشد :۔ جہانگیر منزل بجنور
۱۶ر رمضان المبارک

مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرۃ الشیخؒ :۔ از بھوپال متصل موتی مسجد
اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد: اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمدللہ مع الخیر ہوں

مسترشد:۔ اس سے قبل ڈاک خانہ کی ہڑتال شروع ہونے سے پہلے ایک عریضہ دیسنہ کے پتے پر روانہ کر چکا ہوں۔ تاہنوز جواب سے محروم رہا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ جواب دینا یاد آتا ہے۔

مسترشد:۔ بجنور کے دیندار لوگ عرصہ سے آپ کی تشریف آوری کے خواہش مند ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اِن صاحبوں کی یہ محبت اور حسن ظن ہے۔ اب تو ایسے سفر سے معذرت ہے۔ کچھ دنوں کے لئے بھوپال میں پابند ہو گیا ہوں۔

ع خود بخود آزاد بودم خود گرفتار آمدم

یہاں قضا اور عربی مدارس کی نگرانی کا کام مجھے متعلق ہو گیا ہے۔

وَالْاَمْرُ بِيَدِ اللهِ

مسترشد:۔ جناب کا قیام اگست اور ستمبر میں کہاں رہے گا

حضرۃ الشیخؒ:۔ اب تو قیام یہیں رہے گا۔

مسترشد:۔ میرے لئے بہبودئ دارین کی دعا فرماویں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ دلی دعا ہے

مسترشد:۔ عرصہ سے میری خواہش تھی۔ کہ اسلامی تعمیری کاموں کے لئے کوئی ادارہ قائم کیا جائے۔ حضرۃ تھانوی کی دو کتابوں حیٰوۃ المسلمین اور صیانۃ المسلمین سے میں نے تحقیقی، تعلیمی و تبلیغی کاموں کیلئے ایک سکیم مرتب کی ہے اور اسکو چند محترم بزرگوں اور علیگڑھ کے احباب نے پسند فرمایا۔

حضرۃ الشیخ: اجتماعی کام رسم بن جاتے ہیں | آپ کے اخلاص اور حسنِ نیت میں شک نہیں، اگر چند مخلصین آپ کو مل گئے ہیں تو خیر! ورنہ ایسے اجتماعی کاموں میں رسوم اصل کام کی جگہ لے لیتی ہیں۔

مسترشد: اس سلسلہ میں مولانا شبیر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع سے ملنے دیوبند گیا۔ اور سہارنپور اور ڈابھیل وغیرہ کے علماء سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور علی گڑھ میں بھی کئی فضلاء کو متفق پایا۔ اساتذہ میں ڈاکٹر برہان احمد صاحب، ڈاکٹر فضل الرحمان، ڈاکٹر محمود صاحب، ڈاکٹر عشرت صاحب، ڈاکٹر سید ظفر الحسن صاحب، ڈاکٹر افضال احمد صاحب وغیرہ بھی ہیں۔ آئندہ ستمبر میں اجتماع رکھ کر ان سب حضرات کو مجتمع کر کے مشورہ کرنے اور لائحہ عمل طے کرنے کا خیال ہے۔

حضرۃ الشیخ: اصلاحی کام | خوشی ہوئی کہ آپ نے اتنی محنت کی اور جدید و قدیم اصحاب الرائے سے گفتگو اور ملاقاتیں کیں۔ اور اُن کو متفق کیا۔ اب آئندہ اجتماع کے موقع پر جو کام طے پائے اس سے مطلع فرمائیں گے۔

مسترشد: اس سلسلے میں اسلامی تحقیقی کام کے لئے اسلام پر غلط کتابوں کے رد کے لئے ایک اکیڈیمی قائم کرنے کا بھی خیال ہے۔ اور تعلیمی اصلاح اور تبلیغی نظام بھی صلاح و مشورہ سے قائم کرنے کا خیال ہے۔

(ا) اِن گذارشات کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے۔

(ب) اس سلسلے میں جناب کی توجہ اور شرکت کی خاص ضرورت ہوگی۔

(ج) ستمبر میں کون سی تاریخیں رکھی جائیں کہ جناب علی گڑھ تشریف لا سکیں اور دوسرے حضرات کو بھی مدعو کر لیا جائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ (ل) خیال اچھا ہے۔ اگر عمل سے مقترن ہو۔

(ب) حسب استطاعت وتوفیق شرکت ہوگی

(ج) ستمبر کے ۲۰ تک سہارنپور کا قصد ہے۔ جہاں آج کل عزیزی سید حسن سپلائی آفیسر ہیں۔

مسترشد:۔ اس کام کے سلسلے میں خیال ہوتا ہے کہ کہیں یہ کید نفس ہو اور یا حظِ نفس کے لئے ہو۔ اس بارے میں اخلاص کا علم کیسے ہو۔

والسلام۔ خادم مختار

حضرۃ الشیخؒ:۔ اجتماعی کاموں میں اخلاص کا معلوم کرنا | اگر آپ کے دل میں یہ ہو کہ اگر کوئی آپ سے بہتر مل جائے تو بخوشی یہ کام اوس کے سپرد کرکے آپ اس کے تابع ہو جائیں گے۔ تو یہ اخلاص ہے۔ ورنہ اس میں کچھ نہ کچھ حصولِ نام کو دخل ہے۔

آپ نے لفافہ کو بری طرح چپکایا تھا۔

والسلام

ہیچمدان سلیمان

مکتوب: ۱۱۲/۳۶

مسترشد:۔ مرشدنا ومولانا۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ:۔ اخی فی العزیز دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے

حضرۃ الشیخ:۔ الحمد للہ علی کل حال

مسترشد:۔ میرٹھ کب تک تشریف لائیے گا۔

حضرت الشیخ:۔ تاریخ کا تعین نہیں کر سکتا۔

مسترشد:۔ میں دوستوں اور بزرگوں کے خطوط میں آخیر میں خادم مختار لکھ دیتا ہوں کیا یہ شرعاً نامناسب تو نہیں۔

حضرۃ الشیخ:۔ کوئی حرج نہیں

مسترشد:۔ کوئی عنایت کرے، اس کے جواب میں "شکریہ" کہہ دینا اسلاف کے طریق کے خلاف تو نہیں۔

حضرۃ الشیخ:۔ شکریہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مگر جزاک اللہ کہا کیجئے۔

مسترشد:۔ کیا حضرت تھانویؒ کا کوئی خاص رسالہ گورنمنٹ سروس کے بارے میں ہے۔

حضرۃ الشیخ:۔ کوئی خاص رسالہ نہیں۔

مسترشد:۔ بعض اوقات مسجد کی دوری کی وجہ سے جماعت کی نماز میں پہنچنا مشکل ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے

حضرۃ الشیخ:۔ مسجد کی دوری | رخصت پر عمل کیجئے۔

مسترشد:۔ حضرت مولانا کے مواعظ میں دیکھا ہے کہ وکیل کی کمائی حرام ہے۔ تو کیا وکیل دعوت کرے تو اس کی کھا سکتے ہیں۔

حضرۃ الشیخ:۔ استفسار مسائل بغیر نیت کے مناسب نہیں | کھا سکتے ہیں اور نوکری بھی کر سکتے ہیں۔ جب تک عمل کی نیت نہ ہو۔ مسئلہ نہ پوچھئے۔

مسترشد: باوجود توبہ کے گناہ ہوجاتے ہیں اور توبہ ٹوٹ جاتا ہے

حضرۃ الشیخؒ: ہر بار توبہ کیجئے۔

مسترشد: میرے لئے بہبودی دارین کی دعا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ: دل دُعا ہے

مسترشد: اُردو میں کوئی تفسیر پڑھنا چاہتا ہوں

حضرۃ الشیخؒ: مولانا تھانویؒ کی تفسیر "البیان" پڑھیئے

مسترشد: آپ نے مطالعہ کے لئے تعلیم الدین اور مواعظ اشرفیہ کے ۱۰۰ مواعظ تجویز فرمائے تھے۔ میں وہ پڑھ چکا۔ اب جو تجویز فرمائیں

والسلام ۔ خادم ۔ مختار

حضرۃ الشیخؒ: مطالعہ برائے عمل | مطالعہ کافی ہو چکا۔ اب عمل کا وقت ہے

ہیچمدان سلیمان
۴ شوال ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۱۱۳/۳۷

مسترشد: جہانگیر منزل بجنور / ۲۸ ستمبر

مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ: از سہارن پور۔ مکان ڈپٹی سید حسین

اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ میں اس خیال سے کہ آپ ۲۰ تاریخ تک سہارنپور تشریف لائیں گے، میں اور میرے ایک بھائی ۲۰ ستمبر کی شام تک سہارن پور پہنچ گئے ہوں گے۔ لیکن ۲۵ ستمبر تک آپ تشریف نہ لائے۔ اس لئے ۲۶ کو واپس آگیا

حضرۃ الشیخؒ:۔ میں پرسوں ۲۷ ستمبر کی دوپہر کو پہنچا۔ اب یکم اکتوبر براہ لکھنؤ اعظم گڑھ جا رہا ہوں غالباً ۸ کو لکھنؤ واپس پہنچ جاؤں گا۔

مسترشد:۔ ۲۴،۲۳ کو کچھ احباب بھی جناب کی ملاقات کی نیت سہارن پور حاضر ہوئے۔

حضرۃ الشیخ:۔ آپ کے احباب کا شکریہ۔

مسترشد:۔ علی گڑھ میں اسلامک اکیڈیمی کے سلسلے میں مولانا ظفر احمد صاحب، مولانا شبیر علی صاحب سے مولانا ظہور الحسن اور نواب احمد علی خان صاحب کی معیت میں ملاقات کی سب نے اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ علی گڑھ سے امیر احمد صاحب قدوائی کا خط آیا تھا۔ جواب دیا گیا۔ کل مولانا ظہور الحسن صاحب نے آکر اپنے سفر علی گڑھ کی کل کیفیت بیان فرمائی۔

مسترشد:۔ آپ کا اکتوبر کا پروگرام ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ مجھے صرف ۱۸ روز کی رخصت ہے۔ جس میں سہارنپور، لکھنؤ اور اعظم گڑھ جانا ہے اور آنا ہے۔ آپ اس کام میں مولانا ابرار الحق صاحب مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی سے کام لیں۔ بڑے مخلص اور حضرت کے نوجوان خلفاء میں سے ہیں۔

مسترشد:۔ جناب پر سب کچھ منحصر ہے۔ جناب کی تشریف آوری سے امید ہے کہ اچھی تحریک علی گڑھ سے چل سکے گی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ مجھ پر انحصار رکھنا صحیح نہیں۔ میں سال ڈیڑھ سال کے لئے اپنے کو بھوپال کے نذر کر چکا۔ حضرت کے جن خلفاء سے آپ مل چکے۔ اور اون کو متفق بنا چکے وہ کافی ہیں۔

مسترشد:۔ عوام کی تبلیغ کے لئے دستور العمل ابھی واضح طور پر متعین نہیں ہو سکا

حضرۃ الشیخؒ:۔ عوام کی تبلیغ | عقائد توحید اور نماز کی تحریک عوام تک پہنچنے کے لئے کافی ہیں

مسترشد:۔ میرے لئے بہبودی دارین کی دعا فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ دلی دعا ہے

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے۔

والسلام۔ خادم۔ مختار احمد

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ تعالیٰ

بحمد اللہ بسید سلیمان

مکتوب ۱۱۴/۳۸

(پوسٹ کارڈ)

دار المصنفین اعظم گڑھ

اخی فی اللہ تعالےٰ رزقکم اللہ تعالیٰ الصلاح فی الدارین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں سہارنپور سے پرسوں یہاں آیا۔ ۷ کو انشاء اللہ لکھنو جاؤں گا۔ الحمد للہ بخیر ہوں۔ اس وقت میرا علی گڑھ جانا ممکن نہیں۔ سہارنپور میں

مولانا ظہور الحسن صاحب سے عرض کردیا ہے کہ وہ کام کو انجام دیں۔ میری دعاء شامل حال رہے گی۔ قدوائی صاحب کا خط بھی آیا۔ جواب معذرت کے ساتھ دیا گیا۔ مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا کام کریں گے۔

والسلام

سید سلیمان۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

مکتوب ۱۱۵/۳۹

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخ:۔ اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخ:۔ الحمدللہ کہ اب اچھا ہوں۔

مسترشد:۔ میرے لئے بہبودیٔ دارین اور فائیننس کے امتحان میں کامیابی کی دُعاء فرما دیجئے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ کی فلاح دارین کے لئے دلی دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرماکر آپ کو مطمئن فرمائیں۔

مسترشد:۔ ۲۷ اکتوبر کو میرا امتحان ختم ہوگا۔ اِس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ میرٹھ کب آئیے گا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ فقیر الی اللہ اس زمانہ میں یہاں نہیں ہوگا۔ لکھنؤ کا قصد ہے۔ اور اوائل نومبر میں

میرٹھ کا اور وہاں کچھ دنوں قیام رہے گا

مسترشد:۔ میرے گھر میں ایک بوڑھی عورت جس کی عمر پچپن سال یا اس سے زائد ہوگی ملازم ہے۔ وہ پردہ نہیں کرتی اور نہ اس سے کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں کیا کیا جائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اس سے پردہ نہیں۔

مسترشد:۔ کچھ بے پردہ پھرنے والی عورتیں جن کا ہمارے خاندان کے ساتھ واسطہ ہے گھر میں آجاتی ہیں۔ ان میں جوان اور بوڑھی دونوں سے گھر والوں کا پردہ نہیں ہوتا۔ میں بھی نہیں کرتا۔ بوڑھی عورتیں اور نامین گفتگو بھی کر لیتی ہیں۔ کیا صورت اختیار کی جائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ پردہ ان سے عورتوں کا نہیں۔ البتہ آپ غض بصر یعنی آپ ان پر نظر نہ ڈالیں۔ خصوصاً جوان عورتوں پر۔

مسترشد:۔ گھر میں بڑے بھائی بھی رہتے ہیں۔ اور بھابھی صاحبہ مجھ سے پردہ نہیں کرتیں حالانکہ گفتگو بھی نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئیے

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ غض بصر سے اور تنہائی میں یک جائی سے پرہیز کریں۔

مسترشد:۔ میری بہن و بھابی صاحبہ وغیرہ جب کبھی شفاخانہ وغیرہ جاتی ہیں تو برقعہ وغیرہ پہن کر یا تو صرف تانگے والے کے ساتھ چلی جاتی ہیں اور یا اپنے گھر سے چپراسی یا ملازم کے ساتھ۔ کیا اس میں کوئی حرج ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: اگر وہ معتبر ہیں تو بضرورت کچھ حرج نہیں مگر بہتر ہے کہ کوئی محرم عزیز یا بوڑھی عورت ساتھ ہوں۔ اس میں اور بھی فائدے ہیں۔

مسترشد:۔ آپ کی تقریر "علم" کے بارے میں جو آپ نے راندھیر میں فرمائی (ماہ شعبان میں) مدینہ میں شائع ہوئی۔ اس سے بڑا فائدہ ہوا۔ کیا وہ معارف میں بھی شائع ہوئی

حضرۃ الشیخؒ ، وہ رسالہ جاتا ہے

مسترشد :- کیا جناب کی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہفتم شائع ہوگئی۔

حضرۃ الشیخؒ : نہیں

مسترشد : معمولات کا پابند ہوں۔ الحمد للہ

حضرۃ الشیخؒ :- خدا کا شکر کیجئے کہ مزید توفیق ہو۔

مسترشد :- استقامت کی دعاء فرمادیجئے گا۔

خادم ۔ مختار

حضرۃ الشیخؒ :- دلی دعاء ہے۔

ہیچمداں سلیمان۔

مکتوب $\frac{116}{4}$

مسترشد :- مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ :- اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد :- امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ ، الحمد للہ مع الخیر ہوں

مسترشد میرے لئے بہبودیٔ دارین اور توفیق عمل کی دعا فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- دلی دعائیں آپ کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں۔

مسترشد :- اس سکیم کے سلسلے میں جس کا میں نے تذکرہ کیا تھا۔ کہ اسلامی نظام میں

تعلیم نسواں ضروری ہے۔ اس کا نصاب کیا ہو۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ تعلیم نسواں | عورتوں کی مناسب تعلیم بے شبہ ضروری ہے۔ پردہ کے اہتمام اور مذہبی تعلیم کے ساتھ دنیاوی خانہ داری اور ابتدائی طبی حفظان صحت، اور صنعت و حرفت، کچھ تاریخ، کچھ جغرافیہ کی تعلیم ہو سکتی ہے۔

مسترشد :۔ انفرادی طور پر گھروں میں تعلیم کی بجائے اسکولوں میں اچھی اور باقاعدہ تعلیم ہو سکتی ہے۔ زنانہ سکولوں میں پردہ کا انتظام اور دیندار استانیوں کا اہتمام ہو سکتا ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ اسکول میں سب کچھ کرنے کے بعد بھی زمانہ کے فسادات سے بچانا مشکل ہی معلوم ہوتا ہے

اگر کوئی نمونہ کا کام کر کے دکھا سکے تو شاید رائے بدل جائے۔

مسترشد :۔ نصاب کے سلسلے میں اگر تفسیر و حدیث و فقہ کے علاوہ تھوڑا حساب، ریاضی، جغرافیہ، تاریخ، انگریزی ہو۔ تو گویا ہائی سکول تک کی ضروری تعلیم ہو گئی۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ جالندھر میں ایک مدرسۃ البنات قائم ہے۔ اوس کا نصاب اور اوس کے قواعد منگوا کر دیکھئے۔ ہو سکے تو خود جا کر اوس کو دیکھئے۔

مسترشد :۔ تعلیم کے متعلق جناب کے مضامین کہاں سے مل سکتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ میرے تعلیمی مضامین اس موضوع سے متعلق نہیں ہیں۔

مسترشد :۔ ڈاکٹری کے لئے مستورات کا ایف۔ ایس۔ سی اور بی۔ ایس۔ سی ہونا ضروری ہے۔ اس طرح دوسروں کی تعلیم کے لئے ان کا ایم۔ اے، بی۔ اے ہونا ضروری ہے۔ تو جناب کی کیا رائے ہے۔ کہ اگر پردہ اور اسلامی تعلیم کا اہتمام

ہو جائے۔ والسلام

خادم۔ مختار احمد خان

حضرۃ الشیخؒ:۔ باقی امور کے متعلق کیا کہا جائے۔ تجربہ نے اب تک کوئی عمدہ نمونہ پیش نہیں کیا۔ والسلام

سید سلیمان

۷ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ / ۲ نومبر ۱۹۴۶ء

مکتوب ۱۱۷/۱۴

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ:۔ محبی و عزیزی دام توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ کہ بخیریت ہوں

مسترشد:۔ میرے لئے بہبودئ دارین کی دعاء فرمادیں

حضرۃ الشیخؒ:۔ دل سے دعاء کرتا ہوں

مسترشد:۔ اسراف کو شرعاً بُرا سمجھنے کے باوجود اپنے میں اس کی عادت پاتا ہوں۔ اسے کس طرح دُور کیا جائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اسراف | اسراف کے معنی یہ ہیں کہ انسان بلاضرورتِ واقعی یا بے محل یا اپنی حد سے زیادہ صرف کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مسرف کو شیطان کا بھائی

کہا ہے۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۝

اِس کا علاج یہ ہے کہ ہر صرف کے وقت یہ سوچا جائے۔ اگر یہ نہ کیا جائے تو کیا ضرر ہے۔ اگر ضرر نہ معلوم ہو تو نہ کیا جائے۔

مسترشد: کذب کی عادت بھی ابھی تک کلی طور پر دور نہیں ہوئی۔ گو کذب دوسروں کے لئے غیر مضر ہوتا ہے۔ شاید اسکی منشاء دوسروں پر اپنی عظمت جتانا ہو یا کبر کا نتیجہ ہو۔ کس تدبیر سے اس کو ختم کیا جائے۔

حضرۃ الشیخ:۔ کذب | یہ عادت بہت بری ہے۔ کذب ہر بیماری کی جڑ ہے۔

کذب سے بچنے کی تدبیر اور عجیب حکمت | بڑا بننے کی خواہش تو بری نہیں مگر اس کے مقتضی پر عمل کرنا برا ہے۔ اس کو اس تدبیر سے ختم کر دیجئے۔ کہ آپ لوگوں سے کہہ دیجئے۔ کہ میں جھوٹ بولا کرتا ہوں۔ میرا اعتبار نہ کیا کریں۔ آپ اس پر اس طرح عمل کریں کہ نفس کو کہیں کہ میں لوگوں سے کہہ دوں گا۔

مسترشد:۔ اپنی زندگی کو پُر معاصی پاتا ہوں۔ طبیعت چاہتی کہ زندگی کا پُر معاصی حصہ الگ ہو کر باقی زندگی بے داغ اور عین اسلامی گذاری جائے۔ بہر حال اب اس کے تدارک کی کیا صورتیں ہیں

حضرۃ الشیخ:۔ اسلامی زندگی گذارنے کا عزم | یہ کیفیت خط زدہ بہت اچھی ہے۔ اب آپ ایک روز تہیہ کر کے وضو اچھی طرح کیجئے اور خلوص سے دو رکعت نماز توبہ ادا کیجئے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی پورے

خضوع اور خشوع سے مانگیں اور عزیمت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگیں۔ کہ اب کوئی عصیان کا کام نہ ہونے پائے۔

مسترشد:۔ طبیعت چاہتی ہے کہ سوائے اپنی اصلاح کی فکر کے اور کوئی کام نہ کیا جائے۔ اس وجہ سے تبلیغ سے بھی رکاوٹ ہوتی ہے۔ کیا یہ جذبہ صحیح ہے یا نہیں ؟

خادم۔ مختار احمد

حضرۃ الشیخؒ:۔ تبلیغ کی تربیت | بے شبہ اول خویش بعدہ درویش ہے پہلے خود بنیئے پھر دوسروں کو بنائیے۔ جذبہ صحیح ہے

والسلام

سیدان سلیمان

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۱۱۸/۴۲

حضرۃ الشیخؒ:۔ محبی عزیزی زاد توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ خیریت ہے

مسترشد:۔ کسی معاملہ میں سفارش کرانا یا کرنا جائز ہے یا نہیں

حضرۃ الشیخؒ سفارش | سفارش اگر کی جائے جس میں صفات اصلیہ اقتعیہ

کا اظہار ہو تو جائز بلکہ مستحسن ہے۔ اور کار ثواب ہے

وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا الآية۔

مسترشد:۔ کبھی تو بڑے بڑے گناہ کر جاتا ہوں اور کبھی چھوٹے چھوٹے ثوابوں اور مستحبات کی بھی فکر رہتی ہے۔ اس سے کوفت ہوتی ہے کہ جب بڑا گناہ کر لیا تو چھوٹے ثوابوں اور مستحبات کی فکر کیوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ نیکیوں پر عمل و احتراز گناہ | بڑے بڑے گناہوں سے بچنے کی کوشش کیجئے اور ان چھوٹی چھوٹی نیک باتوں کو بھی کیجئے۔

مسترشد:۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر "ترجمان" مستند و صحیح ہے یا غیر مستند اس کو پڑھا جائے یا نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ کے لئے مفید نہیں۔

مسترشد:۔ آپ کی تشریف آوری لکھنؤ وسہارن پور وغیرہ کی طرف کب ہوگی۔

خادم۔ مختار احمد

حضرۃ الشیخؒ:۔ ابھی نہیں۔

والسلام۔ سید سلیمان

۳ر محرم ۱۳۶۶ھ

مکتوب ۱۱۹/۴۳

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ از بھوپال

عزیزی زادکم اللہ توفیقا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں

مسترشد:۔ میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعا فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ دلی دعاء ہے

مسترشد:۔ سہارنپور میں جناب سے ملاقات کے بعد دیوبند ہوتا ہوا علی گڑھ گیا تھا۔ دیوبند میں مفتی شفیع صاحب، مولانا ظفر احمد صاحب، مولانا شبیر احمد صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ علی گڑھ میں مجلس اسلامیات کا کام پروفیسر حضرات اور طلباء میں کرتا رہا۔ اس کے بعد حسب قرارداد مولانا قاری طیب صاحب، مولا شبیر علی صاحب، مولانا ظہور الحسن صاحب، مفتی شفیع صاحب تشریف لائے۔ دو روز کے بعد تشریف لے گئے۔ آئندہ کام کے متعلق بھی خاصہ مذاکرہ، مشورہ و گفت گو ہوئی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ علماء اور تعلیم یافتہ اصحاب کا میل جول | بہرحال کچھ نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے۔ علماء اور تعلیم یافتہ اصحاب کا باہم میل جول دونوں کے لئے مفید ہوگا۔

مسترشد:۔ علماء کرام کے آنے سے دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ ڈاکٹر افضال قادری صاحب مسلم لیگ کی طرف سے تعلیمی اسکیم پر کام کر کے شائع کرانے والے ہیں۔ اور اس طرح پروفیسر علیم صاحب مسلم لیگ کی ا۔ Planning

Committee) کے سیکرٹری کی معاشی سکیم پر کام کر رہے ہیں۔
اس لئے اگر ان لوگوں کو علماء کے صحیح مشورے ملتے رہیں تو مسلم لیگ
کے پاس صحیح اسلامی سکیم پہنچ سکتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ مجھے بھی ان کاموں سے ہمدردی ہے۔

مسترشد :۔ دارالعلوم ندوہ لکھنؤ جانے کا پہلی مرتبہ اتفاق ہوا۔ مفتی سعید صاحب
شاہ علیم شاہ اور مولوی اسحاق صاحب سے مختصر ملاقاتیں ہوئیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ خدا کرے کہ یہ ملاقات مفید برکات ہو۔

مسترشد :۔ آئندہ تعلیم کے لئے انگلستان جانے میں شرعاً تو کوئی حرج نہیں
جبکہ نیت صرف اپنی قابلیت بڑھانے اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی ہو۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ تعلیم کے لئے انگلستان جانا | اِس خیال سے اور پوری احتیاط
سے جانے میں کچھ حرج نہیں۔

مسترشد :۔ اکثر سفر پیش آنے سے معمولات چھوٹ جاتے ہیں۔ نماز
بھی ٹھیک اوقات میں نہیں ہوتی۔

والسلام

خادم ۔ مختار احمد

حضرۃ الشیخؒ :۔ معمولات تو خیر مگر فرائض میں سستی نہ کی جائے۔ اس لئے
سفر بضرورت کیا جائے۔

ہیچمدان سلیمان

۴ محرم ۱۳۶۶ھ

مکتوب ۱۲۰/۴۴

مسترشد: مرشدی و مولائی ۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخ: محب مخلص ادام اللہ توفیقکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخ: الحمد للہ مع الخیر ہوں

مسترشد: میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دُعاء فرمائیں۔

حضرۃ الشیخ: دل سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا ہوں

مسترشد: دسمبر اور جنوری کا آپ کا کیا پروگرام ہے

حضرۃ الشیخ: بظاہر یہیں قیام رہے گا۔

مسترشد: حسب حکم کئی روز تک رات کو نماز توبہ پڑھی پہلے اور گناہوں سے معافی چاہی اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ کیا ہے لیکن اب بھی کبھی کبھی نماز فجر قضا ہو جاتی ہے اور کبھی جماعت نہیں ملتی۔

حضرۃ الشیخ: آپ کوشش جاری رکھیں۔ اور حق تعالیٰ سے دُعا کرتے رہیں۔

مسترشد: اسلامی و قومی کام کے سلسلے میں ایک سال قبل مولانا آزاد سے کچھ گفتگو ہوئی تھی۔ پھر ایک دو خط بھی ان کو لکھے۔ پھر سلسلہ ختم ہو گیا۔ کیا اس تعمیری کام کے سلسلے میں ان کو متوجہ کرنا مفید ہو گا۔

حضرۃ الشیخ: ملئے، گفتگو کیجئے۔ ہر چند کہ وہ اپنی رائے میں مستقل ہیں۔

مسترشد: دعوت احباب میں چاہے رسمی دوست ہوں یا علماء وغیرہ۔ روزانہ کے کھانے رکھنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ جب تک کہ معیاری دعوت نہ ہو۔

حضرت شیخؒ:۔ ضیافت میں ما حضر نہ رکھنا | اس کے اندر غور کیجئے کہ کہیں آپ اپنی شہرت اور تعریف یا پوزلیشن کے ڈر سے تو ایسا نہیں کرتے۔ کہ لوگ کیا کہیں گے۔ تو یہ ریا ہے، اس سے بچئیے۔

مسترشد: کیا کسی کی دعوت اس غرض سے کرنا کہ آئندہ چل کر اس سے کام لینا ہے، گناہ ہے؟ دعوتیں تو بالکل ایسی ہوتی ہیں۔ —— خادم مختار احمد

حضرۃ الشیخؒ: ضیافت بغرض مطلب برآری | جی ہاں۔ یہ اخلاص کے خلاف ہے۔ اور ثواب اخروی سے خالی ہے۔ ہر کام میں حسن نیت کی کوشش کیجئے

ہیچمدان سلیمان

۲۲ محرم ۱۳۶۶ھ

مکتوب ۱۲۱/۱۵

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ: عزیزی زادکم اللہ توفیقا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے

حضرۃ الشیخؒ: الحمد للہ مع الخیر ہوں

مسترشد: میرے لئے بہبودئ دارین کی دعا فرماویں

حضرۃ الشیخؒ: دل سے دعا کرتا ہوں

مسترشد: اعلیٰ تعلیم کے لئے آکسفورڈ جانے کا خیال ہے۔ امید ہے گورنمنٹ سے وظیفہ مل جائے گا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب اکسفورڈ وظیفوں کی کمیٹی میں ہیں اگر مناسب ہو اور خلاف اصول نہ ہو۔ تو آپ ڈاکٹر ذاکر حسین کو

تحریر فرمادیں۔ کہ اس سلسلے میں کوئی مدد فرمادیں۔
حضرۃ الشیخ رح: بشوق جائیے۔ مگر احتیاط کی زندگی اور نماز قائم رکھئے۔
ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے نام خط لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ آپ اونہیں بھجوا دیں۔
مسترشد:۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مجھے امید ہے کہ میں خود بھی فائدہ اٹھا سکوں گا۔ اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکوں گا۔
حضرۃ الشیخ رح:۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ ایسا ہی ہو۔
مسترشد:۔ آج کل طبیعت ذرا شکستہ اور مایوس سی رہتی ہے۔ اور جب معمولات وغیرہ گڑبڑ ہو جاتے ہیں۔ تو اور پریشان ہو جاتی ہے۔ اور سکون کم محسوس ہوتا ہے۔
خادم۔ مختار
حضرۃ الشیخ رح:۔ مایوسی اور کم ہمتی نہ چاہیئے

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق
باشد بقدر ہمتِ تو اعتبار تو

والسلام۔ سید سلیمان
۴ صفر ۱۳۶۶ھ

مکتوب: ۱۲۲/۴۶

مسترشد: مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرۃ الشیخ رح، محبی و مخلصی دام توفیقکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ
مسترشد:۔ میرے لئے فلاح دارین کی دعا فرمائیں۔
حضرۃ الشیخ رح:۔ آپ کی فلاح دارین کیلئے بدل دعا ہے

مسترشد:۔ پچھلے والانامہ میں جناب نے تحریر فرمایا تھا۔ کہ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کو خط لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ تاکہ وہ میرے انگلستان جانے میں مدد فرمائیں۔ مگر خط ملفوف نہ تھا۔ ممکن ہے جناب نے براہ راست ان کو روانہ کر دیا ہو۔ براہ مہربانی اگر ان کو تحریر نہ فرمایا ہو تو تحریر فرمادیں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ بے شبہ مجھے یاد نہیں رہا۔ میرے ذہن سے بات بھی اُتر گئی۔ اور یہ بھی یاد نہیں رہا کہ آپ کس غرض سے جانا چاہتے ہیں۔ اور اس کا تعلق ڈاکٹر ذاکر حسین سے کیا ہے کل وہ میرے پاس تھے۔ اور دیر تک رہے۔ اور ابھی تک ہیں۔ میں نے ابھی ٹیلیفون پر اون سے آپ کے متعلق کہدیا ہے۔ اونہوں نے یہ کہا کہ آپ اون سے دلّی میں مل لیں۔ اگر وہ کچھ کر سکتے ہوں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ دریغ نہ کریں گے۔

مسترشد: اپنی زندگی میں بے اطمینانی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ جی ہاں۔ زندگی کی بے اطمینانی قلب کی بے اطمینانی، معاش کی بے اطمینانی ہے۔

مسترشد: خدا کا شکر ہے کہ ہم اسلامیات کے ذریعے کچھ اسلامی خدمت کر رہے ہیں۔ بیداری محسوس طریقہ پر ہو رہی ہے۔

والسلام۔ مختار احمد

حضرۃ الشیخ:۔ تبلیغی خدمت | اسلامیات کی خدمت مبارک ہو۔ کبھی کبھی حالات سے مطلع کرتے رہیئے۔

والسلام

ہیچمدان سلیمان۔ ۱۹ر جنوری ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۲۳/۱۴۷

مسترشد :۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ محبی و عزیزی زادکم اللہ توفیقا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں۔ اور دائمی خیر ہوں۔

مسترشد :۔ خدا کا شکر ہے کہ مجلس اسلامیات کا کام تین چار ہفتوں سے زور پر ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ مجلس اسلامیات کے حالات معلوم ہوئے۔

مسترشد :۔ ۲۱ جنوری ۶۷ء کو مولانا طیب صاحب اور مولانا ظہور الحسن صاحب تشریف لائے۔ پروفیسر حضرات اور وائس چانسلر صاحب کیساتھ گفتگو ہوئی۔ مختلف پروفیسر حضرات کے یہاں مختلف اوقات میں چائے وطعام کی دعوتیں ہوئیں اور تقاریر ہوئیں

حضرۃ الشیخؒ : رسم پرستی | ان تقریروں کے پروگرام میں کھانے پینے ہی کے تذکرے ہیں۔ جو تمام تر علی گڑھ کی روایات کے مطابق ہیں۔ اور وہی رسوم پرستی ہے جو علی گڑھ کی رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

مسترشد : آج کل یہاں پر طلباء میں اشتراکیت اور اشتمالیت کے خیالات کا زور ہے

لڑکیوں میں بہ نسبت لڑکوں کے زیادہ تیزی سے ملحدانہ خیالات

پھیل رہے ہیں۔

بہت ضرورت ہے کہ ایک ہفتہ یا تین چار دن کے لئے تشریف لائیں

حضرۃ الشیخؒ: اِن خیالات کی تصحیح کے لئے مودودی صاحب کے رسائل مفید ہوں گے۔

کبھی حاضر ہوں گا انشاء اللہ۔ اس وقت تو معاف رکھا جائے۔

مسترشد: میں نے ان تین چار مہینوں میں ملک کے اطراف میں مختلف حضرات سے تبلیغی سلسلہ میں ملنے کے لئے سفر کئے۔ خط و کتابت میں اپنی حیثیت سے زیادہ روپیہ اور زیادہ وقت صرف کیا۔ لوگوں نے ہمت افزائی کی۔ مگر وقت پر اپنی جگہ رہے۔ جس کی وجہ سے مایوسی ہو رہی ہے۔ اور انفرادی کام کی طرف مائل ہو رہا ہوں

حضرت الشیخؒ: تجربہ کے بعد چھوڑوانا۔

اچھا ہے کہ آپ کو خود بھی دنیا کا تجربہ ہو جائے۔

مسترشد:۔ اگر آپ فروری میں تشریف لاسکیں تو مناسب ہوگا۔ تشریف آوری کی تاریخ سے مطلع فرمائیں۔ والسلام

خادم مختار احمد

حضرۃ الشیخ:۔ بالفعل معذرت ہے۔

بھیجدان سلیمان / ۱۳ فروری ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۲۴/۴۸

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ: عزیز مکرم دام توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد: اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔ میرے لئے بہبودئ دارین کی دعاُ فرماویں۔

حضرۃ الشیخؒ: دل سے دعاء کرتا ہوں

مسترشد: اپنی زندگی دینی اور دنیوی دونوں حیثیتوں سے ناکام محسوس کرتا ہوں۔ تمام زندگی پر ظلمت چھائی ہوئی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: یاس نہ ہونا چاہیئے | اگر یہ احساس واقع بھی ہو۔ تو بھی مایوسی کی کی کوئی وجہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ۔

اے میرے گنہگار بندو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مسترشد: تمام زندگی میں ہمیشہ گناہ ہوتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے شکستگی اور مایوسی ہوتی ہے

حضرۃ الشیخؒ: جواب گذر چکا۔

مسترشد: توبہ کرتا ہوں۔ پھر ٹوٹ جاتی ہے۔ طبیعت چاہتی ہے۔ کہ ایک دفعہ توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ نہ ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ: تجدید توبہ | بچے چلنے میں گرتے ہیں۔ تو کیا گر کر پھر اُٹھ نہیں جاتے۔ اور نہیں چلتے۔ اسی طرح بار بار توبہ کیجئے۔ اور گذشتہ پر ندامت اور مستقبل کے لئے عزم کیجئے کہ گناہ نہ ہو جائے۔ ہو جائے۔ تو پھر توبہ کیجئے۔ پھر عزم کیجئے۔

مسترشد:۔ میرے بھائی صاحب کی اکلوتی بیٹی کا انتقال ہوگیا ۔ اس کے دل پر خاص اثر ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ اوس بچے کو والدین کیلئے باعثِ اجر بنائے۔

مسترشد:۔ کبھی تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اگر موت جلد آگئی تو اعمال صالحہ کی پونجی تو میرے پاس نہ ہوگی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اِس کے لئے زندگی کی خواہش کرنا تاکہ اعمال خیر میں زیادتی ہو سکے۔ جائز ہے۔

مسترشد:۔ کیا آپ مارچ میں علی گڑھ تشریف لاسکیں گے۔

والسلام۔ خادم مختار

حضرۃ الشیخؒ:۔ نہیں۔ ادھر سفر کا قصد نہیں۔ والسلام

سید سلیمان

۱۱رمارچ ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۲۵/۱۹

مسترشد، مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزی و محبی دام توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

مسترشد:۔ میرے لئے سکون قلب وبہبودیٔ دارین کی دعاء فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ:۔ دل سے دعاء کرتا ہوں

مسترشد:۔ تہیہ کر چکا ہوں کہ کوئی کام خلاف احکام خداوندی نہ کروں گا

حضرۃ الشیخؒ:۔ اس عزم اور فیصلہ پر دلی مبارکباد قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

مسترشد:۔ آج کل میں کوٹھی میں رہتا ہوں۔ قریب میں کوئی مسجد نہیں ہے۔ اس لئے کوٹھی ہی پر بغیر جماعت کے نماز پڑھ لیتا ہوں۔ کبھی کبھی دوسرے اصحاب کیساتھ کوٹھی پر جماعت کر لیتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ: مجبوری ہے۔ تو معذوری ہے۔

مسترشد:۔ عرصہ سے خواہش ہے کہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہوں اور تقریباً چالیس روز رہوں۔ والسلام

خادم مختار احمد

حضرۃ الشیخؒ:۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا موقع بھی کبھی حاصل ہوگا۔

ہیچمدان سلیمان

مکتوب ۱۲۶/۵۰

مسترشد: مرشدی ومولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخ: محب عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخ: الحمد للہ خیریت ہے۔

مسترشد: میرے لئے بہبودئ دارین، سکون قلب، استقامت دین اور حصول دین کی دعاء فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ: آپ کے سکون اور فلاح دارین کی دلی دعاء ہے

مسترشد: میری عمر اب تقریباً ۲۵ سال کی ہے۔ اس کو میں دنیوی و دینی لحاظ سے بیکار و ضائع سمجھتا ہوں۔ پچھلے اعمال کے تدارک کی کیا صورت ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: **ضائع پر افسوس نہ، بلکہ تلافئ مافات** جو ضائع ہوا اس کے صرف افسوس میں حال کو ضائع نہ کیجئے۔ اب تلافئ مافات کا موقع ہے۔

تدارک اعمال کا طریقہ پچھلے اعمال کے تدارک کی صورت یہ ہے کہ توبہ و استغفار کیا جائے۔ اور جن فرائض متروکہ کی قضاء ہو۔ اوسکی قضا کی جائے۔ اور حقوق عباد یا معاف کرائے جائیں یا ادا کئے جائیں

مسترشد: جب تک معاصی سے کلیتہً اجتناب نہ ہو تو کیا اس وقت تک زبان سے استغفار بے معنی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: **احتراز معاصی** جی نہیں۔ ہر حال میں استغفار جاری رہے۔ اور معاصی سے کلیتہً احتراز کی عزیمت کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعاء مانگی جائے۔ یہ وسوسہ ہے۔ اس کو دور کیجئے۔

مسترشد: جب یہ خیال ہوتا ہے کہ آئندہ کبھی پھر گناہ ہو جائیں گے۔ اور توبہ قائم نہ رہیگی تو مستقل توبہ میں تامل ہوتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: **مستقل توبہ نہ کرنا کہ توبہ ٹوٹ جائیگی**

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مسترشد : جناب کا سہارن پور کی طرف کب تک سفر کا ارادہ ہے۔

والسلام۔ خادم مختار

حضرۃ الشیخؒ : بالفعل کوئی ارادہ نہیں۔ والسلام

ہیچمدان سید سلیمان

مکتوب ۱۲۷/۵۱

مسترشد :۔ مرشد و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ :۔ محب مخلص ادام اللہ توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد :۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمد للہ خیریت ہے۔

مسترشد :۔ اکثر محسوس ہوتا ہے کہ ایمان اپنا بہت کمزور ہے۔ نماز وغیرہ میں کوئی جان سی معلوم نہیں ہوتی۔ حصول تقویت ایمان اور اسکی حلاوت کے احساس کیلئے کیا تدابیر اختیار کیجائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ کے حاضر ہونے کا مراقبہ | آپ تنہائی میں کسی وقت خاص میں کم از کم آدھ گھنٹہ باوضو بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پہلے استغفار کریں۔ ۱۲ مرتبہ پھر ۱۲ مرتبہ درود پڑھیں۔ پھر یہ مراقبہ اور سوچیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپکے پاس ہیں۔ آپکی ہر آواز سن رہے ہیں اور آپکی ہر حالت کو دیکھ رہے ہیں پھر درود ایک دفعہ پڑھ کر آنکھیں کھول دیں۔ اگر آدھ گھنٹہ وقت نہ ملے تو ۱۰۔۱۵ منٹ جس قدر وقت ہو سکے اوس کو مقرر کیجئے۔

مسترشد : جو معاصی ہو جاتے ہیں۔ وہ بھی اس کا نتیجہ ہیں کہ ایمان میں وہ پختگی نہیں جو کہ ایک مسلمان کو حاصل ہونی چاہیئے۔

حضرۃ الشیخؒ : صحیح ہے اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کے عیانی یقین کی کمی ہے

مسترشد : مختلف اشخاص کی دنیاوی طور پر کامیابی دیکھ کر اس طرف طبیعت مائل ہو جاتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ : **اہل دنیا پر رشک** | جہاں اُن کی ظاہری زندگی پر رشک آنے لگے ان کی باطنی حالت پر غور کیجئے تو رشک نہ آئے گا۔

مسترشد : پھر طبیعت اس طرف لگاتا ہوں کہ سب سے زیادہ کامیاب زندگی وہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں گزر جائے۔ اور آخرت کے لئے بڑا سامان مہیا کرے

حضرۃ الشیخؒ : درست ہے

مسترشد : اس تخیل کے استحضار رکھنے اور برتری محسوس کرنے کے لئے کیا تدبیر اختیار کی جائے۔ والسلام

خادم مختار

حضرۃ الشیخؒ : **مراقبہ آخرت** | آیت ہے

"گھاٹے میں وہ ہیں جو قیامت کے دن گھاٹے میں ہوں گے"

اس کا استحضار رکھا کیجئے اور سمجھئے کہ یہ ظاہری زندگی فانی اور آنی اور اصل زندگی اور غیر فانی زندگی آخرت کی ہے۔

ہیچمدان سلیمان / ۱ مئی ۱۹۶۴ء

مکتوب ۱۲۸/۵۲

مسترشد: مرشدی ومولائی ۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیز مخلص فی اللہ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ میرے لئے بہبودئ دارین کی دعاء فرمائیں۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ: الحمد للہ خیریت ہے اور آپ کے حق میں دعائے خیر ہے

مسترشد: گو مذہبی، روحانی واخلاقی قدر ذہن میں سب سے بہتر ہے۔ لیکن علمی قدر کا بھی طبیعت میں ایک خاص اثر ہے۔ اگرچہ ذہن میں یہ چیز ہے کہ علم کا حصول بڑا کمال نہیں اصل چیز ایمان وعمل صالح ہے۔ تاہم علم کے حصول کا جذبہ پاتا ہوں اور حصول کی کوشش بھی کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ: | حصول علم کا حکم | جی ہاں۔ علم سے اگر مقصود علم دین ہے۔ تو ظاہر ہے۔ اور اگر علم معیشت ہے تو وہ بھی رزق حلال ہونے کے سبب سے ضروری ہے۔ اور دوسرے مباح علوم کو بھی فی الجملہ کمال میں دخل ہے اس لئے اُن کا حصول بھی ممنوع نہیں۔

مسترشد:۔ کچھ عرصہ سے علمی اور تبلیغی کام کرنے کے بعد طبیعت پر یہ اثر غالب ہے کہ پہلے اپنی اصلاح مکمل ہو۔ پھر ان کاموں میں شرکت کیجائے۔

حضرۃ الشیخؒ: | تبلیغ کا طریق۔ پہلے اپنی فکر | یہ جذبہ بالکل صحیح ہے۔ اگر ہمارے ہاتھ گندے ہوں تو ان ہاتھوں سے ہم دوسروں کو پاک نہیں کر سکتے۔

مسترشد :۔ اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کا جو مراقبہ آپ نے پچھلے خط میں تجویز فرمایا تھا اس پر اسی روز سے عمل ہے ۔ والسلام

خادم مختار

حضرت الشیخؒ : مبارک ۔

سید سلیمان / ۱۹ مئی ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۲۹/۵۳

(پوسٹ کارڈ)

حضرۃ الشیخؒ :۔ محب عزیز دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ خیریت ہے ۔ کوئی خط بے جواب نہیں دیا ہے

دل سے دُعا کرتا ہوں

مئی جون میں اِدھر آنے کا خیال نہیں ۔

ہیچمدان سید سلیمان

مکتوب ۱۳۰/۵۴

مسترشد : مرشدی و مولائی ۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ : برادر مخلص وفقکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسترشد: اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔ میرے لئے بہبودئ دارین کی دعا فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ: خیریت ہے اور دعائے خیر ہے۔

مسترشد: خدا کا شکر ہے کہ یہاں پر علی گڑھ یونیورسٹی میں حضرت مولانا تھانویؒ کے معتقدین کا ایک گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ گو ابھی چند ہی حضرات پر مشتمل ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: بحمد اللہ تعالیٰ!

مسترشد: حال ہی میں لوگوں نے حضرت تھانویؒ کے خلیفۂ مولانا جلیل احمد صاحب کی سرپرستی میں "مجلس صیانۃ المسلمین" قائم کی ہے۔ خیال ہے کہ مجلس اسلامیات کا بھی نظام عمل صیانۃ المسلمین کے مطابق بنا دیا جائے۔

حضرۃ الشیخؒ: حافظ مولوی جلیل احمد صاحب سے میں واقف ہوں۔ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص خلفاء میں ہیں۔ اُن کے مشورہ سے آپ جو کچھ کریں گے امید ہے کہ وہ باعث برکت ہو گا۔

مسترشد: محمد اسد جو انگریز نومسلم ہیں۔ اُن کے عقائد و اعمال کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے۔ انہیں ہم نے بلایا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: محمد اسد وغیرہ | یہ لوگ اس لائق نہیں کہ اُن کی تقلید کی جائے۔

مسترشد: اسلام کے معاشی نظام میں معیار زندگی کا درجہ کیا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: اسلام میں معاشی معیار | سادہ اور کم خرچ زندگی پسندیدہ ہے۔ مگر جو لوگ کہ اہل وسعت ہیں اُن کو چاہیئے کہ اپنی وسعت کے مطابق اپنی راحت کا سامان کریں۔ اور جمع سامان راحت میں اتنا تکلف اور انہماک نہ ہو کہ ذکر الٰہی سے تغافل ہو۔

والسلام سید سلیمان

۱۹ مئی ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۳۱/۵۵

بنام مختار احمد خان صاحب

حضرت الشیخ رح :- عزیزی و مخلصی۔ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

الحمد للہ خیریت ہے۔

آپ کا کوئی لفافہ ایسا ہے۔ جو بے جواب رہا ہو۔ ممکن ہے راہ میں ضائع ہو گیا ہو۔

الحمد للہ مع الخیر ہوں

دعا ہے۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان

۲۹ جون ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۳۲/۵۶

مسترشد :- مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخ رح :- عزیز محترم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :- امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخ رح :- الحمد للہ خیریت ہے

مسترشد :- میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعا فرمادیں

حضرۃ الشیخ رح :- دل سے دعاء کرتا ہوں۔

مسترشد:۔ میری زندگی کا عجب حال ہے۔ جیسی گذارنا چاہتا ہوں ویسی نہیں گزرتی۔ اس لئے میں ایک ڈیڑھ مہینے کے لئے بھوپال ہونا چاہتا ہوں۔ تحریر فرماویں کہ کب مناسب ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: معیاری زندگی نہ ہونا | ایسی تو کسی کی آئیڈیل زندگی نہیں۔ تاہم اپنی اصلاح میں لگا رہنا چاہیئے بالفعل میں عید کے بعد ہی چند روز کے لئے دلی جاتا ہوں۔ پھر اخیر ستمبر میں ۲۵ تک سہارن پور کا قصد ہے۔ پھر کراچی ہو کر حج کا قصد ہے

مسترشد:۔ ۲۸ر اگست کو جناب نے دہلی تشریف لانے کو فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں کیا سہارن پور وغیرہ بھی تشریف لائیگا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ ۲۲ر اگست ۴۷ء کو دہلی پہنچوں گا۔ اس وقت سہارن پور کا قصد نہیں اگر ہو بھی تو ایک دو روز کے لئے۔

مسترشد، اکثر معمولات ٹھیک شروع ہو جاتے ہیں۔ مگر دوام نہیں ہونے پاتا۔ اس کے لئے کیا صورت ہو۔ یہی سلسلہ گناہوں سے توبہ میں ہے کہ مستقل نہیں رہتی۔

حضرۃ الشیخؒ: دوامِ عمل کا طریق | ہمت سے آپ کام نہیں لیتے۔ ہمت بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ والسلام

ہیچمدان سید سلیمان

۲۵ر رمضان المبارک
۱۳۶۶ھ

مکتوب ۱۳۳/۵۷

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزی و مخلصی ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے، میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعاء فرماویں۔

حضرۃ الشیخؒ: بخیریت ہوں۔ بحمداللہ۔ اور آپکی فلاح دارین کا داعی

مسترشد:۔ ستمبر کے پہلے و دوسرے ہفتہ میں جناب کا قیام کہاں ہوگا۔ خیال ہے کہ اس وقت حاضر خدمت ہوں آپ جہاں بھی تشریف رکھتے ہوں ورنہ جو ارشاد ہو۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ ستمبر کے ۱۳، ۱۴ اکو میں دہلی میں ہوں گا۔ آپ مولوی سمیع اللہ صاحب مالک کتب خانہ عزیزیہ زیر جامع مسجد دہلی سے میرا حال پوچھ سکتے ہیں یہاں کا سفر مشکل ہے۔ آخر ستمبر میں سفر حج کا قصد ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسترشد:۔ مجھے ضرورۃً اکثر سفر درپیش آتے ہیں۔ معمولات گڑبڑ ہوجاتی ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ **سفر میں معمولات** | ضرورۃً سفر درپیش ہونے میں حرج نہیں۔ حتی الوسع معمولات کا اہتمام چاہیئے۔

مسترشد:۔ حج سے جناب کی واپسی کب ہوگی۔

حضرۃ الشیخؒ: انشاء اللہ تعالیٰ دسمبر کے آخر میں۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان / ۲۶ اگست ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۳۴/۵۸

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ:۔ محب عزیز ادام اللہ توفیقکم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ

مسترشد: میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دُعاء فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ:۔ ہمیشہ دعاء ہے

مسترشد:۔ کیا حضرت تھانویؒ کی سوانح جو آپ تصنیف فرمارہے تھے شائع ہوگئی
سیرت النبیؐ کی ساتویں جلد کب تک شائع ہوگی۔

حضرۃ الشیخؒ: نہیں مرتب بھی نہیں ہوئی
اور یہ بھی مرتب نہیں ہوئی۔

مسترشد:۔ کیا جناب کی دہلی، سہارن پور یا کراچی وغیرہ کا پروگرام ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ راہ کی بدامنی سے سفر ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ نہ دہلی کا نہ کراچی کا
اور نہ حج کا۔

مسترشد:۔ حج کے سفر سے پیشتر ہفتہ عشرہ جناب کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔ کس
جگہ چند دن کیلئے حاضر خدمت ہوجاؤں۔ والسلام۔ مختار

حضرۃ الشیخؒ:۔ بالفعل کوئی صورت سامنے نہیں۔ ذرا صبر کریں
والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب ۵۹/۱۳۵

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلا علیکم

حضرۃ الشیخؒ:۔ محبی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ: الحمد للہ تعالیٰ۔

مسترشد:۔ میرے لئے بہبودئی دارین کی دعاء فرمادیں

حضرۃ الشیخؒ:۔ دلی دعاء ہے۔

مسترشد:۔ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ ۱۳، ۱۴ ستمبر کو آپ دہلی میں ہوں گے۔ کیا اس سلسلہ میں سہارن پور بھی تشریف لائیگا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ راہ کی بدامنی سے سفر مشکوک ہے۔

مسترشد:۔ کیا اپنے پچھلے گناہوں کا اس لئے یاد کرنا مناسب ہے کہ استغفار کے لئے متوجہ ہو۔

حضرۃ الشیخؒ، گناہ کی یاد ہوسکتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ استغفار کیا جائے اور اگر بلاقصد گناہ کا خیال آجائے تو کچھ حرج نہیں ورنہ بالقصد گناہ کو یاد کرنا بزرگوں نے اس لئے منع کیا ہے۔ کہ اس سے دوری ہوتی ہے۔

مسترشد:۔ استغفار و ذکر معلوم ہوتا ہے کہ زبان سے ادا ہوتا ہے۔ مگر حالی و قلبی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے لئے کس چیز کا لحاظ رکھا جائے

والسلام۔

خادم مختار

حضرۃ الشیخؒ:۔ ذکر لسانی کا اثر دل تک پہنچ ہی جاتا ہے

آپ زبان ہی سے کئے جایئے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ دل تک اثر کرلے گا۔ والسلام

ہیچمدان سید سلیمان

۲۰ر شوال ۱۳۶۶ھ

مکتوب ۱۳۶/۶۰

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزم ادام اللہ توفیقکم

مسترشد:۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ الحمد للہ علی کل حال

مسترشد:۔ میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعا فرماویں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ دل سے دعاء کرتا ہوں۔

مسترشد:۔ آج کل ہندوستان میں مسلمانوں پر جو مصائب کی عمومیت ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ کیا اُن کے اعمال، اور اس کا حل کیا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ بے شبہ مسلمانوں کے گناہوں اور غفلتوں کی سزا ہے۔ علاج استغفار اور تدبیر ہے۔

مسترشد:۔ اب اس طرف (سہارن پور، دہلی وغیرہ) کب تک تشریف آوری کا ارادہ ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: آپ کو معلوم ہے۔ کہ مسلمان کے سفر کے لئے سب راہیں ادھر سے بند ہیں۔

مسترشد :- معمولات تو روزانہ پورے ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات پنج وقتہ باجماعت نماز نہیں ہوتی۔

حضرۃ الشیخؒ: معمولات | جو ہوتا ہے اوس پر شکر کیجئے۔ اور جو نہیں ہوتا اس کے لئے کوشش کیجئے۔ نماز کا رہ جانا تو کسی حالت میں درست نہیں بلا اضطرار ترک کی اجازت نہیں۔

مسترشد :- مناجات مقبول۔ تلاوت کلام مجید آدھ پارہ۔ تین تسبیح یارزاق یا وھاب تین تسبیح استغفار، ایک تسبیح لاحول ولاقوۃ الا باللہ ایک تسبیح درود شریف ایک تسبیح یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک

والسلام

خادم: مختار

حضرۃ الشیخؒ :- جاری رکھیں۔

والسلام

ہیچمدان سید سلیمان

مکتوب ۱۳۷/۹۱

حضرۃ الشیخؒ :- محب عزیز ادام اللہ توفیقکم

مسترشد :- اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ خیریت ہے

مسترشد:۔ میرے لئے بہبودیٔ دارین وعافیت کی دعاء فرماویں

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فلاح دارین عنایت فرمائیں

مسترشد:۔ میرے ذمہ تقریباً بارہ سو روپے قرض ہے۔ اسکی ادائیگی زیور بیچ کر کر سکتا ہوں۔ لیکن جن حضرات کا وہ قرض ہے۔ وہ فی الحال مانگتے نہیں بہرحال۔ جناب کی جو رائے ہو

حضرۃ الشیخؒ: صفائی معاملات اور ادائیگی قرض

قرض جس قدر جلد ادا کیا جائے۔ بہتر ہے۔ اس وقت شاید زیورات کی قیمت بھی زائد مل سکے

مسترشد:۔ میرا اور متعلقین کا جلد یہاں سے ترک وطن کر کے پاکستان میں سکونت اختیار کرنے کا ارادہ ہے۔ اس سلسلہ میں بھی رائے سے مطلع فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ ترک ہند | اگر کوئی اضطرار ہو تو خیر ورنہ استقامت بہتر ہے

مسترشد: اب تک عمر میں جو بہت سے گناہ ہوتے رہے ہیں۔ ان کے جلد تدارک کی کیا تدبیر ہے۔ ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا اور روزانہ دو چار تسبیح استغفار پڑھ لیتا ہوں۔ والسلام

خادم مختار

حضرۃ الشیخؒ: تدارک معاصی | فرائض الٰہی جن کے ترک کا گناہ ہے۔ اس کو ادا کیا جائے۔ اور استغفار کیا جائے۔ جن کی قضاء نہیں۔ اون کے لئے محض استغفار۔ حقوق العباد میں جو کمی ہو اوس کو ادا کیجئے۔ یا

لوگوں سے معاف کرائیے اگر وہ یا اون کے وارث زندہ ہوں۔ اور اگر زندہ نہ ہوں، تو اون کی طرف سے خیرات کیجئے۔ اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

نوٹ:۔ ہوائی ڈاک کا ٹکٹ بیکار ہے۔ آپ کا ۱۷ کا خط یہاں ۲۹ کو پہنچا

والسلام

سید سلیمان

مکتوب ۱۳۸/۶۲

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ:۔ محبی و عزیزی وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے

حضرۃ الشیخؒ: الحمد للہ تعالیٰ۔ مع الخیر ہوں

مسترشد:۔ میرے لئے عافیت و بہبودیٔ دارین کی دُعاء فرماویں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ دل سے دُعاء کرتا ہوں۔

مسترشد:۔ مجھے غصہ جلد اور زیادہ آتا ہے۔ کیا یہ گناہ ہے۔ اور اس کا علاج کیا ہے؟

حضرۃ الشیخؒ:۔ **غصے کا علاج** | غصہ کے وقت یہ سوچئے کہ جتنی قدرت مجھے اس شخص پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مجھ پر اوس سے کہیں زیادہ قدرت حاصل ہے۔ اور بہتر ہے کہ آپ اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں۔ اور بیٹھے ہوں تو لیٹ جائیں یا

وضو کرلیں۔

مسترشد:۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے مصائب کا سبب ہم لوگوں کے گناہ اور غفلت ہے۔ اس وقت ہم لوگوں کو بطور علاج و تدبیر انفرادی اور اجتماعی طور پر کیا کرنا چاہیئے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ عذاب گناہ کا نتیجہ ہے | بے شبہ عذاب گناہ کا نتیجہ ہے۔ استغفار اور ساتھ ہی صدق عمل اس کا علاج ہے۔ معصوموں کو مارنا مسلمان کی شان نہیں گناہ عظیم ہے۔ اور اوس کا عذاب وبال عظیم ہے۔

مسترشد:۔ دلی، آگرہ اور اودھ میں جہاں پر سینکڑوں سال مسلمانوں کی حکومت رہی مسلمانوں کی آبادی کم کیوں ہے۔ کیا یہ سب انقلاب انگریزوں کے زمانے میں ہوا۔ یا اُن کے زمانے میں بھی یہی حالت تھی۔

حضرۃ الشیخؒ: دعوت | اس لئے کہ سلاطین نے خراج و باج کو منتہائے مقصد سمجھا۔ اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کی طرف دھیان نہیں دیا۔
پہلے بھی یہی حالت تھی۔

والسلام

سید سلیمان

۱۴ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ

مکتوب ۱۳۹/۶۳

حضرۃ الشیخؒ: عزیز مکرم۔ دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے

حضرۃ الشیخؒ: الحمدللہ خیریت ہے

مسترشد:۔ میرے لئے عافیت و بہبودئ دارین کی دعا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عافیت دارین عطا فرمائے۔

مسترشد:۔ کیا عنقریب جناب کا اس طرف دہلی یا سہارن پور تشریف لانے کا پروگرام ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ نہیں

مسترشد:۔ حال ہی میں تقریباً ایک ہفتہ بیمار رہا۔ اس میں بعض نمازیں قضا ہوگئیں اب ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھ لیتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ پڑھ لیجئے

مسترشد:۔ کیا مناجات مقبول کا بھی روزانہ معمول رکھا جائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ رکھا جائے۔

مسترشد:۔ ایک خاص حلاوت ایمانی یا دُھن و جذبہ دینی کی کمی محسوس کرتا ہوں۔ جو کہ تمام زندگی میں جاری و ساری ہو۔ خادم مختار

حضرۃ الشیخؒ: دائمی جذبہ و دھن و دھیان

ایک عمر چاہیئے کہ گوارا ہو نیشِ عشق

رکھی ہے آج لذتِ زخمِ جگر کہاں

والسلام

ہیچمدان سلیمان

مکتوب ۱۴۶/۹۴

بنام مختار احمد خان

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ:۔ محبی و عزیزی نصرکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ بخیر ہوں

مسترشد:۔ میرے لئے عافیت و بہبودئ دارین کی دعاء فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ:۔ دعاء کرتا ہوں

مسترشد:۔ آج کل کے حالات کی بناء پر سکون قلب بالکل ختم ہوگیا ہے۔ طبیعت میں انتشار رہتا ہے۔ کیا سبب ہے اور کیا علاج ؟

حضرۃ الشیخؒ:۔ بہر زمین کہ رسی یاد رت خدا باد

تقسیم کی پریشانیوں سے بچاؤ | ایک تو یہ کہ اخبارات نہ پڑھے جاویں۔ اور نہ اسکی گفتگو کی جائے۔

مسترشد:۔ پچھلے ہفتے علی گڑھ گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری مجلس اسلامیات اس پر آشوب زمانے میں بھی کافی اور پہلے سے زیادہ کام کر رہی ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ خدا کرے کہ کامیابی سے جاری رہے۔

مسترشد:۔ آج کل معمولات پورے کرنے کی کوشش کرتا ہوں

والسلام۔ خادم مختار احمد

حضرۃ الشیخؒ :- اِس توفیق پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے. کہ اور زیادہ ملے

والسلام

سید سلیمان۔ ۲۰ر نومبر ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۴۱/۶۵

بنام مختار احمد خان

مسترشد :- مرشدی و مولائی. السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ :- عزیزی ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ :- الحمد للہ خیریت ہے۔

مسترشد : میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دُعا فرمادیں

حضرۃ الشیخؒ :- بدل وجان دعا ہے فلاح دارین ہے

مسترشد :- میں ۲۸ر نومبر کو بجنور سے روانہ ہو کر لکھنؤ، الہ آباد، بمبئی رکتا ہوا۔ آج ۸ دسمبر ۱۹۴۷ئہ کو کراچی پہنچا۔ لکھنؤ میں مولانا محمد حسن صاحب مالک انوار بکڈپو اور بمبئی میں حضرت تھانویؒ کے عزیز ظفر احمد صاحب جو کہ انجنیئر ہیں. ملاقات ہوئی بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- آپ کا سفر طولانی بحمد اللہ کہ بخیر ختم ہوا۔ راہ میں بھوپال بھی پڑا ہوگا۔ مولوی محمد حسن اور مولوی ظفر احمد صاحب دونوں صاحب حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ

کے
خاص تعلق رکھنے والے ہیں۔

مسترشد:۔ اب خدا کا شکر ہے کہ پہلے جیسے بے چینی اور بے اطمینانی نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ سکون | الحمد للہ کہ آپ کو سکون حاصل ہے۔

مسترشد:۔ کیا جناب کا قیام دسمبر و جنوری میں بھوپال ہی میں ہوگا۔ حاضر خدمت ہونے کا ارادہ ہے۔ والسلام۔

خادم مختار

حضرۃ الشیخؒ:۔ جنوری کے آخر میں امید ہے کہ قیام بھوپال میں رہے گا۔

والسلام

سید سلیمان۔ ۲۸ محرم ۱۳۶۸ھ

مکتوب ۱۴۲/۶۶

بنام مختار احمد صاحب

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزی دام توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔ اس سے قبل ایک عریضہ ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ جواب سے محروم رہا

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ خیریت ہے۔

جواب دیا گیا تھا۔ شاید اب مل گیا ہوگا۔

مسترشد :۔ میرے لئے بہبودئ دارین کی دُعا فرمائیں

حضرۃ الشیخ ؒ :۔ دل سے دعاء کرتا ہوں

مسترشد :۔ جناب کا ارادہ اس طرف تشریف آوری کا حال میں تو نہیں ہے

حضرۃ الشیخ ؒ :۔ بظاہر یہیں قیام رہے گا۔

مسترشد : مولانا شبیر احمد صاحب، مولانا احتشام الحق صاحب اور مولانا بدر عالم صاحب یہاں موجود ہیں۔ مفتی محمد شفیع صاحب کے بلانے کی بھی تجویز ہے۔ اسلامی نظام کی تشکیل کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔ ہم لوگ بھی حتی المقدور جدوجہد کر رہے ہیں۔

حضرۃ الشیخ ؒ :۔ معلوم ہو کر اطمینان ہوا۔

مسترشد :۔ کیا مولانا محمد اسحاق صاحب جناب کے ارشاد پر اس سلسلہ میں (نظام اسلامی کی کوشش میں) مدد کے لئے آسکتے ہیں۔

حضرۃ الشیخ ؒ، بالفعل اُن کا سفر مشکل ہے

مسترشد :۔ اسلامی نظام کے سلسلے میں مولانا محمد اسحاق صاحب نے جو کتابیں لکھی ہیں یا جناب کی جو تحریریں ہیں اُن کی سخت ضرورت ہے۔ غالباً مولانا محمد اسحاق صاحب نے مسلم کمیٹی کے سلسلہ سے اسلامی معاشی نظام و سیاسی نظام جناب کی سرکردگی میں مرتب کیا تھا۔ شاید شائع ہو گیا ہوگا۔

حضرۃ الشیخ ؒ : اسلامی نظام کی کوشش | ایک رسالہ تو اون کا حیدرآباد میں چھپا ہے۔ اصل کتاب کا مسودہ نواب صاحب چھتاری کو بھیجا گیا تھا۔ معلوم نہیں اون کے پاس ہے یا نہیں۔ وہاں کراچی میں کسی نظام اخبار کے ایڈیٹر جناب

عزیز ہندی صاحب ہیں۔ نیپر روڈ ۶۰۸ اون کا پتہ ہے۔ ان صاحب نے مولوی
عبدالماجد صاحب سے نظامِ اسلامی مرتبہ مولوی محمد اسحاق صاحب کا ٹائپ
شدہ مصححہ نسخہ دیکھنے کے لئے منگایا تھا۔ اور پھر واپس نہیں کیا۔
بڑا کام ہوگا۔ اگر آپ اس مسودہ کو حاصل کر کے مجھے مطلع کریں۔ چاہے
آپ اُون کو میری یہ تحریر دکھا دیں۔ میں نے اُن کو سی پی کے پہلے پتہ سے
خط لکھا تھا۔ جواب نہیں ملا۔ اس کام کو آپ ضرور انجام دیں۔

مسترشد :۔ لاہور سے کچھ آدمی آئے تھے۔ وہاں پر مولانا مودودی صاحب اور علامہ
اسد صاحب کوشش کر رہے ہیں۔ پنجاب و سرحد کے علماء و عوام اس نظام
اسلام کی جدوجہد کے سلسلے میں سندھ سے آگے ہیں۔ رائے عامہ اس کی
منتظر ہے۔ کہ اس سلسلہ میں کوئی ان کو آگے بڑھائے۔ تو جدوجہد کریں۔ چاہے
انقلاب کی صورت میں رونما ہو۔ اس سلسلہ میں مولانا عثمانی صاحب کے یہاں
بھی سندھ و سرحد و پنجاب کے علماء جمع ہوتے رہتے ہیں۔

حضرۃ الشیخ : دینی انقلاب | خدا کرے۔ ان سے کوئی مفید کام ہو سکے۔
ضرورت دل و دماغ کے انقلاب کی ہے۔ جو صحیح دعوتِ فکری سے ہو سکتی
ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی سے ظاہر ہے۔ اس کے لئے
شور وغل اور ہنگامہ اور دعوت جنگ و نبرد کی راہ غلط ہے۔ ہمارے علماء
جدید ذرائع و وسائل کار سے ناواقف ہیں۔ جوش سے کام لیتے ہیں۔ ہوش
سے نہیں۔

جہاد بالقلم | جہاد بالسیف سے زیادہ ضروری کام جہاد بالقلم ہے

حقوق ذمیین | افسوس ہے کہ وہاں کے لوگ حقوق ذمیین سے بے خبر ہیں۔ اور بجائے فائدہ کے نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ان حضرات میں سراسر جوش ہی جوش ہے۔ جو اس زمانے میں چنداں مفید نہیں۔ دلوں کا انقلاب غیظ و غضب، جوش و خروش اور جذبہ انتقام اور استعمال سے نہیں پیدا ہوتا۔ بلکہ ذرا سی غلطی "سلب نعمت" کا سبب بن سکتی ہے۔ امن و امان اور ملت کی وحدت کا ضیاع خسران مبین ہے

مکتوب ۱۴۳/۶۷

مسترشد :- مرشدی و مولائی

حضرة الشیخؒ :- عزیزی اعزکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ خط کا آغاز بغیر سلام و دعاء سمجھ میں نہیں آیا۔ شاید آپ بھول گئے۔

مسترشد :- امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔ میرے لئے بہبودی دارین کی دُعاء فرماویں

حضرة الشیخؒ :- الحمد للہ خیریت ہے۔ آپ کے لئے دعاء کرتا ہوں۔

مسترشد :- عزیز ہندی صاحب سُنا ہے کراچی میں ہیں۔ ۶۰۸ نیپر روڈ پر نظام اخبار کا دفتر ہے۔ وہاں سے ان کا پتہ نہیں چلا۔ نظام اخبار سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اُمید ہے کچھ معلوم ہو ہی جائے گا۔ مل جائیں۔ تو ان سے مسودہ لے لوں گا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیز ہندی سے مسودہ ضرور واپس لیں۔ انہوں نے بڑا نقصان کیا۔
مسترشد :۔ یہاں آنے کے بعد مجھے اپنے معاشی مسئلہ کو حل کرنا تھا۔ اس تگ و دو میں گورنمنٹ کی دو تین عارضی ملازمتیں بھی مل گئی تھیں۔ اس کے علاوہ سورت کے احمد میاں، محمد میاں وغیرہ چار بھائی ہیں۔ ان کا تجارت کا کام جوہنز برگ وغیرہ میں بھی ہے۔ ان لوگوں نے یہاں ایک فرم کھولی ہے۔ میں نے ان کے پاس ڈیڑھ سو روپیہ کی ملازمت کر لی ہے۔ آئندہ تنخواہ بھی بڑھ جائے گی۔ ایسے سرکاری ملازمت کے ایک امتحان میں شریک ہوا تھا۔ اس کا انٹرویو باقی ہے۔ امکان ہے کہ حکومت -/۲۵۰ یا ۳۵۰ روپے ماہوار پر تقرری کرے۔ بہر حال میں نے ہر چیز پر تجارت کو ترجیح دی۔ فی الحال کام شروع کر دیا ہے۔ لیکن آخری فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔
حضرۃ الشیخؒ :۔ تلاش رزق | اس معاملہ میں آپ خود اچھا فیصلہ کر سکتے ہیں لیکن مجھے تو یہ تجارتی سلسلہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ میں ان لوگوں سے مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کے ذریعہ واقف ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے۔ اور برکت دیں۔

میرے بڑے داماد سید ابو عاصم ایم۔ اے ایل ایل۔ بی (علیگ) جو پٹنہ میں کئی سال سے وکالت کر رہے تھے۔ بہار کے ہنگامہ میں پریشان ہو کر میرے پاس آ گئے تھے۔ وہ دارالمصنفین میں بھی کچھ کام کر چکے تھے۔ اردو کے ایم۔ اے ہیں۔ انگریزی بھی اچھی ہے۔ حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیوض سے آشنا ہیں۔ ایک سال وہ یہاں کی مجلس نشر و تالیف

میں انگریزی سے ایک تاریخی اسلامی کتاب کا ترجمہ کر رہے تھے۔ اور اس سے پہلے حضرت والاؒ کی پسندیدہ کتاب " سائنس اور اسلام " کا انگریزی میں ترجمہ کر چکے ہیں۔ یہاں کی مجلس کی سرکاری امداد بند ہونے سے وہ بھی پاکستان کا عزم رکھتے ہیں۔ کل بمبئی گئے ہیں اور وہاں سے کراچی کا خیال رکھتے ہیں۔ کہ وہاں کوئی علمی یا تعلیمی یا تجارتی کام شروع کریں۔ اون کے بعض احباب اور اعزہ وہاں ہیں۔ میں نے اون کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ آپ سے بھی ملیں اور آپ سے بھی مشورہ کریں۔ اگر وہ آپ تک پہنچیں تو آپ سے اُمید ہے، کہ آپ انہیں مخلصانہ مشورہ دیں گے۔ اور جو مدد ممکن ہو۔

عزیزی سید حسینؐ کا تبادلہ شاید سیتاپور ہو۔

مسترشد:۔ اسلامی نظام کے سلسلے میں جدوجہد جاری ہے۔ دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ نظام اسلام کی کوشش | جاری رکھیئے۔ ہم پر کوشش فرض ہے۔ نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے

ابھی آپ کا کارڈ ملا جس سے نظام اسلام اور عزیز مہدی کا پتہ چلا

مسترشد:۔ جوابی لفافہ پر ٹکٹ اس وجہ سے نہیں لگایا کہ پاکستان کے ٹکٹ لگانے سے یہ بیرنگ ہو جاتا ہے۔ اور ہندوستانی ٹکٹ نہیں تھا۔

والسلام : مختار عفی عنہ

حضرۃ الشیخؒ:۔ کوئی حرج نہیں۔

والسلام : ہیچمدان سلیمان

مکتوب ۱۴۴/۶۸

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیز مکرم دام توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمدللہ خیریت ہے

مسترشد:۔ میرے لئے سکون قلب وبہبودئ دارین کی دعاء فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ:۔ دل سے دعاء کرتا ہوں

مسترشد:۔ پچھلی دفعہ نہ معلوم کیوں خط کے آغاز میں القاب لکھنا بھول گیا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ کچھ حرج نہیں۔ میں نے تنبیہاً لکھ دیا ہے

مسترشد:۔ فی الحال میں جی۔ ایم سید صاحب کے یہاں مقیم ہوں۔ دو چار یوم میں جبکہ میرے اور گھر والوں کے لئے جو کچھ عرصے بعد آنے والے ہیں۔ انتظام ہو جائیگا تو یہاں سے چلا جاؤں گا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ سن کر خوشی ہوئی۔ کہ انتظام ہونے والا ہے

مسترشد:۔ اسلامی نظام کے سلسلہ میں جدوجہد جاری ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ پھر حال معلوم نہیں ہوا۔

مسترشد:۔ آج کل سکون قلب محسوس نہیں ہوتا۔ جسکی وجہ ایک جگہ پر قیام نہ ہونا ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ امید ہے کہ اب حالات میں بھی سکون پیدا ہو گیا ہوگا

مسترشد:۔ پریشانی کے باعث صبح کے معمولات اور نماز باجماعت بھی نہیں ہونے پاتی۔

والسلام۔ مختار عفی عنہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ انشاء اللہ اب سامان ہو گیا ہو گا۔

سید سلیمان

مکتوب ۶۸ ب ۱۴۴ ۱؎

۱؎ یہ گرامی نامہ گذشتہ مکتوب کے کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ مستقل خط ہے لیکن کیونکہ حضرت والاؒ نے سابقہ خط کے ساتھ ہی اسے بھی لکھ دیا ہے اس لئے مستقل نمبر اسے نہیں دیا گیا۔ بلکہ امتیاز کیلئے "۶۸ ب" کر دیا ہے

(مرتب)

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ کا دوسرا خط مورخہ ۱۴ اپریل کو ملا۔ اوس میں آپ کے لئے کوئی ہدایت کی ضرورت نہ تھی۔ اور یہاں اوس کی ضرورت بوجہ مشورہ کی تھی۔ اس لئے اوسکو واپس نہیں کرتا۔

اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے متعلق مزید معلومات کی ضرورت ہے مجھ سے اس کے بانی کیا چاہتے ہیں۔ وہاں مستقل قیام۔ یا چند روز کی حاضری تفصیلات سے مطلع کیجئے۔ یہ انسٹی ٹیوٹ کہاں قائم ہو گا۔

میں یہاں ریاست کا ملازم ہوں۔ جب تک یہاں سے مستقل قطع تعلق نہ ہو۔ مستقل آمد کیونکر ہوسکتی ہے۔ پھر ہندوستان میں ندوہ اور دار المصنفین کا کام بھی مجھ سے متعلق ہے۔ اوس کا انتظام بھی کچھ کرنا ہوگا، بہرحال اگر یہ معلوم ہو کہ وہاں واقعی مجھ سے کام انجام پاسکے گا۔ تو ہمت کی جائے۔ میں درس و تدریس کے کام کا نہ ہوں۔ عمر ساٹھ سے اوپر ہو چکی ہے۔ یہ بھی لکھیں کہ کیا

مجلس علمی کا دفتر ڈابھیل سے کراچی آگیا۔ اور محبی مولوی یوسف صاحب بنوری کہاں ہیں۔ کیا کراچی آگئے ہیں۔ والسلام

سید سلیمان

مکتوب ۱۴۵/۶۹

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی!

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزی وفقکم اللہ تعالیٰ

مسترشد:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے۔ میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعاء فرماویں

حضرۃ الشیخؒ:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ الحمد للہ کہ مع الخیر ہوں دل سے فلاح دارین کی دعاء کرتا ہوں

مسترشد:۔ کچھ دنوں سے طبیعت پریشان و منتشر رہتی ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ شاید مسافرت کے سبب یہ پریشانی ہوگی۔

مسترشد:۔ بعض اوقات بیکسی سی محسوس ہوتی ہے۔ جیسے کہ قلب کو کسی دوست و مددگار کی تلاش ہو۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ دوست اللہ ہیں دوست و معاون تو صرف ایک ہی ہے۔ آپ یہ دعاء پڑھا کریں۔ حسبی اللہ نعم الوکیل۔ نعم المولی و نعم النصیر

مسترشد:۔ بھائی عاصم صاحب سے ملاقات ہوگئی ہے۔ اب تقریباً روزانہ ہوتی ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ اچھا ہوا۔ کہ ملاقات ہوگئی۔ اون کیلئے اللہ تعالیٰ جلد کوئی صورت پیدا کریں۔ آمین

مسترشد:۔ نماز تو دن میں تقریباً تین چار وقت کی ہو جاتی ہے۔ گو جماعت ہی کر لیتے ہیں

حضرۃ الشیخؒ:۔ دوری مسجد کے سبب سے اگر یہ ہے۔ تو خیر کچھ عذر ہے۔

مسترشد:۔ مناجات مقبول، قرآن کریم پاؤ پارہ بغیر ترجمہ تلاوت اور گیارہ تسبیح استغفار درود شریف، لا الٰہ الا اللہ اور یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی ملا کر کر لیتا ہوں یا رزاق یا وھاب کی تین تسبیح بھی کر لیتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ معمولات یہ سب ٹھیک ہیں۔

مسترشد:۔ تقریباً ایک ماہ سے داڑھی بھی رکھ دی ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ داڑھی بارک اللہ۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشیں۔ اور استقامت عطا فرمائیں۔

مسترشد:۔ اس سے قبل ایک عریضہ ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ جواب سے ہنوز محروم ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ کوئی خط بے جواب نہیں رہا۔ یا تو خط آیا نہیں۔ یا جواب آپ تک پہنچا نہیں۔

فقیر بیچمدان سید سلیمان

مکتوب ۱۴۶

امیر جامعہ احمدیہ۔ قاضی ریاست

بھوپال

انه من سلیمان وانه بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز مکرم۔ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ میں خیریت سے ہوں۔ اور اپنے کاموں میں مصروف ہوں۔ آپ کے لئے دعاء کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فلاح دارین عنایت فرماویں۔ آپ کا لفافہ ملا۔ حالات سے واقفیت ہوئی جن حضرات کے نام آپ نے لکھے ہیں۔ اون میں سے اکثر سے واقف ہوں میری موجودہ وابستگی جو اس ریاست سے ہے۔ اوس کو تو میں نے کبھی بھی مستقل طور سے قبول نہیں کیا تھا۔ خیال تھا۔ کہ ایک امیر وقت اپنے حدود ریاست میں عربی و مذہبی تعلیم اور علمی مجلس کی ترویج و اشاعت میں مجھ سے میری خدمت کا طالب ہے۔ اور مجھے بہرحال کسی نہ کسی خطہ میں مسلمانوں کی خدمت کرنی ہے۔ یہاں چلا آیا تھا۔ اور ظاہر کر دیا تھا۔ کہ یہ قیام ڈیڑھ دو برس کے لئے ہے۔ آگے اللہ جانے۔ اس لئے موجودہ گرفتاری میرے لئے زنجیر پا نہیں۔ جو ہے وہ ندوہ اور دار المصنفین ہیں۔ اور خصوصیت کے ساتھ ندوہ جہاں اس وقت میری سخت ضرورت ظاہر کی جا رہی ہے۔ مولوی احتشام الحق صاحب تشریف لائے تھے۔ چند روز ٹھہرے پھر تھانہ بھون گئے۔ شاید وہ دلی سے بذریعہ ہوائی جہاز واپس جائیں۔ مجھے جس کام کے لینے کیلئے آئے تھے وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔

قوموں کی تعمیر قومیں کاغذوں اور مسودوں سے نہیں بنتیں وہ دلوں کے بدلنے اور ذہنیتوں کی اصلاح اور تعلیم و تربیت سے بن سکتی

ہیں۔ ایک بات صاف کہدوں۔ کہ میرے قوائے جسمانی و دماغی میں باقتضائے عمر اب ضعف ہے۔ حاکمانہ اور منتظمانہ قوت بھی مضمحل ہے۔ جو کچھ ہے وہ زبان اور قلم کی قوت ہے۔ جس سے کچھ کام لے سکتا ہوں۔ باقی میرے متعلق دور سے سننے والے حسن ظن میں مبتلا ہوں۔ جو بہتر ہے۔ دور ہوجائے

مولوی عبدالباری صاحب لکھنؤ میں بے کار ہیں۔ وہ آسکتے ہوں گے ان سے علماء اور طلبہ سب کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ مگر وہ آدمی بہت اصول کے ہیں میں نے ابھی تک یہ طے نہیں کیا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ اور کہاں رہنا چاہیئے اگر ہندوستان کے لئے میں بیکار ہوا تو پھر کوئی دوسرا خطہ تلاش کروں گا۔ بالفعل حجاز کے سفر کا قصد مقدم ہے۔ اس سے فراغت کے بعد فیصلہ ہوسکے (گا)

عزیزی عاصم سلمہ کا خط بہت دنوں سے نہیں آیا ہے۔ خدا کرے کہ اون کے لئے کوئی بہتر صورت پیدا ہوسکے

ابھی اون کا خط آیا نقی بھی خط نہیں لکھتے۔ اون سے کہیئے۔

والسلام

سید سلیمان۔ ۲۴ر اپریل ۱۹۴۸ء

مکتوب ۱۴۷/۷۱

عزیزم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ خیریت ہے

طالبین پر شفقت | مدت سے آپکی خیریت نہیں معلوم. عزیزی ابوعاصم سلمہٗ
کا بھی تو کوئی حال نہیں معلوم۔ سب کے لئے دعاء خیر کرتا ہوں. سفر حجاز کا قصد ہے
مگر حاجیوں کی کثرت سے جگہ (کی) مشکل پڑ رہی ہے۔
یاد رہے، اور ملاقات ہو تو مولوی احتشام الحق، مولوی محمد حسن اور حافظ
محمد عثمان صاحبان سے سلام کہہ دیویں۔ والسلام

فقیر ہیچمدان. سید سلیمان
۲۶ اگست ۱۹۴۸ء

مکتوب ۱۴۸/۷۲

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی
حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزی ادام اللہ تعالےٰ توفیقکم
مسترشد:۔ السلام علیکم
حضرۃ الشیخؒ:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ
مسترشد:۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔
حضرۃ الشیخؒ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔
مسترشد:۔ میرے لئے بہبودئ دارین کی دعاء فرماویں۔
حضرت الشیخؒ، دل سے دُعاء ہے
مسترشد:۔ جناب حج کے لئے کب تشریف لیجا رہے ہیں
حضرۃ الشیخؒ:۔ جانے کی تاریخ ۲۷، ۲۸ ستمبر ۱۹۴۸ء ہے۔ اگر توفیق ملی سید حسین کا

بڑا لڑکا اناؤ میں ٹائفائیڈ میں دو ہفتوں سے علیل ہے۔ والدۂ سلمان
مع سلمان کل اناؤ روانہ ہوئے۔ اب معاملہ بچہ کی صحت پر موقوف ہے
اللہ تعالیٰ اس کو صحت کاملہ و عاجلہ دیں۔ اور مانع سفر دور فرمائیں
جہاز کے کراچی رکنے کا قرینہ نہیں ہے۔

مسترشد: ابو عاصم صاحب سے روزانہ ملاقات ہو جاتی ہے۔ بخیر
ہیں۔ پریکٹس شروع کی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: عزیزی عاصم کے لئے ہر روز دعاء کرتا ہوں۔

مسترشد: میاں صاحب ابوظفر صاحب ندوی (مصنف تاریخ سندھ) کی تاریخ
گجرات کو دیکھنا چاہتے ہیں اور طباعت کی شرائط طے کرنا چاہتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ: اس معاملہ کے متعلق آپ مولوی سید ابوظفر صاحب ندوی سے
حسب ذیل پتہ سے مراسلت کریں۔

گجرات ورنیکلر سوسائٹی احمد آباد

مسترشد: مولوی عبد الباری صاحب اور مولوی ابرار الحق صاحب کو بلانے
کے لئے لکھا جا چکا ہے۔ غالباً آجائیں گے

حضرۃ الشیخؒ: مولوی عبد الباری صاحب اور مولوی ابرار الحق صاحب کے سفر کا حال
معلوم ہوا۔ ایک کارڈ بھی آپ کو بھیجا ہے۔ شاید آپ کو ملا ہو۔
آپ کا ایک تولیہ یہاں چھوٹ گیا ہے

ہیچمداں۔ سید سلیمان
۲؍ ستمبر ۱۹۴۸ء

مکتوب ۱۴۹/۳

مسترشد ؛ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخ ؒ :۔ عزیزی و حبیبی وفقکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد :۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے

حضرۃ الشیخ ؒ ؛ الحمد للہ خیریت ہے

مسترشد :۔ سید حسین کا بچہ اچھا ہوگا۔

حضرۃ الشیخ ؒ :۔ سید حسین کا بچہ بھی اب اچھا ہے۔ میں نے آپ کو کارڈ طلب خیریت کا لکھا تھا۔ شاید نہ ملا۔

مسترشد؛ میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعاء فرمائیں۔

حضرۃ الشیخ ؒ ؛ اللہ تعالیٰ سے آپ کی فلاح دارین کی دعاء ہے۔

مسترشد:۔ پچھلے دنوں گھر والوں کو لینے بمبئی گیا تھا۔ ہفتہ عشرہ بمبئی گذرا۔ اب سب یہیں ہیں۔ ابو عاصم صاحب بھوپال آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

حضرۃ الشیخ ؒ :۔ اچھا ہُوا آپ کے گھر کے لوگ بھی آپ کے ساتھ آگئے عاصم میاں کل شام کو بخیریت پہنچے۔

مسترشد ، مولانا عبد الباری صاحب اور مولانا ابرار الحق صاحب سفر ختم کر کے اپنے اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ ابھی تک اپنے فیصلہ سے مطلع نہیں کیا۔

حضرۃ الشیخ ؒ : مولوی عبد الباری صاحب کا خط پہنچنے کا لکھنؤ سے آیا ہے۔

مسترشد؛ آج کل طبیعت میں انتشار ہے۔ سکون قلب نہیں ہے۔ معمولات

میں بھی کوتاہی ہو جاتی ہے۔ قضا نمازوں کا کوئی صحیح اندازہ نہیں۔ خیال ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک قضا ادا کر لیا کروں۔ سکون کے لئے بھی دعاء فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ: معمولات میں کوتاہی | یہ حالت تو سخت قابل اصلاح ہے اور عزیمت کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں۔ اس حالت سے مرض شروع ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کو سخت تنبیہ کی سخت ضرورت ہے۔

مسترشد: آپ نے اپنا فیصلہ حج تک ملتوی کیا تھا۔ اب آپ نے کیا فیصلہ فرمایا۔

حضرۃ الشیخؒ: ابھی کوئی فیصلہ نہیں۔

مسترشد: مفتی صاحب، مولانا محمد حسن صاحب، مولانا احتشام الحق صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہے

والسلام ۔ مختار

حضرۃ الشیخؒ: ان صاحبوں سے ملاقات ہو۔ تو سلام کہہ دیویں۔

والسلام

سید سلیمان ۲۲؍ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ

مکتوب ۱۵۰/۷۴

مسترشد: مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم۔

حضرۃ الشیخؒ: عزیزی مکرم ادام اللہ توفیقکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ تعالیٰ۔

مسترشد:۔ میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دُعاء فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ آپ کے لئے فلاح دارین فرمادیں۔

مسترشد: طبیعت میں انتشار ضرور ہے۔ گو پہلے سے کم۔ معمولات پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور نماز پنجوقتہ کی بھی۔

حضرۃ الشیخؒ: | پابندیٔ معمولات | جو کچھ ہو رہا ہے اس پر شکر کیجئے۔ اور نہیں ہو رہا ہے اوس کے لئے ہمت کیجئے۔

مسترشد: بھائی عاصم صاحب معلوم نہیں کب تک واپس ہو رہے ہیں۔ جناب نے بھی غالباً کوئی فیصلہ (اپنے آئندہ جائے قیام وغیرہ کا) فرمالیا ہوگا۔

حضرۃ الشیخؒ: وہ یہاں سے روانہ تو ۷ نومبر کو بمبئی ہوگئے۔ مگر بمبئی میں اُن کو رکنا پڑا۔ اب ۷ ارکو چلے جائیں گے

| تفویض شیخ | میرا فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ خود سامان فرمائیں گے۔

مسترشد: ایک ماہنامہ "مستقبل" مجلس علمی کی طرف سے ماہ محرم سے شائع کر رہے ہیں۔ اس کیلئے جناب بھی کوئی مضمون، چاہے مختصر ہی ہو۔ روانہ فرمادیں

والسلام۔ مختار

حضرۃ الشیخؒ: بہت اچھا ہے۔ نکالیے۔ ابھی ذہن میں کسی نئے ۔ یہ کچھ سوچنے کی صلاحیت نہیں۔ کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

والسلام: فقیر ہیچمدان سید سلیمان ۔ ۱۸ محرم ۱۳۶۸ھ

مکتوب ۱۵۱/۵

مسترشد: مرشدی ومولائی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ: محبی وعزیزی ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمدللہ خیریت ہے۔

مسترشد: میرے لئے بہبودئ دارین کی دعا فرماویں۔

حضرۃ الشیخؒ: بدل وجان دعاء کرتا ہوں۔

مسترشد:۔ ابو عاصم صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: الحمدللہ تعالیٰ

مسترشد: معمولات میں کوتاہی ہورہی ہے۔ جس کیلئے ندامت ہے۔ آئندہ کیلئے کوشاں ہوں۔

حضرۃ الشیخ: **معمولات میں کوتاہی اور اس کا علاج** معمولات میں کوتاہی اگر کسی عذر کے سبب سے ہے۔ تو خیر ورنہ بظاہر اس کمی کا سبب تو اپنے ارادہ اور عزیمت کو کام میں نہ لانا ہے۔ پھر ندامت کس سے ہے۔ مجھ سے تو ہو نہیں سکتی۔ کہ میرے کام میں تو قصور ہوا نہیں۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ندامت ہے۔ مگر ایسی ندامت جس کے ساتھ آئندہ کی عزیمت نہ ہو۔ بیکار ہے۔ اور رسمی ہے۔

مسترشد :- طبیعت منتشر سی رہتی ہے۔ سکون قلب محسوس نہیں ہوتا۔ مشغولیت بہت زیادہ رہتی ہے اور کاموں کے سلسلے میں لوگوں سے ملنے ملانے میں بھی کافی وقت صرف ہوجاتا ہے۔ غالبا اس بناء پر انتشار رہتا ہے اس کیلئے کیا کیا جائے۔

حضرۃ الشیخؒ : علاج غفلت | ضروری اشغال میں غفلت کا علاج وقتاً فوقتاً قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول کرلینا ہے

مسترشد : مولانا محمد حسن صاحب ، مولانا احتشام الحق صاحب مفتی محمد شفیع صاحب و بھائی صاحب سب بخیر ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔

والسلام۔ خادم مختار

مسترشد : اِن بزرگوں کو بھی بوقت ملاقات میرا سلام پہنچا دیں

والسلام

سید سلیمان۔ ۱۵ ؍ جنوری ۱۹۴۹ء

(ہوائی ڈاک کے لفافہ پر ۴ ؍ کے ٹکٹ لگتے ہیں)

مکتوب ۱۵۲/۷۶

مسترشد : رشدی و مولائی۔ السلام علیکم۔

حضرۃ الشیخؒ : محب صمیم ادام اللہ توفیقکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد : اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ: الحمدللہ تعالیٰ کہ خیریت ہے۔ کچھ موسمی اسباب سے طبیعت مضمحل ہے

مسترشد: میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعاء فرمادیا کریں

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ فلاح اور اصلاح دارین عنایت فرمادیں۔

مسترشد: کچھ عرصہ سے سکون قلب میسر نہیں۔ معمولات میں بھی کوتاہی ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں کے غلط معاملات کی بناء پر تکدر ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ محسوس ہوتا ہے۔ کہ اگر لوگوں سے بہت کم تعلق رکھا جائے اور گوشہ تنہائی میں آدمی زندگی گزارے تو سکون ملے ملنے والے معاملات میں تکلیف دہ ہوتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ: **سکون قلب نہ ہونے کا سبب** | سکون قلب کیوں میسر نہیں۔ اگر دنیا کے معاملات میں قناعت اور دین میں حرص پیدا ہو جائے۔ تو سکون قلب برہم نہ ہو۔ مگر ہم اس کا الٹا کرتے ہیں۔ یعنی دین میں قناعت اور دنیا میں حرص اس کا لازمی نتیجہ بے اطمینانی ہے۔

لوگوں سے ملاقات | ایک کاروباری ملنا ہے۔ جیسے بازار میں جاکر بوقت ضرورت دکانداروں سے ملتے ہیں۔ اس ملاقات کا کوئی برا اثر انشاءاللہ نہیں پڑے گا۔ اور ایک وہ ملاقات ہے۔ جس میں قلب کا لگاؤ اور ملاقات کی لذت بھی شامل ہے۔ یہ ملاقات بے شبہ نااہلوں سے پیدا کرنا دین کو مضر ہے۔ ان سے بچنا چاہیئے۔

مسترشد: میاں عاصم صاحب بخیر وعافیت ہیں۔ ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

والسلام مختار احمد عفی عنہٗ

حضرۃ الشیخؒ: میاں عاصم صاحب کی خیریت ایک مہینہ سے نہیں معلوم۔ اُن کو سنا تھا کہ مکان کی تکلیف ہے۔ جس مکان میں پہلے تھے وہ پردہ دار نہ تھا۔ اب معلوم نہیں۔ کیا حال ہے۔ وہ مکان شاید میاں صاحب کا ہے۔ اگر آپ اُن کی اس بارہ مدد کر سکتے ہوں تو کیجئے۔ یہ بھی نہ معلوم کہ اب ان کی صحت کیسی رہتی ہے۔

والسلام

فقیر ہیچمدان سید سلیمان

مکتوب ۷۷/۱۵۳

مسترشد: مرشدی و مولائی

حضرۃ الشیخؒ: عزیزی و محبی وفقکم اللہ تعالیٰ۔

مسترشد: السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد: اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے

حضرۃ الشیخؒ: الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے

مسترشد: میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعاء ضرور فرمادیں

حضرۃ الشیخؒ: حسب دستور دعاء کرتا ہوں۔

مسترشد: جمعیت قلب اب بھی میسر نہیں۔ گو پہلے سے کیفیت بہتر ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: جمعیت قلب | جمعیت قلب کیوں حاصل نہیں۔ اس پر غور کیجئے کیا وہ دنیاوی پریشانی ہے۔ یا دینی ہے۔

مسترشد: معمولات پر پورے طور پر عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ نماز چار وقت کی تو جماعت سے ہو جاتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: معمولات پر عمل | معمولات پر پورے طور پر کوشش عمل کی ہے مگر یہ کوشش کامیاب ہوتی ہے۔ یا ناکام۔ اگر ناکام ہوتی ہے۔ تو کیوں۔

مسترشد: کچھ شکوک بھی ذہن میں آج کل کے نوجوانوں کی طرح آتے رہتے ہیں۔ جو کہ تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ: شکوک کا علاج | شکوک کا علاج توبہ و استغفار ہے اور اپنے کام میں انہماک۔ شکوک بیکاروں کو ہوتے ہیں۔ کام کرنیوالوں کو نہیں

مسترشد: ابو عاصم صاحب بخیر ہیں اور گاہے گاہے ملتے رہتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ: عاصم میاں کی خیریت تو معلوم نہیں۔ مگر آپ مکان کے متعلق ادان کا کوئی کام کر سکے یا نہیں۔

مسترشد: کیا آپ بھوپال میں مقیم رہیں گے۔ یا لکھنؤ وغیرہ تشریف لیجانے کا خیال ہے۔ والسلام مختار

حضرۃ الشیخ: ابھی تک فیصلہ نہیں کیا ہے۔ والسلام

بندہ ہیچمدان سید سلیمان

۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۶۸ھ

مکتوب ۱۵۴/۷۸

مسترشد: مرشدی و مولائی

حضرۃ الشیخ: محبی و عزیزی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقا

مسترشد: السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ: السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔ غالباً ابو عاصم صاحب تو پہنچ گئے ہوں گے اور یہاں کے مفصل حالات بیان کئے ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ: آجکل وطن میں مقیم ہوں۔ وسطِ جون میں بھوپال واپسی ہوگی عاصم میاں پہنچے۔ حالات معلوم ہوئے۔ ایم۔ بی۔ اے احمد صاحب کا کوئی خط مجھے نہیں ملا۔

مسترشد: پنجوقتہ باجماعت نماز اور معمولات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اب قلبی کیفیت بہتر ہے۔ گو کچھ دنیوی تفکرات اور کچھ دینی مکمل نہ ہونے کی وجہ سے رہتے ہیں

حضرۃ الشیخؒ: معمولات | اللہ آپ کی اِس کوشش کو کامیاب فرمادیں۔ حالت کی بہتری پر مبارکباد۔

دینی زندگی کی عدم تکمیل | اگر یہ عدم تکمیل آپ کے اختیاری امور میں ہے تو علاج عزم صمیم ہے۔ اگر غیر اختیاری امور میں سے ہے تو پھر تفکر بیکار ہے۔

مسترشد: میرے لئے بہبودیٔ دارین و سکون قلب کی دعا فرمادیں

حضرۃ الشیخؒ : آپ کے لئے دلی دعا ہے

مسترشد : معلوم نہیں آج کل جناب کہاں ہیں اور آئندہ کیا پروگرام ہے

حضرۃ الشیخؒ : آج کل رخصت پر وطن میں ہوں وسطِ جون تک بھوپال واپسی ہوگی، بھوپال پہنچ کر معلوم ہوگا کہ آئندہ کیا صورت ہوگی۔ ذی قعدہ میں پھر سفر حج کی نیت کرتا ہوں۔ والسلام

۲ر شعبان ۱۳۶۸ھ

(مہربانی کر کے دوسرا خط مولوی احتشام الحق صاحب تک پہنچادیں اگر وہ وہاں مقیم ہوں۔)

مکتوب ۷۹/۱۵۵

مسترشد : مرشدی و مولائی

حضرۃ الشیخؒ : محبی و عزیزی ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم۔

مسترشد : السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد : اس سے قبل دو عریضے ارسالِ خدمت کر چکا ہوں مگر جواب سے محروم رہا۔

حضرۃ الشیخؒ : عجب بات ہے۔ کہ آپ نے دو خط پہلے بھیجے۔ مجھے ایک ملا۔ مگر وہ بھی خدا جانے کہاں گم ہوگیا۔ اب تک نہیں ملا۔ پتہ یاد نہ رہنے کے سبب سے جواب نہ دے سکا۔ اب آپ کا تیسرا خط آیا

آپ کا ایک تولیہ یہاں چھوٹ گیا ہے

مسترشد: جناب حج کے لئے کب تشریف لے جائیں گے۔

حضرۃ الشیخؒ: میرا ارادہ ہے۔ کہ ستمبر کے وسط میں سفر حج اختیار کریں ممکن ہے یہ جہاز کراچی ٹھہرے۔

مسترشد:۔ کچھ مخلص دیندار حضرات کا خیال ہے کہ یہاں پر ایک جماعت دیندار حضرات کی بنائی جائے۔ جس میں ہر عمر کے لوگ شامل ہوں جو دین کی خدمت معمولی تنخواہ پر کر سکیں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ اصول کیا ہوں۔ شجاعت علی صاحب صدیقی ڈپٹی ایڈیٹر جنرل پاکستان بھی اس سلسلہ میں کافی کوشاں ہیں۔ والسلام

مختار عفی عنہٗ

حضرۃ الشیخؒ: خدمتِ دین در کارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست مناسب ہے کہ ایسی جماعت بے غرض اور قانع دینداروں کی بنائی جائے نام "خدام الدین" رکھ لیں۔ مقاصد یہ ہوں۔

۱:۔ نوجوانوں اور طالب علموں میں دینی لٹریچر کی اشاعت یا ماہانہ دینی جلسوں میں دعوت

۲:۔ عام طور سے لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینا۔

۳:۔ نماز کی تاکید

۴: صورت وشکل وخیالات وعقائد و اعمال میں اتباع دین کی تحریک۔

۵:- زکوٰۃ کی ترغیب

۶:- اسلامی اخلاق کی تعلیم۔

۷:- شبینہ مدارس یا زبانی تعلیم سے ناواقفوں کو مسائل دین کی تعلیم جو صاحب کوشاں ہوں۔ وہ انشاء اللہ اجرِ عظیم کے مستحق ہوں گے عزیزی ابو عاصم کے متعلق معلوم نہیں کہ اون کو کوئی ذریعہ رزق حاصل ہوا یا نہیں؟

والسلام

فقیر سیحمدان سید سلیمان

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ

مکتوب ۱۵۶/۸۰

مسترشد:- مرشدی و مولائی

حضرۃ الشیخؒ:- عزیزی وفقکم اللہ تعالیٰ۔

مسترشد:- السلام علیکم۔

حضرۃ الشیخؒ:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد:- اُمید ہے کہ جناب بعافیت ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:- الحمد للہ بعافیت ہوں۔

مسترشد:- میرے لئے بہبودئی دارین کی دعاء فرماویں۔

حضرۃ الشیخؒ:- آپ کی خیر دارین کے لئے بدل وجان داعی ہوں

مسترشد:- جناب حجاز میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک عریضہ ارسال کیا تھا

مگر جواب سے محروم رہا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ممکن ہو، ملا ہو، مگر جواب نہ جا سکا ہو۔

مسترشد :۔ ابو عاصم سے صبح و شام ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ آجکل اُن کی چھوٹی بچی کی طبیعت کچھ علیل ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اس بچی کی خیریت ایک ہفتے سے معلوم نہیں۔ اگر آپ لکھ سکیں تو لکھیئے۔

مسترشد : مولانا احتشام الحق صاحب کو پرسوں ہم لوگوں نے رخصت کیا۔ غالباً پہنچ گئے ہوں گے۔ ہم سب لوگ منتظر ہیں

حضرۃ الشیخؒ :۔ جی ہاں آئے تھے۔ مستقبل کا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے یہ خط اون کی موجودگی میں آیا تھا۔ وہ انتظامات میں مصروف ہیں

مسترشد :۔ کچھ بے سکونی سی رہتی ہے۔ معمولات بھی مکمل طور پر پورے نہیں ہو پاتے۔ وجہ غالباً ہمت و ارادہ کا ضعف ہو۔

والسلام

مختار عفی عنہ۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۷۸ کراچی

حضرۃ الشیخؒ :۔ معمولات کی بہار ہمت پر موقوف ہے | جی ہاں، ہمت کی کمزوری معمولات کی ساری بہار کو کھو دیتی ہے۔ اس کا علاج خود آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

والسلام

سید سلیمان۔ ۲۲ مارچ ۱۹۵۰ء

مکتوب ۱۵۷/۸۱

مسترشد: مرشدی ومولائی

حضرۃ الشیخؒ:- عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

مسترشد: السلام علیکم ۔ اُمید ہے کہ جناب بعافیت ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمدللہ تعالیٰ خیریت ہے

مسترشد:- بہبودیٔ دارین اور مقدمہ کے سلسلے میں بریت کی خاص طور پر دعاء فرماویں ۔ فیصلہ اپریل کے اوائل تک ہوگا۔

حضرۃ الشیخؒ:- آپ کی بہبودی دارین اور براءت کی دعاء ہے

سالک کو مواقع تہمت سے بچنا چاہیئے | آپ کو بھی مواقع تہمت سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے ورنہ سلسلے کی بدنامی اور دین کی اہانت کا باعث ہوتا ہے۔

مسترشد:- پنجوقتہ نماز باجماعت کی کوشش کرتا ہوں.

حضرت الشیخؒ:- مبارک

مسترشد:- اگر صبح کو دیر میں آنکھ کھلے اور جماعت جاتی رہے یا نماز قضا ہو جائے۔ تو اگر یہ قصداً نہ ہو. تو کیا گناہ ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:- قصداً اگر نہ ہو. تو گناہ نہیں صبح کو جس وقت آنکھ کھلے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو نماز پڑھ لی جائے۔

مسترشد:- کیونکہ گھر پر اٹھنا میرے لئے دشوار ہے۔ اس لئے اکثر مکی مسجد یا تبلیغی جماعت کے ساتھ دوسری مساجد میں سوتا ہوں تاکہ

نماز تہجد بھی ہو جائے۔ کچھ ذکر کا وقت بھی ملے اور نماز فجر بھی باجماعت ہو جائے۔ ذکر بالجہر کر لیتا ہوں بہ نسبت خاموشی سے کرنے کے مفید معلوم ہوتا ہے

حضرۃ الشیخؒ : مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشیں۔

مسترشد : کیا دنیاوی پریشانیاں سب گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

والسلام۔ مختار

حضرۃ الشیخؒ : دنیاوی پریشانیوں کا سبب | کُل تو نہیں مگر بعض ہوتی ہیں۔

والسلام

فقیر الی اللہ سلیمان

یکم جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ

مکتوب ۱۵۸/۸۲

مسترشد :۔ مرشدی و مولائی

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ۔

مسترشد :۔ السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد : اُمید ہے کہ جناب بعافیت ہوں گے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمد للہ خیریت ہے۔

مسترشد :- بندہ کے لئے بہبودئی دارین اور سکون قلب کی دعاء فرمادیں

حضرۃ الشیخؒ :- آپ کے لئے دل سے دعاء ہے۔

مسترشد : اس ڈیڑھ سال کی پریشانی کے بعد ۱۵ر دسمبر سے میں نے انجمن اشاعتِ قرآن میں -/۳۵۰ روپے ماہوار عارضی طور پر بطورِ معاوضۂ اعزازی قبول کرلیا ہے۔ مستقل طور پر تجارت ہی کی طرف رہنے کا خیال ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- تلاش رزق | اچھا کیا کہ یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔ ہم خرما و ہم ثواب

مسترشد : طبیعت اکثر پریشان رہتی ہے۔ سکون قلب حاصل نہیں ہوتا۔

حضرۃ الشیخؒ : انشاء اللہ ظاہری پریشانی ختم ہونے سے باطنی پریشانی بھی دور ہوجائے گی۔

مسترشد :- کبھی کبھی اپنے اندر کبر کا شبہ معلوم ہوتا ہے۔ بظاہر ایسا تو نہیں ہے حقیقتاً نہ معلوم کیا صورت ہے

حضرۃ الشیخؒ :- کبر | کبر خود سے نہیں لگ جاتا جب تک غیر کی تحقیر کی نیت شامل نہ ہو۔

مسترشد :- انجمن اشاعتِ قرآن کے علاوہ کچھ وقت تبلیغی جماعتوں اور "ماہنامہ مستقبل" کے لئے صرف کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :- رضا بالقضا اور تفویض میں راحت ہے | تبلیغی کام میں شرکت اور "مستقبل" اور رابطہ قرآن وغیرہ کے کام حسن نیت سے کریں

تو مناسب ہے۔ الجھن کا سبب زیادہ تر بندہ کی اپنی تجویزیں ہوتی ہیں۔ ان تجویزوں کو ختم کر کے راضی برضا ہو جائے۔ تو کوئی الجھن نہیں۔

مسترشد:۔ خواہش ہے کہ کسی ایسے تعلیمی ادارہ یا یونیورسٹی کی تشکیل کر سکوں۔ جس میں علوم معاش و علوم معاد کو صحیح توازن کے ساتھ سمویا جا سکے۔ اور اس کے ساتھ ایک علمی تحقیقی ادارہ بھی ہو، حضرت والا کا کیا مشورہ ہے۔

حضرۃ الشیخ:۔ اپنی بساط سے بڑھے ہوئے کام کا ارادہ | ابھی اس باب میں کوئی خاص مشورہ نہیں دے سکتا۔ ابھی اسی راہ پر آپ چلتے رہیں۔ جس پر چل رہے ہیں۔

مسترشد:۔ بعض حضرات تو دستور سازی وغیرہ کی مہم کو ہی سب سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ والسلام

خادم۔ مختار عفی عنہ۔

حضرۃ الشیخ: سیاست | آپ ادھر متوجہ نہ ہوں

والسلام

۱۴ر جنوری ۱۹۵۱ء

مکتوب ۱۵۹/۸۳

مسترشد:۔ مرشدی و مولائی

حضرۃ الشیخ:۔ عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ۔

مسترشد:- السلام علیکم

حضرۃ الشیخ:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد:- اُمید ہے کہ حضرت بخیر وعافیت ہوں گے۔

حضرۃ الشیخ:- الحمدللہ خیریت ہے

مسترشد: میرے لئے بہبودیٔ دارین کی دعاء فرماویں۔ اب میرے معاملہ کی تاریخ ۱۴/اپریل مقرر ہوئی ہے

حضرۃ الشیخ:- آپ کے لئے درگاہ الٰہی میں دعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ بری فرما کر آپ کو توفیق خیر عطا فرمائیں

مسترشد:- مجھے عرصہ سے اسراف کی عادت ہے۔ اس کو دور کرنے کی کیا تدبیر ہے؟

حضرۃ الشیخ:- **اسراف** اس کی تدبیر یہ ہے کہ آپ مال کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھیں اور ایک امین کو امانت میں جس طرح احتیاط برتنی چاہیئے برتیں اور اس کا استحضار رکھیں کہ آپ کو اس کا حساب دینا ہوگا۔

مسترشد:- کذب کا بھی صدور ہو جاتا ہے۔ گو اکثر بے ضرر قسم کا ہوتا ہے۔ اس سے نجات کی کیا صورت ہے۔

حضرۃ الشیخ: **کذب** کذب خواہ بے ضرر ہی ہو۔ پھر بھی وہ کذب ہے اور یہ بہت سی برائیوں کی جڑ ہے۔ یہ تصور فرمائیں کہ ہر آن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ہر قول وعمل کی نگرانی ہو رہی ہے۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

مسترشد:- عزم وہمت میں ضعف کی وجہ سے گناہ ہوجاتے ہیں ہمت میں تقویت کی کیا تدبیر ہے کہ گناہ نہ ہونے پائے

والسلام ۔ مختار عفی عنہ

حضرۃ الشیخؒ:- عزم وہمت نہ ہونے کا شبہ | عزم وہمت میں تو ضعف معلوم نہیں ہوتا۔ ورنہ بڑے بڑے کام آپ نہ کرسکتے بلکہ برائی سے بچنے میں آپ اپنی ہمت صرف نہیں کرتے اور ظاہری فوائد پر نظر رکھتے ہیں۔ یہ عادت چھوڑ دیجئے۔

والسلام ۔ سید سلمان

مکتوب ۸۴/۱۶۰

مسترشد:- مرشدی ومولائی

حضرۃ الشیخؒ:- محب مخلص ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں۔

مسترشد:- السلام علیکم

حضرۃ الشیخؒ:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ آپ کا تار بھی ملا۔

مسترشد:- اب مقدمہ کی تاریخ ۲۴ر اپریل ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے جلد نجات بخشیں۔ والسلام ۔ مختار عفی عنہ

حضرۃ الشیخؒ: دل سے دعاء کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ابتلاء سے نجات بخشیں۔ آج شام تبلیغی جماعت کے اصرار سے پشاور جارہا ہوں جلد واپس آؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

والسلام ۔ سید سلیمان

۲۱ر اپریل ۱۹۵۱ء

بنام حکیم مولوی محمد عبد اللہ صاحب ندوی

ٹنڈو آدم

متعلق مجوزہ دار العلوم ندوۃ العلوم لکھنو

ٹنڈو آدم



اِنَّهُ من سليمان وَانّه بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

برادرم مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خط ملا حالات معلوم ہوئے۔ تفصیلات معلوم کرکے تشفی ہوئی بسم اللہ کرکے آپ کام شروع کریں

ایک مسئلہ فقہی باقی رہتا ہے۔ ایک پیسہ یا دو پیسے کسی سے لینے ہیں۔ کسی سے کسی کا مال بغیر اسکی رضا کے لینا جائز نہیں۔ کیا یہ مقصد ہے کہ بائع مشتری سے جو قیمت فی گانٹھ مقرر کرتا ہے اُس پر دو پیسہ فی گانٹھ مشتری سے زائد وصول کرتا ہے۔ اور مسجد میں دے دیتا ہے۔ یا یہ کہ بائع فی گانٹھ دو پیسہ قیمت بڑھا کر مقرر کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے وہ روپے فنڈ میں دے دیتا ہے۔ پہلی صورت میں وہ رقم مشتری کی ہے اور وہ اُسکی رضا سے مسجد میں داخل ہونا چاہیئے۔ اور دوسری صورت میں وہ رقم بائع کی ہے اور وہ اپنی رضا سے دے سکتا ہے۔ اِس لئے اسکی فقہی صورت معین ہونی چاہیئے۔ میرے خیال میں دوسری

صورت واضح اور اسلم ہے کہ قیمت ہی بائع دو پیسے بڑھا کر متعین کریں اور وہ اپنی طرف سے مسجد میں دیں۔

مسجد سے فراغت ہونے لگے تو مدرسۂ ابتدائیہ کی بنیاد ابھی سے ڈال دیں اور اعلان و اشتہار سے ابھی بچیں، ابتدائی مدرسہ کا نصاب اور مختصر قواعد بنائیں۔ دارالعلوم ندوہ سے قواعد اور نصاب منگوائیں۔

الحمدللہ خیریت ہے اور آپ کے لئے دعائیں۔

والسلام

فقیر سید سلیمان

٭٭٭٭٭

برادرم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں بحمداللہ اچھا ہوں ضعف باقی ہے ۔۲۳۔۲۴ نومبر کی تاریخ اس لئے مناسب نہیں کہ انہیں تاریخوں میں بنیادی حقوق کی کمیٹی یہاں ہوگی۔ جس میں شرکت ضروری ہے۔ نومبر میں اب کوئی تاریخ نہیں ہوسکتی۔ ۱۶، ۱۷ نومبر بھی نہیں ہوسکتی کہ یہ پنجاب یونیورسٹی کمیشن کی تاریخیں ہیں۔ اس لئے آپ پسند کریں تو دسمبر کے اوائل میں رکھدیں۔

مدرسہ کا نام دارالعلوم ندوۃ العلمائے پاکستان غور کے قابل ہے کیا اچھا ہو کہ اشتہار میں یہ نام نہ دیں۔ بالکل یہ لکھیں کہ دارالعلوم ندوہ کے طرز و اصول اور مقصد کے مطابق مدرسہ قائم کیا جائے۔ والسلام

۱۴ نومبر ۱۹۵۱ء سید سلیمان

مکتوب نمبر ۳

انہ من سلیمان و انہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

برادرِ عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مراکش کے جلسوں کی وجہ سے جواب میں چند روز کی تاخیر ہوئی۔

خوشی ہوئی کہ چندہ کے متعلق مجھے جو شبہ ہوا تھا وہ دور ہو گیا میں دل سے چاہتا ہوں کہ پاکستان آکر دیوبند اور ندوہ کی تفریق پیدا نہ ہو۔ البتہ کام اپنے اپنے اصول کے مطابق کئے جائیں گے۔ اس لئے آپ اپنے پیش نظر تنگی کے بجائے وسعت خیال کو رکھیں۔ اس لئے جلسہ میں جن اصحاب کو بلائیں ان میں علمائے دیوبند بھی ہوں تو مناسب ہے۔ مولانا احتشام الحق صاحب اور مفتی محمد شفیع صاحب کو بھی بلائیں۔ اور ہم لوگوں کو بھی بلائیں۔ میرے علاوہ یہاں حسب ذیل اصحاب ہیں۔

مولانا محمد ناظم صاحب، مولوی عبدالقدوس ہاشمی۔ مولوی محمود علی خان صاحب پیر کالونی۔ رئیس احمد جعفری صاحب۔ شاہ حسن مثنی صاحب۔ مولوی محمد یحییٰ صاحب۔ مولوی عبدالرشید صاحب (ٹنڈو والہ یار مدرسہ دارالعلوم) مولوی محمد حنیف صاحب گوجرانوالہ۔ مولوی صلاح الدین صاحب کراچی مولوی عبداللہ صاحب لائل پور۔

جلسہ اور اس کے اشتہار میں تکلف نہ کریں۔ اور نہ عبارت

میں مغالطہ ہو۔ نہ دعویٰ ہو۔

والسلام
سید سلیمان
۲رجمادی الثانی ۱۳۷۰

انّہ، من سلیمان وانہٗ بِسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

مورخہ ۲رجمادی الاول ۱۳۷۰
برادر مکرم زادکم اللہ توفیقاً
السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

کرم نامہ ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ آپ کے خط کو متعدد احباب ندوہ کو دکھایا۔ سب نے آپ کی تجویز کو پسند کیا۔ اور سب نے یہی خیال ظاہر کیا کہ مدرسوں کا تعدد ہو تو پسندیدہ ہے۔ آپ حسب ذیل امور کا جواب دیں۔

۱۔ قصبہ میں مہاجرین اور انصار کی نسبت کیا ہے۔
۲۔ آپ کی تحریک میں شرکت بلا امتیاز سب کی ہے یا کسی خاص گروہ کی۔
۳۔ باہر والوں کا اہل قصبہ والوں کے ساتھ برتاؤ کیسا ہے۔
۴۔ آپ کے ساتھ اہل قصبہ کو کچھ وابستگی ایسی ہے جو قائم رہے۔

۵- کارخانہ دار سب کیا آپ کی تجویز سے متفق ہیں
اخبارات میں کچھ نہ لکھیئے

۶- کیا جامع مسجد کی تکمیل ہوگئی۔

۷- کیا مقامی طور سے مدرسہ کے لئے طلبہ مل سکتے ہیں۔

۸- اُمید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ اور معمولات جاری ہوں گے

والسلام

الفقیر الی اللہ الغنی

سلیمان

انہٗ من سلیمان و انہٗ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰ ستمبر ۱۹۵۱ء

کراچی ۵ چمن سٹریٹ

برادر عزیز۔ نصرکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

لفافہ ملا۔ میرا دل چند دنوں سے خود آپ سے ملنے اور آپ کے احوال سننے کا منتظر تھا خصوصًا آپ کے صاحبزادہ کی صحت کی خبر کا مشتاق تھا۔ تو آپ نے اس خط میں بھی اُس کا ذکر نہیں کیا۔ مہربانی کر کے اب مطلع فرمائیں۔

خوشی ہوئی کہ آپ نے مشکلات پر قابو پالیا۔ اور اس قابل ہوگئے کہ جلسہ بلا سکیں۔ میں اس وقت ایک ہفتہ کے لئے راولپنڈی اور مری پنجاب یونیورسٹی کمیشن کے سلسلے میں جا رہا ہوں۔ یکم اکتوبر تک واپسی ہوگی۔

میں نے ندوہ سے نصاب منگوالیا ہے۔ وہ میرے پاس آگیا ہے۔ خوشی ہوئی کہ مفتی محمد سعید صاحب آپ کے استاد غالباً اب اچھے ہیں اور دارالعلوم کے قائم مقام مہتمم ہیں۔ انہوں نے نصاب بھیجا ہے۔

یہاں ایک جلسہ دسمبر تک جمعیۃ علمائے اسلام کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اس میں اکثر علماء کو دعوت دی جا رہی ہے۔ اوسی کے قریب یہ جلسہ (ہو) تو اچھا ہے۔ جی یہ چاہتا ہے کہ یہاں دیوبندی اور ندوی تصادم نہ ہو میں سفر سے واپس آجاؤں تو پھر تاریخ کا تعین کروں۔

جامع مسجد کے ساتھ مدرسہ کے تعلق سے دارالاقامہ اور کتب خانہ کی عمارت بھی ہوگی یا نہیں سامنے کے مکان کا جھگڑہ کس طرح ختم ہوا یہاں ندوہ کے بعض اشخاص موجود نہیں مگر اُن میں مولوی ناظم صاحب کے سوا کوئی تعلیم و تدریس کا اہل نہیں ہے۔ باقی اور علماء اور مدرس مل سکتے ہیں۔ تنخواہ کا معیار بتائیے۔ اُسکو طے کر کے ضرور بتائیے

الحمد للہ خیریت ہے

والسلام سید سلیمان ندوی

مولانا شبیر علی صاحب تھانوی حضرت کے بھتیجے کی خدمت میں آپ کو نیاز حاصل ہے وہ حیدرآباد سندھ میں ہیں۔

إِنَّهٗ مِن سلیمان وَ إِنَّهٗ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

برادر عزیز۔ زادکم اللہ تعالیٰ توفیقًا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط مل گیا تھا میرا سفر مولانا احتشام الحق صاحب کے ساتھ تھا وہ اول یہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے اول سے مراجعت نہ کر سکا اشتہار بھی میرے پاس بھیجا نہ گیا تھا۔ عین اس وقت پر شام کو مجھے چلنے کیلئے استفسار کیا گیا اپنی بے اطمینانی اور قلبی افسردگی کے سبب سے وقت پر تیار نہ ہو سکا اس لئے میں آپ کو جواب بھی بروقت نہ دے سکا۔ آپ کو یقینًا میری تاخیر جواب سے انتظار جواب کی تکلیف ہوئی ہوگی۔ لیکن میری پریشانی خیالی اور پریشان حالی پر نظر رکھ کر معاف کر دیں گے۔ یار زندہ صحبت باقی۔

والسلام

سید سلیمان

۳ر ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ

انہٗ من سلیمان وانہٗ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر عزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا ایک لفافہ ملا جب میں لاہور جا رہا تھا دوسرا جب ملا جب میں ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق بستر علالت پر پڑا تھا۔ آج تیسرا ملا۔ رات حکیم نصیر صاحب اور مولوی ناظم صاحب آئے تھے۔ ہم لوگوں کا سفر انشاء اللہ ۲۹ر نومبر کی صبح کو 7 ربجے یہاں سے ہوگا۔ سفراء کو دعوت دے دی گئی ہے۔ مولوی تمیز الدین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ اپنی صحت کے سبب سے کچھ معذرت کر رہے تھے میں نے اُن سے پہلے ۳۰ر نومبر کی حاضری پر آمادہ کیا ہے۔ وہ کھانا سبزی کھاتے ہیں بے مرچ کے۔

مولانا احتشام الحق صاحب کے خط کا مضمون کل حکیم نصیر صاحب نے بتایا تھا مجھے انہی باتوں کا شبہ تھا جسکی بنا پر نام سے اختلاف کیا تھا بہر حال اب تو اجلاس خود طے کرے گا۔ آپ نے جو جواب ان کو دیا ہے وہ مناسب ہے۔ میں نے اپنی علالت کے باعث جسکی بنا پر ہر قسم کی دماغی محنت سے روکدیا گیا ہوں خطبہ صدارت لکھا نہیں ہے۔ مولوی ناظم صاحب سے کہا تھا مگر انہوں نے بھی نہیں کیا۔ اب تو زبانی ہی تقریر صدارت ہو سکتی ہے۔

مولوی عبدالحامد صاحب سے بھی خطرہ تھا خدا کرے کہ وہ پہلو بھی محفوظ رہے۔ آپ دوسروں کی مدد کی توقع نہ رکھیں اگر مل جائے فبہا ورنہ خود اپنی ہمت وعزیمت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق ونصرت پر بھروسہ کریں

ایک حیدر آباد کے مولوی عبدالجبار صاحب کو جو سنا ہے کہ اچھے مقرر ہیں چلنے کی دعوت دی ہے۔ شاید کہ انٹر کا کرایہ دینا پڑے۔ قادری صاحب بھی ہوں گے وہ کہیں نہیں گئے۔

مولوی امین الحق صاحب غالباً واپس گئے ان کی شرکت سے فائدہ بھی نہ تھا۔

والسلام

سید سلیمان

۲۴ر نومبر ۱۹۵۱ء

اِنَّهٗ مِن سلیمان و اِنَّهٗ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مکتوب

(بنام جناب سیّد عبدالرحمٰن صاحب)

مکتوب نمبر ۱

مسترشد:۔

حضرت الشیخؒ ۔ مکرم ۔ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد:۔ حضرت مولینٰا احتشام الحق صاحب کی ہمت افزائی سے عرض شوق کا موقع حاصل ہوا۔"

حضرۃ الشیخؒ:۔ فقیر سے آپ کی واقفیت محض سنی سنائی ہے۔ اس لئے آپ نے حسنِ ظن سے کام لیا

مسترشد:۔ بیعت کا خیال اس لئے آتا ہے کہ کوئی ایسی بزرگ شخصیت مادی طور پر سامنے رہے جیسے مثال بنا کر صحیح راستے پر چلنے کی کوشش ہو سکے.. ..... آپ کی ذات ستودہ صفات سے یہ رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور انشاءاللہ میں تعمیل احکام کی پوری پوری کوشش کرونگا۔

ع ف یہ مکتوب گرامی مکتوب الیہ کے ۹ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ (۵ جولائی ۱۹۵۰ء) کے خط کے جواب میں جو ۹۲/۲ مارٹن روڈ کوارٹرز کراچی سے مکتوب الیہ نے لکھا۔ مکتوب نگار نے تاریخ تحریر درج نہیں کی۔ لیکن ۵ یا ۶ جولائی ۱۹۵۰ء کا خط قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کراچی میں جب طالبین حاضر ہوتے تھے تو دستی رقعہ خط کی صورت میں دے دیتے تھے۔ جس کا جواب دوسرے دن عموماً مل جاتا تھا۔ (اشرف) اس مکتوب میں مکتوب الیہ نے تعارف پیش کیا، اپنے ذاتی احوال و کوائف تفصیل سے لکھے (اشرف)

حضرۃ الشیخؒ :۔ جیسا کہ میں نے زبانی کہا بیعت پر نجات موقوف نہیں، لیکن اگر آپ کا دل طالب ہے۔ تو پہلے آپ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کا رسالہ قصد السبیل ملاحظہ فرما دیں، تاکہ مقصد کا تعین ہو، اور باہمی غلط فہمی نہ ہو، پھر یہ لکھیں کہ آپ کے معمولات کیا ہیں۔

مسترشد :۔ .... کبھی کبھی دل پر وساوس کا غلبہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات خطرات اور خدشات بہت بڑھ جاتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کے وساوس و خدشات کا منشا کیا ہے ؟

والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب نمبر ۲ [۱]

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :۔ مکرم۔ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے خط میں کوئی سلام نہیں، جو خلاف سنت ہے۔

مسترشد :۔ آپ کی تعریف سنی بہت تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کی زیارت سے بھی مشرف فرمایا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ سننا اور دیکھنا کافی نہیں، جاننا بھی ضروری ہے

۱؎ یہ مکتوب گرامی رمضان ۱۳۶۹ھ کے مکتوب الیہ کے خط کے جواب میں ہے تاریخ تحریر غالباً ۲۵ رمضان ۱۳۶۹ھ ہوگی۔ خط کے آخر میں حضرت والا کا دستخط موجود نہیں (اشرف)

مسترشد :۔ ...... میں جو بیعت کی خواہش کر رہا ہوں، اس کا باعث محض یہ امر ہے کہ میں نے تجربۃً محسوس کیا ہے کہ اگر میں بزرگوں کے پاس بیٹھوں تو دل میں اچھے خیال زیادہ آتے ہیں۔ اور برے خیال بہت ہی کم اور بعض اوقات بالکل مفقود ہو جاتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ تاثیر و تاثر کی صحیح بنا صحبت ہی ہے، اور ہمارے سلسلہ میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اور اس کا قائم مقام مکاتبت ہے۔

مسترشد :۔ یہ تعلق (یعنی بیعت کا تعلق۔ اشرف) قائم ہو جانے کے بعد انشاء اللہ تصورِ شیخ بھی ہدایت کا سرچشمہ ثابت ہوگا

حضرۃ الشیخؒ :۔ تصورِ شیخ پر ہمارے ہاں بنا نہیں۔ اگر از خود بلا تکلف کبھی تصور آجائے تو حرج بھی نہیں۔ مگر بالقصد اوسکا تصور کرنا اور اس کو قائم رکھنے کی کوشش کرنا درست نہیں، کیونکہ اس سے شیخ کے حضور کے غلط عقیدہ کی رہبری ہوتی ہے۔ جو بڑھ کر شرک تک پہنچ جاتا ہے۔

مسترشد :۔ ابھی رسالہ قصد السبیل دستیاب نہیں ہوا ......"

حضرۃ الشیخؒ :۔ قصد السبیل ضرور دیکھیں۔

مسترشد :۔ میرے معمولات درج ذیل ہیں۔

صبح ۹½ بجے سے ۴ بجے تک دفتر اس کے علاوہ باقی اوقات فارغ ہوتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ معمولات تو خیر ہیں، مقصود معمولات دینی کا پوچھنا ہے یعنی، نوافل و اوراد و عبادت وغیرہ

مسترشد :۔ وساس و خدشات .... جنسی خواہشات سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ وساوس و خدشات تو عدم نکاح کے سبب ہیں۔ آپ میں استطاعت

ہو توکسی شریف دیندار بی بی سے نکاح کرلیں۔ باقی غضِ بصر کا اہتمام ضروری ہے۔ روزہ کی کثرت بھی کسرِ شہوت میں مفید ہے۔

مسترشد:۔ الحمدللہ کہ مذہب حقہ کے متعلق خدشات پیدا نہیں ہوتے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ بحمد اللہ تعالیٰ کہ اصول مذہب میں کوئی خدشہ نہیں۔ ایسی ایمان محکم پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔

مکتوب نمبر۳ [۱]

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب ۔۳)

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیز مکرم۔ ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسترشد:۔ ...... باوجود محبت کے شیخ کا تصور انشاء اللہ شرک کی طرف مائل نہیں ہوگا، اور جب واسطہ آپ جیسے صحیح العقیدہ بزرگوں سے پڑے تو انشاء اللہ شرک کا شائبہ بھی نہیں پیدا ہوگا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہی امید ہے

مسترشد:۔ دینی مشاغل میں نماز اشراق، اوابین اور تہجد کچھ عرصے سے پڑھتا ہوں موخرالذکر میں پابندی پابندی کی حد تک نہیں ہوپاتی۔ انشاء اللہ اب اس کی کوشش کرونگا۔

---

[۱]:۔ یہ خط مکتوب الیہ کے ۲۶ رمضان ۱۳۶۹ھ خط (دستی رقعہ) کے جواب میں ہے۔ تاریخ تحریر غالباً ۲۷ رمضان ۶۹ھ ہوگی۔ آخر میں حضرتؒ کا دستخط موجود نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ تہجد کی ۸ سے ۱۲ رکعتوں تک پڑھا کریں، اشراق کی ۴ اور اوابین کی ۶ ر پڑھیں

تلاوت کریں اور ساتھ ہی مناجاتِ مقبول کا ایک حزب روزانہ پڑھیں عصر اور فجر کی نمازوں کے بعد تسبیح فاطمہ یعنی ۳۳ دفعہ سبحان اللّٰہ ۳۳ دفعہ الحمد للّٰہ اور ۳۴ دفعہ اللّٰہ اکبر پڑھا کریں۔ اور چلتے پھرتے اور سوتے وقت استغفار، استغفر اللّٰہ ربی من کلِ ذنبٍ وَّاتوبُ الیہ پڑھا کریں۔ سوتے وقت ستر دفعہ پڑھا کریں اور سوتے اور اور جاگتے وقت کی دعائیں یاد کریں۔

مسترشد :۔ جب بزرگانِ دین سے کبھی کچھ سننے کا موقع ہو۔ یا ان حضرات کی کوئی تحریر پیش نظر ہو تو اپنے عقائد کو ان کے مطابق پاتا ہوں۔ الحمد للّٰہ۔ اور اس پر شکر بجالاتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بحمد اللّٰہ کہ حالت اچھی ہے

مسترشد :۔ شاید چھوٹا چھوٹا اور تنگ تنگ لکھنے سے جناب کو پڑھنے میں دقت ہوتی ہو۔

حضرۃ الشیخ :۔ ٹھیک ہے کوئی دقت نہیں ہوتی۔

مسترشد :۔ قصد السبیل مل گیا۔ اور آج سے مطالعہ شروع کروں گا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ مطالعہ کے اثر سے مطلع کیجئے گا۔

مکتوب نمبر ۴[1]

(بنام سیّد عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخ ؒ:- عزیزی۔ زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسترشد:- آج صبح سے حسب الارشاد تلاوت باقاعدگی سے شروع کردی ہے۔لیکن اسکو کیا کروں کہ دُو دن سے تہجد نصیب نہیں ہوئی۔کل صبح تو اشراق سے بھی محرومی رہی اور قلبی اور دماغی حالت میں بھی انحطاط ظاہر ہوا۔پھر سے عہد باندھ رہا ہوں کہ انشاء اللہ آج سے معمولات میں سستی نہ ہو۔استغفار کا شغل بفضلہ تعالیٰ جاری ہے۔دعاؤں کی ایک کتاب مہیا ہوگئی ہے۔آج رات سے سونے کی دعا اور کل صبح سے جاگنے کے وقت کی دعا، پڑھ لیا کروں گا۔

حضرۃ الشیخ ؒ:- تلاوت کے آغاز پر مبارکباد، اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔یوں ہی رفتہ رفتہ حالت انشاء اللہ تعالیٰ سدھرتی جائے گی

مسترشد:-...... یہ خواہش بڑھ گئی ہے کہ آپ سے تعلق اور باضابطہ ہوجائے ....مجھے ضرورت ہے کہ ایک باقاعدہ تصویر اپنے دل و دماغ پر نظر آئے

بقول اقبال ؒ ؎ من بندۂ بے قیدم شاید کہ گریزم باز
آں طرّہ پیچاں را در گردنم آویزی!

---

[1]:- یہ مکتوب گراں ۲؍شوال المکرم کے مکتوب نگار کے دستی رقعہ کے جواب میں لکھا گیا۔تاریخ تحریر غالباً ۳؍شوال ۱۳۶۹ھ ہوگی۔

اس باقاعدہ تصور سے انشاء اللہ تعالیٰ مجھ ایسے تن آسان کے لئے عمل کی گھاٹیاں آسان ہو جائیں گی ؎

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے شیشے میں ہے ماہ تمام اے ساقی!

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ اپنے وقت پر ہوگا۔ بیعت ایک اقرار کا نام ہے۔ اقرار سے پہلے اقرار کی تکمیل کے لئے اپنے کو تیار کرنا چاہیئے۔ ورنہ یہ اقرار بھی بے سود ہوگا۔ داڑھی جب ایک مٹھی تک آجائے تو تراش خراش میں حرج نہیں۔

مسترشد :۔ ویسے بھی یہ چیز علم میں تھی کہ نماز فرض جماعت کے بغیر ادا نہیں ہوتی جبکہ دو مسلمان بھی جمع ہو سکیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ نماز تو ہو جاتی ہے مگر ترک سنت کا گناہ ہوتا ہے

مسترشد :۔ ظہر کی نماز دفتر میں ہوتی ہے۔ نماز کا نظام درست نہیں۔ ایک چپراسی ہیں جن کو لوگوں نے امام مقرر کر رکھا ہے۔ یوں ان صاحب کی کوئی عزت نہیں ہوتی ویسے بھی وہ علم میں ناقص معلوم ہوتے ہیں۔ پھر انہیں خود امام بننے سے بہت شغف ہے ...... اس خیال سے کہ جب ہمارے دل میں اس امام کی عظمت نہیں ہے تو جماعت ادا کیا خاک ہوگی۔ ہم نے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ خود الگ جماعت کا اہتمام (غلط فہمی پھیلنے کے) اندیشہ سے نہیں کیا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ نہیں آپ اُس چپراسی کے پیچھے نماز پڑھیں، تاآنکہ انشاء اللہ تعالیٰ دوسرا بندوبست ہو جائے اور آپ کے دل سے چپراسی کا خیال

نکل جائے۔

کوئی گستاخی نہیں۔ والسلام

مکتوب نمبر ۵[ا]

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخ رح:۔ عزیز محترم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ معمولات مجوزہ میں بہت غفلت ہوتی ہے اور بظاہر ایسی صورت نظر آتی ہے کہ پابندی اپنے بس کی بات نہیں۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ یہ راہ عزیمت کے بغیر طے نہیں ہوتی

مسترشد:۔ آپ کے ارشاد کے مطابق دفتر میں ظہر کی نماز باجماعت شروع کر دی ہے الحمدللہ کہ دل میں کوئی منافرت کا جذبہ پیدا نہ ہوا۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ بحمد اللہ تعالیٰ۔

مسترشد:۔ جس کم بخت کو اپنے فوت شدہ نمازوں کا شمار بھی نہ ہو وہ کیا کرے، قضا واجبات کا طریقہ کیا ہے۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ بلاغ کی عمر سے پہلے کی نمازیں چھوڑ کر باقی سال کی نمازیں ہر نماز کے ساتھ ادا کر لی جائیں۔

مسترشد:۔ ۱۹۴۵ء میں بیوی کو طلاق دی تھی۔ میں نے بہت کوشش کی، لیکن

ا:۔ مکتوب گرامی ۱۵ شوال ۱۳۶۹ھ کو غالباً تحریر کیا گیا ہوگا۔ مکتوب الیہ کا دستی رقعہ ۱۴ شوال ۶۹ھ کا ہے۔

ان لوگوں نے حق مہر شرعی واپس نہیں لیا، اور کہہ دیا کہ یہ ادا ہو چکا ہے۔ میں پھر سے ادائیگی کی کوشش کروں گا

حضرۃ الشیخؒ:۔ جی ہاں یا ادا ہو جائے یا معاف ہو جائے۔

مسترشد:۔ میں شیخ کامل کی تلاش میں رہوں گا۔ تاآنکہ آپ قبول فرمالیں

حضرۃ الشیخ رحؒ:۔ آپ جو کام لینا چاہیں اس کے لئے سر دست حاضر ہوں

مسترشد: طبعاً خاصہ یہ ہے کہ شیخ کو (بیعت کیوجہ سے) زیادہ توجہ ہو جاتی ہے۔ میں اس حکمت کے ماتحت بیعت کا خواہاں ہوں۔

حضرۃ الشیخ رحؒ:۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی طبیعت میں عزیمت پیدا ہو جائے تو بیعت بھی ہو سکے گی۔ ابھی آپ اصلاح کا کام جاری رکھیں۔

والسلام

فقیر ہیچمدان۔ سلیمان

مکتوب۔ ۶ [۱]

(بنام سیّد عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخ رحؒ۔ عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ کل سے ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھنا شروع کر دی ہے۔

۱:۔ یہ مکتوب گرامی مکتوب الیہ کے ۱۷ شوال ۱۳۶۹ھ کے دستی رقعہ کے جواب میں ہے۔ تاریخ غالباً ۱۸ شوال ۶۹ھ ہوگی

حضرۃ الشیخؒ :۔ مبارک باد

مسترشد :۔ دعاء فرمائیں اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

حضرۃ الشیخؒ : دعاء ہے۔

مسترشد :۔ برائے کرم کوئی ایسا رسالہ تجویز فرمائیں۔جس سے ضروری احکام سے واقفیت ہو جائے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بہشتی زیور اور بہشتی گوہر دیکھیں۔

مسترشد :۔ مزید دعاء کے لئے درخواست کرتا ہوں

حضرۃ الشیخؒ :۔ دل سے دعاء ہے

مسترشد :۔ محسوس ہوتا ہے کہ آپ کی شفقت پدرانہ اس حقیر کے شامل حال ہے ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ معمولات ، چاہے یہ کتنے ہی ٹوٹے پھوٹے

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

مکتوب[1] نمبر ۷

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد :۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ عصر کے بعد مغرب سے پہلے صحبت والد سے مستفیض ہو سکوں لیکن کبھی کبھی ادھر ادھر کے بکھیڑوں .... میں دیر ہو جاتی ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ کوئی حرج نہیں۔

---

[1] :۔ یہ مکتوب گرامی مکتوب الیہ کے ۲۶ شوال ۶۹ ۱۳ھ کے دستی رقعہ (خط) کے جواب میں ہے۔ تاریخ تحریر غالباً ۲۷ شوال ۶۹ھ ہو گی۔

مسترشد :۔ ..... صحیح قسم کی دینی تعلیم سے نابلد ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کے پاس بیٹھنے اور مکاتب کی سعادت عطا فرمادیں ۔!

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مصنفات و مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ کرتے رہیں، اُنہیں سے دین اور دین کے معلومات کا فائدہ انشاء اللہ ہوگا۔

مسترشد :۔ رب کعبہ مقصود کا یقین تو ہو چکا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اس کے پہنچنے کے لئے جس عزیمت و ہمت کی ضرورت ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ عنایت فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ انشاء اللہ تعالیٰ عزیمت و ہمت کا کا ارادہ آپ کریں گے۔ تو یہ چیز بھی حاصل ہوگی۔ آپ اپنی طرف (سے) امور اختیاری میں تساہل نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو ہماری راہ (میں) محنت کرے گا۔ ہم اسکو راہ دکھائیں گے۔

والسّلام

مکتوبؔ نمبر ۸

بنام عبد الرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(حاشیہ لے دوسرے صفحہ پر)

انشاء اللہ اس کے اثرات بھی ضرور ادبی شکل میں برآمد ہوں گے۔ بقول اقبالؒ

؎ نالہ بہ آستان دیر بے خبرانہ می زدم :: تا بہ حرم فنا شدم راہ مقام خویش

مسترشد :- رات نیند کا غلبہ ہوا۔ میں مناجات کی منزل پڑھ نہ سکا...... سحری کے وقت تہجد کے بعد دوسری منزل پڑھ لی خدا کرے اس کے نقص واقع نہ ہوا ہو۔

حضرۃ الشیخ :- کوئی حرج نہیں

مسترشد :- قضا نمازوں کا سلسلہ شروع ہے۔ میں صرف فرائض کو ادا کر رہا ہوں قضا صبح کے فرض میں تہجد یا اشراق کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ ظہر کی نماز سے پہلے یا بعد نماز عصر کے جماعت سے پہلے مغرب کے اوابین کے بعد اور عشاء کے فرض اور وتر اس دن کے وتروں کے بعد یا جماعت سے پہلے صحیح طریقہ سے مطلع فرما دیں

حضرت الشیخ :- یہ طریقہ ٹھیک ہے

مسترشد :- بہشتی زیور خرید لیا ہے۔ اس کا باقاعدہ مطالعہ انشاء اللہ جلد شروع کر دوں گا۔

حضرۃ الشیخ :- انشاء اللہ تعالےٰ۔

مسترشد :- دو چار دن جو آپکی صحبت سے محروم رہنا پڑا اسکی کافی تنزل محسوس ہوتا تھا۔ کل یونہی آپ مل گئے جس سے طبیعت کو بہت سکون ملا

حضرۃ الشیخ :- یہ آثار محبت ہے

مسترشد :- نماز کے وقت وضو کی حاجت ہو جاتی ہے۔ حضور کے اخلاق کریمانہ کے پیش نظر (حضرت کی جگہ پر وضو کی) جسارت کر لیتا ہوں

حضرۃ الشیخ :- کچھ حرج نہیں۔

والسلام۔

مکتوب نمبر ۹[1]

(بنام سید عبد الرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :- عزیزی، زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد :- پرسوں آپ کے اشعار سننے کی سعادت نصیب ہوگئی۔ میں نے لکھے نہیں شاید غلط یاد کرلئے ہوں درست فرمادیں۔

(حضرت کی اصلاح کے بعد اشعار یہ ہیں۔ اشرف)

شعلے اٹھے ہزار تجلّی مگر کہاں :: یہ آگ ہے ضرور مگر طور کی نہیں

ہر ضرب تیشہ ساغر ایک وصال دوست :: جو بات کوہکن کی ہے مزدور کی نہیں

تیرے رُخِ روشن پہ پردہ نور ہے :: کہ بے پردہ ہوکر بن مستور ہے

حضرۃ الشیخؒ :- درست کردیئے گئے۔

مسترشد :- دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مستعدی اور استقامت عطا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائیں

والسلام

ہیچمدان

سید سلیمان

---

[1] یہ مکتوب گرامی غالباً ۶ ذیقعدہ ۱۳۶۹ھ کا ہوگا مکتوب الیہ کا دستی رقعہ باخط ۵ ذیقعدہ کا لکھا ہے (اشرف)

مکتوب نمبر ۱۰

(بنام سیّد عبد الرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیز مکرم۔ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد :۔ کل شام میں ٹائم پیس ہدیۃً پیش کرنے کی خاطر لے کر حاضر ہوا تھا لیکن معذرت خواہ ہوں۔ کہ میرا پیش کرنے کا طریقہ ہی کچھ ایسا بھونڈا تھا۔ کہ وہ قبول نہ ہوسکا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کی پیش کردہ ٹائم پیس کے قبول کے لئے پہلے یہ ضرور تھا۔ کہ آپ مجھ سے اجازت لے لیتے، تاکہ میں آپ کو اپنی ضرورت اور خواہش سے مطلع کر دیتا۔ تاکہ وہ خواہش اور پسند کے مطابق نہ مل سکے یا اوس کی قیمت زیادہ ہو تو آپ اسی کو لے آئیں۔ اور یہ آزمالیں کہ ٹھیک وقت دیتی ہے۔

مسترشد :۔ مناجات مقبول کی ایک منزل روز پڑھ لیتا ہوں ..... پہلے خطبہ پھر اس دن کی منزل پھر استفادہ۔ اور پھر دعا جو درج کتاب ہے براہ کرم یہ بتلا دیجیئے کہ دعا بالکل اسی شکل میں پڑھنی چاہیئے یا کسی ردو بدل کے ساتھ

حضرۃ الشیخؒ :۔ مناجات مقبول کی ایک منزل پڑھ لینا مناسب ہے۔ بالکل اسی طرح پڑھیں۔ ساتھ ساتھ ترجمہ بھی پڑھ لیں۔

لے :۔ یہ مکتوب گرامی مکتوب الیہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۶۹ھ کے خط کے جواب میں ہے تاریخ غالباً ۱۱ ذی قعدہ ہوگی۔ (اشرف)

مسترشد :۔ استعاذہ میں دو مقامات کی قرأت کے متعلق شک رہتا ہے۔ پہلا مقام یہ ہے۔ وَاَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ وصَلُحَ علیہ

ص پر زبر یا فتح۔ ل پر پیش اور ح پر زبر" صَ لُ حَ "

حضرۃ الشیخؒ :۔ جی ہاں اسی طرح ہے۔

مسترشد :۔ اس کے ساتھ دوسرا مقام ہے۔

" ان تحِلَّ علی غضب وتنزل عَلٰیَّ سخطك "

عَلٰیَّ ۔ل کے اوپر کا '۱' زاید معلوم ہوتا ہے۔ زیادہ اسکا یہیں پیدا ہوتا ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ ہاں زائد ہے۔ بلکہ غلط ہے۔" عَلَیَّ " پڑھئے۔

والسّلام

مکتوب نمبر ۱۱

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیزی و محبی۔ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد :۔ قبولیت ہدیہ (ٹائم پیس۔ اشرف) کیلئے تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کے تحفہ کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

مسترشد :۔ پچھلے تین چار دن سے تہجد کے لئے آنکھ نہیں کھل سکی، الارم وغیرہ ناکافی ثابت ہوئے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ انشاء اللہ تعالیٰ عادت پختہ ہوجائیگی۔ تو پھر آپ اٹھنا چاہیں گے تو بھی انشاء اللہ اٹھیں گے۔

مسترشد :- اپنی حالت پر طبیعت کڑھنے لگتی ہے۔ اور سوچتا ہوں

ع یہ راہِ شوق کس سے کبھی طے ہوئی ریاض

حضرۃ الشیخ :- اس قسم کے واقعات پر یہ سمجھ کر صبر کرنا چاہیئے ، کہ اس وقت مرضی الٰہی یہی تھی۔

مسترشد :- آپ کی توجہ اور محبت سے ہمت پھر بڑھ جاتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق

باشد بقدرِ ہمت تو اعتبار تو

مسترشد :- اپنی دعاؤں میں یاد فرمالیا کیجئے۔

حضرۃ الشیخؒ :- دل سے دعا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۲

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :- محب عزیز زادکم اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے۔ کہ کہیں آپ واپسی کا قصد نہ فرمالیں۔ اس سے طبیعت کو بہت وحشت ہوتی ہے۔ ویسے تو آپ سے وابستگی ہوگئی ہے۔ کہ انشاء اللہ زمان و مکان کا بعد اس کو کم نہ کر پائے گا۔ پھر بھی موجودگی موجودگی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اِس راہ میں قرب و بعد ایک ہے۔ شیخ کے واسطہ سے جس کا قرب مطلوب ہے وہ تو قریبٌ مُجیبٌ ہے اور اقربُ من حبل الورید

— رگ جان سے بھی قریب
اک ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

مسترشد :۔ اگر گستاخی نہ ہو تو چند شعر عرض کروں۔ براہ کرم اصلاح فرما دیجئے

کب عشق ہو مفقود گو بڑھ گئے فرزانے
اس دورِ خرد میں بھی مل جاتے ہیں دیوانے
کیوں اشک ڈھلک آئے کیا ٹھیس لگی دل کو
موجود تو ہیں اے شمع کم ہی سہی پروانے
اب فیض محبت سے ہر گام پہ منزل ہے
اک لطف دیا ہم کو اس وسعتِ صحرا نے

حضرۃ الشیخؒ :۔ اچھے شعر ہیں محتاج اصلاح نہیں، لیکن میں شاعر نہیں اور نہ اصلاحِ شعر کی ہمہ گیر اہلیت۔

مسترشد :۔ میں اپنے طور پر یہ سمجھتا ہوں۔ کہ "تجرد" خیالات کی پریشانی کا باعث بن جاتا ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ محض ایک فریب خیال ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بھی حکمتیں رکھی ہوں، اور خدا ہی جانے تاہل کی زندگی کی برکات زیادہ ہوں یا تجرد کی دعا فرمائیں کہ ایسے خیالات ذہن اور دل پر بُرے اثرات نہ ڈالیں۔

حضرۃ الشیخ :۔ جی ہاں تجرد سے خیالات میں انتشار ہوتے ہیں، گو تاہل میں بھی انتشار ہوتا ہے۔ مگر دونوں انتشاروں کی نوعیت میں فرق ہوتا ہے۔ تجرد میں دوامی انتشار اور تاہل میں گاہے چنیں و گاہے چناں، لیکن اخلاق کی درستی اور

نظر کی قید کے لئے تامل بہت مفید ہے۔

مکتوب نمبر ۱۳[1]

(بنام سید عبد الرحمان صاحب)

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزی و مخلصی ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ ایک دن آپ نے اپنے ارشادات کے دوران ' اللّٰہ ' کہا اور پھر اس (متعلق) بیان فرمایا۔ اس سے متأثر ہو کر (اللّٰہ کے عنوان سے) ایک غزل لکھی جو حاضر خدمت ہے۔

نام ان کا اور جان کے ساز پر ✤ ہر رگ جان ص کھنچ گئی آواز پر[2]

کچھ تمہارے دیکھنے کا طرز ہے ✤ پھول ہیں شاہد تمہارے ناز پر

جبؔ پکارا سامنے آپ آگئے ✤ ہمؔ تو مرتے ہیں اسی انداز پر

شوق بڑھ جائے تو کھل جاتا ہے راز ✤ فوقیت افشا کو ہے یوں راز پر

آخر شب ان کا وعدہ ہے ریاض ✤ آفریں ہے گوش بر آواز پر

---

[1] یہ مکتوب گرامی مکتوب الیہ کے ۱۵، ذی الحجۃ ۱۳۶۹ھ کے خط کے جواب میں ہے۔ تاریخ تحریر غالباً ۱۶ ذی الحجۃ ۶۹ھ ہو گی۔ اشرف

[2] حضرت والا نے پہلے شعر کے دوسرے مصرعے۔ "ہر رگ جان کھنچ گئی آواز پر"۔ نیز تیسرے شعر کے دونوں مصرعوں۔ 'جب پکارا سامنے آپ آگئے ✤ ہم تو مرتے ہیں اسی انداز پر' 'صاد' کا نشان ثبت فرمایا ہے۔ (اشرف)

حضرۃ الشیخ ؒ:۔ اس غزل کے چند مصرعے مجھے پسند آئے۔ جن پر صاد بنا دیا ہے خیر غزل تو ایک رنگ طبیعت ہے۔ ضرورت اسکی ہے کہ واقعتاً اس آواز کو ہر رگ جان میں اتر جانا چاہیئے۔

مسترشد:۔ بعض اوقات عصر کی جماعت ہونے والی ہوتی ہے یا ہو رہی ہوتی ہے تو طبیعت کو چار سنت چھوڑتے ہوئے کوفت ہوتی ہے۔ لیکن جماعت میں شامل ہوجاتا ہوں۔

حضرۃ الشیخ ؒ:۔ بے شک جماعت ہی میں شامل ہوجانا چاہیئے اور طبیعت پر ترک سنت سے کوفت ہونا۔ بڑی مبارک حالت ہے۔ اس لئے اسکا اہتمام کرنا چاہیئے کہ وقت سے پہلے مسجد پہنچ جائیں۔

مکتوب[1] نمبر ۱۴

(بنام سیّد عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخ ؒ:۔ عزیز محب زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ عرصے سے کوئی عریضہ حضرت کی خدمت میں پیش نہیں کیا معذرت خواہ ہوں۔

حضرت الشیخ ؒ:۔ اس میں معذرت کی کوئی بات نہیں

---

[1]:۔ یہ مکتوب غالباً ۲۱ یا ۲۲ محرم ۱۳۷۰ھ کا ہوگا۔ کہ مکتوب الیہ کا ایک دوسرا دستی رقعہ ۲۳ محرم ۱۳۷۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس سے یہی قیاس ہوتا ہے کہ اس رقعہ میں یہ عبارت تاریخ کے تعین میں رہنمائی کرسکتی ہے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مسترشد :۔ اگرچہ اپنے آپ کو بیعت کے قابل نہیں پاتا پھر بھی .... اس گنہگار کو اپنے حاشیہ نشینوں میں جگہ دے دیجئے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بیعت کوئی ضروری چیز نہیں۔ تاہم اگر اس سے کوئی دینی نفع سمجھتے ہیں، تو مجھے عذر نہیں۔

مسترشد :۔ تعلیم الدین کو ایک مرتبہ سرسری طور پر پڑھ لیا تھا۔ اب دوسری دفعہ دیکھ رہا ہوں۔ اخذ مطالب میں علے المخصوص سلوک کے ابواب میں دقت ہوتی ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انشراح قلب عطا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمین

مسترشد :۔ براہ کرم اس عاصی وہیچ میرز کے نکاح کی دعا بھی فرمایا کریں۔ کیونکہ جو ٹوٹے پھوٹے اعمال بن پڑتے ہیں۔ وہ بھی عدم نکاح کی وجہ سے پیدا شدہ انتشار سے ضائع ہو جانے کے خدشے میں رہتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں۔

مسترشد :۔ آخر میں اپنی بیعت کی درخواست دہرانے کی جسارت کرتا ہوں ؎

دل رکھ دیا ہے سامنے لاکر خلوص سے ... اب اس سے آگے کام تمہاری نظر کا ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ دوشنبہ کی صبح کو بعد نماز و فراغتِ تفسیر انشاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام

(بقیہ حاشیہ) "آپ نے اس حقیر کی درخواست (بیعت) کو فی سبیل اللہ شرف قبولیت بخشا انشاء اللہ کل صبح بعد از تفسیر اس سعادت کیلئے حاضر ہو جاؤنگا .... کل سے دل ایک عجیب کیفیت محسوس کر رہا ہے۔"

بہرحال یہ راقم کا قیاس ہے واللہ اعلم (اشرف) ۲۳ کے رقعہ پر حضرتؒ کے ہاتھ کی کوئی تحریر نہیں۔

مکتوب نمبر ۱۵

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :- عزیزی ومحبی وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :- آج حضرت سے بیعت کو ایک ہفتہ پورا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس عرصے میں اشغال ماموره میں کوتاہی نہیں ہوئی بیعت سے مشرف ہوجانے کے بعد یہ خیال آیا آپ نے شفقت سے شغل بھی کم سے بتائے ہیں۔ ان میں تو غفلت مناسب نہیں انشاء اللہ اب اس میں کوتاہی نہ ہوگی ..... آخر شب اٹھنے کی عادت راسخ ہوتی جاتی ہے" خط کشیدہ عبارت کے مقابل حضرت والاؒ نے 'مبارک' لکھا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- مبارک

مسترشد :- دعاء فرمایا کریں کہ جو عمل مجھ ایسے حقیر و بے عمل سے ہوجائے وہ خامیوں سے بچا رہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- دعاء ہے۔

مسترشد :- کل بازار میں ایک کمبل دیکھا تھا۔ میری یہ خواہش ہے کہ اگر اجازت ہو تو وہ خرید کر ہدیۃً پیش کردوں۔

حضرۃ الشیخؒ :- یہ تو آپ کر چکے

مسترشد :- اس ہدیہ سے مجھ پر بار بالکل نہیں پڑے گا۔

حضرۃ الشیخؒ :- اگر بار نہ ہو تو آپ کو اختیار ہے۔

لے: یہ گرامی نامہ مکتوب الیہ کے یکم صفر ۱۳۷۰ھ کے دستی رقعہ (خط) کے جواب میں ہے تاریخ غالباً ۲ صفر ۷۰ھ ہوگی۔ (اشرف)

مکتوب نمبر ۱۶ [1]

(بنام سیّد عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ:- مخلص عزیزی ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:- حضرت کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ چند دن ہوئے دفتر میں مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ کیا میں بصرہ جانے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے رضامندی ظاہر کردی.....

حضرۃ الشیخؒ:- اللہ تعالیٰ بہتر فرمائیں۔

مسترشد:- پہلے تو میں کسی دوسرے ملک میں جانے سے پہلے شادی ضروری سمجھتا تھا۔ لیکن اب یہ سوچنے لگا ہوں۔ کہ میں واقعات کو اپنے خیال کے مطابق توڑ ڈھال نہیں سکتا۔ جب مشیتِ ایزدی ہوگی کوئی کام سرانجام دیا جائے گا۔ میری تقدیم وتاخیر سے کیا ہوتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:- اس معاملہ میں آپ کے اہل خاندان بہتر مشورہ دے سکتے ہیں، فقیر دعاء کرتا ہے۔

لے:- گرامی نامہ مکتوب الیہ کے ۱۷، ۱۸ صفر ۱۳۷۰ھ کے دستی رقعہ (خط) کے جواب میں ہے تاریخ تحریر غالباً ۱۹ صفر ۷۰ھ ہوگی۔ (اشرف)

مسترشد :- میں کبھی کبھی عصر کی نماز کے بعد قضا عصر پڑھ لیتا ہے۔ ایک دوست نے اس سے منع کیا۔ صحیح صورت سے مطلع فرما دیجئے۔

حضرۃ الشیخؒ :- عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے۔ آپ فرض عصر سے پہلے کریں۔

مسترشد :- آج کل بہت ایذا پہنچ رہی ہے۔ دفتر میں ہمارے سپرنٹنڈنٹ بدل گئے ہیں۔ اور آنے والے صاحب خواہ مخواہ کی پنخ نکالتے رہتے ہیں... زیادہ میرے ساتھ ہی الجھنا ہوتا ہے۔ دعاء فرمائیے۔ کہ اللہ تعالیٰ سکون عطا فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ کا کرم چاہیئے۔ ع

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

مسترشد :- جب آپ لائیلپور تشریف لے گئے تھے تو کچھ شعر لکھے تھے وہ پیش کرتا ہوں: سفر ۱۴ صفر ۸۶ھ (حضرت والاؒ نے بعض اشعار پر صاد اور بعض کی حاشیہ پر اصلاح فرمائی ہے جو درج ہے: اشرف)

۴- آپ جاتے ہیں شوق سے جائیں ؛ ہم کہاں جا کے دل کو بہلائیں

۴- آگئی ہے نمی سی آنکھوں میں ؛ منع گریہ نہ دوست فرمائیں

ظلمت شب سے دل لرزتا ہے ؛ پڑ رہی ہیں اندھیری پرچھائیں (پرچھائیاں چاہیئے)

یہ محفل اداس و تیرہ و تار ؛ کس کی باتیں دلوں کو برمائیں (گرمائیں)

(یہ غلط ہے۔ تیرہ و تار کے مقابل نور ہو جائے اور گرمی کے مقابل سردی (حضرت والاؒ)

کاش ممکن ہوں یار کے جلوے ؛ دلِ بے کیفیت میں بس جائیں (صحیح لفظ کیفیت ہے)

حضرۃ الشیخؒ :۔ دیکھے اور محظوظ ہوا

مکتوب نمبر ۱۷ [۱]

حضرۃ الشیخؒ :۔ (بنام سید عبد الرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیزی و مخلصی ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

مسترشد :۔ الحمد للہ کہ حضرت والاؒ کے اہل و عیال بخیریت آگئے ہیں اب حضرت کے پاکستان میں مقیم ہو جانے کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مسترشد :۔ میرے پاس کافی رقم ہوتی ہے جو یونہی خرچ ہو جاتی ہے۔ اگر اجازت ہو تو ہر ماہ ۵۰/- (پچاس) روپے میں پیش خدمت کر دیا کروں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کی اس ہمت پر آپ کو مبارکباد۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید خیر و برکت عطا فرمائیں۔ مجھے بحمد اللہ تعالیٰ سر دست ضرورت نہیں، مگر آپ کو (آپ) خود اپنے لئے پس انداز کیجئے۔ آپ کو بوقت ضرورت کام آئے گا۔

مسترشد :۔ اگر صبح کی نماز کے بعد یا پہلے قضا فرض ایسی صورت میں پڑھ لئے جائیں کہ اشراق کے ساتھ وقت نہ ملنے کا اندیشہ ہو۔ تو بھی شاید درست ہو۔ اگر کسی وقت

---

[۱] :۔ یہ گرامی نامہ سید عبد الرحمٰن صاحب کے ۲۳ صفر ۱۳۷۰ھ کے جواب میں ہے غالباً ۲۴ صفر کا ہوگا۔ اشرف

کی نماز کے ساتھ اس کے قضا فرض کسی وجہ سے نہ پڑھے جا سکیں تو ان کو کسی اور نماز کے ساتھ تو ادا کیا جا سکتا ہوگا۔ صحیح صورت سے آگاہ فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ :- جی ہاں فجر کی فرض نماز کے بعد تا طلوع آفتاب کسی نماز کا وقت نہیں قضائے فجر، فجر کی سنت سے بھی پہلے پڑھ لیں، کسی اور نماز کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

گرمائیں[1]

مکتوب نمبر۔ ۱۸[2]

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :- عزیز من و مخلص من زادکم اللہ تعالیٰ توفیقا

---

[1] مکتوب الیہ نے اپنے گذشتہ خط میں جو غزل بھیجی تھی وہ ترمیم کے ساتھ اصلاح ثانی کے لئے دوبارہ پیش کی۔ حضرت والاؒ نے اس شعر میں 'برمائیں' کو گرمائیں سے بدل دیا

وہ نہیں تو اداس ہے محفل ؛ کسی کی باتیں دلوں کو "برمائیں"

اور اس شعر پر صاد کا نشان لگا دیا۔

وہ تو جاتے ہیں اے ریاض حزیں ؛ ان کے جو ہو چکے کہاں جائیں۔ (اشرف)

[2] یہ گرامی نامہ مکتوب الیہ کے ۲۹ صفر ۱۳۷۰ھ کے دستی رقعہ کے جواب میں ہے تاریخ تحریر اسی دن یا اس سے ایک دن بعد ہوگی۔ (اشرف)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد:۔ مناجات مقبول کے ختم پر جی چاہتا ہے کہ حضرت کا اسم گرامی بھی شامل کر لیا کروں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ جی ہاں شامل کر لیجئے اور میرے لئے حسن خاتمہ کی دعاء کیجئے۔

مسترشد:۔ اب حضرت والا سے زیادہ اور کسی سے تعلق ہے نہیں

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ آپ کے اخلاص و محبت کا کرشمہ ہے۔ خدا کرے کہ اللہ تعالی اس کو مزید حسن عمل کا ذریعہ بنائیں۔

مسترشد:۔ مکتوب الیہ نے چند اشعار لکھ کر بھیجے جن میں حضرۃ شیخؒ کا بھی تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا تھا۔

شیخ کی گفتار الا اللہ ہے ؛ افضل الذکر الا اللہ ہے

پیروی شیخ واجب ہوگئی ؛ شیخؒ کا کردار الا اللہ ہے

روئے روشن پر ہے بارش نور کی ؛ مصور انوار الا اللہ ہے

دل میں کب اترے یہ جذبہ دیکھئے ؛ شیخؒ کی تکرار الا اللہ ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ میں آپ کے شعروں میں ذکر کئے جانے کے قابل نہیں

مسترشد:۔ اب حضرۃ والا کو چھوڑ کر کسی دور دراز جگہ (بصرہ) چلے جانے کے خیال سے دل کو تکلیف سی ہوتی ہے۔ یہاں دفتر کے حالات کی بنا پر آمادگی کا اظہار کر دیا ہے۔ اطمینان قلب کی دعاء کا متمنی ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ سفر سے نہ گھبرائیں۔ کیا عجب کہ بُعد و ہجر محبت کے ازدیاد کا باعث بنے۔ صرف یہ خیال رہے کہ بے دینوں کی صحبت سے احتراز ہوتا

جائے اور ذکر الٰہی سے دل کو تازہ رکھا جائے اور اسکو حاضر و ناظر سمجھا جائے۔
آپ کے لئے دل سے دعاء کرتا ہوں۔

مکتوب نمبر ۱۹[1]

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ:۔ مخلص عزیز۔ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ اس چیز سے خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم چشموں میں رسوا نہیں کیا۔ اور جہاں لوگ دنیاوی سفارشوں سے کامیاب ہوتے ہیں۔ وہاں ایک ناکارہ انسان بھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے۔ مجھے کل ۴۷۰/- روپے تنخواہ ملے گی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو یہ دنیاوی ترقی نصیب کی۔ آپ کو دینی سعادت بھی عطا فرمائیں۔

مسترشد:۔ استخارہ کیا تھا خواب کچھ ایسا دکھائی دیا۔ جس میں ہمارے افسر صاحب مجھ سے خواہ مخواہ بگڑ رہے ہیں۔ اگرچہ مجھے کچھ خاص پریشانی محسوس نہ ہوئی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ تو پاک باش برادر مدار از کس باک

مسترشد:۔ جانے سے پہلے اگر نکاح کی مشکل حل ہو سکے تو بہتر ہو گا۔ حضرت سے

---

[1] :۔ حضرت والا کا یہ گرامی نامہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ کے مکتوب الیہ کے دستی رقعہ کے جواب میں ہے۔ تاریخ تحریر ۲۲ ربیع الاول ۷۰ھ ہوگی۔ (اشرف)

دعاء کی درخواست کرتا ہوں

حضرۃ الشیخ: نکاح کے لئے میں آپ کو کیا مشورہ دے سکتا ہوں۔ اس کے لئے آپ کو اپنے حلقۂ قرابت میں کوشش کرنی چاہیئے۔ اسی میں انجام کی راحت ہے۔ دعاء برابر کرتا ہوں۔

مکتوب نمبر ۲۰[1]

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرۃ الشیخ: عزیزی و مخلصی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مسترشد: چند روز بعد بصرے روانگی ہوگی .... وہاں کی فضا بھی کچھ سازگار نہیں اور مسافر ابھی سے شکست خوردہ ہے۔ دعاء فرمائیں کہ ایسے بے یار و مددگار مسافر کو اللہ تعالیٰ پناہ عطا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخ: وہاں جانا مبارک ہو۔ خدا کرے دنیا کے ساتھ دین کا بھی فائدہ ہو اس کے بہتر ہے کہ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ اور رسائل بھی ساتھ لیتے جائیں اور مطالعہ میں رکھیں

مسترشد: پچھلے دنوں اپنے ہاں کے دور کے عزیزوں میں سے ایک رشتے کا پتہ

---

[1] ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ کے عبدالرحمن صاحب کے خط کے جواب میں ہے تاریخ تحریر ۱۴ ربیع الثانی ہوگی۔

چلا تھا۔ ماموں جان نے ان سے کچھ ذکر کیا۔ انہوں نے آمادگی سی ظاہر کی ابھی پیام کا سلسلہ نہیں ہوا۔ میں کچھ مطمئن نہیں۔ ان کا وہی نقشہ ہے جس سے مجھے چڑ سی ہے۔ دین سے دوری اور دنیا میں انہماک۔ طبیعت کو ذرا برابر انشراح نہیں۔ یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں۔ کہ اس سے قبل جو رشتہ ہوا تھا وہ بھی اسی وضع کے لوگ تھے۔ اور پہلی ملاقات میں جو پہلی فرمائش ہوئی تھی۔ وہ ڈاڑھی منڈانے کی تھی۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ شادی میں لڑکی کا انتخاب

میری رائے میں تو کسی مناسب جگہ دیکھ کر آپ فیصلہ کرلیں۔ اور اس کو حضرت کی تصانیف کے مطالعہ کے ذریعے راہ راست پر لائیں۔ معمولی تعلیم کی لڑکی ہو تو بہتر ہے۔

مسترشد :۔ موجودہ رشتے کے متعلق یہ بھی عرض کردوں کہ لڑکی کے والد صاحب نے خود غیر سید رشتہ کیا تھا۔ اور شاید اس سے نجیب الطرفین ہونے میں بھی فرق آجاتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ پہلے سے شرائط طے کرلیں۔ نجابت خاندان کے باب میں اس درجہ تدقیق نہ کریں۔

مسترشد :۔ آپ سے دعاء کی درخواست ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کے لئے دعاء گو ہوں۔

مکتوب نمبر ۲۱

(بنام سید الرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :۔ محب عزیز زادکم اللہ تعالیٰ حباً فی اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسترشد :۔ سوتے وقت بعض اوقات استغفار ۷۰ مرتبہ پورا نہیں ہوتا .....

اب کہ بصرہ میں فرصت زیادہ ملنے کے امکانات ہیں ..... خواہش ہے کہ حضرت کچھ مزید شغل تجویز فرمادیں۔ باقی کمی بیشی حضرت والا کے فیصلے پر منحصر ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ استغفار سو مرتبہ کریں۔ اگر آپ ذکر کرتے ہوں تو اوس کی تعداد بڑھادیں۔ اور آپ بکثرت تسبیح سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اکثر زبان سے پڑھا کریں۔ اگر ذکر نہ کرتے ہوں۔ تو ذکر کی صورت مجھ سے سمجھ لیں۔

مسترشد :۔ گھر کے سامان میں کچھ ایسا ہے کہ اسے بصرہ لے جانا مشکل ہے۔ اگر اس میں سے کوئی چیز حضرت کے کام آسکے تو اجازت بخشیں کہ میں خدمت والا میں پیش کرسکوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ چیزیں آپ چاہیں تو ہمارے ہاں رکھوادیں۔ والسلام

لہ یہ گرامی نامہ مکتوب الیہ کے ۲ر جمادی الاول ۱۳۷۰ھ کے خط کے جواب میں ہے تاریخ تحریر ۳ر جمادی الاول ۱۳۷۰ھ ہوگی۔

مکتوب۔ نمبر ۲۲

بنام سید عبد الرحمٰن صاحب

انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مورخہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۰ھ۔

عزیزی سید عبدالرحمٰن صاحب وفقہ اللہ تعالیٰ۔

عزیزی ومخلصی وحبیبی فی اللہ تعالیٰ رزقکم اللہ تعالیٰ رزقا حسنا فی الدنیا والآخرۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کو میں نے کل ذکر زبانی اجازت دی تھی۔ اب تحریری دیتا ہوں۔ بعد تہجد ۱۱ دفعہ استغفر اللہ ربی من کل ذنبٍ و اتوب الیہ پڑھ کر پھر ۱۱ دفعہ اللھم صل علی محمدِ النبیّ الاُمّیِ وعلی آلہ وصحبہ وبارك وسلم پڑھ کر یہ دعا پڑھیں اللھم نَوِّرْ قَلْبِی بِاَنوارِ مَعرِفَتِكَ وطَھِّرْ قَلْبِی عَمَّا سِوَاكَ ۳۰ دفعہ پھر ڈھائی ہزار دفعہ اللہ ذرا ہلکی آواز سے پڑھیں۔ ضرب کے ساتھ یا بلا ضرب (مگر یہ سمجھیں کہ ضرب کوئی دینی امر نہیں۔ بلکہ محض علاج کے طور پر ہے کہ مؤثر ہو) اس کے بعد درود مذکور پڑھ کر ختم کر دیں۔

ذکر کے وقت یہ تصور کریں کہ عرش سے نور آپ کے قلب پر پڑ رہا ہے (یہ تصور بھی دینی امر نہیں ہے۔ بلکہ بطور معالجہ کے ہے، تاکہ یکسوئی ہو)

یہ فقیر الی اللہ جب سے پاکستان آیا ہے۔ آپکی محبت برابر اُس کے ساتھ رہی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیں۔ اور دین و دنیا میں آپ کو سعادت عطا فرمائیں۔ آپ جا[1]ئے رہے

---

[1] بصرہ (جامع)

ہیں۔ میری دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں، وصیت کرتا ہوں کہ قدم استقامت کی راہ پر قائم رہے، اور نگاہ محارم سے بچیں۔ حضرت والا[1] رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف زیر مطالعہ رہیں۔ نماز باجماعت کا حتی الوسع اہتمام رہے۔

مشائخ رحمہم اللہ کے طریق پر ایک تسبیح و داعی ہدیہ کے طور پر قبول کریں۔ اللہ تعالیٰ برکت دیں۔

والسلام

الفقیر الی اللہ الغنی

سلیمان

مکتوب نمبر ۲۳

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

کراچی ۵

عزیزی مخلص ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا تار بروقت ملا اور آپ کا خط بھی پہنچا۔ آپ کے بخیریت تمام پہنچنے سے اطمینان ہوا۔ آپ کے خط کا انتظار تھا۔ بحمد اللہ تعالیٰ کہ وہ دور ہوا۔

گو میں عراق نہیں گیا۔ لیکن آنے جانے والوں سے جو کچھ سنتا رہا، اسی کی بنا پر میں نے آپ کو چند نصیحتیں لکھی تھی، یہ دنیا اس طرح مفاسد سے بھر گئی ہے۔ کہ کسی دیندار

---

[1] حضرۃ حکیم الامۃ مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ (جامع)

آدمی کو اس کے تقاضے کے مطابق ملنا مشکل ہوگیا ہے، ہر گوشہ سے فتنے سر نکالے ہوئے ہیں۔ اب انسان کی حفاظت کے دو ہی راستے ہیں، ایک انسان کی عزیمت و ہمت جو اللہ تعالیٰ نے اسی لئے اپنے بندہ کو ودیعت کی ہے، دوسرے اس کی توفیق، پس انھیں دو ذریعوں سے کام لینا چاہیئے، اپنی عزیمت و ہمت کو اپنی قوت ارادہ سے ہمیشہ مضبوط رکھنا چاہیئے۔ اور دوسرے اللہ تعالیٰ سے توفیق کی دعا ہمیشہ مانگا (مانگنا۔ اشرف) چاہیئے۔ اور دعاؤں میں کہنا چاہیئے۔ کہ خداوندا ہم میں کیا ہے تیری توفیق ہم کو برائیوں سے بچا سکتی ہے، اور نیکی کی راہ پر چلا سکتی ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کے یہی معنی ہیں، کہ انسان میں نیکی کی قوت اور بدی سے بچنے کی صلاحیت صرف اللہ تعالیٰ کی مدد ہی سے ممکن ہے۔ یعنی معنی سمجھ کر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کی کثرت کی جائے۔

• نامحرم عورتوں سے خلوت میں ملنا بڑے خطرہ کی بات ہے۔

اپنے لباس میں اور جسم میں صفائی اور بے تکلف صفائی اور ستھرائی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ لیکن اس سے نمائش اور دکھاوے کا جذبہ نہ اُبھرے۔

نماز پنجگانہ با جماعت اور تلاوت اور تہجد اور ذکر کا اہتمام چاہیئے۔ آپ نے نکاح کے متعلق فیصلہ کرلیا ہوتا تو جسم و قلب کے اطمینان کا باعث ہوتا۔ معمولی دنیاوی فائدوں کیلئے غلط راہ اختیار نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ تشویش قلب کا باعث بھی بنتی ہے، اور خسارۂ آخرت بھی۔

عزیزی غلام محمد صاحب نے کہا ہے کہ اگر آپ کے مکان میں میرے قیام کے سبب سے آپ کو کوئی زحمت ہو رہی ہو تو بے تکلف آپ اُنہیں لکھدیں۔ وہ تعمیل کریں گے۔ آپ کیلئے دعا ہے۔

والسلام — فقیر سید سلیمان - ۴ مارچ ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۲۴

(بنام سید عبد الرحمٰن صاحب)

انه من سلیمان وانه بسم الله الرحمٰن الرحیم

عزیز مخلص وفقکم اللہ تعالیٰ وسلم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا لفافہ ملا۔ آپ کے پہلے لفافہ کے جواب میں جو خط میں نے لکھا ہے۔ وہ شاید آپ کو مل چکا ہو، آپ کے اس تازہ خط سے آپ کے مزید حالات معلوم ہوئے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ (آپ) کو نیکی کی توفیق اور اپنی ذمہ داریوں سے کما حقہ عہدہ برآ ہونے کی سعادت عطا فرمائیں، بے شبہہ اللہ تعالیٰ کی امداد و توفیق کے بغیر کوئی کام انجام نہیں پا سکتا، انسان کو اپنے فرض سے کام رکھنا چاہیئے۔ لوگوں کی قیل وقال کی پرواہ نہ کی جائے۔ آپ الوہابیہ کہنے سے چڑھیں نہیں، کیا کوئی آپ کو مسلم کہہ کر چڑھائے تو چڑھیے گا۔ اور اسلام چھوڑ دیجیے گا۔

آپ نے فرنیچر کے لئے مشورہ پوچھا ہے، تو کوئی حرج نہیں، خرید لیجئے۔

اس سے خوشی ہوئی کہ آپ کے معمولات جاری ہیں، اللہ تعالیٰ راہِ حق پر قائم رکھیں، یہ دنیا تماشا گاہ ہے، اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى۔

عزیزی سلمان اور ابو عاصم صاحب کی طرف سے سلام قبول فرمائیے

یہاں حالات پر امن اور با سکون ہیں۔ والسلام

الفقیر الی اللہ

سلیمان۔ ۳۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۷۰ھ

مکتوب نمبر ۲۵

(بنام سیّد عبد الرحمٰن صاحب)

کراچی ۵ - چمن اسٹریٹ

صدیق مخلص و عزیز صادق الوداد وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

آپ کا خط مورخہ (ندارد) ملا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ آپ مع الخیر اپنے فرائض و معمولات میں مصروف ہیں، عبادت کے بعد سب سے زیادہ اہمیت معاملات میں صفائی اور حسن خلق کا درجہ ہے۔ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف اور رسائل و مواعظ کے مطالعہ سے یہ حقیقت اب آپ پر مخفی نہ رہی ہوگی، اسلامی ملکوں پر تفرنج کا اثر بیحد غلو کے ساتھ پڑا ہے۔ اور وہاں کے مسلمانوں نے یورپ کی ظاہری معاشرت ہی کی نقالی کو سمجھا ہے۔ اسکی اہم دفعات عورت، شراب اور سامان آرائش و تفریح کو سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ یورپ کے تمدن کے عیوب ہیں، ہنر نہیں ہیں۔

[میں نے (؟)] ..... لباس اور جسم کی صفائی سے میرا مقصود یہ ہے۔ کہ لباس صاف ستھرا رکھیئے، لباس ایسا پہنئے جو ملک میں اچھے اخلاق والوں کا شیوہ ہو، مثلاً شیروانی پہن کر نکلیں، صرف قمیض، پاجامہ میں نکلنا وہاں معیوب سمجھا جاتا ہوگا۔ بدن بھی صاف رہے۔ داڑھی اور بالوں (اور) کنگھا کیجئے۔ داڑھی کے بالوں جو ادھر ادھر بے قاعدہ ہوں ان کو کتروا کر قاعدہ بنالیں، کہ دیکھنے میں بُری نہ معلوم ہو۔ تاکہ لوگ آپ کی بے پرواہی سے نفس داڑھی کو برا نہ سمجھنے لگیں، مونچھیں بڑی نہ رہیں۔ کہ ان کو لب پر نہ آنے دیجئے بلکہ بہت چھوٹی رکھئے۔

علالت کی معذرت سے اگر معمولات میں اتفاقاً رخنہ پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی ثواب ملے گا۔ آپ اپنے اندر سستی و کوتاہی کے سبب سے کوئی رخنہ نہ پڑنے دیں۔

مسجد میں قرآن پاک کا سلسلہ پھر شروع کر دیا گیا ہے۔

آج میں ایک ہفتہ کے لئے لاہور پنجاب یونیورسٹی کمیشن میں جا رہا ہوں۔

بحمد اللہ تعالیٰ خیریت ہے۔

غلام محمد صاحب نے آپ کو خط لکھا ہے۔ جس میں کوارٹر کی صورت حال لکھ دی ہو گی، وہ بھی میرے ساتھ چند روز کے لئے آج لاہور جا رہے ہیں۔

ابو عاصم اور سلمان اور ان کی والدہ کی طرف سے بھی سلام مسنون قبول کریں۔ دو ہوائی لفافے آپ کے پہنچے تھے۔ میرے دو خط بھی آپ کو ملے ہوں گے۔ والسلام

سید سلیمان

۲۴، مارچ ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۲۶ [1]

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرۃ الشیخ:۔ محب عزیز حفظکم اللہ تعالیٰ وسلم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

---

[1]:۔ یہ گرامی نامہ سید عبدالرحمن صاحب کے بصرہ کے ۱۶ جمادی الاخری ۱۳۷۰ھ کے خط کے جواب میں ہے۔ حضرت والا کے خط پر تحریر تاریخ ثبت نہیں۔

مسترشد :۔ ۸ جمادی الاخر کو زبیر گیا تھا۔ اسے پرانا بصرہ کہنا چاہیئے، وہاں حضرت طلحہ، زبیر اور حسن بصری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات کی زیارت ہوئی۔ حضرت طلحہؓ کی قبر خستہ حالت میں ہے۔ ایک گنبد میں ایک بڑی سی قبر ہے اور کوئی خادم وغیرہ وہاں نہیں۔ پاس ایک ویران آبادی کے نشانات ہیں۔ ذرا آگے بڑھ کر زبیر نامی آبادی ہے۔ جامع مسجد میں حضرت زبیرؓ آرام فرمائیں۔ اس آبادی سے ملحقہ قبرستان میں حضرت حسن بصریؒ مدفون ہیں۔ وہاں ایک خاص اطمینان سا محسوس ہوا۔ ان مقامات پر حاضری کے آداب سے واقفیت کی خواہش ہے کیونکہ وہاں جانے کو جی چاہتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ مزارات پر حاضر ہو کر اصحاب مزارات کے لئے دعا کرنی چاہیئے اور دعائے قبرستان پڑھنی چاہیئے۔ ان سے کوئی دعا اپنے لئے نہیں چاہنا چاہیئے۔ اس کا لحاظ رہے۔

مکتوب نمبر ۲۷[۱]

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیزی وحبیبی وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مسترشد :۔ داڑھی کے متعلق میرا خیال یہی تھا۔ کہ کترنی درست نہیں۔ حضرت والا کے

---

[۱] :۔ یہ گرامی نامہ مکتوب الیہ کے عشارہ بصرہ کے ۲۲ جمادی الاخرہ ۱۳۷۰ھ کے خط کے جواب میں ہے۔ تاریخ تحریر

ارشاد کے بعد میں اسے درست کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- داڑھی کی لمبائی ایک مشت سے زیادہ ہو تو اسکو قینچی سے لے لیں

مونچھیں لبوں سے نیچی رہیں

مسترشد :- اللہ تعالیٰ سفر لاہور کو ہر طرح مبارک فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- بخیریت واپسی ہوئی۔

مسترشد :- اللہ تعالیٰ مسجد میں درس قرآن پاک میں اور برکت عطا فرمائیں اور یہ

فیض کا سرچشمہ جاری رہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ اس سے مجھے اور سننے والوں کو فائدہ پہنچائیں۔

مسترشد :- میں نے برادر محترم غلام محمد صاحب کی خدمت میں ایک دوسرا عریضہ

ارسال کیا تھا..... خدا کرے (اسٹیٹ آفیسر) کوارٹر کے سلسلے میں مناسب کارروائی کی ہو۔

حضرۃ الشیخؒ :- مجھے یاد رہا تو ان سے پوچھوں گا۔

مسترشد :- اللہ تعالیٰ عبادات، صفائی معاملات اور حسن خلق سے بہرہ یاب فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ :- آمین

مسترشد :- سید ابو عاصم وسلمان سلمہ اور حضرت پیرانی صاحبہ کی خدمت میں سلام۔

حضرۃ الشیخؒ :- ان کی طرف سے بھی سلام قبول ہو۔

"عوالت" کے متعلق ہر خط میں کچھ نہ کچھ لکھا کریں۔

مسترشد :- حضرت کو میرے خط کے جواب میں کچھ نہ کچھ خرچ کرنا پڑ رہا ہے

اگرچہ، "برکریماں کارہا دشوار نیست"

تاہم یہ خیال تکلیف دہ ہے۔ اجازت فرمائیں تو کوئی شکل نکالوں۔

حضرۃ الشیخؒ :- میرے پاس جب تک سامان ممکن ہے۔ضرورت نہیں۔کوئی سامان اگر کر سکتے ہوں تو کر لیجئے۔

مکتوب نمبر ۲۸

(بنام سیّد عبدالرحمٰن صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :- عزیزی ومحبی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد :- ایک عریضہ تین ہفتے پہلے ارسال کیا تھا۔جواب نہ آنے سے طبیعت بےچین رہتی ہے۔خدا کرے حضرت والا بخیر وعافیت ہوں ...... اگر حضرت والا نے مشغولیات کی وجہ سے نہ لکھا ہو تو خیر مضائقہ نہیں جس چیز سے ڈر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ کہیں خاطرِ اشرف پر بار تو نہیں گذرا ......"

حضرۃ الشیخؒ :- الحمدللہ تعالیٰ کہ خیریت ہے، البتہ کئی ماہ سے داہنے ہاتھ میں درد ہے اللہ تعالیٰ شفا دیں۔

آپ کے خطوط ملتے رہے۔آپکی خیریت معلوم ہوتی رہی۔آپکے لئے دعاءِ خیر وبرکت اور ترقی ظاہری وباطنی کرتا ہوں۔

مسترشد :- میرے معمولات میں رخنہ پڑتے گئے ہیں اور میں انہیں بعد از وقت پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔کچھ روح ہی مفلوج سی نظر آتی ہے۔براہ کرم اس حقیر ترین خلائق کی کوتاہیوں پر نگاہ عفو وکرم ڈالیئے۔

حضرۃ الشیخؒ :- معمولات میں رخنہ پڑنا ترک ہونے کی تمہید ہے۔اگر حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ

کے رسائل روزانہ مطالعہ میں رہتے تو یہ کیفیت نہ ہوتی، نماز، نوافل، ذکر، تلاوت اور اخلاق و معاملات کی نگرانی، یہ چند امور ہیں، جو لحاظ کے قابل ہیں ان پر ہمیشہ نظر رہے تو روح مفلوج نہ ہوگی۔

فقیر سید سلیمان

مکتوب نمبر ۲۹

(بنام سید عبد الرحمٰن صاحب)

انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مورخہ۔ ۶ مئی ۱۹۵۱ء

عزیز مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا خط ملا تھا۔ جس بات کی آپ نے تصریح کی ہے۔ اس کو تو اشارہ و کنایہ سے آپ نے یہاں بھی ظاہر کیا تھا۔ میں نے اسی اشارہ و کنایہ میں آپ کو جواب بھی دے دیا تھا۔ پھر تصریح چنداں ضروری نہ تھی۔ نکاح اور بیاہ کے معاملات اہل خاندان ہی میں مفید ہیں، اسی لئے میں آپ کو اسی کا مشورہ دیتا رہا، اور اب بھی یہی مشورہ رہا۔

آپ نے ایک دفعہ کسی کے ہاتھ کھجور بھیجی تھی۔ وہ کھجور محفوظ نہیں پہنچی، بکس توڑ کر ۸ بنڈل نکالے گئے تھے، معلوم نہیں کہ یہ آپ ہی نے کیا تھا، یا کسی نے راستہ میں کیا، پھر ایک اور صاحب کے ہاتھ کھجوریں پہنچیں جو محفوظ تھیں۔ ان میں دو پیکٹ تھے، ایک خط کے ساتھ پندرہ روپے بھی ملے۔

آپ نے جو کمبل ہدیہ دیا تھا۔ لاہور کے سفر میں دوسری چیزوں کے ساتھ وہ بھی چوری ہو گیا، کچھ حرج نہیں، وللہ الحمد

یہاں ہر طرح خیریت ہے۔

والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۳۰

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

عزیزی المخلص ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں تقریباً ایک عشرہ کے سفر لاہور و راولپنڈی کے بعد کراچی واپس آیا، الحمدللہ تعالیٰ خیریت ہے۔

آپ کا خط مورخہ ۲؍شعبان ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی، آپ کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعاء ہے کہ وہ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کو اپنی توفیق سے بہرہ ور فرماتا رہے۔

ہمیشہ کیلئے یہی نصیحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت نہ ہو۔ تہجد اور ذکر کا اہتمام رہے۔ حضرۃ والا کی تصانیف کا مطالعہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر بے راہ روی سے آپ کو بچائے گا۔ اور آپ کے قلب کو اللہ تعالیٰ سے وابستہ رکھے گا۔

عراق کی سرزمین عجائبات سے لبریز ہے۔ لغزش پا کا موقع ہر راہگذار پر ہے۔

ہشدار کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

معاملات پر خصوصیت سے نظر ہے۔

آپ نے جو پندرہ روپیہ بھجوائے ہیں، اُن کو میں آپ کی ڈاک میں صرف کرتا ہوں مگر احتیاط کے ساتھ اُس کا پورا حساب رکھنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے اگر اُس میں پوری احتیاط برتی نہ جا سکی تو آپ معاف کردیں، اور تصریح کردیں۔ کہ یہ آپ کی امانت ہے۔ جو غرض خاص کے لئے میرے پاس رکھوائی ہے۔ یا اس میں مجھے تصرف کی بھی اجازت ہے۔

آپ نے چھوٹے موٹے تحفوں کی اجازت چاہی ہے تو اسکی اجازت ہے

والسلام

سید سلیمان

۲۵ر شعبان ۱۳۷۰ھ

مکتوب نمبر ۳۱

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

کراچی

عزیزی و مخلصی وفقکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔ رمضان المبارک کے دن بخیر و خوبی سے گذر رہے ہیں۔ آج پندرہواں روزہ ہے۔ رات کو تراویح میرے ہی صحن میں ہوتی ہے۔ غلام محمد صاحب اور محلہ سے ڈاکٹر برکت صاحب اور دو تین اہل محلہ اور میرے گھر کے اعزہ اور ملازمین شریک ہوتے ہیں۔ والحمد للہ تعالیٰ۔

آپ کا لفافہ ملا۔ حالات معلوم ہوئے۔ آپ نے میرے اُس فقرہ کے جو آپ کے مرسلہ پندرہ روپیوں کے بارہ میں آپ کو لکھا تھا غلط معنی سمجھے۔ آپ کے روپے محفوظ ہیں میں نے حساب لکھ لیا ہے۔ اب تک صرف ۱۲؍ خرچ ہوئے ہیں، باقی سب موجود ہیں۔ کسی روپے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ امانت بھی بار ہے۔ میری قلت حافظہ کی بنا پر اس میں اگر کمی بیشی ہو جائے تو اوس کے معاف کئے جانے کی خواہش کی تھی اور بس۔

اور صاحبوں کی معرفت کھجوروں کے بکس پہنچے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ پہلے صاحب نے بحفاظت پہنچایا، یہ کوئی تاجر تھے، دوسرے صاحب جو ساتھ میں ایک شکستہ تولیہ اور ایک میز پوش لائے تھے بکس ٹوٹا ہوا اور اُس میں سے دو پیکٹ نکلے ہوئے تھے۔ میز پوش وغیرہ بھیجنے کی زحمت گوارا نہ فرمائیں، یہ اسباب و سامان اب میرے لئے بیکار ہیں۔ اور کھجوروں کا یہ تانتا بھی اب موقوف کریں۔ برس میں ایک دو دفعہ کافی ہے۔

دعا ہے کہ آپ کے معمولات جاری ہوں گے۔ اور حالات بہتر ہوں گے۔

حضرۃ حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف سے غفلت نہ کریں گے معلوم نہیں وہاں تراویح کا کیا اہتمام ہے۔ اور تلاوت کلام پاک کی کیا صورت ہے، تہجد کا اہتمام ہے یا نہیں۔

آپ کی آمد کی خبر سے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے لائے۔

والسلام

سید سلیمان

۱۵؍ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ

مکتوب نمبر ۳۲

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

سید سلیمان ندوی

کراچی ۵ مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۵۱ء

عزیز مخلص و محب گرامی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مدت سے آپ کا کوئی خط نہیں، اور مجھے بھی فرصت ہاتھ نہیں آئی، مگر دل برابر آپ کی خیریت کا جویا رہا۔ اور آپ کے حسن احوال کے لئے دعاگو رہا۔ اُمید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے، اور اپنے معمولات کی بجاآوری میں مصروف ہوں۔

آپ نے اپنے آنے کی خبر لکھی تھی۔ مگر پھر معلوم نہ ہوا، مانع بخیر ہو۔

آپ جہاں ہیں وہاں اچھی صحبت میسر نہ آتی ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر طرح محفوظ رکھیں۔ اور اپنے مرضیات پر چلنے کی توفیق بخشیں۔ اور قدم و نظر کی پوری حفاظت کریں۔

یہاں کے حالات قرین شکر ہیں، اور کوئی خاص بات قابل ذکر نہیں۔ ہمارے ہمسایہ ڈاکٹر برکت صاحب بخیریت ہیں۔

میں نے آپ کو لکھا تھا۔ کہ بغداد کے کسی کتب فروش عربی کی فہرست لے کر میرے پاس بھیجدیں۔ شاید یاد نہ رہا ہو۔ والسلام

فقیر الی اللہ

سلیمان ندوی

مکتوب نمبر ۳۳

(بنام سید عبدالرحمان صاحب)

سید سلیمان ندوی

عزیزی و محبی و مخلص حفظکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

آپ کا خط مورخہ ۳۰ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ ملا۔ حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ ۲۵ اگست کا خط نہیں ملا۔

آپ کو تجربہ ہو گیا ہو گا۔ کہ ایک ناجائز پہلو کتنے ناجائز پہلوؤں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اور پھر بھی قلب کا وہ اطمینان موجب نہیں بنتا۔ بلکہ وہ پریشانیوں میں اور اضافہ ہی کرتا ہے۔ قلب کی طمانیت صرف روپے سے نہیں ہوتی، بلکہ اسکے حصول کی اور راہیں بھی ہیں۔ جن میں سے سب سے زیادہ مفید قناعت اور صداقت کا راستہ ہے۔

معمولات میں اتفاقاً کوتاہی کا تو کچھ حرج نہیں مگر مسلسل کوتاہی قلبی احوال کے تنزل کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور پھر وہ دوری بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ محرومی تک وہ پہنچا دیتی ہے۔

یہ راہ ہمت اور عزیمت کے بغیر طے نہیں ہوتی۔ اسی کا نام مجاہدہ ہے۔

وجاھدوا فی اللہ حق جھادہٖ — اللہ کی راہ میں پورا پورا مجاہدہ کرو۔

مجاہدہ کرو۔ مجاہدہ یہی ہے کہ باطل خواہشوں سے اعراض برت کر مقصدِ حق کو پورا کیا جائے اور اسی پر دین اور دنیا دونوں کی کامیابی منحصر ہے

یہاں خیریت ہے آپکی خیریت کے لئے دعاگو ہوں۔ یہاں ۱۲ ستمبر کو عید اضحیٰ شاید ہو۔

میں نے آپ سے کسی عربی کتب خانہ تجارت کے عربی مطبوعات کی فہرست طلب

کی تھی۔ اگر مل جائے تو بھیجدیں۔

والسلام

الفقیر الی اللہ سید سلیمان

۴ ستمبر ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۳۴

(بنام سید عبد الرحمٰن صاحب)

کراچی ۵۔

عزیزی ومخلص وفقکم اللہ تعالیٰ لما یحب ویرضے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کے دو لفافے پہنچے۔ آپ کے حالات سے واقف ہو کر اور معمولات کی پابندی کی خبر سے خوشی ہوئی۔ یہ معلوم کر کے کہ آپ رخصت لے کر آنا چاہتے ہیں، آپ کی ملاقات کا خیال کر کے مزید مسرت ہوئی۔

یہ سنکر افسوس ہوا۔ کہ بغداد میں کتابوں کی فہرست نہیں ملی۔ تعجب ہوا۔ کہ اس درجہ تنزل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں۔

بڑی نعمت اس دنیا سے ایمان و عمل صالح کے ساتھ رخصت ہونکی ہے۔ جس کا نام حسن خاتمہ ہے۔

شہید ملت لیاقت علی خان کی شہادت عالم اسلامی کیلئے سانحۂ غم ہے۔ قوم میں افراد کی کمی ہے۔ جو جاتا ہے۔ اپنا بدل نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ پاکستان اور اُمت مسلمہ پر رحم فرمائے۔

بحمد اللہ میں اور میرے اہل وعیال بخیریت ہیں۔ سب کی طرف سے سلام مسنون قبول کیجئے۔

والسلام

الفقیر الی اللہ سید سلیمان

۳۱ اکتوبر ۱۹۵۱ء / ۲۸ محرم ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۳۵

(بنام سید عبد الرحمن صاحب)

کراچی۔ ۵

مخلصی و عزیزی ادام اللہ توفیقکم لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ان دنوں میری طبیعت زکام اور کھانسی اور نزلہ کے سبب سے کچھ خراب رہی اب بحمد اللہ تعالیٰ اچھا ہوں، آپ کے خطوط ملتے رہے۔ آپ کا فرستادہ تحفہ کھجوروں کا بحفاظت ملا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ آپ نے میرے لئے الارم گھڑی اور کمبل خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ گھڑی تو میرے پاس آپ والی موجود ہے۔ وہ چوری نہیں ہوئی ہے، آپ کو غلطی ہوئی۔ البتہ آپ کا کمبل چوری ہوگیا۔ مگر اللہ تعالیٰ (نے) ایک اور قسم کا کمبل دلوا دیا، مجھے ضرورت گھڑی کی مطلق نہیں، البتہ اگر کمبل ولایتی وہاں کا ایسی عمدہ ملے تو لے لیجئے، مگر قیمت آپ کی وسعت سے زیادہ نہ ہو، جبر نہ ہو، بلکہ رضائے خاطر سے ہو۔

ان دنوں مسجد کا درس جاڑوں کے سبب اور میری سستی طبع کے موقوف ہے۔ آپکے معمولات کا حال سُن کر خوشی ہوئی۔ آپ کے عراق جانے سے آپ کے متعلق خطرہ تھا کہ آپ

ماحول سے متاثر نہ ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشنے والے اور محافظ ہیں

آپ کے مکان کی نسبت غلام محمد صاحب نے کاروائی کرلی ہے۔ اب آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ آپ کا کوئی تعلق اب اوس مکان سے باقی نہیں رہا۔ اب براہ راست ان کا تعلق اسٹیٹ آفس سے ہوگیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔

انسان کو ہر حال میں اپنے سے چوکنا رہنا چاہیئے۔ کہ اس کا نفس اسکو فریب میں مبتلا نہ کرے۔ معاملات میں ہمیشہ صفائی اور ایمانداری اور سچائی پیش نظر رکھے۔

آپ کے لئے دل سے دعاء کرتا ہوں، معلوم نہیں آپ کی درخواست رخصت منظور ہوئی یا نہیں۔

والسلام

سید سلیمان

۲۲ر دسمبر ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۳۶

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

کراچی

عزیزی و مخلص ادام اللہ توفیقکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

آپ کا محبت نامہ ملا۔ آپکی خیریت معلوم کرکے خوشی ہوئی۔ اب عراق کے نئے سفیر جارہے ہیں۔ خدا کرے کہ آپ کو اُن سے مناسبت اور اُنکو آپ سے مناسبت ہو۔ میں اُن سے واقف نہیں ہوں مگر نیک اُمید رکھتا ہوں۔

بغداد میں اختر امام صاحب جو پاکستان کے نمائندہ ہیں۔ وہ مجھ سے واقف ہیں، وہ بہار کے اصلی باشندہ ہیں، اور میرے ایک عزیز کے عزیز ہیں۔ ابھی عراق سے یہاں علماء الاسلام کے جو دو نمائندے آئے تھے۔ وہ بیان کرتے تھے کہ اختر امام مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ گو میری ان کی ملاقات نہیں ہے۔

معلوم نہیں۔ آپ کی رخصت کی درخواست منظور ہو گئی یا نہیں۔ اگر یہاں رخصت کے متعلق کوئی کوشش کرانا چاہتے ہوں، تو لکھیئے کہ کس سے کہا جائے۔

اللہ تعالیٰ آپکی باطنی حالت کو آراستہ کرے اور باطنی احوال میں ترقی عنایت فرمائے ہر بات میں اور ہر حال میں رضائے مولیٰ پر نظر رہے، اور نماز کی تحسین اور آراستگی کا پورا خیال رہے۔

والسلام

الفقیر الی اللہ تعالیٰ

سید سلیمان

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۳۷

(بنام سید عبد الرحمٰن صاحب)

عزیزی و مخلصی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا لفافہ ملا۔ جس سے آپ کی بخیریت بصرہ پہنچ جانے کی اطلاع ملی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت و سلامت (سلامتی۔ اشرف) سے رکھیں۔ اور آپ کے لئے آپ کے نئے خانگی تجربہ

کو مبارک کریں۔ اسکی کامیابی کے لئے طرفین کا صبر و تحمل ضروری ہے۔

عزیزہ موصوفہ کو دینی کتب و رسائل پڑھنے کو دیتے رہیں۔ اور نماز اور تلاوت کی تاکید رکھیں۔

نماز کی تحسین کے معنی یہ ہیں۔ کہ نماز کے سارے آداب مستحسن اور سنن کا لحاظ رکھا جائے، ارکان کے ادا کرنے میں تعدیل ہو۔ رکوع وسجود کی تسبیحات ۳، سے زیادہ بڑھائی جائے، مسنون وقت کا خیال رکھا جائے۔

بغداد کا سفر بالفعل ملتوی کر دیا، کچھ تو مجھے لاہور، ملتان و بھاولپور کے سفر میں دیر ہوئی۔ ۲۲ر کو کراچی پہنچا۔ کچھ آپ کی حکومت نے جواب میں تاخیر کی اس لئے سفر ملتوی کرنا پڑا۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر کبھی۔

الحمد للہ تعالیٰ یہاں خیریت ہے۔ میں بھی اچھا ہوں، غلام محمد صاحب بھی بخیریت ہیں۔ سب کی طرف سے اپنی اہلیہ کو دعائے خیر کہہ دیجئے۔

والسلام

سید سلیمان

۲۶ر مارچ ۱۹۵۲ء

مکتوب نمبر ۳۸

کراچی۔ ۵

عزیزی و محبی زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کے بصرہ پہنچنے کا خط ملا تھا۔ میرا پورا اپریل کا مہینہ لاہور و ملتان و راولپنڈی و جہلم ولائل پور کے سفروں میں گذر گیا۔ اب چند روز ہوئے کہ واپس آیا ہوں۔ الحمدللہ تعالیٰ خیریت ہے۔

آپ کے اور آپ کی اہلیہ کے لئے دعاگو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ دونوں میں موافقت اور موانست بیش از بیش پیدا کریں۔ اور یہ مقصد صرف دین کی اتباع میں میسر آسکتی ہے۔

اُمید ہے کہ اب آپ اپنے معمولات پر قادر ہو گئے ہوں گے۔ سب سے بڑی چیز فرائض کے بعد اخلاق رذیلہ سے نجات حاصل کرنا ہے۔ جس کے لئے دعا و کے علاوہ کوشش کرنا بھی ہے۔

عراق کا سفر نہ ہو سکا کچھ عوائق و موانع پیش آگئے۔ اب ایران کا خیال ہے اور اس کے ساتھ عراق کا بھی۔ واللہ اعلم

الحمدللہ خیریت ہے۔ عزیزم غلام محمد صاحب کے لڑکی تولد ہوئی ہے۔

والسلام علیکم

الفقیر الی اللہ

سید سلیمان ندوی

لے:۔ یہ مکتوب ایر لیٹر پر مرقوم ہے۔ جس پر چھ مئی ۱۹۵۲ء کی مہر کراچی کی ثبت ہے تاریخ تحریر ۵ مئی ہے جیسا کہ دوسرے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے (اشرف)

مکتوب - ۳۹

(بنام سید عبد الرحمٰن صاحب)

کراچی - ۵

عزیزی و محبی شفاکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

کل سفر سے واپس آکر میں نے آپکو سرسری خط لکھدیا ہے۔ آپ کا خط نہیں ملا تھا۔ اب خط ملا۔ تو اس میں بعض باتیں جواب کے قابل تھیں۔ ان دواؤں کی تحقیق تو میں نے نہیں کی۔ لیکن سنا ہے۔ کہ دوائیں والا الکحل محض لکڑی کے برادہ سے بنتا ہے۔ اس لئے اوس کے استعمال میں حرج نہیں۔ خصوصاً جبکہ ڈاکٹروں کی تجویز میں حصول صحت کے لئے کوئی دوسری مفید دوا نہیں۔ آپ دوائیں استعمال کریں اور استغفار کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے۔ شکر آنے کا علاج پابندی سے کرائیں۔ یہاں ہوتے تو طبیب کا علاج بھی ہو سکتا۔ وہاں تو صرف ڈاکٹروں کا ہی علاج ممکن ہے

اپنی خیریت سے جلد مطلع کیجئے۔ اپنی اہلیہ سلمہا کو دعا کہیئے۔ یہاں ہر طرح خیریت ہے

والسلام

سید سلیمان ندوی

۶ر مئی ۱۹۵۲ء

مکتوب نمبر ۴۰

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

کراچی

محب عزیز عجل اللہ شفاءکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ڈاکٹروں کی تجویز محض سطحی ہوتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے تجویز کر دیا۔ کہ قارورہ میں شکر ہے۔ مگر بالکل غلط تھی۔ بہر حال شکر کے خیال کا جب تک پورا دفعیہ نہ ہو جائے۔ ادھر سے بے توجہی بھی نہ کی جائے، جس کو شکر آتی ہے۔ اس کی تین علامتیں بہت ظاہر ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے شخص کو پیاس بہت معلوم ہوتی ہے اور پانی بہت پیتا ہے۔ دوسری یہ کہ اس کو پیشاب بہت آتا ہے۔ تیسری یہ کہ اس کے پیشاب میں چیونٹیاں بہت لگتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے، تاہم آپ اس کی طرف سے بے فکر نہ ہوں۔

دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد

آپ کی سینیارٹی کی خبر سے خوشی ہوئی، شادی کے بعد آپ کی طبیعت میں جو سکون ہوا۔ اس کو ذکر خدا اور فکر آخرت میں خرچ کیجئے۔

آپ کی طرف سے ایک صاحب کھجور کا ایک بکس دے گئے یہ رمضان المبارک کا تحفہ ہوا۔ یہاں رمضان آج ۲۶ مئی سے شروع ہوا۔ تراویح گھر ہی پر باہر چبوترہ پہ ہو رہی ہے۔ اس چبوترہ پر کل رات پہلی تراویح میں تین صفیں ہو گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ پوری فرمائیں۔

سب کی طرف سے سلام و دعا، اور گھر میں بھی سب کی طرف سے سلام و دعا کہیں۔ رمضان کے مہینہ میں تلاوت کا شغل زیادہ مفید ہے۔

والسلام

سید سلیمان

یکم رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۱۴۱

(بنام سید عبدالرحمان صاحب)

کراچی۔ ۵

عزیز مکرم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ الحمدللہ تعالیٰ خیریت ہے۔ رمضان بخیریت تمام ہوا عید ۱۲ جون کو ہوئی۔ غلام محمد صاحب کے یہاں خیریت ہے۔ ان کی بچی اب اچھی ہے۔

میرا اس وقت رات کو سفر ہے۔ نتھیا گلی جانا ہے۔ وہاں (سے ؟) ایک ہفتہ قیام رہے گا۔ بنیادی حقوق کی سب کمیٹی کا جلسہ ہے۔

امید ہے کہ آپ مع اہلیہ سلمہا بخیریت ہوں گے۔ اور اپنے معمولات میں مصروف ہونگے

آپ نے بصرہ کے رمضان و تراویح کی کیفیت نہیں لکھی۔

سب کی طرف سے آپ اور آپ کی اہلیہ سلمہا سلام و دعا قبول کریں

والسلام۔ سید سلیمان ندوی

۲۸ جون ۱۹۵۲ء

مکتوب نمبر ۴۲

(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

کراچی۔

عزیزی ومحبی ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں نے بہت دنوں سے خط نہیں لکھا۔ میں ایک ماہ سے کراچی سے غائب تھا۔ راولپنڈی میں زیر علاج تھا۔ آخیر جولائی کو کراچی واپس آیا۔ بحمداللہ کہ اب اچھا ہوں۔ کچھ ضعف کی شکایت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ یہ بھی بتدریج دور ہوگا۔

آپ کا خط ملا تھا۔ خدا سے دعا ہے کہ آپ کو صحت جسمانی وروحانی حاصل ہو۔ اپنے کام میں لگے رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے خشیت ومحبت کی دوگونہ دولت طلب کیجئے۔ ایمان کی حقیقت انھیں دونوں کے بیچ میں ہے۔

ضعف کے سبب سے زیادہ نہ لکھ سکا۔ والسلام

اپنی اہلیہ کو دعا کہیئے۔

فقیر

سید سلیمان

۲۵ ؍ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۴۲

کراچی ۔ ۵

عزیز مکرم ادام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

الحمد للہ تعالیٰ کے اب میں پہلے سے بہت اچھا ہوں ۔ بالفعل تنفس کی تکلیف نہیں رہی ہے ۔ انگریزی علاج ہے ۔ نمک اور روغن کھانا بالکل منع کر دیا گیا ہے ۔ اُبلا ہوا بے نمک کا کھانا ایک ماہ سے کھا رہا ہوں ۔

آپ کا خط ملا تھا ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلوں کو حل فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اولاد سے بھی نوازیں ۔ اللّٰھم ھب لی من أزواجي وذرّیتي قرّۃَ أعیُن واجعلني للمتقینَ اماماً دعاء میں پڑھا کریں ۔

ابھی رئیس الدین صاحب بصرہ سے آپ کے پاس سے ہو کر آئے اور کھجوروں کا بکس ان کے ذریعہ سے محفوظ پہنچا ۔ شکریہ

عراق کی مذہبی حالت بہت خراب ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرے ۔ اور توفیق سعید بخشے ۔

یہ آپ کا آخری کاغذ [1] ہے ۔ اپنی اہلیہ کو سلام و دعاء کہیئے ۔ والسلام

سید سلیمان ندوی

۴ر دسمبر ۱۹۵۲ء

---

[1] : یعنی ۱۹۵۲-۵۴ مئولہ (ہوائی ڈاک کا چھپا آنے والا خط کا کاغذ) اشرف

مکتوب نمبر ۴۴

(بنام سیّد عبدالرحمن صاحب)

عزیزی و مخلصی و محبی ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔ آپ کا خط ملا۔ ایک صاحب کی معرفت کھجور کا دوسرا ڈبہ بھی بحفاظت ملا۔ شکریہ۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

غلام محمد صاحب ابھی تک اسی مکان میں ہیں۔ اور ان کے دفتر کا پتہ بھی وہی ہے گو بلڈنگ بدل گئی ہے۔ اسسٹنٹ وزارت مالیات (سی۔سی۔آئی برانچ) بلاک ۸۹ کمرہ ۱۶ کراچی۔

یہ سُن کر خوشی ہوئی کہ آپ کے چھوٹے بھائی حسن طاہر اب کمیونزم سے کسی قدر کٹ گئے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ جلد صراط مستقیم پر آجائیں، اور ان کو کامل ہدایت نصیب ہو۔

آپ دونوں زوجین میں حسن سلوک اور موافقت کی دعاء کرتا ہوں۔ مگر ایک نصیحت بھی سُن لیں کہ یہ راہ بغیر تحمل، برداشت اور ایک دوسرے کے ساتھ حدود شرع کے اندر روا داری کے بغیر طے نہیں ہوتی۔ جب ایک کو غصہ آئے تو دوسرا برداشت کرے اور خاموش ہو جائے۔ غصہ کا مقابلہ غصہ سے نہ کیا جائے۔

اپنی اہلیہ کو سلام و دعا سب کی طرف سے کہہ دیجئے۔ اور یہ خط بھی پڑھنے کو دیجئے۔ تاکہ وہ بھی بات کو سمجھیں اور عمل کریں۔ والسلام

سید سلیمان ندوی

۱۲ فروری ۱۹۵۳ء

مکتوب نمبر ۴۵

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

کراچی - ۵

حبی فی اللہ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا خط ملا۔ الحمدللہ تعالیٰ خیریت ہے۔ میں مشرقی پاکستان گیا تھا۔ اور واپسی ہندوستان ہوکر ہوئی۔ بحمداللہ کہ تمام سفر بخیر و خوبی طے ہوا

معمولات پر استقامت ضروری ہے۔ اگر کسی عذر شرعی سے ناغہ ہوجائے تو حرج نہیں۔ مگر جیسے ہی موقع ملے پھر اپنے کام میں لگ جانا چاہیئے۔

زیوروں کی زکوٰۃ کا طریقہ یہی ہے کہ پہلے کل وزن معلوم کرلیا جائے۔ اس میں سے چالیسواں حصہ نکال لیا جائے۔ اب خواہ وہی سونا یا چاندی زکوٰۃ میں دیدیجئے۔ یا اس کی بازار میں اس وقت جو قیمت ہو ادا کردیں۔ زکوٰۃ روپیہ یعنی نقد کی شکل میں ادا کریں۔ نوٹ یا چیک کی شکل میں نہیں۔

غلام محمد صاحب بخیریت ہیں۔ انہوں نے ہوائی خط کے پانچ کاغذ مجھے آپکے لئے دیئے ہیں

آپ کی اہلیہ کی صحت سے خوشی ہوئی۔ سب کی طرف سے سلام قبول فرمائیں۔

سلمان ار مئی کو امتحان کے لئے لاہور گئے ہوئے ہیں۔

مولانا تھانویؒ کی تصانیف کا مطالعہ جاری رکھیں۔ یہی ہمارے یہاں طریقۂ فیض ہے

والسلام۔ سید سلیمان

۳؍مئی ۱۹۵۳ء

مکتوب نمبر۱۶۴
(بنام سید عبدالرحمٰن صاحب)

کراچی - ۵

اخی فی اللہ زادکم اللہ تعالیٰ حباً فی اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا لفافہ ملا۔ مجھے جواب کی تاخیر سے حیرانی تھی۔ بحمداللہ کہ دور ہوگئی۔ معمولات پر استقامت اور اپنی اصلاح کی فکر میں لگے رہنا کامیابی کی بڑی دلیل ہے، مواعظ وملفوظات کے مطالعہ کی مداومت ہر مرض کے لئے اکسیر ہے۔ اور روحانی ترقی کی کامیاب تدبیر ہے۔

ہمارے یہاں خیریت ہے۔ موسم اچھا ہے۔ بدستور چبوترہ پر تراویح کا اہتمام ہے۔ ایک حافظ صاحب اچھے مل گئے۔ دو صفوں کی جماعت ہوجاتی ہے۔ بحمداللہ سلمان میاں اچھے ہیں۔ ابھی نتیجہ نہیں نکلا

آپ کے لئے دعاء کرتا ہوں، اپنی اہلیہ کو دعا کہدیں۔

والسلام

سید سلیمان

۲۰[1] رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ

---

[1]: ایرلیٹر کے کاغذ پر کراچی ۳ جون ۱۹۵۳ء اور بصرہ ۸ جون ۱۹۵۳ء کی مہر ہے

مکتوب نمبر ۷۴
(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

کراچی۔ ۵

محبی و مخلصی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

الحمد للہ تعالیٰ کے بخیریت ہوں۔ حکیم ابرار الحق صاحب صدیقی سے میں واقف نہیں ہوں۔ اور نہ اُن سے ملنا مجھے یاد آتا ہے۔ بہرحال ظاہر صورت سے انہوں نے جو قیاس کیا وہ آپ سے بیان کیا۔ میں بحمد اللہ اچھا ہوں۔

آپ کے لئے مآلاً جو بہتر اور مفید ہو وہی اختیار کیا جائے۔ میری ملاقات تو خیر عارضی رخصت پر بھی ہو سکتی ہے۔ آپ کی اہلیہ بھی اپنے عزیزوں سے ملنا چاہتی ہوگی اور ان کی یہ خواہش بجا بھی ہے۔

استقامت اور مداومت حصول مقصد کا سب سے کارگر ذریعہ ہے۔ اگر نیند کا غلبہ ہو۔ تو نوافل تہجد کی جگہ پر دن کو بعد اشراق پڑھیں، یا نماز عشاء کے بعد وتر سے پہلے پڑھ لیں۔ ذکر کا وقت دن کو کسی سکون کے وقت مقرر کر لیں۔

نور کے تصور کا استحضار نہیں ہوتا تو کوئی حرج نہیں۔ یہ مقصود خود نہیں۔ مقصود یکسوئی ہے توجہ ذکر کے وقت دراصل مذکور اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ ورنہ ذاکر یعنی قلب کی طرف ہو۔ ورنہ ذکر کی طرف ہو

سب کی طرف سے دعاء و سلام پہنچے۔ اپنی اہلیہ کو بھی دعا کہہ دیں۔

والسلام۔ سید سلیمان ندوی

۳۰ جولائی ۱۹۵۳ء

مکتوبات بنام نظام الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا ایک طویل خط مورخہ ....

وقت پر ملا تھا۔ آپ کا یہ خط مختلف اور کثیر الجہات مسائل پر مشتمل تھا۔ اس لئے چاہتا تھا کہ اس کے بہ تفصیل جواب کے لئے موقع ملے۔ بحمد اللہ تعالیٰ کہ آج اس کے لئے موقع بہم پہنچا۔ تاہم اتنے طویل خط کا جواب آسان نہیں۔ آپ نے میرے نام کے ساتھ مولانا یا قبلہ یا شریف نہیں لکھا تو اچھا کیا۔ اس کی کسی معذرت کی ضرورت نہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ میری تصانیف پر میرا سادہ نام رہتا ہے۔ مولوی تک نہیں ہوتا۔ اس سے یہ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان اداب و القاب کا میں طالب نہیں۔ علامہ لکھنا بھی میری طرف سے نہیں ہے۔ احباب یوں اپنے حُسن ظن سے لکھ دیں تو یہ اُن کی محبت کا نشان ہے۔ اب رہی مسئلہ کی حیثیت۔ تو وہ یہ ہے۔ کہ مولانا میں مولیٰ کے معنی آقا کے ہیں "نا" کے معنی ہمارے، مولانا۔" ہمارے آقا" تو اب اس لفظ کی کراہت کہ وہ غیر خدا کے لئے نہ بولا جائے۔ ظاہر ہے کہ" نا" یعنی ہمارے لگنے کی وجہ سے نہ ہوگی۔ بلکہ نفس مولیٰ کی وجہ سے ہوگی۔ خواہ وہ متکلم کی طرف مضاف ہو یا غائب کی طرف یا مخاطب کی طرف۔ یعنی مولانا

لے یہ مکتوب گرامی "ایک استفسار کے جواب میں" کے عنوان سے" ماہنامہ مستقبل" کراچی نے اپنی ماہ اکتوبر ۱۹۵۱ء کی اشاعت میں شائع کیا تھا۔ راقم نے وہیں سے نقل کر لیا ہے۔ کہ اس میں بھی بعض مسائل تصوف و سلوک کا جواب و اشارہ پایا جاتا ہے۔

(مرتب)

اگر درست نہیں۔ تو مولاہم اور مولاکم بھی درست نہ ہوگا۔ اب دیکھئے۔ کہ مولی اللہ تعالیٰ کو بھی کہا گیا ہے۔ جیسے نعم المولی و نعم النصیر، اور بندہ کے لئے بھی کہا گیا ہے۔ جیسے۔ وھو کلٌ علی مولاہ۔ باقی قبلہ تو وہ حقیقی معنی میں سمت نماز کے معنی میں بولا نہیں جاتا۔ البتہ مرکز ہدایت کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ تو مسئلہ کی رو سے تو یہ ناجائز نہیں۔ لیکن احترام کعبہ کے لئے نہ بولا جائے تو اچھا ہے۔

شریف کے لفظ کے بولنے میں جیسے مزاج شریف، بخدمت شریف لکھنے یا بولنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ شریف میں کوئی مذہبی احترام نہیں ہے۔ جیسے قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کے لئے ملکہ سبا نے کتاب کریم کہا ہے۔ بہرحال عام طور سے یہ تکلف کی باتیں ہیں۔ جس کا رواج صحابہ میں اور صدر اوّل میں نہ تھا۔ وہاں تمام تر سادگی اور بے تکلفی تھی۔ صحابہ اور آئمہ کے ناموں تک کے ساتھ 'حضرت' یا 'سیدنا' تک نہیں لکھتے تھے۔ سادہ نام لکھتے اور بولتے تھے۔ یہ تکلفات اہل عجم سے مسلمانوں میں آئے ہیں۔

آپ کی توحید کی پختگی کے خیالات سے بڑی خوشی ہوئی۔ اس اعلیٰ انگریزی تعلیم کے ساتھ یہ پاکیزہ خیالات بحد قابل قدر ہیں۔ پاکستان کی نسوانی دنیا کی بے اعتدالی اور بے پردگی پر آپ کی تنقید بالکل درست ہے۔ کاش آپ جیسے حضرات پبلک میں نکل کر باتیں کریں۔ کہ ملاؤں کے کہنے سے آپ کا کہنا زیادہ مؤثر ہے۔

مبتدعانہ تصوف پر آپ کی تنقید تماتر درست ہے۔ وحدۃ الوجود کے مسئلہ کی غلط تعبیر نے بہت سی گمراہیاں پیدا کی ہیں۔ لیکن حقیقی اور شرعی تصوف جس کا صحیح نام احسان ہے روح دین اور جان ایمان ہے۔ یہ اخلاص فی اللہ اور تزکیہ قلب اور علم حصول تقویٰ کا نام ہے

افسوس ہے کہ یہ باتیں ملاقاتوں میں طے ہو سکتی ہیں۔ خطوط میں لکھنا اور سمجھنا مشکل ہے۔

یہ کہنا صحیح ہے کہ کسی شخص کو یقینی طور سے ولی اللہ ماننا یا کہنا غلط ہے کہ اس میں غیب دانی کا دعویٰ ہے۔ لیکن کسی کے حالات اور آثار اور قرائن و اعمال سے اس کے ولی ہونے کا غلبۂ ظن درست ہے۔ اور حقیقت اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جائے۔ مولانا رومی اور مولانا جامی وغیرہ کی نسبت جو کچھ خیالات آپ نے ظاہر کئے ہیں۔ باوجود اس کے کہ میں وحدۃ الوجود کے مسئلہ کا ان کی عامیانہ تشریح میں قائل نہیں۔ تاہم ان بزرگوں کی نسبت زبان دراز کرنا ناپسند کرتا ہوں۔

مولانا رومی کی مثنوی جس مرض کی دوا ہے۔ آپ بحمداللہ اس کے مریض نہیں ہیں اس لئے اس کی قدر آپ کی نگاہ میں نہیں۔ مگر جو اس مرض کے مریض ہیں ان کے لئے وہ سراپا دین صحت و شفا ہے۔ اور تجربہ اس پر شاہد ہے۔

کرامات کا صدور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ہوا ہے۔ یہ سب بہ تبعیت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہوا ہے۔ جس طرح سے حکومت چپراسیوں اور ادنیٰ ملازموں تک کے احکام آپ مانتے ہیں۔ یا آپ احترام کرتے ہیں۔ مگر یہ ان کا شخصی نہیں بلکہ امیر وقت یا حکومت کے احترام کے تحت میں ہے۔ گو بہت سے کرامات کے قصے گھڑے ہوئے بھی ہیں۔ مگر ان کے صحیح ماننے یا نہ ماننے کو ایمان میں کوئی دخل نہیں۔ قبروں کو سجدہ کرنا، غیر خدا سے دعائیں مانگنا، اور اس قبیل کی چیزیں بے شبہ مشرکانہ رسوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

زچہ کی نماز کا جو مسئلہ آپ نے نقل کیا ہے۔ اس کی تفصیلات آپ بہشتی زیور باب حیض ونفاس میں ملاحظہ فرمائیں۔ تاہم کسی چیز کے مسئلہ پر اختلاف رائے ہو سکتا ہے۔ تقلید و عدم تقلید کے مسئلہ میں اتنا کچھ کہا جا چکا ہے کہ اس پر گفتگو مزید ضروری نہیں۔ مولانا تھانوی جیسے عالم اپنے آپ کو اجتہاد مطلق نہیں سمجھتے تھے ان کا فیصلہ اپنے باب ہمارے آپ کے فیصلے سے زیادہ صحیح ہوگا۔ کوئی عالم بغیر کتاب اللہ اور حدیث نبوی کے اسناد یا قیاس کے نہ کسی چیز کو حرام کر سکتا ہے، نہ حلال۔ اگر کوئی عالم ہو کر ایسا کرے تو اس کا علم ہی معتبر نہیں

بے شبہ واعظوں کا غیر اہم یا بیکار مضامین کا بیان کرنا تضیع وقت ہے۔ اور افسوس ہے کہ ملت میں اچھے واعظ اور خطیب کم ہیں۔ اور وہ بہت کچھ اصلاح کے محتاج ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ قوم کے عیوب اور حیات ملی کے اصل مقاصد پر خطبے ہوں۔

جن مولانا صاحب کا آپ نے تذکرہ کیا ہے۔ ان کے خیالات کی نسبت کچھ کہنا اس لئے بے سود ہے۔ کہ وہ اس طبقہ کی نمائندگی کرتے ہیں، جن کے خیالات معلوم ہیں لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان کا یہ فعل یا قول ان کے طبقے میں بھی درست ہے۔ یا نہیں۔ یہ 'یوم' کی ہوا جو قوم میں چلی ہے۔ مجھے بھی پسند نہیں۔ یہ غیروں کی نقالی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ریڈیو والوں نے اپنے دن کاٹنے کے لئے یہ طریقے ایجاد کئے ہیں۔

عامہ افراد ملت خواہ وہ لیڈر ہوں یا وزیر ہوں یا سفیر ہوں۔ اسلامی تعلیم و تربیت سے کلیتہً محروم ہیں۔ عام امت جہل کے سبب سے اور تعلیم یافتہ گروہ خالص

دنیوی مدنی تعلیم پاکر دین سے بے بہرہ ہے۔ جب تک ہماری تعلیمی درسگاہوں میں صحیح انقلاب نہ ہوگا۔ ملت کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ ضرورت ہے۔ کہ یہ آواز نئی جماعت کے سمجھدار طبقہ کی طرف سے بلند ہو کر ملاؤں کی باتیں تو توجہ کے قابل نہیں رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ جیسے لوگوں کو توفیق ہمت اور عزیمت دے۔ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوگی۔ تاکہ دوسرے امور پر بھی گفتگو ہوسکے۔ اور افراط و تفریط سے ہٹ کر صراط مستقیم اختیار کیا جاسکے۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

استفسار

صاحب الفضل والکرم بسلام مسنون

نیاز مند نے اس سال حج بیت اللہ کا ارادہ کیا ہے۔ دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماویں۔ خلاصہ عرض ہے۔ کہ میرے شہر میں ایک آدمی ہیں۔ وہ فرمارہے ہیں کہ۔ مکتوب امام ربانی علیہ الرحمۃ دوصد و نہم میر محمد نعمان بدخشی عبارۃ کہ در رسالہ مبدأ و معاد واقع شدہ کہ

بعد از یک ہزار و چند سال از زمان آن سرور کائنات زمانے می آید کہ حقیقت محمدی از مقام خود عروج فرماید و بمقام حقیقت کعبہ متحد گردد، این زمانہ حقیقت محمدی حقیقت احمدی تام باید و مظہر ذات احد جل سلطانہ گردد و بہر دو اسم مبارک ہمسی متحقق شود و مقام سابق از حقیقت محمدی خالی ماند تا زینکہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلواۃ والسلام نزول فرماید و عمل بشریعت محمدی نماید علیہا الصلوت والتحیات...... وآنوقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج فرمودہ بمقام حقیقت محمدی کہ خالی ماندہ بود استقرار کند"

مکتوب سنایا اور فرمایا۔ کہ اس وقت حقیقت محمدی روضہ اقدس میں موجود نہیں۔ اور حقیقت محمدی اور حقیقت کعبہ دونوں مظہر ذاتِ احد جل سلطانہ " احمد زماں لواری والا" ضلع حیدر آباد سندھ میں موجود ہے۔ احمد زمان لواری والہ نے تقریباً دس سال پہلے

مظہریت کا دعویٰ کیا تھا۔ اب اس کی (کا) مزار لواری شہر ضلع حیدرآباد میں ہے۔

صاحب مذکور فرما رہا ہے۔ کہ اس وقت نہ حج ہے۔ نہ روزہ نہ زکوٰۃ وغیرہ میدان بالکل خالی ہے۔ جب تک حقیقت عیسوی نزول فرمائیے گی۔ حقیقت عروج کرنے کا دلیل یہ ہے۔ کہ اب ساری دنیا میں شریعت کا کما حقہ نشانیاں نہیں۔ نہ اس کی پابندی نہ اس کا وقار نہ روضہ اقدس کی حرمت ہے۔ نہ کوئی فیض و کرامات کا نشان وہ سب عنقا ہے۔

اگر روضہ اقدس میں کوئی حقیقت موجود ہو۔ تو اپنی شریعت کا ضرور کچھ نہ کچھ احساس ہو۔

حضرت براہ نوازش مذکورہ عبارت مفصل اور واضح طور حل لکھ کر روانہ کریں تاکہ سوال جواب وغیرہ میں جرأت ہو۔ نیازمند نے پہلے بھی سندھی مولویوں کو درخواست کی ہے۔ لیکن تاحال کوئی خاطر خواہ جواب روانہ نہ کیا ہے۔ اب آپ بزرگوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ براہِ نوازش ہمیں جلد مطلع فرماویں۔ فقط والسلام

نیازکیش نظام الدین

بمقام ڈیرہ ڈاکخانہ خیرپور۔ ناتھو شاہ

دادو سندھ

(بنام جناب نظام الدین صاحب ڈیرہ ڈاکخانہ خیرپور سندھ)

الجواب[1]

محترم و مکرم۔ زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

آپ کا خط سے معلوم کر کے کہ آپ نے حج کا ارادہ فرمایا ہے۔ خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حج کے برکات و ثمرات سے متمتع فرمائے اور قبول فرمائے۔

آپ کے اس خط میں درحقیقت دو سوال ہیں۔ ایک تو شخص مذکور کے خیالات کی نسبت جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوب دوصد و نہم کی بنیاد پر اوس نے قائم کئے ہیں۔ دوسرا یہ کہ مکتوب مذکور کا صحیح مطلب کیا ہے۔

امر اوّل یعنی شخص مذکور کے ہفوات تو وہ تمام تر ضلالت اور کفر کی باتیں ہیں ان سے ہر مسلمان کو توبہ کرنا چاہیئے۔ اس کے ان باطل خیالات کو حضرت امام ربانی کے مکتوب مذکور سے اصلاً تعلق نہیں ہے۔

احمد زمان لواری جو تیرہ سو برس کے بعد ظاہر ہو کر مدعی مظہریت الٰہی کا ہوا ہے

---

[1] یہ گرامی نامہ مع مکتوب الیہ کے استفسار خط کے ماہنامہ مستقبل کراچی کی ماہ اکتوبر ۱۹۵۱ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔

وہ مفتری اور دروغ گو ہے۔ اُس کا قول مستلزم کفر ہے۔ وہ امام ربانی کے قول کو بالکل نہیں سمجھا ہے۔ اور اس کی بنیاد پر جو دعویٰ اس نے کیا ہے۔ وہ تمام تر باطل ہے۔

امام ربانی نے جس چیز کی نسبت کلام کیا ہے۔ اس کے ظہور کا زمانہ اس کے ایک ہزار اور چند سال بتایا ہے۔ نہ کہ ایک ہزار تین سو، ہزار اور چند سال خود حضرت امام ربانی کا زمانہ ہے۔ نہ کہ ان سے بھی تین سو برس کے بعد، اس لئے احمد لواری کا امام ربانی کے کلام کا خود مصداق جاننا لغو ہے۔ بلکہ اس کے مصداق خود امام ربانی ہیں۔ جس کی تصریح خود اسی مکتوب میں موجود ہے، اسی طرح عروج کے معنیٰ معدوم ہوجانا سمجھنا جہالت ہی جہالت ہے۔ عروج کے معنی ارتقاء اور بلندی کی طرف جانے کے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے

وَمَا ینزل مِن السماءِ وَمَا یعرجُ فیھا۔

جو آسمان سے نزول کرتا ہے اور جو آسمان کو عروج کرتا ہے

حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے موقع پر ہے

عرج بی الی السماء : مجھے آسمان کی طرف اوپر چڑھایا گیا۔

اِسی طرح حضرات صوفیہ نے عروج و نزول کی اصطلاحیں بنائی ہیں۔

امام ربانی کے اس مکتوب پر بنیاد رکھ کر شخص مذکور کا یہ کہنا کہ اسوقت نہ حج ہے، نہ روزہ ہے۔ نہ زکوٰۃ۔ قول باطل ہے۔ احکام قرآنی کو کوئی کتنا ہی بڑا ولی ہو نسخ نہیں کر سکتا۔ نہ اولیاء کے کشف و الہام سے انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے احکام منسوخ ہو سکتے ہیں۔ ایسے کشف و الہام جو وحی نبوت

کے خلاف ہوں۔ باطل اور وسوسہ شیطانی ہیں

شخص مذکورہ کو چاہیئے کہ وہ اپنے اس عقیدہ باطل سے توبہ کرے اور پھر سے کلمہ اسلام پڑھ کر دوبارہ مسلمان ہو۔

امام ربانی نے ایک بات اصول کے طور پر خود فرمادی ہے کہ ذاتی علوم و معارف بلکہ کشوف و الہامات جب ہی قابل تسلیم ہوتے ہیں۔ جب وہ کتاب و سنت اور عقائد حقہ کے مطابق ہوں۔ ورنہ وہ قابل رد ہیں۔ اور یہ وہ حقیقت ہے۔ جس کو امام ربانی نے مکتوبات شریف میں جابجا لکھا ہے۔ چنانچہ اسی مکتوب دوصد و نہم کے آخر میں فرماتے ہیں۔

" انبیاء الوالعزم کے ایک دوسرے سے افضل ہونے کے بارہ میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ چونکہ کشف و الہام پر مبنی ہے۔ جو ظنی ہیں۔ اس لئے اوس کے لکھنے اور حقیقت میں تقریر کرنے سے توبہ کرنا ہے۔ کیونکہ قطعی دلیل کے سوا اس میں گفتگو کرنا جائز نہیں۔"

اس سے معلوم ہوا۔ کہ صرف کشف و الہام سے قطعیات کے بغیر گفتگو کرنا توبہ کے قابل ہے اسی حقیقت کو مکتوب چہل و یکم میں ظاہر فرماتے ہیں۔

" فرق درمیان علم کہ بطریق وحی است و علم ولی کہ بطریق الہام است این است کہ در وحی قطع و یقین است و در الہام ظن و تخمین۔ چراکہ وحی بواسطۂ ملک است و ملائکہ معصوم اند از خطا و الہام اگرچہ محل عالی دارد و آن قلب است کہ از عالم امر است، اما قلب را با عقل و نفس نحوے از تعلق متحقق است، پس خطارا درون موطن مجال پیدا شد "

اِس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ اولیاء کے الہامات ممکن الخطاء ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی وحی خطا سے خالی ہے۔ اس لئے ممکن الخطاء الہام سے ناممکن

الخطاء وحی منسوخ نہیں ہو سکتی بلکہ امام ربانی کا قول ہے۔ کہ الہام کی صحت کا معیار یہ ہے۔ کہ وہ علمائے اہل سنت کے قول کے مطابق ہو۔ اور اگر ذرا بھی اس سے مخالف ہو تو وہ دائرہ صواب سے خارج ہے۔ مکتوب صد و دوازدہ[۱۱۲] میں فرماتے ہیں

" مصداق صحتِ کشف و الہام مطابقت با علمائے اہل السنتہ و اگر سر مو مخالفت امت از دائرہ صواب بیرون است ھذا هو العلم الصحیح والحق الصریح فما ذا بعد الحق الا الضلال "

جو لوگ صوفی بن کر اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ جن سے نماز، روزہ وغیرہ عبادات کا مقصود نہ ہونا ثابت ہو وہ گمراہ ہیں۔ چنانچہ مکتوب چہل و سوم میں فرماتے ہیں۔

" اکثر ابنائے ایں زمان بعضے بہ تقلید و بعضے بمجرد علم و بعض دیگر بعلم ممتزج بذوق و بعضے با لحاد و زندقہ دست بدامن توحید وجودی زدہ اند و ہمہ را از حق میدانند و گردنہائے خود را از ربقہ تکلیف شرعی بایں حیلہ می کشانید، و مداہنات در احکام شرعیہ می نمایند و بایں معاملہ خوش وقت و خورسندی شوند، وانیاں اوامر شرعیہ را اگر اعتراف دارند طفیلی می دانند و مقصود اصلی ورائے شریعت خیال می کنند حاشا و کلا نعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد السوء "

مکتوب، صد ملا حسن کشمیری کے جواب میں جنہوں نے لکھا تھا کہ شیخ کبیر یمنی ایک بزرگ کا قول ہے۔ کہ حق تعالیٰ جزئیات کا علم نہیں رکھتے فرماتے ہیں :

"مخدوما! فقیر را تاب استماع امثال این سخنان اصلا نیست، بے اختیار رگ فاروقیم در حرکت می آید و فرصت تاویل و توجیہ آن نمی دہد قائل این شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی، کلام محمد عربی علیہ و آلہ الصلوۃ والسلام درکار است نہ کلام محی الدین عربی و صدر الدین قونوی مارا بانص کار است نہ بافص، فتوحات مدنیہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ ست"

پس جس پیمانہ سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃً نے دوسرے اولیاء اور بزرگوں کے اقوال اور ان کے الہامات اور کشوف کو ناپا ہے۔ اوسی پیمانہ سے حضرت کے اقوال و الہامات و کشوف کو بھی ناپا جائے گا۔ اور اس لئے حضرت امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کشف و الہام یا ذوق و وجدان ہرگز ظاہر شریعت کے خلاف تسلیم نہیں ہوسکتا ہے۔ اور نہ اس کا ایسا مطلب لیا جاسکتا ہے۔ جو تمامتر خلاف شرع ہو۔ اس بنا پر ہر شخص مذکور کا قول تمام تر ملحدانہ اور زندیقانہ ہے۔ اور حضرت امام ربانی کا قول کا جو مطلب سمجھا ہے وہ حضرت امام ربانی پر اختراع و بہتان ہے۔

اب رہ گیا امر دوم کہ حضرت امام ربانی کی اس عبارت کا مطلب کیا ہے تو حضرت ممدوح نے اس مکتوب ۲۰۹ کے اندر اس عبارت کی خود تشریح فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرات صوفیہ کے نزدیک یہ عالم امکان تمام تر اسماء و صفات الٰہی کا مظہر ہے۔ اور ہر اسم الٰہی کا جو شئی مظہر ہے۔ اس شئے کی حقیقت وہی اسم الٰہی ہے۔ اس بنا پر حقیقت محمدیہ   تعلیم ہے۔ اور حقیقت احمدیہ

اس معنیٰ سے کنایہ ہے۔ جو اس شان کا مبداء ہے۔ اور حقیقت کعبہ بھی اس معنی سے مراد ہے؟ یہ حضرت کے اصل الفاظ کا ترجمہ ہے۔ اس مکتوب کے آخر میں حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ حدیث مجددیت سے ظاہر ہے۔ کہ ہر سو برس کے بعد ایک مجدد کا ظہور ہوتا ہے۔ جو بدعات کو مٹا کر سنت کو قائم کرتا ہے۔ لیکن ہزار برس بعد جو مجدد پیدا ہوگا اسکی شان تجدید صدی کے مجدد سے ہر چیز میں بڑھ کر ہوگی۔ مقصود یہ ہے کہ ایک ہزار اور چند سال کے بعد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کا ظہور ہوا ہے۔ نام نامی ان کا احمد تھا۔ امام ممدوح نے اس وقت جب کہ سلاطین و امراء کی ضلالت کے سبب سے دین اسلام مسخ ہو رہا تھا اپنی تجدید سے شریعت محمدیہ کو دوبارہ رونق بخشی، اور شریعت محمدیہ طریقت احمدیہ سے متحد ہو گئی، طریقت احمدیہ نے اس چیز کو ظاہر و واضح کیا۔ جو شریعت محمدیہ میں تھی۔ اور مدعی صوفیہ کے طریقے مٹ کر احمدی طریق سلوک جاری ہوا۔ جو شریعت محمدیہ کے ساتھ عین متحد ہے اور شریعت و طریقت میں کوئی فرق نہیں رہا۔ شریعت عین طریقت ہے اور طریقت عین شریعت ہے۔ اور محمدیت و احمدیت کا یہ تجدیدی اتحاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک قائم رہے گا۔ جو خود شریعت محمدیہ کے تابع ہوں گے۔ غور فرمائیے کہ امام ربانی کے قول کی جو تشریح شخص مذکور نے آپ کے سامنے کی ہے وہ کس درجہ غلط اور مسخ ہے۔ حقیقت احمدیہ حقیقت محمدیہ کی اقامت کیلئے ہے نہ کہ اسکے نسخ و ابطال کیلئے۔ ایسی ہی غلط تاویلات ہیں جس نے قادیانیت کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ امت کو ضلالت سے محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم بالصواب والسلام۔ سید سلیمان ندوی۔

تلخیص مکاتیب

بنام جنابہ عظمت خاتون صاحبہ

مکتوب ۔ ۱

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیزہ سلمہا اللہ تعالیٰ ووفقہا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشدہ :۔ موصوفہ نے ایک طویل خط میں اپنے حالات اور بکثرت دینی کتابوں کا ذکر لکھنے کے بعد لکھا تھا کہ حضور کے حکم و ہدایت (بذریعہ سیّد محی الدین صاحب) کے بعد اب توجو کچھ ہے، بہشتی زیور ہی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ <u>عورتوں کا سلوک</u> تم نے جو کچھ لکھا ہے۔ اوس کو پڑھ کر خوشی ہوئی، اگر بہشتی زیور کوئی عورت صحیح طور سے سمجھ کر پڑھ لے، اور اوس کے مطابق زندگی بسر کرے، تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ اللہ تعالیٰ کی پیاری بن جائیگی، اپنے عقیدوں کو اس کتاب کے مطابق صحیح کرنے اور قلب کی صفائی اس کے مطابق کرکے اعمال کو درست کرے تو انشاء اللہ بہشت کے دروازے اس کیلئے کھل جائیں گے۔

مطالعہ بہشتی زیور برائے اصلاح و عمل

تم نے یہ کتاب چھوٹی عمر میں پڑھی ہو گی۔ اب اصلاح او عمل کی نیت سے اسکو پڑھو، تو اور ہی کیفیت حاصل ہو گی۔

مسترشدہ :۔ دولہا بھائی کی زندگی میں یکایک انقلاب آیا ..... اور گھر میں لوگوں کی تربیت اور اصلاح کا کام شروع کیا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ تلقین شکر | تمہارے دولہا بھائی کو اللہ تعالیٰ نے جو توفیق بخشی وہ اللہ تعالیٰ کی ان پر بڑی نعمت ہے، اوس کی وہ قدر کریں اور استواری سے اس پر قائم رہیں۔

مسترشدہ :۔ درخواست کرتی ہوں کہ حضور اس گنہگار کی بیعت فرمالیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بیعت | بیعت آئندہ حالات کے جاننے پر منحصر ہے ابھی انتظار کرو۔ خدا کرے کہ وہ وقت جلد آئے۔ اس کی فکر نہ کرو۔ اپنے کام میں لگی رہو، اصل مقصود کام ہے، بیعت اصل مقصود نہیں۔

مسترشدہ :۔ پکا ارادہ اور عزم صمیم کر لیا ہے کہ دین پر ثابت قدم رہوں گی، اور کوئی کام اور کوئی قدم انشاء اللہ تعالیٰ دین کے خلاف نہ ہوگا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ دعائے استقامت | اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر قائم کرے

مسترشدہ :۔ میرے معمولات وہی تھے، جو میری خالاؤں جنابہ سعیدہ خاتون اور کلثوم النساء صاحبہ کے بیعت سے پہلے تھے، اب میں نے بھی ان تمام اوراد و اذکار دعائے گنج العرش وغیرہ چھوڑ کر وہی معمولات اختیار کر لئے ہیں، جس کی ہدایت حضور نے دولہا بھائی کے خط میں کی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- غیر مسنون اوراد | ہاں دعائے گنج العرش وغیرہ چھوڑ دیجئے۔

مسترشدہ :- قضا نمازوں اور روزوں کی ادائیگی شروع کر دی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- تلاوت۔ مناجات مقبول | قضا نمازیں اور روزے اگر باقی ہوں تو ادا کیجئے، تاکہ آئندہ کی راہ صاف ہو، قرآن پاک کی تلاوت اور مناجات مقبول روزانہ پڑھیں۔

دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فلاح و صلاح دارین عطا فرمائیں۔

مکتوب - ۲ (بنام عظمت خاتون صاحبہ)

حضرۃ الشیخؒ :- عزیزہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشدہ :- حضرت والا کے خط پانے سے انتہائی خوشی ہوئی۔ لیکن جب حضرت کے اس جملہ پر پہنچی کہ "بیعت آئندہ حالات کے جاننے پر منحصر ہے، تو آنکھوں کے سامنے مایوسی اور بدبختی کا تاریک پردہ حائل ہو گیا، اپنی بدنصیبی پہ روئی کہ حضرت نے مجھے بیعت کے لائق نہیں سمجھا اس لئے کہ میں گناہوں سے لدی ہوئی ہوں!

حضرت الشیخؒ :- بیعت لڑکی | اس میں مایوسی اور ناامیدی کی کوئی بات نہیں، نہ اسکو بدبختی سمجھیں۔ بات یہ ہے کہ جب تک لڑکی کا نکاح نہیں ہو جاتا، اوسکی زندگی پوری نہیں ہوتی، معلوم نہیں اوس کا آئندہ

شریک حیات کون ہوگا۔ اور کیسا ہوگا۔ اس لئے مصلحت کا تقاضا یہ ہے، کہ اوس کا لحاظ کیا جائے، باقی آپ کی تعلیم جاری رہے گی۔ آپ اپنے معمولات لکھ کر بھیجیں۔

مسترشدہ :۔ ہم لوگوں نے اپنی پوری زندگی کو دینی بنالیا ہے۔ ہر وہ کام جس سے اللہ کی ناراضی ہوتی ہے اس سے بچتی ہوں، بہشتی زیور کا مطالعہ بغور کرچکی ہوں، اور بغرض اصلاح وعمل اب بھی کرتی ہوں، وعدہ کرتی ہوں کہ اپنی زندگی کے ہر ہر شعبہ کو اللہ اور اس کے رسول کے بتائے اسوۂ پر گذاروں گی۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ دعائے توفیق | یہ سب حالات اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشیں۔

مکتوب ۳۰ (بنام عظمت خاتون صاحبہ)

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیزہ سلمہا اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسترشدہ :۔ اپنے معمولات لکھتی ہوں، تقریباً تین برسوں سے نماز پنجگانہ کی شدت سے پابند ہوں۔ تقریباً ڈھائی برس سے تہجد کی پابند ہوں، تہجد کے لئے کبھی ۳ بجے کبھی ۴ بجے اٹھتی ہوں، ۱۲ تسبیح پڑھتی ہوں۔ اگر وقت ملا فجر کی نماز سے پہلے بھی قرآن مجید پڑھتی ہوں، فجر کی نماز کے بعد نصف پارہ قرآن پاک ترتیب

سے پڑھتی ہوں، اس کے بعد مناجات مقبول کی ایک منزل پڑھتی ہوں، اس کے بعد اشراق کی نماز پڑھتی ہوں، چاشت بھی پڑھتی ہوں، پھر خانہ داری کے کاموں میں لگی رہتی ہوں، ظہر کی نماز پڑھتی ہوں حسب موقع بہشتی زیور کا مطالعہ کرتی ہوں، اور کوشش جاری ہے کہ اسی کے مطابق اپنی زندگی گذاروں.... اس کے بعد عصر کی نماز پڑھتی ہوں، عصر اور فجر کی نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھتی ہوں. مغرب کی نماز کے بعد آوابین پر اکتفا کرتی ہوں بقیہ چار نماز کے اختتام پر ۱۰۰ مرتبہ سبحان اللہ۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ **استقامت** آپ کے حالات معلوم کرکے خوشی ہوئی۔ آپ کے معمولات ٹھیک ہیں، اسی پر قائم رہیئے، استقامت اصل میں بڑی چیز ہے۔ اسکی دعاء مانگئے، کہ اسی پر حسن خاتمہ ہو۔

سید سلیمان

(تلخیص مکاتیب بنام کلثوم النساء صاحبہ)

مکتوب۔ ۱

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیزہ مکرمہ وفقکم اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسترشدہ :۔ آپ کی لونڈی ہجرت کرکے کراچی چلی آئی ہے. وہاں معاش کی کوئی سبیل بظاہر نہ تھی، میں بیوہ ہوں، چند بچے بچیاں یتیم ہیں، جنکی خوراک

و پوشاک کا بار مجھ بیکس پر ہے۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ مولوی محی الدین صاحب کے خط سے آپ کے قصد کراچی کی اطلاع ملی تھی، یہاں آنا مبارک ہو، اور یہاں اللہ تعالیٰ آپ کے لئے سکون قلب اور رزق حلال کا سامان فرمائیں۔

مسترشدہ:۔ میں مڈل ٹریننگ پاس ہوں، یہاں میں اپنے حقیقی بھائی کے ساتھ ٹھہری ہوں، یہاں ایک بس میرے بھائی چلاتے ہیں، اس میں میرا کچھ حصہ ہے۔ یہ اُمید لے کر آئی ہوں، کہ منافع اتنا ہو جائیگا کہ بسر اوقات ہو جائے گی، مگر اب تک بظاہر نفع گویا ہے ہی نہیں۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ رزق حلال | یہاں زنانہ اسکول اور مدرسے ہیں، شاید کوئی جگہ مل جائے۔ بس کا کاروبار تو یہاں چلتا ہوا ہے، پھر نفع نہ ہونے کی وجہ معلوم نہیں، شاید انتظام و نگرانی اچھی نہ ہو۔

مسترشدہ:۔ اللہ تعالیٰ رزق کا سامان فرمادیں گے۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مسترشدہ:۔ اب میں چاہتی ہوں کہ حضور اقدس اجازت مرحمت فرمائیں کہ یہ لونڈی ایک آدھ گھنٹے کے لئے حضور اقدس کے در پر حاضری دے سکے، مقصد بجز اس کے کچھ نہیں کہ حضور کے پُر انوار قیام گاہ کی زیارت ہو جائے، اور شرف سے مستفیض ہو سکوں۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ ہمارے یہاں آج کل کچھ مہمان ٹھہرے ہیں جو ۲۲ دسمبر کو جانے والے ہیں۔ آپ ۲۳ کے بعد تشریف لائیں، جہانگیر روڈ

پر ہندوستان ہائی کمشنر کا دفتر ہے اسی کے مقابل گلی ہے، جس کا نام چمن اسٹریٹ ہے، اس گلی میں چوتھا مکان ہے، مکان پر سید ابو عاصم اڈوکیٹ کی تختی لگی ہوئی ہے۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

۱۷ر جنوری ۱۹۵۳ء

مکتوب - ۲

(بنام کلثوم بی صاحبہ)

جنابہ کلثوم بی صاحبہ

اشتیاق اطلاع احوال مریدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدت کے بعد آپ نے یاد کیا آپ کا خیال بار بار آتا رہا۔ کہ معلوم نہیں آپ کا کیا ہوا اور کوئی جگہ آپ کو ملی یا نہیں ؟

شفقت شیخ میں ادھر چند ماہ سے بیمار تھا، اور اب بھی ہوں۔ امید ہے، کہ اب صحت شروع ہو رہی ہے اب جب چاہیں صبح ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک آسکتی ہیں۔

والسلام

سید سلیمان ندوی۔ ۱۷ر نومبر ۱۹۵۳ء

مکتوب نمبر 1

نبام سید علی احمد صاحب سابق صدر آزاد کشمیر

مورخہ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ

عزت مآب نصرکم اللہ تعالیٰ

والا نامہ، افتخار کا باعث ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔

اس سے پہلے ایک رسالہ بھی انگریزی میں موصول ہوا تھا۔ جس سے آپکی مذہبی دلچسپی اور قرآنی اطلاع کا حال معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ یہی وہ کمی ہے جس سے ہمارے اکثر ارباب اقتدار محروم ہیں ....

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء .....

نتھیا گلی جانے کی خبر قبل از وقت تھی۔ اب دستور ساز کمیٹی کا اجلاس ۱۶ جولائی کو کراچی ہی میں منعقد ہو گا۔ البتہ پنجاب یونیورسٹی کمیشن کا اجلاس ۱۱ جولائی سے تک مری میں ہو گا۔ میرا قیام وہاں ۱۴ تک رہے گا مجھے معلوم نہیں کہ مظفر آباد وہاں سے کتنی دور ہے۔ اگر یہ ممکن ہو تو میں راولپنڈی وقت سے پہلے پہنچ جاؤں، تا کہ مظفر آباد کے لئے موقع مل سکے

والسلام

دعاگو فقیر الی اللہ تعالیٰ

سید سلیمان ندوی

مکتوب نمبر ۲
بنام جناب سید علی احمد شاہ صاحب سابق صدر آزاد کشمیر

مورخہ ۳ ر اگست ۱۹۵۱ء

ڈار منزل۔ چمن اسٹریٹ
کراچی۔ ۵

محترم و مکرم جناب سید علی احمد شاہ صاحب صدر حکومت آزاد کشمیر
دام فضلکم نصرکم اللہ وایدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں اپنی علالت، ہاتھ میں درد کے سبب سے اس زمانہ میں سفر نہ کر سکا۔ آپ کے عنایت نامہ کے لئے آپ کا سراپا سپاس گذار ہوں۔ اب ۸ - ۱۱ اگست ۱۹۵۱ء کو مجھے مری میں بسلسلہ تاسیس دار العلوم حاضر ہونا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے وقت مل سکے گا کہ مظفر آباد حاضر ہوسکوں۔ حضرت میر واعظ صاحب اور چوہدری غلام عباس صاحب کا شکریہ کہ اس ناچیز کو یاد فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں

والسلام
سید سلیمان ندوی۔

مکتوب بنام میاں جی عادل صاحب

کراچی نمبر ۵ - ۱۴ جنوری ۱۹۵۲ء

بخدمت مکرمی جناب میانجی عادل صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - آپ لوگوں کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے رفقاء کو اتباع مرضیات کی توفیق عنایت فرمائیں اور بخیریت منزل مقصود تک پہنچائیں آپ لوگ اس وقت بفضلہ تعالیٰ ایک بڑے مقصد کے لئے سفر کر رہے ہیں۔ اس راستہ کا توشہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک اور مسلمانوں پر شفقت۔ آپ لوگ اس وقت اسلام کے پیغامبر اور قاصد اور اللہ تعالیٰ کے حامی ہو کر نکلے ہیں سلامتی اور محبت کے یہ پیغام مسلمانوں میں پھیلاتے ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام سے مسلمانوں کا دل بڑھاتے اپنے راستہ کو طے کریں ذکر و شکر الٰہی ہر وقت جاری رہے۔ میری اور سب کی طرف سے سب کو سلام مسنون پہنچائیں۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

لے یہ مکتوب گرامی حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ نے میاں جی عادل صاحب کو جو اس پیدل حج والی پیدل جماعت کے امیر تھے۔ جو حضرات تبلیغ بسلسلہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی سے پیدل حج کے لئے راستہ میں تبلیغ کرتے ہوئے روانہ کی تھی۔ میں نے خط روانگی سے پیشتر لے کر نقل کر لیا تھا۔ (محمد اشرف)

مکتوب نمبر ۱

(بنام صوفی محمد ادریس صاحب)

مکرمی صوفی صاحب۔ ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

میں ۲ نومبر کو لاہور سے واپس آیا۔ آپکی خیریت کی فکر مجھے تھی۔ بارے آپکے خط سے آپ کا حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ صحت ظاہر و باطن عطا فرمائیں۔

میرے مرض تنفس میں علاج سے بحمد اللہ تخفیف ہے۔ ملتان کے اجتماع میں شرکت اپنی علالت کے سبب سے شاید نہ ملے

گھر میں خیریت ہے۔ سب کی طرف سے سلام لیجئے۔

لاہور میں قاری مدرار اللہ صاحب نے میری بڑی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیں۔

والسلام

سید سلیمان

۱۷ نومبر ۱۹۵۲ء

(مکتوب نمبر ۲ بنام صوفی محمد ادریس)

کراچی۔ ۵

محب مکرم جناب صوفی صاحب زادکم اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

بحمد اللہ کہ میں ان دنوں بخیریت ہوں۔ اور سانس کی تکلیف نہیں ہے۔ لیکن اسکے لئے مجاہدہ بھی سخت کرنا پڑتا ہے۔ یعنی بغیر نمک اور روغن کا اُبلا ہوا کھانا، مگر صحت کے حصول کے لئے یہ کر رہا ہوں۔ اور اس سے بفضلہ تعالیٰ فائدہ ہے۔

آپ کے احوال۔ ماشاء اللہ بہت اچھے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔ آپ جو کچھ کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ نفع روزی کریں ڈاکٹر صاحب[1] کبھی کبھی آتے رہتے ہیں۔ بخیریت ہیں؟ اور آپ کی صحت اب کیسی ہے۔ عزیزاں عاصم وسلمان کی طرف سے سلام قبول کیجئے۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

۳ رجنوری ۱۹۵۳ء

[1] ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب

خطوط بنام ملپا علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب نمبر ۱

ملپا علی
بسین ضلع تھانہ
۲۸ جنوری ۱۹۴۵ء

بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دامت فیضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

خادم سیہ کار مدت سے آنجناب کی خدمتِ اقدس میں حاضری کا ارادہ رکھتا ہے۔ مگر دنیاوی الجھنوں اور ناگفتہ بہ حالات نے موقع نہیں دیا نہ معلوم آجکل میری طبیعت حضرتِ والا کی طرف مائل کیوں ہوگئی ہے فطری طور پر جنابِ والا سے مجھے انس یا یوں کہیئے عشق ہوگیا ہے دل بار بار یہ کہتا ہے کہ جنابِ والا کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر فیضِ باطن سے سرفراز ہو جا۔ مگر دنیاوی چیزیں بیچ میں حائل ہیں۔

بذریعہ اخبارات یہ معلوم کرکے نہایت خوشی ہوئی کہ قبلہ بمبئی میں جمعیۃ العلماء کے اجلاس کیلئے تشریف فرما ہیں۔ بندہ، نامہ سیہ، مارے خوشی کے کہ اب قسمت کی یاوری ہے ہر چند کوشش کرکے بمبئی گیا اور سیدھا خلافت آفس میں بمشکل پہنچا، مگر ہوا کہ آنجناب "اندھیری" گئے ہوئے ہیں۔ دوبارہ خلافت آفس کا چکر لگایا۔ جواب وہی ملا جو پہلے تھا۔

مجھے مایوس ہونا پڑا اور آخر کار مولینا محمد طیب صاحب مدظلہ العالی کی وعظ جو بابو حجام محلے میں ہوتی، سُنکر لوٹنا پڑا۔ مگر دل میں کشش جناب والا کی طرف لگی رہی۔ کاش ایک مرتبہ آنجناب سے ملتا اور اپنی مردہ زندگی میں تازہ روح پھونکتا!!

حضرۃ الشیخؒ: از ہیچمدان سلیمان

بہ برادر دینی ملیا علی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا خط پاکر خوشی ہوئی۔ حضرت مولانا عیسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا متعلق ہونا سُن کر اور خوشی ہوئی۔ یہ خاکسار اُن کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شریک تھا۔ اور باوجود میری نااہلی کے اُن کو میرے ساتھ شفقت تھی۔

حضرت حاجی حقدار خان صاحب بڑے بزرگ ہیں۔ ان کی واپسی کا حال مجھے بھی معلوم نہیں۔ اس ناچیز کے ساتھ آپ کی غائبانہ محبت مجھ پر اللہ تعالیٰ کے افضال میں سے ایک ہے جو میری بے استحقاقی کے باوجود (الغیر) دوستوں کو میری طرف محض اپنے فضل و کرم سے متوجہ فرماتے ہیں۔

آپ نے تکلیف بھی اٹھائی لیکن میری آپ سے ملاقات نہ ہو سکی میں پنجم فروری کی رات کو جاؤں گا۔ موقع ملے تو مل سکتے ہیں۔ میں اندھیری میں پروفیسر نجیب صاحب ندوی کے بنگلہ میں ہوں۔

مسترشد: میں ایک نوجوان یتیم لڑکا ہوں، اللہ کے فضل و کرم سے اہل اللہ سے خاص دلی تعلق ہے اور خدا سے یہی تمنا ہے کہ اپنے فضل و کرم

سے مجھے بھی اپنے مقبول اور محبوب بندوں میں سے بنائیے۔

حضرۃ الشیخ :۔ اللہ تعالیٰ سے بہ دل دعا ہے کہ آپ کو صلاح وتقویٰ سے آراستہ فرمائیں اور اپنا محبوب ومقبول بنائیں۔

مسترشد :۔ صدق میں بارہا آپ کے مضمون پڑھتا ہوں، علاوہ جب کلکتے میں تھا۔ معارف کا تو باقاعدہ مطالعہ کیا کرتا تھا۔ مگر دلی لگاؤ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اب نہ معلوم کیوں اچانک آنجناب سے دلی لگاؤ پیدا ہو گیا ہے۔

اور اسی اضطراب کی حالت میں حضرت والا کو خط لکھ رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حضرت والا اس یتیم اور سیہ کار کی حالت پر ترس کھاکر اپنی زرین ہدایات سے خادم کو مطمئن فرمائیں گے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کا قانونی نسخہ ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگا رہے۔ طلب رزقِ حلال میں لگنا بھی عبادت ہی ہے اگر اللہ تعالیٰ کے زیرِ حکم ہو۔

مسترشد ، مجھے تو اپنی زندگی ایک حقیقی مسلمان بن کر گزارنا ہے۔ میں نے پہلے مرحوم مولوی محمد عیسٰی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق پیدا کیا۔ افسوس، حضرت اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ بعدہٗ اب میں نے حضرت قبلہ مولوی حاجی خفدار خان صاحب سے تعلق جوڑ لیا ہے۔ حضرت مرشدی مدظلہ العالی حج سے اب تک لوٹے یا نہیں معلوم نہیں۔ خط ارسال خدمت کر چکا ہوں، ہنوز ہدایات سے سرفراز نہیں ہوا۔ اس لئے پریشان حال ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ ، انفاسِ عیسٰی، مولانا عیسٰی صاحب کی کتاب مطالعہ میں رکھیے بڑی

عجیب کتاب ہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے معمولات کیا ہیں۔ اس باب میں آپ کو حاجی صاحب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

مسترشد :۔ للہ آنجناب اپنی زرین ہدایات سے مستفیض فرمائیں۔ گستاخی معاف کیجئے گا۔ فقط والسلام

خادم ملیا علی

حضرۃ الشیخ ؒ، مجھ سے جو خدمت متعلق ہو، اس کے لئے اس خاکسار کو اپنا خادم تصوّر کیجئے۔ والسلام

۱۴ صفر ۱۳۶۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب نمبر ۲

ملیا علی

۴ مارچ ۱۹۴۵ء

بسین

بخدمت مخدومی ومطاعی قبلہ صاحب دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اعظم گڑھ

از بیچمدان سلیمان

اخی فی اللہ ارشدکم اللہ تعالیٰ۔

مسترشد : واضح باد کہ مدت کے بعد لکھنؤ سے خط موصول ہوا اور مرشدی قبلہ مدظلہٗ العالی کی تشویشناک علالت کی خبر نہایت افسوس کے ساتھ پڑھی گئی۔

حضرۃ الشیخؒ : حضرت حاجی مقدار خان کی ملاقات سے لکھنؤ میں مشرف ہوا۔ اب بحمد اللہ صحیح وسلامت ہیں۔

مسترشد : جب سے خط آیا ہے خادم نہایت مضطرب وپریشان ہے مگر نالائق اور سیہ کار بجز دعاء کے اور کچھ کر نہیں سکتا۔ وقتاً فوقتاً حضرت کی صحت یابی کے لئے دعاء کیا کرتا ہوں۔ اللہ پاک حضرت مرشدی قبلہ کو جلد از جلد صحت کلی عطا کرے۔ دعا کیجئے گا۔

حضرۃ الشیخؒ : یہی کرنا چاہیئے

مسترشد : حضرت مرشدی قبلہ کی روانگی حج اور بعدہٗ بباعث علالت خادم مدت مدید سے ارشادات سے محروم ہے۔ نہ معلوم خداوند کریم کی اس میں کیا مصلحت ہے آج کل طبیعت کچھ پریشان رہتی ہے۔ خاص کر ابھی تو زیادہ پریشان ہے۔

حضرۃ الشیخؒ : یہ پریشانی بھی باعث اجر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے کہ یہ بھی خدا کے لئے ہے۔

مسترشد : حسب ارشاد مرشدی قبلہ مدظلہ العالی، بعد مغرب ۶ رکعت نفل اور بعد عشاء ۸ رکعت نفل پڑھ کر وتر پڑھ لیتا ہوں اور سونے کے قبل پانچ صد بار لاحول پڑھتا ہوں۔ علاوہ تہجد بھی ادا کیا کرتا ہوں اور تسبیح دوازدہ اور اسم ذات تین ہزار مرتبہ کا بھی معمول ہے اور مناجا

مقبول ہر صبح ورد کیا کرتا ہوں۔ پھر بھی دل کو چین نہیں۔ اور جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو اللہ کی طرف مائل ہونے کی کوشش کرتا ہوں مگر دھیان خدا کی طرف سے ہٹ جاتا ہے اور دوسری دنیاوی چیزیں دماغ پر سوار ہوا کرتی ہیں۔

حضرت الشیخؒ :۔ اگر تہجد پڑھا کرتے ہیں تو بعد عشاء وتر سے پہلے ۸ رکعات نفل کی ضرورت نہیں۔ یہ ان کے لئے ہے جو تہجد میں نہیں اٹھتے۔ یہ سب معمولات ٹھیک ہیں۔ قائم رکھئے۔ نماز میں یہ تصور کیجئے کہ نور کے حرفوں میں لفظ اللہ آپ کے دل میں لکھا ہے۔ اس کی طرف متوجہ رہیئے اور خیال کیجئے کہ سامنے کھڑے ہیں۔ الفاظ پر بھی اگر توجہ رہے تو بالفعل کافی ہے۔

مسترشد :۔ علاوہ اب تک یہ معلوم نہ کرسکا کہ مجھ میں کون کون سے اخلاق ذمیمہ موجود ہیں۔ میں ہر وقت اس کی تحقیق کیا کرتا ہوں۔ مگر بباعثِ لاعلمی معلوم نہ کرسکا۔

حضرۃ الشیخ : اخلاق ذمیمہ اگر خود نہیں معلوم ہوسکتے تو اپنے خالص احباب سے پوچھئے۔ ورنہ درحقیقت انسان کو اپنا حال خوب معلوم ہوتا ہے ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مسترشد ، ہمیشہ یہی خوف دامن گیر ہے کہ کہیں کوئی مرض جڑ پکڑ کر بیٹھ نہ جائے اور میں معرفت کی نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہو جاؤں۔ اللہ پاک میری تمام کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور معرفت کی نعمت سے

مالا مال فرمائے۔ آمین۔ دُعا کریں۔

موجودہ کافرانہ ماحول میں حلال اور پاک رزق ملنا بھی محال ہوگیا ہے اس لئے یہ بھی خوف ہے کہ کہیں حرام غذا اس مبارک اور عظیم نعمت سے محروم نہ رکھے۔ بہرحال مجھے تو ہر طرح سے اپنے اندر کوتاہی دکھائی دیتی ہے۔ اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے میری کوتاہیاں میری آنکھوں کے سامنے لاتے جن کو میں آپ بزرگواروں کی شفقت ومدد سے دور کروں اور فیض باطنی سے فیض یاب ہوجاؤں۔ دعا کریں اللہ پاک اپنی معرفت سے مالا مال فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ: بے شبہ یہ زمانہ ایسا ہی ہے ہمیشہ اپنی طاقت بھر احتیاط کیجئے اور باقی کیلئے استغفار کیجئے۔

مسترشد: یہاں آپ بزرگوں سے بہت دور پڑا ہوں۔ ورنہ وقتاً فوقتاً قدم بوسی کے شرف سے مستفیض ہولیتا۔

اللہ پاک ہم سب کو اپنی معرفت سے منور فرمائے۔ آمین۔ خادم ہدایات کے لئے بے تاب ہے للہ جلد از جلد زرین ہدایات سے مستفیض فرمائیں۔ فقط طالب ہدایات والسلام۔ گستاخی معاف فرمایئے

آپ کا گناہ گار خادم ملپا علی

حضرۃ الشیخؒ: دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو مزید توفیقات سے بہرہ ور فرمائیں۔

مسترشد: یہاں والوں سے اب تک کوئی میل ملاپ نہیں ہوا حسب ارشاد آنجناب ایک دو مرتبہ اپنا خیال ان پر پیش کیا، مگر کوئی خاص اثر پیدا نہیں ہوا۔ لوگ مذہب سے بالکل بے بہرہ ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اپنا فرض صرف کہنا ہے، لوگوں کا ماننا نہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی بات کفار نے نہیں مانی مگر ان کے اجر میں اس سے کمی نہیں ہوئی۔

مکتوب نمبر ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملیا علی۔

لبسین ضلع تھانہ۔ ۲۴ اپریل ۱۹۴۵ء

بخدمت مخدومی و مطاعی حضرت والا دامت برکاتکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرتِ والا کا ہدایت نامہ شرف صدور ہو کر کئی دن ہوئے۔ خادم کچھ مشغولیت اور طبعی الجھنوں کے باعث بروقت دوبارہ خط ارسال خدمتِ اقدس کر نہ سکا۔ معاف فرمائیں۔

حسب ارشادِ آنجناب نماز کے اندر تصور کر لیتا ہوں۔ امید ہے کہ بفضلِ خداوند پاک فائدہ ہوگا۔ دعا کیجئے کہ اللہ پاک ایک حقیقی مسلمان بنادے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اخی فی اللہ۔ ادام اللہ توفیقکم

بروقت جواب دینا ضروری نہ تھا اور نہ کوئی میری طرف سے سوال تھا اس لئے عفو خواہی کی آپ کو ضرورت کیا ہے۔

اُمید ہے کہ انشاء اللہ فائدہ پہنچے۔ عمل سے فائدہ ہوتا ہے۔ صرف تمنا سے نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ بھی عمل ہی ہے۔

مسترشد:۔ خادم بزرگوں کی صحبتِ مقدسہ سے دور اور خود جاہل ہونے کی بنا پر اندرونی امراض کی تشخیص کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اب تک کسی قسم کے مرض باطنی سے آگاہ ہو کر اپنی اصلاح کرا نہ سکا۔ عمر اور وقت ضائع ہو رہا ہے۔ مگر خادم اصلاح سے مزین نہیں ہوتا۔ اس پر سخت افسوس ہے۔ وجہ یہ کہ بزرگوں کا سایۂ فیض موجود ہوتے ہوئے بھی کوئی اگر اپنی اصلاح نہ کرے تو اس سے بڑا بدبخت اور کون ہوگا۔

حضرۃ الشیخ:۔ آپ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف و رسائل دیکھا کریں عیوب و نقائص کا پتہ چل جائے گا اور ان کا علاج بھی معلوم ہوگا۔ بدبخت کوئی نہیں۔ محروم کہئے۔ اللہ تعالیٰ نے قسمت، بخت اور نصیب سب صحیح اور عین مطابق حکمت بنائے ہیں۔

مسترشد:۔ میں صرف اپنے مالک حقیقی سے مخلصانہ دعاء کرتا ہوں کہ بار الٰہی! میرے باطنی امراض مجھ پر آگاہ کر اور صلاح و تقویٰ سے آراستہ فرما۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ معرفت عطا فرمائے۔

مسترشد:۔ حسب تحریر سابق مرشدی قبلہ مدظلہ العالی کی زرین ہدایات پر عمل جاری ہے۔ دُعا کیجئے کہ ثبات اور استقلال عطا ہو

حضرت شیخؒ:۔ مبارک

مسترشد:۔ آج کل آمدنی کا ذریعہ کچھ محیط سا ہو گیا ہے اور اخراجات بجید

بڑھ گئے ہیں۔ علاوہ میرا خانگی ماحول کچھ ایسا ہے، دولت کے پیاسے طالب شہرت و نام۔ ساتھ ہی ساتھ خود میرے بڑے بھائی صاحب اس وقت اللہ کے فضل و کرم سے کچھ پیسے والے ہو گئے ہیں اور خادم ایک غریب اور مسکین حالت رکھتا ہے۔ اب تک ہم دونوں بھائی ساتھ ہیں اس لئے کچھ تردد سا پیدا ہوتا ہے کہ خادم کی اپنی غریبی کی حالت میں ایسے ماحول میں کس طرح اپنی زندگی گذارنا ہوگا۔ اور اس کے لئے کن کن چیزوں کا خیال اپنے پیش نظر رکھنا ضروری ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ دل سے بارگاہ الٰہی میں یہ فقیر دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مالی مشکلات دور فرما کر آپ کو وسعتِ رزق اور قناعت عنایت فرمائیں۔

مسترشد:۔ موجودہ کاروبار ایک دیہات کے اندر بہت ہی ادنیٰ پیمانے پر ہے۔ اللہ پاک بڑے اچھے رزاق ہیں۔ رزق ضرور عطا فرمائیں گے۔ آپ بھی دعا فرمائیں۔ مگر دنیاوی نقطہ نظر سے یہ بات دل کے اندر کھٹکتی ہے کہ اتنے چھوٹے کاروبار میں دو تین شریک کار۔ بیوپار کی حالت یہ اور اخراجات آئے دن بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے بعض اوقات یہ خوف پیدا ہوتا ہے کہ جس نے ہماری امدادِ مالی کی ہے اس کے پاس کہیں شرمندہ ہونے کی نوبت نہ آجائے۔ اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے عزت و آبرو بچائیں سب کچھ اسکے سپرد ہے اور یقین ہے کہ اللہ میاں سب کچھ ٹھیک کر دیں گے۔ فقط دعا کیجئے کہ اللہ پاک ہم سب کو معرفت سے مالا مال فرمائیں۔ والسلام گستاخی معاف فرمائیں۔ طالب ہدایتِ دعا
خادم ملیا علی

حضرۃ الشیخؒ: آمین سید سلیمان ندوی۔ ۱۵۔ ج ا ۱۳۶۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملپا علی ۔ مدراس مکتوب نمبر ۴

۲ اگست ۱۹۴۵ء

بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دامت برکاتکم ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ

افسوس صد افسوس کہ حضرت والا کی خدمت اقدس میں خادم اپنا نامہ سیاہ پیش نہ کر سکا ۔ مدت سے خادم آنجناب کی ہدایات سے محرومی پر بہت ہی پریشان ہے

اعظم گڈھ / یکم رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ

حضرۃ الشیخ : اخی فی اللہ تعالیٰ زاد اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ ۔ کچھ حرج نہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید طمانیت بخشیں الحمد للہ کہ آپکو معاملہ رزق کی طرف سے تھوڑی طمانیت ہوئی ۔

مسترشد : گزشتہ خط میں خادم اپنے ذریعۂ معاش کی تنگی کے متعلق تحریر کر چکا تھا ۔ خدا کے فضل و کرم سے مدراس میں ایک لائسنس ملا اور فوراً دکان بھی ملی ۔ دکان ملنے کی خبر پہنچتے ہی خادم متوکل علی اللہ ہو کر مدراس آیا اور بسم اللہ کہہ کر دکان کھول دی ۔ دکان کھول کر آج قریب مہینے سے زائد دن ہوئے اللہ کے فضل و کرم سے کاروبار اچھا ہے ۔ مگر اس وقت دکان پر میں ایک ہی آدمی ہوں ۔ مال خرید کرنا ۔ دکان داری کرنا ۔ حساب کتاب رکھنا سب کچھ صرف خادم ہی کو کرنا پڑتا ہے ۔ اس لئے

جب سے یہاں آیا ہوں تہجد، ذکر، ورد سب کچھ فوت ہو جاتا ہے اس لئے بہت پریشان ہوں کہ کیا کروں. ورد اور وظیفہ جب سے فوت ہونا شروع ہوا ہے دل بھی بے چین اور بے قرار ہوتا گیا ہے. اللہ ہی اپنا فضل وکرم کرے اور ایمان اور قربت الٰہی کی نعمت عطا فرمائے.

حضرۃ الشیخؒ: ہمت کیجئے یہ وقت ہمت کا ہے. جس طور سے ہو معمولات پر قائم رہیئے. اسکے فضل وکرم سے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں. دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہری وباطنی دونوں نعمتیں آپ کو دیں.

مسترشد: چند دن پہلے ایک خواب نظر آیا کہ جمعہ کے دن نماز کی تیاری کر کے نماز کرنے جا رہا تھا. معلوم ہوا کہ قبرستان کو صاف کرا کے نماز کا انتظام ہوا ہے. دیکھنے کے لئے قبرستان گیا. قبلہ بجائے مغرب کے مشرق کی طرف کیا گیا ہے. میں دیکھ ہی رہا تھا کہ معلوم ہوا، جمعہ کی نماز ہو گئی. مجھے سخت افسوس ہوا پھر دوسرے دن خواب دکھائی دیا کہ میں ایک بزرگ سے خواب بیان کر رہا ہوں. اور بزرگ خواب کی تعبیر یہ بتا رہے ہیں کہ انشاء اللہ فریضۂ حج ادا ہو جائے گا. نہ معلوم اس خواب کی حقیقت کیا ہے.

حضرۃ الشیخؒ: خواب کی حیثیت محض بشارت کی ہے. خوش ہو جئے کہ اچھی کیفیات کے خواب دیکھے.

مسترشد: مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ جب سے یہاں آیا ہوں. کتابوں کا مطالعہ تک کر نہیں سکتا. علاوہ ازیں بزرگوں سے خط کتابت کرنے سے

بھی محروم ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ: اطمینان کرکے ان دونوں کاموں کی طرف بھی توجہ کیجئے گا۔

مختصر ہی سہی مگر سلسلہ نہ ٹوٹے

مسترشد:۔ اللہ پاک مجھے ایک حقیقی مسلمان بنائے۔ آمین۔ دُعا کیجئے گا اور

زرین ہدایات سے مستفیض فرمائیے گا۔ فقط. والسلام

آپکا خادم

سیہ کار ملپا علی

حضرۃ الشیخؒ: دلی دعا ہے

ہیچمدان سلیمان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب نمبر ۵

ملپا علی

مدراس۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء

بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الحمد للہ حضرت والا کا ہدایت نامہ باعث ہدایت ہوا مگر افسوس کہ خادم

مزید ہدایات سے مستفیض نہ ہوسکا۔

اعظم گڈھ

اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس سیہ کار نا اہل کو بزرگوں کے فیض باطن سے بہرہ ور ہونے کا کم از کم موقع مل ہی جاتا ہے۔ یہی اس نابکار نالائق کے لئے بہت ہی بڑی نعمت ہے۔ عجب نہیں آپ حضرات کی توجہ خاص سے یہ نابکار دربارِ الٰہی میں مقبولیت کا درجہ حاصل کرلے اور فضلِ خداوندی سے بہرہ ور ہو جائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اپنے ترکِ عمل اور غفلت پر حسرت بھی ثمرات وبرکات کا موجب ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل زندہ ہے۔ مردہ کو سوئی چبھونے سے تکلیف نہیں ہوتی

مسترشد:۔ خادم سیہ کار عملی میدان میں بہت ہی پیچھے بلکہ کالعدم ہی ہے مگر دل عمل کے لئے مضطرب اور بے تاب رہتا ہے اور اپنی بے عملی پر افسوس کیا کرتا ہے۔ اللہ ہی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

کئی ایک دن سے عمل کی رغبت مفقود ہو چکی تھی۔ الحمدللہ آج دو ایک روز سے کچھ رغبت سی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ پاک استقامت عطا فرمائے۔

حسبِ ارشادِ والا میں نے دو دن سے مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا مطالعہ شروع کیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک ہدایت فرمائے۔ مطالعہ کے لئے وقت بہت ہی کم ملتا ہے۔ صبح دس پندرہ منٹ مشکل سے نکال لیتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ: جی ہاں! حضرت والا رحمۃ اللہ کے ملفوظات و تالیفات کے مطالعے سے نئی قوت پیدا ہوگی۔ دس پندرہ منٹ بھی غنیمت ہیں۔

مسترشد:۔ ایک خواب کی تعبیر میں حضرت مولانا عبدالماجد صاحب مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا ہے کہ خواب دیکھنے والا بعض بدعتوں میں مبتلا ہے مگر اہل شریعت سے مضبوط تعلق ہونے کی بنا پر شیطان اپنا قبضہ انشاءاللہ جما نہیں سکے گا۔ خادم خود متفکر ہے کہ اپنے اندر کون سی بدعت ہے۔ میں کون کون سی بدعتوں میں مبتلا ہوں۔ بے علم ہونے کی بنا پر واقف نہیں ہو سکا۔ بدعتوں سے واقف ہونے کے لئے کون سی کتاب موزوں اور بہتر ہے۔ جس کا مطالعہ کر کے اپنی بدعتوں سے آگاہ ہو کر اصلاح کرا سکوں۔ للہ تحریر فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ متعدد بزرگوں سے خط وکتابت کرنا برکت کی حد تک تو خیر ہو سکتا ہے۔ مگر متعدد لوگوں سے تعلیم لینا اور اپنے احوال کو پیش کرنا اور مشورہ کرنا طالب کے لئے خود مناسب نہیں۔ آپ نے خواب کی تعبیر جہاں سے پوچھی ہے وہیں سے بدعت کا حل بھی معلوم کرتے۔ میرا مقصود یہ ہے کہ آپ اپنا مرکز ایک شخص کو بنائیں سب سے بہتر تو جناب حاجی مقداد خان صاحب دام فیضہٗ ہیں یا پھر جس سے آپ اپنا تعلق قلب مضبوط پائیں۔ بحث کسی شخص کی نہیں آپ حضرت والا کی کتاب تعلیم الدین ملاحظہ فرمائیں سنت اور بدعت کا حال معلوم ہو جائے گا۔

مسترشد: عرصہ دراز سے ما اھل لغیر اللہ بہ کی تفسیر کے متعلق محققانہ تفصیل حاصل کرنے کا خیال تھا۔ مگر حاصل نہ کر سکا۔ آج اتفاقاً ایک سوال پیدا ہوا۔ آج یہاں ہندوؤں کا تہوار دیوالی ہے۔ جن کا نیا حساب ہوتا ہے۔ وہ آج اپنے بتوں کی پوجا پارٹ کر کے مٹھائیاں وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور خاص کر دکانداروں اور کاروباری سلسلے میں تعلقات رکھنے والوں کو دعوت دیتے ہیں۔ یا مٹھائیاں بھیج دیتے ہیں۔ فوراً دماغ سوال کرنے لگا کہ یہ مٹھائیاں یا کوئی اور چیز جو وہ آج اپنے معبودوں کے نام پر نامزد کر کے تقسیم کرتے ہیں۔ وہ ہم مسلمانوں کو کھانا بروئے آیت بالا حرام تو نہیں۔ اگر کوئی مسلمان کھالے تو اس کے لئے شریعت مقدسہ میں کیا حکم ہے؟ ایسے موقعوں پر غیر مسلموں کا تحفہ قبول کرنا چاہیئے۔ یا رد کرنا چاہیئے؟

حضرۃ الشیخؒ: ما اھل لغیر اللہ کی صحیح تفسیر تو یہی ہے کہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔ لیکن مراسم شرک و بت پرستی اور کے سبب سے ایسی پوجا پارٹ کی مٹھائیوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر کسی نے نادانی سے کھالیا تو استغفار کرے

مسترشد: دعا کیجیئے کہ اللہ پاک اس خادم سیہ کار کو اپنی معرفت سے مستفیض فرمائیں اور زرین ہدایات سے بہرہ ور فرمائے۔

خادم کا دل یہی چاہتا ہے کہ بزرگوں کے قدموں کے نیچے جا گرے مگر جا نہیں سکتا اور حاضری دے نہیں سکتا۔ فقط والسلام

طالب معافی آپ کا خادم سیہ کار

ملپا علی

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ جذبہ قابل قدر ہے۔

ہیچمدان سلیمان

ذی قعدہ سنہ ۱۳۶۴ھ

مکتوب نمبر ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملپا علی

مدراس ۱۱ر اکتوبر ۱۹۴۵ء

بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضرتِ والا کا ہدایت نامہ باعثِ فیض ہوکر کئی دن گزر چکے۔ افسوس کہ کاروباری مشغولیت کے باعث خدمتِ اقدس میں خط پیش کر نہ سکا۔ صدق کے گزشتہ پرچے میں حضرت قبلہ گاہی کی علالت کی خبر پڑھ کر سخت رنج ہوا اور خداوندِ پاک سے عاجزانہ دعا کی کہ حضرت کو جلد از جلد صحت یابی عطا کرے اور قومی و ملّی خدمات انجام دینے کا بیش بہا موقع عطا کر دے

حضرۃ الشیخؒ، ۲۲ر ذی حجہ سنہ ۱۳۶۴ھ

میرٹھ بذریعہ سید حسین ڈپٹی کلکٹر

اخی العزیز۔ اسعدکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مسترشد:۔ صدق کا پرچہ دیکھنے کے فوراً بعد صحت سے آگاہ ہونے کے لئے خط لکھنے کا خیال مصمم ہوا مگر فی الفور کاروباری سلسلے میں سیلم اور کوئمتبور جانا پڑا اور خادم بروقت صحت سے مطلع نہیں ہو سکا۔
اب تک آنجناب کی صحت یابی کے متعلق کوئی تشفی آور خبر نہیں ملی اس لئے خادم پریشان ہے۔ للہ حضرت اپنی صحت یابی کے متعلق تشفی بخش خط تحریر کردیں۔ خادم کے لئے سکونِ قلب کا باعث ہوگا۔
خداوند کریم کے فضل و کرم سے حضرت والا کو شفایابی ہوئی ہوگی۔ اللہ پاک جناب کو دائمی صحت عطا کرے۔ آمین
حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ کہ یہ فقیر اب اچھا ہے۔ آپ کی محبت کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس اخلاص کی جزائے خیر دیں۔
مسترشد:۔ حسبِ ارشادِ آنجناب، خادم نے اپنا تعلق حضرت مرشدی حاجی صاحب مدظلہ العالی سے رکھا ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ پاک اس خادم سیہ کار کو اپنی معرفت سے بہرہ ور فرمادیں اور اخلاقِ حسنہ سے مزین فرمائیں۔
حضرۃ الشیخؒ:۔ بہت اچھا کیا کہ آپ نے میرے مشورے پر عمل کیا۔ تعلیم کا تعلق صرف ایک سے رکھنا چاہیئے۔ دوسروں سے کسب فیوض بھی کر سکتے ہیں۔ مگر نصائح کی حد تک۔ مگر اپنے حالات و واردات و کیفیات کا اظہار صرف شیخ ہی سے کرنا چاہیئے۔ اور اسی سے علاج اور

تدبیر پوچھنا چاہیئے۔

مسترشد: سب سے بڑی کمی مجھ میں علم کی ہے، پھر بزرگوں کی صحبتِ مقدسہ سے سراپا محروم۔ اس بنا پر کسی چیز میں توازن اور اعتدال پیدا کرنا محال ہوتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً ٹھوکریں کھانا پڑتا ہے۔

پھر بھی موجودہ ملحدانہ دور میں محقق بزرگوں سے تعلق پیدا ہونا خدا کی بہت بڑی نعمت سمجھتا ہوں۔

حضرة الشیخؒ: بیشک یہ نعمت ہے۔ اسکی قدر دانی کرنی چاہیئے۔

مسترشد: خادم ہر وقت بزرگوں کی ہدایات اور زرین ارشادات کا طالب اور متلاشی ہے۔ للہ زرین ارشادات سے ہر وقت مستفیض فرماتے رہیں تاکہ خادم راہ راست پر آجائے اور قرب الٰہی سے مستفیض ہو جائے انشاء اللہ ہفتہ عشرہ کے اندر اپنے مادر وطن بھٹکل جانے کا ارادہ ہے۔ انشاء اللہ خلاصہ احوال بھٹکل جانے کے لکھوں گا۔ اب میں صرف آپکی صحت کی خوشخبری کا منتظر ہوں۔ للہ جلد از جلد صحت سے آگاہ فرمائیں۔ فقط والسلام

طالب دعا و ہدایات

ملیا علی

حضرة الشیخؒ: بس اپنے کام میں لگے رہیئے اور اپنی اصلاح کی فکر سے کبھی غافل نہ رہیئے۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدراس مکتوب نمبر ۷

۳۱، جولائی ۴۶ء

مسترشد:۔ بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحمد للہ مدتِ مدید کے بعد خادم اپنا احوال نامہ حضرت والا کی خدمتِ اقدس میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

بھوپال متصل موتی مسجد

حضرۃ الشیخ رح: اخی فی اللہ تعالیٰ۔ ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

(شرف عزت کو کہتے ہیں۔ ہم فقیروں سے کسی کو عزت حاصل نہیں ہوتی عزت کے معنی غیروں کی نگاہ میں اس کے مرتبے کا بڑھنا ہے۔ وہ یہاں مطلوب نہیں۔ مطلوب اس سے سعادت اور برکت ہے۔

مسترشد: خدائے ذوالجلال سے دعا ہے کہ جنابِ والا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور خادم کو فیضِ باطنی سے مستفیض ہونے کے لئے زیادہ سے زیادہ موقع عطا فرمائے

کئی سال سے خادم اختلاج القلب کے مرض میں مبتلا رہا۔ بفضلِ خدا دو سال سے افاقہ سا ہو گیا ہے۔ تاہم طبیعت کچھ گری گری رہتی ہے۔ ایک نہ ایک شکایت رہا کرتی ہے۔ علاج کراتے کراتے تنگ

آگیا ہوں، تاہم صحت یابی نصیب نہیں ہوئی۔ علالت اور کچھ دنیاوی الجھنوں کے باعث خادم اب تک مرشدی قبلہ مدظلہ العالی کے مبارک ارشادات پر پابندی کے ساتھ عمل کر نہ سکا۔ اس لئے سخت نادم اور پریشان ہے۔ للہ دعا فرمائیں کہ خداوند پاک خادم کو کامل صحت اور طاعات کی رغبت و توفیق عطا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ: دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مرض سے شفا بخشیں۔ عموماً یہ مرض معدہ کی خرابی سے ہوتا ہے۔ معدے کی اصلاح کی فکر کریں۔ اگر عدم صحت کے عذرِ صحیح کی بنا پر کوتاہی روزانہ ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُمید ہے درگزر فرمائیں گے اور آپ کی خواہش کے مطابق آپ کو توفیق عطا فرمائیں گے۔

مسترشد: رمضان کا مبارک مہینہ ہے۔ اللہ پاک ہر لحاظ سے ہم سب کے لئے یہ مہینہ مبارک کرے۔ آمین! قرآن پاک کو حفظ کرنے کا ارادہ ہے روزانہ ایک آیت با معنی یاد کرتا ہوں۔ اب تک سورۂ بقرہ کے چار رکوع حفظ کر لیئے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک سارے قرآن مجید کو دل میں اتار دیں اور دل معرفتِ الٰہی سے نورٌ علیٰ نور ہو جائے

حضرۃ الشیخؒ: ماہ رمضان المبارک کو قرآن پاک کی تلاوت سے خاص مناسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مراد پوری کریں اور حفظ کی دولت عطا فرمائیں اس کے لئے ہمت اور استقلال کے ساتھ کئی سال تک لگے رہنے کی ضرورت ہے۔

مسترشد : میں ایک حقیقی خداوندِ پاک کا مسلم و مقرب بندہ ہونا چاہتا ہوں۔
یہی میری دلی آرزو ہے۔ وہ دن میرے لئے باعثِ مسرت ہوگا۔ جب
کہ میں اپنے مالک حقیقی کے دیدار سے مشرف ہو جاؤں گا۔

حضرۃ الشیخ رحمہ اللہ : آپ کا یہ جذبہ مبارک ہے۔ اس کا راستہ صرف ایک ہی ہے
کہ آپ دل سے احکام الٰہی کو پوری طرح بجا لائیں۔ اللہ تعالیٰ فضل
فرمائیں گے۔

مسترشد : دعا فرمائیں کہ خادم جلد سے جلد قربتِ الٰہی سے مستفیض ہونے
کا اہل ہو جائے۔

حضرۃ الشیخ رحمہ اللہ : دلی دعا ہے

مسترشد : میں حضرۃ الشیخ رحمہ اللہ سے بہ ادب التجا کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں جن
امور کی ضرورت ہے، حضرتِ والا وقتاً فوقتاً زرین ہدایات سے سرفراز
فرمائیں۔ وجہ یہ ہے کہ خادم ایک جاہل اور بے علم آدمی ہے۔

حضرۃ الشیخ رحمہ اللہ : مختصر طور سے اوپر ملا عرض کر چکا۔

مسترشد : دین کو دنیا پر غالب کرنا چاہتا ہوں مگر کسی نہ کسی طرح [illegible] دین پر
غالب آتی ہے یا یہ میری کمزوری!

حضرۃ الشیخ رحمہ اللہ : اس کا علاج توفیق الٰہی کے بعد صرف عزیمت اور [illegible] ہے
آپ یہ تصور کریں کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ہے۔ [illegible]
ہیچ ہے اور اصل باقی [illegible]
اور آخرت [illegible]

مسترشد، کئی مدت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضری دینے کا شائق ہوں۔ مگر دنیاوی الجھنوں کے باعث اب تک خدمت گزاری سے محروم رہا۔

حضرۃ الشیخ ؒ: یہ خیال اپنے دل میں رکھیئے۔ اسکی ناکامی میں بھی کامیابی ہے کہ تعلق تو اہل حق سے قائم رہتا ہے۔

مسترشد، رمضان کا مبارک ماہ گزر رہا ہے۔ زکوٰۃ کا مہینہ ہے اسلئے زکوٰۃ کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

حضرۃ الشیخ ؒ، خاص طور سے زکوٰۃ کو رمضان کے لئے روکنا نہیں چاہیئے۔ لیکن سنت ہے کہ رمضان میں خیرات اور صدقات زیادہ دیئے جائیں۔

مسترشد: زکوٰۃ آمدنی پر ہوتی ہے یا بچت پر؟ ایک دکاندار کو کسطرح زکوٰۃ نکالنی چاہیئے؟ آیا کل آمدنی پر نکالنا چاہیئے یا سال کے آخر میں جو آمدنی بچ جائے اس پر فرض ہوتی ہے۔ اپنی زریں ہدایات سے مستفیض فرمائیں۔ فقط والسلام ۔ آپکی زریں ہدایت کا طالب ۔ خادم ضیا علی

حضرۃ الشیخ ؒ: زکوٰۃ اس مال پر ہے جو سال بھر تک مالک کے پاس رہے اور وہ نصاب سے سے زائد ہو جو آمدنی خرچ ہو جائے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ سال بھر تک ضرورت سے زیادہ جو مال بچا رہے اور وہ قابل زکوٰۃ ہو اور نصاب سے زائد ہو اس پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے تاجر کے پاس نقد اور اسباب کی صورت میں جتنا سرمایہ ہو اسکا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے تو اس رمضان میں آپکے پاس ۵۰۰ نقد ہے اور دو ہزار کا تجارتی سامان تو ڈھائی ہزار پر زکوٰۃ ہو گی۔ اب اگر قرض بھی اسکے ذمہ ہے تو بقدر قرض سرمایہ سے منہا ہو جائیگا جیسے اس شخص پر پانچ سو روپے قرض ہے تو پانچ سو نکال کر صرف دو ہزار پر زکوٰۃ ہو گی۔

والسلام، سید انس سلیمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملیبا علی بھٹکل   مکتوب نمبر ۸

۲؍ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ

بخدمت مخدومی و مولائی قبلہ صاحب دام ظلکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

حضرۃ الشیخ رح :- اخی فی اللہ تعالیٰ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

مسترشد :- واضح باد کہ مدتِ مدید کے بعد خادم حضرتِ والا کی خدمتِ اقدس میں احوال نامہ پیش کر رہا ہے۔

افسوس صد افسوس کہ خادم کو بزرگوں سے تعلق پیدا کرنے کے لئے بہت ہی کم موقع ملا کرتا ہے۔ علاوہ بزرگوں کی صحبتِ مقدس سے تو خادم یک لخت محروم ہی ہے۔ اس لئے فیض باطن سے بہرہ ور ہو نہیں سکتا۔

اصلاحِ نفس کے لئے کوشاں ہوں مگر ذاتی کوشش اب تک کامیاب نہیں ہوتی۔ اللہ پاک ہی اپنے فضل و کرم سے ظاہر و باطن سنوارے۔ مرشدنا مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ بھی آج کل نایاب ہو گئے ہیں۔ اس لئے مواعظ کے مطالعے سے بھی محروم ہوں۔

حضرۃ الشیخ رح : کچھ حرج نہیں۔ آپ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات و مواعظ پڑھا کریں۔ یہ خود قائم مقام صحبت ہے آپ کوشش

جاری رکھیئے اور ہمت وعزیمت کو کام میں لائیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ
کامیابی نصیب ہوگی۔

مسترشد: بفضلِ خدا مولانا مرشدی مدظلہ سے سلسلۂ رشد وہدایت قائم ہے
اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے اس گناہ گار روسیہ کار کو معرفت سے
فیض یاب فرمائیں۔ آمین! دعا کیجئے۔

حضرۃ الشیخؒ: میری بھی دلی دعا ہے۔

مسترشد: ۱۲ربیع الاول کو ہر جگہ میلاد منائی جاتی ہے۔ یہاں بھی حسبِ معمول
امسال جشنِ میلاد کے لئے عالی جناب پروفیسر محمد امین (بار ایٹ لاء)
صاحب کو لاہور سے بلوانے کا انتظام ہو کر دعوت دی گئی تھی۔
آنجناب نے شرفِ قبولیت سے ساکنانِ بھٹکل کو ممنون فرمایا۔ لہٰذا
دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی محفلوں میں شرکت کرنا بروئے
شریعت کیا حکم رکھتا ہے۔ بدعت تو نہیں؟ اور ایسی محفلوں میں جاکر اپنے
ناچیز خیالات اظہار کرنا درست ہے یا نہیں؟ لہٰذا جلد زرین ہدایات سے
مستفیض فرمائیں۔ تاکہ دل کے اندر کسی قسم کا کھٹکا یا وسوسہ نہ رہے۔

حضرۃ الشیخؒ: ایسی مجالس میں اگر بدعات کا شمول ہو تو شامل نہ ہونا چاہیئے
ورنہ شامل ہو سکتے ہیں۔

مسترشد: الیکشن کی وبا یہاں بھی اچھی خاصی تاثیر دکھلا رہی ہے۔ مسلم لیگ
کی صرف ایک ٹکٹ پر دو شخص کھڑے ہیں۔ اور آپس میں بے جا اشتعال
پیدا کر کے اتفاق واتحاد کی بجائے خواہ مخواہ تفریق اور پھوٹ پیدا کر

رہے ہیں۔ ایک نسل ایک قوم اور ایک ہی قبیلے میں دو پارٹی ہو کر ناشائستہ حرکات کر رہے ہیں۔ اللہ ہی ان کی حالت پر رحم فرمائیں اور نیک توفیق عطا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ: افسوس ہے

مسترشد:۔ خادم غیر جانبدارانہ طور پر اپنی رائے محفوظ رکھ کر دونوں پارٹیوں سے بالکل الگ ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: بہت اچھا کرتے ہیں۔

مسترشد:۔ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ کے اندر خادم کو مدراس روانہ ہونا ہوگا۔ آنجناب سے عاجزانہ التماس ہے کہ للہ خادم کے لئے دعا فرمائیں کہ خادم فیض باطن سے مستفیض ہو جائے اور ایک مسلمان کی زندگی بسر کرنے کے لائق ہو جائے۔

حضرۃ الشیخؒ: دلی دعا ہے

مسترشد: خداوند کریم حضرت والا کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین
ہدایت کا منتظر ہوں۔ والسلام

آپکا گناہ گار خادم

ملیا علی

حضرۃ الشیخ: آمین

ہیچمدان
سید سلیمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰ ستمبر ۱۹۴۶ء مکتوب نمبر ۹

بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دام برکاتکم

مسترشد: السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ

گذارش ہے کہ حضرتِ والا کا ہدایت نامہ باعثِ فیض ہوکر کئی دن ہوئے، مگر دوبارہ احوال نامہ بروقت خدمتِ اقدس میں پیش نہ کر سکا۔ معاف فرمائیں

بھوپال۔ موتی مسجد

حضرۃ الشیخ زر، اخی فی اللہ تعالیٰ۔ عجل اللہ شفاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

مسترشد:۔ کئی دن سے خادم کی طبیعت کچھ ناساز ہوگئی ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ آنت میں پھوڑا نکلا ہوا ہے۔ جس کا علاج بہ احتیاط جلد از جلد کرنا ازبس ضروری ہے۔ اس لئے ڈاکٹروں نے یہی رائے دی ہے کہ ہسپتال میں داخل ہوکر علاج کرایا جائے۔ اگر علاج سے بھی مرض دور نہیں ہوا تو آپریشن کرنا ہوگا۔ ڈاکٹروں کے مشورے کے بمطابق دو ایک روز میں انشاء اللہ تعالیٰ ہسپتال میں داخل ہونے کا ارادہ ہے۔ دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد سے جلد صحتِ کلی عطا فرمائیں اور اپنی معرفت سے مستفیض ہونے

کا زیادہ سے زیادہ موقع دیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کی علالت کی خبر سے افسوس ہوا۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عاجلہ و کاملہ عنایت فرمائیں۔

مسترشد :۔ اپنی علالت کی بنا پر خادم آج تک مرشدی قبلہ مدظلہ العالی کے ارشاداتِ عالیہ پر پوری پابندی کے ساتھ عمل کر نہ سکا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ کچھ حرج نہیں نیت تو بشرط صحت عمل کی ہے

مسترشد :۔ دعاء کرتا ہوں کہ "خدایا میری تمام گناہوں کو معاف فرما۔ اور اپنی معرفت سے مستفید فرما۔ ساتھ ہی ساتھ صحتِ کاملہ عطا فرما" آمین۔ ثم آمین۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمین

مسترشد: للہ میری صحت کے لئے دعا فرمائیں اور زرین ارشادات سے مستفیض فرمائیں۔

فقط والسلام

دعا کا طالب

مریض خادم ملیا علی

حضرۃ الشیخؒ :۔ بارگاہ الٰہی میں شفاء عاجل و کامل کی دعا ہے

والسلام۔

ہیچمدان سلیمان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب نمبر ۱۰

۱۶ اپریل ۱۹۴۷ء

بخدمت مخدومی و مولائی آنجناب قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخؒ :- محبی و مخلصی دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- گذارش اینکہ مدت گزری حضرتِ والا کی خدمت میں احوال نامہ پیش کر نہ سکا۔ خیریت سے بھی اطلاع نہ دینے پر خادم شرمندہ ہے۔ چار پانچ ماہ قبل میری علالت کی خبر تحریر کی تھی۔ اسی علالت کی بنا پر ہسپتال بھی داخل ہونا پڑا مگر ہسپتال سے خارج ہونے کے بعد اب تک حضرتِ والا کی خدمتِ اقدس میں والا نامہ پیش نہیں کیا یہ میری بدقسمتی ہے!

ہسپتال میں ۲۲ دن رہنے کے بعد بغیر آپریشن خارج ہوا۔ بہت کمزور ہوا تھا۔ اس لئے وہاں سے سیدھے وطن جانا پڑا۔ ہسپتال کی دواؤں سے مرض میں کچھ تخفیف تو ضرور ہوئی مگر مرض کا استیصال نہیں ہوا۔ اس لئے وطن جانے کے بعد بھی علاج پر توجہ دینا پڑا اور ہومیوپیتھک علاج کرتا رہا۔ اب تک علاج جاری ہے۔ بفضل خداوند کریم کمزوری رفع ہو چکی ہے۔ مگر ورم زائدہ کی شکایت اس وقت بھی موجود ہے۔ ہومیوپیتھک علاج جاری ہے،

دعا فرمائیں کہ خداوندِ پاک صحتِ کامل وعاجل عطا فرمائیں۔ اسی علالت اور کچھ دوسری الجھنوں کی بنا پر خادم احوال نامہ پیش کر نہ سکا۔ غالباً آنجناب میری صحت کے منتظر ہوں گے معاف فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کو اس نے تخفیف عطا فرمائی مزید صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔

مسترشد : وطن آنے کے بعد معلوم ہوا کہ مجھے کلکتے میں تجارتی لائسنس ملا۔ اس لئے کلکتے کا رخ کرنا پڑا۔ بیوپار شروع کرنے کے لئے ۱۶ مارچ کو کلکتہ آیا۔ مگر کلکتہ کے حالات مکدر ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب تک کاروبار کا افتتاح نہیں کیا۔ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ کے اندر افتتاح کرنے کا ارادہ ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک دین و دنیا کی بھلائی عطا فرمائیں اور ناگہانی آفت سے محفوظ رکھیں۔ اس وقت کلکتہ میں ہندو مسلم فساد کی بنا پر کہیں آنے جانے میں خوف معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہیں آنا جانا نہیں ہوتا۔ دل پر ایک قسم کی وحشت سی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ پاک اپنے حفظ دامان میں رکھے۔ دعا فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالات پر رحم فرمائیں اور آپ پر رزق کا دروازہ کھولیں۔

مسترشد :۔ للہ یہ تحریر فرمائیں کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ ہندو ہر طرح سے مسلمانوں کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اور طرح طرح

کے مظالم دن دہاڑے ڈھائے جا رہے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ کس طرح ان سے محفوظ رہنا چاہیئے اور حدود شریعت کے اندر کیا کرنا چاہیئے؟

حضرۃ الشیخؒ:۔ اپنی حفاظت اور مدافعت کریں۔ کسی بے قصور پر حملہ نہ کریں۔ یہ بڑی بُری بات ہے

مسترشد:۔ علالت کی بنا پر اپنے معمولات کو بھی پابندی کے ساتھ ادا کر نہ سکا۔ خدا کا شکر ہے کہ کچھ دن سے پھر اعادہ کر رہا ہوں اور پابندی کے ساتھ ادا ہو رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ اب تک اپنی نفس کی اصلاح نہ کر سکا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ جو کچھ ہو سکا اس پر شکر کیجئے اور جو نہ ہو سکا اس پر استغفار کیجئے اور دعا مانگیئے۔

مسترشد:۔ الحمد للہ مرشدی قبلہ مدظلہ العالی سے خط کتابت جاری ہے دعا فرمائیں کہ خداوند پاک کی تابعداری میں زندگی ختم ہو جائے اور خادم معرفت کی نعمت سے سرفراز ہو جائے۔ لہٰذا، اللہ میاں سے لو لگانے کیلئے کچھ نسخہ تجویز فرمائیں۔ عین عنایت ہو گی۔ فقط ہدایات کا منتظر ہوں اور طالب دعا ہوں۔ والسلام۔ آپکا ناچیز خادم: ملیا علی

حضرۃ الشیخؒ: دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ظاہری و باطنی صحت عطا فرمائیں۔ حضرت والا کے مواعظ پڑھا کریں اور اپنے مرشد سے مکاتبت کریں

والسلام: ہیچمدان سید سلیمان ۱ جمادی ۲ ۱۳۹۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب نمبر ۱۱

کلکتہ

1 جون ۱۹۴۷ء

بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخ رح :۔ عزیز مخلص دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :۔ الحمدللہ حضرتِ والا کا ہدایت نامہ شرفِ صدور ہوا۔ دُعا ہے کہ اللہ پاک حضرتِ والا کو اور اس سیہ کار کو فیض باطن سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرۃ الشیخ رح :۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق ارزانی فرمائیں اور آپ کو بھی۔

مسترشد :۔ میں نے بتاریخ ۲۵ مئی اپنے کاروبار کا افتتاح کیا ہے۔ اللہ پاک برکت عطا فرمائے۔ فی الوقت یہاں کی فضا بہت خراب ہے جس کا اثر بیوپار پر بہت بُرا پڑا ہے۔ بذاتِ خود کسی فرد کو چین نصیب نہیں ہے۔ ہر وقت خوف لگا ہوا ہے۔ اللہ پاک ہر قسم کی ناگہانی آفتوں سے محفوظ رکھے۔ دُعا کیجئے۔

حضرۃ الشیخ :۔ دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ برکت دیں

مسترشد :۔ اپنڈس کی پرانی شکایت اب تک باقی ہے۔ خدا کرے کہ جلد صحت ہو جائے۔ اس بنا پر خادم کچھ متفکر ہے ہومیوپیتھک علاج

جاری ہے۔ اللہ صحت عطا فرمائے۔ دعا کیجئے۔ اسی مرض کے باعث علی الصباح اٹھنے میں کچھ کاہلی سی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ پاک معاف فرمائے۔ یونانی علاج کرنے کا ارادہ تو مدت سے ہے۔ مگر یہاں کے یونانی حکیموں کے پاس جاتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ طبابت کو تجارت سمجھتے ہیں اور قابلِ اعتبار حکیم صاحب کا ملنا بھی دشوار ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ہر طبیب تو ایسا نہیں ہوتا۔

مسترشد :۔ مرشدی قبلہ مدظلہ العالی سے الحمدللہ مراسلت جاری ہے۔ خداوندِ پاک قبلہ گاہی کو عمرِ طویل عطا فرمائیں۔ اور اس ناچیز کو اپنی نفس کی اصلاح کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع عطا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمین

مسترشد :۔ اس وقت "الدین القیم" نامی کتاب جو حضرت قبلہ مولانا مناظر احسن گیلانی مدظلہ کی ہے، زیر مطالعہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ انفاس عیسیٰؑ نامی کتاب دوبارہ مطالعہ کر رہا ہوں۔ انشاءاللہ تعالیٰ مواعظ بھی بلاناغہ مطالعہ کیا کروں گا۔ فی الوقت میرے پاس مواعظ بالکل ناکافی تعداد میں ہیں۔ مواعظ آج کل کمیاب ہوتے جارہے ہیں۔ اس لئے تلاش کرنے پر بھی حاصل کرنا مشکل ہو گیا ہے اس لئے خادم مواعظ کے فراہم کرنے سے قاصر ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ کوشش میں رہیئے۔

مسترشد، جناب والا! میں نہایت شرمندہ اور پریشان ہوں کہ اب تک میرے اندر پختہ اعتماد اور خدا پر بھروسہ پیدا نہیں ہوا۔ آج کل ہم جس کمرے میں رہتے ہیں اس کے مقابل کی کوٹھی میں کچھ ہندو آباد ہیں۔ ان کے خوف سے رات کے وقت اٹھ کر تہجد پڑھنے سے محروم ہوں۔ اس قسم کا خوف انسان کے دل میں ہو تو وہ کس طرح اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگا۔

علاوہ ازیں طاعتِ خداوندی میں کسی انسان کا خوف اور ڈر حائل ہو جائے تو اس کے ایمان کا کیا کہنا۔ میں اپنے اندر وہ صفت پیدا کرنا چاہتا ہوں جس کے متعلق قرآن مجید نے مومنوں کو مخاطب کیا ہے۔ اَلَا اِنَّ اَولیاءَ اللہ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ تو ضعف طبعی ہے۔ بحمد اللہ ضعفِ اعتقادی نہیں اور فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ کو جانتے اور مانتے ہیں۔

مسترشد :۔ خدا کرے کہ مجھ میں ایک پکے مسلمان کی تمام صفتیں پیدا ہو جائیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمین

مسترشد :۔ آج کئی دن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام محمدؐ (فداہ ابی وامی) دیکھنے سے دل بہت خوش ہوتا ہے اور اس حرفِ شریف کو چومنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، اور چوم بھی لیتا ہوں۔ آیا شرعی نقطہ نگاہ سے چومنے سے کوئی حرج تو

نہیں، للہ تحریر فرمائیں۔ فقط گستاخی معاف فرمائیں۔ آپ کی ہدایات کا منتظر ہوں۔ والسلام

آپ کا ناچیز خادم

طالبِ دعا ملیا علی

حضرۃ الشیخؒ: یہ عمل تنہائی میں اضطرار غلبہ شوق میں کبھی کرلیں تو حرج نہیں مگر دوسروں کے سامنے نہ کریں یا اس کو اپنا دستور نہ بنالیں

والسلام

سید سلیمان

۷۸۶

ملیا علی۔ مدراس مکتوب نمبر ۱۲

۱۵ر جنوری ۱۹۴۸ء

بخدمت اقدس حضرت مخدومی قبلہ گاہی دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخؒ، بھوپال

عزیز گرامی دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد: واضح باد کہ چند ماہ کا عرصہ ہوا خادم اپنی الجھنوں میں پھنس کر حضرت قبلہ گاہی کی خدمتِ اقدس میں احوال نامہ پیش نہ کرسکا۔ شاید

جناب والا پریشان ہوئے ہوں گے۔ معافی کا طلب گار ہوں۔
مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر خادم احوال نامہ پیش نہ کر سکا
حضرۃ الشیخؒ :۔ حالات معلوم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلیں دور فرمائیں۔
مسترشد :۔ کلکتے کی ہنگامہ آرائی نے ہم سب کو پریشان کر رکھا تھا۔
کاروباری حالت بہت ناگفتہ بہ ہو گئی تھی۔
کاروباری سلسلے میں مدراس جانا پڑا، اچانک ممانی، جس نے ماں کے بعد ہماری پرورش کا بوجھ سنبھال لیا تھا، بیمار ہو گئی اور حالت نازک سے نازک تر ہونے لگی۔ آخر مجھے تار آیا کہ حالت نازک ہے۔ روانہ ہو کر آجاؤ۔ خادم فی الفور روانہ ہوا۔ مگر خدا کی مشیت کہ پہنچنے سے قبل ہی انتقال ہوا۔ مرحومہ کو بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ گیارہ بجے دفن کیا گیا۔ خادم اسی شام چھ بجے گھر پہنچا۔
انا للہ وانا الیہ راجعون ٥
حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائیں اور آپ کو تسکین بخشیں۔
مسترشد : ممانی کی ناگہانی موت، علاوہ ازیں انہیں دیکھ بھی نہ سکا۔
نہایت قلق و افسوس ہوا۔ اسی سلسلہ میں کچھ دن وطن میں ٹھہرنا پڑا۔ مگر خدا کی مشیت کہ یکایک میری اہلیہ کی طبیعت بباعث اختلاج قلب خراب ہوئی۔ اور دو روز بے ہوشی کے عالم میں رہی بہت پریشان و سرگرداں ہو گیا ~~جب~~ میری پریشانی دُگنی ہو گئی خدا کے فضل و کرم سے مرض میں کچھ تخفیف ہوئی۔ رات دن

میں لگا رہا۔ کچھ اطمینان کے بعد مجبوراً وطن سے کلکتہ جانا پڑا۔

حضرۃ الشیخ ؒ: مریضہ کو اللہ تعالیٰ جلد شفا بخشیں۔

مسترشد، اسی پریشانی میں مبتلا تھا کہ اچانک لکھنؤ سے مولانا مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقالِ پُر ملال کا خط موصول ہوا۔ اب خادم کے پریشانی کی حد نہ رہی۔ اس دل سوز خبر نے میرے سر پر ناقابلِ برداشت غم کا پہاڑ کھڑا کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٥

حضرۃ الشیخ ؒ، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حادثے کا علم مجھے بھی لکھنؤ کے خط سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو مغفرت سے نوازیں اور ان کے مدارج بڑھائیں۔

مسترشد، اب میں روحانی طور پر بھی یتیم ہو گیا ہوں۔ للہ میری رہنمائی فرمائیں مدت سے آپ کی خیریت کی خبر سے بھی محروم ہوں۔ للہ جلد از جلد خیریت سے مطلع فرمائیں۔

اب میری حالت ناگفتہ بہ ہے۔ جلد ہدایات سے مستفید فرمائیں والسلام گستاخی معاف فرمائیں۔

آپ کا ناچیز خادم

ملپا علی

حضرۃ الشیخ ؒ، فقیر بخیر ہے۔ آپ اپنے کام میں بدستور لگے رہیں۔ اور کبھی کبھی حالات سے مطلع کرتے رہیں۔

ہیچمدان سلیمان

۷۸۶

مدراس مکتوب نمبر ۱۳

۲۴ جون ۴۸ ۱۹ء

بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ

حضرۃ الشیخؒ :- بھوپال

عزیزی وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :- گذارش ہے کہ میں کاروباری سلسلے میں مدراس آیا ہوا ہوں۔ آپ کا ہدایت نامہ مجھے یہاں ملا۔ افسوس دنیاوی مشاغل میں پھنس کر بروقت احوال سے آگاہ نہ کرسکا۔ معاف فرمائیں

معاشی طور پر مجھے اب تک اطمینان نہیں ملا۔ خرچ روز بروز بڑھتا جاتا ہے، مگر آمدنی کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہوا، اس لئے ہر وقت متفکر رہا کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں طبیعت بھی مضمحل ہوتی جاتی ہے۔ جس کے باعث اپنے معمولات سے بھی محروم ہوں۔ علاوہ آج کل دل سے خدائے پاک کا خوف اُٹھ گیا ہے۔ غیر عورت کی طرف دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ ذکر میں کمی پیدا ہوگئی ہے۔ عبادات کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ سستی اور کاہلی پیدا ہوئی ہے۔ نوافل اور اوراد وظائف سے یک لخت محروم ہوگیا ہوں۔ ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ دل شقی ہو گیا ہے۔ اپنی موجودہ غفلت اور خدائے پاک سے دوری دیکھ کر مجھے سخت افسوس ہوتا ہے۔ دنیاوی فکر نے مجھے خدا کی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ نہ معلوم کب دنیاوی تفکرات سے چھٹکارہ ملے گا۔ بہت پریشان ہو گیا ہوں۔ دنیا میرے سامنے اندھیر ہو گئی ہے۔ میں سخت متفکر ہوں۔

حضرۃ الشیخ رحؒ: افکار کے سبب معمولات میں فرق آجانا گو طبعی بات ہے۔ تاہم کوشش اس کی کرنی چاہیئے کہ فرق کسی حال میں نہ آنے پائے گھبرانے کی بات نہیں۔ توبہ و استغفار کے بعد پھر لگ جائیے۔

اضطراب نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رزاقی پر بھروسہ کریں۔

مسترشد: انشاء اللہ بتاریخ ۲۷ ماہ رواں کلکتے کو روانہ ہو رہا ہوں۔ وہاں سے انشاء اللہ چٹگاؤں چلا جاؤں گا۔ دل آپ کی طرف لگا ہوا ہے خدا جلد قدم بوسی کے شرف سے مستفیض فرمائے

آمین۔ والسلام

ناچیز خادم

ملیبار علی۔ مدراس

حضرۃ الشیخ رحؒ: انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات کی راہ بشرط حیات نکلے گی۔

والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب نمبر ۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

بخدمت مخدومی ومطاعی قبلہ صاحب دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- عزیزی - ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- گزارش اینکہ اس کے قبل خادم ایک خط خدمتِ اقدس میں ارسال کر چکا ہے - بہت دن سے ہدایات سے محروم ہے

حضرۃ الشیخؒ :- خط کا جواب گیا - افسوس ہے کہ آپ کو نہیں ملا - آج کل ڈاک کا یہی حال ہے

مسترشد : آج کل کاروباری خستہ حالی کے باعث قرض کا واجب الادا بوجھ میرے سر پر پڑا ہوا ہے - علاوہ کاروباری حالت دن بہ دن ناگفتہ بہ ہوتی جاتی ہے، جس کے باعث آئے دن پریشانی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے - ان پریشانیوں کا برا اثر صحت پر بھی پڑ رہا ہے - اللہ رحم کرے - علاوہ موجودہ زمانے کے ناخوشگوار حالات نے پریشانی میں مزید اضافہ کر دیا ہے - رات دن تفکر میں لمحات گزارنا پڑا ہے - ایسے نازک ترین وقت پر ہم جیسے نابکار گنہگار لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے - کس طرح اپنی زندگی کو سنوارنا اور گزارنا چاہیئے - سمجھ میں نہیں آتا - خادم بہت ہی متفکر ہے - اور آئے دن حضرات والا کے ہدایت نامے کا انتظار کرتا ہے -

حضرۃ الشیخؒ :۔ جی ہاں! پریشانی کی حالت میں طبعاً طمانیت نہیں ہوتی۔ مگر اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کا وقت بھی یہی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت اور تجارت کی کامیابی دیں۔

مسترشد :۔ ایک طرف گھر والے جو اپنے ساتھ نہیں ہیں، ان کی فکر ہے اور دوسری طرف موجودہ کاروباری خستہ حالی کے باعث جو قرض واجب الادا ہے اس کی ادائیگی کی فکر ہے

بعض اوقات میری حالت پریشانی کے باعث ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے، اس پر بزرگوں کے فیض سے محروم ہونے پر ناقابلِ تحمل صدمہ اور پریشانی ہوتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ : یہ احساس بھی نعمت ہے۔ کتنے ایسے غافل ہیں کہ ان کو اپنی غفلت پر ندامت بھی نہیں ہوتی۔

مسترشد : بفضلِ خداوند پاک، حسبِ ارشاد حضرت والا، عمل کرنے پر غضِ البصر مرض میں تخفیف ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ پاک استقامت عطا کرے۔ آمین۔

حضرۃ الشیخؒ : بحمد اللہ تعالیٰ غضِ البصر کے مرض میں تخفیف ہے یہ مرض پوری کوشش اور اپنے کو قابو میں لائے بغیر نہیں جا سکتا۔ الا ما شاء اللہ

مسترشد : الحمد للہ، بفضل خدائے ذوالجلال، صبح کی نماز باجماعت ادا ہوتی ہے۔ اور معمولات بھی پابندی کے ساتھ ادا کر رہا ہوں۔ اللہ

پاک کے فضل وکرم سے دل بھی مالکِ حقیقی کی طرف مائل سا ہو گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ تہجد کی ادائیگی میں کاہلی ہو جاتی ہے اور کچھ خوف معلوم ہوتا ہے، جس کے باعث تہجد سے محروم ہوں۔ اللہ پاک تہجد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ معمولات کی پابندی پر مبارک باد۔ تہجد کی ادائیگی میں خوف ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔

موجودہ پریشانیوں کے باعث بہت ہی متفکر اور مضطرب ہوں۔ کیا کروں۔ کس طرح اس سے نجات ملے گی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اللہ پاک میری پریشانیاں رفع فرمائے۔ آمین

صرف آپ کی ہدایات کا منتظر ہوں

والسلام

آپ کا ناچیز خادم

طالب دعا۔ ملیا علی

چٹگام۔ ۴ر اکتوبر ۱۹۴۸ء

حضرۃ الشیخؒ: دعا کیجئے اور قوت بھر تدبیر میں لگے رہیئے۔ آخر وقت تک ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ بھروسہ رکھیئے اس کے در سے کوئی ناامید نہیں ہوتا۔ والسلام

فقیر ہیچمدان سید سلیمان

۱۲ ذیحجہ ۱۳۶۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

مکتوب نمبر ۱۵

۲۵ر جولائی ۱۹۴۸ء

مطابق ۱۷ر رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ

بخدمت مخدومی و مولائی قبلہ گاہی دام برکاتکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیز مکرم ۔ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :۔ الحمد للہ یکم رمضان المبارک سے باقاعدہ معمولات ادا کر رہا ہوں۔ خدائے پاک دوام عطا کرے ۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ استقامت اور مداومت ہر علاج کا اصلی اصول ہے خدا کرے اب آپ کو استقامت نصیب ہو۔

مسترشد :مگر افسوس کہ بدنظری کا مرض ترقی کر رہا ہے۔ ہر چند تدارک کر رہا ہوں تاہم مبتلا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم کلکتے میں جس مکان میں مقیم ہیں اس کے اطراف عورتیں رہا کرتی ہیں۔ وہ بھی عریانی کے ساتھ۔ اس لئے ہر چند کوشش کے باوجود دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اللہ پاک نیک توفیق عطا فرمائے اور بُرے خیالات اور بُرے افعال سے بچائے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بدنظری کا انسداد تو امور اختیاریہ میں ہے ۔ آپ

عزیمت کریں کہ نظر اٹھا کر بالقصد نہیں دیکھیں گے اور اتفاقاً نظر پڑ جائے۔ تو دوبارہ نظر نہیں اٹھائیں گے۔ ایسے موقع پر لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھ کر قوت حاصل کریں۔

مسترشد: طبعی کمزوری اور بیماری کے باعث خادم بہت پریشان تھا۔ مگر خدائے پاک کی مہربانی سے حضرت قبلہ حاجی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی سے تعلق پیدا ہو گیا ہے اور اب حضرت والا کا روحانی علاج جاری ہے۔ اُمید ہے کہ خدائے پاک صحتِ کامل عطا فرمائیں گے۔ حضرت قبلہ گاہی نے تعویز وغیرہ عنایت فرمایا ہے جسے پہنا ہوا ہوں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک صحت عطا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ: حاجی صاحب کا تعلق اُمید ہے آپ کے لئے نافع ہو گا۔ بڑے اللہ والے بزرگ ہیں۔

مسترشد: یہاں ہمیں کاروبار میں تقریباً پندرہ ہزار کا خسارہ ہو گیا ہے۔ اس لئے میں بہت پریشانی ہوں کہ اتنی بڑی رقم کس طرح ادا ہو گی۔ رات دن قرض کی ادائیگی کی فکر دامن گیر ہے۔ اللہ پاک رحم کرے اور ہم کو اس سے سبک دوش کرے۔ آمین۔ فقط۔ فی الوقت پریشانی ہے

والسلام۔ آپکا ناچیز خادم ملیا علی

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ آپ کی مشکل کو حل کریں۔ اور آپکی مدد فرمائیں

والسلام۔ فقیر ہیچمداں۔ سید سلمان

۲۴ رمضان ۱۳۶۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

مکتوب نمبر ۱۶

بخدمت مخدومی و مولائی و قبلہ گاہی دام فیضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- ۱۹ ؍ محرم ۱۳۶۸ھ

عزیزی و حبیبی شفاکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :- الحمد للہ۔ بعد از شدید انتظار، کچھ دن پہلے حضرت والا کا فیض نامہ موصول ہو کر مستفیض ہوا۔ خدا ہم سب کو اپنی معرفت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

خدائے قدوس سے میری دلی دعا ہے کہ حضرت والا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم جیسے گناہگاروں کو فیضِ باطن سے بہرہ یاب ہونے کا زیادہ سے زیادہ موقع ملے۔ آمین۔ ثم۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :- آمین

مسترشد :- آج کل بفضلِ خداوندِ رحیم اپنے معمولات پر پابندی کے ساتھ عمل کر رہا ہوں۔ مگر تہجد کے لئے جب جاگتا ہوں تو طبعاً دل میں ایک قسم کا خوف محسوس ہوتا ہے اور وضو کرنے کے لئے یا رفع حاجت کو جانے کے لئے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ تاہم خادم ہمت کر کے جاتا ہے مگر ڈر کی وجہ سے کچھ پریشانی ہے۔ یہ شاید شیطانی وسوسہ ہے

اس کے لئے کوئی تجویز بتلادیں تو اچھا ہوگا، تاکہ ماسوا اللہ کا خوف زائل ہو جائے اور خداوندِ حقیقی کا خوف دل میں بیٹھ جائے

حضرۃ الشیخؒ :۔ خوف کس بات کا ہے۔ محض وہم ہے۔ آپ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ لیں۔ آمین

مسترشد :۔ الحمد للہ غض بصر کے مرض سے بھی نجات ہوئی۔ آپ کے ارشادات عالیہ پر عمل کرتا ہوں۔ دعا فرمائیں کہ خداوند پاک کی عظمت ومحبت دل میں کوٹ کوٹ کر بھر جائے اور خادم نعمت قرب سے مالا مال ہو جائے۔

حضرۃ الشیخ : الحمد للہ کہ فائدہ ہوا۔ مزید کوشش جاری رکھیں۔ بے خوف نہ ہونا چاہیئے۔

مسترشد :۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ، دلی بے چینی اور اضطراب بفضل خدا قدرے کم ہو گیا ہے۔ مگر بیرونی پریشانی میں کمی نہیں ہوئی ہے۔ قرض کی ادائیگی کی فکر اور ساتھ ہی ساتھ اقتصادی ومالی کمزوری کے باعث خادم پریشان ہے۔ خداوندِ پاک جلد سے جلد قرض سے بری کرے اور بقدر ضرورت حلال وپاک رزق عنایت فرما کر ہماری موجودہ پریشانی رفع فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ : اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلوں کو حل فرمائیں اور رزق حلال بخشیں۔

مسترشد :۔ دعا فرمائیں، خداوندِ پاک کی معرفت وقربت سے خادم بہرہ ور ہو جائے اور ہم سب کا خاتمہ بحسن ہو جائے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

مسترشد :۔ نماز میں حضورِ قلب نہیں ہوتا۔ خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر دل منتشر رہتا ہے۔ اس لئے نادم ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ کوئی حرج نہیں آپ کوشش کریں اگر حاصل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اس وقت دعواتِ عبدیت کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ صحیح اسلامی تعلیم اور ایمانی ولولہ پیدا ہو جائے اور حقیقی مسلمان کی حیثیت سے دربار الٰہی میں پہنچ جاؤں۔ یہی میری دلی آرزو ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ مطالعہ جاری رکھیں۔

مسترشد :۔ یہاں اردو میں بہترین کتابیں نہیں ملتی ہیں۔ اس سے تفکر بڑھتا ہے۔ کوئی اچھی سوسائٹی بھی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں گھر والے بھی ساتھ نہیں ہے۔ بارہا خیال ہوتا ہے کہ گھر والوں کو ساتھ رکھوں مگر کاروباری حالت غیر تسلی بخش ہونے کی وجہ سے کچھ تردد ہوتا ہے۔ مگر ساتھ نہ ہونے پر بھی پریشانی ہوتی ہے۔ کیا کیا جائے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ خدا ہی مدد فرمائے اور صحیح راہ بتلائے، زیادہ کیا عرض کروں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ طبیعت کو مصروف رکھنے کے لئے تاکہ لغویات کی طرف متوجہ نہ ہو، مطالعہ مواعظ میں مصروف رہیں۔

مسترشد :۔ آخر میں میری التجا ہے کہ میری صحت کے لئے ہر وقت دعا کریں۔ باوجود علاج کے صحت ہر وقت ناسازی رہتی ہے۔ نہ

معلوم خداوندِ پاک کی مصلحت کیا ہے۔ اگر اس کو یہی منظور ہے تو مجھے بھی کوئی عذر نہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو صحت بخشیں۔ راضی برضا ہونے کے یہی معنی ہیں۔

مسترشد: آپ بزرگوں کی دعاؤں کا طالب اور ہدایات کا منتظر ہوں

والسلام

آپ کا ناچیز خادم ملیا علی

چٹگام ۱۴؍ نومبر ۱۹۴۸ء

حضرت الشیخ: والسلام

فقیر سیچدان سید سلیمان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیگانگ مکتوب نمبر ۱۷

۵؍ دسمبر ۱۹۴۸ء

بخدمت اقدس مخدومی ومطاعی قبلہ صاحب دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخؒ:۔ محبی۔ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ الحمد للہ حضرت والا کا ہدایت نامہ باعثِ فیض ہوا۔ ہدایت

نامے کے ملنے پر دلی سکون حاصل ہوا۔ خدا کرے۔ خادم زیادہ سے زیادہ اطمینانِ قلب کی دولت سے مالا مال ہو جائے اور ہم سب خداوندِ قدوس کے مقرب بندے ہو جائیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

مسترشد:۔ افسوس ہے کہ خادم اپنے دنیاوی دھندوں میں پھنس کر بزرگوں کی صحبت سے محروم ہے۔ اس لئے علمی معلومات سے فیضیاب نہیں ہو سکا۔ علاوہ ازیں بزرگوں کی صحبتِ اقدس سے جو طہارت اور تقویٰ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس سے خادم محروم ہے۔ کاش! کچھ دن بزرگوں کی صحبتِ مقدس میں رہنے کا موقع ملتا اور اپنے اندر نیک صفات پیدا کر لیتا۔ خیر مشیئت کو یہی منظور ہے اور ہو رہا ہے نہ معلوم دلی آرزو کب خداوندِ تعالیٰ پوری کرے گا۔ دعا فرمائیں کہ زندگی کے کچھ ایام بزرگوں کی صحبتِ مقدس میں کروانے کا موقع عطا ہو تاکہ حقیقی ایمان کی روشنی اور ملکۂ تقویٰ پیدا ہو جائے

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ تمنا اور آرزو خود بھی برکتوں کا موجب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسترشد:۔ دو چار روز پہلے تقریباً تین بجے رات کو ایک خواب نظر آیا۔ ایک نامعلوم جگہ پر کچھ اجنبی آدمی جمع ہیں۔ میں بھی وہاں ہوں گفتگو عزمِ حج کی ہے۔ سبھوں نے مجھ سے کہا۔ حج کو چلئے۔ اور چلنے پر زور دیا اور کہا کہ کل ہی روانہ ہونا ہے۔ خادم بخوشی تیار ہو گیا۔ میرے

ساتھ ایک اور شخص نے تیاری کا اظہار کیا اور میں نے بھی تیاری کر لی پھر رخصت ہوتے وقت مصافحہ کرنے لگا۔ ان میں دو شخص جذام یا برص کے مریض تھے۔ ان سے بھی مصافحہ کرنے کی نوبت آئی۔ احتیاطاً مصافحہ کیا اور صابون سے ہاتھ دھولیا۔ اس کے بعد نیند ٹوٹ گئی۔ نہ معلوم خواب کس قسم کا ہے۔ کچھ تردّد ہوگیا ہے۔ اللہ محفوظ رکھے۔

حضرۃ الشیخؒ: کیا آپ کچھ ایسے لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں جن سے تعلق نہ رکھنا چاہیئے۔

مسترشد: حضرت قبلہ حاجی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی کی واپسیٔ حج کی خبر اب تک نہیں ملی۔ حضرت والا کی خبر نہ ملنے پر خادم پریشان ہے کیونکہ روانگی کے وقت حضرت قبلہ گاہی کچھ علیل تھے۔ بمبئی کے پتے پر خط ارسال کر چکا ہوں۔ مگر جواب نہیں آیا۔ اس لئے تردّد پیدا ہوا ہے۔ حضرتِ والا کی خبر کا منتظر ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ: حضرت حاجی صاحب ابھی تک واپس نہیں آئے ہیں۔

مسترشد: الحمد للہ ثم الحمد للہ، بفضل خداوندِ قدوس معمولات ادا ہو رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ استقامت اور دوام عطا فرمائے۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ: الحمد للہ تعالیٰ۔

مسترشد: غضِ البصر کے مرض سے بھی کچھ نجات ملی ہے۔ ہمت سے کام لے رہا ہوں اور لاحول پڑھ لیتا ہوں۔ علاوہ ازیں رات کے وقت بھی لاحول پڑھ لیتا ہوں۔ اب تک خدا کے فضل سے تہجد بھی ادا ہو رہی

ہے۔ دعا فرمائیں۔ مزید ہدایات کا منتظر ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ: ہمت و عزیمت سے یہ راہ طے ہو سکتی ہے اور اس کا مراقبہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ آنکھوں کے اشارے کو بھی دیکھتے ہیں۔

مسترشد: بفضل خدا مواعظ کا مطالعہ جاری ہے مگر کاروباری انہماک کی بدولت مطالعے کے لئے وقت بہت ہی کم ملتا ہے

تقسیم ہند کے بعد ہمارے سامنے ایک پیچیدہ سوال پیدا ہوا ہے ہمارا کاروبار اس وقت پاکستان میں ہے اور اہل و عیال ہندوستان میں۔ ایسے میں کیا کرنا چاہئیے سمجھ میں نہیں آتا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم کچھ متفکر ہیں۔ خدا کرے دونوں ملکوں میں خوشگوار تعلق پیدا ہو جائے اور آزادی کے صحیح لطف سے تمام آدمی بہرہ ور ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ: یہ مشکل بہتوں کے سامنے ہے۔ آپ اپنے اہل و عیال کو آہستہ آہستہ اپنے پاس بلالیں

مسترشد: ہدایات کا منتظر ہوں۔ زرین ہدایات سے مستفید فرمائیں۔ خدا سے دعا ہے، جناب والا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین والسلام

آپکا خادم۔ طالب دعا ملیاعلی۔ ۳۰ صفر ۱۳۶۸ھ چٹگام

حضرۃ الشیخؒ: والسلام

ہیچمدان سید سلیمان ۹ صفر ۱۳۶۸ھ

مکتوب نمبر ۱۸

۷۸۶

بخدمت مخدومی و مولائی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضرۃ الشیخؒ :- محب عزیز- ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مسترشد :- گذارش اینکہ اس کے قبل ایک خط ارسال خدمت اقدس کر چکا ہوں اور جواب کا منتظر ہوں۔ مگر نہ معلوم اب تک ہدایات سے محروم کیوں ہوں؟ شاید حضرت والا کسی دوسری جگہ گئے ہونگے بہر حال حضرت والا کی خیریت معلوم کرنے کے لئے خادم بیحد بے قرار مضطرب ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- جواب بھی گیا شاید ڈاک میں ضائع گیا۔

مسترشد :- ۱۹ر جنوری کو میری بڑی کی بڑی لڑکی بعمر ۱۶ سال عین جوانی کے عالم میں، مدت تک مرض میں مبتلا رہنے کے بعد آخر کار اس دنیا سے رخصت ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مجھے ۲۰ جنوری کو انتقال پُرملال کا تار ملا اور سخت افسوس اور صدمہ ہوا، کیونکہ بہت سی اُمیدیں اس سے وابستہ تھیں۔ مگر

" اے بسا آرزو کہ خاک شد "

خدا کی مصلحت ہے، ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مالک کی مرضی پر اپنی مرضی کو قربان کرنا ضروری سمجھ کر صبر کیا اور دعائے مغفرت کی۔ اللہ پاک مرحومہ

کو جنت الفردوس عنایت فرمائے۔

کئی روز تک اسی پریشانی اور غم میں مبتلا رہا۔ ساتھ ہی ساتھ آپ کی طرف سے ہدایت نامہ نہ ملنے پر بے حد متفکر و متردد ہو گیا ہوں خادم حضرت والا کے ہدایت نامے کا منتظر ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت اور آپ لوگوں کو سکون بخشیں۔

مسترشد:۔ خدا کے فضل سے کئی روز کے ناغے کے بعد اب چند دن سے تہجد کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ خدائے پاک رغبت و توفیق عنایت فرمائے۔

حضرۃ الشیخ:۔ ناغے کا سبب کیا تھا؛ اگر سستی تھی تو اصلاح کے قابل ہے۔ اور اگر کوئی مجبوری تھی تو خیر۔

مسترشد: گذشتہ خط میں اپنی کوتاہیاں تجویز کر چکا ہوں۔ افسوس ہے کہ بزرگوں سے بہت دور ہونے کی وجہ سے فیض صحبت سے محروم ہوں۔ دل یہی چاہتا ہے کہ بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کرتا رہوں۔ تاکہ اصلاح و درستی ہو جائے

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابیں دیکھا کریں۔ اس میں بھی صحبت کی برکت ہے۔

مسترشد: خیر خداوندِ قدوس کی یہی مشیئت اور مصلحت ہے۔ میں کیا کروں!!

آئے دن پریشانیاں اور تکلیفیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ اطمینان نصیب نہیں۔ نہ معلوم کب بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کرنے کا موقع ملے گا

خداوندِ پاک بقدرِ ضرورت حلال و پاک رزق عنایت فرماکر اطمینان کے ساتھ مجھے اپنی زندگی اسلامی اصولوں پر ڈھال کر بسر کرنے کا موقع عنایت فرمائیے۔ لہٰذا دعا کیجئے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

مسترشد:۔ خدا کے فضل سے بدنظری سے بچتا آیا ہوں۔ دعا فرمائیں علاوہ ازیں تہجد اور تسبیح دوازدہ اور صبح کی نماز کے بعد تین ہزار مرتبہ اللہ کا ذکر، توبہ، دیگر اوراد، مناجات مقبول اور قرآن پاک کی مختصر تلاوت ہر روز ہو رہی ہے۔ خدائے ذوالجلال توفیق و رغبت زیادہ سے زیادہ عنایت فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

مسترشد: اب مجھے اپنے معمولات میں اور کیا کرنا چاہیئے اور کن چیزوں سے احتیاط برتنا ضروری ہوگا۔ خدا کرے میں جلد سے جلد اپنی اصلاح کر اسکوں اور حقیقی مسلمان اور خدا کا مقرب بندہ بن جاؤں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ پہلے ان باتوں پر ہدایت ہو جائے تو آگے بڑھیئے۔

مسترشد، حضرت والا کے ارشادات عالیہ کا منتظر ہوں۔ ۳۱ جنوری اور یکم فروری کو آقائی مخدومی حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب مدظلہ العالی یہاں تشریف فرما تھے۔ بفضل خدا، ملاقات کے شرف سے نوازا۔ دو تین مرتبہ ملاقات کے لئے گیا تھا۔ اور وعظ میں بھی شرکت کی تھی۔ حضرت سے ملنے کے بعد دلی تفکر

میں کچھ کمی ہوئی۔ فقط والسلام

حضرۃ الشیخ: اللہ تعالیٰ فائدہ بخشیں

مسترشد: خیریت جاننے کے لئے مضطرب ہوں

آپ کا ناچیز خادم۔ طالب دعا

ملپا علی

حضرۃ الشیخ: فقیر ہیچمدان سلیمان

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ

مکتوب نمبر ۱۹

۶۸۶

مسترشد: بخدمت مخدومی ومولائی وآقائی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخ: عزیزی وحبیبی ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد: الحمد للہ ہدایت نامہ کل دست رس ہوا اور دل مسرور ہوا۔ خداوند پاک حضرت والا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

خدا کے فضل وکرم سے خادم پابندی کے ساتھ مغرب کی فرض نماز کے بعد چھ رکعت نفل نماز، عشاء کے بعد آٹھ رکعت نفل کے علاوہ نماز صبح کے بعد مناجاتِ مقبول اور تین ہزار مرتبہ اسم ذات اور قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا۔ صرف تہجد کی نماز اور تسبیح دوازدہ

ناغہ ہوگئی تھی۔ وہ بھی سستی سے ناغہ نہیں کرتا تھا۔ گاہے گاہے علیل رہا کرتا ہوں اور بباعثِ علالت ناغہ ہوجاتا ہے۔

حضرۃ الشیخ۔ بارک اللہ تعالیٰ۔

مسترشد: علاوہ اس کے سب سے بڑا سبب ناغہ ہونے کا یہ ہے کہ جب تہجد کے وقت نیند ٹوٹتی ہے تو دل میں ایک قسم کا خوف رہتا ہے اور مارے ہیبت کے باہر جاکر وضو کرنے کو ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اس لیئے بسا اوقات تہجد اور تسبیح دوازدہ سے محروم رہا کرتا ہوں۔ گزشتہ شب دو بجے نیند ٹوٹی۔ مگر دل میں ایک قسم کا خوف تھا۔ باہر جانے میں پس وپیش ہوا۔ جب باہر ایک آدمی کی موجودگی کا علم ہوا۔ تو خدا کا نام لے کر باہر گیا۔ اور وضو کیا۔ نہ معلوم ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اور اس کمزوری کو کس طرح دفع کرنا چاہیئے۔ تاکہ خادم سیہ کار تہجد اور تسبیح دوازدہ بھی پابندی کے ساتھ ادا کرسکے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ رات کو اٹھنے میں ڈر معلوم ہونے کا سبب کیا ہے ایسے وقت یہ آیت پڑھ لیجئے۔

واللہ یعصمک من الناس واللہ خیر حفظاً و هو ارحم الراحمین۔

مسترشد:۔ دعا فرمائیں کہ خداوندِ قدوس میرے دل سے یہ خوف نکال دے۔ اور اپنی بندگی کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دل سے اس ڈر کو نکالے

مسترشد:۔ انشاء اللہ باقاعدہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں دیکھتا رہوں گا۔ مقروض ہونے کے باعث اور فی الحال ذرائع آمدنی محدود ہونے کی وجہ سے خادم قدرے پریشان ہے۔ اللہ پاک موجودہ پریشانیاں دور فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ: ضرور دیکھا کیجئے بہت نافع ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانی کو دور فرمائے۔

مسترشد:۔ آج کل کچھ تعجب انگیز اور خوفناک خواب نظر آتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ: پرواہ نہ کیجئے۔ اپنا کام کیجئے۔

مسترشد:۔ گزشتہ خط ضائع جانے پر سخت افسوس و ملال ہوا۔ خادم منتظر تھا۔ خادم بزرگوں کے ہدایت نامے کے لئے منتظر و مضطرب رہتا ہے۔ فقط

بعض اوقات دل بے حد اداس اور پریشان و تنگ رہتا ہے۔ اللہ پاک جلد سے جلد اپنی قربت سے سرفراز فرمائے۔ آمین والسلام

آپکا نادان ناچیز خادم

ملپا علی۔ ۲۴ فروری ۱۹۴۹ء ڈھیگاؤں

حضرۃ الشیخؒ: الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے

فقیر ہیچمدان سلیمان

۶ مارچ ۱۹۴۹ء

مکتوب نمبر ۴۰

۷۸۶

مسترشد:۔ بخدمت مخدومی و مولائی مرشدی قبلہ دام برکاتہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ : محبت عزیز ۔ زادکم اللہ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ کوئی ہفتہ عشرہ ہوا ہے کہ پشت پر ایک قسم کا زہریلا پھوڑا بشکل سرطان (اودھا پھوڑا) نکل آیا ہے۔ کئی روز تک بہت حیران رہا۔ اب بفضل خدا ڈاکٹری علاج پر روبہ افاقہ ہوں۔ ڈاکٹر نے بہت احتیاط کے ساتھ ایک روز میں چار پنسلین کے انجکشن دیئے اور تین چار مرتبہ مرہم پٹی بدلوائی۔ بعدہٗ خدا کی رحمت سے صحت ہو رہی ہے۔ جمعہ کے روز بہت پریشانی تھی۔ خیر خدا کا فضل ہے۔ اب خادم لکھنے کا اہل ہو گیا ہے

حضرۃ الشیخ :۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ کو صحت نصیب ہوئی ۔

مسترشد : اولاً اپنی موجودہ ناگفتہ بہ حالات کے باعث پریشان تھا ہی۔ اس میں اچانک مرض نے مجھے اور پریشان کر دیا۔ اللہ صاحب کی مرضی یہی تھی۔ وہ ضرور ہماری موجودہ پریشانی رفع فرمائیں گے اس وقت بہت کمزور ہوں۔ علاج جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین۔ دعا فرمائیں ۔

حضرۃ الشیخؒ : اللہ تعالیٰ شفائے کامل عطا فرمائے ۔

مسترشد: حضرت والا کا ہدایت نامہ باعث فیض ہوا۔ علالت کے باعث جواب میں تاخیر ہوئی۔

میرا ذاتی ارادہ ہمیشہ یہی رہا ہے کہ اپنے گاؤں کے قریب ہی محدود طریقے پر بقدرِ ضرورت رزق حاصل کروں مگر افسوس اپنے ارادے کے خلاف حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ مجبوراً چٹگاؤں آنا پڑا۔ ورنہ میرا ذاتی ارادہ چٹگاؤں آنے کا نہیں تھا۔ اب بھی دل چاہتا ہے کہ وطن یا وطن کے قریب ہی محدود طریقے پر زندگی بسر کروں۔ مگر اس وقت قرض کا بہت ہی بڑا بوجھ سر پر ہے۔ اس کے ادا کئے بغیر دوسری طرف رُخ نہیں کر سکتا۔ اگر میں تنہا ہوتا تو کچھ حرج نہ ہوتا۔ مگر میرے ساتھ بہن کے دو داماد ہیں اور ایک چھوٹا بھائی بھی۔ ان سب کے باعث مجھے زیادہ فکر لگی ہوئی ہے۔ قرض کے لئے بہت پریشان ہوں۔ اللہ پاک مجھے اس سے جلد آزاد کرا دے۔ آمین

جب میری حالت زیادہ خراب ہوئی اس روز دو وقت کی نماز ادا نہ کر سکا۔ انشاء اللہ بعد صحت قضا پڑھنے کا ارادہ ہے۔

اگر مرض کی حالت میں خبر سے یا بلا خبر احتلام ہو جائے اور مریض اپنی علالت کے باعث غسل نہ کر سکے تو صرف وضو کر کے نماز پڑھنا جائز ہے؟ میں نے تو صرف وضو پر اکتفا کر کے نماز پڑھ لی ہے۔ اگر نماز نادرست ہوئی تو انشاء اللہ قضا کر لوں گا۔

حضرۃ الشیخ : غسل کی نیت سے تیمم کیا جائے اور اس کے بعد نماز پڑھی جائے۔ صرف وضو کافی نہیں۔

مسترشد : ارشادات کا منتظر ہوں۔ دعا فرمائیں، اللہ پاک اپنی قربت سے نوازے اور موجودہ پریشانی رفع فرمائے۔ والسلام

آپ کا علیل و ناچیز خادم

طالب دعا، ملیا علی

۲۶؍اپریل ۱۹۴۹ء چٹگاؤں

حضرۃ الشیخؒ :- آمین

بندۂ ہیچمدان

سید سلیمان۔ ۷؍مئی ۱۹۴۹ء

مکتوب نمبر ۲۱

۷۸۶

بخدمت اقدس حضرت مخدومی و مرشدی قبلہ دام فیضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخؒ : عزیز مکرم۔ زادکم اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد : گزارش ہے کہ بفضل خداوند کریم اب صحت رو بہ افاقہ ہے خط کا شکر ہے، کچھ روز سے معمولات پر عمل کر رہا ہوں۔ اللہ پاک استقامت عطا فرمائے۔ علاوہ اثنائے مرض کی نمازوں کو دوبارہ

ادا کر رہا ہوں۔ اللہ قبول فرمائے

حضرۃ الشیخ: آمین

مسترشد:۔ کل رات قریب ڈیڑھ بجے، نیند میں ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے مجھے چونکا دیا۔ میں مارے خوف کے بیدار ہوا۔ دل کانپ رہا تھا۔ وقت دیکھا تو ڈیڑھ بج چکا تھا۔ کچھ دیر کے بعد تہجد اور تسبیح دوازدہ ادا کیا۔ بعض وقت رات کو ایسا ہوتا ہے۔ نہ معلوم ایسا کیوں ہوتا ہے۔ شاید غفلت سے جگانے کے لئے ایسا ہوتا ہوگا۔ ایسے وقت میں کیا کرنا چاہیئے۔ بہت دیر تک دل کانپتا رہتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ کوئی بات خوف کے قابل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ وقت پر بیدار کر دیا گیا۔

شاید آپ کا معدہ اچھا نہیں۔ ہضم صحیح نہیں ہوتا۔ اس سے یہ صورت پیش آتی ہے۔ آپ کو کسی طبیب سے پوچھ کر سونے سے تین گھنٹے پہلے کھانا کھانا چاہیئے

مسترشد:۔ ہر وقت دل کو ذکر میں مشغول رکھنا چاہتا ہوں۔ مگر اکثر غفلت میں وقت گزر جاتا ہے۔ اللہ پاک اپنی یاد سے غافل نہ کرے۔ دعا فرمائیں۔

حسب ارشاد کام میں لگا ہوا ہوں۔ اللہ پاک قبول فرما کر منزل مقصود تک پہنچا دے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی مواعظ کا مطالعہ باقاعدہ کر رہا ہوں۔

افسوس، کہ یہاں پر حضرت قبلہ کی تصنیف شدہ کتابیں نہیں ملتیں کئی روز سے جنابِ والا کی کتابیں دیکھنے کا ارادہ ہوگیا ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت والا کی کون کون سی کتابیں میرے دیکھنے کے قابل ہیں۔

حضرۃ الشیخ رح : میری کوئی کتاب دیکھنے کے قابل نہیں۔ تاہم اگر دیکھنا چاہیں تو سیرۃ النبی ﷺ کی جلدیں پڑھیں۔

مسترشد :۔ خداوندِ پاک رزق کی کشادگی کردیتا تو خادم حسب ارشاد بہت سی کتابیں خرید لیتا۔ افسوس، اب تک محرومی ہے۔ اللہ پاک کا فضل ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں حضرت مولٰنا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی (جو یہاں کے دارالعلوم کے پرنسپل ہیں) سے پڑھنے کے لئے لے لیتا ہوں۔ اور بعد از مطالعہ واپس کر دیتا ہوں۔ خداوندِ پاک کی یہ بھی ایک بہت بڑی رحمت ہے

قرض کے لئے بہت متفکر ہوں۔ اللہ پاک جلد قرض کا بوجھ ہلکا کردے اور عافیت کے ساتھ اپنی طاعات وعبادات کرنے کا موقع مہیا فرمائے۔

حضرۃ الشیخ رح :۔ ادائے قرض کے لئے تدبیر کے ساتھ دعا بھی کیا کریں۔

مسترشد : زندگی بے ضابطگی کے ساتھ بسر ہو رہی ہے۔ اللہ پاک صحیح معنوں میں مسلمان بنا کر خاتمہ بخیر کرے۔ آمین

حضرۃ الشیخ رح :۔ آمین

مسترشد ؛۔ خادم ہدایات کا منتظر ہے۔ دعا ہے اللہ پاک حضرتِ والا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور گناہگار، ناچیز خادم کو فیض باطن سے مالامال کرے۔ آمین

کچھ روز سے انوکھے نامعلوم خواب نظر آتے ہیں۔ فقط

والسلام

آپکا ناچیز خادم

طالب دعا، ملپاعلی

۲۲ر مئی ۱۹۴۹ء چٹگاؤں

حضرۃ شیخؒ ؛ یہ معدے کی خرابی سے ہوتا ہے

والسلام

بندہ ہیچمدان سلیمان

مکتوب نمبر ۲۲

۷۸۶

چٹگاؤں

۳ر شعبان ۱۳۶۸ھ

بخدمت مخدومی ومرشدی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخؒ ؛۔ عزیز مکرم۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلیں حل کریں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد:۔ الحمد للہ، بفضلِ خداوندِ کریم اس وقت صحت اچھی ہے۔ صرف ضعف اور پیٹ کی کچھ شکایت باقی ہے۔ اللہ پاک کامل صحت عنایت فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے

مسترشد:۔ الحمد للہ، باقاعدہ تہجد کی ادائیگی بعدِ علالت سے ہو رہی ہے۔ اور ذکر و شغل بھی پابندی کے ساتھ ادا ہو رہے ہیں۔ اللہ پاک استقامت و دوام عطا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

مسترشد: خادم ہدایت عالیہ کے لئے منتظر ہے۔ خداوندِ قدوس اپنی طاعات اور عبادات کی توفیق عطا فرمائے اور مقرب بنالے۔

چند دن سے عجیب انوکھے خواب نظر آرہے ہیں۔ اور اکثر ایک قسم کی دہشت نیند میں دل پر طاری ہو جاتی ہے۔ اور مارے دہشت خوف کے نیند ٹوٹ جاتی ہے۔ مگر فائدہ اس سے یہ ہوتا ہے کہ تہجد ادا ہوتی ہے۔ خدا کا شکر ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ خواب کے پیچھے نہ پڑیں اور ان کو اپنے لئے بہتر ہی سمجھیں۔

مسترشد:۔ کچھ دن قبل خواب میں حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی مدظلہ العالی کو پریشانی کے عالم میں لیٹے ہوئے، کچھ علیل دیکھا بستر ٹھیک نہیں تھا۔ تکیہ وغیرہ ناکافی تھا۔ اور حضرت متفکر و پریشان

حال تھے۔ خادم نے فوراً اپنا تکیہ وغیرہ دے کر حضرت کو تسلی دینی شروع کی۔ لوگ کسی اہم معاملے کے متعلق مشورہ لینے آئے تھے۔ حضرت نے کہا، اس وقت کچھ نہیں بولوں گا۔ پھر میں نے کہا کہ حضرت جلسے میں آکر بیان دیں گے۔ اس کے بعد نیند ٹوٹ گئی۔

پرسوں رات ایک عجیب خواب نظر آیا۔ ہاتھ میں انگریزی اخبار ہے۔ جس میں بھوپال اسٹیٹ کی خبر تھی کہ ہوشیاری سے ہندوستان کے ساتھ ملحق ہوگیا ہے۔ دو عورتیں میرے سرہانے کھڑی ہوکر کچھ ایسی تجویز کررہی تھیں کہ دوسری کوئی نعمت ہم سے چھین لیں۔ مجھے معلوم ہوا اور دل پر خوف طاری ہوگیا۔ نیند ٹوٹ گئی وقت ایک بج چکا تھا۔ دل کانپ رہا تھا۔ حسب ارشاد واللّٰہ یعصمک آیت شریفہ تلاوت کی اور کچھ وقت کے بعد تہجد ادا کی مگر دہشت باقی تھی نہ معلوم یہ سب کیوں ہورہے ہیں۔ اللّٰہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

اس وقت خادم کاروباری خستہ حالی اور واجب الادا قرض کے باعث بہت ہی پریشان اور متفکر ہے۔ سمجھ نہیں آتا، کہ کس طرح اتنی بڑی رقم ادا ہوجائے گی۔ اور اطمینان و عافیت نصیب ہوگی یہی بڑی فکر اور ناقابل برداشت بوجھ سر پر ہے۔ اللّٰہ پاک موجودہ پریشانیاں رفع فرمائیں۔ آپ دعا فرمائیں

حضرۃ الشیخ: فکر اور تدبر کے ساتھ حضرت رب العزت میں دعا

بھی کیجئے ۔۔۔ دُعا کی

مسترشد :۔ حسنِ اتفاق سے حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی یہاں تشریف لائے تھے۔ خدا کا فضل ہے کہ حضرت کی ملاقات سے فیض یاب ہوا۔ اور وعظ سے مستفید ہوا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بزرگوں کی زیارت موجب برکات ہے

مسترشد :۔ وطن کی یاد ستاتی ہے۔ مگر مالی کمزوری کی بنا پر جا نہیں سکتا۔

افسوس کہ ذکر قلبی سے اب تک محروم ہوں اور نماز میں خضوع وخشوع اب تک پیدا نہیں ہوا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ذکر لسانی کی کثرت سے ذکر قلبی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے

مسترشد :۔ چند دن سے فقہی کتابیں پڑھنے کا شوق پیدا ہوا ہے۔ تاکہ مسائلِ شریعت مقدسہ سے بہرہ ور ہو جاؤں۔ چونکہ خادم حضرت امام شافعیؒ کے مسلک پر چلتا ہے۔ اس لئے شافعی فقہ کی کتابیں مطالعہ کرنے کی ضرورت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اردو میں امام موصوفؒ کی کتابیں نایاب دکھائی دیتی ہیں۔ معلوم نہیں اردو میں شافعی فقہ کی کون کون سی کتابیں ہیں۔ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئیے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے تردد ہے صرف ایک کتاب "ریاض النسوان" نامی تھی وہ بھی ارکان اسلام پر مختصراً اردو میں ہے اور دوسری کتاب نظر سے نہیں گزری۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ شافعی فقہ کی کتابیں مجھے اردو میں معلوم نہیں۔ مگر بمبئی والوں میں ایک کتاب مقبول ہے۔ نام یاد نہیں۔

مسترشد: تیمم کے لئے صاف مٹی اگر نہ ملے تو کیا کرنا چاہیئے؟ مثلاً ریل کے ڈبے میں یا کسی شہر کی پختہ عمارت میں، جہاں صاف مٹی ملنا محال ہے۔

اگر کسی شخص کو علاج کے لئے خون کی ضرورت ہو اور دوسری جگہ سے خون نہیں مل سکتا ہو۔ اور عورت اپنے شوہر کے لئے اپنا خون دینے کو تیار ہو تو کیا اس کے خون سے شوہر کا علاج کیا جا سکتا ہے؟ بیوی کا خون شوہر کے جسم میں داخل کرنے کے بعد ازدواجی تعلق رہ سکتا ہے؟ نکاح فسخ تو نہیں ہوتا؟

حضرۃ الشیخؒ :۔ اگر مجبوراً ایسا کیا جائے تو جائز ہے۔ ازدواجی تعلق پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

مسترشد :۔ موجودہ یہودیہ یا نصرانیہ سے مومن نکاح کر سکتا ہے جب کہ اہل کتاب سے نکاح جائز ہے۔

خادم زرین ہدایات کا طالب ہے۔ والسلام

آپکا ناچیز خادم۔ ملیاعلی۔ ۴ جون ۱۹۴۹ء

حضرۃ الشیخؒ :۔ جو اپنے کو یہودیہ یا نصرانیہ کہے اور مانے۔ اس سے مسلمان کا نکاح درست ہے۔ مگر آجکل احتیاط کے خلاف ہے۔ تجربہ شاہد ہے

والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب نمبر ۲۳
۵۸۶

مسترشد: بخدمت مخدومی و مرشدی و مولائی دام برکاتکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیز مخلص
اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلیں دور کرے
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد: اس کے قبل احوال نامہ خدمت اقدس میں پیش کرچکا ہوں۔ اللہ پاک آنجناب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔
افسوس کہ دو روز سے نیند غفلت کی لگتی ہے۔ جس کی وجہ سے تہجد ادا نہیں کرسکا۔ حالانکہ باقاعدہ وقت پر نیند سے بیداری ہوتی ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ کسی سوء اتفاق سے ہو تو حرج نہیں۔ ایسی حالت میں اشراق کے بعد دن میں چند رکعتیں پڑھ لی جائیں۔

مسترشد:۔ طبعی شکایتوں کا علاج جاری ہے۔ اللہ پاک روحانی و جسمانی امراض سے شفا عطا فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

مسترشد:۔ گزشتہ خطوط میں میری موجودہ پریشانیوں کا حال تحریر کرچکا ہوں۔ اب حالت دگرگوں ہوگئی ہے۔ نازک مرحلے پر پہنچ گئے ہیں۔ کئی ماہ سے آمدنی کا ذریعہ بالکل مفقود ہوگیا ہے۔ اور قرض ادا نہ ہونے کے سبب سے معاملہ خراب ہوگیا ہے۔

یہاں تک کہ خانگی حالات بھی ابتر ہوتے جا رہے ہیں۔ کل مدراس سے بھائی جان کا خط آیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ کئی مہینوں سے آپ کی طرف سے روپیہ وصول نہیں ہوا۔ بہت بڑی رقم آپ پر باقی رہنے کے باعث میرے شریک کار (یعنی مالکِ کمپنی مدراس) ناراض ہو کر اب فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔" اس سے بے حد مضطرب ہو کر انہوں نے جلد روپیہ ارسال کرنے کیلئے تحریر فرمایا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ کے ان مشکلات کا علم ہوا۔ میں نے رات آپ کے لئے دعا کی۔ آپ بھی اپنے لئے دعا کریں اور تدبیر بھی کریں۔ کسی مناسب وقت پر یَا وَھَّابُ سو دفعہ پڑھا کریں اور اول و آخر میں تین دفعہ درود پڑھیں۔

مسترشد:۔ خط پا کر میں بہت مضطرب ہو گیا ہوں۔ کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ہمارے لئے بڑے بھائی صاحب کو بھی مصیبت میں مبتلا ہونا پڑا۔ اور خادم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ سخت پریشان ہوں۔ نہ معلوم کس طرح ان کا قرض ادا ہوگا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے

مگر خدا کی شان ہے کہ اتنی بڑی مصیبت سر پر آپڑی ہے اور ظاہری اسباب سب کے سب منقطع ہو گئے ہیں۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ دماغ رات دن متفکر ہے۔ تاہم اللہ کی مہربانی سے دل پر سکون ہے۔

حضرۃالشیخ :۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے ۔ اور تدبیر اور دعا جاری رکھیئے

مسترشد :۔ خیر۔ اللہ پاک جلد سے جلد غیب سے مدد فرما کر ہماری موجودہ ناقابل برداشت مصیبت رفع فرما کر بقدرِ ضرورت حلال رزق کا ذریعہ عطا فرمائے ۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمین

مسترشد :۔ اللہ پاک قناعت وتوکل کی نعمت سے سرفراز فرمائے

حضرۃ الشیخؒ : آمین

مسترشد : اب مجھے کیا کرنا چاہیئے ۔ ارشاد فرمائیں ۔

خادم ارشادات عالیہ کا منتظر ہے ۔ فقط دعا فرمائیں

والسلام

آپکا ناچیز خادم ملیا علی

چٹگاؤں ۱۸؍ جون ۱۹۴۹ء

نبرہ ۔ سید ان سلیمان

۲۶؍ شعبان ۱۳۴۶ھ

مکتوب نمبر ۲۴

۷۸۶

بخدمت اقدس حضرت قبلہ گاہی دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیز مخلص حقق اللہ آمالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ قبل اس کے میری موجودہ معاشی پریشانیوں کا ذکر گذشتہ خطوط میں تحریر کر چکا ہوں۔ روز بروز حالات ناگفتہ بہ ہونے اور نقصانات کا برداشت کرنا طاقت سے باہر ہونے کی بنا پر شریک کار والوں کی یہ رائے ہو گئی ہے کہ کاروبار کو ختم کرلیں اور قرضے کو ہر شریک کار اپنے حصے کے مطابق ادا کرے۔ اس لئے مجبوراً موجودہ کاروبار کو ختم کرنا پڑا اور بغیر ختم کئے دوسرا کوئی چارہ نہیں اس لئے ہم اب پریشان ہیں کہ کیا کریں اور کس طرح قرض سے سبکدوش ہو جائیں

حضرۃ الشیخؒ:۔ حالات کا علم ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں۔ اچھا ہے اگر یہی فیصلہ مناسب ہو۔ شاید اسی میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہو

مسترشد:۔ اس وقت کاروباری حالت بہت ہی خراب ہے۔ بلا مبلغ چھوٹے سے پیمانے پر بھی کسی قسم کا کاروبار نہیں ہو سکتا اور میرے پاس روپیہ نہیں اس لئے بہت ہی متفکر ہوں کہ کیا کروں وطن سے آئے ہوئے ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا اب ضمیر خالی ہاتھ وطن جانے کی کبھی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں کیا کریں کچھ سمجھ میں نہیں آتا اس لئے بڑی پریشانی ہے۔ اسی سلسلے میں ایک ضروری کام کے لئے کلکتے آنا ہوا۔ انشاء اللہ دو ایک روز میں چٹگاؤں جا کر قطعی

فیصلہ کرنا ہوگا

اب میں دنیاوی الجھنوں سے تنگ آگیا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ وطن ہی میں کسی طرح زندگی بسر کروں۔ اللہ پاک میری آرزو پوری کرے۔

حضرۃ الشیخؒ: آمین

مسترشد:۔ ہومیوپیتھی طب سے کچھ واقفیت رکھتا ہوں۔ بعض بہی خواہوں کی رائے یہ ہے کہ طبابت کیا کروں۔ میں نے اب تک پختہ ارادہ نہیں کیا ہے۔ میرے لئے طبی پیشہ کرنے میں کوئی ہرج تو نہیں ہوگا۔ اب میں کیا کروں۔ دل و دماغ متفکر ہے۔ اب وطن سے دور رہنے کو دل بھی نہیں چاہتا۔ خیر! اللہ صاحب کی جو مرضی ہے وہی ہوگا۔ حضرت والا کی زرین ہدایات کا منتظر ہوں

حضرۃ الشیخؒ:۔ ہومیوپیتھی تو کرنا درست ہے۔ مگر فن کو اچھی طرح سمجھنا ضرور ہے۔

مسترشد:۔ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک موجودہ پریشانیاں رفع فرمائیں

والسلام۔ آپکا ناچیز خادم۔

پریشان حال

ملیا علی

۳ جولائی ۱۹۴۹ء کلکتہ

حضرۃ الشیخؒ :- وطن جاکر عزیزوں اور بہی خواہوں سے مشورہ کیجئے۔ شاید اللہ پاک کوئی راہ کھولیں۔ والسلام

بندۂ بیچاران
سلیمان
۲۸ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ
۶ جولائی ۱۹۴۹ء

مکتوب نمبر ۲۵

ٹیگاؤں
۲۷-۷-۱۹۴۹

بخدمت اقدس حضرت مولائی و مرشدی قبلہ صاحب دام فیضکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخ : عزیز مخلص ادام اللہ توفیقکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- الحمد للہ ہدایت نامہ شرفِ صدور ہوکر مستفیض ہوا۔ حسب ارشاد یَا وَهَّاب مع اول و آخر تین دفعہ درود شریف یکصد مرتبہ ہر روز پڑھا کرتا ہوں۔ علاوہ حسبِ ارشادِ حضرتِ والا وطن جانے کا ارادہ ہے۔ مگر قرض ذمہ رہنے کی وجہ سے کچھ تردّد سا پیدا ہوگیا ہے کہ آخر وطن جاکر کیا کروں۔ کوئی راہ اب تک سامنے نہیں آئی۔ مجھے سب سے بڑی فکر قرض کی ہے۔ کیونکہ میرے لئے بھائی جان کو کافی

نقصان اٹھانا پڑا۔ وہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہوں گے۔ علاوہ ازیں وطن جانے سے خرچہ بھی کافی ہو گا۔ خیر! مگر یہاں اب ایسی حالت میں رہنا بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ بہر حال حسب ارشاد حضرتؒ وطن جانا ہی پڑے گا۔ میرے شریک کار بعد عید یہاں سے مدراس چلے جائیں گے۔ خادم ہفتہ عشرہ تک یہاں قیام کرے گا۔ تاکہ موقع اور حالات کا صحیح اندازہ ہو جائے۔ بعدہٗ روانہ ہونے کا ارادہ ہے دعا فرمائیں اللہ پاک سہولتیں فراہم فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ : دل سے دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں

مسترشد : مدت مدید سے آنجناب کی خدمت اقدس میں حاضری دینے کے لئے خادم مضطرب اور متمنی ہے۔ مگر افسوس اب تک موقع میسر نہیں آیا۔ اب چونکہ یہاں سے مطلقاً جانا ہے اور وطن جانے کے بعد نہ معلوم میرا رخ کس طرف ہو جائے اور دوبارہ آپ حضرات کی قدمبوسی کا موقعہ کہاں اور کب ملے۔ اس لئے ارادہ اور خواہش یہ ہے کہ وطن جانے سے پہلے آپ حضرات کی خدمت اقدس میں حاضری دیتا ہوا وطن چلا جاؤں اور حضرت والا کے سامنے اپنے تمام حالات پیش کر کے اصلاح کراؤں۔

چونکہ کلکتے سے دریا باد اور لکھنؤ میں حاجی صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں بھی حاضری دینے کا ارادہ ہے۔ اس لئے لکھنو ہوتے ہوئے سیدھا بھوپال پہنچ کر حضرت والا کی خدمت میں کچھ دن گزاروں گا

بعدہٗ بمبئی سے وطن جانے کے لئے مجھے سہولت ہوگی۔ اس لئے خادم حضرت والا سے اجازت چاہتا ہے کہ اس سیہ کار کو فیض صحبت سے مستفید ہونے کا موقع عطا فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ:۔ میرا قصد سفرِ حج اور ۱۰ اگست کو بمبئی کا ہے اور شاید ۲۸ اگست کو روانگی ہو۔ اس لئے آنا ہو تو وسطِ اگست میں آسکتے ہیں۔

مسترشد:۔ یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں قیام کے لئے کیا انتظام ہے چاہیئے، تاکہ خادم حسبِ ارشاد بندوبست کرلے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ چند روز قیام کے لئے میرے پاس سامان ہوجائے گا۔ انشاءاللہ۔

مسترشد:۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے، الحمدللہ رمضان المبارک کے ماہ میں خادم تراویح، تلاوت اور نوافل اور روزمرہ کے معمولات کو پابندی کے ساتھ ادا کرسکا۔ دُعا فرمائیں اللہ پاک مزید طاعات اور عبادات کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

مسترشد:۔ آج کل دل میں بہت سے پراگندہ خیالات گزرتے ہیں۔ جیسے روزی کا ذریعہ نہ ملا اور قرض جلد ادا نہ ہوا تو لوگ حقارت سے دیکھیں گے۔ ذاتی اخراجات کے لئے بھی تنگ ہونا پڑے گا۔ حالانکہ اللہ کے فضل سے خادم مطمئن ہے اور خدائے پاک پر کامل

بھروسہ ہے۔ اور یقین ہے، انشاء اللہ میری موجودہ پریشانیاں اور تکالیف اللہ میاں جلد رفع فرمائیں گے۔ مگر شیطان طرح طرح کے ہیبت ناک مناظر پیش کرتا ہے۔ اللہ پاک شیطان سے محفوظ رکھے۔ آمین

حضرۃ الشیخ: آمین۔

مسترشد: حضرت والا نے ہدایت کی ہے کہ ذکر قلبی، ذکر لسانی کی کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ معلوم نہ کرسکا کہ کون سا ذکر میرے لئے کثرت سے کرنا مفید ہوگا۔ اس وقت بفضل خداوند کریم، خادم مندرجہ ذیل معمولات پر کاربند ہے۔ بعد مغرب چھ رکعت نفل (ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص تین بار) سوتے وقت سو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ درود شریف (درود شریف کبھی کبھار ناغہ بھی بھی ہوجاتا ہے) تہجد کی آٹھ رکعات رات میں پڑھ لیتا ہوں۔ بعدہٗ تسبیح دوازدہ اگر وقت رہا اور طبیعت ٹھیک رہی تو کچھ اور بھی ورد کرلیتا ہوں۔ صبح کی نماز کے بعد اسم ذات تین ہزار مرتبہ، یا باسط بارہ سو مرتبہ، یالطیف تین سو ساٹھ مرتبہ، یا وھاب ایک سو مرتبہ، پھر استغفار ایک سو مرتبہ پڑھ کر قرآن پاک کی تلاوت مختصراً، بعدہٗ مناجاتِ مقبول پر ختم کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں وقتاً فوقتاً اٹھتے بیٹھتے کبھی کبھی یا حی یا قیوم۔ کبھی درود شریف کبھی استغفار پڑھ لیتا ہوں۔ روزانہ مواعظ یا ملفوظات میں سے تھوڑا سا مطالعہ کرنے

کی کوشش کر رہا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ : یہی ذکر کافی ہے۔ اسی سے ذکر قلبی کی کشائش ہوجاتی ہے بقائلہ تعالیٰ۔

مسترشد :۔ اللہ پاک جلد سے جلد بقدرِ ضرورت رزق حلال عنایت کر کے قرض سے سبکدوش فرماکر سکون قلب عطا فرمائے۔ تاکہ خادم اپنی زندگی صحیح معنوں میں اسلامی زندگی بناسکے اور اللہ سے ملتے وقت ایک مسلمان کی حیثیت سے مل سکے۔ فقط دعا فرمائیں اور زرین ہدایات سے مستفید فرمائیں۔ والسلام

پریشان حال خادم

ملیا علی

۳؍ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ ٹیگاؤں

حضرۃ الشیخؒ : آمین۔ دعا کرتا ہوں

بندۂ ہیچمدان سلیمان

۵؍ شوال ۱۳۶۸ھ

مکتوب نمبر ۲۶

۷۸۶

چٹاگانگ۔ ۵؍ اگست ۱۹۴۹ء

بخدمت اقدس حضرت مخدومی و مرشدی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخؒ :۔ عـزیزم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :۔ الحمدللہ، ہدایت نامہ شرف صدور ہوکر عزم حج سے آگاہی ہوئی۔ خدائے پاک ہر طرح مبارک کرے اور خادم سیہ کار کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ زیارت کعبہ و زیارت روضہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفیض ہو جائے ؎

تمنّا ہے کہ ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمـیـن

مسترشد :۔ حاضری کی اجازت پاکر خادم بیحد مسرور ہوا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آنجناب نے اجازت دے دی اور عین سفر حج کے موقع پر۔ خدا کرے جلد سے جلد سیاہ کار حضرت والا کی خدمت میں حاضری دے سکے۔ دل تو چاہتا ہے کہ آج ہی روانہ ہو جاؤں۔ مگر تھوڑی بہت ذمہ داری بیچ میں حائل ہے۔ انشاءاللہ حتی الامکان سعی سے وسطِ اگست تک حاضر ہو جاؤں گا۔ دعا فرمائیں اللہ پاک میرے ارادے کو کامیاب فرمائیں اور میں فیض صحبت سے مستفیض ہو جاؤں۔

کاش! خدا مجھے اس قابل کرتا کہ حضرت والا کے ساتھ فرض حج ادا کرتا اور میری یہ تمنا پوری ہوتی۔ دل پہلے سے بے چین تھا، مگر حضرت والا کی روانگی کی خبر نے دل مضطرب میں پھر

چنگاری ڈال دی ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ خادم سیہ کار نابکار حضرت والا کی خدمت اقدس میں حاضری دیتے اور خدمت کرتے ہوئے حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مستفیض ہو جاتا۔

خدایا میری آرزو پوری کر اور مجھے اپنے مقرب بندوں میں شامل کر۔ آمین۔ ثم آمین۔

مدت سے حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا ہے۔ خدا ہی فضل فرما کر خادم کو حرمین شریفین کی زیارت سے مالا مال فرمائے لِلّٰہ میرے لئے بھی مقدس مقامات پر دعا کیجئے۔ دل مضطرب ہے اور عالمِ اضطراب میں سب لکھ رہا ہوں۔ خدا آنجناب کی خدمتِ اقدس میں حاضری دینے کا موقع جلد سے جلد فراہم فرمائے۔

آمین ثم آمین

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ جذبات تمام تر خیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

آمین

مسترشد:۔ آج رات بارہ بجے وطن سے پُرملال ٹیلیگرام موصول ہوا کہ میرے چھوٹے بھائی کی بیوی نے، جو حاملہ تھی۔ تولد ہو کر رحلت پائی انا للہ وانا الیہ راجعون ہ یہ اس کا پہلا حمل تھا، عمر پندرہ سولہ سال کی تھی۔ شادی ہو کر صرف تین سال کا عرصہ ہوا ہے۔ خدا کی مصلحت، عین جوانی کے عالم میں موصوفہ دنیا سے کوچ کر گئی۔ بجز صبر و دعائے مغفرت کرنے کے دوسرا چارہ نہیں۔ خادم نے اللہ

کی مشیت پر راضی ہو کر صبر کیا اور مغفرت کے لئے دعا کی۔ دعا کیجئے اللہ برادرِ عزیز کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جوارِ رحمت نصیب ہو۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ اللہ پسماندوں کو صبر عطا فرمائے۔

مسترشد:۔ اس وقت ہم پر سخت آزمائشوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے خدائے ذوالجلال ہمیں استقامت عطا فرمائے اور نعم البدل عطا فرمائے

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

مسترشد:۔ بہت ہی تھوڑے دن بیچ میں رہ گئے ہیں۔ خدا کرے کہ خادم وسطِ اگست تک آنجناب کی خدمت اقدس میں پہنچ جائے۔

دعا کر رہا ہوں۔ دیکھیں، اللہ میاں کی مصلحت کیا ہے فقط السلام انشاء اللہ روانگی کی اطلاع قبل روانگی بذریعہ خط یا تار دے دونگا۔

پریشان حال ناچیز خادم

ملیا علی۔ ۹ر شوال ۱۳۶۸ھ

ٹیگاؤں

بندۂ سبحانہٗ سلیمان

۱۵ر اگست ۱۹۴۹ء

مسترشد : افسوس ہے کہ چند ضروری ذمہ داریوں کے باعث بندہ حضرت والا کی خدمتِ اقدس میں حاضری نہ دے سکا۔ کیونکہ حضرت ۲۰ اگست کو بمبئی کی روانگی کا عزم کر چکے تھے۔

۲۴ شوال المکرم ۱۳۶۸ھ
بمطابق ۲۰ اگست ۱۹۴۹ء
ملیا علی

مکتوب نمبر ۲۷
۷۸۶

بخدمت مخدومی و مرشدی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخ :- عزیز سعادت مند ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- گزارش اینکہ مدینہ طیبہ کے پتے پر ایک خط ارسالِ خدمت کر چکا ہوں۔ اُمید ہے کہ وہ خط آنجناب کو ملا ہوگا۔ بفضلِ خداوندِ کریم حضرت والا اب تک بھوپال واپس آئے ہوں گے۔

حضرۃ الشیخ :- مدینہ طیبہ میں خط ملا تھا۔ جواب کا موقع نہیں ملا۔ وہاں میں نے تمام محبین کے لئے دعا کی جن میں آپ بھی داخل ہیں۔

الحمد للہ کہ میں ۹ جنوری کو بھوپال پہنچا۔

مسترشد : خادم حضرت والا کی خیریت سننے کے لئے بحد مضطرب اور

بیقرار ہے۔ حضرت والا کی عدم موجودگی کے باعث خادم اپنی بہت سی کوتاہیوں کو درست نہ کر سکا۔

امید ہے کہ یہ خط ملتے ہی حضرت قبلہ گاہی اپنی خیریت و زرین ہدایات سے سرفراز فرمائیں گے۔ میں خیریت اور زرین ارشادات کے لئے منتظر ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اب اچھا ہوں۔ راہ میں کچھ طبیعت ناسازہو گئی تھی۔

مسترشد :۔ افسوس صد افسوس کہ دل یادِ خدا سے غافل ہو گیا ہے۔ توجّہ اِلی اللہ اب تک نصیب نہیں ہوئی۔ اب ذکر سے بھی محروم ہوں۔ تہجد کی ادائیگی ہوتے ہوتے بیچ میں دو ایک دن ناغہ ہوتا ہے اور تسبیح دوازدہ وغیرہ بھی اسی رفتار سے ہوتی ہے۔ بہرحال افسوس ہے کہ اب تک پابندی کے ساتھ اپنے معمولات پر عامل نہ رہا۔ اسباب ہمیشہ طبعی کمزوری اور صحت کی نادرستی ہوا کرتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ : ناغے کا سبب شاید کہ اب دور ہو گیا ہو۔ اور امید ہے کہ پھر اپنے معمولات آپ نے شروع کر دیئے ہوں گے۔

مسترشد :۔ معاش کی کوئی سبیل اب تک نہ نکلنے اور قرض کا بوجھ سر پر رہنے سے اور گھر والی کی صحت ایک دم خراب ہونے کے باعث خادم بہت ہی پریشان رہا۔ میری صحت بھی کبھی درست کبھی نادرست سی رہتی ہے۔ عجیب تفکرات میں مبتلا ہوں

حضرۃ الشیخؒ : اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو دور فرما کر آپ کی نصرت

فرمائیں۔

مسترشد:۔ نماز میں باوجود تصورِ مالک حقیقی کے یکسوئی اور خضوع وخشوع حاصل نہیں ہوا۔ دعاء فرمائیں کہ خداوندِ قدوس خادم سیہ کار کو یکسوئی اور قرب سے سرفراز فرمائیں۔

حضرۃ الشیخ: آمین

مسترشد:۔ رات دن خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری زندگی سرتاپا قرآنی زندگی ہو اور صحیح مسلمان بناکر دنیا سے اٹھائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

مسترشد:۔ حضرت والا کو خداوندِ قدوس جزائے خیر عطا فرمائے اور عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

گھر والی کی صحت اب تک مکمل طور پر درست نہیں ہوئی۔ یونانی علاج جاری ہے۔ بادگولہ کی شکایت بباعث سیلان الرحم ہو گئی ہے۔ دعا فرمائیں کہ اس کو صحتِ کامل عطا فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ: آمین

مسترشد: حضرتِ والا کے فیضِ صحبت سے مستفید نہ ہونے کی بنا پر خادم کو زیادہ رنج و افسوس ہوا۔ نہ معلوم حضرت والا کی صحبت اقدس میں حاضری دینے کا موقع پھر کب ملے۔ خدا جلد سے جلد صحبتِ مقدس سے مستفیض کرے۔ والسلام

آپکا ناچیز خادم۔ طالب دعا

ملیاعلی ۱۹ر نومبر ۱۹۴۹ء

حضرۃ الشیخؒ ، آمین ۔ والسلام

ہیچمدان سلیمان

۲۷ فروری ۱۹۵۰ء

مکتوب نمبر ۲۸

۸۶ء

بخدمت مخدومی و مطاعی مرشدی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخؒ: عزیزی ۔ اللہ تعالیٰ آپکی مشکلات کو دور فرمائیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :۔ گذارش اینکہ الحمد للہ ثم الحمد للہ آنجناب کا خیریت نامہ موصول ہوکر خادم سیہ کار مسرور ہوا ۔ مدتِ مدید سے حضرتِ والا کی خیریت کی اطلاع سے محروم رہنے سے علاوہ ازیں اخباری غلط بیانی کے باعث خادم سخت مضطرب اور منتظرِ ہدایات تھا۔

اس سے قبل دو خط بھوپال کے پتے پر سپرد ڈاک کر چکا ہوں آخر کار حضرت مولانا عبدالماجد صاحب مدظلہ العالی سے خیریت دریافت کی معلوم ہوا کہ اب تک حج سے واپسی نہیں ہوئی ۔ بہرحال خادم خیریت جاننے کے لئے بیحد مضطرب تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ خیریت سے آگاہی ہوئی۔ خداوندِ قدوس حضرت والا کو صحت دائمی اور عمرِ طویل عطا فرما کر ہم جیسے گناہگاروں اور ناکارہ لوگوں کو فیض

روحانی سے مستفیض ہونے کا زیادہ سے زیادہ موقع عطا فرمائے افسوس ہے کہ اپنی امکان بھر سعی کرنے کے باوجود خادم سیہ کار حضرت قبلہ کی خدمتِ عالی میں حاضری کے شرف سے مالامال نہ ہو سکا۔ اب بھی دل میں یہی آرزو ہے کہ کسی نہ کسی طرح حضرت والا کے در پر کم ازکم ہفتہ بھر کے لئے حاضری دینے کا موقع مل جائے دل بیتاب ہے۔ خدا کرے کہ جلد ایسا موقع عنایت ہو کہ خادم آنجناب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو سکے۔ ملاقات کا شوق دل میں موج زن ہے۔ خدا پورا کرے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ شوقِ ملاقات تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس لئے موجب ثواب ہے۔ ملاقات مقدر میں ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گی۔

مسترشد:۔ افسوس ہے کہ صحت کی ابتری کے باعث ابتک باقاعدہ طور پر اپنے معمولات پر عامل نہ ہو سکا۔ سعی و کوشش کر رہا ہوں اور نادم بھی ہوں۔

نماز میں اب تک خشوع و خضوع پیدا نہیں ہوا۔ علاوہ اس کے کثرتِ ذکر سے بھی محروم ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اگر واقعتاً تندرستی کی خرابی سے معمولات پورے نہیں ہوتے تو کوئی حرج نہیں۔ نیت خیر ہونے کی وجہ سے بوجہ معذرت انشاء اللہ تعالیٰ اجر ملے گا۔ اسکے دربار میں کس چیز کی کمی ہے۔

مسترشد: اب تک ذریعۂ معاش کی خاطر خواہ سبیل نہ نکلنے پر اور قرض کا ناقابل برداشت بوجھ سر پر ہونے کے باعث سخت الجھن ہے۔ سردست وطن ہی میں طبابت کا پیشہ معمولی پیمانے پر گھر میں کر رہا ہوں۔ دوسری کوئی سبیل نہ ہونے کے باعث اس طرح کام چلا رہا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ روزانہ خرچ کسی طرح نکل رہا ہے۔ مگر قرض کی ادائیگی محال معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اس پر بھی اطمینان نہیں ہے۔ خدا کوئی ایسی سبیل پیدا کرے جس سے میرا موجودہ قرض ادا ہو جائے۔

حضرۃ الشیخؒ: طبابت کا پیشہ کیا، غالباً ہومیوپیتھک ہو اگر آپ اس فن سے واقف ہیں تو کیجئے۔ کیا عجب کہ یہی رزق کا ذریعہ بن جائے۔

مسترشد: اُمید ہے کہ حضرتِ والا زرّین ہدایات سے مستفیض فرمائیں گے دعا فرمائیں کہ خادم کو قلبی اطمینان اور ظاہری آسودگی عطا فرما کر قربت کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ: دل سے دعا بدرگاہ قاضی الحاجات ہے۔

یا باسط و یا مُغنی اول و آخر تین تین بار درود پڑھ کر بالفعل سو دفعہ بعد نماز عشاء پڑھا کیجئے۔ شاید کہ فضل ہو۔

مسترشد: یہاں آج کل بے پردگی اور عریانی کا بازار گرم ہوتا جا رہا ہے مجھے طبابت کے سلسلے میں روزانہ محرم و غیر محرم عورتوں سے ملنا پڑتا ہے۔ اس لئے کچھ تردّد پیدا ہوا ہے کہ خدا نہ کرے مجھ میں غضِ البصر کا مرض پیدا نہ ہو جائے۔ فقط والسلام

آپ کا ناچیز خادم

محتاج دعا۔ ملپا علی

بھٹکل ۷ ر فروری ۱۹۵۰ء

حضرۃ الشیخؒ: طبیب کے لئے بشرط ضرورت غیر محرم کو دیکھنا جائز ہے مگر اپنی نگاہ پر قابو رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان عورتوں کو پردہ کے ساتھ دیکھنے کا اہتمام کیجئے۔

والسلام

سید سلیمان

بھوپال

عزیزی۔ ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا ایک لفافہ مجھے کاغذات میں پڑا ملا۔ معلوم نہیں اس کے اندر کا خط کیا ہوا۔ ڈھونڈا نہیں ملا۔ بہر حال خیریت ہے اور آپ بھی مع اہلیہ مع الخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی اہلیہ کو خیر و عافیت بخشیں۔

اللہ تعالیٰ سے دل لگائے رکھیئے۔ وہی آپ کی سب مشکلوں کو حل فرمائیں گے۔ والسلام

سید سلیمان۔ ۱۰ ر اپریل ۱۹۵۰ء

۷۸۶

مکتوب نمبر ۳۱

بھٹکل
۱۴ ستمبر ۱۹۵۰ء

بخدمت مخدومی و مرشدی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ : کراچی ۵ چمن اسٹریٹ
ڈار منزل

عزیز مکرم - ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :- بمبئی سے ایک خط ارسال خدمت کر چکا ہوں - اس میں تحریر کیا تھا - کہ گھر والی کو نواں مہینہ لگا ہوا ہے - اُمید ہے کہ ہفتہ عشرہ میں ولادت ہو الحمد للہ، کل بتاریخ ۲۹ ذیقعدہ بروز بدھ ایک بجے دن کو ولادت ہوئی - خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے دختر عنایت فرمائی - بفضل خدا دونوں بخیر ہیں - دلی خواہش ہے کہ نام حضرت قبلہ کی مرضی ہو - اس لئے اب تک نام نہیں رکھا گیا - خط کا انتظار کر رہا ہوں - لوگوں نے نام دریافت کرنا شروع کیا ہے - اور میونسپلٹی میں بھی پیدائش کی خبر مع نام درج کرنا ہے - اس لئے نام کا انتظار ہے - امید ہے کہ حضرت والا جلد نام انتخاب کر کے مسرور فرمائیں گے -

حضرۃ الشیخؒ :- بچی کی ولادت مبارک ہو -

مسترشد :- دعاء فرمائیں کہ بچی نیک اور صالحہ ہو اور بلند اقبال بھی ہو -

حضرۃ الشیخؒ :- آمین

مسترشد :- الحمدللہ بمبئی میں حضرت حاجی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی صحبت اقدس میں ہفتہ بھر رہا۔ دل کو طمانیت اور سرور حاصل ہوا۔ مدت کا اشتیاق خدا نے پورا کر دیا۔

حضرۃ الشیخؒ :- بحمد اللہ

مسترشد :- سخت رنج اس پر ہے کہ خادم بزرگوں کی صحبت سے بہت دور پڑا ہوا ہے۔ شرفِ صحبت سے مالا مال ہونے کا موقع نہیں ملتا۔ اس لئے دلی بے قراری ہے۔ خدا کرے جلد حضرت قبلہ کی صحبت اقدس میں حاضری دینے کا موقع عطا ہو۔ بہت ہی اشتیاق ہے

الحمدللہ! کچھ دن سے دل میں پھر اللہ کی محبت پیدا ہوئی ہے اور رغبتِ طاعات بھی پیدا ہوئی ہے۔ اندازاً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حاجی صاحب کی صحبتِ اقدس کی برکت ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- بحمد اللہ تعالیٰ۔

مسترشد :- کاش! خادم کو حضرتِ والا کی خدمتِ اقدس میں حاضری دینے کا موقع ملتا اور حضرت کی صحبت میں رہ کر فیض باطن سے بہرہ اندوز ہوتا۔ دعا کیجئے کہ مجھے حلاوتِ طاعات اور الفت الٰہی نصیب ہو

حضرۃ الشیخؒ :- آمین۔

مسترشد :- ہدایا کا منتظر ہوں۔ بزرگوں کی صحبت بہت بڑی اکسیر ہے۔ مگر بدقسمتی سے دور دراز جگہ میں اپنی مجبوری کی بنا پر پڑا ہوا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ

ذریعہ معاش کی کسی اطمینان بخش سبیل کے پیدا نہ ہونے سے کچھ پریشانی ہے۔ آئے دن اخراجات بڑھتے جاتے ہیں۔ خدا غیب سے مدد کرے۔

حسب ارشاد حضرتِ والا یا باسط، یا مغنی بعد عشاءؒ ایک سو مرتبہ پڑھتا ہوں۔ علاوہ، یا وھاب کا بھی ورد ہے۔ ساتھ ہی ساتھ تہجد اور دوسرے معمولات پر بھی قائم ہوں۔ فقط زرین ہدایات کا منتظر ہوں۔ والسلام

آپکا خادم۔ ملیا علی

۳۰ر ذی قعدہ ۱۳۶۹ھ

بھٹکل

حضرۃ الشیخؒ:۔ ان معمولات کو جاری رکھیئے

والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۳۲

۲۹-۱۱-۵۰

بخدمت اقدس مخدومی و مرشدی قبلہ دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ: ۲۴ر جون ۱۹۵۱ء

بمطابق ۸ شوال ۱۳۷۰ھ

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیز مکرم وفقکم اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :۔ گذارش اینکہ مسلسل خطوط دارالمصنفین کے پتے پر تحریر کرنے کے باوجود خادم ارشادات عالیہ سے محروم رہا۔ گھروالی متولد ہوتے ہی بچہ کا نام رکھنے کے لئے خط تحریر کیا تھا۔ مگر جواب نہ آنے سے شدید انتظار کے جوابی تار دیا کہ بچی کو کیا نام رکھوں۔ جواب آیا کہ حضرت والا کراچی میں قیام فرما ہیں۔ مگر کراچی سے خادم ناواقف تھا اس لئے بروقت کراچی کے پتے پر خط تحریر نہ کرسکا۔ مدت ہوئی خادم حضرت کے فیض باطنی سے محروم ہے۔ اور حضرت کے ارشادات عالیہ سے محرومی پر بے حد بے چین اور مضطرب ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کے خطوط ملتے رہے لیکن میں اس لئے خاموش رہا کہ شاید یہاں سے خط وکتابت میں آپ کو نقصان پہنچے۔ گو یہ خیال محض وہم کے درجے میں تھا۔ مگر تھا۔ اب امید ہے کہ آپ کو تسلی ہوگئی ہوگی۔

مسترشد :۔ شدید انتظار کے بعد پندرھویں دن بچی کا نام عارفہ رکھا گیا۔ دلی تمنا اور آرزو تھی کہ پہلے بچے کا نام حضرت کی مرضی پر رکھدوں۔ اسی لئے قبل از وقت حضرت کو تحریر کیا تھا۔ دعا فرمائیں کہ بچی صحیح معنٰی میں عارفہ باللہ ہوجائے اور دین کی خدمت انجام دے سکے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ امید ہے کہ بچہ بخیریت ہوگا۔ عارفہ نام مبارک ہو

مسترشد: حضرت قبلہ کے پاکستان جانے سے جوابی خط کے لئے سخت تکلیف آئی ہے۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ حضرت والا جلد بھارت کی طرف رجوع فرمائیں گے۔ حضرت کی خیریت اور ارشاداتِ عالیہ کے لئے سخت مضطرب ہوں۔ جلد سے جلد ارشادات سے بہرہ ور فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ:- یہاں بھارت کا لفافہ بے کار ہے۔ اس لئے واپس بھیجتا ہوں۔

مسترشد: بحمد اللہ، حضرت قبلہ حاجی محمد شفیع صاحب بجنوری مدظلہ العالی سے بوقتِ روانگی حج بمبئی جاکر شرفِ ملاقات سے بہرہ اندوز ہوا تھا

حضرۃ الشیخؒ:- حاجی صاحب سے فیض حاصل کریں۔ بڑے بزرگ ہیں۔

مسترشد:- مدت ہوئی حضرتِ والا کی صحبتِ اقدس میں حاضری دینے کا ارادہ اور آرزو رکھتا ہوں۔ مگر مشیت ایزدی ہے کہ اب تک صحبت سے مستفیض نہ ہو سکا۔ خدا کرے جلد حضرت کی صحبتِ اقدس سے بہرہ ور ہو جاؤں۔

دعا فرمائیں کہ خادم قربِ الٰہی سے مستفیض ہو جائے اب تک ذریعہ معاش کی کوئی مستقل صورت پیدا نہیں ہوئی ہے۔ اللہ غیب سے مدد کرے اور قربت سے نوازے۔ زیادہ شرمندہ ہوں کہ کئی سال سے راہ سلوک میں قدم رکھا ہے۔ مگر اصلاح نفس نہ کر سکا۔ کاش، بزرگوں کی صحبت میں رہ کر اپنی اصلاح کرا سکتا تھا۔ فقط

زرین ارشادات کا منتظر ہوں۔ والسلام۔

آپ کا ادنیٰ خادم

طالب دعا ملپا علی

۱۹؍صفر ۱۳۷۰ھ

حضرۃ الشیخؒ:- اللہ تعالیٰ آپ کی معاشں کا سامان فرما کر آپ کو مطمئن فرمائیں۔

اصلاح نفس کے لئے ہمت شرط ہے۔ پھر توفیق اللہ مدد کرتی ہے۔ والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۳۳
۷۸۶

بھٹکل
۱۲-۷-۵۱

بخدمت اقدس حضرت مرشدی قبلہ دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخؒ:- ۱۸؍جولائی ۱۹۵۱

محب مکرم ادام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:- حضرتِ والا کے کراچی تشریف لے جانے کے بعد سے اب تک خادم ہدایات اور فیوض سے یک لخت محروم ہے

کراچی کے پتہ پر بھی اس سے پہلے احوال نامہ ارسال کرچکا ہوں علاوہ کئی خطوط اعظم گڑھ کے پتے پر تحریر کرچکا تھا۔ گھر میں بچہ پیدا ہونے کے بعد حضرت کو اطلاع دیتے ہوئے نام دریافت کیا تھا۔ آخرکار تار دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت والا کراچی میں تشریف فرما ہیں۔ خادم نے کراچی کے پتے پر احوال نامہ تحریر کیا مگر افسوس اور سوءِ قسمت سے آج دو سال کا عرصہ ہوا کہ خادم حضرت کی زرّین ہدایات اور فیوض باطنی سے محروم ہے۔ حضرت کے فیض باطنی اور ارشاداتِ عالیہ کی محرومی کے باعث خادم بے حد دل گیر اور مضطرب ہے۔ نہ معلوم پھر کب حضرت کی صحبتِ اقدس سے فیض یاب ہوں گا اور میری قسمت جاگ اُٹھے گی۔

حضرت کے فیض بند ہونے کے بعد خادم سیہ کار اپنے کو یتیم پاتا ہے۔

حضرت دریابادی مدظلہ کی سرپرستی بساغنیمت سمجھتا ہوں اور وقتاً فوقتاً ہدایات سے مستفید ہوتا ہوں۔ ورنہ میری حالت دگرگوں ہو جاتی

حضرۃ الشیخ: بے شبہ مولانا دریابادی کا فیض غنیمت ہے۔ مگر ان سے بہتر مولانا عبدالباری ندوی ہوں گے۔ ان کا پتہ یہ ہے ہارڈنگ روڈ لکھنؤ

مسترشد: مدت سے معاشی مشکلات اور قرض کے باعث متفکر اور

پریشان تھا۔ مگر حضرت کے فیض اور ہدایات بند ہونے سے دُگنی پریشانی ہو گئی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیاں دور فرمائیں۔

مسترشد :۔ اُمید ہے کہ حضرت والا اس خادم سیہ کار کو نہ بھولیں گے اور وقتاً فوقتاً فیض باطن اور ارشادات عالیہ سے بہرہ اندوز فرمائیں گے۔ خادم حضرت کی خیریت اور ہدایات کا منتظر ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ مجھے یاد ہیں انشاء اللہ تعالیٰ یاد رہیں گے۔

الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

مسترشد :۔ للہ اداس اور پریشان دل پر رحم کیجئے اور ہدایات سے بہرہ ور کیجئے۔ فقط منتظر ہدایت ہوں۔

میرے پاس جوابی خط کے لئے پاکستانی لفافہ نہیں اس لئے سر دست ہندوستانی لفافے پر پتہ تحریر کر کے اس میں ملفوف کر دیتا ہوں۔ اُمید ہے کہ خیریت اور ہدایت سے مستفیض فرمائیں گے۔ والسلام

آپ کا ادنیٰ خادم

ملیا علی بھٹکل

۵ شوال ۱۳۷۰ھ

حضرۃ الشیخ : اللہ تعالیٰ کی یاد اور اسکی اطاعت میں لگے رہیئے۔ اور اسی سے اپنی مشکلوں کے حل کیلئے دعا مانگا کیجئے۔ والدعا سید سلیمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تلخیص مکاتیب

بنام جناب مولوی محی الدین صاحب ندوی پٹنہ

مکتوب ۔ ۱

مسترشد ۔ دل کا تقاضا بار بار یہی ہوتا ہے کہ دین کی خدمت کا کام مجھ سے بن جائے ۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے ایسا بنا دیں کہ ان کی بخشی ہوئی تمام قوتیں صرف اسی کے کام آئیں قلب کے اندر دین کی خدمت کا بے پناہ جذبہ بلند ہوتا پاتا ہوں ۔ جس کے لئے ہدایت اور صحیح رہنمائی کی ضرورت ہے ۔ اور یہ ہی وہ جذبہ ہے جس کے پیش نظر میں ۔ نے بیعت کے لئے آپ کی طرف دستِ سوال دراز کیا ہے ۔

حضرۃ الشیخؒ ۔ عزیز مکرم ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام | آپ کے خط میں سلام نہیں لکھا ہے ۔ یہ ترک سنت ہے

فکر اصلاح غیر اور اپنے سے بفکری | دل کا تقاضا بجا ہے ۔ لیکن اس کا منشا یہ ہے کہ آپ دوسروں کی اصلاح کا کام کریں ۔ اس سے ایک دعویٰ کی صورت نکلتی ہے یعنی یہ کہ آپ خود کو اپنی اصلاح سے فارغ پاتے ہیں اور اپنے کو ہر نقص سے پاک اور کامل و مکمل سمجھتے ہیں ۔ نوے فیصد لوگ اسی غلطی میں مبتلاء ہیں اور اس لئے دوسروں کی اصلاح

کیلئے تو بیتاب ہیں۔ مگر اپنی اصلاح سے فارغ ہیں اور یہی سبب ہے کہ ہمارے اندر کام کے آدمی پیدا نہیں۔ اگر آپ اپنے ہاتھوں سے ناپاک کپڑے کو پاک کرنا چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ پہلے آپ اپنے ہاتھوں کو پاک کرلیں

دوسروں کی فکر سے پہلے اپنی فکر

اس لئے دوسروں کی فکر سے پہلے اپنی فکر کر لیجئے۔ اور اس حکیمانہ فقرہ کا مطلب سمجھئے "اول خویش بعدہٗ درویش" اس لئے میری نصیحت ہے کہ کہ دوسروں کی برائیوں اور عیبوں پر نظر ڈالنے سے پہلے خود اپنی برائیوں اور عیبوں پر نظر ڈالئے ع

پڑی اپنے عیبوں پہ جب نظر تو جہاں میں کوئی برا نہ رہا

محاسبۂ نفس

اب ذرا پرائے اور بیگانہ سے قطع نظر کر کے تھوڑی دیر اپنی تاک میں آپ بیٹھئے اور غور کیجئے کہ آپ میں کیا عیب ہے۔ آپ ایک ہفتہ تنہائی کے کسی وقت کو مقرر کر کے آنکھیں بند کر کے سر جھکا کر دونوں ہاتھ سینہ پر رکھ کر دو زانو یا چار زانو بیٹھ کر اپنی حالت پر غور کیجئے کہ آپ میں کیا کیا برائیاں اور کمزوریاں (ہیں) اس مراقبہ کے بعد آپ کاغذ پر بطور فہرست کے اپنی بیماریوں کے نام لکھئے۔ اس عمل سے فارغ ہو کر اس فہرست کی ایک نقل مجھے بھیج دیجئے اور ایک اپنے پاس رکھئے۔

اصلاح و تزکیہ کا پہلا قدم

یہ اصلاح و تزکیہ کا پہلا قدم ہے۔

ٹکٹ نہ بھیجیں۔ لفافہ پر اپنا پتہ آپ لکھ کر بھیجیں، میرا سفر حجاز شاید اواسط یا اواخر اگست (میں) ہو۔

والسلام سید سلیمان

۲۷ شعبان ۱۳۶۸ھ

مکتوب - ۲

(یہ گرامی نامہ پوسٹ کارڈ پر ہے

حضرۃ الشیخؒ :- برادرم زادکم اللہ توفیقا

شفقت شیخؒ | السلام علیکم ورحمۃ اللہ! میں نے آپ کے حوصلہ مند آنہ خط کا جواب دیا تھا۔ اس محبت کے بنا پر جو مجھ سے آپ کو اور مجھے آپ سے ہے۔ اس کے جواب کا انتظار رہا۔ شاید نہ ملا ہو۔ یا اگر ملا تو آپ کو میرا مشورہ قبول نہیں ہوا۔ تو اس کے لئے حافظ کا ایک شعر یاد آیا۔

بمئے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زرسم و راہ منزلہا

میں انشاء اللہ ۲۲ر کو بمبئی اور ۲۸ر اگست کو بمئی سے محمدی جہاز پر جدّہ روانہ ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ موانع دور فرمائیں

دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

والسلام

بمئی کا پتہ، بذریعہ محمد عمر جاند بھائی ۱۵۰ ناگدیوی اسٹریٹ
بمبئی - ۳

سید سلیمان

۲۰ر اگست ۱۹۴۹ء

مکتوب ۔ ۳

(بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرۃ الشیخؒ ۔ عزیز مکرم ادام اللہ توفیقکم!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد ۔ مدت ہوئی کہ کوئی عریضہ ارسال خدمت نہ کر سکا..... مجھے مدت سے جناب کے حلقہ ارادت میں آنے کی تمنا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آخرت کی فکر کروں

حضرۃ الشیخؒ ۔ **فکر آخرت** | آخرت کی فکر اصلی فکر ہے۔ آپ کے اندر یہ انقلاب طبیعت سعادت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ دونوں کو آپس کے تعلقات میں برکت عطا فرمائیں۔ اور اس محبت کو حب فی اللہ بنا دیں

مسترشد ۔ مجھے یقین ہے کہ جناب والا میری اس فکر کے لئے بیعت عثمانی لے لیں گے۔ اور مجھے اصلاح نفس کا موقع مرحمت فرمائیں گے۔

حضرۃ الشیخؒ ۔ **انتخاب شیخ** | آپ نے مجھ سے تعلق پیدا کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ میں جیسا ہوں ویسا ہوں۔ اگر آپ اپنے دل میں میری طرف کشش محسوس فرماتے ہیں۔ تو اس کے مقتضا پر عمل کیجئے۔

مسترشد ۔ میں قصد السبیل (از حضرت مولانا تھانویؒ) کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ اور حضرت تھانویؒ کے مواعظ اور بیان القرآن کا مطالعہ بالالتزام کر رہا ہوں بالحمد اللہ اس سے مجھے بڑی تسکین ہوتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ ۔ **تصانیف حضرت تھانویؒ** | خوشی ہوئی کہ قصد السبیل (کو) آپ نے

پڑھ لیا۔ اور مواعظ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ مواعظ اور ملفوظات کا مطالعہ مثمر برکات اور باعث ترقیات ہے۔

مسترشد:۔ اپنے دو خواب بیان کرتا ہوں۔

(۱) میں حرم میں ہوں صبح کی نماز کے لئے کھڑا ہو چکا ہوں۔ میرے بغل میں آپ کھڑے ہو گئے ہیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں آپ کی معیت میں جنت البقیع گیا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد آپ نے اشارہ سے مزارات کا پتہ بتانا شروع کیا۔ پھر میں آپ کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ ادب کے ساتھ بیٹھ کر فاتحہ پڑھو۔ میں نے تعمیل حکم کیا۔ اس کے بعد آنکھیں کھل گئیں

(۲) دوسرے خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے سامنے ہو کر والہانہ انداز میں گریہ کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھ رہا ہوں۔ لیکن ایک پردہ ہٹتا ہے اور چہرۂ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء پاشی شروع ہوتی ہے۔ اب میں اپنے ہوش میں نہیں رہتا۔ بے تحاشا روتا جاتا ہوں اور صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہوں

کہ ایک پولیس کانسٹبل نے میرا بازو پکڑا کہا کہ ہٹو دوسروں کے لئے جگہ خالی کرو۔ پھر جو نگاہ پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ چہرۂ انور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے روئے مبارک میں مبدل ہو گیا۔ پلیس مجھے کھینچ کر ہٹا دیتی ہے اور میں روتا ہوا باہر آتا ہوں۔ کہ آپ پر نظر پڑتی ہے۔ میں نے بے ساختہ طور پر سوال کیا۔ حضرت آپ یہاں؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ "میں تم

سے غافل نہیں ہوں۔" پھر آنکھ کھل گئی

حضرۃ الشیخ: تعبیر خواب | آپ کے یہ خواب مبارک ہیں۔ پہلے خواب کا منشا تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے سیر و سلوک میں میرے مشورے مفید و معاون ثابت ہوں گے

دوسرا خواب بھی ادھر ہی ہدایت کرتا ہے۔ چونکہ محبت کا اخفائے حال اور کیفیات و جذبات پر عقل کو غالب کرنا اور عقل پر حکم شرع کو غالب کرنا اصل دین ہے۔ اس لئے پولیس نے آپ کو اس سے روکا۔ میرا یہ منہ کہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتحاد کا دعویٰ کروں۔ مگر آپ کا خواب آپ کو یہی بتا رہا ہے کہ میری تعلیم میں سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع ہے۔

خواب کا حکم | بہر حال خواب محض بشارت ہیں۔ ان پر اعتماد کر کے اپنی حالت سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

حقیقت سلوک۔ اہتمام فرائض والتزام نوافل۔ احتراز معاصی

دو باتوں کا خاص لحاظ رکھا جائے۔ اول فرائض کی ادائیگی کا پورا پورا اہتمام۔ دوم نوافل مسنونہ اور اذکار کی کثرت ان کے علاوہ ہر قسم کے گناہوں سے احتراز کا اہتمام رکھا جائے کہ دل میں تقویٰ کی کیفیت پیدا ہو

مسترشد: مولوی انوار احمد صاحب ایڈوکیٹ جو حضرت والا کے مجاز صحبت ہیں میرے بڑے کرم فرما ہیں۔ میرا بڑا وقت ان کی صحبت میں گذرتا ہے مولوی صاحب کی بھی یہی رائے ہے کہ آپ میری بیعت کرلیں۔ اخی المکرم

مولوی سید محمد صاحب ندوی بھی بیعت کی سفارش کرتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ **صحبت** | خدا تعالیٰ کرے۔ کہ ان کی صحبت آپ کے کیلئے مفید ہو اور کسی دوسرے کو کمزوری آپ کی کمزوری کا بہانہ نہ بنے

بیعت | بیعت کے لئے میں تیار ہوں اور یہ بیعت غائبانہ بھی ہوسکتی ہے۔ مگر بہتر ہو کہ آپ اوس کی تیاری بھی کرلیں۔ پہلے مطلع کریں کہ نماز پابندی سے اور جماعت سے آپ پڑھتے ہیں۔ اور دیگر معمولات شب و روز آپ کے کیا ہیں۔ اور کیا آپ اس راہ پر پورے مستقل آخر تک رہ سکیں گے۔

مسترشد:۔ میری بیوہ خالہ ساس آپ سے بیعت عثمانی کی متمنی ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ کی خالہ ساس بھی بیعت کرسکتی ہیں۔ ان کے معمولات بھی لکھیے۔

احتساب نفس | اپنے نفس کے عیوب کا بھی جائزہ لیں۔ اس خط کا جواب جلدی دیں۔

والسلام

الفقیر الی اللہ تعالےٰ

سید سلیمان ندوی۔

مکتوب ۔ ۴

(یہ گرامی نامہ مکتوب الیہ کے ۲۶ ذی الحج ۱۳۷۰ھ کے پٹنہ کے خط کے جواب میں ہے)

حضرۃ الشیخؒ :- ۱۷ محرم ۱۳۷۱ھ

عزیزی و مخلصی زادکم اللہ توفیقا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا یہ خط ملا۔ میں ایک سفر میں گیا ہوا تھا۔ واپس آیا تو علیل ہوگیا۔ صحت بحمد اللہ کہ ایک ہفتہ کے اندر نصیب ہوئی۔ مگر ضعف پیدا ہوگیا جس کا سلسلہ اب بھی ہے۔ اسی سبب سے آپ کا جواب وقت پر نہ جاسکا۔ جس کا افسوس ہے۔

مسترشد :- گرامی نامہ نظر نواز ہوا اللہ علیم و بصیر ہیں کہ وصول گرامی قدر سے کس درجہ کی خوشی ہوئی کہ اس کے اظہار سے زبان قلم عاجز ہے

حضرۃ الشیخؒ :- شفقت شیخ | آپ کا خط پاکر بہت خوشی ہوئی۔ اور آپ کے حسن جذبہ پر دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ہمارے ندوی بھائیوں میں سے جب کوئی ادھر متوجہ ہوتا ہے۔ تو مجھے دلی خوشی ہوتی ہے۔ اور اس کے حق میں دل سے دعا نکلتی ہے۔

مسترشد :- گرامی نامہ ملنے پر میری غیر معمولی مسرت دیکھ کر والدہ ماجدہ نے نہایت استعجاب سے پوچھا۔ کیا ہے۔ کہاں سے خط آیا کہ تم اس قدر خوش نظر آتے ہو۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ یہ میرے حضرتؒ کا خط ہے۔ میں نے گرامی نامہ اور حضرت کے نام کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔

حضرۃ الشیخؒ :- حب فی اللہ | یہ محبت جو صرف خدا کے لئے ہے۔ یہی حب فی اللہ ہے۔ جو اصلاح اور ترقی روحانی کا زینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو طرفین کے لئے موجب سعادت بنائیں۔

مسترشد:۔ میں نماز باجماعت کا پابند ہوں

حضرۃ الشیخؒ:۔ **نماز باجماعت** | مبارک اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں

مسترشد:۔ جب کبھی کانگریس یا جمعیۃ علماء کے حضرات تشریف لاتے ہیں۔ اور ہم کر بیٹھ جاتے ہیں تو بسا اوقات تو میں اجازت لے کر مسجد چلا جایا کرتا ہوں

حضرۃ الشیخؒ:۔ **التزام جماعت** | ایسا ہی چاہیئے۔

مسترشد:۔ لیکن گاہے گاہے ان حضرات کی آمد کی بنا پر جماعت فوت ہوجاتی ہے جس کا مجھے بعد میں احساس ہوتا ہے۔ اور قلبی تکلیف ہوتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ **نشانِ ایمان** | یہ تکلیف کا احساس ایمان کی علامت ہے۔

مسترشد:۔ تہجد کی نماز کیلئے عموماً ۲ بجے اٹھتا ہوں

حضرۃ الشیخؒ:۔ **نماز تہجد** | صبح صادق سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اٹھنا کافی ہے آپ اپنے یہاں کے اوقات سے اندازہ لگالیں۔ صبح اٹھنے کے لئے رات کو سویرے بعد عشاء سونا لازم ہے۔ تاکہ صحت پر اثر نہ پڑے

مسترشد:۔ تہجد کے بعد ۱۲ تسبیح پڑھتا ہوں پھر مناجات مقبول کی ایک منزل، سورۂ یٰسین، الرحمٰن، المزمل، الکہف، الملک۔ صلوٰۃ و سلام، درود تاج، اسمائے حسنیٰ۔ دعائے گنج العرش، اسمائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت اور چند آیات حفظ کرتا ہوں۔ اتنے میں صبح کی نماز کا وقت ہوجاتا ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ **وظائف کی کثرت** | یہ بہت زیادہ ہے۔ تہجد کے بعد ۱۲ تسبیح کافی ہے۔ وقت اس سے زیادہ نہیں مل سکتا۔ وقت ملے تو درود و سلام مختصر پڑھیں۔ درود تاج اور دعائے گنج العرش اور اسمائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کی تلاوت معمول سے خارج کر دیجئے

طریق تلاوت | ان سورتوں کی اس طرح تلاوت سے بہتر یہ ہے کہ کہ روزانہ نماز صبح کے بعد ایک پارۂ قرآن پاک بہ ترتیب پڑھیں اور اس کے بعد مناجات کا ایک جزو منزل۔

مسترشد۔ ہر فرض کے بعد "فکشفنا عنك غطائك فبصرك الیوم حدید" تین بار پڑھ کر انگشت شہادت پر دم کرنے کے بعد آنکھوں پر اپنی انگلیوں کو پھیر لیتا ہوں۔

صرف صبح کی نماز کے بعد سینہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر الفتاح ۷ بار پڑھتا ہوں۔ نیز اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء بغیر حساب ۷ بار پڑھتا ہوں۔

حضرۃ الشیخ۔ اوراد مسنونہ اور دم | اگر تبرکاً نور بصر کے قیام وافزائش کے لئے کرتے ہیں تو خیر ورنہ اوراد مسنونہ میں یہ نہیں ہے۔ اسی طرح صبح کی نماز کے بعد الفتاح کا پڑھنا کس غرض سے ہے۔ یہ بھی خارج کریں اور اللہ لطیف بعبادہ الخ پڑھ سکتے ہیں۔

مسترشد۔ ہر فرض کے بعد الولی، الغفور، القوی، الودود، الوہاب الرحمٰن، الرحیم، الرزاق ۷، ۷ بار سبحان اللہ، الحمد للہ ۳۳، ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار، لاالہ الا اللہ ۳۳ بار، یا عزیز یا مجیب ام، ام بار پڑھتا ہوں۔

حضرۃ الشیخ۔ وظائف و تحمل | ان سب کو موقوف کریں تحمل کے مطابق کرنا چاہیئے

البتہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ (بار-اشرف) الحمدللہ ۳۳ (بار-اشرف) اللہ اکبر ۳۴ (مرتبہ-اشرف) پڑھ لیا کریں۔

مسترشد:۔ ہر نماز کی فراغت کے بعد لا الہ الا اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر سو سو مرتبہ پڑھتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ کلمہ تمجید | اس کو روزانہ اور ہر وقت تسبیح پر پڑھ لیا کریں۔

مسترشد:۔ نماز فجر کے بعد اوراد سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھر والوں کو قرآن پاک ناظرہ کی صحت و تجوید کے ساتھ مشق کراتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ تعلیم اہل:۔ مناسب ہے

مسترشد:۔ اس کے بعد اشراق پڑھتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اشراق:۔ اشراق ضرور پڑھیں۔

مسترشد:۔ نماز اشراق کے بعد گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سو رہتا ہوں

حضرۃ الشیخؒ:۔ نیند کا غلبہ ہو تو سو سکتے ہیں۔ مگر بہتر وقت اس کے لئے قیلولہ کا وقت ہے۔

مسترشد:۔ سونے سے اٹھنے کے بعد غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر چاشت کی نماز پڑھتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ چاشت:۔ چاشت کی نماز پڑھا کریں

مسترشد:۔ چاشت کی نماز کے بعد مولوی انوار احمد صاحب کے پاس چلا جاتا ہوں اور کچھ دیر دینی باتیں سننے کے بعد پریس آجاتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ صحبت صلحاء:۔ صالحین کی صحبت مفید ہے۔

مسترشد:۔ پریس کے کاموں کی مشغولیت کے دوران میں بھی پاس انفاس صلی اللہ علیہ وسلم جاری رکھتا ہوں۔

حضرۃ الشیخ رحؒ:۔ کوشش رزق حلال :۔ پریس کے کاموں کو پوری مستعدی سے انجام دیا کریں۔ کیونکہ طلب رزق حلال واجب ہے۔

پاس انفاس :۔ پاس انفاس صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا کہ کیا چیز ہے۔ بہرحال یہ ہمارے یہاں مروج نہیں۔ اس کو موقوف کریں۔ پاس انفاس یہ ہے کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ اور اس کے لئے "اللہ" کافی ہے۔

مسترشد:۔ ظہر کے نماز کے بعد بھی وہی وظائف پڑھتا ہوں جو اوپر لکھ چکا ہوں البتہ ظہر کی نماز کے بعد کلام مجید کا ناظرہ حسب موقع پاؤ پارہ۔ نصف پارہ، ایک پارہ پڑھ لیتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ تلاوت و اعتدال :۔ ظہر کے بعد تلاوت کا مضائقہ نہیں۔ اگر صبح نہ ہو سکے۔ وظائف کی کثرت کوئی مفید چیز نہیں۔

مسترشد: عصر کے بعد وہی وظائف ہیں۔

حضرۃ الشیخ رحؒ:۔ تسبیحات فاطمہ : عصر کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پر کفایت کیجئے۔

مسترشد:۔ مغرب کی نماز کے بعد ان وظائف اور اوراد کے علاوہ اول آخر درود شریف اور "لا إلہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" ایک سو مرتبہ پڑھتا ہوں۔ اور الباعث، البدیع، الخافض، یا مغنی سو سو مرتبہ

پڑھتا ہوں۔ اور اوابینؒ کا بھی معمول ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ اوابین :۔ مغرب کے بعد اوابین پر قناعت کیجئے۔

مسترشد:۔ اوابین کے بعد گھر والوں کو بٹھا کر سبقاً حضرت والاؒ کے مواعظ پڑھ کر سناتا ہوں۔ ان دنوں بیان القرآن کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ مواعظ تھانویؒ :۔ یہ بہت مناسب ہے

مسترشد:۔ عشاء کی نماز میں بھی وہی وظائف رہتے ہیں۔ صرف اول آخر سو مرتبہ درود شریف کے ساتھ پانچ سو مرتبہ " لاحول ولا قوۃ الا باللہ سو مرتبہ، استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ، سو مرتبہ الخالق پڑھ لیتا ہوں۔ اس کے بعد کھانا کھا کر سو رہتا ہوں۔ کبھی کبھی گھر والوں کے ساتھ دینی باتیں کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ معمول بعد عشاء :۔ عشاء کی نماز کے بعد سو دفعہ استغفار کر کے سونے کے وقت کی دعائے مسنون پڑھ کر سو رہتے ہیں۔ (سو رہیئے) عشاء کے بعد کھانے اور سونے کے علاوہ مجلس نہ کریں تو بہتر ہے۔

مسترشد:۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس راہ پر آخر دم تک ثابت قدم رہوں گا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

مسترشد:۔ دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ فرائض کی ادائیگی کی پورے اہتمام کے ساتھ توفیق ارزانی فرمائے

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

مسترشد:۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے

حضرۃ الشیخ:۔ آمین

مسترشد:۔ میری خالہ ساس (دیگر معمولات کے علاوہ) صبح کی نماز سے پہلے تحیۃ الوضوء دو رکعت پڑھ کر سنت اور فرض پڑھتی ہیں

حضرۃ الشیخ:۔ صبح میں سوائے سنت فجر اور فرض صبح کے کوئی اور نماز نہ پڑھیں

مسترشد:۔ فجر کے بعد دیگر اوراد و وظائف کے علاوہ

ا:۔ درود اکبر، دعائے گنج العرش، مناجات مقبول و اشراق کی نماز پڑھتی ہیں۔

ب:۔ ہر وقت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس انفاس رہتا ہے۔

ج:۔ ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ، سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ، اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ ۱۹ مرتبہ بسم اللہ پڑھتی ہیں

د:۔ ظہر کے بعد دیگر سورتوں اور وظائف کے علاوہ دعائے گنج العرش اور اسمائے حسنیٰ پڑھتی ہیں۔

حضرۃ الشیخ:۔ <u>اوراد غیر مسنونہ</u>

ا:۔ درود اکبر اور دعائے گنج العرش موقوف کریں۔

ب:۔ یہ پاس انفاس چھوڑ کر اللہ کا پاس انفاس کریں

ج:۔ بسم اللہ کا کیا موقع اسکو چھوڑ دیں۔

د:۔ دعائے گنج العرش چھوڑ دیں۔

مسترشد: "محمد الرسول اللہ"

حضرت الشیخؒ:۔ محمد رسول اللہ

(مکتوب الیہ نے محمد الرسول اللہ لکھا تھا حضرتؒ نے اسکی اصلاح فرمائی ہے)

مسترشد:۔ محترمہ موصوفہ بہت زیادہ وظائف و اوراد پڑھتی ہیں۔ علاوہ ازیں اسماء حسنیٰ بھی پڑھتی ہیں۔ (مرتب)

حضرۃ الشیخؒ:۔ اوراد کی کثرت و اسمائے حسنیٰ کا انتخاب

یہ اوراد کی کثرت کس غرض سے ہے۔ اور یہ مختلف اسماءِ حسنیٰ کا انتخابات کس اصول پر کیا گیا ہے

تشتت اسماء سے انتشار پیدا ہوتا ہے۔ ایک اللہ کا نام کافی ہے۔ اور سب چھوڑ دیں۔

مسترشد:۔ (جناب مولوی محی الدین صاحب ندوی، سعیدہ خاتون صاحبہ اور محترمہ کلثوم النساء صاحبہ) (مرتب)

حضرۃ الشیخؒ:۔ تینوں صاحبوں کی بیعت قبول کرتا ہوں۔

قصد السبیل و بہشتی زیور: آپ قصد السبیل کو پیش نظر رکھیں اور بیویوں کو بہشتی زیور کا حصۂ عقائد و اعمال پڑھنے کو کہئے۔ آئندہ خط میں مزید ہدایات ہوں گی۔

والسلام

الفقیر الی اللہ تعالیٰ

سید سلیمان

مکتوب - ۵

(بنام مولوی محی الدین صاحب ندوی)

سید سلیمان ندوی

کراچی ۵ جمس اسٹریٹ ڈار منزل

عزیز مکرم - ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - خیریت معلوم کر کے خوشی ہوئی - عزیزم مولوی ریاست علی صاحب کے حالات سُن کر بھی مسرت ہوئی - اللہ تعالیٰ علم و عمل عنایت فرمائیں اور سیاست کی فریب کاریوں سے جن سے زوال دین ہو بچائیں - اون کو براہ راست خط نہیں لکھتا - اون سے کہہ دیں کہ اگر ان کی کوئی نئی کتاب شائع ہوئی ہو تو میرے پاس بھیجدیں اور یہ دریافت کریں کہ الفاروق کی تصحیح و مقابلہ کا جو کام میں نے اون کے سپرد کیا تھا - وہ کہاں تک انجام پایا - اور اون کا مصححہ نسخہ اور مسوّدہ تنقیدات کہاں ہے ضرور مطلع کریں -

برادرم سید محمد کے لئے بجز دعائے خیر کیا کہہ سکتا ہوں -

بدری بابو اگر مجھے یاد کرتے ہیں تو بہت شکریہ، میری طرف سے بھی آداب پہونچا دیجئے - کاش ملک میں ایسے شریف و نیک اور بھی ہوتے -

والسلام

سید سلیمان - ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء

مکتوب ، ۶

(بنام مولوی محی الدین صاحب)

(درج ذیل گرامی نامہ مکتوب الیہ کے ۳۰؍اکتوبر ۱۹۵۱ء کے خط کے جواب میں ہے۔ یہ مکتوب ۱۰؍نومبر کی قریبی تاریخوں میں لاہور سے لکھا گیا ہوگا۔ جیسا کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔)

مسترشد :۔ حضرت والا رحمہ اللہ تعالےٰ کے مشورہ اور مطالبہ پر خواجہ ناظم الدین وزارت نے پاکستان کے مروجہ قانون کو شریعت مطہرہ بنانے کے لئے یہ کمیشن مقرر کیا تھا۔ جس میں علماء حضرات میں سے شروع میں حضرت والا ہی شریک کئے گئے تھے۔ بعد میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایما سے مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی بھی شریک کر لئے گئے۔ پاکستان اور ملت اسلامیہ کی حضرت والا نے اس طرح ایک عظیم خدمت انجام دی حضرت کے وصال سے پہلے میری آخری حاضری جولائی و اگست ۱۹۵۳ء تک کمیشن کافی حد تک اپنا کام کرچکا تھا۔ ان دنوں میں بنکاری سود وغیرہ کے مسائل چل رہے تھے۔ (محمد اشرف)

حضرۃ الشیخؒ : اخی العزیز ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں لاء کمیشن (جو یہاں کے ملکی قانون کو فقہی نظر سے ترمیم کرے گا) کے جلسہ کی شرکت کی غرض سے یہاں لاہور آیا ہوں اور دو روز مزید مجوزہ سرکاری دارالعلوم عربی کے نصاب وغیرہ بنانے کے سلسلے میں

یہاں قیام کروں گا۔ اور ۱۵ ار تک کراچی واپس جاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ
مسترشد: حضرت کے ہدایت اب تک کم وبیش سو بار پڑھ چکا ہوں۔ اور
ہر بار فاتحہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں کہ یاالٰہ العالمین جس راہ
پر لگا ہوں۔ اسی راہ پر تادم آخر استقامت نصیب فرما۔

حضرۃ الشیخؒ: حب شیخ | یہ کیفیات محبت کے ہیں اور محمود ہیں۔

استقامت | اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ کہ جو قدم صحیح
سمت میں اٹھ چکے ہیں۔ وہ پھر اس وقت تک نہ رکیں جب تک
مرحلۂ حیات ختم نہ ہو جائے۔ اسی کا نام حسن خاتمہ ہے۔ جس کی تمنا
اور دعا انبیاء علیہم السلام تک نے کی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام
(نے) اپنے بیٹوں کو مرتے وقت وصیت فرمائی۔ ولا تموتن
الا و انتم مسلمون۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سلطنت کے
کاروبار میں حصہ پانے کے بعد دعاء کی۔

فاطر السمٰوٰت والارض انت ولی فی الدنیا والاخرۃ
توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

یہ دعاء حسن خاتمہ کے لئے پڑھنی چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ اَسْتَقِمْ

مسترشد۔ حضور نے حلقہ بیعت میں لے کر اس گنہگار پر جتنا عظیم احسان
فرمایا ہے۔ اس کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ بار شکر گزار ہوں

حضرۃ الشیخؒ: ارشاد و تربیت فرض ہے | یہ احسان نہیں ہے۔ فرض

کی بجا آوری ہے۔

مسترشد: جب سے معلوم ہوا کہ حضرت نے میری بیعت فرمالی ہے میری کتاب حیات کا نیا ورق الٹا ہے

حضرۃ الشیخ: احساس مرید | ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور اسی کے سمجھنے میں فائدہ ہے۔

مسترشد: جن اوراد و اذکار کے ترک و اختیار کی حضرت نے ہدایت فرمائی ہے۔ اس پر اسی لمحہ سے عامل ہوگیا ہوں۔ نیز اپنی دونوں خلیا ساس کو بھی بیعت کا مژدۂ جانفزا سنا دیا ہے۔ دونوں نے شکریہ ادا کیا۔ اور ہدایت پر کاربند ہونے کا عزم بالجزم کرلیا۔

حضرۃ الشیخ: نماز توبہ | آپ کو اور جن صاحبوں نے بیعت کی ہے۔ ان سب کو چاہیئے۔ کہ میرے اس خط کے پڑھنے کے بعد اسی روز یا ایک آدھ روز کے بعد کسی جمعیت خاطر کے وقت اچھی طرح وضو نیت کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر کریں اور دو رکعت نماز کمالِ خشوع وخضوع کے ساتھ نماز توبہ کی نیت سے پڑھیں پہلے میں قل یایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا جائے اور اس کے بعد کمالِ استقامت کے ساتھ گذشتہ معاصی سے بدرگاہ الٰہی پوری انابت، عاجزی، مسکینی سے توبہ کی جائے اور آئندہ ان معاصی سے بچنے کی پورے اہتمام کا عزم صمیم کیا جائے۔

اقسام معاصی | معاصی تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ ناقابل تلافی | ایک تو وہ جن کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ جیسے کفر و شرک کا صدور ہوا ہو، کسی سے زنا کا صدور ہوا ہو، تو اسکی توبہ اپنے قصور کے اعتراف بدرگاہِ باری، اور ایمان کی تجدید ہے۔ اور اعمالِ ناقابلِ تلافی کی توبہ محض اعتراف اور عفو تقصیر کی طلب ہے اور ندامت و پشیمانی کا اظہار زبان سے اور دل سے اور آئندہ سے احتراز کا وعدہ

۲۔ قابل تلافی حقوق اللہ | دوسرے وہ گناہ جن کی تلافی ہو سکتی ہے جیسے نمازیں قضا ہوں، یا روزے چھوٹے ہیں یا زکوٰۃ نہ دی ہو، یا کسی بندہ کا حق باقی ہو، قرض باقی ہو، زمین غصب کی ہو، چوری کی ہو تو اس کی توبہ یہ

۳۔ قابل تلافی حقوق العباد | ہے کہ عفو تقصیر کی طلب کے ساتھ اون کی تلافی کرے، نماز اور روزہ قضا کو ادا کرے۔ اِسی طرح بندہ کے سب باقی حق یا ادا کرے یا اوس سے معاف کرائے۔ اگر وہ مرگیا ہو تو اس کے وارثوں کو ادا کردے یا معاف کرائے۔ اگر وارثوں کا پتہ نہ چلے تو اوس کے نام سے خیرات کردے۔ اور اس کے حق میں دعائے مغفرت کرے۔

مسترشد: حضرت کی علالت کی خبر سے سخت تشویش ہوئی

حضرۃ الشیخؒ: الحمدللہ تعالیٰ فقیر اس وقت مع الخیر ہے۔

مسترشد: خداوند کریم قدمبوسی اور خدمت کے مواقع فراہم فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ: خدا کرے کہ ایسا ہو۔

مسترشد: برادرم مولوی سید ریاست علی صاحب نے حضور کے گرامی نامہ کو

متعدد بار پڑھا ان پر دفعتہً گریہ طاری ہو گیا۔ اور بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا کہ بھائی صحیح راہ یہی ہے جس کو تم نے اختیار کیا ہے۔ میں بھی تیاری میں لگ جاتا ہوں

حضرۃ الشیخ: سہولت طریق | برادرم موصوف تک سلام پہنچا دیں۔ راستہ صاف ہے، ہمت شرط ہے۔

مسترشد: ریاست علی صاحب نے فرمایا کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ توفیق دیں تو میں بھی حضرت سے بیعت کی درخواست کروں۔

حضرۃ الشیخ: تمنا کافی نہیں | یہ تمنا ہے۔ تمنا تنہا کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ عزیمت نہ ہو۔

مسترشد: کتابوں کا ایک بنڈل جو مجھے ریاست علی صاحب نے دیا اسے میں روانہ کر چکا ہوں، حضرت اس کے مجاز کل ہیں۔

حضرۃ الشیخ: کراچی کے قیام تک ۶ نومبر تک نہیں پہنچا تھا۔

مسترشد: الفاروق کی جلد کی تصحیح کا کام اب تک پورا نہیں ہو سکا۔ پہلے حصہ کا کام ختم ہو گیا ہے

حضرۃ الشیخ: جو حصہ صحیح ہو چکا ہو۔ وہ رجسٹر بک پوسٹ سے بھیج دیں بقیہ یا تو صحیح کر دیں یا اصل مع مسودہ کے مجھے بھیج دیں۔ یہاں تصحیح ہو جائے گی۔

مسترشد: بدری بابو کو ابھی تک آپ کا آداب نہیں پہنچا۔

حضرۃ الشیخ: جب ملاقات ہو، میری یاد دلا دیجئے۔

مسترشد: میری دونوں سالیاں شکیلہ سلمہا اور عظمت سلمہا اور میری دلہن صابرہ سلمہا بیعت کی درخواست کرتی ہیں۔ درخواست حاضر ہے۔ حضور کا جو حکم ہو۔

عورت کی بیعت

حضرۃ الشیخؒ: بیعت میں کسی پر زور نہ ہو، آپ کسی پر زور نہ دیں۔ نہ کسی دوسرے کی وکالت کریں۔ اگر اون کی شادیاں ہوگئیں ہیں تو اپنے شوہروں کی اجازت سے خط لکھیں۔ اور اس میں بجائے نام کے اہلیہ فلاں لکھیں۔ شوہر کی اجازت کا رقعہ اس میں رکھدیں۔ آپ کی اہلیہ سلمہا بھی اس پر عمل کریں۔

والسلام

مکتوب ۔ ۷

(بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرۃ الشیخؒ: برادر دینی من۔ توفیق خیر ارزانی باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد: رفع ضعف اور صحت یابی کی خبر پڑھ کر خوشی ہوئی۔

حضرۃ الشیخؒ: بحمد اللہ تعالیٰ اچھا ہوں۔

مسترشد: حضرت قدس کی ہدایت کے مطابق نماز توبہ میں نے اور منجھلی خلیا ساس نے پڑھ لی ہے۔ میرے ذمہ زکوٰۃ کی کوئی رقم نہیں۔ جن دونوں کے ذمے زکوٰۃ اور قضا نمازیں ہیں وہ ادائیگی میں مصروف

ہو گئی ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ ادائیگی کی جلد توفیق بخشیں۔

مسترشد:۔ اپنے ظاہر کا قبلہ حضور کے ظاہر کو اور اپنے باطن کا قبلہ حضور کے باطن کو بنا چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ استقامت دیں۔

حضرت الشیخؒ:۔ حب شیخ میں غلو | ان اصطلاحات سے میں واقف نہیں قبلہ ایک ہی ہے۔ اور وہ کتاب و سنت کی تعلیم ہے اور اس پر عمل کرنا ہے۔ شیخ کا کام اس پر عمل کرنے کی صحیح اور آسان طریق کی تعلیم ہے۔

مسترشد:۔ مولوی ریاست صاحب پٹنہ سے باہر ہیں۔ وہ آجائیں تو حضرت کا پیغام پہنچاؤں گا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ مولوی ریاست علی صاحب کا خط آیا تھا۔ جواب دیا گیا۔

مسترشد:۔ بدری بابو دیگر ممبران مجلس قانون ساز کے ہمراہ دہلی گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے ابھی تک حضور اقدس کا آداب نہیں پہنچایا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ مکارم حسن خلق | کچھ ضروری بات نہیں۔ محض اخلاق کا جواب اخلاق سے دینا تھا۔ کوئی دوسرا مقصود نہیں۔

مسترشد:۔ مکتبہ سلیمانیہ کی داغ بیل ڈال دی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ حب شیخ | میرے نام کی طرف نسبت آپ کی محبت کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ برکت ظاہری و باطنی دیں۔

مسترشد:۔ مکتبہ سلیمانیہ سے پہلی کتاب قصد السبیل، دوسری حیوٰۃ المسلین

شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ تیسری کون سی ہو۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ تیسری کتاب "تعلیم الدین ہو۔"

مسترشد:۔ کل شب تہجد سے پیشتر خواب دیکھا کہ دستر خوان بچھا ہوا ہے۔ دو رکابیاں آمنے سامنے ہیں۔ دونوں میں صاف شفاف چاول ہے اور چاول پر کدو کی قاشیں رکھی ہوئی ہیں۔ حضرت کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ حضرت جب تناول فرما چکے تو ایک چوتھائی حصہ بچ گیا۔ جو میں نے بغیر اجازت اپنی رکابی میں انڈیل لیا۔ اور والہانہ انداز میں چاول اور کدو کی قاشیں کھانی شروع کر دیں۔ بعد میں بے اجازت لینے کا احساس ہوا، لیکن آپ نے متبسم ہو کر ارشاد فرمایا کہ بھوک تھی تو کھا لیا۔

حضرۃ الشیخؒ: **تعبیر خواب** یہ خواب بصورت دستر خوان فیض و برکت سے عبارت ہے۔ کدو کی قاشیں خاص سنت کی علامت ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

مسترشد: بس ایک ہی تمنا ہے کہ حاضری و شرف ملازمت کا موقع ملے

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ سعادت دارین عطا فرمائیں۔

مکتوب ۸

بنام مولوی محی الدین صاحب

حضرۃ الشیخؒ: عزیزم سلمکم اللہ تعالیٰ و وفقکم[1]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مسترشد: یہ حسن بچی (عظمت سلمہا) کا عریضہ ہے۔ اس کی شادی اب تک نہیں ہوئی۔ بچی حد درجہ سلیم الفطرۃ دیندار اور زاہدہ ہے۔ اس بچی کی دینی تربیت میری زیر نگرانی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ اس لئے وکالت نہیں بلکہ ان گذارشات کی تصدیق کرتا ہوں جو عزیزہ سلمہا کے معروضہ میں درج ہیں۔ عزیزہ موصوفہ نے اپنے دینی اشغال کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے فی الحقیقت بہت گھٹا کر لکھا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ: **سلوک کی ہمہ گیری** | دینداری آجکل کی اصطلاح میں صرف نماز، روزہ اور ظاہری تشکل کا نام رہ گیا ہے۔ ضرورت اس کی ہے۔ کہ حقوق عباد کو بھی پہچانتا ہو۔ اور معاملات میں بھی راست باز ہو۔ ساتھ ہی حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل ہو۔

مسترشد: دوسری بچی (شکیلہ سلمہا) شادی شدہ ہے۔ وہ اپنے شوہر کا اجازت نامہ لے کر خط لکھے گی۔ موصوفہ کی آٹھ دن ہوئے بچی پیدا ہوئی ہے۔ اس کا نام کیا رکھا جائے۔

حضرۃ الشیخؒ: اللہ تعالیٰ اس لڑکی کی اور اسکی بچی کی حفاظت فرمائیں۔ اور سعادت دارین بخشیں۔ بچوں کے نام والدین کے نام سے مناسبت رکھیں

---

[1] یہ مکتوب گرامی مکتوب الیہ کے ۱۹ نومبر ۱۹۵۱ء کے خط کے جواب میں ہے جو مکتوب الیہ نے حضرت دالا کی خدمت میں اپنی دونوں سالیوں جنابہ عظمت صاحبہ اور

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تو بہتر ہے۔ ماں کا نام معلوم ہوتا تو مشورہ دیتا۔

مکتوب - ۹

(بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیز مکرم ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمدللہ تعالیٰ خیریت ہے

مسترشد:۔ بحمداللہ قصد السبیل کا کام مکمل ہوگیا ہے۔ حیوۃ المسلمین کتاب کا کام اب تک انجام نہیں پاسکا۔ تعلیم الدین حسب ہدایت شائع کرنے کا عزم رکھتا ہوں

حضرۃ الشیخؒ، ان کتابوں کی طبع واشاعت پر مبارکباد، ہوسکے تو مطبوعہ کتابوں کا ایک ایک نسخہ بھیجدیا کریں۔ تصیح کی کوشش ضرور کیجئے۔ کسی لائق شخص کو تصیح کے لئے مقرر کریں۔

مسترشد، برادرم مولوی عبداللہ صاحب ندوی حجاز مقدس سے اپنے مالوف پھلواڑی آئے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ ندوہ کے متعلق باتیں ہوئیں

(بقیہ حاشیہ) محترمہ شکیلہ صاحبہ کی بیعت کی سفارش میں لکھا تھا (مرتب)

[۲] محترمہ موصوفہ کے جس عریضہ کا حوالہ جناب محی الدین صاحب نے اپنے اس خط میں دیا ہے اس کا جواب اس مجموعہ مکتوبات بنام عظمت خاتون میں یا میں خط ہے (اشرف)

وہاں کی اقتصادی حالت کا علم ہوا ارادہ رکھتا ہوں کہ زکوٰۃ کی کل رقمیں ندوہ بھیج دی جائیں۔ حضرت کی ہدایت کا طالب ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ **امداد ندوہ** | ضرور بھیجدیں اور تصریح سے لکھدیں کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے۔ مستحقین میں خرچ کی جائے

مسترشد:۔ مولوی ریاست علی صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت اقدس کی زیرِ سرپرستی ایک مکتبہ "مکتبۃ الشرق" کے نام قائم ہوا ہے۔ اگر مکتبہ کی کوئی تازہ اشاعت ہو، تو اس کی ایک جلد اس عاجز کے نام پر وی۔ پی کرنے کی ہدایت فرما دیجئے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ کتابیں ابھی تک وہی چھپی ہیں جو ہندوستان میں پہلے چھپ چکی تھیں۔ کوئی نئی کتاب چھپے تو بھیجوں وی۔ پی کا قاعدہ ہندوستان سے نہیں۔

مسترشد:۔ بدری بابو صاحب کو حضرت اقدس کی یاد دلائی گئی۔ بڑی لجاجت اور محبت سے کہا کہ مولانا صاحب کو میرا بہت بہت آداب لکھدیجئے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ ان کی خوش خلقی ہے۔ شرافت کے یہی معنی ہیں۔ معلوم نہیں اس الیکشن میں وہ کامیاب ہوئے یا نہیں۔ اگر ہو گئے ہوں تو مبارکباد دیدیجئے گا۔

مسترشد:۔ حضرت کیا عرض کروں۔ دو ہفتوں سے طبیعت بجھی بجھی رہتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ **افسردگئ طبع اور معمولات** | طبیعت کی افسردگی کا اثر معمولات پر نہ پڑے افسردگی و خوش طبعی کا نشیب و فراز تو دنیا میں ہوتا ہی رہتا

ہے۔ اوس کی فکر نہ کریں۔

مسترشد :۔ ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ وہ ساعت کب آئیگی جب حضرت کا شرف ملازمت نصیب ہو۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ تمنائے ملاقات شیخ | انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ سامان مناسب سمجھیں گے تو فرمائیں گے راضی برضاء رہیں۔ اسی میں عافیت ہے

سید سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب - ۱۰

(بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :۔ محبی و حبیبی و مخلصی اسعدکم اللہ تعالیٰ فی الدارین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ[1]

مسترشد :۔ حضرت کی صحت و عافیت کی اطلاع پاکر روحانی خوشی ہوئی۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمد للہ بخیریت ہوں

مسترشد :۔ تقریباً دو ماہ سے میرے اباجان علیل ہیں۔ درمیان میں حالت تشویشناک ہوگئی تھی۔ اس لئے بچوں کو لے کر مونگیر چلا گیا تھا لیکن ابھی مونگیر میں ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کے والد ماجد کو اللہ تعالیٰ صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائیں

لے یہ گرامی نامہ مکتوب الیہ ۱۶ مارچ ۱۹۵۴ء کے خط کے جواب میں ہے (محمد اشرف)

کیا آپ کا گاؤں پھر آباد ہو گیا [1]

مسترشد :- بدری بابو نے مبارکباد کے جواب میں اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا

حضرۃ الشیخ رح :- حسن خلق | بدری بابو نے جو میری مبارکباد پر خوشی کا اظہار کیا تو یہ اون کی شرافت ہے۔

مسترشد :- اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ طبیعت کی افسردگی کا اثر معمولات پر اب تک نہیں پڑ سکا۔

حضرۃ الشیخ رح :- طبعی افسردگی اور معمولات | یہ بڑی چیز ہے کہ افسردگی پر بھی معمولات میں فرق نہ آئے۔ اس سے استقامت کی فال نکلتی ہے۔

مسترشد :- اگر اللہ چاہیں گے اور اون کی رحمت شامل حال رہے گی تو معمولات میں فرق نہ پڑے گا۔

حضرۃ الشیخ رح ، انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسترشد :- قصد السبیل کی دو جلدیں حسب الحکم ارسال خدمت ہیں۔ دوسری کتابیں طبع ہوئیں تو بھیجوں گا۔

حضرۃ الشیخ رح :- قصد السبیل کے دو نسخے ملے، ایک نسخہ ایک تاجر کو بھجوا دیا ہے کہ اگر اونکو ضرورت ہو تو آپ کے یہاں سے منگوائیں۔ کتاب اچھی اور صاف چھپی ہے صحت کا حال معلوم نہیں کہ پڑھنے کی نوبت نہیں آئی۔

سلسلۂ اشرفیہ | بحمد اللہ کہ سلسلۂ اشرفیہ یہاں بھی بڑھ رہا ہے حضرت کے کئی خلفاء یہاں مصروف تعلیم و تلقین ہیں۔

---

[1] جسکی مسلم آبادی ۱۹۴۶ء کے بہار کے المناک فسادات میں تباہ و ویران ہو گئی تھی ۱ مرتب

ڈاکٹر محمود صاحب نیک اور دوست صفت آدمی ہیں، صوبہ سے گئے تو مرکز میں شاید جائیں۔ جواہر لال کی زندگی میں اونکی قدر رہے گی۔ یہی حال ابوالکلام آزاد صاحب کا ہے

مسترشد :۔ برادرم مولوی ریاست علی صاحب بخیر ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ مولوی ریاست علی کی خیر خیریت سے خوشی ہوئی۔ اُمید ہے کہ اونکی علمی مصروفیت بھی قائم ہو گی اور مذہبی حالت بھی اچھی ہو گی۔

والسلام۔ سید سلیمانؒ

مکتوب - ۱۱

(بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیزی و محبی و مخلصی زادکم اللہ عرفانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا یہ خط یہاں ۲۳ر جولائی کو پہنچا۔ میں ایک سرکاری کمیٹی کے ضمن میں سفر پر تھا۔ وہاں اتفاق سے طبیعت مضمحل ہو گئی۔ کئی ہفتے وہاں رکنا پڑا۔ اخیر ماہ میں واپس آیا۔ تو کمزوری مانع رہی۔ اب گو اچھا ہوں مگر اعصاب کے سبب کام میں انتظام نہیں۔ آجکل ہومیوپیتھک علاج جاری ہے۔

شفقت شیخؒ ۔ آپ کے خط نہ آنے سے خیال ہوتا تھا کہ شاید کچھ طبیعت ناساز ہو۔ اس لئے ایک گونہ فکر تھی خط آنے سے فکر دور ہو گئی

مسترشد:۔ حضرت منعم صاحبؒ کے مزار پر مولوی سعید احمد صاحب کی معیت میں حاضر ہوا فاتحہ پڑھا واپس ہوا تو معلوم ہوا کہ مزار اقدس سے روشنی کے فوارے ابل رہے ہیں اور میرا تعاقب کر رہے ہیں۔ صاف مشاہدہ ہو رہا تھا کہ انوار کی مسلسل بارش ہو رہی ہے۔ ہزار اسے وہم سمجھا لیکن پریس میں، گھر میں، تہجد کو اٹھتے ہوئے الغرض اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور باتیں کرتے (عالم بیداری میں) جس حال میں بھی ہوتا اس حال سے دوچار ہوتا۔ تقریباً پندرہ دن اس حال سے دوچار رہا۔

حضرت الشیخ:۔ کیفیات حجابات نورانی | میں نے آپ کے یہ حالات پڑھے، ان چیزوں کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ نہ اس کا حقیقی ہونا ضروری ہے اور نہ مقبولیت کی نشانی ہے، بلکہ یہ حجابات نورانی حجابات ظلمانی سے زیادہ اشد ہیں، جیسا کہ حضرتؒ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ نقل فرمایا ہے: "اصل شئے ایک ہی ہے اور وہ احوال مع اللہ تعالیٰ ہیں، علاقہ الٰہی میں ترقی ہو جسکی علامت عقیدہ اور عمل احکام الٰہی کا کامل اتباع ہے۔ باقی یہ کیفیات و حالات سفر کے تماشے اور مناظر ہیں۔ جیسے کوئی پٹنہ سے بمبئی جائے تو راہ کے مناظر کھیت، درخت، پہاڑ، چشمے جو کچھ نظر آئیں وہ مقصود نہیں، مقصود تو بمبئی ہی پہنچنا ہے۔ اب اگر کوئی مسافر ان مناظر کے حسن میں پھنس کر رہ جائے تو مقصود سے محروم رہے گا۔

مسترشد :۔ دریاپور کی مسجد کے تنخواہ دار امام کی جگہ مستقل امامت کا بوجھ لوگوں نے حضرت اقدس کے غلام ہی کے ناتواں دوش پر تقریباً ڈیڑھ سال سے ڈال رکھا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ دریاپور کے وہ امام اب یہاں کراچی میں ہیں۔ مجھ سے کئی دفعہ ملنے آئے۔ یہ اچھا ہوا۔ کہ یہ مسجد اس طور سے بدعات سے پاک ہوئی۔

مسترشد :۔ اپنا یہ حال ہے کہ ہر نماز کے وقت یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ آجائے جو اس امامت کا عظیم بوجھ ہلکا کرے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ امامت | یہ کیفیت صحیح ہے، اس پر عمل کیجئے امام نماز بن جانے سے کوئی واقعی امام نہیں بن جاتا اور نہ یہ کوئی فضیلت کا معیار ہے۔

مسترشد :۔ بحمداللہ تعالیٰ تنخواہ دار امام کے جانے کے بعد دریاپور کی مسجد بدعات اور رسومات سے بتدریج پاک ہورہی ہے ورنہ پہلے بدعات کا مرکز بن چکی تھی۔ مثلاً حی علی الفلاح کے بعد اٹھنا، جمعہ کی اذان ثانی سڑک کے متصل دروازہ پر دینا۔ عورتوں کا بے پردہ اور بے محابا بلاقید مذہب وملت کے مسجد کے اندر آنا، گھی کا چراغ جلانا، منبر پر پھولوں کا ہار چڑھانا وغیرہ۔

حضرۃ الشیخ :۔ اس بستی کے یہ افسوس ناک حالات مجھے معلوم ہیں۔

مسترشد : جمعہ میں حضرت تھانویؒ کا مرتب کردہ خطبہ ہی پڑھتا ہوں، دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب کو خطبہ کے سننے کے لئے کھول دے اور عمل کی توفیق مرحمت فرمائیے۔

حضرۃ الشیخؒ : آمین

مسترشد :- کبھی کبھی لوگ نماز، روزہ، زکوٰۃ کے مسائل پوچھتے ہیں اور میں اپنی ناقص عقل کے مطابق جواب دیتا ہوں اور بعض اوقات کہہ دیتا ہوں کہ کتابیں دیکھ کر بتاؤں گا

حضرۃ الشیخؒ :- مسائل | جی ہاں کتابیں دیکھ کر جواب دیں۔ بہشتی زیور اور بہشتی گوہر پاس رکھو

مسترشد :- گاہے گاہے بہت خوف وخشیت کا یہ حال ہوتا کہ کبھی آیتیں بھول اور کبھی چھوٹ جائیں کبھی قیام وقعود میں تاخیر وتقدم ہوتا۔ الغرض کبھی سجدۂ سہو اور کبھی اعادۂ نماز کرنا پڑتا تھا۔

حضرۃ الشیخؒ :- نماز | قلب کی مشغولیت کے سبب یہ سہو واقع ہوتا ہے۔ نماز میں صرف نماز کے ارکان اور قرأت اور ادعیہ کی طرف توجہ رکھی جائے اور قرآن پاک کی تلاوت روزانہ کا معمول کیجئے، تاکہ قرأت صحیح ہو۔

مسترشد :- عالم بیداری میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلو میں قلب کے پاس سوراخ ہے اور اس سے کلمات طیبات نکل رہے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- ذکر | یہ ذکر کی تاثیر فی القلب کی علامت ہے

مکتوب الیہ نے وساوس سے ملتے جلتے احوال قلم بند کئے تھے (محمد اشرف)

حضرۃ الشیخؒ :- وساوس | اس کی کچھ فکر نہ کیجئے۔ اس کا علاج عدم التفات ہے۔

مسترشد : انہی کیفیات کے دنوں میں حضرت اقدس کو بیشتر مرتبہ خواب میں دیکھا۔ کہ دعا مانگ رہے ہیں۔ اور میں آمین کہہ رہا ہوں۔

مزید برآں یوں معلوم ہوتا تھا کہ جو کلمات نماز وغیر نماز میں پڑھتا ہوں، وہ کلمات قلب سے چاند کی طرح نکل نکل کر آسمان کی طرف صعود کرتے ہوئے معلوم ہوتے۔

حضرۃ الشیخؒ :- کیفیات | یہ کیفیت محبت شیخ کی علامت ہے اور یہ روشنی تجلیاں ہیں۔

مسترشد :- ان احوال وکیفیات کے غلبہ کی بناء پر مجھے اپنی حالت پر ہنسی آتی اور خیال ہوتا تھا کہ کہیں ہوش وحواس نہ کھو بیٹھوں، ہر دم خاموش رہتا، ملنا جلنا نوے فیصد کم کر دیا۔ ضروری خطوط کے جواب لکھنے بیٹھتا تو معلوم ہوتا کہ حضرت تشریف لے آئے اور بے تحاشا و والہانہ انداز میں کھڑا ہو جاتا۔

حضرۃ الشیخؒ : اہتمام نوم وخوراک | ان باتوں کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ سونے کے اوقات پورے کریں۔ چھ سات گھنٹے روزانہ سے کم نہ ہو پھر کھانے پینے کا بھی اہتمام کیجئے۔ زیادہ مشقت دماغی یا عملی نہ کیجئے۔

مسترشد:۔ ۶ر جون کی صبح کو حضرت مولانا عبد الباری صاحب ندوی، حضرت عبد الماجد صاحب دریا بادی اور انکے داماد پروفیسر محمد ہاشم صاحب پرمشتمل ایک مقدس قافلہ پٹنہ جنکشن پہنچا صبح کا ناشتہ، دوپہر کا کھانا مولوی ریاست علی صاحب کے ساتھ ان حضرات کے ہمراہ کھایا، اور ان ہی بزرگوں کے ہمراہ گورنمنٹ اردو لائبریری، خدا بخش لائبریری، یونیورسٹی لائبریری سرسری مطالعہ میں رہا۔

حضرۃ الشیخ:۔ جی ہاں اس سفر کی کیفیت اون کے اخبار صدق سے بھی معلوم ہوئی۔ پھر دیسنہ سے بھی خبر آئی۔ یہ اصحاب خیر و برکت والے ہیں ان کی محبت اور صحبت دین کے لئے مفید ہے۔

مسترشد:۔ انہیں حضرات کے ہمراہ ہسپتال گئے اور مولانا عبد الباری صاحب کے ایک ملنے والے کے علاوہ، شاہ عزیز منعمی پھلواری کی عیادت کی۔

حضرۃ الشیخ:۔ پھلواری کے ایک نوجوان شاہ صاحب ابھی یہاں آئے ہیں اون سے معلوم ہوا کہ منعمی صاحب صحیح ہو گئے۔ الحمد للہ

مسترشد:۔ حضرت مولانا عبد الباری صاحب ندوی کی سادگی اور فنائیت کا قلب پر گہرا اثر ہوا۔ حضرت مولانا عبد الماجد صاحب میں عالمانہ شان کا ظہور تھا۔ اور حضرت مولانا عبد الباری صاحب میں صوفیانہ تجمل اور فقیرانہ شان استغناء کی جلوہ افروزیاں نمایاں ہیں۔

حضرۃ الشیخ:۔ مولانا عبد الباری صاحب کا حال ہم سب میں قابل رشک ہے

اللہ تعالیٰ مزید ترقی عنایت فرمائے۔

مسترشد:۔ ان حضرات کو رخصت کرنے کے بعد رات کو خواب دیکھا کہ حضرت مولینا عبدالماجد صاحب مجھ سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں کہ میں نے تفسیر کیوں لکھی اور اس تفسیر کی کیا خصوصیت ہے اور بغل میں حضرت مولینا عبدالباری صاحبؒ کو دیکھا کہ حضرت کی آنکھیں بند ہیں۔ ہاتھ میں تسبیح ہے۔ اور قلب سے ذکر کی آواز آرہی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ تعبیر خواب | یہی کیفیت ان دونوں صاحبوں کی ہے۔ اول الذکر اپنے قلم اور زبان سے دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور دوسرے صاحب اپنی حالت اور کیفیت قلبی کی بناء پر لوگوں کی رہبری اور اپنی ترقی کی راہ بنا رہے ہیں۔

مسترشد:۔ دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے والدین کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو صحت کلی عنایت فرمائیں۔

مسترشد:۔ مولوی ریاست علی صاحب ندوی نے یہ جان بخش اور روح پرور اطلاع دی کہ اسلم صاحب نے فرمایا کہ حضرت اقدس مستقلاً ہندوستان تشریف لا رہے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ جی ہاں عزیزوں اور دوستوں سے ملنے کیلئے قصد تھا۔ مگر پرمٹ جس دشواری اور ذلت سے حاصل ہوتا ہے۔ اوس کا

خیال کر کے دل رکتا ہے۔ اب پاسپورٹ ہو رہا ہے۔ شاید اس سے کوئی حالت بہتر ہو تو قصد کروں۔

مسترشد:۔ مولوی عبداللہ صاحب ادیب اول دار العلوم ندوۃ العلماء نے بھی اس خبر کی تصدیق کی، اور کہا کہ مولوی مسعود علی صاحب ندوی بھی فرما رہے تھے کہ جواہر لال سے حضرت اقدس کا ذکر آیا۔ تو پنڈت جی نے کہا کہ " مولانا کا خیر مقدم کرنے کے لئے ہم ہر وقت تیار ہیں۔

حضرۃ الشیخ:۔ ہجرت شیخ | یہاں کا قیام خدمت دین کے سبب سے ہے۔ کوئی اور داعیہ نہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ گھر بار لٹا کر جس کا بدل یہاں نہیں، بظاہر اپنی حماقت ہی ہے، لیکن اگر اخلاص ہے تو انشاء اللہ آخرت میں اس کا بدل ملے گا۔

مسترشد:۔ عظمت خاتون نے (جنکی بیعت کی سفارش بندہ نے کی تھی) خواب دیکھا ہے کہ ایک بڑے کمرہ میں حضرت تشریف فرما ہیں، سامنے وہ بیٹھی ہوئی ہے۔ حضرت کچھ فرما رہے ہیں کہ اس اثناء میں یہ گنہگار کمرہ میں داخل ہوتا ہے۔ اور حضرت پر نگاہ پڑتے ہی پہلے سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ پھر دو زانو مؤدب بیٹھکر دعائیں مانگتا ہے۔ اور پھر حضرت کے قریب پہنچتا ہے۔ حضرت ایک لفافہ عنایت فرماتے ہیں اور یہ گنہگار عرض کرتا ہے۔ " اس میں عظمت کی بھی امانت ہے" حضرت اقدس نفی میں جواب دیتے ہیں۔ پھر میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں ان کی امانت بھی ہے۔ آپ سر کی جنبش سے انکار سا

اظہار فرماتے ہیں اور عزیزہ کی آنکھ کھل جاتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ کامل اطاعت | سجدہ میں دیکھنا ظاہر ہے کہ کامل اطاعت کی طرف اشارہ ہے۔

بیعت امانت | ان کی امانت ان کی بیعت کی کا تقاضا ہے۔ انشاءاللہ بشرط حیات پوری ہوگی۔

مسترشد:۔ مولوی ریاست علی صاحب بخیر ہیں ان کی دینی حالت بھی اچھی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ برادرم مولوی ریاست علی صاحب ندوی کی حالت کی درستی سے خوشی ہوئی۔

مسترشد:۔ اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی فرمائیں کہ وہ تمام حالات کو دیندارانہ بنالیں

حضرۃ الشیخؒ: آمین

فقیر سید سلیمان ندوی

مکتوب: ۱۲

(بنام مولوی محی الدین صاحب)

کراچی ۵

مسترشد:۔ گرامی والا کا بالامعان بار بار مطالعہ کیا۔ ہر بار قلب کو مزید تسکین اور نور ایمانی میں افزائش محسوس ہوئی۔ فالحمد للہ۔ لیکن ناسازی

طبع کی خبر سے دلی قلق اور عظیم رنج پہنچا۔ اللہ تعالیٰ جلد صحت یاب فرماویں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزی و مخلصی زادکم اللہ توفیقا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ الحمد للہ کہ تین چار ماہ کی علالت کے بعد اب میں اچھا ہوں۔ قلبی تنفس کی تکلیف تھی ڈاکٹری علاج ہوتا رہا۔ کبھی یونانی، اور کبھی ہومیوپیتھک، آخیر علاج ڈاکٹر کرنل عبد الرحمان کا ہے۔ انہوں نے نمک اور روغن موقوف کرادیا، صرف بے نمک کا اُبلا کھانا ایک ماہ سے کھا رہا ہوں۔

مسترشد:۔ (مسائل کا جواب دینے میں) بہشتی زیور، بہشتی گوہر اور دیگر کتب فقہ سامنے رہتی ہیں، اور مسائل کا جواب کتابوں کے مشورہ کے بعد اور اپنی پوری تسلّی کے بعد دیتا ہوں۔ (ایسے بھی) بہشتی زیور اور بہشتی گوہر ہمیشہ مطالعہ میں ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ مسائل میں احتیاط | یہ بہت اچھا ہے۔ تاکہ ناواقفیت سے غلط مسئلہ کی ذمہ داری نہ عائد ہو۔

مسترشد:۔ خبر ملی ہے کہ ڈاکٹر سید محمود صاحب جلد ہی آسام کے گورنر ہو کر جانیوالے ہیں۔ آسام کی کابینہ نے ان کی گورنری پر رضامندی کا اظہار کردیا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ نیک خواہی دوستان | جی آسام میں گورنر ہوتے

بھی تو ہمارے کس کام کے۔ گو وہ یہیں کیا کام آتے، تاہم پرانی دوستی و تعلق سے ان کی بہتری کو دل چاہتا ہے۔

مسترشد:۔ سر فخر الدین مرحوم کے صاحبزادے مولوی انیس الحق دو، تین ہفتوں سے مجھ سے حضرت والا کی تصنیفات مطالعہ کیلئے مانگ کر لیجایا کرتے ہیں۔ ان کے دل میں دین کا ذوق اور مسلمان بننے کا صحیح داعیہ پیدا ہو چلا ہے اور کل مجھ سے حضرت اقدس کا پتہ دریافت کیا ہے۔ غالباً وہ حضرت اقدس سے مراسلت کا سلسلہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ قدر شناسی | وہ صلاحیت کے آدمی ہیں۔ اللہ کرے وہ صراط مستقیم کو پالیں۔

میرے پاس ان کا کوئی خط نہیں آیا ہے۔

مسترشد:۔ امی جان بفضل الٰہی اچھی ہیں۔ اور ابا جان بھی اچھے ہیں درمیان میں علیل ہو گئے تھے۔ پیرانہ سالی کی بنا پر بیماری کا حملہ ہوتا ہے، تو قوت دفاع کے فقدان کے سبب شدید ہوتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ تلقین خدمت والدین | اللہ تعالیٰ ان کو تندرست رکھے۔ اور آپ کو ان کی خدمت کا بیش از بیش موقع دے۔

مسترشد:۔ دماغی کاموں میں کمی اور کھانے کا اہتمام اور سونے کا اہتمام حسب الارشاد حضرت اقدس کرنا شروع کر دیا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اہتمام خوراک ونوم | جی ہاں۔ اس کا اہتمام ضروری ہے ورنہ دماغ کی خشکی کا خوف ہے۔

مسترشد :- پاسپورٹ ۱۵ر اکتوبر سے جاری ہو رہا ہے۔ اب حضرت اقدس کو جب موقع ہوگا، پاسپورٹ لے کر رختِ سفر باندھا جائے گا۔ یہاں بہت سارے لوگوں کی طرح اس عاجز کو شدید انتظار ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- جی ہاں! پاسپورٹ ہو رہا ہے، دل بھی چاہ رہا ہے، مگر اوس کے حصول میں جو محنت کرنی ہوتی ہے، اور دفتروں کی خاک چھاننی پڑتی ہے۔ اوس کا حریف میں نہیں ہوسکتا، تاہم کوشش کیجائے گی۔

مسترشد :- ہندوستان میں بجز اکا دکا واقعات کے امن رہا حکومت نے پوری مستعدی سے کام لیا۔

حضرۃ الشیخؒ :- خدا کرے کہ حکومت اسی طرح اپنا فرض ادا کرے

مسترشد :- بہار میں حضرت ملک بیا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی شہادت کا جو واقعہ ہوا تھا۔ اگر حکومت اسے دوبارہ تعمیر نہ کرتی اور شر انگیزوں کے ساتھ سخت رویہ اختیار نہ کرتی تو معلوم نہیں کیا ہوتا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل کیا

حضرۃ الشیخؒ :- الخیر فیما وقع۔

مسترشد :- صبح کی نماز کے بعد ایک پارہ قرأت اور تجوید کی

پوری رعایت کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ اور اس کے بعد مناجات مقبول کی ایک منزل۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ دعائے استقامت | الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

مسترشد:۔ اس خطاکار کی ایک پیر بہن ہمیشہ کیلئے کراچی جارہی ہیں۔ یہاں معیشت کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ وہاں ان کے حقیقی بھائی ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ معلوم نہیں یہ کون بیوی ہیں اور یہاں ان کا کیا پتہ ہے، مجھے نہیں ملیں۔

مسترشد:۔ بہار میں بارش بہت اچھی ہوئی ہے۔ اس لئے فصل خریف کی حالت امید افزا ہے۔

حضرۃ الشیخ:۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

مکتوب - ۱۳

(بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرۃ الشیخؒ:۔ مخلصی وعزیزی وفقکم اللہ تعالیٰ وزادکم عرفانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بے شبہ گذشتہ خط میں دیر ہوئی،

مگر اُمید ہے کہ آپ کو میرا جواب مل گیا ہوگا۔

بحمد اللہ میری صحت اس وقت اچھی ہے۔ علاج جاری ہے۔

مسترشد:۔ والدہ ماجدہ صاحبہ سخت علیل ہیں۔ والد ماجد صاحب علیل ہیں۔ مگر اب صحت یاب ہو گئے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ کے والدین کی صحت کاملہ دعاجلہ کے لئے بدرگاہ شافی حقیقی دعاگو ہوں۔

مسترشد:۔ میری ایک پیر بہن کلثوم النساء صاحبہ یہاں سے ہجرت کر کے کراچی پہنچ چکی ہیں۔ غالباً اس کی اطلاع پہلے دے چکا ہوں

حضرۃ الشیخؒ:۔ کلثوم النساء صاحبہ کے یہاں آنے کا حال آپ سے معلوم ہوا۔ یہ کون ہیں اور آپ سے کیا رشتہ ہے۔

مسترشد:۔ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا تھا کہ پاسپورٹ کے نفاذ کے بعد ہندوستان آنے کا قصد ہے۔ نہ جانے کب حضرت اقدس کی زیارت سے بہرہ ور ہو سکیں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ تمنا تو دل میں بہت ہے، دیکھئے کب پوری ہوتی ہے، جاڑوں میں تو ارادہ نہیں، آغاز گرما ممکن ہے۔

مسترشد:۔ ڈاکٹر محمود صاحب اب تک کچھ نہ ہو سکے، گورنری کے لئے جہاں جہاں ان کا نام بھیجا گیا، وہاں کی کابینہ نے مخالفت کی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ تو پہلے معلوم تھا۔

مسترشد :۔ صوبہ بہار کی مجموعی حالت ہر اعتبار سے تسلی بخش ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ بحمد اللہ۔

مسترشد :۔ تبلیغی جماعت (حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے کی) ایک جماعت دلی سے پٹنہ پہونچی اور دوسری کلکتہ سے اسکی نصرت کے لئے پٹنہ پہونچی اور شمس الہدیٰ کی مسجد میں دونوں جماعتیں ٹھہریں، برادرم مولوی ریاست علی ندوی نے مجھے بلا بھیجا، جماعت کے ارکان سے تعارف کرایا، قاضی احمد حسین صاحب اور جناب صفات احمد بھی موجود تھے، ان تمام حضرات نے اور مقامی جماعتوں کے تمام ارکان نے شدت سے مجھے پٹنہ کا امیر الامراء مقرر کر دیا۔ ریاست علی صاحب اور بزرگ قوم قاضی احمد حسین صاحب نے اس طرح مجبور کیا کہ مجھے مجبوراً مشروط طور پر ہاں کہنا پڑا۔ میں نے یہ شرط لگائی ہے کہ حضرت کو اطلاع دوں گا، اور اسی کی روشنی میں جو ہوگا کروں گا۔ ریاست علی ندوی صاحب نے فرمایا کہ "سید صاحب اس تحریک کے ساتھ ہیں۔" اس بناء پر خاموش ہوگیا۔ اب آپ سے اجازت کا طالب ہوں جو حکم ہو، اسی طرح کیا جائے گا۔"

حضرۃ الشیخؒ :۔ **تبلیغی جماعت** | جی ہاں اس جماعت سے میرا قدیم سے تعلق ہے، وہاں بھی تھا اور یہاں بھی ہے۔

تبلیغ اور امیر الامراء کا مطلب | آپ کو کوفت اور پس و

پیش لفظ امیر الامراء کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے ہے،
کہ آپ اس کو عہدہ اور منصب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ فرائض
کی بجاآوری اور خدمات کی چیز ہے، آپ امیر الامراء کو خادم
الخدام کے معنوں میں سمجھیں تو کوفت لفظوں سے نہیں ہوگی،
اس صورت میں فرائض کے بار عظیم سے گھبراہٹ ہوسکتی ہے
اور وہ بجا ہے، مگر اوس سے کبر وغرور کا شائبہ پیدا نہ ہوگا،
مگر آپ خلوص اور تواضع کے ساتھ اوس جماعت کی خدمت
انجام دے سکیں تو قبول کرلیں۔ والسلام

سید سلیمان ندوی
(۲۳ر دسمبر ۱۹۵۱ء)

(مولوی محی الدین صاحب ندوی نے اپنا ایک خواب جو ۲۳ر ربیع
الاول ۱۳۷۱ھ بروز جمعہ دیکھا تھا، اس خط کے ضمیمہ کے طور پر
لکھا تھا۔ اس کی تعبیر حضرت والا نے " الجواب " کے عنوان
سے رقم فرمائی۔ خواب ملخصاً درج ذیل ہے)

مسترشد:۔ " اشراق کی نماز کے بعد امداد المشتاق کا مطالعہ کر
رہا تھا۔ دوران مطالعہ میں غنودگی سی طاری ہوئی۔ کان میں آواز
آئی سو جائیے، پھر سنبھل کر مطالعہ میں مشغول ہوگیا، لیکن متواتر
آوازیں آئیں کہ سو جائیے۔ اب میں نے کمرے کا دروازہ بند کرکے
تاکید کرلی کہ میں اٹھایا نہ جاؤں۔ اور لحاف کے اندر پڑ کر سو رہا۔

خواب میں دیکھا کہ عشاء کا وقت ہے، میں حرم میں ہوں، مسجد حرام میں صفیں سیدھی کی جارہی ہیں۔ دوران تکبیر میں شور ہوا کہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی سواری آرہی ہے۔ سب نمازی حضرت حاجی صاحب کی سواری کی طرف دیکھنے لگے، حضرت آرام کرسی پر آرام فرما ہیں، اور دو بزرگ صورت کرسی کو سہارا دیئے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ سواری اقدس، حرم شریف میں آگئی، شور ہوا کہ بیٹھو بیٹھو، راستہ دو، پھر دیکھا کہ حضرت اقدس (سید صاحب) اگلی صفوں سے نکل کر اور صفوں کو چیرتے ہوئے عین اسی لمحہ میں سواری کے پاس پہونچ گئے۔ جب کرسی رکھی جارہی تھی، ایک بازو کو حضرت اقدس (سید صاحب) سنبھالے ہوئے تھے۔ ایک کو دوسرے بزرگ جن کے سر پر عربی وضع کی رومال پڑی تھی، حضرت حاجی صاحب کے پاؤں اس قابل نہ تھے کہ کام کرسکیں۔ اس لئے ایک بازو کو حضرت اقدس سہارا دیئے ہوئے تھے اور دوسرے کو وہی بزرگ مذکور، اس کے بعد نماز عشاء ہوئی۔ اپنے کو پہلی صف میں پایا اور امامت حضرت اقدس (سید صاحب) نے کرائی۔ نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کر کے حضرت دعائیں مانگ رہے ہیں۔ جب میری نگاہ چہرۂ اقدس پر پڑی تو دل کی دنیا الٹ گئی۔ آنسو جاری ہوگئے، حضرت مصلی سے اٹھ کر اس گنہگار کے پاس تشریف لائے، اور ہاتھوں سے پکڑ فرمایا، اُٹھئے۔ اس کے بعد آنکھ کھلی۔"

حضرۃ الشیخؒ:- **الجواب**

تعبیر خواب | آپ کا خواب مبارک ہے۔ اور اس میں اس کی بشارت ہے کہ آپ کو سلسلہ اشرفیہ وامدادیہ سے طبعی مناسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید عنایت فرمائیں۔

مقصد سلوک | مگر یہ خیال رہے، کہ قرب و ولایت کی راہ صرف عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ ہیں، بقیہ جذب وشوق ونداء و رؤیا محمود ہیں۔ مگر مقصود نہیں۔ اس لئے ان سے دل نہ لگائیں اس کو راستہ کی سیر کا تماشا جانیں۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

مکتوب - ۱۴ (بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرۃ الشیخؒ:- عزیز مکرم زادکم اللہ توفیقا لما یحب ویرضیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد:- شافی حقیقی جلد حضرت اقدس کو صحت کامل عطا فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ: بحمد اللہ تعالیٰ بالفعل بخیریت ہوں کوئی تکلیف نہیں ہے اور نہ کوئی خاص علاج ہے، البتہ پرہیز جاری ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ کے والدین مع الخیر ہیں، ان کا سایہ غنیمت ہے۔ اور ان کی خدمت جنت کی کنجی۔

مسترشد :- کلثوم النساء میری پیر بہن اور سب سے چھوٹی خلیا ساس ہیں، بیوہ ہیں، معیشت کی بظاہر کوئی یہاں صورت نہ تھی اس لیئے ہجرت کرنی پڑی۔

حضرۃ الشیخؒ :- کلثوم بی بی چند روز ہوئے کہ ملنے آئی تھیں۔ خدا کرے کہ انہیں راحت نصیب ہو۔

مسترشد :- کلثوم النساء صاحبہ کے حالات کی تفصیل لکھی گئی تھی۔

حضرۃ الشیخؒ :- یہ تفصیلات معلوم ہوئیں۔

مسترشد :- جماعت تبلیغ کے سلسلے میں حضرت اقدس مدظلہ نے جو کچھ تحریر فرمایا، اس سے دل کو تسکین اور صحیح معنوں میں جمعیت خاطر نصیب ہوئی۔

حضرۃ الشیخؒ :- تبلیغ۔ تبلیغی جماعت اور تنبیہ | اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت دیں۔ اس تبلیغی سلسلہ میں صرف ایک احتیاطی تنبیہ کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ غیر کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح پر نظر رہے۔ اور غیر کی اصلاح کی فکر بھی اپنی ہی اصلاح اور حصول اجر کی خاطر ہو، تفوق اور اپنی بڑائی کا خیال بھی نہ آئے۔

والسلام

سید سلیمان

مکتوب - ۱۵ا بنام (مولوی محی الدین صاحب)

سید سلیمان ندوی

کراچی ۵، چمن سٹریٹ

عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اشتیاق ملاقات احباب اور ان کی احوال پرسی

آپ کا خط پاکر بہت خوشی ہوئی، جامع المتفرقین اس زندگی میں پھر کبھی ملائیں۔ برادرم سید محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی خیریت بھی معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھیں اور ان کی مدد فرمائیں، معلوم نہیں ان کے مدرسے کا کیا حال ہے۔ مولوی ریاست علی صاحب اور مولوی سید احمد صاحب کے حالات اور مشاغل معلوم کرنے کا بھی اشتیاق ہے۔

ندیم اگر نکل رہا ہو اور بھیج سکتے ہوں تو بھیجدیا کریں۔ دیگر احباب کی خیریت سننے کیلئے بھی دل میں بے چینی پاتا ہوں۔

والسلام

مکتوب - ۱۶ (بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرۃ الشیخؒ :- عزیزی واخی فی اللہ تعالیٰ رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- حضور والا کی عافیت اور صحت کا دل سے خواہاں ہوں

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

مسترشد :۔ ایک عریضہ رمضان المبارک سے پہلے ارسال کیا تھا۔ تاحال جواب نہ مل سکا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ مزارات پر حاضری | آپ کے خط کا جواب بھیجدیا تھا۔ جس میں آپ نے سفر پیران کلیر اور تھانہ بھون کا ذکر کیا تھا۔ تعجب ہے کہ آپ کو نہیں ملا۔ میں نے پوچھا تھا کہ پیران کلیر عرس کے زمانہ میں گئے تھے یا اوس سے الگ۔ اگر عرس کے زمانہ میں گئے تھے تو جانا نہیں چاہیے تھا، اور اگر غیر عرس میں گئے تو کچھ حرج نہیں۔

مسترشد :۔ پرسوں ندوہ سے برادرم مولوی عبداللہ ندوی کا ایک لفافہ ملا، اس میں یہ پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ اس ماہ کے آخری دنوں میں حضرت اقدس دو ماہ کے لئے ہندوستان تشریف لا رہے ہیں، انہوں نے مجھ سے مزید تفصیلات پوچھی ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ میری آمد کا ہنوز وقت مقرر نہ ہو سکا۔ یہاں کے بعض حالات مقتضی ہیں کہ میں یہاں سے غیر حاضر نہ رہوں۔

مسترشد :۔ حضرت اقدس! آنے کی صحیح تاریخوں کے متعلق مطلع فرمائیں

حضرۃ الشیخؒ :۔ ابھی بتا نہیں سکتا۔

مسترشد :۔ تین ہفتوں سے والد ماجد پھر علیل ہو گئے ہیں۔

حضرت الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ بخیریت عنایت فرمائیں۔

مسترشد :۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم لوگوں پر تا دیر قائم رکھے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

مسترشد:۔ دلہن سلمہا اور میری منجھلی خلیا ساس سعیدہ خاتون جو حضرت اقدس کے حلقۂ بیعت سے مشرف ہو چکی ہیں۔ سلام مسنون سے عرض کرتی ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ میری طرف سے بھی سلام کہدیں۔

مسترشد:۔ میں نے اپنے ایک بچہ کو حفظ کرانا شروع کر دیا ہے۔ ارادہ ہے کہ تمام بچوں کو انشاء اللہ کلام اللہ حفظ کرا کر عربی پڑھاؤں گا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مقصد کو پورا فرمائیں۔

مسترشد: دعا فرمائیں کہ میرے تمام بچے حافظ قاری، عالم باعمل بن کر دنیا میں زندہ رہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

مسترشد:۔ دریا پور کی مسجد کی امامت کا بوجھ اللہ تعالیٰ نے میری گردن سے ہلکا کر دیا ہے۔

حضرت الشیخؒ:۔ یہ اچھا ہوا۔

والسلام

سید سلمان

۲۰ جولائی ۱۹۵۲ء

ریاست صاحب سے ملاقات ہو تو کہدیجئے کہ ان کی کتابوں کے روپے کیلئے اعظم گڈھ صباح الدین صاحب کو لکھ دیا جا رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلخیص مکاتیب

بنام جنابہ صابرہ خاتون صاحبہ اہلیہ سید محی الدین صاحب ندوی

حضرۃ الشیخؒ :- عزیزہ مخلصہ دین و دنیا کی برکتیں آپ کو ملیں
السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشدہ : حضرت کا لفافہ گرامی پہنچا تو حضرت اقدس کی اس لونڈی کی خوشی کا
کیا حال ہوا اس کا نقشہ کھینچنے سے میری زبان و قلم عاجز ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- یہ آپ کی خالص محبت ہے، جو اللہ کے لئے ہے۔

مسترشدہ :- حضرت کی علالت کی خبر سے طبیعت سن ہو گئی اور دل دھڑکنے
لگا۔ برابر دعا کرتی رہی کہ اے اللہ میرے حضرت کو تادیر دنیا میں قائم
رکھیئے تاکہ حضرت سے فیوض و برکات اور دینی خدمات کا سلسلہ قائم
رہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- طلب دعاء | بحمد اللہ تعالیٰ کہ اب میں پہلے سے بہت اچھا
ہوں۔ آپ میری صحت کیلئے دعا کرتی رہیں

سید سلیمان ندوی

مکتوب - ۲ (بنام صابرہ خاتون صاحبہ)

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیزہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ وفقکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشدہ :۔ میری دلی تمنا ہے کہ حضرت اقدس میری بیعت فرمالیں۔ اس سلسلے میں میں نے چھوٹے اور بڑے گناہوں سے توبہ کرلی ہے۔ وعدہ کرتی ہوں کہ اپنی زندگی کو دینی راہ پر رکھوں گی، اور دین ہی کے صراط مستقیم پر مرتے دم تک قائم رہوں گی۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بیعت | اللہ تعالیٰ تم کو دونوں جہان کی فلاح عطا فرمائیں خوشی ہوئی کہ آپ کے اندر ماشاء اللہ تعالیٰ اصلاح وتقوی کی استعداد ہے۔

مسترشدہ :۔ یہ عاجزہ اپنے شوہر سے بیعت کی اجازت طلب کرتی رہی ہے۔ بارے آج موصوف نے اجازت دیدی۔ ان کی اس اجازت سے ایسی خوشی ہوئی جو زندگی میں آج تک کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میری بیعت فرمالیں اور عاصیہ کی آخرت کے راستے کو ہموار فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بیعت کی اہمیت اسی قدر ہے کہ اس سے طبائع میں مزید مستعدی پیدا ہو جاتی ہے، بہر حال اگر اسکی خواہش ہے تو انشاء اللہ پوری ہوگی۔ آپ حسب ذیل عبارت اپنے قلم سے لکھ کر بھیج دیجئے۔

" میں آپ کی وساطت سے سلسلہ اشرفیہ امدادیہ صابریہ

چشتیہ میں داخل ہوتی ہوں۔

مکتوب۔ ۳ (بنام جنابہ صابرہ خاتون)

حضرۃ الشیخؒ: عزیزہ سلمہا اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشدہ: حضرت والا کا گرامی نامہ آج مونگیر میں ملا۔ جس پر انتہائی خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ استعانت، استقامت اور مداومت عمل کی توفیق دیں۔

حضرۃ الشیخؒ: دعائے استقامت | اللہ تعالیٰ مداومت عمل اور حسن توفیق عطا فرمائیں۔

مسترشدہ: حضرت کے فرمان کے مطابق بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط کہہ کر ذیل کی عبارت لکھ کر داخل حلقہ بیعت ہوتی ہوں۔

"میں آپ کی وساطت سے سلسلہ اشرفیہ امدادیہ صابریہ چشتیہ میں داخل ہوتی ہوں، الحمد للہ رب العٰلمین۔"

حضرۃ الشیخؒ: قبول بیعت | میں نے سلسلۂ اشرفیہ امدادیہ صابریہ چشتیہ میں آپ کی بیعت قبول کی۔

اللہ تعالیٰ اس کے برکات سے آپ کو مالا مال کریں۔

والسلام۔ الفقیر الی اللہ

سید سلیمان ندوی

مکتوب۔ ۴ (بنام جنابہ صابرہ خاتون صاحبہ)

حضرۃ الشیخؒ :۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشدہ :۔ حضرت کی علالت کا پڑھ کر دل بے چین ہو گیا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمدللہ مع الخیر ہوں

مسترشدہ :۔ بے ساختہ آپ کی صحت کے لئے دعائیں کیں اور اب بھی کررہی ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کی دعاؤں کا شکریہ۔

سید سلیمان ندوی

تلخیص مکاتیب بنام سعیدہ خاتون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب۔ ۱

مسترشدہ :۔ میری بیعت عزیزی سید محی الدین صاحب کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس کے بعد میرے حالات سُن کر وہی میری تسلّی کرا دیتے تھے۔ اس لئے خط لکھنے سے رک جاتی، لیکن اپنی شدید بیماری کی بناء پر کہ شاید اس سے جان بر نہ ہو سکوں، خط لکھ رہی ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بہتر ہے اگر وہاں محی الدین صاحب کی گفتگو اور جواب سے تشفی ہو جائے۔

مسترشدہ :۔ مجھے مختلف امراض ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ دعائے صحت | اللہ تعالیٰ آپ کو شفا بخشیں۔

مسترشدہ :۔ بعض اوقات درد کی شدت قابو سے باہر ہو جاتی ہے لیکن زبان سے کلمہ ناشکری کا نہیں نکلنے دیتی ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ تسلی دینا | بحمد اللہ آپ کی یہ حالت بہت اچھی ہے۔ اس حالت میں یہ دعاء پڑھا کریں۔

”رب انی مسنی الضر و انت ارحم الراحمین“

مسترشدہ :۔ حضور کے قدموں میں گرنے کے بعد سے بفضلہ تعالیٰ سے ہر طرح کے غیر دینی کاموں سے قلبی نفرت ہو گئی ہے۔ اور مقدور بھر اپنے اوقات کو برباد ہونے سے بچاتی ہوں اور کوشش اس بات کی رہتی ہے کہ ہر لمحہ اللہ کی اطاعت میں بسر ہو۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ نیکی کا عزم | یہ عزم مبارک

مسترشدہ :۔ قضا نمازیں، روزے اور زکوٰۃ ادا کر رہی ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ دعا و حوصلہ افزائی | بہت اچھا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا اور آپ کا خاتمہ ایمان پر فرمائیے۔

سید سلیمان

مکتوب۔۲ (بنام سعیدہ خاتون صاحبہ)

مسترشدہ :۔ میری بچی کا مرض روز بروز افزون ہے۔ اللہ کی یہ مرضی ہے ہر حال میں شاکر ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بچی کو اپنے فضل و کرم سے شفا دیں، شافی حقیقی وہی ہیں۔

مسترشدہ :۔ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری بچی کو صحت کاملہ اور عاجلہ عطا فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمین

مسترشدہ :۔ میں بھی علیل ہوں اور بچی کی تکلیف کے اثر سے مرض بڑھ رہا ہے، لیکن حضور کی جوتیوں کا صدقہ ہے، کہ معمولات میں فرق نہیں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ثبات و دوام عطا فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ معمولات پر استقامت | مبارک ہو کہ یہ بڑی سعادت ہے۔ ع آمین

مکتوب ۔ ۳۷ (بنام سعیدہ خاتون صاحبہ)

حضرۃ الشیخؒ :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشدہ :۔ اس عاصیہ کے جواب میں حضرت کا خط وصول ہو کر مسرت ہوئی۔ لیکن حضرت کی علالت کی خبر سے سخت صدمہ اور قلق ہوا، اللہ تعالیٰ شفائے کامل عطا فرمائے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اطلاع صحت خود | الحمد للہ تعالیٰ کئی ماہ سے اچھا ہوں، فکر نہ کریں۔ البتہ میری فلاح و بہبود دارین کی دعا کریں۔

مسترشدہ :۔ حضرۃ اقدس کی یہ لونڈی بھی بیمار رہتی ہے۔ اور دجع

مفاصل کے مرض میں مبتلا ہے، دعاء اور دواسے دریغ نہیں کر رہی۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ تعلیم توکل و دعاء | اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عنایت فرمائیں، اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتی رہیں، شافی حقیقی وہی ہیں۔

مسترشدہ:۔ میری بچی بھی بیمار ہے، اگر حضرت مناسب سمجھیں تو ہم دونوں کے لئے تعویز تحریر فرما کر ارسال فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ تعلیم دعاء برائے صحت | آپ یہ دعاء پڑھا کریں۔

اللّٰھم انت الشافی لا شافی الا انت فاشفنی

والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب ۔ ۴ (بنام سعیدہ خاتون)

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزہ مخلصہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی محبت عطا کرے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشدہ:۔ گرامی نامہ کے موصول ہونے سے مسرت ہوئی، مگر حضرت اقدس کے مرض کا حال معلوم ہوا تو قلق ہوا اگرچہ میں بھی علیل ہوں، مگر حضرت کے مرض کا حال جان کر اپنا مرض بھول جاتی ہوں

حضرۃ الشیخؒ:۔ اطلاع حال خود | الحمد للہ میں اچھا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکو بھی صحت بخشیں اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق بخشیں۔

والسلام۔ سید سلیمان ندوی

۱۴؍ دسمبر ۱۹۵۲ء

مکتوب نمبر۴

(بنام مظفر حسین صاحب)

۱۲ر دسمبر ۱۹۵۱ء

برادر عزیز حفظکم اللہ تعالیٰ وفق لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خط ملا۔ میرا خطبہ جو چھپا ہے اور اس کے تین نسخے ملے یہاں "مستقبل" نامی ایک ماہوار رسالہ میں وہ خطبہ چھپ رہا ہے۔

سردی سے فالج کے اثر والی خبر محض وہم ہے، وہم تھی۔ بحمداللہ تعالےٰ کہ اچھا ہوں۔ مگر ڈاکٹروں کے مشورے سے تقویت اعصاب کا علاج جاری ہے۔

یہاں سندھ میں ضلع نواب شاہ کے اندر ٹنڈو آدم ایک اچھا قصبہ ہے وہاں حکیم عبداللہ صاحب ندوی ایک بزرگ ہیں وہ اس مدرسہ کے منتظم ہیں۔ یکم، دو دسمبر کو اس کا جلسہ تھا۔ بحمداللہ کہ مدرسہ کی بنیاد تو پڑ گئی۔ شائد مکان بھی مل جائے جو طلبہ کی اقامت کے لئے کام آسکے۔

سلمان میاں اچھے ہیں۔ انگریزی پڑھتے ہیں۔ مصروف ہیں۔ مارچ آئندہ میں میٹرک کا امتحان دینا چاہیئے ہیں۔

ہیئت حاکمہ کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے یہ کوئی اضطراب کی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری قوم میں صلاحیت پیدا کرے اور حب جاہ ومال کے امراض سے ہمارے اکابر کو شفا بخشے۔

یہاں ایک علماء کانفرنس آئندہ فروری کے اوائل میں ہو رہی ہے۔ آپ کو اور مفتی صاحب کو آزاد کشمیر کی طرف سے آنا چاہیئے اسکی کوشش کیجیئے۔ غالباً میر واعظ صاحب اس کو پسند فرمائیں گے۔

والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۲

برادرِ عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسلمانان کشمیر کی بھلائی کی دعاء کرتا ہوں۔

ھو مالک الملک یوتی الملک من یشاء و ینزع الملک ممن یشاء بیدہ الخیر وھو علی کل شی قدیر۔

جناب شاہ صاحب کی تدابیر کی کامیابی کے لئے بھی دعاگو ہوں۔

معلوم نہیں آپ کے پاس فقہ و فتاویٰ کی کتابیں بھی ہیں یا نہیں کم از کم ہدایہ، فتاویٰ شامی اور البحر الرائق فتح القدیر، فتاوی امدادیہ بہشتی زیور وغیرہ رسائل ہیں یا نہیں اگر نہیں تو فوراً بہم پہنچایئے اور مطالعہ کیجئے۔

۱: زمین میں سے کم و بیش جو پیداوار بھی ہو اس پر زکوٰۃ ہے بارانی زمینوں پر دسواں حصّہ اور سینچی ہوئی زمینوں پر بیسواں حصّہ۔ حنفی مذہب میں کوئی خاص نصاب نہیں ہے۔

۲- اس کی مقدار کا تعین اونٹ کے بوجھ سے آپ نے جو کیا ہے اس کو تخمینہ اہل ملک کے تجربہ کاروں کے بیان کے مطابق سے کیا جائے گا۔

۳: حکومت جو آب پاشی کراتی ہے تو کیا اس کا ٹیکس نہیں لیتی اور کیا اس آب پاشی بذریعہ نہر یا آبپاشی بذریعہ مشین میں کسانوں کو محنت نہیں کرنی پڑتی اس لئے بارانی پر اس کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

۴: اونٹ کی تعداد خاص کے بوجھ پر قیاس کرکے کسی گاڑی اور لاری پر زکوٰۃ نہیں لگائی جا سکتی، اونٹ پر زکوٰۃ بوجھ کی بنا پر نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نامی ہونے کی بنا پر ہے۔

۵: آلات ساں نامی نہیں ہیں۔ اس لئے ان پر زکوٰۃ نہیں ان سے جو مالی منافع حاصل ہوتا ہے اور وہ سال بھر رہے تو نقدی کے شرائط اور شرح پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ البتہ کوئی آلات یا موٹروں اور لاریوں کی تجارت کرے تو اس پر زکوٰۃ ہے

۶: نابالغ پر حنفیہ کے نزدیک زکوٰۃ نہیں۔ اس لئے بلوغ کے

کے بعد قبل بلوغ کے مال پر زکوٰۃ عائد نہ ہوگی۔

۷: حکومت اموال ظاہرہ پر زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے۔ اموال باطنہ پر زکوٰۃ صاحب زکوٰۃ خود بھی براہِ راست ادا کر سکتا ہے حکومت اموال باطنیہ کی زکوٰۃ نہیں کر سکتی۔ آج کل گو امارت شرعیہ، پھلواری ضلع پٹنہ کی تحقیق کی بنا پر دونوں کی زکوٰۃ کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اموال ظاہرہ مویشی ہیں یا تجارت کا وہ سامان جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے۔ باقی بنک نقدی زیور وغیرہ حسب بیان اہل زکوٰۃ ہے۔ اسکی تحقیق و تفشیش محصلین زکوٰۃ کا کام نہیں۔ یہ معاملہ بندہ اور خدا کے درمیان ہے۔

۸: موٹر اور ریڈیو حاجات اصلہ میں نہیں مگر ان پر زکوٰۃ نہیں باقی عدم تقوی کی بنا پر محصلین زکوٰۃ پر رشوت وغیرہ کا جو خیال ہے وہ صحیح ہے۔ گمان ہو سکتا ہے اور حسب استطاعت اسکی دیکھ بھال حکام کا فرض ہے اور تبلیغ کا کام بھی مناسب ہے۔

مسائل علمیہ کے خطوط میں تفصیل لکھا کریں

دو ورقوں پر علیحدہ علیحدہ لکھا کریں

والسلام

سید سلیمان یکم جمادی الثانیہ ۱۳۷۰ھ

عزیز مخلص وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں سکھر، میرپور اور پیر جھنڈا گیا ہوا تھا۔ آج صبح واپس آیا ہوں۔ جواب میں تاخیر ہوئی۔

میں یہاں عارضی طور سے آیا ہوں۔ میرے اہل وعیال کے اسباب وسامان سب وہاں ہیں۔ حالات کی مجبوری سے مدت قیام میں اضافہ ہوتا رہا۔ اہل وعیال کے بلوانے میں اعزّہ کے اختلاف رائے سے دقتیں حائل ہیں، اگر یہ دقتیں حل نہ ہوئیں تو واپسی ناگزیر ہے۔

جی ہاں! میں ابھی تک صدارت قبول نہیں کی ہے کہ بحالات موجودہ وہ بیکار سی چیز ہے۔ گفتگو جاری ہے۔

سلمان[1] میاں جوان تو ہو گئے ہیں مگر میری پریشانی حالی سے ان کی تعلیم ادھوری رہی جا رہی ہے۔ سہیل[2] میاں مشرقی پاکستان کے ملازمت میں ہیں۔ میرے ایک داماد سید ابو عاصم میاں[3] وکالت کرتے ہیں، دوسرے داماد ہندوستان میں ہیں، دونوں کی کشمکش جاری ہے اور اسی سے پریشانی خاطر ہے

مجھے جو کچھ ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کی مذہبی خدمت میں کر رہا ہوں یہی آپ سے کہنا ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی خدمت میں لگے

[1] مولانا محترم کے چھوٹے فرزند [2] مرحوم کے بڑے فرزند

رہیئے۔ مگر اپنی اصلاح سے کبھی بے فکری نہ ہونی چاہیئے
إتَّعِظْ ثُمَّ عِظْ

والسلام
سید سلیمان۔
۲۹ر اکتوبر

مکتوب نمبر ۳

برادر عزیز۔ رفع اللہ تعالیٰ شانکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

تقریر کا مسودہ ملا جو بعد نظر ثانی واپس ہے۔ آپ نے میری معیت وصحبت کی تمنا ظاہر کی ہے، یہ آپ کا حسن ظن ہے بہر حال اب تو میں وہ کنواں جس کا پانی ختم ہو چکا ہے۔ اور اگر ملت کی کوئی خدمت ہو سکے تو اس کے ساتھ صرف اپنی آخرت کا طالب اور دنیا میں بعافیت گذار کر لینا چاہتا ہوں، میں سمجھ نہیں سکتا کہ آپ مجھے کیا کسبِ کمال کرنا چاہتے ہیں، جب کہ میں اپنے آپ کو ہر کمال سے عاری سمجھتا ہوں۔

آپ ماشاء اللہ مدرس ہیں اور ایک اہم محاذ پر خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ اخلاص کے ساتھ اپنا کام کریں اللہ تعالیٰ کی نصرت آپ کے ساتھ ہوگی۔

شاہ صاحب[1] کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیں۔ آج بہاولپور جامعہ عباسیہ کے کام کے لئے جا رہا ہوں۔

والسلام

سید سلیمان

۳۱ اگست ۱۹۵۱ء

چمن سٹریٹ۔ ڈار منزل کراچی

عزیز مکرم۔ اسعدکم اللہ تعالیٰ فی الدارین

السلام علیکم رحمۃ اللہ۔ الحمد للہ تعالیٰ مع الخیر ہوں۔ آپ کا خط پاکر بڑی خوشی ہوئی۔ خدا کا شکر ہے کہ میری بعض نصیحتیں آپ کو پسند آئیں جن کو آپ نے یاد رکھا اللہ تعالیٰ اُن سے مجھے اور آپ کو فائدہ پہنچائیں۔

میں تنہا یہاں آیا ہوں۔ سلمان میاں ساتھ ہیں۔ ایک لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ یہاں کئی سال سے ہے۔ باقی اہلیہ اور اولاد سب ہندوستان میں ہیں۔ سامان و اسباب بھی سب وہیں ہے۔ اللہ مالک ہے۔

خوشی مزید ہوئی کہ آپ مصروف ہیں، مجھے اور بھی مزید خوشی ہوگی اگر یہ معلوم ہوگا کہ آپ اب پہلے سے بھی زیادہ مصروف ہیں۔

[1] "شاہ صاحب" سے مراد سید علی احمد شاہ سابق صدر حکومت آزاد جموں کشمیر ہے)

مسلمانوں کی دینی و مذہبی خدمت بہت اہم ہے۔

معارف کے لئے یہ صورت ہے کہ آپ اوسط چندہ چھ روپے لاہور شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ بھیجدیں اور ان سے معارف کی فرمائش کریں، وہ تعمیل کریں گے۔

تعلیم و تربیت پر قدیم عربی رسائل کئی ہیں۔ مگر وہ یہاں میسّر نہیں ہو سکتے۔ اس وقت سرسری طور سے یہ چند سطریں حوالہ قلم ہیں۔

آپ کی اور آپ کی جماعت کے لئے دل و جان سے دعاء گو ہوں گے۔ کاش یہاں کے اہل حل و عقد اس کی ضرورت کو دل سے تسلیم کریں۔

علی میاں تبلیغ کی ضرورت سے امسال پھر حج کو گئے ہیں۔ شائد مصر بھی جائیں۔

والسلام

سید سلیمان

۲ر ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ

اعظم گڈھ

برادر عزیز رزقکم اللہ رزقاً حسنا

السلام علیکم۔ ندوہ میں اس دفعہ آپ کے والد کی وفات اور آپ کی رخصت کا حال معلوم کر افسوس ہوا۔ پھر عزیزم مولوی مسعود عالم صاحب آپ کی خواہش کا علم ہوا جس کی تعمیل کر دی یعنی سفارشی خط مرسل ہے، شاید کارآمد ہے۔ لیکن سچی بات یہ ہے، کہ ہم آپکو اپنے سے بخوشی علیحدہ کرنا نہیں چاہتے۔ آپ ایک دو ماہ کوشش کر کے دیکھ لیں، پھر واپس آجائیں۔ مدرسہ دو ماہ کیلئے تعطیل ہو گیا ہے۔ یکم جولائی تک بلکہ شاید رمضان تک وقت ہو۔

میں نے اور ناظم صاحب نے امسال آپ کے لئے عہ اصہ[1] ماہوار کی ترقی کر دینے کا خیال کیا ہے۔ اور اس کے بعد بھی آئندہ موقع ملتا رہے گا۔ اُمید ہے، کہ ہم لوگوں کو اس طرح چھوڑ دینا۔

آپ کے نزدیک بھی پسندیدہ نہ ہوگا۔ ندوہ کی مالی حالت آپ کو معلوم ہے، اگر گنجائش ہوئی، تو کبھی پہلوتہی نہ کی جائے گی۔

والسلام

سید سلیمان۔ ۸ مئی ۱۹۴۳ء

---

[1] نقل مطابق اصل کر دی گئی ہے۔ ایک نجی بات ہونیکی وجہ سے اس جگہ کو خالی رکھنا مناسب ہوگا۔

مکتوب نمبر ۵

بنام جناب مظفر حسین شاہ صاحب

کراچی۔ ۵

عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مرضیات پر پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ اپنے اندر جو احساس و شعور پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی وہ تمنا کی حد میں ہے تمنا کی حد سے نکل کر عمل کے حدود میں قدم رکھیئے، اس کے لئے حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات اور مواعظ نہایت مفید ہیں، ساتھ نماز کی تحسین و احسان کی کوشش اور عبادات معلومہ کو بہ نیت حصول رضائے الٰہی انجام دینے کی کوشش کرنا۔

سلمان میاں انگریزی کے بعد عربی کی تکمیل بھی انشاءاللہ کریں گے۔ میری تمنا بھی یہی ہے لیکن زمانہ کا طوفان دیکھئے سفینہ کو کدھر لے جائے۔

علماء کانفرنس کی طرف سے دعوت نامے پہنچ گئے ہوں گے۔ یا اب پہنچیں، فروری کے دوسرے ہفتہ میں اجلاس ہے۔

حکومت نے دار العلوم[2] کا کام نشتر صاحب ہی کے سپرد کیا ہے۔ کورس کے مضامین تیار ہو گئے ہیں، اب اس کے بعد کا قدم زمین اور تعمیر ہے۔

مستقبل کے جنوری نمبر میں مری، مظفر آباد والی تقریر چھپ گئی ہے۔ صاحب رسالہ سے کہوں گا کہ اس کا ایک نسخہ آپ کو بھیج دیں۔ اس خطبہ کا ذکر ڈاکٹر محمود حسین صاحب وزیر امور کشمیر سے آیا تھا وہ اس کے دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔

اب تک صرف رحمت عالم، خطبات مدارس، رسول اکرم، نقوش سلیمان حیات امام مالک چھپی ہیں۔ یہاں مکتبہ میں دار المصنفین کی سب کتابیں ملتی ہیں۔

غازی خدا بخش کو سلام کہدیں

والسلام۔

سید سلیمان۔ ۸ر جنوری ۱۹۵۲ء

[1] یہ چند کتب مولانا رحمۃ اللہ کی ذاتی کتب جن کے متعدد اشاعتیں دار المصنفین سے شائع ہو چکی تھیں مولانا مرحوم نے کراچی میں چھپوائی تھیں۔

---

[2] محمد علی جناح مرحوم پہلے گورنر جنرل پاکستان کی یاد میں حکومت پاکستان نے ایک عظیم دار العلوم کے قیام کا اعلان کیا تھا جس کے لئے زمین کے تعین اور دیگر مسائل پر غور کیلئے حکومت پاکستان نے سردار عبد الرب نشتر گورنر پنجاب اور جناب مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم کی طرف رجوع کیا تھا

مکتوب نمبر ٦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسترشد، محترم و مخدوم منبع فیوض و برکات

السلام علیکم۔ اُمید ہے۔ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ والا نامہ شرف صدور لاکر باعث افتخار ہوا۔ حضرت والا کی یہ تشخیص کہ ابھی تمنا کی حالت ہے لہذا تمنا کی حدود سے بڑھ کر عمل کی طرف بڑھنا مطلوب ہے" بلا شبہ حرف بحرف صحیح ہے" کہ راقم عمل کے لحاظ سے تا ہنوز صفر ہے، لیکن نہایت ہی مؤدبانہ عرض ہے کہ دعاء فرمائی جائے کہ عمل کی طرف آمادگی پیدا ہو، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں، کہ اللہ کی بخشی ہوئی توفیق عمل کو استعمال کئے بغیر صرف درخواست دعا پر قناعت کرنا چاہتا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ بحمد اللہ بہت سے رواجی مکروھات و خبائث سے مجتنب ہوں، اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے میں امکانی حد تک احتیاط کرتا ہوں، اور یہ کوشش بھی رہتی ہے، کہ رخصتوں کے مقابلے میں عزائم کو ترجیح دیجائے۔

وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی

بہر حال آپ حضرات کی صحبتوں، مواعظ اور ہدایات کا کچھ کچھ اثر ضرور ہے لیکن اس سے بہت طلب و تمنا ہے۔ اللہ کرے، یہ تمنا عمل کی صورت اختیار کر سکے

حضرت تھانویؒ کے ملفوظات فراہم کرنے کی کوشش شروع کر دی جو جو مواعظ ملفوظات میسر آتے جائیں گے، وقت نکال کر دیکھتا جاؤنگا۔ اپنا حال یہ ہے، کہ بمشکل وقت نکال سکتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ، عزیز مکرم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق مزید عطا فرمائے۔ عقائد کے بعد اعمال، اخلاق اور معاملات تینوں گوشوں پر نظر ڈالیئے اور ہر ایک میں ترقی کی کوشش کیجئے اور اپنی کمزوریوں کو ذہن میں رکھ کر ہر ایک کی اصلاح میں لگیئے۔ نوافل میں اضافہ کیجئے کسی تسبیح کا ورد کیجئے۔

مسترشد: ایک " خواب عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

۱۔ ایک شب گھر سے روانہ ہو کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملاقات کے لئے غریب خانہ سے نکلا تو خواب میں اپنے آپ کو ایک بڑے ہجوم والے بازار میں پایا۔ داہنے بائیں آدمیوں کی بڑی آمد و رفت ہے۔ کہ یکایک ایک خوشنما جیپ کار گذرتی ہے اور اس کا ڈرائیور آواز دے رہا تھا۔ مدینہ چلنے والو! مدینہ چلنے والو! آواز کی یہ پکار اسی قدر ہے۔ لیکن ذھن میں خیال یہ بیٹھا ہوا ہے کہ یہ جیپ مدینہ تک مسافروں کو مفت لے جا رہی ہے۔ اور باوجود اتنی پکار کے اس کی سواریاں بہت تھوڑی ہیں، مجھے یہ خیال ہوا، کہ موقع اچھا ہے میں اس جیپ پر بیٹھ جاؤں۔ لیکن معاً یہ خیال بھی آتا ہے، کہ آج کل موسم حج نہیں ایسے وقت جانے سے کیا فائدہ اس وقت کا جانا باعث ناراضگی نہ ہو پھر اس خیال کی تردید اسطرح ہو جاتی ہے کہ آئندہ موسم حج آنے پر مدینہ طیبہ یا مکہ مکرمہ ہی میں قیام کر لیا جائے گا۔ اس کشمکش میں ہمت کر کے جیپ کار پر بیٹھ جاتا ہوں، اس کے بعد کے واقعات

یاد ہی نہیں رہ سکے۔

۲:۔ ایک شب دیکھتا ہوں، کہ میں اپنا دفتر یہاں سے اٹھا کر لکھنؤ دارالعلوم کی عمارت میں لے جاتا ہوں اور میرے دفتر کے لئے حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم کی عمارت میں سامنے والا بالائی کمرہ تجویز فرماتے ہیں جو شاید آجکل دارالحدیث ہے اور اس کے عقبی جانب گنبد اور فرش کے درمیان نئی چھت تعمیر کیجاتی ہے جو آجکل موجود نہیں ہے اسپر میں موصوف سے یہ معذرت کرتا ہوں کہ میرا دفتر یہاں رکھنے میں حکومت ہند کو اعتراض ہوگا۔ آپ دفتر یہاں رکھنے پر اصرار نہ فرمائیں لیکن موصوف یہ فرماتے ہیں کہ حکومت ہند کے اعتراض کا ہمارے پاس معقول جواب موجود ہے۔ اس کے بعد کا حال یاد نہ رہ سکا۔

حضرۃ الشیخؒ: یہ خواب بشارت ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ آپکو سامان اصلاح و ترقی کے اسباب فراہم کریں گے۔

۲:۔ یہ خواب بھی بشارت ہی ہے۔

خواب بشارت ہوتے ہیں ان سے زیادہ کچھ نہیں

مسترشد:۔ ہر بار یہ خیال ہوتا ہے، کہ حضرت والا کی خدمت میں مختصر ہی عریضہ لکھا جانا مناسب ہے، لیکن عین وقت پر طول بیان کی صورت مجبوراً پیدا ہو جاتی ہے

لذید بود حکایتے دراز تر گفتم

دونوں خوابوں کے متعلق مقتضی حال بھی عرض کردوں۔ (۱) کہ دو تین سال سے زیارت بیت اللہ کی تحریک ہو رہی ہے اور اپنے شفیق

ومحترم استاد مولانا علی صاحب کی طرف سے اس مبارک ترین اقدام کیلئے پیغامات بھی بھیج چکے ہیں، لیکن وقت کی نامساعدت ہمیشہ رکاوٹ رہی چنانچہ اس وقت بھی قرض کی زیر باری کے سوا کوئی بھی مانع نہیں، اور یہ قرض بھی ایک ناگہانی مصیبت کے سلسلے میں آیا ہے۔ اب حضرت والا ہی فرمائیں، کہ کیا صورت اختیار کروں؟

حضرۃ الشیخ رحؒ: علی میاں شاید اس احتفال میں آئیں - احتفال کا دعوت نامہ آپکو بھیجا گیا ہے

مسترشد :- (۲) بلاشبہ میرا وطن اور نسبتی رشتہ دار اسی طرف ہیں جہاں اسوقت خود موجود ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے نیاز مند کے دل ہی اس گہوارہ علم وفضل کی بہت بڑی محبت بخشی ہے، جسمیں کچھ عرصہ رہ کر رشد وہدایت کا کچھ حصہ حاصل ہوا ہے، اور اگر خوش نصیبی سے اخبارات ورسائل میں "لکھنؤ" یا "ندوہ" کا لفظ بھی نظر سے گذر گیا، تو آنکھیں کھل جاتی ہیں، احساس بیدار ہو جاتا ہے، اللہ کرے یہ محبت اعتدال کی حد میں ہی رہے اور الحب للہ میں شامل ہو۔

علماء کانفرنس کی طرف سے تاہنوز کوئی دعوت نامہ موصول نہیں ہوا، یہاں کی ہیئت حاکم ابھی تک بدستور باہمی انتشار و ریشہ دوانیوں میں مبتلا ہے۔ اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ ہم نیاز مندوں کو کراچی تک حاضری کا موقع مل سکے گا! دعوت نامہ آجاتا، تو کوئی سبیل اختیار کرنے کی کوشش کی جاتی۔

عزیز مکرم سلیمان میاں کے متعلق عزم سے بڑی مسرت ہوئی

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں اپنی مرضیات بڑے بڑے کاموں کی صلاحیت و توفیق بخشے، آمین یارب العالمین

مستقبل (خطبہ والا پرچہ) کا پرچہ تاحال موصول نہیں

دست بوسی کا طالب خاکسار

مظفر حسین شاہ ندوی

ڈاکخانہ رتمیل مظفرآباد

آزاد کشمیر

حضرۃ الشیخؒ، ڈار صاحب سے کہنا بھول جاتا ہوں۔

والسلام

سید سلیمانؒ

بنام غلام مرتضےٰ صاحب

نمبر 1

انہٗ من سلیمان و انہٗ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب تاخیر سے دے رہا ہوں۔ میرے داہنے ہاتھ میں درد ہے جس کے سبب سے اکثر معذوری رہتی ہے۔

آپ نے اپنے جو حالات لکھے ہیں۔ یہ تو ایسے امراض ہیں۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے عزم و ہمت و توجہ سے جلد دور ہو جائیں گے۔

بے شبہ اُمت مرحومہ کی پریشان حالی اور پراگندگی کی کیفیت آپ کو متاثر کرتی ہوگی مگر غور کیجیے کہ اس کا علاج آپ کے ہاتھ میں ہے جب آپ کی استطاعت سے وہ چیز خارج ہے۔ تو اس کی فکر میں پڑ کر اپنا وقت آپ کیوں ضائع کرتے ہیں۔ یہ تو لیڈرانہ قسم کا ایک مرض ہے۔ آپ کو اختیار اپنے اوپر اور اپنے اہل و عیال اور متبعین کے اوپر ہے۔ آپ اپنی اور اون کی اصلاح کی فکر کریں۔ کہ یہ آپ کی استطاعت میں ہے۔

آپ کی شدتِ احساس سے متاثر ہوا۔ خدا کرے یہ احساس صحیح موقع پر صرف ہو۔

اگر آپ دین کا صحیح فہم حاصل کرنا چاہیں تو حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات اور مواعظ مطالعہ فرمائیں۔ اس کام میں مجھ سے جو امداد ہو سکے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ حاضر ہو گی

آپ کی بے جان نماز میں جان بھی پڑ جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ پہلے آپ ان کتابوں کے مطالعہ سے دین کا صحیح فہم پیدا کریں

جن لوگوں کے لئے دعاء کرنے کی خواہش کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آپ خود بھی دعاء فرمائیں۔

احساس کا پہلا قدم اپنی گذشتہ غلطی اور تقصیر کا اعتراف اور ندامت اور آئندہ اس کی اصلاح کا عزم بالجزم ہے

والسلام

فقیر الی اللہ تعالیٰ

سید سلیمان

۲۷ر شعبان ۱۳۷۰ھ

— ٥ —

مکتوب نمبر ۲
(بنام غلام مرتضٰے صاحب)

انہٗ من سلیمان و انہٗ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

مکرمت نامہ موصول ہوا تھا۔ آپ کی اس محبت مخلصانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیں۔ آپ بیمار تھے۔ امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل وکرم سے شفا بخشی ہوگی۔ آپ کا یہ لکھنا بالکل صحیح ہے کہ اصلی صحت دین کی صحت ہے۔ لیکن تجربہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ دین کی صحت بھی بہت کچھ جسم کی صحت پر موقوف ہے۔ جس کا جسم صحیح نہیں وہ کیا طاعت وعبادت کر سکتا ہے۔ اس لئے دین کی صحت کی خاطر جسم کی صحت کی بھی فکر ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں صحتیں عنایت فرمائیں۔

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ کہ آپ نے حضرت مولانا تھانویؒ کے ملفوظات حسن العزیز کا مطالعہ شروع کیا ہے۔ اس مطالعہ کا جو اثر آپ محسوس کرتے ہوں۔ اس سے مطلع فرمائیں۔

میرا مقصد یہ تھا کہ انسان کو پہلے اپنی پاکی کی کوشش چاہیئے اس کے بعد دوسرے کی فکر چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ موجود سیاسی

لیڈروں کی طرح دوسروں کی فکر تو ہو۔ مگر خود اپنی فکر سے غفلت تام ہو۔ اس سے نہ اپنا ہی بھلا ہوتا ہے نہ دوسروں کا۔

آپ نے دو دعاؤں کے لئے لکھا ہے۔ دونوں کے لئے دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

والسلام الفقیر الی اللہ تعالیٰ

سلیمان ندوی۔ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ

مکتوب نمبر ۳
(بنام غلام مرتضےٰ صاحب)

سید سلیمان ندوی

مکرم و محترم ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

رمضان المبارک اور عید سعید کی تبریک و تہنیت کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں۔

اس خبر کو سن کر خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا تھانویؒ کے ملفوظات کے مطالعہ سے اب آپ کو قرآن پاک کی تلاوت کا ذوق ملتا ہے اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشیں۔

آپ نے مجھے جو خواب میں دیکھا وہ آپکی محبت کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو طرفین کے لئے موجب خیر فرمائے۔

حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپ نے خواب میں دیکھا اس سے برکت کی امید ہے۔ مولانا تھانوی کی یہی صورت تھی۔ جو آپ نے دیکھی۔

میرا تصور بغیر تکلیف کے آجائے تو خیر کوئی حرج نہیں کہ یہ تقاضائے محبت ہے۔ مگر تکلیف کے ساتھ تصور میں لانے کی کوشش نہ کریں۔

آپ کی جسمانی صحت کی خبر سے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ روحانی

صحت بھی عطا فرمائیں
آپ کے اور آپ کے عزیزوں کے لئے دل سے دُعا کرتا ہوں
ابھی تک میرے داہنے ہاتھ میں درد باقی ہے۔
آئندہ کے جو آپ جو مجھے خط لکھیں۔ اس کے نصف کالم میں آپ لکھیں اور دوسرا نصف جواب کے لئے سادہ چھوڑ دیں تاکہ بالمقابل جواب لکھا جاسکے۔

والسلام

فقیر سلیمان

۱۱ر جولائی ۱۹۵۱ء

—٥—

مکتوب نمبر ۴

(بنام غلام مرتضٰے صاحب)

محب مکرم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

بحمد اللہ کہ ہاتھ کے درد میں تخفیف ہے۔

۲۰ر اگست کو راولپنڈی و مری مظفر آباد کے سفر سے واپس آیا۔
سستی کا علاج تو بقول حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ چستی ہے۔ جب تک دل میں وہ ہمت و عزیمت پیدا نہ کریں گے جو دنیاوی کاموں کے کرنے میں دیکھی جاتی ہے۔ دین کے کام انجام

نہیں پا سکتے ہیں۔ بلا وجہ سستی کوئی شرعی عذر نہیں ہے۔ اس محرومی کی اہمیت کو محسوس کیجئے جو جماعت کی محرومی سے ہوتی ہے۔

دنیاوی پریشانیاں اگر علاج پذیر ہیں تو تدبیر سے کام کیجئے اور اگر علاج سے باہر ہیں تو حوالۂ خدا کیجئے، کہ جو ہمارے حق میں بہتر ہو گا۔ وہ فرمائیں گے۔

قرآن پاک اس تصور سے پڑھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری تلاوت کو سن رہا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو سماعت فرما رہے ہیں تو ہم کو کس ذوق و شوق سے پڑھنا چاہیئے۔ اگر یہ تصور ہو کہ ہمارا محبوب ہماری فریاد کو پاس کھڑے اپنے کانوں سے سن رہا ہے۔ تو اس فریاد کی لے کیسی پُر لذت ہو گی۔

اس سے بڑھ کر اور کیا میرے لئے انعام ہے
آپ خود سنتے ہیں آکر جو میرا پیغام ہے

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عاجلہ و کاملہ عنایت فرمائیں اپنے احباب کو سلام کہدیں۔ سب کے حق میں دعائے خیر کرتا ہوں

والسلام

فقیر الی اللہ

سید سلیمان

— ۵ —

مکتوب نمبر ۵

بنام غلام مرتضےٰ صاحب

کراچی ۔ ۵

محب و مکرم ۔ ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔

بحمداللہ تعالیٰ کہ میں بہت اچھا ہوں ۔ اور ملتان اور لاہور کے سفر کے لئے آمادہ ہوں

آمین

آپ کا ایک خط آیا تھا ۔ جس کا جواب دیا جا چکا ہے

آپ کو جب اپنی اصلاح کی فکر لاحق ہوئی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی حالت روز بروز درست ہوتی جائے گی ۔ وقت کی پابندی کے بغیر استقامت حاصل نہیں ہوتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج کے اوقات مقرر فرمائے ہیں ۔ پابندی کے بغیر مداومت اور استقامت نصیب نہیں ہوتی ۔ جس طرح بیمار جب تک پابندی کے ساتھ دوا نہیں پیتا ۔ عموماً تندرست نہیں ہوتا ۔

دلائل خیرات کی بجائے آپ مناجات مقبول پڑھا کریں ۔

آپ مواعظ اور ملفوظات تو ضرور ہی پڑھیں ۔ اور کوشش کر کے پڑھیں ۔ ہمت اور کوشش کے بغیر دین کی راہ بھی طے نہیں ہو سکتی ۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کو توفیق اور ہمت عطا کرے
سب سے پہلے بندہ آمادگی ظاہر کرے تو اللہ تعالیٰ نصرت فرماتے ہیں۔ بے
ہاتھ اٹھائے تو لقمہ بھی منہ تک نہیں پہنچتا۔ اپنی جیسی کوشش عزیمت
کے ساتھ کیجئے پھر تائید الٰہی انشاء اللہ تعالیٰ شامل حال ہوگی۔

سب کو سلام پہنچادیں

اللہ تعالیٰ ان کی صحیح اور جائز حاجتوں کو پوری فرمائیں اور توفیق خیر بخشیں

والسلام

الفقیر الی اللہ

سید سلیمان ندوی

۳ صفر ۱۳۷۱ھ

مکتوب

بنام غلام مرتضےٰ صاحب - ۶

کراچی۔ ۵

مکرم ومحترم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمدللہ تعالیٰ خیریت ہے۔ اور آپ کی خیریت کا طالب اور داعی۔

آپ کے حالات معلوم ہوئے۔ امورِ خیر کی تعمیل اور گناہوں سے بچنا انسان کے اختیار میں ہے۔ پس آپ سب وسوسوں اور خیالات کو چھوڑ دیں اور دل سے یہ طے کر دیں۔ کہ آج سے اللہ تعالیٰ کے کسی چھوٹے یا بڑے حکم کے خلاف نہیں کریں گے اور نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ پڑھا کریں گے۔ دن میں کسی وقت ہو سکے تو قرآن پاک کی تلاوت اور دعاء مناجات مقبول پڑھا کریں گے۔ اتنا کام آپ ایک ہفتہ میں انجام دے کر پھر اپنی حالت سے مطلع کریں۔ جو حالت اور ضرورت پیش آئے۔ اس کے لئے آپ اللہ پاک سے دعا مانگا کریں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بے شبہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن بندہ کی سمجھ میں اُس حکمت کا آجانا ضروری نہیں مگر یقین رکھنا چاہیے۔ کہ وہ کام بندہ ہی کے فائدہ کے لئے ہے۔

آپ قرض کی ادائی اور وسعت رزق کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کریں۔ اور ہو سکے تو نماز عشاء کے بعد سو سو دفعہ یا مُغنی اور یا باسط کی تسبیح پڑھ کر ادائے قرض اور وسعت رزق کی دعاء اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر مانگا کریں۔ ۱ ۲

۱؎ یہ مکتوب مرتضیٰ صاحب کے ۲۵؍۷ کے خط کے جواب میں آیا

۲؎ حال در حقیقت یہ ہے کہ اپنی ہی کوتاہیاں اور نا اہلیاں ہیں۔ ان کے تو رحمت و کرم کے دروازے ہر وقت وا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے میں استعداد عملی پیدا فرمائے۔ حضرت جی آپ نے مناجات مقبول کیلئے اجازت مرحمت فرمائی ہے لیکن ابھی تک اپنی کوتاہی کی وجہ سے کتاب نہ پا سکا۔ جس کی وجہ سے شرمندگی ہے

بقیہ حاشیہ دوسرے صفحہ پر

اللہ تعالیٰ حسن خاتمہ نصیب فرمائیں

والسلام

سید سلیمان ندوی

آپ نے چائے بھیجی تھی، پہنچی ، شکریہ ، جزاکم اللہ تعالیٰ

سید سلیمان

— ۵ —

مکتوب ۳

بنام غلام مرتضیٰ صاحب قریشی۔ ۷

کراچی ۵

مکرم و محترم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(بقیہ حاشیہ) اللہ کرے کہ اپنی ہر کوتاہی اور غفلت پر شرمندگی تاسف ہو حضرت میں یقین اور استحضار کی انتہائی کمی پاتا ہوں دعا اور دوا کا محتاج ہوں خصوصی توجہ کا مستحق ہوں بعض اوقات اپنی بے بسی اور بے کسی پر انتہائی افسوس اور کڑھن ہوتی ہے۔ اپنی ذات ہیچ محض اور لاشے نظر آتی ہے نہ اپنے کام کا ہوں نہ دوسرے کا اپنی ذاتی حیثیت سے نہ اپنا دارین کو بنایا اور نہ ہی خیر کی دلالت کا باعث بنا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تبلیغی عرصہ کی زندگی میں نیک عمل کی توفیق دے۔ خاتمہ حسن ایمان پر فرما دے۔ آمین

الحمدللہ تعالیٰ خیریت ہے

جی ہاں۔ میں سفر میں تھا۔ ۲۲ کو واپس آیا۔ اب ۳ مارچ سے پھر لاہور و راولپنڈی وغیرہ کا سفر ہے۔

بہت مبارک، مناجات مقبول پڑھتے رہیں۔

بہت مناسب اللہ تعالیٰ تلاوت کے برکات سے آپ کو مالا مال فرمائیں۔

۴

جاری رکھیے

شاید آپ کا معدہ ٹھیک نہیں۔ کسی طبیب سے رجوع کیجیے۔

اللہ تعالیٰ رزق وسیع عنایت کریں۔ دعا کرتے رہیے۔

آمین

اللہ تعالیٰ یہ دعائیں آپ کے حق میں قبول فرمائیں۔

والسلام

سید سلیمان۔ ۲ر رجب ۱۳۷۱ھ



۱ حال: الحمدللہ حسب ارشاد مناجات مقبول بلا ناغہ پڑھی جاتی ہیں

۲ حال: اللہ تعالیٰ کے احسان سے قرآن پاک کی تلاوت بھی رات کو سونے سے پہلے نماز کے بعد نصیب ہوتی ہے

۳ اگر کسی دن رہ جاتے تو دوسرے روز شامل کرکے پڑھ لیتا ہوں (یعنی قرآن کریم) ۴ ۵ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ روزافزوں دین دنیا کی نعمتوں سے نوازتا رہے انجام بخیر کرے اور خاتمہ حسن کے ساتھ ایمان پر نصیب فرمائے۔ الخ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مکتوب

بنام غلام مرتضےٰ قریشی۔ ۸

کراچی۔ ۵

عزیزی ومحبی ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ سے راولپنڈی میں ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ زندگی ہے۔ تو ملاقات ہوگی۔

اپنے حالات کی درستی اور معمولات کی پابندی میں لگے رہیئے اور غیر ضروری افکار وخیالات کو دل سے نکال دیجئے۔

اگر مجبوری سے جماعت نہ مل سکے تو حرج نہیں۔ اپنی کوشش جاری رہنی چاہیئے

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے حالات کو درست فرمائیں۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

—۵—

مکتوب

(بنام غلام مرتضےٰ صاحب ۹)

محترم۔ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

الحمدللہ تعالیٰ خیریت سے رمضان المبارک بخیریت تمام ہوئے۔ روزے پورے ہوئے اور تراویح بھی کامل ہوئیں، بحمداللہ

آمین

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی توفیقات سے بہرہ ور فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا موقع عنایت فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اس بھائی کو سعادت اور صلاح عنایت فرمائے۔ ضرورت ہے۔ کہ اس کو مذہبی اور اخلاقی کتابیں پڑھنے کو دی جائیں۔ اور اچھوں کی صحبت میں رکھا جائے۔ سب کو سلام فرمائیے سب کے لئے دعائے خیر۔

سید سلیمان

۳ شوال ۱۳۷۳ھ

(۵)

مکتوب

بنام غلام مرتضیٰ صاحب۔ ۱۰

کراچی۔ ۵

عزیز مکرم۔ دعائے خیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

---

[1] حضرت جی! عید سعید کے کچھ روز بعد کراچی میں کچھ وقت حاضری کا ارادہ ہے۔

الحمدللہ کہ پہلے سے صحت میں ترقی ہے

معمولات کی تکمیل کی کوشش میں لگے رہیئے۔ وقت کی پابندی کے بغیر معمولات ناغہ ہوتے ہیں۔ اس لئے وقت کی پابندی کی ضرورت ہے۔ رات کو نہ ہوسکے تو ظہر کے بعد سہی، تہجد میں اٹھنا نہ ہوسکے۔ تو اس کی دو تدبیریں ہیں۔ ایک یہ ہے۔ کہ عشا کی نماز و سنت پڑھنے کے بعد لیکن وتر سے پہلے دو دو رکعت کر کے رکعتیں صلوٰۃ اللیل کی نیت سے پڑھ لیں۔ پھر وتر پڑھیں۔ دوسری یہ کہ اشراک وچاشت کے وقت تہجد کی قضا پڑھ لیں۔

بہر حال گذشتہ پر ندامت بھی توبہ کا ایک جزو ہے۔ لیکن صرف یہ ندامت کافی نہیں۔ ضرورت ہے کہ آئندہ ان لغزشوں سے بچنے کا عزم راسخ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اصلاح بخشیں۔

نگاہ کا گناہ بے لذت ہے۔ اس میں کچھ رکھا نہیں ہے۔ آنکھیں نیچی کر لی جائیں اور باوجود تقاضائے نفس دیکھا نہ جائے۔ اس پر عمل کریں۔ اور سمجھیں کہ جن کو آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی تو کسی کی ماں، بہو اور بیٹی اور بہن ہیں۔ پھر جب ہم اپنی عزیز خواتین کے ساتھ یہ بے حرمتی گوارا نہیں کرتے تو دوسروں کی خواتین کے ساتھ کیوں گوارا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ ملفوظات اور مواعظ میں سے جو ملے اوس کو مطالعہ کریں۔ کم از کم چالیس پچاس وعظ پڑھ لیں۔

آپ کا منشا معلوم ہوا۔ والسلام

مکتوب

نبام غلام مرتضےٰ صاحب - ۱۱

عزیزی و محبی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

معافی[۱] چاہنے کی کوئی بات نہیں۔ میرا جرم آپ نے کیا کیا۔ جو مجھ سے معافی چاہتے ہیں۔ آپ کے لئے دل سے دعاء کرتا ہوں۔

الحمد للہ تعالیٰ پہلے سے بہتر ہوں۔

معمولات کی ادائی اور تہجد کی پابندی ہو جاتی ہے تو بڑی بات ہے

آمین[۱]

مبارک[۲]

آمین[۳]

یہی[۴] چاہیئے

آمین[۵]

اللہ تعالیٰ ہر مشکل حل فرمائیں۔

نمبر۴ ؛ اذکار کے متعلق تھا کہ پڑھتا ہوں۔ مناجات مقبول اور تلاوت کروادی جاتی ہے

نمبر۵۔ بزرگوں کی دعاء اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرضہ میں کمی کی اطلاع۔

نمبر۶، میرا ایک محسن دوست اسلم نامی بیمار ہے۔ اسکی صحت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

رزق حلال کی کوشش بھی دین کے اجزا میں سے ہے۔ نیت درست ہو تو یہ بھی دین کا ایک حصّہ ہے

دل سے دُعا کرتا ہوں۔ آمین

والسلام

اللہ تعالیٰ آپ کے دوست کی روحانی اور جسمانی تکلیف دور فرمائیں۔



مکتوب

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب۔ ۱۲)

کراچی

مخلصی و عزیزی وفقکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

الحمدللہ تعالیٰ بخیریت ہوں۔

طلب کسب حلال فرض ہے۔ جب دیگر ذرائع کامیاب نہیں ہیں۔ تو ملازمت میں کیا حرج ہے۔ اگر وہ کسی شرعی وجہ سے ناجائز نہیں۔

آپ دعاء اور تدبیر میں لگے رہیں۔ جب صورت اچھی نکل آئے تو تجارت شروع کر دیں۔

آمین[1]

---

[1] یہ والا نامہ غلام مرتضیٰ صاحب کے ۲۸؍۴؍۵۴ء کے جواب میں آیا

یہ امور کیوں پیش آتے ۔ کیا جہاں آپ کام کرتے ہیں۔ کوئی مسجد نہیں ہے۔ صرف اپنی سستی کے سبب ایسا نہ کیجئے۔ معمولات تو رات یا صبح کو انجام پاتے ہیں، وہ کام کے اوقات نہیں۔

دل سے دعا کرتا ہوں۔

معمولات نماز و تلاوت و دعاء میں سستی نہ کریں

دعاء کرتا ہوں

سید سلیمان

مکتوب

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب۔ ۱۴)

محبی و مکرمی اصلح اللہ احوالکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

خدا کا شکر ہے۔ کہ رمضان المبارک کا حق آپ سے بجا لایا گیا۔

اس زمانے میں سب سے بہتر عبادت کثرت تلاوت ہے

مبارک

نیک لوگوں کی صحبت بہت مفید ہے۔ میرے لئے دعاء آپ کی محبت کا تقاضا ہے۔

عمل کی عزیمت اور پختہ ارادہ اور مستقل ہمت اور دعاء کے سوا کوئی تدبیر نہیں۔

پڑھتے رہیں

بحمد اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کی مدد فرمائیں

دعا ہے۔ ان سے کہیئے کہ سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب

الناس اور الحمد شریف پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کریں۔

سید سلیمان

۸ شوال ۱۳۷۳ھ

مکتوب

(بنام غلام مرتضےٰ صاحب - ۱۴)

کراچی - ۵

محترم و مکرم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

۱ے اپنے طور پر صرف سارے رمضان میں ایک دفعہ قرآن پاک نصیب ہوا

۲ے الحمد للہ تبلیغی جماعت میں کچھ نہ کچھ وقت گذارا

۳ے باتیں اور ارادے کرتا ہوں لیکن عمل کم ہی نصیب ہوتا ہے۔ دعا فرمائیں

اللہ تعالیٰ نیک عمل کی دولت سے نواز دے۔

ے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

محمد اشرف صاحب بخیریت ہیں۔ اور ہر روز شام کو آتے ہیں

آپ کے لئے میں اپنے دل میں محبت پاتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔

کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بیش از بیش عنایت فرمائیں

نفع کے لئے مداومت شرط ہے۔ اگر کسی عذر شرعی سے ناغہ ہو جائے

تو کچھ حرج نہیں۔ مگر اہتمام یہ ہو کہ ناغہ نہ ہونے پائے۔

دل سے دعا کرتا ہوں۔ آمین

آمین

اس طرح کہ آپ ہر روز کسی خاص سکون کے وقت میں تھوڑی دیر اس

کا مراقبہ کیا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہیں اور ہر وقت ہم کو دیکھ رہے ہیں

جن سے عقیدت اور حسن ظن ہو ان کے پاس بیٹھ کر ان کی باتوں کو

سنیں اور دل میں اثر لیں

مایوسی کی وجہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سراسر امید ہے۔ وہ رؤف و رحیم ہیں۔

آمین

والسلام۔ سید سلیمان۔ ۳۰ جولائی ۱۹۵۳ء

لے اخلاص کامل نصیب فرماکر عملی زندگی نصیب فرمائیے، ایک صحیح مسلمان والی زندگی ......

بمبر۳ حضرت جی اللہ تعالیٰ کے ہر وقت حاضر و ناظر ہونے اور انکی ذات عالی پر یقین

اور حسن ظن کی کیفیت کس طرح روز افزوں قوت بڑھے گی۔

مکتوب

(بنام غلام مرتضےٰ صاحب - ۱۵)

۵۳ محب عزیز - ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے سابقہ خطوط آئے اور ملے۔ میں تقریباً تین ماہ سے قلب کے مرض میں گرفتار ہوں۔ اب بحمد اللہ حالت بہتر ہے چلنے پھرنے، ملنے جلنے اور کام کرنے کی اجازت نہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ آپ تہجد پڑھتے ہیں۔ پہلے جو کبھی تہجد کا موقع ملتا تھا۔ اس وقت دعاء اور گریہ جو ہوتا تھا۔ وہ کبھی کبھی پڑھنے کی وجہ سے اب مداومت سے پڑھنے پر جو وہ کیفیت روزانہ نہیں ہوتی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

نمبر۴: بزرگوں کی صحبت سے فیض کس طرح حاصل کیا جاتا ہے اور بزرگوں کی صحبت میں کن کن امور کی پابندی اور احتیاط لازم ہوتی ہے۔

نمبر۵: بندہ تو واقعی کج فہم اور تہی دامن ہے۔

تاکہ دارین میں سرخروئی اور سرفرازی میسر فرمائیے۔

یہ ایسی ہی ہے کہ جس کو کبھی کبھی پلاؤ کھانے کو ملتا ہے تو اس
کو اس میں بہت مزہ ملتا ہے۔ لیکن جب وہی غذا کسی کو روزانہ ملنے لگے تو
وہ مزا اس کو نہیں ملتا۔ مساوات ہو جاتی ہے۔ پھر گریہ سے تہجد کی مداومت
ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور شکر کے قابل ہے

ابھی تو بیمار ہوں۔ جب پوری صحت کی خبر ملے تو آسکتے ہیں

والسلام
سید سلیمان

خطوط بنام غلام صابر صاحب مراسلہ نمبر ا

مکرم و محترم حفظکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

فقیر نے آپکا خط پڑھا ۔ حالات معلوم ہوئے ۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیجیئے ۔ کہ آپکو صحیح ہدایت نصیب ہوئی ۔ کبھی مصیبتیں بھی ہدایت کا باعث ہوتی ہیں ۔ آپ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ تعالےٰ کی کتابوں میں سے پہلے قصد السبیل پھر تعلیم الدین پڑھنا اور حضرت کا جس قدر مواعظ اور ملفوظات مل سکیں ۔ مطالعہ کرتے رہیں اور استغفار کی کثرت کریں ۔ اور نمازِ پنجگانہ باجماعت کا اہتمام کریں اور معاملات میں حلال وحرام اور جائز و ناجائز کی تمیز کریں ۔ اور اچھے اخلاق اختیار کریں ۔ اور بُرے اخلاق سے پرہیز کریں ۔ اگر آپکا جی چاہے تو مجھ سے خط وکتابت جاری رکھیں ۔ اور اپنے احوال سے مطلع کرتے رہیں ۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنی مرضیات پر چلائے ۔

"علامہ سید سلیمانؒ"

مراسلہ نمبر ۲
بنام غلام صابر صاحب

مکرم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

استغفار کوئی سا بھی پڑھیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ یہ مختصر ہے بہت بہتر ہے کہ آپکو حلال و حرام کی تمیز کا خیال پہلے ہی سے ہے۔

اگر آپ کے والد کی کمائی پاک نہیں۔ تو آپکو اُس کا کھانا نہیں کھانا چاہیئے۔ آپ خود اپنے کھانے کی فکر کریں۔ کیا آپکو یقین ہے کہ آپکے کی کمائی حرام سے ہے۔ کیا سود لیتے دیتے ہیں۔ یا غصب و بے ایمانی سے حاصل کرتے ہیں۔ تفصیل لکھیئے۔

تہجد کا اہتمام جاری رکھیں۔ یہ درود اور تسبیح جاری رکھیں۔ زیادہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جتنا پڑھتے ہیں اُسی پر بس کیجیئے۔

آپ حضرت تھانویؒ کے مواعظ پڑھا کریں۔ اس سے سب مرحلے طے ہونگے۔

سید سلیمان

بنام غلام صابر صاحب

مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱۔ کوئی حرج نہیں
وقت مقررہ پر پڑھیں لیکن کوئی عذر ہو جائے تو دوسرے وقت پورا کریں۔

۲۔ آمین

۳۔ بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے وسول کی صورت بنائی۔ اللہ تعالیٰ استقامت دیں۔

۴۔ کوشش کیجیے۔ کوشش سے بفضل تعالیٰ ہر مشکل حل ہوتی ہے۔

۵۔ ایسی حالت میں آپ اپنے والد کے گھر کھا سکتے ہیں اگر دوسری صورت نہیں

جواب اوپر گذرا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں میری نیک دعائیں قبول فرمائیں۔

مراسلہ نمبر ۴

بنام غلام صابر صاحب

محب مکرم زیدلطفکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱۔ الحمدللہ خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکی پریشانیوں کو دور فرمائیں۔

۲۔ جی ہاں۔ اچھی صحبت سے بہت سے امراض کا ازالہ ہوتا ہے۔

۳۔ آپکے یہ احوال مبارک ہیں۔

۴۔ جی ہاں۔ یہ مسئلہ کراچی کے حالات کی بناء پر مشکل ہے۔

۵۔ اگر کسی زندہ کی صحبت حاصل نہ ہو سکے تو حضرت تھانویؒ کے مواعظ و ملفوظات بلاناغہ دیکھا کریں۔ اور بری صحبت سے پرہیز کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحبت کے فوائد حاصل ہوں گے۔

دعا کرتا ہوں

والسلام

سید سلیمان ندوی

۲۳ اپریل ۱۹۵۳ء

بنام محمد داؤد صاحب

انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم و محترم ۔ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ آپکا عنایت نامہ ملا ۔ آپکے مذہبی ولولوں کی بڑی قدر ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر قائم رکھکر اپنی اصلاح اور تزکیہ کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائیں ۔

آپکا کہنا سب صحیح ہے لیکن اصلاح کی تدبیر کیا ہے ۔ وہ لوگوں پر یا مسلمانوں پر ماتم نہیں ہے ۔ بلکہ سب سے پہلے خود اپنی حالت پر ماتم ہے ۔ اور جب اپنی حالت کی اصلاح سے فراغت ہو جائے ۔ تو دوسروں کی فکر ہے ۔ صرف دوسروں کی فکر صرف زبان سے کرنا اور اپنے سے غافل رہنا لیڈرانہ شان ہے ۔ میری مخلصانہ گذارش ہے ۔ کہ ہم ۔ لوگ سب سے پہلے اپنے اپنے احوال پر نظر کریں ۔ اپنی صحت روحانی و اخلاقی و دینی کی فکر کریں ۔ اس کے ساتھ اپنے اہل و عیال اور اپنے خاندان کی خبرگیری کریں ۔ اور ان کی اصلاح کی فکر میں لگیں ۔ انشاء اللہ تعالےٰ اگر ہم اس طرف متوجہ ہوں گے تو سارے مسلمانوں کی حالت بدل جائیگی ۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کے ہم مستحق ہونگے کیا آپ اس نکتہ پر غور فرمائیں گے ۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

۱۷ مئی ۱۹۵۱ء

مراسلہ اول

محلہ مقرب خان

شہر پشاور

29-10-43

بخدمت جناب علامہ صاحب دام ظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ برائے مہربانی بندہ کی دو گزارشیں سن کر جواب دیجیئے، ممنون ہوں گا۔

۱۔ آپ احقر سے بہتر جانتے ہیں کہ اس وقت برطانوی ہند کی مروجہ تعلیم کے حاصل کرنے سے ہم جاہل ہی رہ جاتے تو بہتر تھا! مذہب سے تو اتنے دور نہ جاتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دینی تعلیم کا نہ ہونا مذہب سے بیگانگی کا سب سے بڑا سبب ہے۔ میں خود اس مذہب شکن تعلیم میں پرورش پا رہا ہوں اور اب بھی بی اے فائنل کا متعلم ہوں۔ کئی روز سے طبیعت بہت پریشان تھی۔ آخر ہماری اگلی نسل کا کیا حال ہوگا جبکہ موجودہ نسل ہی بالکل مذہب سے کوری ہے! اسی پریشانی میں تھا کہ جی میں آیا کہ آنجناب کی خدمت میں ایک عریضہ پیش گزاروں اور ایک ترتیب میرے دماغ میں آئی ہے وہ پیش کروں اگر ممکن العمل ہوئی تو فبہا ورنہ میں کیا اور میری ذہنی اختراع کیا! خیر وہ سکیم یہ ہے کہ ہندوستان کے جن جن شہروں میں اسلامیہ سکول اور کالج ہیں انہیں ندوۃ العلماء لکھنؤ یا مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے ملحق کر دیا جائے اور وہ اس طور پر کہ انکے لئے ایک خاص مذہبی نصاب مقرر کیا جائے اور اس مقررہ نصاب کے سالانہ امتحانات مندرجہ بالا یونیورسٹیاں لیا کریں اور ملحقہ کالجوں اور سکولوں کو ذہن

بات پر مجبور کیا جائے کہ جب تک وہ اس مذہبی امتحان میں کامیاب نہ ہوں انہیں ترقی نہ دی جائے۔ میرا خیال ہے اس طرح کچھ نہ کچھ مذہبی تعلیم عام ہو جائے گی کہ عموماً ہر بڑے شہر میں اسلامی سکول وغیرہ موجود ہیں۔ اگر یہ سکیم ممکن العمل ہو تو میں عرض کروں گا کہ آپ اپنے اثر و رسوخ سے کام لیکر اس کی کوشش کریں اور اگر یہ مقصد حاصل ہو گیا تو آپکو اللہ تعالیٰ اسکا بڑا اجر دے گا اور اگر یہ سکیم ایک بیہودہ اور لایعنی خیال ہے تو مجھے اطلاع دیجئے تاکہ میں اس خیال سے باز آجاؤں۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ جن دنوں حکیم الامت امام تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا ان دنوں روزنامہ ڈان (Dawn) دھلی میں بندہ نے یہ پڑھا تھا کہ آنجناب بھی حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی خلیفہ ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو کیا آپ پیری کی بیعت لیتے ہیں؟ اگر لیتے ہیں تو برائے مہربانی تحریر کریں۔ اگر بندہ کرنا چاہے تو بیعت کیلئے کیا کیا پابندیاں ضروری ہیں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا پڑے گا یا غائبانہ بیعت بھی ہو سکتی ہے۔ برائے مہربانی ان دونوں استفسارات کا جواب دے کر ممنوں فرمادیں۔ امید واثق ہے کہ جواب سے محروم نہ کریں گے اور اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو درگزر فرمادیں گے۔

جواب کیلئے ٹکٹ والا لفافہ ارسال خدمت ہے

فقط والسلام

محمد اشرف خان

جواب مراسلہ اول

عزیز مکرم حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپکا خط پا کر بہت خوشی ہوئی کہ آپکے دل میں دین کا درد ہے جو اس زمانے کے مسلمان نوجوانوں میں کم ہے۔آپ نے جو تجویز سوچی ہے وہ سردست ناممکن العمل ہے۔آپ ماشاء اللہ ابھی نوجوان ہیں۔ خیالات کی وسعت میں سیر کناں ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ دوسروں کو چھوڑ کر اپنی اصلاح کریں۔آپ ماشاء اللہ سعادتمند ہیں۔

شنو ایں پند از حافظ کہ از جاں راست تو
دارند جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

یہ خاکسار صرف لفظاً پیر ہے اللہ تعالیٰ معناً بھی بنادے۔آپ نے ڈان میں جو پڑھا ہے وہ صحیح ہے کہ مجھے حضرت والا رحمۃ اللہ تعالیٰ سے تعلق خدمت ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی تعلیمات کی برکت سے بہرہ مند فرمادے۔

۱۔ بیعت کیلئے حاضری چنداں ضروری نہیں غائبانہ بھی ہوسکتی ہے۔

۲۔ بیعت کیلئے صرف یہ شرط ہے کہ اپنی اصلاح کی عزیمت دل میں پیدا ہو اور جس سے تعلق رکھنا ہو اس سے محبت ہو۔

۳۔آپ ابھی پڑھ رہے ہیں اسلئے طلب علم جبتک جاری ہے آپ صرف حسب ذیل ھدایات پر کاربند ہوں۔اب تک اگر نہوں اور اگر ہوں تو مزید تاکید سمجھیں۔

الف۔ خوب سوچ سمجھ کر جس وقت اس راہ پر قدم رکھنے کی عزیمت ہوجائے، وضو کرکے خضوع و خشوع سے دو رکعت نفل ادا کرکے اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑا کر دعا مانگیں اور استغفار کیجئے اور دل میں اللہ تعالیٰ سے عہد کیجئے کہ اب اللہ تعالیٰ کے احکام سے فی الامکان سرتابی نہوگی اور جھوٹ غیبت بدنظری اور تمام لغویات سے

پرہیز کروں گا، نماز پنجگانہ کی پابندی، تلاوت قرآن پاک ہر روز جسقدر ہوسکے ہر نماز کے بعد استغفار استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ چند بار۔

ان باتوں پر عمل ہو جائے تو آئندہ دریافت کریں۔

ہیچمیداں سلیمان

۴ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ

مکتوب نمبر۲

محلہ مقرب خان شہر پشاور

۹ - ۱۱ - ۴۳

مسترشد :۔ بخدمت جناب سیدی علامہ صاحب دام ظلکم العالی

جونپور بذریعہ ڈپٹی سید حسین

۱۸ ر ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ

حضرۃ الشیخؒ :۔ از ہیچمدان سلیمان بعزیز سعادت مند محمد اشرف سلمہٗ اللہ تعالیٰ

مسترشد :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :۔ بعد آداب ونوازش تسلیمات کے معروضِ خدمت عالی ہے کہ بندے کی خوش قسمتی ہے جنابِ والا کا موعظت نامہ بندے کے دو استفسارات کے جواب میں صادر ہوکر باعثِ تکریم ہوا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کا خط پڑھ کر مجھے بہت مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیقات سے آپ کو بہرہ ور فرمائیں۔

مسترشد :۔ میں نے اپنے پہلے عریضے میں عرض کی تھی کہ "حضور کی بیعت کی کیا شرط ہے" آپ نے ارقام فرمایا ہے۔ کہ :

"اپنی اصلاح کی عزیمت دل میں پیدا ہو   اور جس سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے محبت ہو اور بیعت کے لئے حاضری ضروری نہیں۔"

یہ ناہنجار چاہتا ہے کہ کسی طرح عاقبت اور دنیا دونوں سنور جائیں۔ پرسوں آپ کا

مکرمت نامہ صادر ہوا تھا۔ لیکن دو روز اس لیت ولعل میں گزر گئے۔ نفس کسی طرح گوارا نہ کرتا تھا۔ کہ کسی بندش میں آئے۔ لیکن آخر اللہ کا فضل اور آپ کی دعا کا اثر تھا۔ کہ آپ نے جس طرح ارشاد فرمایا تھا کہ :

"خوب سوچ سمجھ کر جس وقت اس راہ پر چلنے کی عزیمت پیدا ہو جائے وضو کر کے خشوع اور خضوع سے دو رکعت نفل ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑا کر دعا مانگیے اور استغفار کیجئے اور دل میں اللہ تعالیٰ سے عہد کیجئے کہ اب خدا کے احکام سے سرتابی نہ ہو گی۔ اور جھوٹ، غیبت، بدنظری، لغویات سے پرہیز کروں گا۔ نماز پنجگانہ کی پابندی، تلاوت قرآن پاک ہر روز جس قدر ہو سکے اور ہر نماز کے بعد استغفار۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ چند بار۔"

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمد للہ

مسترشد :۔ تو بندے نے دو نفل (جہاں تک کوشش ہو سکی) اسی طرح پڑھ کر اللہ سے توفیق مانگی کہ اللہ آگے تمام گناہوں سے بچائے اور اپنے احکام پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھ کر جو دعا مانگی یہ گذشتہ سے توبہ اور آئندہ کے لئے صحیح راستہ پر چلنے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو قبول فرمائیں اور آپ کو گذشتہ تقصیرات کے مواخذہ سے معاف فرمائیں۔ اور آئندہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ بندہ ہر حال میں گنہگار ہے۔ اور خدا کے بارگاہ میں

اپنے گناہوں کا اعتراف اور اپنی غلط کاری اور تساہل پر ندامت اور آئندہ گناہوں سے بچنے اور احکام الٰہی پر عمل کرنے پر استقامت اور ساری عمر اسی ریاضت میں گذار دینا یہی اپنی بندگی ہے۔

مسترشد:۔ انشاء اللہ العزیز جھوٹ، غیبت، بدنظری اور لغو باتوں سے بھی پرہیز کروں گا۔ لیکن حضور والا کیا کروں۔ سوسائٹی کی کچھ بندشیں، اور کچھ اپنے نفس کی سرکشی چاہتا ہوں کہ جتنی آسانی ہو بہتر ہے۔ خدارا دعا کریں۔ کہ اللہ مجھے مع تمام مسلمانوں کے صراط المستقیم پر قائم رکھے اور نفس اور شیطان کے فتنے سے بچائے۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

مسترشد:۔ میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ سراسر نابکار اور گنہگار ہوں۔ لیکن اگر اللہ کی مہربانی اور آپ کی نظر عنایت ہو جائے تو سب کچھ بن جائے کہ

اثر کس کی نظر کا تھا یا مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس کو اسمٰعیل نے آدابِ فرزندی

حضرۃ الشیخؒ:۔ اب آپ کو اُن اوقات میں سے جو آپ کی تعلیم سے فارغ ہوں۔ تھوڑا وقت مقرر کرکے خواہ وہ پندرہ ہی منٹ ہو روزانہ آنکھیں بند کرکے اپنے کو خدا کے سامنے حاضر سمجھ کر گویا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ تصوّر کیجئے کہ ہم خداتعالیٰ کے سامنے ہیں۔

مسترشد:۔ ظاہراً ہیئت کے ہزار کوشش پر بھی فی الحال بدلنے سے اپنے کو مجبور پاتا ہوں۔ اللہ مجھ پر اپنا رحم کرے اور سب مسلمانوں پر بھی

حضرۃ الشیخ رح :- ایام بلوغ سے جو نمازیں چھوٹی ہوں۔ اونکو ہر نماز کے ساتھ اداکرنا شروع کیجئے۔ اگر روزے رہ گئے ہوں تو اُن کو قضا رکھئے۔ اگر زکوٰۃ واجب ہو زکوٰۃ حساب کر کے دیدیجئے۔

مسترشد :- میں جناب کی بیعت کا غائبانہ شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کیا جو کچھ آپ نے پہلے وہ " دو نفلوں وغیرہ " کا ارقام فرمایا تھا۔ وہی بیعت ہے یا کچھ اور طریقہ ہے۔ میں تو اس سے جاہل محض ہوں۔ آن جناب کو روز تکلیف دیتے ہوئے بھی ڈرتا ہوں۔ لیکن کیا کروں۔ شوق مجبور کئے دیتا ہے۔

حضرۃ الشیخ رح :- تمام گناہوں سے بچنے کا اہتمام رکھیئے اگر غلطی سے کبھی کوئی ہو جائے تو یاد آنے پر فوراً استغفار کیجئے اور نیا عہد کیجئے کہ انشاء اللہ اب اپنے قصد سے اس کا ارتکاب نہ ہوگا۔

مسترشد :- اُمید ہے اس گستاخی کو اور اگر کوئی غلطی سرزد ہوگی تو معاف فرمادیں گے۔ آخر میں پھر گذارش ہے کہ چشم کرم ہو جائے۔ میرے اقربا اور جمیع المسلمین والمسلمات کو بھی اللہ ہدایت کا رستہ دکھائے اور اس پر گامزن کرے آمین

حضرۃ الشیخ :- آپ اس کا کچھ لحاظ نہ کریں۔ آپ کی ہر خدمت دینی ثواب ہے جس کا یہ بندۂ قاصر محتاج ہے۔

مسترشد :- اُمید ہے جواب سے سرفراز فرمائیں گے فقط

ہدایت کا طالب

محمد اشرف غفرلہٗ

مراسلہ نمبر سوم

محلہ مقرب خاں شہر پشاور

25-1-44

بخدمت جناب سیدی علامہ صاحب دام ظلکم العالی

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ بعد ادائے آداب ونوازش تسلیمات کہ معروض خدمت ہے کہ آنجناب کا عظمت نامہ بندے کے عریضے کے جواب میں تقریباً دو ماہ سے زیادہ کا عرصہ ہوا ملکر باعث تکریم ہوا تھا جس میں آنجناب نے اور باتوں کے علاوہ یہ رقم فرما دیا کہ تھوڑا وقت مقرر کرکے ہر روز خواہ وہ پندرہ ہی منٹ ہوں آنکھیں بند کرکے اپنے کو خدا کے سامنے حاضر سمجھ کر گویا کہ اللہ تعالیٰ ہمکو دیکھ رہے ہیں تصور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو دیکھ رہے ہیں۔

بندہ اگر چہ دن بدن گناہوں میں بڑھتا جاتا ہے۔ سچ کہتا ہوں کہ میری مثال ہے کہ

بے گناہ نہ گزشت برما ساعتے ۔۔۔ بہ حضور دل نہ کردم طاعتے

("یہی خیال کرنا چاہیئے")

لیکن آنجناب کے فرمودے کے مطابق جیسا کہ میں اوپر تحریر کر چکا ہوں بندہ باقاعدہ طور پر (بجز دو تین روز کے کہ سفر میں تھا) اسی طرح تصور کرتا رہا ہوں اس تصور میں کبھی کیا خیال پیدا ہوتے ہیں اور کبھی کیا۔ میں

آنجناب کو تحریر کرنے سے اسلئے لیت ولعل کرتا رہا کہ کہیں یہ میرے ذہنی تصورات ہی نہ ہوں لیکن اس خیال سے کہ مبادا کہ میرے عقائد میرے نفسانی خیالات سے خراب نہ ہو جانے پائیں میں آنجناب کی خدمت میں چند ان میں سے تحریر کرتا ہوں۔ یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ بعض وقت کتنی دفعہ انہیں ہٹانا چاہتا ہوں لیکن بار بار آجاتے ہیں انمیں سے جو خیالات صحیح ہوں وہ بتا دیں تاکہ میں انہیں برقرار رکھنے کی کوشش کروں اور باقی دماغ سے باہر کرنے کی سعی کروں انشاء اللہ تعالیٰ۔

شروع میں جب میں یہ تصور کرتا تھا کہ اللہ تعالی مجھے دیکھ رہیں ہیں تو خود بخود یہ خیال مجھ پر طاری ہو جاتا تھا اور اب بھی اکثر ہو جاتا ہے کہ گویا اللہ جل شانہ میرے سامنے موجود ہیں اور میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔

("الحمد للہ مبارک")

پھر یک دن میرے دل میں یہ خیال آیا کہ حقیقت تو ہے سو روح کی ہے باقی جسم تو ایک عبث چیز ہے اسلئے اللہ تعالی میری روح کو دیکھ رہے ہیں اور میں ہی حقیقت میں روح ہوں اور اسکے علاوہ جسم سے میرا کچھ عجیب قسم کا تعلق ہے لیکن سب سے زیادہ میں جس بات سے حیران ہوا وہ یہ تھی کہ گویا مجھے کوئی کہتا ہے کہ جس طرح تیری روح کا تعلق تیرے جسم سے ہے اسی طرح کا تعلق تجھے زمین کے ہر ذرہ سے ہے اور پھر تیری روح کو اللہ جل شانہ نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ مرشدمن! برائے مہربانی تحریر کریں۔ کہ یہ کیا حقیقت ہے کہیں القائے شیطانی یا ہوائے نفسانی تو نہیں؟

("بالکل صحیح۔ قرآن میں ہے "ان اللہ بکل شئی محیط")

گزشتہ رات اس سے بھی عجیب خیالات اسی تصور میں مجھ پر چھا گئے وہ اس طرح کہ اسی حالت میں الله يحول بين المرء وقلبه پر میں غور کرنے لگا۔ اول تو میں نے اسی حالت میں یہ سمجھا کہ کیونکہ مجھے یعنی میری روح کو اللہ جل شانہ نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اسلئے یہاں مراد قلب سے روح اور " المرء " سے جسم ہے کہ کیونکہ میری روح کے گرد ذات الہیٰ وطاری ہے اسلئے میرے اور میرے جسم کے درمیان ذات الہیٰ حائل ہے اور اسکا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ کیونکہ حقیقت میں میرے تمام کام روح ہی کرتی ہے اور جسم ایک آلہ ہے لیکن جب اس آلہ اور جسم کے درمیان ذات الہیٰ حائل ہے تو ظاہر ہے کہ یہ کام میری روح اللہ تعالیٰ کے توسط سے کرتی ہے۔ یہ الفاظ میں بہت ڈر کر لکھ رہا ہوں کہ کہیں کفر نہ ہو یعنی اگر میں دیکھتا ہوں تو اللہ سے اور علی ہذالقیاس جو کام بھی کرتا ہوں اللہ سے کرتا ہوں پھر مجھے اسکے بعد یہ خیال آیا کہ نعوذ باللہ اسطرح تو میں ذات الہیٰ کو اپنے جسم میں محدود کر رہا ہوں تو یک لخت میرے دل میں یہ آیا کہ نہیں میری روح بھی میرے جسم میں نہیں بلکہ جسم کے اندر بھی ہے اور باہر بھی۔ اسکے بعد مجھے اسطرح معلوم ہوا گویا میرے دل میں کوئی کہتا ہے کہ اپنے عقائد کو کیوں خراب کرتا ہے۔ اللہ پر اسطرح ایمان رکھ کہ وہ بے چگوں ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور تیری روح کو بھی۔ اور اسکی کیفیت معلوم نہیں (صحیح) سید من! یہ پریشان خیال ہیں جنہیں صرف اسلئے خدمت میں بھیج رہا کہ انہیں سے جو ٹھیک ہے وہ بتا دیجیئے خدا نخواستہ میں کہیں کفر میں نہ پھنس جاؤں۔ تکلیف دینے پر سخت شرمندہ ہوں۔ لفافہ برائے جواب ارسال خدمت ہے

فقط والسلام۔

محمد اشرف خان عفی اللہ عنہ

نظرِ عنایت کا طالب۔

۳، رجب ۱۳۳۱ھ محمد اشرف غفرلہٗ

جواب مراسلہ نمبر سوم

حیدر آباد دکن

عزیز سعادت مند دام سعدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ آپ کا خط پڑھا ،خوشی ہوئی کہ آپ نے عمل شروع کر دیا اللہ تعالیٰ ترقی نصیب فرمائیں ۔آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ مبارک ہے اور محمود ہے مگر مقصود نہیں ، یہ راہ کے تماشے ہیں ان سے دل لگانا نہ چاہیئے ۔ ترقی آگے بڑھنے میں ہے ۔ اس مراقبہ سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے پر جو ایمان ہے وہ عملاً نمایاں ہو ۔ اب آپ آگے بڑھیں اب یہ کوشش کیجیئے کہ نمازوں میں یہ خیال قائم ہو کہ آپ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں اسکے لئے ضروری ہے کہ نیت کرتے وقت دل میں یہ توجہ کیجیئے کہ اب بندہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہے قرات قرآن اور تسبیح رکوع وسجود میں اب ایک لفظ پر ارادہ ہو اور سمجھ کر لفظ ادا ہو ۔ آپ جو پندرہ منٹ مراقبہ کیلئے وقت نکالتے ہیں اگر کچھ وقت اور ہے جیسے صبح کی نماز کے وقت یا تہجد میں یا کسی اور فرصت کے وقت تو ایک ہزار دفعہ اللہ اللہ ذرا ہلکے نغمہ سے آہستہ آہستہ اس حد تک کہ آپکے کان میں آواز آئے تسبیح پر گنکر ذکر کر لیا کیجیئے ۔ آنکھیں بند ہوں اور یہ تصور ہو کہ اللہ کا کلمہ نورانی حروف میں آپکے سینہ پر لکھا ہے ۔

اگر آپ تعلیم یا کسی اور کام میں مصروف ہوں تو اس میں نقصان نہ ہو ۔ ہر کام میں خدا کی رضاء کی نیت رہے انشاء اللہ تعالیٰ آپکے لئے دین کا راستہ کھلے گا ۔

دستخط ۴۴ ۔ ۲ ۔ ۱۴

مراسلہ نمبر ۲

محلہ مقرب خان

پشاور

16-5-44

بخدمت اقدس جناب سیدی علامہ صاحب دام ظلکم العالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد ادائے آداب و نوازش تسلیمات کہ معروض خدمت ہے کہ (نمبر جوابا حضرت علامہ صاحبؒ نے اپنے قلم سے لگائے ہیں)

۱۔ جب سے آپکا پچھلا موعظت نامہ صادر ہوکر باعث عزت ہوا ہے بندہ حتی الوسع آپکی ہدایات پر چلنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ آپ نے جو ورد بتایا تھا کہ "ایک ہزار دفعہ اللہ اللہ ذرا ہلکے نغمے سے آہستہ آہستہ اس حد تک کہ کان میں آواز آئے تسبیح پر ذکر کر لیا کیجیئے" وہ بھی آپ کے ارشاد فرمائے ہوئے طریقے کے مطابق کرتا رہا ہوں۔

۲۔ خدا تعالیٰ کو حاظر ناظر جان کر جب اب نماز پڑھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ میرے سانس کے ساتھ ہیں لیکن بے کیف و بے چگوں۔ اور بلکہ مجھ سے میرے ذات سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اس طرح جب فکر کروں تو یوں ہی قربت معلوم ہوتی ہے

۳۔ لیکن اس کے باوجود اعمال صالحہ میں بہت کوتاہی ہوتی ہے اور سچ تو یہ کہ اکثر دفعہ دنیا کی محبت اورلالچ اور دنیاوی خیالات اس طرح قلب پر چھاجاتے ہیں کہ عمل صالحہ کرنا تو کجا نعوذ باللہ وہ ایک قسم کی مصیبت معلوم ہوتا ہے اور جانتا ہوں کہ یہ سخت گناہ بلکہ کفر ہے لیکن اسقدر نفس کا غلبہ ہوتا ہے کہ مجبور ہوجاتا ہوں۔ خدا را اسکے دفعیہ کیلیئے کوئی علاج بتائیں تاکہ دنیاوی محبت کم ہو اور نیک

کاموں سے محبت کم ہو اور نیک کاموں کے ساتھ محبت پیدا ہو۔

دوم اسکے علاوہ میں ایسا سمجھتا ہوں کہ گویا میرے دل میں خدا کا خوف اور اسکی محبت اسقدر نہیں جسقدر ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نیک کاموں میں اسقدر سست ہوں۔ دعا کریں کہ خدا اپنی محبت میرے دل میں ڈالے اور کوئی طریقہ ہو جس سے یہ چیزیں پیدا ہو سکیں تو برائے مہربانی تحریر کریں۔

۴۔ میرے ایک اور بات کے علاج کے متعلق بھی آپکو تکلیف دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ مجھ پر سوسائٹی اور ماحول کا سخت اثر ہے جو کہ کافی حد تک مغربی تعلیم کی وجہ سے ہے یہ کس طرح دور ہو اور سوسائٹی کی شرم (کہ آجکل سوسائٹی میں اکثر نیک کاموں کا بھی نعوذ باللہ تمسخر اڑایا جاتا ہے اور سوسائٹی سے علیحدگی ناگزیر بلکہ ناممکن ہے) کسطرح جائے کہ انسان نیک کام لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کرے۔

۵۔ چہارم میرے دل میں وسوسے بہت زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور اس قسم کے کہ خواہ مخواہ کبھی شک پیدا ہوجاتا ہے کہ وضو میں فلانا عضو نہیں دھویا۔ اکثر یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرا وضو ہے یہ شک نماز میں آجاتا ہے کہ ممکن ہے وضو ٹوٹ گیا ہو جس سے اکثر نماز کا حضور چلاجاتا ہے اور اسطرح کے شک اور وسوسے اسقدر پیدا ہوتے ہیں کہ تنگ آجاتا ہوں۔ برائے مہربانی اسکا علاج بھی تحریر کریں۔ آپکو تکلیف دینے کی معافی چاہتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مع تمام مسلمانوں کے صراط مستقیم پر استقامت بخشیں۔ فقط والسلام۔

ہدایت و نظر عنایت کا طالب

محمد اشرف عفی اللہ عنہ

جواب مراسلہ نمبر ۳

از دیسنہ ضلع پٹنہ

از ہیچمیدان سلیمان بہ عزیز سعادتمند محمد اشرف اسعدہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ آپ نے جو حالت اپنی لکھی ہے۔ بحمد اللہ وہ بہت اچھی حالت ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیئے اور الحمد للہ کہیئے۔ اب نمبروں کے ساتھ جوابات پڑھیئے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ آپکو برکت عنایت فرمائیں۔ اسطرح وقت اور فرصت کے ساتھ ساتھ اس ذکر کی تعداد کو بڑھاتے جائیں، بشرطیکہ کسی دوسری ضروری کام کا حرج نہ ہو۔

۲۔ اس کیفیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیئے۔ یہ اسکی بخشش ہے۔ یہ بہت اچھی حالت ہے۔

۳۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کو ایسا حاضر و ناظر یقین کرتا ہے تو اوس سے ضروری اعمال صالحہ کی بجاآوری میں سستی کیونکر ہوسکتی ہے۔ وہ جب یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں ہمکو دیکھ رہے ہیں اور ہم سے ایسے قریب ہیں تو اوسکو شرمندہ ہونا چاہیئے کہ اس حالت اور اور اس عنایت کے باوجود ضروری اعمال صالحہ میں کوتاہی کیوں ہو۔ اگر پھر بھی حالت نہ بدلے تو موت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے اور یہ سوچنا چاہیئے کہ ایک دن خدا کے سامنے حاضر ہونا اور ایک ایک بات کا جواب دینا ہے۔ اس وقت بندہ اس کوتاہی کا کیا جواب دے گا اور پھر دنیا کی دولت جسکی محبت میں انسان گرفتار ہے کیا کام آئے گی۔ اوس وقت صرف اعمال صالحہ کام آئینگے۔ اس سے خدا کا خوف پیدا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۔ بری صحبت سے پرہیز کیجیئے اور بزرگوں کے تذکرے پڑھیئے۔ سوسائیٹی خدا

نہیں کہ اوس سے ڈرا جائے۔ کیا اگر کسی آبادی میں وبا پیدا ہوجائے تو کیا کثرت آبادی کا لحاظ کرکے آپ اپنی بیماری کا علاج چھوڑ دینگے۔ آجکل سوسا یئٹی حقیقت میں وبا رسیدہ ہے۔ آپ سوسایئٹی کو جو خدا تعالیٰ کے غافل ہے قابل رحم سمجھیئے۔ کیا اندھے ننگوں کی صحبت میں کوئی آنکھ والا اپنے لیئے برہنگی کو پسند کریگا۔ آپ چونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ جس سوسایئٹی میں آپ ہے وہ جلیل القدر ہے۔ یہ خیال غلط ہے۔ جو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہوں کبھی جلیل القدر نہیں اور جو جلیل القدر نہیں وہ لحاظ کے قابل نہیں۔

۵۔ وسوسے اگر بکثرت آتے ہیں اور عادت ہوگئی ہے تو آپ وسوسوں کا خیال نہ کیجئے اور ادھر دھیان نہ دیجئے اور بار بار پھر وضو نہ کیجیئے۔ نماز میں وسوسوں کے دور کرنے کیلیئے یہ کیجیئے کہ نماز کے الفاظ کو ٹھر ٹھر کر ارادہ کے ساتھ پڑھیئے۔

۵ جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ

سید سلیمان ندوی

مکتوب نمبر ۵
(مکتوب مسترشد)

محلہ مقرب خان، شہر پشاور
۲۴ ستمبر ۱۹۴۵ء

بخدمت اقدس جناب سیدی و مرشدی علامہ صاحب دام ظلکم العالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ستمبر ۴۵ء کا 'معارف' پہنچا۔ آپ کی علالت کا پڑھ کر طبیعت سخت متفکر ہوئی۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہم ناقصوں کی تربیت کے لئے تا بدیر سلامت رکھے۔ اور ہمیں استفادہ کا موقع بخشے آمین۔

میں نے جناب والا کی خدمت میں اس سے پہلا عریضہ جون ۴۴ء میں بھیجا تھا۔ جس کے جواب میں جناب کی ہدایات مجھے اسی ماہ میں مل گئی تھیں۔ اس واقعہ کو تقریباً سوا سال گذر چکا ہے۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی جرأت اس لئے نہ کر سکا۔ کہ میرا ارادہ تھا۔ کہ انشاء اللہ بالکل اپنی پوری اصلاح کے بعد حضور کو خبر دوں گا۔ اگرچہ بندہ ہنوز اصلاح کا محتاج ہے۔ لیکن تاہم خداوند تعالےٰ کا آپ کی برکت سے اس ناکارہ پر بہت رحم و فضل ہو گیا ہے۔ جس کا شکریہ ادا کرنے سے بندہ قاصر ہے . . . .

. . . . تحریر پانی سے مٹ گئی ہے . . . .

آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے جس طریقہ سے آپ نے "اللہ اللہ" کا ذکر بتایا تھا۔ دو ہزار تک پہنچایا ہے۔ کہ خیال کرتا ہوں کہ اس طرح باقاعدہ اور وقت

ہیں نکال سکتا۔ کہ اسی سال بی۔ اے (B.A) پاس کیا ہے۔ جس کی وجہ سے فرصت نہ
تھی اور ممکن ہے۔ کہ آگے ایم۔ اے میں داخل ہوجاؤں اور فرصت نہ مل سکے۔ لیکن
ب اللہ کریم کی ایک بڑی مہربانی یہ ہوئی ہے کہ بعض اوقات چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے
عمداً یا بے قصد بغیر زبان ہلے ذکر الٰہی ہوتا رہتا ہے۔ یا نیک باتوں کا خیال آتا ہے۔ اور
امید ہے کہ اگر اللہ کی مہربانی اور آپ کی نظر عنایت شاملِ حال رہی تو یہ ذکر دائمی ہوجائے
گا۔ کچھ دیر جس طرح آپ نے بتایا تھا۔ کہ اس طرح بیٹھئے کہ تمہیں اللہ دیکھ رہا ہے
اُس طرح بھی کرتا ہوں۔ نماز میں بھی اکثر حضور رہتا ہے۔ قرآن کریم کی بھی نصف پارہ
کے حساب سے ہر روز تلاوت کرتا ہوں۔ دینی کتابیں بھی اکثر پڑھتا ہوں۔ اور آپ کو یہ
سن کر خوشی ہوگی کہ میں نے عربی میں مشکوٰۃ شریف مکمل اور بخاری شریف پر محدث سہارنپوری
کے حواشی کے (عربی میں) چوبیس پاروں تک پڑھ لی ہے۔ بخاری شریف کا درس ہنوز
جاری ہے۔ اس کے علاوہ حدیث شریف سے جو نسخے کلمات ثابت ہیں۔ ان میں سے کئی
پڑھتا ہوں۔ جن میں سے بعض تین سال سے اور بعض چار سال سے پڑھ رہا ہوں
یہ سب اللہ کی مہربانی اور آپ کی برکت سمجھتا ہوں۔ لیکن ایک بات ہنوز باقی ہے
کہ کچھ دن تو خوب حضور ہوتا ہے اور مزا آتا ہے۔ اور کچھ دن طبیعت اچاٹ ہوجاتی ہے
اوراد و اشغال (نعوذ باللہ) جو جھل اور مصیبت معلوم ہونے لگتے ہیں۔ دنیا کی محبت
عود کر آتی ہے۔ اور ایسے وسوسے آنے لگتے ہیں کہ کاش (نعوذ باللہ) جو کچھ دوسرے
ہم عمر برے کام کر رہے ہیں۔ میں کیوں نہ کرتا یا نہیں کر سکتا۔ پھر کچھ دن کے بعد یہ
شیطانی غلبہ اُتر جاتا ہے۔ اور سکون ہوجاتا ہے۔ برائے مہربانی کچھ ایسا طریقہ بتائیں۔ کہ
ہمیشہ کے لئے اطاعتِ الٰہی میں لطف اور اسکی محبت دل میں پیدا ہو۔ تنکل کی برائی

سے اب تک پرہیز نہیں کرسکا۔ خدا سے دعا کریں کہ اللہ اس کی توفیق بھی دے دے۔

اب بہت عرصہ سے مراقبہ وغیرہ میں کچھ نظر نہیں آتا اور میں بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ مقصود نہیں ہے۔ لیکن اب جبکہ خدمت میں حاضر ہوا ہوں ایک بات عرض کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ پچھلے سال اغلباً سترہ شعبان کو سویا ہوا تھا کہ صبح کوئی پانچ بجے کا وقت تھا۔ کہ یکایک آنکھ کھل گئی کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان میں کچھ عجیب قسم کے بادل کے ٹکڑے ہیں (جو کہ حقیقت میں بادل نہیں تھے) اور کچھ عجیب کیف کا عالم تھا۔ کہ اتنے میں ایک آدمی میرے پاس آتا ہے (حالانکہ میں بیدار ہوں) اور کہتا ہے "کرمک اصبغ! اور اس کے بعد پشتو زبان میں ایک فقرہ کہتا ہے کہ جس کے معنی ہیں "کہ تیری آنکھیں سبز ہیں" حالانکہ میری آنکھیں حقیقت میں سبز نہیں۔ اس عجیب واقعہ کا کیا مطلب ہے؟

.... عبارت پانی سے مٹ گئی ہے ....

جناب والا! استفادہ بالقبور سے کیا مطلب ہے۔ کیا یہ ممکن ہے اور جائز ہے یا ناجائز اور کیا میں اپنی موجودہ حالت میں کرسکتا ہوں؟

اس طویل سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ برائے مہربانی تکلیف دہی کو معاف فرمایئے گا۔ آپ کا قیمتی وقت ضائع کرنے کا باعث بنا ہوں۔ برائے مہربانی خدا سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کو متقی کامل بنا دے، صراط مستقیم پر استقامت بخشے اور یہ بندہ دنیاوی منافع میں غرق ہو کر آخرت کو بھول جاوے، اور میرے ماں باپ بہن بھائی تمام اقارب اور جملہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو اللہ ہدایت بخشے۔ امین

فقط والسلام ۔ ہدایت کا طالب۔ محمد اشرف عفی اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۵

مکتوب حضرت الشیخ رح

اعظم گڈھ

اخی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا خط گو زمانہ سے نہیں آیا تھا۔ اور آپ کا نام و پتہ یاد نہ تھا۔ مگر رہ رہ کر آپ کا خیال آتا تھا۔ اور چونکہ فقیر اپنے تمام محبین کے لئے جو یاد ہوں یا نہ یاد ہوں دعاء کرتا ہوں۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ نے اس بندہ محتاج کی دعاء کو قبول فرمایا تو آپ بھی اوس میں داخل ہونگے

گو آپ کا خط بھیگ جانے سے پانی میں کہیں کہیں مٹ گیا ہے تاہم جو پڑھا جا سکا وہ پڑھا، ماشاء اللہ آپ کا حال اچھا ہے۔ شکر کیجئے تو مزید بخشش ہوگی۔ بحکم وان شکرتم لازیدنکم،

تعلیم اور طلب رزق کے اسباب میں بھی سستی نہ کیجئے، کہ اسی پر نفس کا اطمینان موقوف ہے۔ جس کی بہت ضرورت ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت عطا فرمائیں۔ اور دل جمعی خاطر نصیب فرمائیں۔

تہجد اور ذکر یہ دونوں اس طریق کی ضروری چیزیں ہیں۔ ان پر مداومت رکھیئے۔

آپ باآسانی سے جن معمولات پر قائم رہ سکتے ہیں قائم رکھیئے اور

فرصت کے مطابق کیجئے۔

بڑی خوشی ہوئی کہ آپ نے احادیث کی کتابیں پڑھ لیں۔ یہ بڑی دولت ہے۔

طبیعت کے نشیب و فراز اور عدم استقلال کا جو حال لکھا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ طبعی بات ہے اور سب کو اسی طرح پیش آتی ہے، اسکی فکر نہ کیجئے اور اپنے کام میں لگے رہیئے۔

ہر وقت ذکر کی مصروفیت یعنی دوام ذکر قلب کی بڑی نعمت ہے جو آپ کو مل رہی ہے۔ اس کو جاری رکھیئے

تقویٰ کا خیال، حلال و حرام کی فکر، جائز و ناجائز کی تمیز ہر کام میں ضروری ہے۔ تقویٰ حاصل اعمال ہے

یاایھا الناس اعبدو ربکم لعلکم تتقون

استفادہ بالقبور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مردہ مقبولین پر جو رحمت نازل فرماتا ہے۔ اوس رحمت سے زائر بھی تھوڑا بہت حصہ پاتا ہے یہ فعل اللہ تعالیٰ کا ہے صاحبِ قبر کا نہیں۔ مگر اس استفادہ کی اہلیت مبتدیوں میں نہیں، منتہیوں کے لئے ہے۔ آپ عمل نہ کریں۔

خواب محض بشارت ہے۔

بعض باتیں نہیں پڑھی گئیں اون کے جواب سے معذوری ہے۔

ہیچمدان سلیمان

۲۰ رشوال ۱۳۶۴ھ

مکتوب - ۶

۴۸ مال روڈ۔ شملہ

۱۴ر جولائی ۱۹۴۶ء

بخدمت جناب سیدی و مرشدی علامہ صاحب دام ظلکم العالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اِس ناکارہ نے آنجناب سے تقریباً عرصہ ڈھائی سال کا ہوا کہ تعلق پیدا کیا تھا۔ آپ کی ہدایات پر چلنے کی کافی عرصہ تک کوشش کرتا رہا۔ گذشتہ شوال آنجناب کا والانامہ اس گنہگار کے خط کے جواب میں آیا تھا۔ اِس وقت بندہ کی حالت اللہ کی مہربانی سے بہت اچھی تھی۔ ذکر دوام اور تہجد کی توفیق مل چکی تھی۔ اور دن بدن حالت رو باصلاح تھی۔ اس لئے آنجناب نے اپنے شفقت نامے میں بہت ہمت بڑھائی تھی۔ لیکن یکایک طبیعت نے پلٹا کھایا۔ تہجد کی نماز تقریباً گذشتہ آٹھ ماہ سے چھٹ چکی ہے۔ اگرچہ خدا کی مہربانی سے جیسے کہ آپ نے فرمایا تھا ذکر 'اللہ' کا دو ہزار دفعہ روزانہ تسبیح پر کر لیتا ہوں۔ لیکن وہ سرور اور سوز باقی نہیں۔ ایسے اب بھی بفضل ایزدی اکثر اوقات چلتے پھرتے اللہ جل ذکرہٗ کا ذکر کر لیا کرتا ہوں۔ لیکن نماز میں حضور نہیں ہوتا۔ رات کو اٹھا نہیں جاتا۔ بلکہ اکثر تقریباً عرصہ دو ماہ سے صبح کی نماز بھی قضا ہو جاتی ہے۔ نیند کا از حد درجہ غلبہ رہتا ہے۔ اس کے علاوہ گذشتہ سال بی۔ اے کیا تھا۔ اس کے بعد سے بیکار ہوں۔ اور کوئی معاشی ذریعہ پیدا نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان ہوں اور اگر سچ پوچھئے

بہت حد تک میری روحانی خرابی کا سبب یہی معاشی پریشانی ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ کریم میرے لئے کسی تجارت کا پاک ذریعہ معاش پیدا کر دیں۔

میرے اس قدر طویل عرصہ تک حاضر خدمت نہ ہونے کا سبب صرف شرمندگی تھی۔ کہ باوجود آپ سے وعدوں کے میں آپکی ہدایات پر پوری طور پر عمل نہ کر سکا۔ خدا را اس گنہگار کے حال پر رحم فرمایئے اور قلبی توجہ سے سرفراز فرمائیے اور دعا کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے (مع میرے تمام بہن بھائیوں والدہ صاحبہ اور جملہ مسلمانوں کے) متقی کامل بنادے اور ہمیں ان کاموں کی توفیق دے جس سے وہ خود راضی ہوتا ہو۔ اور ان سب کاموں سے باز رکھے جن سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ آمین۔ میری اسی معاشی پریشانی کے دفعیہ کا علاج اور دوسری باتوں سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ میں روحانی چین پا سکوں۔

(میں پہلے پشاور میں ہوتا تھا۔ گرمی گذارنے شملہ آیا ہوا ہوں۔ ممکن ہے آپ کو مجھے پہچاننے میں غلطی ہو۔ اس لئے پشاور کا پتہ لکھ رہا ہوں۔

محمد اشرف خان ولد محمد اکبر خان مرحوم محلہ مقرب خان۔ پشاور)

سیرت النبی جلد ہفتم کب تک چھپ جائیگی؟ امید ہے آنجناب اس ناکارہ کو اپنی دعاؤں میں یاد فرما کر ممنون فرمادیں گے۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ اُمید ہے کہ آنجناب کی صحت بھی اب اچھی ہو گی۔ خداوند جل و علیٰ آپ کا سایہ ہماروں سروں پر ہمیشہ قائم رکھے۔ اور ہمیں آپ سے فیض پانے کی توفیق بخشے آمین۔ (غوث کا کیا مطلب ہے اور کیا کسی آدمی کو غوث کہنا جائز ہے)

فقط والسلام۔ ہدایت و نظر عنایت کا طالب

محمد اشرف غفرلہٗ

۷۲۸

جواب حضرت الشیخؒ

بھوپال

اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ نے اپنے موجودہ حالات جو لکھے ہیں۔ وہ بے شبہ گذشتہ سے فروتر ہیں۔ مگر کوئی مایوسی کی بات تو نہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ جب تک قلب میں اپنی کمی اور پستی کا احساس بہتر حالت وکیفیت کی طلبی کا جذبہ ہے۔ روح کی زندگی کی نشانی باقی ہے اور جب تک یہ کیفیت ہے۔ علاج بہت آسان اور حالات اُمید افزا ہیں۔

باز آ ، باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ؎

ایں درگہہ ما درگہ نومیدی نیست ؎ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو اپنا بندہ کہتا ہے اور فرماتا ہے 'مایوس نہ ہو'

یٰعبادیَ الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

ترجمہ:۔ اے میرے وہ گنہگار بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔

اللہ اکبر! یہ کیسی نوید جانفزا ہے۔ بس اتنی دیر ہے۔ کہ بندہ "استغفر اللہ ربّی من کل ذنبٍ واتوب الیہ" پڑھ کر پھر اپنا کام شروع کردے پھر وہی بخششیں ہوں گی اور وہی نوازشیں ہوں گی۔

غور کیجئے۔ اگر بادشاہ سے ملاقات نہ ہو تو ایک درجہ کی محرومی ہے لیکن دربار میں باریابی کے بعد پھر وہاں سے فرار، اور کسی دوست سے دوستی بڑھا کر پھر انقطاع نہ صرف اپنی محرومی بلکہ اس بادشاہ کی ناراضی اور اس دوست

کے ملال کا باعث ہے

مصیبت سے تو اور زیادہ حق تعالیٰ یاد آتے ہیں۔ اور اُنھیں کی یاد سے تسلی ہوتی ہے۔ کیونکہ اُن کے سوا کوئی نہیں جو اُس مصیبت کو دور کر سکے۔

آپ اب توبہ استغفار کر کے اپنا کام پھر شروع کریں۔ اور چند روز تک جب تک دل نہ جمے "لاحول ولا قوة الا باللہ" اکثر پڑھا کریں۔ اور پانچوں نمازوں کے بعد اپنی پریشانی کے دور اور وسعت رزق کے لئے خود دعا کیا کریں اور کوئی خاص وقت مقرر کر کے۔ "یا رزّاقُ یا وھاب" پانچ سو بار اول و آخر درود کے ساتھ پڑھا کریں۔ اور یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ موعودہ رزق ضرور عنایت فرمائیں گے۔

آپ تاخیر خط کے سبب سے شرمندگی نہ محسوس کریں۔

سیرۃ ہفتم ابھی تک مرتب نہیں ہوئی۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ فضل و کرم کا معاملہ فرمائیں۔

غوث صوفیہ کی ایک اصطلاح ہے۔ حق تعالیٰ جس اپنے مقبول بندہ کو اپنے عام بندوں کے مقاصد کے پورا کرنے کا بذریعہ دعا و ہمت ذریعہ بنالیں۔ وہی غوث کہلاتا ہے۔ اُس کا دوسرا نام قطب تکوین ہے۔ جیسے قرآن پاک میں حضرت خضرؑ کا قصہ ہے۔ اس اصطلاح کے مطابق جائز ہے۔

والسلام ہیچمدان

سید سلیمان

۲۷ شعبان ۱۳۶۵ھ

پساور ۱۹ ؍فروری ۱۹۷۱ء

مکتوب نمبر ۷

مسترشد:۔ بخدمت جناب سیّدی ومرشدی حضرت والا دام ظلکم ومد فیوضکم

حضرت الشیخؒ:۔ عزیزی ومحبی زادکم اللہ توفیقاً

مسترشد:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضرۃ الشیخؒ:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد:۔ بعد ادائے آداب وتوازشش تسلیمات کے معروض خدمت عالی آنکہ اس ناکارہ کے خط کے جواب میں آنجناب کا ہدایت نامہ کافی عرصہ ہوا صادر ہوا تھا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ ان الفاظ کی ضرورت نہیں۔

مسترشد:۔ خدا کے فضل اور آپکی عنایت سے اپنی حالت پہلے سے اچھی پاتا ہوں گذشتہ وظائف یعنی ڈیڑھ ہزار دفعہ اللہ کا ورد اور دیگر معمولات پر اللہ کے فضل سے پابندی ہوتی ہے۔ لیکن یہ معمولات چھوڑے بغیر کبھی دل سے ادا کرتا ہوں اور کبھی ایسی حالت ہوجاتی ہے۔ کہ اگرچہ ادا تو کرتا ہوں۔ لیکن وہ لذت نہیں آتی لیکن حضور کے فرمانے کے مطابق کہ اس راہ کے ہر ایک راہی کو یہ واقعات پیش آتے ہیں تسلی ہوجاتی ہے

حضرۃ الشیخؒ:۔ بتائے ہوئے طریقہ کو بے وجہ بلا مجبوری نہ چھوڑیں۔

مسترشد:۔ اگرچہ حضور کے قدموں میں حاضر ہونے کی ایک عرصے سے تمنا تھی۔ لیکن کچھ دن سے بیتابی بہت بڑھ گئی ہے۔ کہ آنجناب کے در اقدس پہ حاضر ہوکر زیارت اور فیض قلبی سے متمتع ہوں۔ اور اگر اللہ کو منظور ہو تو بیعت کا شرف پاکر دونوں جہاں کی عزت کا سزاوار ہوجاؤں۔ اُمید ہے کہ آنجناب نظر عنایت فرماکر حاضر

خدمت ہونے کی اجازت عطا فرمائیں گے اور جگہ بھی بتادیں گے کہ کس جگہ آؤں کہ آنجناب اکثر سفر میں ہوتے ہیں۔ میرا دل تو یہی کہتا ہے۔ کہ ایک دفعہ حاضر خدمت ہوجاؤں تو اللہ کی عنایت اور آپ کی نظر سے سارے کام بن جائیں گے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ میرا قیام آج کل بھوپال میں ہے ۔جو دور ہے۔ مگر آپ اطلاع دے کر کبھی آسکتے ہیں۔

مسترشد:۔ ایک دفعہ امام غزالیؒ کی کیمیائے سعادت میں مرشد کے اثرات پڑھ رہا تھا۔ مجھے شک ہوا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک انسان ایسے تصرفات کر سکے کہ اسی رات خواب میں بایزید بسطامی (جن کے ذکر میں غزالی تحریر فرمایا تھا) دیکھتا ہوں۔ اور بسطامی مجھے کہتے ہیں۔ تم جب بجلی پر ہاتھ رکھتے ہو تو بجلی کی رو تمہاری رگ رگ میں دفعتہً سرایت کر جاتی ہے۔ کیا اللہ کے نیک بندوں میں بجلی جتنی بھی طاقت نہیں ہے (او کما قال) امید ہے کہ آپ کی نظر کیمیا اثر ہے یہ گناہوں میں غرق بھی اللہ کی عنایت سے نجات پاجائیگا۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اس کے لئے اپنی عزیمت شرط ہے۔

مسترشد:۔ اپنی چند برائیوں میں سے چند جن پر میری قاصر نظر پہنچ سکی ہے۔ تحریر کرتا ہوں۔ تاکہ آپ دعا فرمائیں کہ میں ان سے اور دیگر مہلکات سے نجات پاجاؤں اور ان کے علاج سے بھی مطلع فرمائیں۔ خدارا اس نابکار پر خصوصی نظر کرم فرمائیں ورنہ میرا نفس مجھے ہلاک نہ کردے (نعوذ باللہ منہا) توجہ خاص اور دعا و عنایت کا سخت محتاج ہوں۔ اُمید ہے کہ نا اُمید نہ کیا جاؤں گا۔ بکواس

کئے جاتا ہوں لیکن مجبور ہوں آپ کا قیمتی وقت ضائع کر رہا ہوں۔ لیکن معافی کا طالب ہوں۔

کوئی عرصہ پانچ چھ ماہ سے تہجد کی نماز چھوٹ گئی ہے۔ الارم بھی گھڑی میں لگا کر سوتا ہوں۔ آنکھ کھلتی ہے۔ لیکن اُٹھا نہیں جاتا۔ کبھی سردی مانع آتی ہے۔ اور کبھی نیند و سستی۔ اس کا کیا علاج کروں۔ بلکہ کبھی کبھی فجر کی نماز میں بھی دیر ہو جاتی ہے۔ نیند کا بہت غلبہ رہتا ہے۔ وظائف کی حالت میں بھی سو جاتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اس کا علاج بھی عزیمت ہے۔ اس کا اہتمام کیجئے کہ رات کو سویرے نماز عشاء کے بعد فوراً سو جائیں۔ اور ہو سکے تو دوپہر کو ذرا سا لیٹ لیں تو یہ حالت نہ ہوگی۔

مسترشد :۔ اس کے علاوہ اپنے میں ایک بڑی کمزوری یہ پاتا ہوں کہ لوگوں کے کہے اور لومۃ لائم کی پرواہ کرتا ہوں۔ اور اگر اپنے کو حق پر بھی سمجھتا ہوں تو دوسروں کی باتوں سے مجبور ہو کر خاموشی اختیار کر لیتا ہوں۔ اور اپنے کو اس جرأت سے عاری پاتا ہوں کہ اس کا صاف صاف اور حق پرستانہ جواب دوں۔ بلکہ بعض اوقات باکراہ نفس وہ کام خود بھی کر گذرتا ہوں۔ کوئی ایسا طریقہ بتلائیے کہ لوگوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انہیں برائی سے روک سکوں۔ حق بات کا اظہار بغیر کسی خوف و جھجک کے فوراً کر سکوں اور خود حق بات پر قائم رہ سکوں۔ اور جو فطرتی کمزوری اپنے میں پاتا ہوں کہ کوئی مجھ سے خفا یا ناراض نہ ہو جائے اگر حق بات پر اسے مجبور کروں۔ تو یہ بے باکی

ڈر جرأت کیسے پیدا ہو سکتی ہے کہ بقول اقبالؒ

شاہی میں غریبی میں امیری میں فقیری میں
کچھ کام نہیں بنتا ہے جرأت رندانہ!

اسی حق قبر ساں کہ جرأت رندانہ کو اپنے میں پیدا کرنے کا خواہشمند ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :- اس کا علاج یہ ہے کہ (اللہ اکبر) کا مراقبہ کیا جائے جب اللہ تعالیٰ کی کبریائی دل میں اثر کرے گی تو سب کا ڈر نکل جائے گا۔

مسترشد :- اپنے میں ایک اور برائی پاتا ہوں۔ اگرچہ میرا مکار نفس مجھے وہ بھی بعض اوقات خوبی بنا کر دکھاتا ہے۔ تاہم حق یہ ہے کہ وہ برائی ہی ہے۔ مجھے اکثر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ میں لیڈر اور بڑا آدمی بنوں۔ اگرچہ ہمیشہ یہ خواہش اپنے ساتھ یہ خیال لئے رکھتی ہے کہ لیڈر بن کر قوم کی دینی اصلاح کر سکوں لیکن حضور علیہ السلام کی وعید سے خوف کھاتا ہوں کہ جس نے 'امیر' بننے کی خواہش کی اس کا کام اسی کے سونپ دیا جائے گا۔ اس لئے اس امارت اور لیڈر شپ کی خواہش ہی میرے دل سے نکل جانے کی دعا کیجئے اور لوجہ اللہ قوم کی خدمت کر سکنے اور امارت کے خیالات دل سے نکالنے کا علاج بتائیے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اس خیال کو دل سے دور کر دیجئے اور اپنے عیوب پر نظر رکھئے جب ان عیوب کا آپ علاج کریں گے تو خود ہی محبوبیت پیدا ہوگی۔

مسترشد :- بعض اوقات غلبیت میں بھی مبتلا ہو جاتا ہوں اور بعض اوقات عجب نفس یا اپنے اعمال کو دوسروں سے اچھا سمجھنے لگتا ہوں۔ ان کے دفعیہ کا بھی علاج تحریر فرما دیں۔ اور رضائے الٰہی کی جستجوئے طلب اور حب الٰہی کس طرح بڑھ

سکتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ غیبت اور عجب پر جو عذاب آیا ہے۔ اوس کا استحضار کیجئے اور اپنے عیوب پر نظر رکھئے

مسترشد:۔ میری ایک چھوٹی ہمشیرہ ہے جو کہ بہت بد خلق ہے۔ ہر ایک سے لڑتی ہے حتیٰ کہ والدہ سے بھی بات بات پر جھگڑتی ہے اور سب سے بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ نصیحت ماننا تو کجا کسی کی نصیحت سنتی بھی نہیں اور اگر کوئی نصیحت کرے تو اس سے لڑنا بد دعائیں دینا اور رونا شروع کر دیتی ہے اس کے اخلاق کے لئے دعا کیجئے اور کوئی اسکی اصلاح کا طریقہ بتائیے جس سے اسے ٹھیک کیا جا سکے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ دل سے دعا ہے۔ مگر آپ اون کو بہشتی زیور پڑھنے کے لئے دیجئے۔

مسترشد:۔ میری دو غیر شادی شدہ بہنیں ہیں۔ والد کا انتقال ہو چکا ہے۔ دونوں شادی کے قابل ہیں۔ لیکن کہیں سے ٹھیک پیغام نہیں آتا۔ کوئی ورد یا وظیفہ بتائیں اور دعا کریں کہ خداوند کریم ان کی شادی اچھی اور ہماری مرضی کے مطابق جگہ پر جلد سے جلد کر دے۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس مشکل کو حل فرمائیں۔ دعا ہے۔

مسترشد:۔ صوفیائے سلف جنید بغدادیؒ وغیرہ کے مستند تذکرے اردو میں کہیں سے مل سکتے ہیں یا نہیں۔ اور آپ کی سیرۃ النبیؐ جلد ہفتم ابھی مرتب ہوئی ہے یا نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلد ہفتم ابھی نہیں مرتب ہوئی۔

مسترشد :- آج کا یہ عریضہ حد سے زیادہ طویل ہوگیا ہے۔ امید ہے اس طویل سمع خراشی کو معاف فرمادیں گے۔ اور عنایات و برکات سے فیضیاب فرمادینگے خداوندکریم مجھے میرے والدین خویش و اقارب اور جمیع المومنین والمومنات کو اپنے نیک لوگوں کے صدقے میں ہدایت نصیب فرمادے۔ امیین

حضرت حکیم الامت امام تھانوی طریقت کے کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کا شجرہ طریقت کیا تھا۔ اگر ہوسکے تو تحریر فرمادیں۔

فقط والسلام

ہدایت و نظرعنایت کا طالب

غریق فی الآثام محمد اشرف عفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ چاروں خاندانوں میں بیعت لیتے تھے۔ مگر اونکا اصل سلسلہ چشتی صابری ہے۔ سلسلہ کی تفصیل مناجات مقبول کے آخر میں ہے۔ اگر مناجات مقبول آپ کے پاس نہ ہو تو دارالاشاعۃ دیوبند سے منگوالیجئے اور پڑھا کیجئے۔ ۱۲ر قیمت ہے

ہیچمدان سلیمان

۱۴ر ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ

مکتوب نمبر ۸

از پشاور شہر۔ پاکستان

یکم دسمبر ۱۹۴۷ء

مسترشد :۔ مکرمی و معظمی قبلہ ام علامہ صاحب دامت برکاتہ دمد ظلہم

از بھوپال ۔ دارالقضا

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

مسترشد : السلام علیکم و رحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ : السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔

مسترشد :۔ اس ہیچ کارہ نے آج سے کوئی چار سال بیشتر بذریعہ خط آپ سے تعارف پیدا کیا تھا۔ اور اپنی اصلاح کے لئے ہدایتیں لینی شروع کیں تھیں۔آپ کا پچھلا ہدایت نامہ گذشتہ فروری میں صادر ہوکر باعث صد عزت ہوا تھا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کا خط پاکر خوشی ہوئی۔کہ آپ نے اس دوری اور اس ہنگامے کے باوجود یاد کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیں ۔

مسترشد :۔ تبلائے ہوئے مشاغل پر حتی المقدور عامل ہوں۔ اللہ کا وظیفہ بھی تین ہزار دفعہ روزانہ دائماً اور مراقبہ اللہ کے حضور میں موجود ہونے کا بھی باقاعدہ کرتا ہوں۔ نماز و قرآن بھی بفضل ایزدی پڑھتا ہوں۔ گاہے گاہے بے قصد و ارادہ بھی ذکر شروع کر دیتا ہوں۔ تہجد بھی اب اکثر پڑھنے لگا ہوں مناجات مقبول کی ایک منزل اور دگر اوراد ماخوذ از احادیث نبوی پڑھتا ہوں ۔حدیث کا سبق بھی لیتا ہوں۔مشکوٰۃ و بخاری (عربی) ختم ہوچکی ہے

مسلم کی دوسری جلد پڑھ رہا ہوں۔ ان مشاغل پر خدا کا شکر اور آپکی مہربانی کا مشکور ہوں۔ لیکن سیّدی! دل میں ایک درد ایک الجھن ہنوز باقی ہے۔ کہ ان تمام مشاغل کے باوجود اپنے کو سچا یا پکا مسلمان نہیں سمجھتا۔ دل میں ایمان کی کمی اور عشق الٰہی اور عشق رسول کا فقدان پاتا ہوں اور عشق الٰہی کا دعویٰ کروں تو یقیناً خود فریبی ہے۔ ایک تمنا ہے۔ جو آپ کی توجہ سے پوری ہو سکتی ہے (انشاء اللہ) کہ اللہ اپنے اور اپنے حبیب اور اپنے پیاروں کے عشق میں بالکل غرق کر دے اور اسکے سوا کسی کو نہ چاہوں۔ دیکھوں تو اس سے دیکھوں سنوں تو اس سے سنوں۔ کام کروں۔ تو اسکی مرضی سے کروں۔ غرض میری زندگی و موت میرا ہر عمل اسکی رضا کے مطابق ہو جائے۔ وہ مجھ سے راضی ہو جائے اور میں اسکے سوا کسی سے راضی نہ ہوں۔ ہر کام میں اسکی رضا چاہوں۔ لومۃ لائم کی پرواہ نہ کروں۔ وہ ہو اور میں ہوں۔ اور اس کا عشق مجھے اس کی ذات کے سوا کسی سے مطمئن نہ کرے۔ ہر لحظہ ہر لمحہ اس کا خیال ہو۔ دنیا کے مشاغل بھی مجھے اس سے غافل نہ کریں۔ اور وہ میری توجہ کا مرکز بنا رہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو استقامت بخشی، اور چار سال سے اس پر قائم ہیں اور ذکر و فکر و نماز اور تہجد اور تلاوت پابندی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ آپ نے مشکوٰۃ اور بخاری شریف ختم کر لی اللہ تعالیٰ مزید علم اور علم کے ساتھ عمل عنایت فرمائیں۔

باقی جو آپ کی تمنا ہے کہ آپ کو عشق الٰہی اور عشق رسول ملے۔ اور اس میں استغراق ہو جائے۔ تو جہاں تک تمنا کا تعلق ہے مناسب ہے لیکن

یہ سمجھنا کہ آپ کو عشق الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہیں، صحیح نہیں ہر مومن کو اسکا مرتبہ کچھ نہ کچھ حاصل ہے۔ اور آپ کی یہ صورت تمنا اس کی دلیل ہے، البتہ اس میں ترقی اعمالِ خیر میں ترقی ہی سے ممکن ہے۔ جس قدر اعمال میں ترقی ہوگی۔ اور محبوب حقیقی کے احکام کی تعمیل میں ترقی ہوگی اوسی قدر اس مرتبہ میں ترقی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باقی استغراق اور انہماک کی طلب تو یہ ناسمجھی سے ہے۔ استغراق و انہماک کمال نہیں۔ چنانچہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اون کے اصحاب رضی اللہ عنہم اس سے پاک تھے۔ آپ غور کریں کہ کسی محبوب کے احکام کی تعمیل میں دیوانہ پن اور بے خبری دلیل کمال ہے یا ہشیاری اور بیداری کمال کی دلیل ہے، سُنا ہے کہ انگریز سپاہی شراب میں مست ہو کر لڑتا ہے اور پٹھان پوری ہشیاری اور بیداری سے۔ بتائیے ان دونوں میں شجاعت اور بہادری کا اعلیٰ نمونہ کس میں ہے۔

مسترشد:۔ سیدی! اپنے میں سب سے بڑی کمزوری یہ پاتا ہوں کہ اس خیال سے کہ کوئی ناراض نہ ہو جائے۔ جو شخص بھی جس چیز کو مجھ سے کرانے پر مصر ہو جاتا ہے۔ کر بیٹھتا ہوں۔ اور اس طرح بعض اوقات گناہ سرزد ہو جاتے ہیں۔ دعا کیجئے اور بتلائیے کہ اس جبلی خرابی سے کس طرح نجات پاؤں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ کسی شخص کے کہنے سے یا اصرار سے کام کرنا اگر امر مباح ہو یعنی شرع سے اوس کی اجازت ہو تو خیر۔ کسی مسلمان کی خوشی کے ثواب کی نیت سے کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ امر اگر غیر مباح اور ناجائز ہے تو کسی حال میں اوس کا

کرنا درست نہیں۔ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ دوسرے جس شخص کے اصرار سے آپ کرتے ہیں اوس کی رضا آپ کو مقصود ہوتی ہے۔ تو آیا رضائے الٰہی مقصود ہونا چاہیئے یا کسی غیر کی رضا۔ پھر دعوائے عشق یا تمنائے عشق کے کیا معنی؟

مسترشد: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ کہ بستیٔ نظام الدین، دہلی میں مولانا الیاس احمد صاحب کاندھلوی کی جماعت مبلغین کا مرکز تھا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ ہنگاموں میں ان پر کیا گذری۔ اگر وہ بخیریت ہوں تو بہتر ہوگا کہ وہ اپنے خلفاء میں سے چند پُرجوش مبلغین کو پاکستان کے کسی مرکزی مقام پر متعین فرما کر ہماری عام لادینی کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ باقی ہندوستان میں رہیں۔ اور جس طرح ہمارے اسلاف اپنے خلفاء کو بھیج کر مختلف مقامات میں اشاعت دین کے مراکز قائم کر دیتے تھے۔ یا جس طرح حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں معاذ ابن جبلؓ اور ابن مسعودؓ وغیرہ کو مختلف جگہوں پر اسلام کی اشاعت کے لئے متعین کر دیا تھا۔ اگر مبلغین کی یہ مخلص جماعت بھی پاکستان کے ایک مرکزی شہر میں اپنا مرکز بنا کر ہماری لادینی کو دور کرنے کی کوشش شروع کر دیں تو میرے خیال میں بہت بہتر ہوگا۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں اپنی رائے سے مطلع فرما دیں۔ نیز ہندوستان میں عموماً اور پاکستان میں خصوصاً مسلمانوں کی اسلامی بقا کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور تبلیغ اسلام آئندہ کس طور پر ہونی چاہیئے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ بستی نظام الدین کے لوگ غالباً بخیر ہیں۔ زیادہ حال نہیں معلوم

آپ کے ہاں بھی انشاء اللہ تعالیٰ کام شروع ہو گا۔ کچھ لوگ کراچی میں کر رہے ہیں۔

تبلیغ کی بہترین صورت یہ ہے کہ انسان پہلے اپنے کو درست کرے پھر دوسروں کی طرف توجہ کرے۔ ایک بیمار دوسرے بیمار کی مدد نہیں کر سکتا۔ آپ اپنے دوستوں اور ملنے جلنے والوں سے دین اور دینداری کی باتیں کیا کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہو گا۔

مسترشد:۔ اُمید ہے اپنے خیالات گرامی سے مستفید فرماویں گے۔ اِس طویل سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ اور آخر میں التجا کرتا ہوں۔ کہ برائے مہربانی دعا کیجئے کہ میرے ماں باپ اور جملہ رشتہ داروں اور مسلمانوں کے حال پر اللہ رحم فرمائیں۔ صراط مستقیم پر قائم رکھیں اور ظاہر باطن مسلمان کر دیں آمین۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ کے اور آپ کے والدین و اعزہ کی بہتری کیلئے دعا ہے۔

مسترشد:۔ حضور والا! خدمت میں پہنچنے کو طبیعت بہت چاہتی ہے۔ بدقسمتی کہیئے کہ اگست ۱۹۴۷ء سے پیشتر اپنی نااہلی کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ اور اب خدمت میں پہنچنے کے ظاہر ذرائع مسدود پاتا ہوں۔ خدا کرے کہ حاضر خدمت ہو کر اپنا دین اور دنیا بنا سکوں۔ آمین۔ اگر کوئی طریقہ آپ بتا سکتے ہیں۔ عین عنایت ہو گی۔ ہم تو یہاں آپکی نظر عنایت کے محتاج بیٹھے ہیں۔ خدا را ہمیں بھی اپنی یاد میں رکھیئے۔ گستاخی ہو جائے تو معاف فرمائیے۔ گنہگار ہوں اور گناہ گاری شیوہ ہے۔ لیکن اگر "مس خام" ہوں تو کیا ہے

'نگاہ کیمیا اثر' اس 'مس خام' کو کندن' اور اس 'خاک مردہ' کو زندگی بخش سکتی ہے۔

اپنی خیریت سے بھی مطلع فرمائیں۔ ملک کی موجودہ فضا کی وجہ سے طبیعت متفکر رہتی ہے۔ ہماری بھی آمدنی کا ذریعہ شملہ میں جائیداد غیر منقولہ تھی جواب ہمارے ہاتھ سے نکل کر غیر مسلموں کے ہاتھ میں منتقل ہو چکی ہے دعا کریں کہ خدا ہمارا کوئی بہتر وسیلہ رزق کا مہیا کر دے۔ آمین

فقط والسلام

محمد اشرف

حضرۃ الشیخ! آپ پر شملہ میں جو مصیبت پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ اوس کے لئے آپ کو صبر دے اور شکر کیجئے۔ کہ مال کا نقصان ہوا، جان تو بچ گئی۔ اور اس سے بڑی چیز ایمان تو محفوظ رہا۔

الحمد للہ خیریت ہے۔ اب آپ دار القضاء بھوپال کے پتے سے خط لکھیں۔

ہیچمداں سلیمان

۴ محرم ۱۳۶۷ھ / ۱۹ دسمبر ۱۹۴۷ء

مکتوب نمبر ۹

محمد اشرف خان۔ پشاور
۴۸ - ۷ - ۱۵

مسترشد:۔ بخدمت اقدس قبلہ وکعبہ ام سید صاحب دام ظلکم و مد فیوضکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیز مکرم، ادام اللہ توفیقکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد:۔ اس ناکارہ کا حضرت والا سے تعلق تقریباً پانچ سال ہوئے بذریعہ خط قائم ہوا۔ اور آنجناب خطوط کے ذریعے ہدایات دیتے رہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ مجھے یاد ہے۔

مسترشد:۔ اور میں باوجود اپنی تمام گمراہیوں اور نفس کی سرکشیوں کے ان ایمان آفریں ہدایات پر کچھ نہ کچھ عمل کرنے کی کوشش کرتا رہا اور کر رہا ہوں اگرچہ میری بدقسمتی ہے۔ کہ ان ہدایات کی کامل پابندی نہیں کر سکا۔ لیکن خدا کا فضل واحسان اور آپکی نظر عنایت ہے۔ کہ کافی فائدہ محسوس کرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بحمد اللہ تعالیٰ۔

مسترشد:۔ کلمہ اللّٰہ، کا ذکر تین ہزار دفعہ، اللہ کے حاظر ہونے کا مراقبہ بھی باقاعدہ کرتا ہوں۔ دیگر مسنونہ اوراد بھی کرتا رہتا ہوں۔ اور خدا کا احسان ہے، کہ اکثر ارادی یا غیر ارادی طور پر اللہ کا ذکر ہر وقت جاری رہتا ہے۔ دیگر فرائض و واجبات وسنن کی پابندی کی بھی حتی المقدور کوشش کرتا ہوں۔

لغویات سے بچنا چاہتا ہوں۔ لیکن باوجود گناہ سمجھنے کے ابھی تک شکل و صورت کی عام برائی کو نہیں چھوڑ سکا۔ ایک دفعہ کوشش بھی کی لیکن نفس نے اس دھوکے سے کہ یہ ریاکاری ہے۔ پھر اس گناہ میں مبتلا کردیا۔

حضرۃ الشیخؒ :- نظر کی حفاظت ریا سے بھی ہو تو بہتر ہے۔

مسترشد :- حضرت والا! شریعت میں داڑھی کی کیا مقدار ہونی چاہیئے چار انگشت ضروری ہے یا چہرے کی مناسبت سے ہونی چاہیئے۔

حضرۃ الشیخؒ :- ایک مشت (مٹھی بھر) ضروری ہے۔

مسترشد :- خدمت میں حاضر ہونے کو بہت جی تڑپتا ہے۔ لیکن سفر کی مشکلات و بُعد مجبور کردیتا ہے۔ مغربی پنجاب گورنمنٹ نے اسلامک اکیڈیمی کی جو تجویز بنائی ہے۔ ان کے تشکیل کرنے والے والے ارکان میں آپ کا نام نامی بھی ہے۔ اگر اس سلسلے میں یا کسی اور وجہ سے آنجناب کا مغربی پاکستان کے کسی حصے میں مستقبل قریب میں آنے کا ارادہ ہو۔ تو اس دور افتادہ کو مطلع کریں کہ خدمت میں حاضر ہو کر قلب و روح کو منور کرسکوں۔

حضرۃ الشیخؒ :- انشاء اللہ تعالیٰ کبھی وقت ملے گا۔

مسترشد :- 'بیعت' کرنے کا بھی کامل ارادہ ہے۔ اسکی کیا صورت کیجائے

حضرۃ الشیخؒ :- 'بیعت' خط سے بھی ہوسکتی ہے۔

مسترشد :- گذشتہ چار پانچ ماہ سے اپنے اس لادینی ماحول سے کچھ دن نکال کر نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے اور اپنی اصلاح کی نیت سے مولانا الیاس کاندھلویؒ کی مبلغین کی جماعتوں کے ساتھ جاتا ہوں۔ دینی کافی

فائدہ محسوس ہوتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اس صحبت کو جاری رکھیئے۔

مسترشد :۔ اپنے میں جو سب سے بڑی کمزوری مجھے نظر آتی ہے وہ پختہ ارادے کا فقدان، استقامت کا نہ ہونا اور عدم جرأت ہے۔ اور اسی وجہ سے جلد دوسروں سے مرعوب ہوجاتا ہوں۔ بعض اوقات کسی چیز میں اپنا نقصان صاف نظر آتا ہے۔ لیکن مروت کہیئے یا عدم جرأت دوسروں کے کہنے پر اس کا رد کرنا تو کجا، وہ کام کر گزرتا ہوں جس کی وجہ سے دینی یا دنیاوی نقصان میں مبتلا ہوجاتا ہوں۔ برائے مہربانی اس کا کوئی علاج بتائیے۔ کہ میری کئی برائیوں کی بنیاد میری یہ حد سے بڑھی ہوئی نرمی ہے۔ کہ کہتا ہوں کوئی ناراض نہ ہوجائے۔ اس لئے وہ کام کر گذرتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ پختہ ارادہ عزیمت سے پیدا ہوتا ہے۔ عزیمت کیجئے جس طرح آپ کو کہیں ریل سے جانا ہوتا ہے تو کیسے جاتے ہیں۔

مسترشد :۔ برائے مہربانی میری معاشی فراخی کے لئے بھی دعا کیجئے۔ ہماری شملہ میں جائداد تھی۔ جو گذر اوقات کا ایک ظاہر ذریعہ تھی۔ گذشتہ فسادات کے بعد وہ جاتی رہی۔ ابھی تک تبادلہ نہیں ہوا۔ اللہ مسبب الاسباب کوئی معاش کا بغیر کسی کی احسان مندی کے ذریعہ بنا دیں۔ کہ بعض اوقات پریشانی ہوجاتی ہے۔ جو توکل کے خلاف ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ دلی دعاء کرتا ہوں۔

مسترشد :- اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر خالص توکل نصیب فرمادیں اور ہماری دینی و دنیوی حاجات کا خود تکفل فرما کر ہمیں اپنے دین کے کاموں کے لئے چن لیں۔ آمین

حضرۃ الشیخ :- آمین

مسترشد :- زیادہ خیریت ہے اور خداوند کریم سے دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ اور آپ کی ہدایت سے ہمیں کامل طور پر مستفید فرمادے۔ میری اصلاح کے لئے جو مناسب سمجھیں تحریر فرماکر ممنون فرمائیں۔

حضرۃ الشیخ :- صرف تمنا سے مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ عمل کیجئے۔ فرائض پر عامل ہوں اور نوافل کو بھی ادا کرنے کی کوشش کریں۔ تہجد کا اہتمام کریں۔

مسترشد :- اور میرے متعلقین کی اصلاح کے لئے بھی دعا کیجئے کہ اللہ تمام مسلمانوں کے ساتھ میرے خویش و اقارب والدہ اور بہن بھائیوں کو بھی دین کا کامل تابع بنادے۔ آمین

حضرۃ الشیخ :- آمین

فقیر ہیچمدان۔ سید سلیمان

مسترشد :- یہاں اب ہندوستان کے ٹکٹ یا لفافے نہیں ملتے۔ اس لئے مستقبل میں جواب کے لئے ٹکٹ یا لفافے ڈالنے کے متعلق حیرانی ہے۔ والسلام

نظر عنایت کا طالب۔ محمد اشرف

پشاور ۱۹ ستمبر ۴۸ء

مکتوب نمبر ۱۰

مسترشد :- بخدمت اقدس قبلہ وکعبہ ام سیّد صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخؒ :- عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد :- خاکسار کے عریضہ کے جواب میں آنجناب کا موعظتنامہ کئی روز ہوئے مل کر باعثِ ترقیِ ایمان ہوا۔ اللہ تعالےٰ آپ کا سایہ ہم پر ہمیشہ کے لئے قائم رکھے تاکہ ہم جیسے ناکارہ آپ سے فیض حاصل کرسکیں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ بیعت غائبانہ بھی ہوسکتی ہے۔ عاجز اس غائبانہ بیعت کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہے اور انشاء اللہ وقت آنے پر حاضر خدمت بھی ہوگا۔ گذشتہ بتائے گئے طریقوں کی حتی المقدور پابند ہوں اور فائدہ محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو ظاہراً اور باطناً اسلام کا صحیح اور کامل نمونہ بنا دے آمین

برائے مہربانی بیعت، کی شرائط تحریر فرمائیں۔ انشاء اللہ العزیز بندہ پوری طرح ان پر کاربند رہنے کی کوشش کرے گا۔ اُمید ہے۔ کہ اس گنہگار کو اپنے حلقۂ ارادت میں قبول فرماکر میری نجات کا ذریعہ بنیں گے۔ اور نااُمید نہ فرماویں گے۔ اللہ سے اُمید ہے۔ کہ آپ جیسے بزرگوں کی کیمیا اثر نگاہ سے یہ ہیچکارہ بھی کسی قابل ہوجائیگا۔ اس دورِ حوادث وفتن میں جب کہ قدم قدم پر ہم جیسے کمزور ایمان اشخاص کے پاؤں ڈگمگا رہے ہیں۔ بزرگوں کا سایہ ایک بڑی نعمت ہے اور ممکن ہے کہ (کسی) کی نسبت کیوجہ سے ہی اللہ ایمان پر خاتمہ کردیں۔

احب الصالحین ولست منھم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ اپنے معمولات میں مصروف رہیں۔ پھر بیعت کی خواہش کریں چنانچہ جب آپ کو اپنے معمولات کی طرف سے اطمینان ہوجائے تو ایک خط میں یہ خواہش ظاہر کریں کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتا ہوں تو پھر میں بیعت انشاء اللہ تعالیٰ لے لوں گا۔

مسترشد :۔ آخر میں تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ اور دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو ایمان پر ثابت قدم رکھے اور اپنے پیارے بندوں کے صدقے اسلام اور مسلمانوں کو ہر جگہ کامیاب کرے اور اسلام اور اس کے آثار کو مٹنے سے بچالے۔ آمین

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمین

فقیر ہیچمدان سلیمان

۱۴ ر ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ

مکتوب نمبر ۱۱

محمد اشرف خان

۱۰ روس کیپل لین پشاور کینٹ ۸۶ء

۵۰-۱۲-۲۱ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

مکرمی و معظمی وسیدی و مولائی حضرت مکرم مدفیوضکم و دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت الشیخؒ :- عزیز سعید ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

مسترشد :- ایک دور افتادہ ناکارہ و حقیر طالبِ نگاہِ لطف کا ہدیۂ تبریک حرمین شریفین کی بابرکت زیارت سے واپسی پر قبول فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ :- مبارکباد کا شکریہ

مسترشد :- اللہ رب العزت ان فیوض و برکات کو جو ان مقامات مقدسہ کی زیارت سے حضرت والا پر افاضہ کئے گئے۔ تمام عالم کو مستفید فرماوے اور قیامت تک فیوض الحرمین کے اس چشمہ سے لوگوں کو نفع پہنچانے کے اسباب بہم پہنچاوے۔

حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس کا صحیح مستحق مجھے بنائیں۔

مسترشد :- اِس بندہ محتاج و حقیر کو جس کی زندگی حضرت کی کیمیا اثر نگاہ سے اللہ کی عنایات کا مورد بنی کامل و مکمل طور پر فائدہ اٹھانے کی صلاحیت

بخشے۔ کہ نا اہلوں کو اہلیت بخشا اور ناکاروں سے کام لینے کا جب ارادہ فرمایا جاتا ہے۔ تو اپنے مخلص بندوں ہی کو متوجہ کرا دیا جاتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمین

مسترشد :۔ حضرت والا ! یہ ناکارہ خلائق جسے بالمشافہ حاضری کا کبھی شرف حاصل نہیں ہوا۔ آپ سے تقریباً سات سال کا عرصہ ہوا خط وکتابت کے ذریعے مستفید ہونا شروع ہوا تھا۔ تحدیث نعمت اور اعتراف احسان نوازی کے طور پر معروض خدمت ہے (اللہ اعجاب نفس، اور شیطان کے فتنہ سے تادم آخر محفوظ رکھے) کہ وہ درماندہ انسان جس نے میٹرک تک کے پاس کرنے تک قرآن کریم بھی نہیں پڑھا تھا۔ آج اللہ کے فضل وکرم سے ایسے ماحول میں کہ دینی تعلیم کا عام شغف نہ ہو۔ صحاح کی اکثر عربی میں کتابیں پڑھ چکا ہے۔

آپ کی ہدایات کے مطابق ذکر وشغل کا سلسلہ جاری ہے !! گو "اللہ" کا ذکر تسبیح پر صرف تین ہزار مرتبہ ہی کرتا ہوں۔ لیکن اللہ کی محض لطف وعنایت اور آپ کی توجہ کا اثر ہے کہ عموماً کوئی وقت ذکر یا متعلقات ذکر سے خالی نہیں جاتا۔ الا ما شاء الله و ذالك فضل الله علی والحمد للہ علی ذالك وله المنة ۔ اوراد مسنونہ اور دعوات ماثورہ اکثر اپنے اوقات پر، مناجات مقبول کی ایک منزل قرآن کریم آدھا سپارہ یا پاؤ سپارہ ترجمہ کے ساتھ، اور دینی تعلیم کے لئے کچھ وقت عموماً اللہ رب العزت روزانہ مہیا کروا دیتے ہیں

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کے موجودہ حالات کو سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ دعا ہے

کہ اللہ پاک مزید فیوض سے آپ کو سرفراز کریں

مسترشد :۔ مولانا الیاس کاندھلویؒ کے طرز تبلیغ میں بھی بعض اوقات مبلغین کے ساتھ شامل رہتا ہوں۔ ہفتہ میں ایک دو راتیں ان مخلصین کے ساتھ گذر جاتی ہیں۔ جو باطنی فائدے کا سبب ہیں

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ اچھا ہے۔

مسترشد :۔ عمومی زندگی میں بھی اللہ جل وعلیٰ کے چاہنے سے یہ ناپاک و ناکارہ ہر بات میں (جب تک اللہ کی توفیق شامل حال رہے) گناہوں سے پرہیز کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ خاص اس کا کرم اور عنایت ہے کہ گو سراپا خطا ہوں، میری نام نہاد عباداتیں بھی حقیقت میں گناہ ہیں لیکن اکثر لغوی معنوں میں گناہوں سے بچا دیا جاتا ہوں۔ اللھم لا تکلنا الی انفسنا طرفۃ عین واصلح لنا شاننا کلہ، بہرحال نہ عصمت کا دعویٰ ہے۔ نہ تقویٰ کا دعویٰ کرسکتا ہوں۔ گناہگار ہوں۔ سراپا خطا ہوں

بے گناہ نہ گذشت برما ساعتے ؛ باحضور ول نہ کردم طاعتے

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ کوشش آخر دم تک یوں ہی جاری رہے۔ ورنہ شیطان تاک میں رہتا ہے۔

مسترشد :۔ صرف احسان شناسی اور تحدیث نعمت کے طور پر رقم طراز ہوں۔ اور یقین کرتا ہوں کہ اس ناکارۂ خلائق پر یہ آپ کی نظر عنایت کا اثر ہے کہ یہ عنایتیں ہو رہی ہیں۔ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ کریم پوری زندگی ظاہراً و باطناً قالباً و قلباً اپنی مرضیات کے مطابق ڈھال دیں۔ اور آخر سانس تک اپنے فکر و مرضیات میں لگائے رکھیں۔

حضرۃ الشیخ ؒ: آمین

مسترشد:- جہاں تک احوال باطنی کا تعلق ہے گو اخلاص سے اپنے کو کورا پاتا ہوں لیکن عنایتِ خداوندی کی دستگیری بہرحال رہتی ہے بعض اوقات ذات کو چھایا پاتا ہوں۔ حضور کا تصور بھی اکثر چھا جاتا ہے بعض اوقات اپنے سے گم ہوتا ہوں۔ انوارات الٰہی کے نزول کو محسوس پاتا ہوں پہلے مراقبوں میں اکثر کشف ہو کر بعض آئندہ ہونے والے واقعات متمثل ہو جاتے تھے۔ قلب میں بھی کچھ ڈال دیا جاتا تھا۔ اب عموماً اللہ کی مہربانی سے اچھے خواب نظر آتے ہیں۔ بعض صحابہ کرام اور (جہانتک میرا غالب گمان ہے کہ میں یوں سمجھتا ہوں) دو مرتبہ سرور عالم روحی فداہ صلعم کی زیارت ہوئی ہے۔ اگر ارشاد ہو تو تعبیر کے لئے خواب تحریر کر دوں۔ اللہ کا فضل و عنایت ہے کہ اللہ اس بے علم کے قلب میں ڈال کر بعض اوقات لساناً یا تحریراً وہ علمی باتیں کہلوا دیتا ہے۔ جس کا اپنے کو اہل نہیں پاتا۔ الھم زدنا ولا تنقصنا اکرمنا ولا تھنا ولا تکلنا الی انفسنا طرفۃ عین، تہجد اگر قضا ہو جائے تو دن میں دُہرا لیتا ہوں۔ حضرت والا! اپنے حالات کچھ تحریر کر دیئے ہیں خدا کی قسم کبر و عجب سے خوف کھاتا ہوں۔ خدا مجھے میرے نفس کی شرارتوں سے ہلاک نہ کر دے۔ آمین!

حضرۃ الشیخ ؒ:- آپ نے تحدیث نعمت کے طور پر جو حالات اپنے لکھے ہیں وہ سب محمود ہیں۔ اور ان پر حق تعالیٰ کا جو محسن حقیقی ہیں اکثر شکریہ ادا کیا کیجئے۔ ورنہ ذرا سے غرور و تکبر اور اپنے نفس کی طرف نظر

رکھنے سے سارا کیا کرایا خاک میں مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان شرور سے محفوظ رکھیں، ہمیشہ تواضع، صغر نفس اور فنا کا خیال غالب رہے اور ہر وقت یہ سمجھئے کہ جو کچھ ہے وہ اس بے استحقاق پر محض اون کا کرم ہے۔ ورنہ کچھ نہیں ہے۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ کشف والہام وغیرہ محض محمود ہیں مقصود نہیں ان باتوں کو قرب الٰہی میں کوئی دخل نہیں قرب الٰہی ایمان وعمل صالح کا نتیجہ ہیں۔ اس لئے دوام ذکر اور کثرت اعمال صالحہ کی فکر میں رہنا چاہیئے۔ نماز کا کیا حال ہے۔ اوس میں یکسوئی اور خضوع وخشوع اور نماز میں جماعت کی پابندی اوقات مسنونہ کی پابندی اور اتباع سنت کا شوق کہاں تک ہے۔

مسترشد: اس سے پیشتر آپ کے حج شریف جانے سے پیشتر ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا۔ لیکن اس کا جواب اغلباً ڈاک کی گڑبڑ کی وجہ سے نہ مل سکا۔ والخیر فی ماوقع۔

حضرت الشیخ:۔ آپ کا خط یا تو ملا نہیں یا اوس کا جواب یہاں سے جو گیا وہ آپ تک نہیں پہنچا۔

مسترشد:۔ اس سے پیشتر آپ نے تحریر کیا تھا کہ،

"تمہیں اپنے معمولات پر اطمینان ہو جائے تو بعیت لے لونگا"

حضرت والا! اپنے نفس پر کس طرح اطمینان پاؤں، ہر وقت ہلاکت کا خوف ہے۔ اور واللہ اس میں اصلاً تکلف نہیں۔ شیطان اس اس راہ سے بہکانے کی کوشش کرتا ہے کہ گمان تک نہیں ہوتا۔ گو اللہ کی رحمت شامل حال رہتی ہے۔ تاہم گنہگار ہوں۔ اپنے نفس سے مطمئن نہیں ہوں۔

گو ذات پر یقین ہے کہ وہ اپنے رحمت خاصہ سے اس فقیر کو محروم نہیں فرماویں گے۔ انی افتقرت الی رحمۃ ان رحمتہ اوسع من ذنوبی، بہر حال حالات کچھ تحریر فرما دیئے ہیں۔ اگر بیعت کے قابل سمجھا جاؤں۔ تو زہے نصیب ورنہ ہر حال میں خصوصی طور پر نگاہ التفات کا محتاج ہوں۔ اُمید تھی کہ ممکن ہے۔ پاکستان میں تشریف لے آویں تو ہماری بگڑی بھی بن جاوے۔ لیکن جو اللہ کی حکمت چاہتی ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ گذشتہ ہفتہ میں دو مرتبہ خواب میں آپ کے نیاز حاصل ہوئے کل 'معارف'، سے معلوم ہوا کہ آپ بھوپال تشریف لے گئے ہیں کہ ہم اس آس میں لگے بیٹھے تھے کہ آپ یہاں تشریف لائیں گے۔ پھر بھی خواب میں یہی دکھایا گیا۔ کہ آپ پشاور آئے ہوئے ہیں پرسوں آپ کے متعلق مراقبہ میں کہا گیا۔ کہ اس حقیر کو صحبت سے نوازیں گے، اس قدر طویل سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ ایک عرصہ کے بعد نیاز کا فخر حاصل کر رہا ہوں۔ اس لئے اگر اتنا کثیر وقت آپ کا صرف کر دیا تو مراحم کریمانہ سے اُمید عفو رکھتا ہوں۔ آخر میں بصد عاجزی مدعا نگار ہوں کہ خدارا چشم کرم کو ہم سے نہ پھیریئے۔ خصوصی توجہات کا اس دور افتادہ کے قلب کو مرکز بنایئے۔ آپ کی عنایتوں میں ڈوبا ہوا ہوں۔ اور طالب ہوں کہ اللہ سے میرے لئے، میرے رشتہ داروں، احباب اور متعلقین کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت اپنے رنگ میں رنگ دے۔ اور اپنے صدقے میں رسول اللہ صلعم کا کامل اتباع قلباً و قالباً جسداً و روحاً نصیب فرمائے۔ کامل اخلاص، کامل توفیق بندگی عطا فرما دے، دنیاوی

حاجات کا تکفل فرمادے آسانی کا معاملہ ہم ضعیفوں سے کرے۔ اور کامل ایمان پر خاتمہ کرے۔

حالات کی نگارش میں کمی بیشی کی معافی اللہ سے چاہتا ہوں اور آپ سے بھی دعا کا طالب ہوں۔ مکرمہ والدہ ام بھی سلام لکھواتی ہیں اور خصوصی دعا کی طالب ہیں۔ جواب کے لئے خالی لفافہ ارسال خدمت ہے کہ ہندوستان کے ٹکٹ نہیں ملتے۔ بیرنگ ہی بھیج دیں۔

فقط والسلام

محتاج دور افتادہ، نگاہ خصوصی کا طالب

محمد اشرف غفر اللہ عنہ

حضرۃ الشیخ رح: میں بیعت میں آپ کو لینے کو تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سے مجھے اور آپ کو فائدہ پہنچائے۔

آپ کو جب یہ خط ملے تو بعد نماز مغرب یا جس وقت آپ کو طمانیت ہو اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز تنہائی میں نماز توبہ کی نیت سے پڑھیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔ اور اوس کے بعد یہ کلمات اپنی زبان سے ادا کریں۔ اور پھر مجھے اپنا پورا حال لکھیں۔ کہ کیا ہوا۔ اور کیسے ہوا۔ کلمات یہ ہیں:

"اے اللہ میں تیری طلب میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی کا ہاتھ اون کے مجاز سلیمان ندوی کے واسطہ سے پکڑتا ہوں۔ اور اپنے کو سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں ان کے ذریعہ سے داخل کرتا ہوں۔ اے پاک پروردگار مجھے اس راہ پر قائم

رکھ اور صراطِ مستقیم پر لے چل اور بہکنے نہ دے۔ اے
اللہ اپنے احکام کا تابع بنا اور اپنے رسول کا متبع کر۔ اور
اپنی محبت اور خشیت میرے دل میں ڈال اور اے پروردگار
اس سلسلہ کی برکات سے مجھے مستفید فرما۔"

اول و آخر نماز والا درود پڑھ کر ختم کریں۔ سلسلۂ چشتیہ صابریہ کا شجرہ
مناجات مقبول میں موجود ہے، درود اور قل ھو اللہ احد اور
قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور
الحمد پڑھ کر ادس کا ثواب حضرت مولانا اشرف علی اور بزرگان سلسلہ
کو بخشیں۔

والسلام

ہیچمدان سلیمان

۷ ربیع الثانی ۱۳۶۹ء

از بھوپال

مکتوب نمبر ۱۲

پشاور / یکم فروری ۱۹۵۰ء

۴۸۶

مسترشد:۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

میری ساری عمر کا حاصل وہ تیری اک نظر!

جس نے دنیا ہی بدل دی عشق کی میرے لئے

مکرمی ومعظمی سیدی ومرشدی حضرت اقدس مدفیوضکم و دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیز محترم اسعدکم اللہ تعالیٰ فی الدارین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد:۔ اس محتاج دبیچارہ کے عریضہ کے جواب میں آنجناب کا حیات بخش ہدایت نامہ محررۂ ۷ ربیع الثانی ۶۹ھ مل کر باعثِ ترقی ایمان ورشد ہوا۔ اللہ رب العزت آپ حضرات کا سایہ تربیب ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آئندہ سے آپ خط میں دو کالم بنالیں ایک میں اپنا حال لکھیں اور دوسرا جواب کے لئے خالی چھوڑ دیں۔

مسترشد:۔ یہ حقیر درماندہ اللہ کریم کے کس کس فضل و احسان کا شکریہ ادا کرے۔ کہ اپنے میں اس کے ایک ذرہ کی بھی قوت نہیں پاتا اور قوت کہاں سے پائے۔ کہ گنجینۂ قوت بھی وہی ذات متعال ہے۔ بہرحال یہ اسی کا کرم و نوازش ہے۔ کہ اس گنہگار کی ہدایت کے لئے حضرت والا کو متوجہ فرما کر ظاہری اسباب و ہدایت کا ایک ذریعہ کھولدیا۔ اور اس سلسلۃ الذہب سے منسلک کر دیا۔ جبر۔ سد

لاکھوں نے فیض پائے۔ اس جواد کریم کی بخشش سے اُمید ہے کہ اس سراپا خطا وعصیان کو بھی محروم نہ فرمائے گا۔ وھو الھادی والیہ قصد السبیل آپ کی اس کرم فرمائی و ذرہ نوازی کے شکریہ کا یقیناً نہ تو حق ادا ہوسکتا ہے اور نہ اپنے آپ کو اس کا اہل پاتا ہوں۔ لیکن بہت دفعہ اس کی کریمی نے گمراہوں کو ہدایت بخش دی اور صحراؤں کو دریا کر دیا۔

نو بہارا حسنِ گل دہ خار را ؛ زینت طاؤس دہ ایں

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ نے وقت بیعت کا جو حال لکھا ہے وہ محمود ہے۔ تفصیل آگے آتی ہے

مسترشد:۔ آپ کے اس بندہ عاجز کو اپنے حلقۂ ارادت میں قبول فرمانا حقیقت میں میری ساری عمر کی کمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس بارِ گراں کے حقوق کی ادائیگی آسان فرمائے اور اپنے قرب سے نواز کر اپنے اوامر کا ظاہراً و باطناً تابع فرمادے۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ اس کے فیض سے مجھے اور آپ کو دونوں کو سرفراز فرمائیں۔

مسترشد:۔ آپ کی ہدایت کے مطابق اس بندۂ عاصی نے دو رکعت نماز نفل تو بہ پڑھ کر وہ الفاظ جو آپ نے بیعت کے سلسلہ میں تحریر فرمائے ہیں۔ پڑھے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ میں نے آپ کو سلسلہ چشتیہ صابریہ میں حضرت مرشدی مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سے [illegible]ل کر لیا۔ اور بیعت کر لیا، اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو ہم دونوں کے لئے۔ فائدہ مند بنائیں۔

مسترشد:۔ جس وقت یہ الفاظ

اے اللہ میں تیری طلب میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی

کا ہاتھ ان کے مجاز سلیمان ندوی کے واسطے سے پکڑتا ہوں۔"

پڑھے۔ تو ایسا محسوس ہُوا گویا اس حقیر کے یہ ہاتھ اللہ سبحانہٗ وتقدس کے ہاتھ کو پکڑ رہے ہیں۔ اور ذات متعال کے غیر مرئی ہاتھ کو چھو رہے ہیں۔

(سبحان اللہ تعالیٰ عما یصفون ولہ الکبریا فی السموٰت والارض)

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ نے خدا کا ہاتھ محسوس فرمایا۔ بیعت کی یہی حقیقت مثال ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

" اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ (الآیۃ) "

مسترشد :۔ اس کے بعد ایسا محسوس ہُوا گویا قلب عاصی کا تعلق ایک بہتے چشمہ سے کر دیا گیا۔ (واللہ اعلم بحقیقت الامور)

حضرۃ الشیخؒ :۔ چشمۂ جاری عمل خیر سے عبارت ہے جیسا کہ حدیث میں ذلک عملہٗ

مسترشد :۔ اس کے بعد جب الفاظ پڑھ چکا تو غنودگی میں دیکھتا ہوں کہ میری پرانی ٹوپی اتار کر ایک دوسرے شخص کی ٹوپی میرے سر پر رکھ دی گئی ہے۔ اور تعریف کی جا رہی ہے کہ یہ ٹوپی تمہیں زیادہ اچھی معلوم ہو رہی ہے۔ اس پر میری زبان پر دعائے ماثورہ اللھم احسنتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ جاری ہو گئی۔ حضرت والا اس وقت کے کچھ یہ ہی حالات ہیں جو آپ کے امر کے مطابق لکھ دئے گئے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ قدیم صوفیہ میں یہی رواج تھا کہ مرید ہوتے وقت شیخ اپنی کلاہ مرید کو عنایت کرتے تھے۔

مسترشد :۔ آپ نے نماز وغیرہ کی بابت پوچھا ہے۔ مرشدِ مکرم ! اس چیز سے ڈرتا ہوں کہ حالات کی نگارش میں کمی وبیشی کی وجہ سے پکڑ نہ لیا جاؤں۔ یا جو احوال لکھتا ہوں

اخلاص وحقیقت اصلی کی فوتیدگی کی بنا پر نفاق وکذب کا مرتکب نہ ہو جاؤں بہرحال اس درماندہ وفقیر کا کیا ہے جو کچھ ہے کسی کی عنایتیں ہیں

ما کیم اول توئی، آخر توئی　　پیش ہمہ عکس تست ایں ہم توئی

حضرۃ الشیخؒ :- احوال کے بیان میں ہمیشہ صحت وصدق کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ورنہ غلط یا مبالغہ سے لکھنا ایسا ہی ہے جیسا جھوٹا خواب بیان کرنا۔

مسترشد :- نماز میں کیفیات مختلف رہتی ہیں۔ گو اللہ رب العزت کے خاص احسان وعنایت سے ظاہراً خضوع وخشوع کی حالت طاری ہو کر جسم وپوست نرم ومنقاد ہو جاتا ہے۔ لیکن اندرون میں کامل اس کیفیت کا استحضار محسوس نہیں کرتا۔ قرأت میں کبھی اُن سے پڑھتا ہوں۔ کبھی صفات میں فکر اور ذات کے حضور کی وجہ سے مضمون سے ذہول ہو جاتا ہے۔ لیکن طبیعت کو ادھر اللہ چاہے تو لے آتا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :- نماز میں کیفیات کا مختلف ہونے میں کچھ حرج نہیں۔ یہ احوال ہیں۔ اور احوال بدلتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک دن استقامت بھی عنایت فرمائیں گے۔ اسی کا نام مقام ہے۔

مسترشد :- بعض اوقات وساوس وخطرات بھی وارد ہوتے ہیں۔ لیکن جل شانہ کی رحمت سے جلد دور ہو جاتے ہیں۔ بہرصورت جو اخلاص وبندگی کا حق ہے اس سے قطعاً کورا ہوں۔ خداوند کریم مخلصین کے صدقے کامل اخلاص وکامل بندگی نصیب فرمادے آمین۔

حضرۃ الشیخؒ :- وساوس کا واقع ہونا مضر نہیں۔ چور وہیں آتے ہیں جہاں دولت ہوتی ہے شیطانی وساوس آنے کو بھی ایسا ہی سمجھا جائے۔ اور ان کی طرف سے ذہن کو پھیر

کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کر لیا جائے۔ عدم التفات ہی اس کا علاج ہے۔

مسترشد:۔ جماعت کی پابندی کی بھی کوشش کرتا ہوں۔ فوت ہو جائے۔ تو رنجیدگی ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت کے احسان و کرم سے رسول اکرم روحی فداہ صلعم کے اتباع کا شوق بہت حد تک راسخ کر دیا گیا (ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا) عادات و اطوار میں بھی وہی ادائیں بھاتی ہیں۔ نفس کے شرور سے ڈرتا ہوں۔ ورنہ ذات کریمی کی کوئی خاص عنایت ہے کہ اب تو فطرتاً وہی چیزیں بھانے لگی ہیں۔ جو محبوب عالم صلعم کو پیاری تھیں۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ ولا تنزع مناصالح ما اعطیتنا

حضرۃ الشیخؒ:۔ جماعت کی پابندی ضروری ہے کہ اس کا اہتمام رہے۔ اب معلوم نہیں آپ تہجد اور نوافل اوابین/ ۶ رکعت بعد سنت مغرب اور ۴ رکعات اشراق جب آفتاب کچھ نکل کر بلند ہو جائے۔ تہجد میں ۶ رکعات سے ۱۲ رکعات تک نصف شب کے بعد پڑھتے ہیں یا نہیں۔

مسترشد:۔ اس ذات کریم وجواد کی بے پایاں عنایتوں کا تذکرہ امتثال امر کے طور پر کر دیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت جھوٹ و نفاق، ریا و کبر، اعجاب نفس و جملہ شرور سے محفوظ فرمائے۔ اور ہمارے اعمال کی پاداش میں عطا کردہ نعمتیں نہ چھینے۔

(ربنا زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تحرمنا)

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

مسترشد:۔ آخر میں قلب کی اندرونی گہرائیوں کے عجز و نیاز سے مدعا نگار ہوں۔ کہ کیمیا اثر توجہات سے بندے کو محروم نہ فرماویں۔ اور خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں

اللہ مجھے میرے متعلقین ومحبین اور جملہ مسلمانوں کی تمام حاجتوں کا تکفل فرماتے ہوئے اپنی مرضیات کے ڈھانچے میں ظاہراً و باطناً ڈھال دے۔ فقط والسلام

نظر عنایت کا طالب

فقیر بینوا

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ:۔ آمین

آپ کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں

والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۱۴۳

پشاور

مسترشد :- بخدمت اقدس حضرت سیدی و مرشدی سید صاحب دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخؒ :- محب عزیز ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :- اُمید ہے حضرت والا بعافیت ہوں گے۔ جناب والا سے جب سے شرف بیعت حاصل ہوا ہے۔ احقر کے حالات میں کوئی خاص تبدیلی محسوس نہیں ہوئی - گذشتہ معمولات پر حتی الوسع عمل پیرا ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :- بحمد اللہ تعالیٰ کہ آپ نے اپنے جو حالات پہلے لکھے تھے اس میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ معمولات پر پابند ہیں۔ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی پر نظر رہے۔

مسترشد :- حالت کبھی پست ہو جاتی ہے۔ اور کبھی کیفیات بڑھ جاتی ہیں۔ حضرت والا گناہوں سے کامل دستگاری کس طرح حاصل ہو۔ اور احکام الٰہی پر ثبات و کیفیتِ احسان کا استحضار کس طرح میسر آئے اور استقامت کس طرح نصیب ہو۔ نماز میں بھی اللہ کے فضل و کرم سے گو حضور اور الفاظ و معانی کا عموماً استحضار رہتا ہے۔ لیکن ماسوا سے کامل ذہول اور اپنی نفس سے پوری بھول میسر نہیں آتی۔ کبھی ایک کیفیت سے ادا کرتا ہوں۔ کبھی دوسری کیفیت سے۔

حضرۃ الشیخ رح :- کیفیات احوال ہیں۔ وہ یکساں کبھی نہیں رہتیں۔ یوں ہی بدلتی رہتی ہیں۔
سعدی رح کہتے ہیں۔

بگفت احوالِ ما برقِ جہاں است ٭ گہے پیدا و دیگر دم نہاں است
اگر درویش بر حالے بماندے ٭ سر و دست از دو عالم بر فشاندے

مرتبہ احسان یہ ہے کہ اعمال اس طرح ادا ہوں جیسے مزدور مالک کے حضور میں کام کرتے ہوں

مسترشد :- حضرت والا نے اپنے ایک موعظت نامہ میں تحریر فرمایا تھا۔

" ہمیشہ تواضع ،صغر نفس اور فنا کا حال غالب رہے۔"

گو اپنی طرف سے اپنے کو حقیر جانتا ہو۔ لیکن جیسا کہ حسن بصری کا قول ہے کہ ہر ملنے والے سے اپنے کو ادنٰے جاننے کا نام تواضع ہے۔ یہ کیفیت قلب میں راسخ نہیں ہوئی۔ اگر ظاہر میں تواضع کرتا بھی ہوں۔ لیکن قلب کی گہرائیوں میں حقیقت تواضع نہیں پاتا۔ ظاہراً بعض حضرات کے اعمال اچھے نہیں ہوتے۔ ان کی قدر کس طرح قلب میں پیدا کی جائے۔ شیطان دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے۔ دوئم۔ اپنے فنا کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس کا حال ہر وقت غالب رہے۔ اس کا کیا مدعا ہے۔

حضرۃ الشیخ رح :- آپ تواضع اختیار کریں اور اپنے عیوب اور نقائص پر نظر رکھیں۔ اور دوسروں کے کمالات پر، شیطان دھوکا نہ دیگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

مسترشد :- بعض اوقات ذاتِ متعال کو چھایا پاتا ہوں اور اپنے سے گم ہو کر ذات کے ہاتھوں میں اپنے کو آلہ محسوس کرتا ہوں۔ لیکن یہ حالت کبھی کبھی

ہوتی ہے۔ اسے دوام حاصل نہیں۔ کیفیت فنا کا دوام غلبہ کس طرح حاصل ہو۔

حضرۃ الشیخؒ :- ابھی یہ کیفیت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقام بھی عنایت فرمائے گا۔ کام میں لگے رہیئے۔

مسترشد :- (گریہ) رونا عموماً میسر نہیں آتا۔ اگر کبھی گریہ و رقت طاری بھی ہوتی ہے تو مجالس تبلیغ و حلقہ ہائے درس و ذکر وغیرہ میں طاری ہوتی ہے۔ خلوت میں شاذ ہی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ تنہائیوں میں خوف و ذوقِ الٰہی میں رونا کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- گریہ محمود ہے۔ لیکن اگر تنہائی میں اپنے گناہوں اور تقصیروں پر گریہ نہ آئے تو کچھ حرج نہیں۔ اصل شے افسوس اور ندامت اور آئندہ اون سے احتراز کا عزم۔ یہی توبہ کی حقیقت ہے

مسترشد :- پچھلے کچھ عرصہ سے بعض اوقات رسول اللہ صلعم کی ملاقات و زیارت روضہ اقدس کا شوق بے قرارانہ طاری ہو جاتا ہے۔ گو ظاہری اسباب میسر نہیں لیکن زیارت حرمین کا خیال بھی آتا ہے۔ توجہ سے زیادہ خدمتِ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ پاتا ہوں۔ اس سلسلہ میں بعض اوقات یہ خیال دماغ پر مستولی ہو جاتا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام سے تزکیہ و استفادہ اتنے بعد کے باوجود میسر آسکتا ہے۔

برائے مہربانی تحریر فرمائیں۔ کہ سرور کائنات روحی فداہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل تزکیہ کیا ہنوز حضور علیہ السلام کی ذات اقدس سے جاری ہے۔ اور کیا اب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ستفادہ ممکن ہے۔ اور بعد مکانی

کے باوجود یہ فیض میسر آسکتا ہے۔ یا نہیں، دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کا کامل اتباع اور زیارت حرمین شریفین سے مع متعلقین ومحبین کے جلد سرفراز فرماوے۔ آمین

حضرة الشیخؒ:۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ مگر یہ حال ہے تزکیہ اور تصفیہ تو حضور علیہ السلام کے ارشادات پر عمل کرنے ہی سے ہو سکتا ہے۔

حضورؐ کے فیوض وبرکات ہر وقت جاری ہیں۔ اپنے میں استفادہ کا مادہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کی صورت حضور علیہ السلام کی محبت عقلی ہے۔ جس کا منظہر اتباع احکام وسنت ہے۔

مسترشد:۔ مولانا الیاس کاندھلویؒ کے طرز تبلیغ میں کچھ شرکت کے سبب سے اصلاح خلق کا خیال بہت چھا جاتا ہے۔ اور اپنی حالت دیکھ کر طبیعت کڑھتی ہے۔ دل چاہتا ہے۔ کہ اللہ ہمیں دین کے پھیلاؤ کا ذریعہ وسبب بنا دے

حضرة الشیخؒ: آمین

مسترشد:۔ حدیث شریف اور قرآن کریم میں جو نفر فی سبیل اللہ، ہجرت الی اللہ اور جہاد کے فضائل آئے ہیں۔ آنجناب سے مستفسر ہوں۔ کہ کیا تبلیغ ودعوت کے سلسلے میں اپنے امکنہ واہل عیال کو چھوڑ کر دین کے پھیلانے کی کوشش پر ان فضائل کی چسپدگی ہو سکتی ہے۔ اور اس سلسلہ میں یہ فضائل بیان کئے جا سکتے ہیں۔

حضرة الشیخؒ:۔ جی ہاں۔ اس اصلاحِ خلق سے مقصود پس پردہ خود اپنی اصلاح ہونی چاہیئے۔ ورنہ جو خود پاک نہیں وہ دوسروں کو پاک نہیں بنا سکتا۔

مسترشد :۔ سننے میں آرہا ہے۔ کہ آنجناب پاکستان تشریف لائیں گے۔ کیا اس میں کوئی حقیقت ہے۔ اگر ہم دور افتادہ پر لگا ہے کرم ہوجائے تو زہے نصیب۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ جب تک واقعہ واقع نہ ہو۔ واقعہ نہ جانئے۔

مسترشد :۔ باقی جملہ خیریت ہے۔ برائے مہربانی توجہات خصوصی سے اس نکمے کو دور نہ فرمادیں۔ اللہ رب العزت ہمیں ہمارے اعزہ اور جملہ متعلقین ومحبین کو کامل اپنی مرضیات کے سانچے میں ظاہراً و باطناً کامل اخلاص عطا فرماتے ہوئے ڈھال لے۔ اور ہماری حاجتوں کا تکفل فرمالے۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو ان مقاصد میں کامیاب فرمائیں۔

مسترشد :۔ میرا معاشی سلسلہ ابھی تک کوئی باقاعدہ نہیں بن رہا۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات پریشانی ہوجاتی ہے۔ اس سلسلہ میں اپنی حالت کا بیان اور کسی سے مشورہ طلب کرنا یا کاروبار کے لئے مدد طلب کرنا تو توکل کے منافی نہیں ہے؟ دعا فرمادیں۔ کہ اللہ قرضوں کو ادا کروادے اور فراخی نصیب فرمادے اور کسی کا محتاج و دستِ نگر نہ کرے۔ آمین۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ہرگز منافی نہیں، طلب رزقِ حلال بندہ پر واجب ہے۔ اس کی تدابیر اختیار کرنا بھی واجب، مگر نظر اللہ تعالیٰ پر رہے کہ وہی رزاق ہیں۔

مسترشد :۔ شملہ میں جو جائداد وغیرہ رہ گئی ہے۔ اس کے ملنے کے لئے بھی دعاؤں میں یاد فرمائیں۔ والدہ اور ہمشیرگان بھی دعا کے لئے عرض کرتی ہیں۔ فقط

طالبِ نظرِ عنایت

احقر محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ :- ان سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ مجیب الدعوات قبول فرمائیں۔

والسلام

سید سلیمان

۲۰ رجب ۱۳۶۹ھ

۹ مئی ۱۹۵۰ء

مکتوب نمبر ۳

کراچی چمن سٹریٹ ڈار منزل

مکرم وفقکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ جی ہاں میں ایک ماہ سے زیادہ سے یہاں ہوں ۔ مدت قیام کچھ بتا نہیں سکتا ۔ پتہ اوپر لکھا ہوا ہے ۔ اپنے حالات سے مطلع فرمائیں ۔ فقیر دعا گو ہے ۔

والسلام ۔
سید سلیمان

۴ شوال ۱۳۶۹ھ

مکتوب نمبر ۱۵

پشاور چھاونی

۱۶-۸-۵۰

مسترشد بخدمت جناب قبلہ و کعبہ ام سیدی و مرشدی سید صاحب دام ظلکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

حضرۃ الشیخ: کراچی جمین اسٹریٹ۔ ڈار منزل

محبی و مخلصی ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

مسترشد:۔ آنجناب کا کراچی میں ورود و قیام ہم اہل پاکستان کے لئے انتہائی اطمینان و مسرت کا سبب ہوا۔ اللہ رب العزت آپ کے فیوض و برکات سے ہمیں کامل طور پر مستفید اور آپ کی تعلیمات و ہدایات سے پورے طور پر بہرہ مند فرماوے۔ آمین! اس ہیچکارہ کا ارادہ بھی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا تھا۔ اور ۳ ماہ حال کو یہاں سے روانگی کا ارادہ بھی کر چکا تھا۔ لیکن قضائے ربانی اسے نہیں چاہ رہی تھی کہ گذشتہ ڈھائی ۲½ ماہ سے اس عاجز کی صحت کچھ خراب سی رہ رہی ہے (والحمد للہ علی کل حال) جس تاریخ کا ارادہ کر رہا تھا۔ دفعتہً شدید بخار پھر عود کر آیا۔ بیماری کے اثرات و کمزوری ہنوز باقی۔ خدمت میں حاضری کے لئے بیتابی ہے۔ دعا فرماویں۔ کہ اللہ رب العزت جلد سے جلد آپکی خدمت میں حاضری کا موقع نصیب فرمادیں۔ اور اسے میری کامل اصلاح و تزکیہ باطنی کا سبب بنادیں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ اپنا جی تو ڈر

ہے کہ مبادا آپ کی ہندوستان کو دوبارہ مراجعت ہوجاوے اور بندہ محتاج فیض سے محروم رہ جاوے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کی ملاقات نہ ہوسکنے کا افسوس ہے۔ معلوم نہیں یہاں کا قیام کب تک ہے۔

مسترشد :۔ جہاں تک اس سراپا گناہ کے احوال کا تعلق ہے۔ گو بقدر استطاعت وہاب مطلق کے خاص لطف واحسان سے تمام معمولات کی پابندی کرادی جاتی ہے تاہم بیماری وضعف کی وجہ سے جماعت کی نماز اور معمولات کی ادائیگی میں تقدیم وتاخیر ہوجاتی ہے۔ اللہ کا احسان ہے کہ باوجود بخار کی انتہائی حرارت (105، 106 درجہ) کے نوافل تہجد واوابین اور اشراق ادا کروا دئے گئے (فللّٰہ الحمد وعلیہ التکلان) اور خاص مہربانی یہ رہی۔ کہ ذکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھڑوایا جس سے ہر حال میں سکون میسر رہا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کے معمولات اور احوال کو معلوم کرکے خوشی ہوئی۔ اسی طرح چلے چلیئے۔

چلا چل تو منزل بہ منزل یوں ہی
ٹھہرنے کی منزل ابھی دور ہے

مسترشد :۔ بہرصورت ادھر سے نوازشیں ہی نوازشیں ہیں۔ اور اس نابکار کی طرف سے غفلتیں تساہل اور ضعف وگناہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ بلکہ نام نہاد طاعت وبندگی بھی سوائے اس کی درگاہ عالی میں گناہ کے سوا کچھ نظر نہیں آتی۔ اگر رحم وکرم ہوجائے تو ایک بے استحقاق پر خصوصی عنایت ہوگی۔ ورنہ اعمال وخلوص

سے حقیقتاً تہی دست ہوں۔ اللہ رب العزت مخلصین کے صدقے اپنی کامل توفیق بندگی اور مرضیات کے مطابق زندگی پورے خلوص سے مع تمام مسلمانوں کے نصیب فرماویں۔ آمین ؟

حضرۃ الشیخؒ :- آمین

مسترشد :- اپنے میں اخلاص کی انتہائی کمی پاتا ہوں۔ باوجود اپنی طرف سے احتیاط کے اعمال خواہش نفسانی و ریا سے ملوث ہو ہی جاتے معلوم ہوتے ہیں۔ نماز میں کامل یکسوئی ہنوز میسر نہیں ہوئی۔ گو اللہ کا فضل و احسان ہے۔ کہ عمومی طور پر حضور قلب اور معانی کا استحضار رہتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اخلاص کے بغیر تو اعمال مردہ ہیں۔ مگر اخلاص و ریا کی حقیقت سمجھ لیں، اخلاص نام ہے۔ خالق کی رضا کے لئے کام کرنے کو اور ریا نام ہے۔ مخلوق کی رضا کے لئے کام کرنے کو۔ اب آپ اس روشنی میں اپنے اعمال پر نگاہ کریں۔

مسترشد :- اللہ رب العزت کو اپنے پر چھایا پانے اور اپنے کو آلہ محض سمجھنے کا خیال اور اللہ کے ہر وقت حاضر و ناظر ہونے کا تصور (حقیقت احسان) گاہے گاہے میسر آتا ہے۔ دوام حاصل نہیں۔ کہ ہر وقت ہی اپنے کو معیت الٰہی اور حضور خداوندی میں پاؤں۔ اگرچہ بفضلِ ایزدی اعمال کی ادائیگی کے وقت اللہ رب العزت کے حکم کا استحضار ہو جاتا ہے۔ لیکن عموماً حضور کی لذت کامل نصیب نہیں ہوتی۔

حضرۃ الشیخؒ :- یہ کیفیت احسان گاہے گاہے ہی میسر آئے تو بہت ہے۔ اس پر شکر کیجئے اور ترقی کی دعاء مانگئے، لذت نصیب ہونا گو ایک نعمت ضرور ہے

مگر اس کو قرب الٰہی میں کوئی دخل نہیں۔

مسترشد:۔ اپنے عیوب کا بھی کما حقہٗ تفقد کرنے سے قاصر ہوں۔ اپنے کو ادنیٰ سمجھنے کا جذبہ گو عطا کر دیا گیا ہے۔ لیکن تواضع کی کامل کیفیت کا ہنوز فقدان ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ تواضع کی کیفیت کی کمی اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت مراقبہ سے دور ہوگی

مسترشد:۔ حق گوئی و بیباکی کا جذبہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ الا ماشاء اللہ

پاس مروت بہت کچھ قریب معلوم ہوتا ہے لیکن افتادِ طبیعت سے اپنے کو مجبور سمجھتا ہوں

کہ حد سے زیادہ طبیعت میں نرمی اور

دوسرے کی بات کو نہ ٹالنے کا جذبہ ودیعت کیا گیا ہے۔ اللہ خود ہی اس نااہل کو اہلیت بخشیں ع

نو بہار احسن گل دہ خار را

زینت طاؤس دہ ایں مار را

حضرۃ الشیخؒ:۔ حق گوئی ہو مگر اس طرح کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام دیکھیں تو اوسی موقع پر حق گوئی مفید ہے۔ جب لوگ آپ کی بات سننے کو آمادہ ہوں ورنہ قلب سے اسکو برا سمجھیں۔

مسترشد:۔ حضرت الیاس کاندھلویؒ کے طریقۂ دعوت پر کتاب و سنت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے احسان سے کچھ لکھ رہا ہوں۔ کتاب گو کی تکمیل نہیں ہوئی لیکن تقریباً دو سو صفحات تک جا پہنچی ہے۔ اشاعت سے پہلے آپکی کیمیا اثر نظر سے گذارنا چاہتا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو جب حاضری میسر آئے مسودہ ساتھ لے آؤں۔ کہ اپنی نفسانی گندگیاں۔ دوسرے کی گمراہی کا سبب نہ بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نفس و شیطان کے شر سے محفوظ رکھیں۔ آمین

میری والدہ محترمہ، بہن بھائی اور دیگر متعلقین دینی اور دنیاوی بھلائی کی دعاء کے لئے ملتمس ہیں۔ اپنی خصوصی دعاؤں میں اس عاجز و فقیر کو مع متعلقین و محبین کے یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری تمام حاجتوں کا تکفل فرماتے ہوئے اپنی مرضیات کا کامل اتباع نصیب فرماویں۔ آمین۔ فقط والسلام

طالب دعاء

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ :۔ انشاء اللہ تعالیٰ دیکھوں گا۔ والسلام

سید سلیمان

کراچی۔ ۱۶؍اکتوبر ۵۱ء

مکتوب نمبر ۱۹۹

مسترشد:۔ بخدمت جناب قبلہ و کعبہ ام سید صاحب دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزی و محبی دامت توفیقاتکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مسترشد:۔ حضرت والا کے ارشاد گرامی کے مطابق اپنے حالات لکھتا ہوں۔ گو اپنی برائیاں اور عیوب اپنی نظروں سے اوجھل ہیں۔ اس لئے ان کا لکھنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ تاہم اس قدر عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اپنے عیوب کے تفقد میں قاصر رہنے کی وجہ سے ابھی تک اپنے میں نہایت کمی محسوس کرتا ہوں اور اب تو اکثر یہ اندیشہ چھایا رہتا ہے کہ خدانخواستہ اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے کہیں ناکامی و شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ العیاذ باللہ مقصد یہ ہے کہ وہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ کہ اپنے عیوب کھل کر سامنے آجائیں۔ اور اور اُنکی اصلاح کی جائے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اپنے عیوب اور نقائص جاننے کا طریقہ یہ ہے

یک زمانے در کمین خویش باش

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ

مسترشد:۔ جہاں تک ارشاد ... معمولات کا تعلق ہے۔ اپنی طرف سے ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور صورتاً اللہ جانے تو تمام معمولات کی

پابندی کی جاتی ہے۔ لیکن گذشتہ کچھ عرصہ سے اپنے احوال میں کمی محسوس کرتا ہوں۔ پہلے کی نسبت "فنا" کا غلبہ کم رہتا ہے۔ گو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گاہے گاہے کیفیت احسان (اللہ کی موجودگی اور سامنے حاضری کا تصور) چھا جاتا ہے۔ ذکر اللہ رب العزت کے فضل و عنایت سے جہاں تک میں اندازہ کر سکا ہوں۔ عموماً ہر وقت جاری رہتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ تہجد، اوابین و اشراق پڑھا دی جاتی ہے۔ نماز میں بعض اوقات بالکل یکسوئی اور حضور کی کیفیت ہوتی ہے اور گاہے وساوس آ کر طبیعت میں انتشار پیدا کر دیتے ہیں۔ گذشتہ کچھ عرصہ سے بیماری اور دوسرے عوارض کی وجہ سے جماعت کی پابندی میں کمی واقعہ ہو گئی ہے۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ احوال قرین شکر ہیں۔ ان پر دل سے شکر ادا کیجئے کہ ترقی مزید ہو۔ ولئن شکرتم لازیدنکم۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائیں اور جمعیت خاطر نصیب فرمائیں۔

مسترشد:۔ اپنے میں مروت اور کسی کی بات کے رد نہ کرنے کا جذبہ کمزوری کی حد تک پہنچا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بیباکی اپنے میں نہیں پاتا۔ اور اپنی غیر مستقل مزاجی کی وجہ سے دینی و دنیاوی نقصان کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ اپنے میں عزم بالجزم کا تقریباً فقدان پاتا ہوں۔ توکل و استغنا کی بھی کمی ہے۔

حضرۃ الشیخ رح:۔ شاید کہ یہ ضعف قلب کے باعث ہو۔ بہرحال عزیمت کے سوا ضعفِ ارادہ کا کوئی علاج نہیں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی فرماتے رہیں۔

مسترشد:۔ اپنے کاروبار کا کوئی سلسلہ ابھی تک نہیں بن سکا۔ اس لئے دوسروں

کی پابندی کی وجہ سے دینی خدمت و تبلیغ میں بھی اپنی کوتاہی کی وجہ سے کمی واقع ہو جاتی ہے۔ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ رب العزت معاش کا کوئی ایسا اچھا ذریعہ بہم پہنچا دیں۔ کہ غیر اللہ کی قطعاً احتیاج و پابندی کے بغیر پوری زندگی اطمینان و چین سے اللہ رب العزت کے دین کی خدمت و فروغ میں آسانی و فراغت کے ساتھ گذار دی جائے کہ اللہ رب العزت، بارگاہِ عالی میں یہ کوئی مشکل نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- امین

مسترشد :- گذشتہ دو سال سے مروجہ سیاست سے کنارہ کشی اختیار کی ہوئی تھی۔ پچھلے جمعہ کو بغیر اپنی خواہش و کوشش مسلم لیگ پشاور کا جنرل سیکرٹری اور پراونشل کونسل کا ممبر بنا دیا گیا ہوں ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ آئندہ کے لئے حیرانی اور کشمکش کی کیفیت ہے فوائد و منافع کے دونوں پہلو سامنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس فیصلہ پر پہنچا دیں جس میں ان کی رضا اور دارین کی بہبودی منطوی ہو۔

حضرۃ الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ اس کی قوت آپ کو عطا کریں۔ جب واقعہ ہو چکا تو مشورہ دینے کا موقع نہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر کریں۔

مسترشد :- اللہ رب العزت نے خاص اپنے فضل و احسان سے خدمت اقدس میں حاضری کا شرف بخشا ہے۔ انتہائے قلب سے ملتجی ہوں۔ کہ اپنی کامل قلبی توجہات اور فیوض و برکات سے اس بندۂ عاصی کی ہدایت کا وسیلہ بن کر ھمس خام کو کندن بنانے کا ذریعہ بن کر اس ذلیل و حقیر کو شرف بخشیں۔

بزرگوں کی مجلس کے آداب سے بھی کورا ہوں۔ خدارا کوئی گستاخی ہو تو معاف فرمادیں۔ اور میری اصلاح نفس کے لئے جو بھی مناسب سمجھیں ہدایت فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ اپنی توفیقات سے آپ کو بہرہ ور فرمائیں۔ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانیں اور ہر کام اخلاص کی ترازو میں تولا کریں۔ اخلاص کے معنی ہیں محض رضائے الٰہی کی طلب انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

مسترشد :۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے والدین بہن بھائی عزیز و اقارب متعلقین و محبین اور جملہ مسلمانوں کو کامل اپنی مرضیات کے سانچے میں ڈھال کر خلوص و معرفت اتباع و امتثال امر کی دولت سے نوازتے ہوئے ہماری دنیاوی حاجات کا تکفل فرمادیں۔ آمین ۔ فقط والسلام

ہدایت و نظرِ عنایت کا طالب

احقر محمد اشرف عفی اللہ عنہ

حضرۃ الشیخ : دل سے دعاگو ہوں۔

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۱۷

۱۰ روس کیپل لین پشاور کینٹ

۵۰ - ۱۲ - ۷

مسترشد:۔ بخدمتِ اقدس مکرمی و معظمی سید صاحب دام ظلکم و مدفیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیز محترم ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ آنجناب سے جدا ہونے کے بعد بندہ تبلیغی جماعت کے ساتھ پیدل ایسے علاقے میں پھرتا رہا۔ جہاں ڈاک کی سہولتیں پوری نہ تھیں نہ ہی اپنے مقام کا پتہ چلتا تھا۔ صبح ایک جگہ تو شام دوسری جگہ جانا ہوتا تھا۔ اس لئے کوئی عریضہ ارسال خدمت نہ کرسکا لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت سمجھئے کہ جدائی کے بعد عمومی حالت یہ ہوگئی ہے کہ

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت!

حضرۃ الشیخؒ:۔ مبارک ہو کہ آپ نے دین کی خدمت کے لئے اپنے پاؤں کو گرد آلودہ کیا۔

ایک جا رہتے ہیں عاشق بدنام کہیں

دن کہیں، رات کہیں، صبح کہیں، شام کہیں

مسترشد:۔ بیماری کی حالت میں آپ کو چھوڑا تھا۔ اُمید ہے کہ اب آپ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے بالکل بعافیت و صحت مند ہوں گے۔ برائے مہربانی اپنی

خیریت سے مطلع فرما کر ممنون فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- الحمد للہ کہ اچھا ہوں، گو دوا ابھی تک استعمال میں ہے۔ میں آپ کی خیر خیریت کا طالب تھا۔ کئی صاحبوں سے پوچھا۔ اب آپ کے خط سے اطمینان ہوا۔ معلوم نہیں حکیم نصیر احمد صاحب کی دوا آپ کو مفید ہوئی یا نہیں۔ اپنی خیریت سے آگاہ کیجئے۔

مسترشد :- یہ ناکارہ جتنی مدت نیاز حاصل کرتا رہا۔ حقیقت میں زندگی کا حاصل وہی لمحات تھے۔ لیکن نہ معلوم کس قدر غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئی ہوں گی۔ برائے مہربانی میری تمام گستاخیوں کو معاف فرماتے ہوئے اپنی دلی دعاؤں سے اس عاجز پر احسان فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- سفر میں آپ کی خدمت سے جی خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیں۔

مسترشد :- معمولات کی پابندی اللہ تعالیٰ کے خاص لطف و احسان سے حتی المقدور کرائی جارہی ہے۔ کیفیات و احوال میں کوئی خاص تبدیلی محسوس نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن میں اپنی مرضیات کے مطابق ہماری زندگی بسر کروادیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :- یہاں واپسی میں میرے بستر سے ایک روپیہ نکلا۔ میرا نہیں ہے۔ معلوم نہیں کس کا ہے۔ آپ کا تو نہیں۔

معمولات کی پابندی استقامت کی دلیل ہے۔ اس کے آثار اعمال، معاملات اور اخلاق میں نمایاں ہونے چاہیئں۔

مسترشد :- اپنے میں تو ضعف و سیاہ کاری کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بزرگوں کی دعاؤں کے سہارے جی رہے ہیں۔ وہی حافظ و ناصر ہو کر شیطان

ونفس کے شرور سے بچاتے ہوئے اپنی رضا سے ہمکنار کردیں۔ آمین۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ کیفیات واحوال کی طرف توجہ نہ کیجئے اور صرف حسن عمل اور کثرت ذکر کی طرف توجہ رکھیئے۔

مسترشد:۔ میری والدہ صاحبہ اور بہنیں دعاء کے لئے کہتی ہیں۔ والدہ صاحبہ حج اور ایمان کی دعاء کروانا چاہتی ہیں۔ باقی جملہ خیریت ہے۔ برادر محترم سلمان صاحب کی خدمت میں سلام۔ اُمید ہے آپ کے اہل وعیال بھی بخیریت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ رکھے۔ اور آپ کے فیوض و برکات سے ہمیں، ہمارے دوستوں رشتہ داروں۔ احباب ومحبین اور جملہ مسلمانوں کو مستفید فرماکر اپنے اوامر پر چلنے کی توفیق دے اور ہماری مشکلات آسان فرماوے اور ہماری حاجتوں کا تکفل فرمادیں۔ آمین

فقط والسلام

طالب دعاء وبندہ محتاج

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کو حج اور حسن خاتمہ کی دولت عطا فرمائیں، آپکی بہنوں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی توفیقات سے بہرہ ور کریں۔ پروردگار عالم آپکی مشکلوں کو حل فرمائیں۔

فقیر سلیمان

۳۰ صفر ۱۳۷۰ء

پشاور کینٹ
۱۶ دسمبر ۵۰ء

مکتوب نمبر ۱۸

مسترشد:۔ بخدمت اقدس حضرت قبلہ و کعبہ ام سید صاحب دام ظلکم و مد فیوضکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ: محب عزیز ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسترشد:۔ والا نامہ صادر ہو کر باعثِ عزت و طمانیت ہوا۔ اللہ رب العزت علم و فیض کے اس ذریعہ ہدایت کو ہمارے لئے بعافیت ہمیشہ قائم رکھیں آمین۔

آپ کی خیریت کا پڑھ کر اطمینان ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے۔ اور آپ کے علوم و فیوض سے تمام عالم کو مستفید فرما دے آمین!

حضرۃ الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ طرفین کے لئے موجب سعادت بنائیں۔

مسترشد:۔ بندہ کو حکیم نصیر احمد صاحب کی دوائی سے کافی افاقہ ہوا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ تعالیٰ۔

مسترشد:۔ پیچش اور پیٹ کی تکلیف ظاہراً بہت حد تک ٹھیک ہو گئی ہے۔ سوچ رہا ہوں۔ کہ کراچی سے ان کا ہی علاج جاری رکھوں۔ دوری کی وجہ سے ان کا علاج ابھی تک جاری نہیں رکھا۔ کہ نہ معلوم بعد مکان کی بنا پر تشخیص و علاج بہتر رہے یا نہ رہے۔ آپ کا اگر مشورہ ہو۔ تو انہیں اپنی حالت تحریر کر دوں۔

حضرۃ الشیخؒ :- اب آپ اپنا پورا حال لکھ کر حکیم صاحب کو بھیج دیں۔ وہ دوا انشاء اللہ تعالیٰ بھیجیں گے۔ آپ کے مرض کو بحمد اللہ وہ سمجھ گئے ہیں۔ میں نے پوچھا تھا۔

مسترشد :- عمومی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔ کل پھر کچھ بخار کی شکایت ہو گئی تھی۔ گو اس وقت اچھا ہوں۔ لیکن ہنوز کامل افاقہ نہیں ہوا۔ اللہ رب العزت اپنے دین کی خدمت کے لئے صحت و قوت عطا فرما دیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :- آمین

مسترشد :- آپ نے اپنے گرامی نامے میں ارقام فرمایا ہے۔ کہ آپ کے بستر سے لائلپور کی واپسی پر ایک روپیہ نکلا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کس کا ہے۔ خیال نہیں ہے۔ کہ میرا ہو۔ اغلباً کسی اور صاحب کا ہو گا۔ بھائی مختار احمد صاحب یا احمد شاہ صاحب سے دریافت فرما لیجئے گا۔ کہ عموماً ہم تین ہی آپ کے بستر کے پاس جاتے تھے۔

حضرۃ الشیخؒ :- ان میں سے کسی نے اپنا ہونا نہیں بتایا۔ میں نے پوچھا تھا۔

مسترشد :- آپ نے اعمال و معاملات اور اخلاق میں استقامت کے آثار نمایاں ہونے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ خداوند قدوس اس ہیچ محض و ناکارۂ خلائق کو اپنی مرضیات سے کامل طور پر نوازیں۔ ان کی عنایت سے کوشش تو کرتا ہوں لیکن نہ معلوم قدم کہاں کہاں ڈگمگا جاتا ہو گا۔ اپنی ذات سے سوائے کمزوری عجز و قصور کے کسی چیز کی اُمید نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ جن کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے ان کی برکت سے اس نا اہل کو اہلیت بخشے۔ اور میری زندگی اسوہ کاملہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں لا کر نکھار دے۔ وما ذالك على الله بعزيز۔

نو بہار احسنِ گل دہ خار را ❊ زینت طاؤس دہ ایں مار را

حضرۃ الشیخؒ :- جی ہاں۔ اصل میں یہی مرحلہ ہے جسکی طرف توجہ کم کی جاتی ہے۔ اِس کے لئے ضرورت ہے کہ رسالہ حقانی معاملات پڑھیں۔

آمین

مسترشد :- الحمدللہ کیفیات و احوال کی طرف توجہ نہیں رہی۔ بلکہ ابتداء میں کشف وغیرہ کا جو عموم تھا۔ اب نہیں ہے۔ اور نہ ہی اُسکی طرف رغبت ہے۔ صرف اطلاع احوال کے لئے تحریر کر دیا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- بحمد اللہ تعالیٰ کہ آپ نے اس گھاٹی کو پار کر لیا۔

مسترشد :- اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے یہی خیال چھایا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت ہم سے لے لیں۔ اور ہماری اصلاح فرماتے ہوئے داعی الی اللہ کی پوری صفات ہم میں پیدا فرما کر عالم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقۂ زندگی کی ترویج کا ہمیں ذریعہ بنالیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :- دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے یہ کام لیں اور آپ کو پہلے اپنا بنائیں اور پھر دین کی خدمت کا ذریعہ آپ کو بنائیں اور بتائیں۔

:- برادرم مختار احمد صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ کے اہل و عیال بھی ہند سے پاکستان تشریف لا چکے ہیں۔ ان کا یہ آنا مبارک و سعید ہو۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کی اور اہل خانہ کی کامل عافیت و آرام کے ساتھ پاکستان میں آپ کے قیام کو اہل پاکستان کے لئے دینی و دنیاوی لحاظ سے فائدہ مند بنا دیں۔

حضرۃ الشیخ رح :- جی ہاں آ گئے اور بخیریت ہیں۔

مسترشد :- برادرم سلمان صاحب اور دگر احباب کی خدمت میں سلام۔ والدہ صاحبہ بہنوں اور ہمارے جملہ اہل خانہ کی طرف سے مؤدبانہ سلام اور درخواست دعا۔ اس قدر طویل سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالے ہمیں ہمارے جملہ خاندان و احباب محبین متعلقین اور تمام اہل اسلام کو عافیت دارین اور اپنی توفیقات سے بہرہ ور فرمائیں۔ فقط

بندہ ناچیز

محمد اشرف

حضرۃ الشیخ رح :- سب کو سلام و دعاء پہنچا دیں۔

فقیر الی اللہ

سلیمان

مراسلہ - ۱۹

عزیز مکرم عافاکم اللہ تعالے

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

آپ کا دوسرا لفافہ بھی ملا۔ آپکا پہلا لفافہ بھی وقت پر ملا تھا۔ مگر وہ کاغذوں میں دب گیا اور میں بھول گیا۔ کل یاد آیا تو آج آپ کا دوسرا خط بھی ملا۔ اوس خط میں کوئی نئی بات نہیں اس لئے اوس کو واپس نہیں کرتا۔ لفافہ البتہ واپس بھیجتا ہوں۔ حکیم صاحب کا پتہ یہ ہے۔

حکیم نصیر احمد صاحب ندوی - فریر روڈ۔ نظامی دواخانہ۔ کراچی

موٹے کاغذ استعمال نہ کیجئے کہ ڈاک میں وزن ہوتا ہے۔

مکتوب ۔ ۲۰

پشاور چھاؤنی

۲۹-۱-۵۱

مسترشد :۔ بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ ام مرشدی و مولائی سید صاحب دام ظلکم و مدفیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرۃ الشیخ :۔ صدیق حمیم و عزیز صمیم رفع اللہ تعالیٰ احوالکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مسترشد :۔ تحریر خط کے لئے بھی کشمکش رہتی ہے۔ دل شرفِ مکاتبت کیلئے بے تاب رہتا ہے۔ لیکن ادب ہاتھ روکتا ہے کہ بار بار حضرت والا کو تکلیف دینی نامناسب سی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت آپ کا سایہ بعافیت تام ہمارے سروں پر قائم رکھے اور جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے اس کے صدقہ اس نسبت عالی کا اہل بنائے۔ اور آپ کے فیوض و برکات سے پورا پورا حصہ نصیب فرما کر دارین کی سرخروئی نصیب فرماوے حضرت کی عنایات کا اعتراف نہ کرنا حقیقت میں اللہ رب العزت کی بھی ناشکری ہے یہ اسی کا خاص احسان تھا کہ اس دور افتادہ، ناکارہ اور حقیر و عاجز کو بزرگوں کی نظر عنایت کے قابل بنایا۔

حضرۃ الشیخ :۔ حسن ادب مانع مکاتبت نہیں ہے خصوصاً جبکہ مکاتبت ازدیاد فوائد کا باعث ہو۔

مسترشد :۔ حضرت والا۔ اپنی کوتاہیوں کا معترف ہوں۔ ستر : رحمت والا معاملہ ہوگیا تو امید ہے کہ نجات کی کوئی صورت نکل آئے ورنہ زا پنا

کوئی عمل بھی سنرا وار قبولیت نہیں پاتا۔ خوف ہوتا ہے کہ نہ جانے کیا حال ہو۔ اللہ رب العزت سے میرے عاجز کے لئے خصوصی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کامل ایمان پر خاتمہ کر دیں اور میری خطاؤں کی وجہ سے مجھے یا عالم کو ہلاک نہ کر دیں۔ نہایت ہی گناہگار ہوں۔ اللہ کے جتنے مجھ پر احسان ہیں۔ ان کا کوئی شمار نہیں۔ لیکن اس طرف سے سوا کمزوری اور عجز کے کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ دستگیری فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اب جو یہ صورت حال تواضع اور افتادگی کی پائی جاتی ہے۔ اُس حال سے بہتر ہے جو آپ کی کشف وواردات کی تھی، وہ خطرناک تھی کہ اس میں کبر و غرور کا شائبہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ مانع ترقی ہے۔

مسترشد :۔ حضرت جی! الحمد للہ معمولات پورے کرا دئے جاتے ہیں لیکن کہاں میں اور کہاں ان کی بارگاہ رفیع۔ بس رحم ہی ہو جائے تو اُمید ہو سکتی ہے آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس ہیچ و ناکارہ محض کو اپنی عنایات خصوصی کا سنروار بنایا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ کیا کم احسان ہے کہ معمولات پورے کرا دئے جاتے ہیں۔ جائے شکر ہے۔

مسترشد :۔ آپ ہی سے درخواست ہے کہ اس عاجز کے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ خصوصی رحمت و کرم فرماتے ہوئے اپنے الطاف خصوصی سے بندہ کو بخش دیں۔ اور حساب نہ لیں۔ کہ ایک بات کا جواب نہ دے سکوں گا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے۔

مسترشد :۔ ذکر و مشاغل اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ادا کروائے جارہے ہیں عمومی حالات میں کوئی تغیر محسوس نہیں کیا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ بھی محل شکر ہے کہ ترقی نہیں محسوس ہوئی تو تنزل بھی نہیں ہوا۔

مسترشد :۔ چند دن ہوئے مولانا تھانویؒ کو خواب میں دیکھا کہ سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور ایک بڑی روٹی جس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ اس میں سے توڑ کر بندے کو عنایت کر رہے ہیں۔ کچھ ارشاد بھی فرمایا لیکن یاد نہیں رہا اللہ تعالیٰ بہتر فرماویں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ خواب مبارک کہ روزی ظاہری و باطنی کی بشارت اس میں معلوم ہوتی ہے۔

مسترشد :۔ اُمید ہے آپ ڈھاکہ سے تشریف لے آئے ہونگے۔ اور بخریت تمام ہوں گے۔ میں بفضل ایزدی اچھا ہی ہوں۔ کچھ نہ کچھ عارضہ حکمت الٰہی ہے۔ کہ لگا ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ابتلاء و آزمائش سے محفوظ رکھیں

حضرۃ الشیخؒ :۔ بحمد اللہ تعالیٰ ڈھاکہ سے بخریت واپس آیا۔ اب آج ایک ہفتہ کے لئے لاہور کا قصد ہے۔

مسترشد :۔ برادرم سلمان صاحب اور دیگر اہل خانہ امید ہے بخریت ہوں گے۔ باقی جملہ خیریت ہے۔ جملہ اہل خانہ متعلقین ومحبین خیریت وعافیت دارین کی دعا کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے میرے اہل خانہ رشتہ داروں احباب اور جملہ اہل اسلام کو جملہ دینی اور دنیاوی پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔ فراخی و وسعت نصیب فرما کر اپنے دین پر خود کو

چلنے اور دوسروں کو چلانے والا بنادے۔ آمین

فقط والسلام

دعاؤں کا طالب

بندہ محتاج

محمد اشرف ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ

حضرۃ الشیخ :- یہاں سے بھی سب کی طرف سے سلام مسنون پہنچے۔

والسلام

فقیر الی اللہ

سلیمان

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ

باسمہٖ سبحانہٗ

مکتوب نمبر ۲۱

۱۰ اردو سکیبل لین۔ پشاور کینٹ
۸ مارچ ۱۹۵۱ء

مسترشد:۔ بخدمت اقدس سیدی و مولائی حضرۃ المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ حبیب مخلص وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ حضرۃ والا بعافیت ہوں گے۔ اس سے پیشتر تقریباً پندرہ دن ہوئے ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا۔ نہ معلوم خدمتِ عالی تک پہنچ سکا یا نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ محولہ خط میری یاد میں مجھے نہیں ملا۔

مسترشد:۔ جواب سے ہنوز محرومی ہے۔ باید خیریت ہو۔ لاہور بھی ملاقات کی نیت سے جانا ہوا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا۔ کہ دیدار سے مشرف ہو سکتا۔ اسی میں حکیم مطلق کو بندہ عاجز کی بھلائی منظور ہو گی۔

میل ما سوائے وصال میل او سوئے فراق
ترک کار خود گرفتم تا برآید کار دوست!

حضرۃ الشیخؒ:۔ لاہور کے سفر کا حال معلوم ہوا تھا۔ ارادہ و نیت کا ثواب تو آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ مل گیا۔

مسترشد:۔ بندہ کی عجیب حالت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ارادے ختم کرائے جا رہے ہیں۔ بے قصد و ارادہ جو چاہتے ہیں کرا دیتے ہیں۔ اپنے اختیار میں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ مگر ارادہ کرتا ہوں۔ تو عموماً اس کے فسخ کی اضطراراً صورتیں

پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو چاہتے ہیں کر رہے ہیں۔ سچ محض یونہی بے اختیار مختار کل کے ہاتھوں میں ہے۔ بس حضرت یہی التجا ہے کہ اس ناچیز کے ساتھ فضل و احسان والا معاملہ ہوتا رہے۔ اب تک بزرگوں کی برکت سے سراپا قصور و خطا نوازا جاتا رہا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ جی ہاں تسلیم و رضا کا یہی مقام ہے۔ خدا کرے کہ یہ حال آپ کا مقام بن جائے۔ ع

کارساز ما بساز کار ما

فکر ما در کار ما آزار ما

مسترشد :۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ ابتلاء و آزمائش سے بچاویں

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمین یارب العلمین۔

مسترشد :۔ اپنے میں تو کچھ ہے ہی نہیں۔ جسے پیش کیا جا سکے۔ عجز و گناہ قصور و خطا ہی کی نسبت اپنی طرف ہو سکتی ہے۔ سراپا ستائش و حمد تو اسی کی ذات ہے۔ اگر کوئی ذرہ خیر مل گیا۔ تو اس میں اپنا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے شکر کی توفیق بخشیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ نہایت عمدہ حال ہے۔ اس پر شکر کریں کہ مزید عنایت ہو۔

مسترشد :۔ ہمیں تو اس کی نعمتوں کو پہچاننا بھی نہیں آتا۔ لیکن باوجود تمام کوتاہیوں کے رحیم و کریم آقا کے لطف و کرم کا دریا امنڈا چلا آرہا ہے۔ کتاب و سنت کے متعلق باطنی و قلبی علوم کا وارد ہو جانا صرف اللہ رب العزت کا احسان اور فیض مرشد ہے۔ ان چیزوں کا ورود ہو جاتا ہے۔ جن کا یہ بندہ حقیر و نااہل کسی

طرح قابل نہیں۔ اسی طرح معاش کے ظاہری اور باقاعدہ اسباب کے اپنے ہاتھوں میں نہ ہونے کے باوجود ہر طرح کی کفالت فرمائی جاتی ہے۔ گو اضطرار کی کیفیت کبھی طاری ہوتی ہے۔ لیکن قلب کو ایک گونہ سکون ہو جاتا ہے۔ کہ وہی پہنچے گا جو حکیم و رحیم آقا و مولا چاہیں گے۔

حضرۃ الشیخؒ :- ان سب امور پر شکر ادا کیجئے۔

مسترشد :- دنیاوی عزت بھی بغیر بندہ کی کوشش و سعی کے وہ دی جا رہی ہے۔ جس کا یہ فقیر اپنے حالات کی بنا پر قابل نہیں۔ لیکن حق تو یہ ہے

داد او را قابلیت شرط نیست

عطا فرما رہے ہیں۔ اتنا دے رہے ہیں کہ بندہ عاجز اپنے کو اس کا اہل نہیں پاتا۔

حضرۃ الشیخؒ :- دنیاوی عزت مقصود نہیں ہے۔ حاصل اس کا محض ضرر سے حفاظت ہے۔ اپنی قابلیت کا شائبہ بھی نہ گذرے کہ یہ راہ کبر و خود بینی کی ہے۔

مسترشد :- اللہ رب العزت اپنی مہربانیاں اور عنایتیں ہم پر کامل فرما دے اور جن کے فیض و برکت سے عطا ہو رہا ہے۔ ان کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق بخشے آمین۔

حضرۃ الشیخؒ :- آمین

مسترشد :- آپ کے ارشاد گرامی کے مطابق حکیم نصیر الدین صاحب سے دوائی منگوائی تھی۔ اللہ رب العزت کا احسان ہے کہ پیٹ کی تکلیف اب نہیں ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- بحمد اللہ تعالیٰ

مسترشد :- اور گذشتہ تین چار مہینے سے بفضل ایزدی بخار بھی نہیں ہوا۔ گو

معمولی معمولی دیگر عوارض کبھی کبھی ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ رب العزت سے دُعا فرمادیں کہ بندہ ناچیز کو کامل روحانی و جسمانی صحت عنایت فرماکر اپنی تمام و کمال نعمتوں و رحمتوں سے نوازتے ہوئے اپنے رضا کے کاموں میں پوری زندگی آسانی و تیسیر کے ساتھ گذار دے۔ آمین۔

حضرة الشیخ :۔ دل سے دعاء کرتا ہوں۔

مسترشد :۔ میری والدہ صاحبہ، ہمشیرگان و بھائی بعض اقارب و محبین عموماً سلام و دعاء کی درخواست کے لئے خدمت اقدس میں لکھنے کو کہتے ہیں۔ ان کی جملہ حاجات کی کفالت پریشانیوں کے دفیعہ اور دینی بھلائی و سرخروئی کے لئے دعاء فرمادیں۔

حضرة الشیخ :۔ ان سب لوگوں کے لئے دعاء کرتا ہوں، قادر مطلق اور شافی حقیقی قبول فرمائیں۔

مسترشد :۔ میرے ایک محب محمد داؤد صاحب کافی عرصہ سے بیمار اور ہسپتال میں ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعاء فرمادیں۔

حضرة الشیخ :۔ داؤد صاحب کی شفا کے لئے دعاء کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں

والسلام۔

سید سلیمان

مراسلہ نمبر ۳۲

مسترشد

۱۰ روس کیمپل لین پشاور چھاؤنی

۱۹ مارچ ۱۹۵۱ء

بخدمت اقدس والا مرتبت سیدی وسندی قبلہ و کعبہ دام ظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ اس سے پیشتر ایک عریضہ خدمت عالی میں ارسال کر چکا ہوں ۔ اغلب خیال ہے کہ آپکی لاہور کی روانگی کیوجہ سے جواب میں دیری ہوئی ہوگی ۔ بندہ ناچیز بھی لاہور خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتا لیکن اللہ رب العزت کی مشیت یونہی تھی۔ بہر حال بھلایا نہ جاؤں ۔ دور رہوں یا نزدیک نگاہ کرم وچشم التفات سے محرومی نہ ہو کہ ساری عمر کا حاصل اور عقبےٰ میں نجات کی امید بزرگوں ہی کا تعلق اور شفاعت معلوم ہوتی ہے

حضرت الشیخ

کراچی ۵ چمن اسٹریٹ ڈار منزل

عزیز سعید رفع اللہ تعالیٰ احوالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔

لاہور سے آپکے خط کا جواب بھیج دیا تھا ملا ہوگا۔

دوسرا یہ خط لاہور میں ملا

مسترشد

اپنے پاس تو سوائے کوتاہیوں ، خود فریبیوں اور گناہوں کے کچھ بھی نہیں ۔ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کے طفیل رحمت وفضل والا معاملہ فرمادیں۔ محاسبہ و

مواخذہ کے قابل نہیں۔ عنایتیں بے حد وحساب ہیں اور یہاں نہ شکر کی قابلیت ، نہ طریقہ ادا صحیح ، سوائے اعتراف گناہ ،عجز و ندامت کے کچھ بھی نہیں۔ ہزار اپنے کو فریب دوں کہ یوں ہوں یوں ہوں لیکن حق تو یہ ہے کہ کچھ بھی نہیں کچھ بھی نہیں۔ اگر خیر کا کوئی ذرہ بندہ میں نظر آتا ہے تو سب انکا ہے۔ اندروں برائیوں سے بھرا ہوا ہے۔

حضرت الشیخ

آپکو ایسا ہی خیال کرنا چاہیئے

مسترشد

اعجاب نفس کا مرض موجود ہے کبر کا داعیہ ہنوز باقی ہے۔حب جاہ ابھی تک مضمحل نہیں ہوئی۔ ہمارے اکابر تو کہتے ہیں کہ اپنے کو کتے سے زیادہ حقیر سمجھو۔ یہاں حالت یہ ہے کہ اپنے ابنائے جنس سے بھی اپنے کو حقیر نہیں سمجھا جاتا۔ تواضع کی حقیقت مفقود ہے۔ دوسروں کی اصلاح کا خیال غالب رہتا ہے۔ دوسروں کی شرعی کمزوریاں اور برائیاں کھٹکتی ہیں۔حق گوئی وبیباکی کا فقدان ہے۔مداہنت کا اپنی جان پر خوف ہے۔ کسی میں کوئی ایسا عیب پاتا ہوں جو مسلمانوں کو یا مذہبی کام کو میری دانست میں نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے تو اس شخص کو اپنی مداہنت و کمزوری کی وجہ سے کہہ نہیں پاتا بلکہ غائبانہ ایک دوسرے سے اسکے متعلق بیان کرتا ہوں اور اس میں نفس مصلحت اندیشی کا فریب وبہانہ سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ غرض نہ معلوم کن کن برائیوں سے نفس آلودہ ہے۔خدمت عالی میں تحریر اسلئے کر دیا تاکہ علاج ودعا سے انکے ازالے کی صورت پیدا ہو سکے۔

حضرت الشیخ
اعجاب نفس کا مرض موجود ہے تو اوس سے دستگاری کی فکر سے غافل نہ رہیں۔ یہ تو اس راہ کا سم قاتل ہے اسکا علاج یہی ہے کہ اپنے عیوب پر ہمیشہ نظر رہے۔

پڑی اپنے عیبوں پہ جب سے نظر تو نظر میں کوئی برا نہ رہا

اور جو عیوب آپ نے لکھے ہیں بلا شبہ یہ ایسے ذمائم ہیں جن کا ازالہ ضروری ہے اور ان سب کا طریقہ وہی ایک ہے کہ اپنے عیبوں پر گہری نظر رہے۔ ہر شخص کو اپنے عیوب تو بالیقین بدیہی طور سے معلوم ہیں اور دوسرں کے سمعی یا قیاسی طور پر اور ظاہر ہے کہ بدیہی اور یقینی علم سمعی اور قیاسی پر مقدم ہے۔
اللہ تعالیٰ آپکو ترقی احوال واصلاح رزائل کی توفیق عنایت فرمائیں۔

مسترشد
جیسا کہ آنجناب کو معلوم ہے کہ تبلیغی جماعتوں کے ساتھ بندہ کچھ نہ کچھ حرکت کرتا رہتا ہے گو ہنوز اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے کچھ نہ کچھ حرکت کرادی جاتی ہے لیکن دفعتاً اپنے میں ایک تبدیلی محسوس کرتا ہوں کہ طبیعت پہلے ذوق و شوق سے جیسے بھی ہوتا تھا اس کام کی عظمت وبڑائی کو دیکھتے ہوئے مشغول رہتی تھی، اب طبیعت پر مصلحت اندیشی اور اصول وحدود کی رعایت کا غلبہ ہو جاتا ہے جو اکابرین جماعت کے علاوہ عموماً کام کرنے والوں میں میری دانست میں کم پایا جاتا ہے (واللہ اعلم) جسکی وجہ سے طبیعت پر ایک گونہ کوفت ہوتی ہے اور نامناسبت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ خدانخواستہ اس اعلیٰ کار نبوت سے محرومی کا باعث نہ ہو جائے۔دوسرے دیگر حضرات کے متعلق یہ خیال کہ وہ صحیح کام نہیں کر رہے ہیں سوئے ظن اور خود رائی کا سبب بھی ہو سکتا

ہے۔ اس سلسلے میں بھی آپکی رہبری کا محتاج ہوں۔

حضرت الشیخ

دوسروں کے افادہ پر نظر رکھنے سے پہلے اگر اپنے استفادہ پر نظر نہ رہے تو وہ افادہ نور بھی نہیں ہوتا۔ اپنے نفس کا حق دوسروں کے حقوق سے اہم واقدم ہیں۔ ولنفسک علیک حق اسلئے پہلے اپنی ہی خواہی کیجیئے پھر دوسروں کی۔ استادی تک پہنچنے سے پہلے استاد بننے کی غلطی سے محفوظ رہیئے۔ آپ جماعت کے ساتھ کام تو کریں مگر نظر اپنے اوپر ہو اور اپنی درستی کی نیت ہو۔

مسترشد

اپنی ان تمام کوتاہیوں کے باوجود شکر و تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ معمولات اللہ رب العزت کے فضل سے ادا کروا دیئے جاتے ہیں اور ایک خصوصی احسان یہ ہے کہ اگر بتقاضائے بشری کبھی غفلت ہو جاتی ہے تو عموماً خواب میں متوجہ کر دیا جاتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ، بغیر کسی اپنی خوبی کوشش کے دوام ذکر صرف انکی عنایت سے میسر ہے۔ نماز میں بعض اوقات محویت کی وجہ سے معانی کی طرف توجہ نہیں رہتی۔ عموماً انکا تصور اور قرب متصور رہتا ہے بلکہ قلب پر انہیں کو چھایا پاتا ہوں۔ نماز میں بعض اوقات اسرار وغیرہ منکشف کردیئے جاتے ہیں۔ واردات صحیحہ کا بعض اوقات بہت زیادہ نزول ہوتا ہے۔ علوم عجیبہ وقرآن وحدیث کے حقائق خود بخود وارد ہو جاتے ہیں ۔ بعض اوقات اسقدر ورود ہوتا ہے کہ چاہتا ہوں کہ کسی سے بیان کردوں ۔اگرچہ بعض دوستوں سے کہہ بھی دیتا ہوں لیکن پھر بھی سمجھتا ہوں کہ کسے کہوں، سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے اس سلسلہ میں اپنی ایک کوتاہی کا اظہار ضروری ہے کہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے سمجھائی گئی ہے اور

انہیں اسکا علم نہ ہوگا اس معاملہ میں گویا میں زیادہ جاننے والا ہوں۔ اس کے دفعیہ کی کیا صورت ہو۔ جو حالات ہیں کچھ لکھوا دئے گئے خط طویل ہو گیا۔ تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ کیا کروں مجبور ہوں۔ آپ کو نہ لکھوں تو کسے لکھوں۔ اب تو دل آپ کے سوا کسی سے قرار نہیں پاتا۔ خدارا کامل توجہات دعوات سے اس خام کو کندن بنانے کا سبب و ذریعہ بنیں۔ جو کچھ بھی ہوں آپ کا ہوں۔ دستگیری و رہنمائی کا محتاج ہوں۔ آپکی برکت سے ان نوازشوں کا مورد ٹھہرا جسکا کسی طرح اہل نہیں۔ ان احسانات کو کیسے بھول جاؤں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ جملہ اہل خانہ واکثر دوست واحباب کی طرف سے درخواست۔ سب کو سلام و دعا۔ فقط

محمد اشرف خان عفرلہ

حضرت الشیخ

نماز کشف اسرار اور واردات صحیح کا محل نہیں ہے یہ صرف عبودیت وعبدیت وتواضع اور حضور کی کیفیت کا محل ہے۔ آپ ان شعبدوں کی طرف التفات نہ کریں۔ یہ امور قرب الٰہی میں کچھ دخل نہیں رکھتے اور نہ اس سے حصول ثواب ہوتا ہے۔ کیا ریل میں راستہ کے مناظر پر نظر منزل مقصود کو قریب کر دیتا ہے ؟ کیا یہ خیال حماقت نہیں ؟

سب کو سلام و دعا۔

مکتوب - ۲۳

پشاور چھاؤنی

۸-۵-۵۱

مسترشد :- قبلہ وکعبہ ام سیدی و مولائی مرشدی المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- محب مخلص من زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً
السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مسترشد :- اُمید ہے کہ حضرت والا مع متخلقین کے بعافیت ہوں گے۔ اللہ کریم فیض و برکت کے اس چشمہ کو اپنی خاص عنایت سے تا قیامت جاری رکھے۔ اور ہم جیسے پیاسوں کی سیرابی کا سبب بنائے آمین

حضرۃ الشیخؒ :- الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔ ہاتھ کا درد ابھی تک ہے علاج جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ شفائے عاجل وکامل عنایت فرمائیں

مسترشد :- حضرت والا ! احوال کیا لکھوں اللہ رب العزت کا فضل اور بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اپنے عیوب ابھر ابھر کر سامنے آرہے ہیں۔ آج تک جنہیں خوبیاں سمجھا ہے۔ معلوم ہوا کہ سب عیب تھے۔ اب تو اپنے پاس سوائے برائیوں کے بوجھ کے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ ایک رحمت الٰہی کا سہارا ہے۔ ورنہ اپنی ذات سے تمام امیدیں ٹوٹ چکی ہیں۔ جی میں اب اکثر آنے لگا ہے کہ گوشہ گیری اختیار کروں کہ میرے برے اثرات دوسروں کی ذاتوں پر مرتب نہ ہونے پائیں۔ لیکن رہبانیت کی شرعی برائی کا خیال کر کے اس خیال سے باز آرہا

ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کے یہ احوال اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں گوشہ گیری اغنیاء اور کبراء سے مناسب ہے فقراء اور طالبین حق سے نہیں۔

مسترشد :۔ عموماً جس سے ملتا ہوں۔ الحمدللہ اپنے سے افضل سمجھ کے ملتا ہوں۔ اب تو اپنی حقیقت تنکے اور چیونٹی سے بھی ادنےٰ بلکہ ہیچ سے بھی ہیچ بلکہ قطعاً نہ ہونے کی نظر آرہی ہے۔ علم وعمل کا اپنے تعلق کا جو دھیان آجاتا تھا۔ ختم ہوچکا معلوم ہوتا ہے۔ اب تو ہر چیز انہیں سے نظر آتی ہے۔ مخلوقات کے تعلقات سے بیزاری کی کیفیت پیدا ہونے لگی ہے۔ اور یوں خیال آتا ہے کہ اس کے سوا کسی سے تعلق کیوں ہو۔ سراپا نیت ہوں۔ گناہ اور عیب کے سوا کسی چیز کا ذخیرہ نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ سب احوال قابل مبارکباد ہیں۔

مسترشد :۔ اگر رحمت والا معاملہ ہوجائے تو ہر طرح کی امید ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ میرے اندرون وبیرون کے اعمال کی پاداش سے مجھے اور تمام عالم کو محفوظ رکھے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمین

مسترشد :۔ خصوصی دعاؤں کا نہایت ہی محتاج ہوں۔ جس کے سب سہارے ٹوٹ چکے ہوں۔ وہ دعاؤں کے دامن میں پناہ نہ لے تو کیا کرے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ دل سے دعاء کرتا ہوں۔

مسترشد :۔ دین و دنیا کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا سب سے ہی زیادہ محتاج بندہ ہوں۔ وہ رحیم وکریم ذات بزرگوں اور مخلصین کے صدقے اِس فقیر و جملہ عالم اسلام کی جملہ حاجات کا اپنے غیبی خزانوں سے تکفل فرماتے ہوئے اپنی ذات عالی کے ساتھ رضا و محبت کا خصوصی تعلق قائم کرتے ہوئے صرف اپنا اور صرف اپنا بنا کر اپنے مرضیات کے اعمال عطا کرتے ہوئے اس آتی جاتی زندگی کو کمال تیسر و فراخی و عافیت سے گذار دیں۔ آمین

حضرۃ الشیخ :۔ بہت ہی اچھا حال ہے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ آمین۔

مسترشد :۔ قرآن مجید کس طرح پڑھا جائے۔ کہ زیادہ سے زیادہ قلب و روح متاثر ہو۔ کم گوئی کس طرح آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

حضرۃ الشیخ :۔ قرآن شریف کی تلاوت اس سکون اور اس استحضار سے کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ سن رہے ہیں اور آپ اُن کو سنا رہے ہیں۔

کم گوئی یوں کہ سوائے خیر کے کوئی کلمہ منہ سے نہ نکلے یعنی اس میں اپنا بھلا ہو یا غیر کا بھلا ہو۔ تسبیح یا ذکر یا درود کا ورد رکھا جائے تو کم گوئی خود بخود ہو جائیگی۔

مسترشد ۔ حضرت والا جب پچھلی دفعہ پشاور تشریف لائے تھے۔ تو آئندہ اسی مئی کے مہینے میں پشاور آنے کا خیال ظاہر فرمایا تھا۔ اگر آنے کا ارادہ ہو تو میری خوش نصیبی اور ہمارے گھر والوں کی عین راحت ہوگی۔ اگر غریب خانہ قیام کے شرف سے مشرف ہو سکے۔ گھر والوں اور میرے بھائی

کی بھی یہی تمنا ہے۔ اگر مخدومی مولنا احتشام الحق صاحب مدظلہٗ کی ہمراہی ہو تو ان کے لئے بھی دیدہ و دل فرش راہ ہے۔ ہماری طرف سے پیغام پہنچا دیجئے۔ آنے کی تاریخ سے آگاہی اگر ہو اور مناسب سمجھیں تو مطلع فرمادیں۔ باقی جملہ خیریت ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- تاریخ ابھی متعین نہیں ہوئی۔ آپ کی خواہش بالکل بجا ہے۔ مگر داعی کا لحاظ رکھا جائے اور طرفین کی راحت کا۔

مسترشد :- والدہ صاحبہ، بھائی صاحبان و ہمشیرگان، محبین و متعلقین اکثر دعا کرو انے کی درخواست کرتے ہیں اور سلام بھی عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی حاجات دینی و دنیوی کو پورا فرمادیں۔ اور جملہ عالم اسلام و انسانیت کے لئے خیر کے ہر ذرہ کو مقدر فرماکر شر کے دروازوں کو بند فرمادیں۔ آمین

آخر میں اس طویل سمع خراشی اور اپنی غلطیوں کی معافی تہ دل سے چاہتا ہوں۔ فقط والسلام

نظر عنایت کا طالب

بندہ ناچیز

محمد اشرف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- سب کو سلام و دعا کہہ دیجئے

والسلام

فقیر الی اللہ سید سلیمان

مکتوب نمبر ۲۴

مسترشد :۔ بخدمت اقدس سیدی وسندی قبلہ وکعبہ ام مرشد المکرم دام ظلکم ومد فیوضکم

حضرۃ الشیخؒ :۔ محب مخلص وصدیق حمیم زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً

مسترشد :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخ :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسترشد :۔ کافی دن ہوئے حضرت والا کا افتخار نامہ مل کر باعث شرف وہدایت ہوا تھا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ افتخار تو نام ہے دوسروں پر اپنی بڑائی کے اظہار کا تو پھر افتخار نامہ تو وجہ بزرگی بنا۔ کیا یہ توجیہہ دل کو پسند آتی ہے۔

مسترشد :۔ جواب میں تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ اغلب خیال تھا۔ کہ حضرت والا اکوڑہ میں تشریف لائیں گے۔ اور وہیں زیارت وملاقات ہو جائے گی ۔ اکوڑہ گیا تھا لیکن معلوم ہوا کہ آپ تشریف نہ لا سکے۔ والخیر فی ما وقع

حضرۃ الشیخؒ :۔ جی ہاں اکوڑہ خٹک نہ جا سکا کہ اسہال کا عارضہ مانع تھا۔

مسترشد :۔ کل میرے ایک دوست عزیزی مرتضٰی سلمہ کے عریضہ کے جواب میں آپ کا گرامی نامہ صادر ہوا۔ جس میں یہ پڑھ کر پریشانی ہوئی کہ ہنوز آپ کے ہاتھ میں تکلیف باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ شفائے عاجل وکامل نصیب فرمادیں آمین

حضرۃ الشیخ :۔ ہاتھ کا درد اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے۔ کل سے ہومیوپتھک علاج ہے۔

مسترشد :۔ ہمارے والد صاحب مرحوم ایک مالش کے تیل کی دوائی بناتے تھے جس سے

اکثر اوقات درد دں وغیرہ میں اللہ رب العزت شفا عطا فرما دیتے تھے۔ خدمت اقدس میں یہ دوائی ارسال خدمت ہے۔ آدھ پاؤ تل کے تیل (میٹھا تیل) میں نو یا دس قطرے اس دوائی کے ڈال کر مالش کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ شفائے عاجلہ و کاملہ عطا فرما دیں گے۔ ٹھنڈا پانی ہاتھ پر نہ ڈالیں۔

حضرۃ الشیخ: دوا آئے گی تو دیکھی جائے گی۔ یہ درد اعصابی لوگ بتاتے ہیں۔

مسترشد: حضرت والا! اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ معمولات پورے کرا دیئے جاتے ہیں۔ ذکر دوام کی دولت سے عموماً سرفراز کر دیا جاتا ہوں۔ اور یہ سب ان سے ہے ورنہ بندہ حقیر و ذلیل کس قابل ہے۔ ان کی عنایت ہے کہ سب سے ناکارہ و نااہل کو نواز رہے ہیں۔ حاضر و ناظر ہونے کا دھیان گو نہیں رہتا لیکن دل کے ساتھ ان کی معیت کا تصور اللہ چاہیں تو عموماً چھایا رہتا ہے۔ جس سے دل و جسم سانس کے ساتھ ان کی موجودگی اکثر مستحضر رہتی ہے۔

حضرۃ الشیخ: آپ کے احوال مبارک ہیں۔

مسترشد: اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اب طبیعت اپنے کو بھلا کر دوسرے کے فکر میں سرگرداں نہیں رہتی۔ بلکہ اکثر اوقات یکسوئی کو طبیعت چاہتی ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ غیر اللہ سے بالکل قلب فارغ ہو جائے۔ غیر اختیاری امور کی فکر میں مبتلا ہونے کا مرض بھی اللہ رب العزت کے فضل سے ایک گونہ مضمحل ہے قلب کو ان کے ساتھ ایک درجہ طمانیت نصیب رہتی ہے۔

حضرۃ الشیخ: بالفعل یہ کیفیت اچھی ہے۔ ایک وقت آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ جب فذکر

ان نفعت الذکریٰ کی تعمیل ہو گی۔ مگر فطرۃ [illegible]

"اوّل خویش بعدہ درویش"

مسترشد: حالات تحدیث نعمت اور اطلاع احوال کے لئے لکھ دیئے ہیں۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اپنے سے گندہ واسطے کسی کو نہیں پاتا۔ بعض اوقات ایمان کے سلب ہونے کا اندیشہ پیدا ہوجاتا ہے۔ ایک عمل بھی ان کی بارگاہ عالی میں پیش کرنے کے لئے اپنے پاس نہیں۔ اگر رحمت والا معاملہ ہوگیا تو نجات ہوجائے گی ورنہ اللہ ہی اللہ ہے۔ اس کی رحمت کا طلب گار رہوں اور اسی کی اعانت چاہتا ہوں۔ وہ اپنے پیارے بندوں کے صدقے اس عاجز کے ساتھ بھی انتہائے عفو وستر کا معاملہ فرمائیں کہ اپنے سے زیادہ اس کی رحمت کا محتاج کسی کو بھی نہیں پاتا۔

حضرۃ الشیخؒ:- مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ ضرور کیا کریں۔ بے حد منافع اور علم صحیح اللہ تعالیٰ عنایت فرمائیں گے۔ اور تمیز حق وباطل عطا ہوگی۔

مسترشد: حضرت والا۔ دین ودنیا کے تمام معاملات میں اس کے سوا سب سہارے ٹوٹ چکے ہیں۔ اس کی پناہ میں نہ آؤں تو کیا کروں۔ اس فقیر ودرماندہ کے لئے خصوصاً اور جملہ لواحقین ومحبین کے لئے عموماً دعا فرماویں کہ وہ کارساز حقیقی غیب سے ہماری تمام حاجتوں کی کفالت سنبھالتے ہوئے عافیت دارین نصیب کرے اور کمال ایمان پر خاتمہ فرماوے۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ:- اللہ تعالیٰ توکّل کی حقیقت سے آشنا کریں۔ آپ کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا کفیل ووکیل وناصر ہوجائے اور عافیت دارین اور حسن خاتمہ نصیب فرمائے۔

مسترشد :۔ میرے ایک عزیز و محب حاجی محمد اسلم صاحب کی دکان میں سخت آگ لگ گئی۔ جس کی وجہ سے ان کا بہت نقصان ہوا ہے۔ وہ دعا کے طالب ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے حلال و فراخ رزق کا کوئی جلد ذریعہ پیدا فرماویں۔ اور نقصانات کا نعم البدل عطا فرماویں۔ چند عزیز بیمار ہیں۔ ان کی شفایابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے مکرمہ ام والدہ صاحبہ، ہمشیرہ گان و برادران محبین و متعلقین دعا کے طالب ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔ برادرم سلمان کی خدمت میں سلام مسنون۔ فقط والسلام

دعاؤں کا طالب

بندہ عاجز محمد اشرف

حضرۃ الشیخ :۔ حاجی صاحب کے نقصان عظیم سے رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل اور نفیس عنایت فرمائیں۔ اور حلال و فراخ رزق کا ساماں کر دیں۔ بیماروں کی شفا اور آپ کے عزیزوں کی بہتری کے لئے دعاء کرتا ہوں۔

پشاور میں کیا داؤد سرحدی صاحب کو آپ جانتے ہیں؟ ان کی تحریر میں پراگندگی خیال ظاہر ہوتی ہے۔ سب کو سلام و دعاء کہدیں۔

سید سلیمان

مراسلہ نمبر ۲۵

نمبر ۳ جہلم روڈ ۔ پشاور کینٹ

24 جون 1951ء

بخدمت اقدس حضرت سیدی و مولائی مرشد المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ آنجناب کا والا نامہ ملکر باعث مسرت وطمانیت ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپکا سایہ ہمارے سروں پر بعافیت تمام ہمیشہ قائم رکھے اور آپکے حقوق کی ادائیگی اور آپ سے استفادہ وفیض حاصل کرنے کی توفیق اس ناکارہ کو اپنی ذات عالی سے عنایت فرماوے آمین ۔ آپ کے ہاتھ میں جو تکلیف تھی امید ہے وہ اب ٹھیک ہوگی اللہ تعالیٰ آپکو صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرماوے آمین۔

حضرت الشیخ

کراچی

محب مخلص من زادکم اللہ عرفاناً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

ہاتھ میں تخفیف ہے ۔ اللہ تعالیٰ شفائے کامل بخشیں ۔

مسترشد

آپ نے داؤد سرحدی کے متعلق استفسار فرمایا ہے۔ میں انہیں جانتا ہوں حضرت والا کو اغلباً یاد ہوگا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے ایک دوست داؤد صاحب کے متعلق دعا کیلئے لکھا تھا یہی صاحب داؤد مذکور ہیں ۔ گزشتہ ڈیڑھ سال سے وہ بیمار ہیں اور اس بیماری کی وجہ سے انکے دماغ میں بھی ہلکا سا اثر ہو گیا ہے یہی وجہ

انکی پریشان خیالی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بزرگوں کی برکت سے انہیں شفائے کامل عطا فرماویں۔ ایسے جوان صالح دین کا درد رکھنے والے اور مخلص شخص ہیں باقی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

حضرت الشیخ

اللہ تعالیٰ ان کو صحت بخشے اور ان کو صلاح دارین عطا فرمائے۔

مسترشد

جہاں تک بندے کے حالات کا تعلق ہے تقریباً حالات میں کوئی خاص تغیر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان اور آپکی برکت سے ذکر کا غلبہ رہتا ہے۔ معمولات بفضل ایزدی پورے کروائے جاتے ہیں۔ قلب غیر اللہ سے فراغ کا دن بدن خواہاں ہوتا چلا جاتا ہے۔

حضرت الشیخ

حالات میں کوئی تغیر بجانب زوال بحمد اللہ کہ نہیں ہوا یہی بہت بڑی نعمت ہے باقی تغیر بجانب کمال تو اسی استقامت طریق سے انشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہو گا۔ آپکے احوال بحمد اللہ اچھے ہیں اس پر شکر ادا کیجئے تاکہ بحکم وان شکر تم لازیدنکم احوال میں ترقی ہو انشاء اللہ

مسترشد

اپنی نالائقی اور نا اہلی اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتی جارہی ہے کہ جو کچھ بھی ہے سب ان سے ہے۔ اپنی ذات سے تو سوا خطا وقصور کے کسی چیز کی امید نہیں بلکہ اگر یوں کہوں تو اغلباً مبالغہ نہ ہوگا کہ میرا گندہ نفس تو اسی طرح گندہ و رذیل ہے۔ اس آتش فشاں کے لاوے کو پھٹنے سے صرف انکی رحمت نے روکا ہوا ہے۔ انکی رحمت کا ہی محتاج ہوں۔ انہیں

لئے امید ہے کہ اس نا اہل سے کرم والا معاملہ فرمائیں گے۔

حضرت الشیخ

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ حسن ظن ہی رہنا چاہئیے انا عند ظن بی کا منشا یہی ہے

مسترشد

حضرت مولانا تھانویؒ کے ملفوظات اور انفاس عیسیٰ اکثر مطالعہ میں رہتی ہے۔ انکے مواعظ میں سے دعوات عبدیت کی پہلی جلد زیر مطالعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسے بہت فائدہ پہنچتا ہے بلکہ اب تو حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریروں سے ہی شغف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی تعلیمات سے اس نااہل کو پوری طرح بہرہ مند فرماوے اور میرے قال کو اپنے پسندیدہ حال سے مبدل فرماوے آمین۔

حضرت الشیخ

ان کتابوں کا بغور بغرض استفادہ مطالعہ انشاء اللہ تعالیٰ مفید علم و محرک عمل اور مثمر برکات ہوگا۔

مسترشد

باقی جملہ خیریت ہے، والدہ صاحبہ، ہمشیرگان و برادران، اکثر محبین کی طرف سے سلام و درخواست دعا۔ میری دو بہنیں ہنوز قابل شادی ہیں کوئی رشتہ وغیرہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ عزت و آبرو کیساتھ ہر طرح بہتر جگہ پر فوراً انکی شادی کا بندوبست فرماویں۔ والدہ صاحبہ عموماً اسکے متعلق درخواست کرتی ہیں۔ بندہ کے حلال وفراخ رزق کیلئے دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور جملہ مسلمانوں کو اپنی توفیقات سے بہرہ ور فرماتے ہوئے اپنی مرضیات کے مطابق زندگی گزرواویں اور عافیت دارین نصیب فرماویں آمین۔

حضرت الشیخ

ان سب صاحبوں کو بھی اس فقیر کی طرف سے سلام مسنون اور دعائے خیر پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپکی ہمشیرہ گان کیلئے مناسب صورت پیدا فرمادے۔ اللہ تعالیٰ آپکو رزق حلال وفراخ عنایت فرمائیں اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عنایت کریں اور عافیت دارین نصیب فرمائیں ۔اسکے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اکثر پڑھا کرتے تھے آپ بھی پڑھا کریں

الھم انی اسئلک العفو والعافیة فی دینی ودنیای واھلی ومالی۔

مسترشد

اب اپنی حالت کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش آتا ہے اسی کے انتظار میں ہوتا ہوں اپنا ارادہ نہیں ہوتا۔ جو وہ چاہتے ہیں کر ائے چلے جاتے ہیں۔ یہ خاص ارادے کا فقدان اور انکے ارادے کے سامنے اپنے ارادے کا فنا کرنا اخلاص کے خلاف تو نہیں ہے کہ جب ارادہ نہ رہا تو ارادے پر ثواب کا ترتب کیسے ہو گا لیکن میری حالت خود بخود ایسی ہو گئی ہے کہ ارادہ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی جو چیز پیش آتی ہے انکی طرف سے سمجھ کر راضی برضا ہو کر گر اللہ چاہیں تو کر دیا جاتا ہوں۔ اس حال کی اچھائی و برائی کی وضاحت چاہتا ہوں۔

حضرت الشیخ

ارادہ کی یہ فنائیت اخلاص کے خلاف نہیں ہے۔ ارادہ کی فنائیت یہ ہے کہ بندہ اپنے ارادہ کو موثر نہ جانے بلکہ موثر صرف مشیت الٰہی کو سمجھے۔ باقی ارادہ تو فنا نہیں ہوتا جب تک انسان ارادہ نہ کرے کوئی فعل نہیں ہو سکتا۔

مسترشد

قرآن کریم ذوق و پورے دھیان سے پڑھنے میں کوتاہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالی معاف فرماویں اور قرآن حکیم کا حفظ مع ظاہری و باطنی عمل کے نصیب فرماویں۔ فقط والسّلام

محمد اشرف

حضرت الشیخ

انشاء اللہ یہ چیز بھی پیدا ہو جائیگی آپ تلاوت جاری رکھیں۔

مکتوب نمبر ۲۶

محمد اشرف بنگلہ نمبر ۳ جھیل روڈ۔ پشاور

۲۱ شوال المکرم ۱۳۷۰ھ / ۵۱-۷-۲۶

مرشد :۔ بخدمت اقدس حضرۃ المکرم قبلہ و کعبہ ام مرشدی و مولائی سید صاحب دام ظلکم و فیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخؒ :۔ کراچی ۔ ۵

محب مخلص زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مرشد :۔ مکرمت نامہ چند روز ہوئے مل کر باعث مسرت ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی کرم سے آپ کو شفائے کامل عطا فرماوے۔ اور آپ کے فیوض و برکات سے تاقیامت جملہ انسانیت کو بہرہ مند فرماوے اور کسی کے صدقے مجھ نااہل کو بھی اہلیت بخشے کہ اس کی کریمی سے یہ کچھ بعید نہیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ آمین

مرشد :۔ اپنے حالات کیا لکھوں۔ ان کی درگاہ عالی کے قابل کوئی عمل نہیں۔ ان کے سامنے کھڑے ہونے کے بھی قابل نہیں۔ ان کا احسان و کرم ہے کہ اس نااہل کو نوازتے رہتے ہیں۔ ورنہ حق تو یہ ہے کہ اپنی بدعملی ہلاک کئے بنا نہ چھوڑے۔ ڈر لگتا ہے کہ خدانخواستہ اپنی کوتاہیوں کی بنا پر کہیں محروم نہ کر دیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ سے یہی التجا ہے۔ کہ بزرگوں کے صدقے اس فقیر و ناکارہ سے انتہائے کرم و رحمت والا معاملہ فرماوے۔ آمین۔

حضرۃ الشیخ :- آمین

مسترشد :- معمولات گو ان کی خصوصی مہربانی سے ادا کروا دیئے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے۔ کہ جو کسی قابل بھی نہ ہو اسے اپنی برکات و توفیقات سے نوازدیں۔ تاہم میرے معمولات رسمی اور بے حقیقت معلوم ہوتے ہیں الا ما شاء اللہ والحمد للہ علی ذلک۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور بزرگوں کی برکت سے اپنی مرضیات کے سانچے میں ڈھال لیں۔ اور کامل ایمان پر خاتمہ فرمادیں۔ آمین

حضرۃ الشیخ :- ایسا محسوس ہونا مقتضائے حکمتِ باری ہے۔ ورنہ سالک غرور میں مبتلا ہو کر برباد نہ ہو جائے۔

مسترشد :- معاشی پریشانیاں بھی اپنی درگاہ عالی سے دور فرماتے ہوئے مخلوق کی محتاجی سے محفوظ رکھیں۔ آمین

حضرۃ الشیخ :- یہ دعاء اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّا سِوَاکَ پڑھا کریں۔

مسترشد :- حضرت والا۔ ماسوائے کلیتاً فراغت کیوں کر نصیب ہو کہ قلب بعض اوقات بہت بے قرار ہوتا ہے

حضرۃ الشیخ :- کلیتہً فراغت مشکل ہے۔ کیونکہ بشر تقاضائے بشریت سے خالی نہیں ہو سکتا۔

مسترشد :- ادائے شکر کا احسن طریقہ کیا ہے۔ اپنی کم مائیگی کے استحضار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا یاد رکھنا اور تواضع و شکر کا امتزاج کیونکر حاصل ہو؟

حضرۃ الشیخ :- شکر یہ ہے۔ دل سے یہ سمجھنا کہ یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے استحقاق کے بغیر عنایت فرمائی ہے۔ اور زبان سے الحمد للہ کہہ کر

اِس کا اقرار کرنا۔

مسترشد:۔ چلتے پھرتے کبھی کبھی حضور کی کیفیت اور اپنے کالعدم ہونے کا یقین مستحضر ہوتا ہے۔ لیکن کیفیت احسان کا دوام نہیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ اس کا دوام ضرور نہیں۔

مسترشد:۔ اگرچہ قلب کے نزدیک ان کا ہونا مستحضر رہتا ہے۔ لیکن ان کا ہر وقت ناظر ہونا دھیان میں نہیں رہتا۔ اسی طرح ان کی کبریائی وعظمت کا تصور عموماً نہیں چھایا رہتا۔ ان کی محبت کے تذکروں میں لطف آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان کا کمال عشق میسر ہو۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ امور کبھی کبھی جو حاصل ہوتے ہیں۔ اسی میں خیر ہے۔

اگر ہمہ شب، شبِ قدر بودے، شب قدر سخت بے قدر بودے

مسترشد:۔ حضرت والا۔ استقامتِ طریق کیونکر آسانی سے حاصل ہو! اوقات بے ضابطگی سے گذر جاتے ہیں۔ آجکل نیند کا عموماً غلبہ رہتا ہے۔ نیند کے کم کرنے کی کیا صورت کیجائے۔ کہ وقت کافی نیند میں ایسے ہی گذر جاتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ استقامت عزیمت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور دعا ئیں۔ نیند کا غلبہ مضر نہیں۔ ولنفسك عليك حقٌ

مسترشد:۔ حضرت والا! اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تا قیامت ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ ورنہ مجھ جیسے ناکارہ اور دنیا پرست کا بزرگوں سے تخاطب وتعلق کہاں ممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کا لامتناہی اجر آپ کو عطا فرمادے

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ آپ کی محبت ہے

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل :: می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

مسترشد :۔ آخر میں سمع خراشی کی معافی کے بعد اپنے، اپنے اہل خانہ، والدہ محترمہ بہن بھائیوں رشتہ داروں متعلقین محبین و دوستوں کی دین و دنیا کی بہتری کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ اکثر احباب دُعا و سلام کے لئے کہہ دیتے ہیں

فقط والسلام

ہدایت و نظر عنایت کا طالب

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ :۔ آج راولپنڈی اور مری چند روز کے لئے جا رہا ہوں۔ سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔

والسلام

سید سلیمان

مکتوب ۲۷

قصہ خوانی ۔ پشاور

۲۵-۸-۵۱

مسترشد :۔ بخدمت حضرۃ المکرم سیدی و مولائی قبلہ و کعبہ ام سید صاحب دام ظلکم و عم فیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخ :۔ محب صمیم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :۔ حضرت والا کی پنڈی تشریف آوری کا علم آپ کے خط کے ذریعہ ہوا تھا۔ کم نصیبی تھی کہ لیت ولعل میں اتنے قرب کے باوجود حاضری نہ ہو سکی۔ فون کیا تو معلوم ہوا آپ آزاد کشمیر تشریف لے جا رہے ہیں اس کے بعد دوبارہ کیا تو معلوم ہوا کہ تشریف لا چکے ہیں۔ لیکن جانے والے ہیں۔ اس طرح اپنی سستی کی وجہ سے فیض سے محروم رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور آپ کے در اقدس سے تا قیامت وابستگی اور آپ کے فیوض و برکات سے کامل طور پر بہرہ اندوز فرمادیں

حضرۃ الشیخ : پنڈی گیا تھا۔ پھر واپس آگیا۔

ظاہری ملاقات کی محرومی سے ناشاد نہ ہوں۔ اصلی ملاقات دلی و روحانی ملاقات ہے جو حب فی اللہ کے ذریعہ ہر وقت حاصل ہے۔

مسترشد :۔ حضرتِ عالی ! اپنی کوتاہیوں اور بے مائیگی پر ندامت ہوتی ہے اللہ رب العزت نے تو اپنی خصوصی عنایت سے ایک دور افتادہ، ہیچ مایہ

خاص الخاص انعامات کے کچھ بھی حق ادا نہ کر سکا۔ جو کچھ ہے۔ وہ ان کا ہے یا آپ کا فیض ہے۔ یہاں تو سوائے خلوئے تامہ، ناکارگی نااہلی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اگر کوئی اور ہوتا تو نہ معلوم کہاں سے کہاں پہنچا ہوتا۔ اپنی ہی کوتاہیوں کا اعتراف، بے ہمتی و بے عملی کا استحضار ہے۔ نہ قال ہے۔ نہ حال، نہ ہی کسی قابل کوئی عمل۔ اگر جیسے اب تک بے استحقاق نوازا جاتا رہا ہوں۔ دست کرم نے یاوری کی۔ تو تو انشاء اللہ ہر طرح خیریت ہوگی۔ ورنہ اللہ ہی اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ جس طرح یہ اونچا تعلق نصیب فرمایا۔ اس کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عنایت فرمادے۔ کہ اس پر ہر کچھ سہل ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ کے یہ احوال قرین شکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید عطا فرمادیں۔ اصل نظر اپنے احوال قلب اور اعمال پر رہنی چاہیئے کہ صراط مستقیم سے کسی حال میں لغزش نہ ہو۔

مسترشد:۔ حضرتِ عالی! اپنی ہر طرح کی کوتاہیوں کے باوجود یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے اور بزرگوں کا فیض ہے کہ بحمد اللہ ثم الحمد للہ دل میں ہر وقت ان کا خیال سمایا رہتا ہے۔ ہر حالت میں ان کی ذات عالی کے سوا کوئی سہارا نظر نہیں آتا۔ ان کے سوا کوئی مونس و رفیق نہیں پاتا۔ ذکر دائم سے نوازا جا رہا ہوں۔ لگن سی لگی رہتی ہے۔ اگرچہ جو ان کے قابل ہو وہ میسر نہیں۔ لیکن یہ کیا کم ہے کہ یاد میں تو ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس فیض کے چشمے کو تا ابد باقی رکھے۔ جہاں سے ہم جیسے نااہل نوازے جا رہے ہیں۔

خدا آباد رکھے ساقی تیرا میخانہ!

معمولات جوں توں کر کے پورے کروا دیئے جاتے ہیں قلب میں ایک خاص دھن وگڑھن سی لگی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے اندرونی حالت میں تبدریج ترقی محسوس ہوتی ہے۔ گو اس کا تفقد بغور فکر کرنے سے ہوتا ہے۔ ورنہ عموماً اپنی حالت کی خرابی کا گمان غالب اور ہلاکت کا اندیشہ چھایا رہتا ہے۔ موجودہ سوسائٹی سے مفر کی صورت نہیں۔ لیکن عموماً ایسی صحبتوں کے بعد قلب پر سیاہی کا احساس اور بے چینی محسوس ہوتی ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ اس کا علاج بے ضرورت صحبتوں سے احتراز اور کثرت استغفار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک مجلس میں ستر ستر دفعہ استغفار پڑھتے تھے۔ پھر ہم کیا ہیں

مسترشد :۔ اظہار حق میں بیباکی اور جرأت ہنوز میسر نہیں ہوئی۔ گو بفضل ایزدی استفسار پر کتمانِ حق نہیں ہوتا۔ لیکن حق کے اظہار میں جس جرأت رندانہ کی ضرورت ہے۔ وہ مفقود ہے۔ ضعف وکسل طبیعت میں بہت ہے۔ اپنے عیوب وکوتاہیوں کے استحضار کی وجہ سے عموماً ادائے شکر میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ آپ کے صدقے اس نا اہل کو کمال صحت روحانی وجسمانی سے جملہ اہل اسلام کے ساتھ نوازے

حضرت جی ! دعاؤں کا نہایت ہی محتاج ہوں۔ نہ معلوم کن کن عیبوں سے بھرا ہوں گا جو اپنی کوتاہ نگاہی کی وجہ سے نظر نہ آتے ہوں گے بہرحال اللہ تعالیٰ اپنی جملہ توفیقات سے نوازیں۔ اور نفس اور شیطان کے شرور سے محفوظ رکھیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ جرأتِ حق نام حق کو خوبی اور نرمی کے ساتھ ظاہر کر دینا ہے سختی اور سخت کلامی کی ضرورت نہیں کہ وہ تو کام کو اور خراب کر دیتی ہے ۔ ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن

مسترشد :۔ قبلہ ام ! معاشی پریشانی بعض اوقات بہت پریشان کر دیتی ہے ۔ کاروبار کی کوئی سبیل اب تک پیدا نہیں ہوئی ۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں ۔ نہ کسی سے کہہ سکتا ہوں نہ کچھ کر سکتا ہوں ۔ ظاہری اسباب میں بھی جو کوشش ہوتی ہے ۔ کامیابی دکھائی نہیں دیتی ۔ اللہ تعالیٰ کی اس میں بھی حکمت ہے ۔ نامعلوم وہ کیا چاہتے ہیں ۔ لیکن بعض اوقات اضطراراً قلب پر غم بہت زیادہ چھا جاتا ہے ۔ تبلیغ وغیرہ کے سفروں میں بھی اس وجہ سے کافی کمی ہو گئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرماویں خصوصی نظر و دعا کا طالب ہوں ۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بے شبہ معاشی پریشانی بڑی آزمائش ہے ۔ اس کے لئے جو تدبیر سمجھ میں آئے کی جائے ۔ برکت دینے والے اللہ ہیں ۔

ھو الرزاق ذو القوۃ المتین

مسترشد :۔ والدہ صاحبہ مکرمہ ، میری بہنیں ، بھائی کئی رشتہ دار اور دوست احباب سلام اور دعا کی خصوصی درخواست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سب کی حاجات کا تکفل فرما دے ۔ اور دارین کی عافیت وصلاح سے نوازے ۔ آمین ۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ان سب کے لئے دعائے خیر اور سلام کہہ دیں ۔

مسترشد :۔ میرے بڑے بھائی محمد اکرم بفضل ایزدی حکومت پاکستان کی طرف سے ڈپٹی ٹریڈ کمشنر ہو کر کسی غیر ملک میں بھیجے جا رہے ہیں۔ اغلب خیال یہ ہے کہ کسی غیر مسلم مسیحی ملک میں تعینات ہوں گے۔ مجھے انہوں نے کہا ہے کہ آپ سے یہ مسئلہ دریافت کروں۔ کہ یورپ یا امریکہ کے ملکوں میں جہاں کہ ذبیحہ حرام ملتا ہے۔ اس چیز کا بھی اندیشہ ہے۔ کہ وہ دوسرے کھانے بھی انہیں حرام والے برتنوں میں پکاتے ہوں گے۔ کھانے کی کیا صورت کیجائے۔ کیا دوسری چیزیں جو ان برتنوں وغیرہ میں پکائی جاتی ہیں۔ وہ بھی ناجائز ہو جاتی ہیں یا نہیں۔ اس سلسلہ میں وہ کہہ رہے تھے کہ کیونکہ آپ یورپ کا سفر فرما چکے ہیں اس مسئلہ کے علاوہ اپنے عالی مشورہ سے بھی مستفید فرمادیں۔ کہ خورد و نوش کی کیا صورت کیجائے اور سرکاری دعوتوں وغیرہ میں کیا رویہ برتا جائے۔ اُمید ہے کہ آپ مسئلہ کے جواب اور اپنے مشورہ سے مفصلاً ممنون فرمادیں گے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ہاں دقتیں تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو محفوظ رکھے۔ ترکاری۔ سبزی، انڈے اور مچھلی تو کھا ہی سکتے ہیں۔ گوشت کے لئے یہ ہے کہ یہودی کی دکان سے گوشت خریدیں۔ وہ ذبیحہ کے باب میں محتاط ہیں برتن تو ہمیشہ دھلتے رہتے ہیں۔ ان میں حرج نہیں۔ سرکاری دعوتوں میں خود شراب اور لحم حرام سے بچیں اور دوسروں کو بھی پیش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے گا۔

مسترشد :۔ آخر میں کوئی غلطی ہو گئی ہو تو اسکی معافی چاہتا ہوں۔ برادرم سلمان اور دیگر اہل خانہ کی خدمت میں سلام مسنون۔ برادرم

غلام مرتضیٰ صاحب دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں

فقط والسلام

ہدایت ونظر عنایت کا طالب

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ :۔ کوئی غلطی نہیں آپ فکر نہ کریں

عزیزم غلام مرتضیٰ کے لئے دعاء کرتا ہوں

والسلام

الفقیر الی اللہ

سلیمان

۴؍ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ

مکتوب - ۲۸

نمبر۳ جمیل روڈ۔ پشاور

۵۱-۹-۱۰

مسترشد :۔ بخدمت اقدس حضرۃ سیدی و مولائی قبلۂ وکعبۂ ام سید صاحب دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخؒ :۔ عزیز مخلص ادام اللہ توفیقکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :۔ خدمت اقدس میں عید الضحٰی کی اس مبارک موقع پر ہدیہ تبریک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ رب العزت اس مبارک دن کو ہماری دینی و دنیوی بہتری کا ذریعہ فرمائے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی طرح اپنا بنا کر اپنی مرضیات کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عنایت فرمادیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ عید اضحٰی کی مبارکباد پر مبارکباد۔ مگر یہ تو رسمی بات ہوئی۔ یہ دعاء البتہ مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ مرضیات الٰہی پر صبر و شکر کی توفیق دے جو اس عید کا ماحصل ہے۔

مسترشد :۔ امید ہے۔ حضرت والا کے مزاج بخیریت ہوں گے۔ اس سے پیشتر ایک عریضہ تقریباً بیس دن ہوئے خدمت عالی میں بھیجا تھا۔ جس کے جواب کا نہایت بے چینی سے منتظر رہا۔ لیکن ہنوز جواب سے مشرف نہ ہو سکا۔ نہ معلوم خط خدمت اقدس میں نہ پہنچ سکا۔ یا جو جواب حضرت والا نے بھیجا وہ اس ناکارہ تک نہ پہنچ سکا۔

حضرۃ الشیخؒ: خط کے جواب میں تاخیر میرے سفروں کی وجہ سے ہوئی مگر جواب بھیجا جا چکا ہے۔ اب مل گیا ہوگا۔

مسترشد:۔ بہرحال اس دفعہ عجب اضطراب و بے چینی کی کیفیت تھی طرح طرح کے وساوس اپنی کوتاہیوں کی بنا پر آتے تھے اور ایک بڑی وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ حضور کی پنڈی وغیرہ تشریف آوری کے باوجود اپنی کم نصیبی اور کوتاہی کی بنا پر حاضر خدمت نہ ہو سکا تھا۔ اس کا بھی بعد از وقت نہایت ہی غم و افسوس رہا۔ بہرحال اس اضطراب و غم میں بھی ایک حکمت اللہ تعالیٰ کی معلوم ہوتی ہے۔ کہ حضرت عالی کا خیال دل و دماغ پر اس طرح چھایا رہا جس کا تجربہ ماضی میں نہ ہوا تھا۔ گویا اس بُعد میں بھی ایک طرح کا قرب نصیب تھا۔ والحمد للہ علی ذالک۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ سب محبت کے آثار ہیں۔ اللہ تعالیٰ طرفین کو ان سے فائدہ پہنچائیں۔

مسترشد:۔ بہرحال اپنی کوتاہیوں، حقوق ناشناسیوں، کمزوریوں کا صدق دل سے معترف ہوں اور معافی کا طالب ہوں۔ جو قصور بھی اس ناکارہ سے سرزد ہوئے ہیں معاف فرمادیں۔ اور اللہ رب العزت سے بھی دعا فرمادیں۔ کہ اس سراپا گناہ کو اپنی رحمت و ستاری کے دامن میں لے لے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ کوئی قصور نہیں ہوا معافی کس بات کی۔

مسترشد:۔ صرف وہی سہارا ہے اور پناہ کی جگہ ہے ورنہ ہیں تو اپنے

گناہوں سے اپنے کو ڈبو چکا ہوں۔ کوئی عمل ان کی درگاہ عالی میں پیش کرنے کے قابل نہیں ہے جسے پہلے طاعت و عبادت سمجھتا تھا اب معلوم ہوتا ہے کہ ان کوتاہیوں کی بنا پر اگر وہ رحیم و کریم مواخذہ نہ فرمائے تو نجات کی صورت ہو جائے گی ورنہ اللہ ہی اللہ ہے جسے نیکی سمجھا کرتے تھے اب معلوم ہوا کہ۔ کہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا ورنہ حقیقت ہنوز مفقود، اگر سچ کہوں تو وہی حالت ہے ع

قال ابتر حال ابتر سب میرے ابتر ہیں کام

کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا

اس ابتری کی حالت میں صرف ذات الٰہی کی رحمت ہی پر نظر باقی ہے اور انہی سے امید ہوتی ہے۔ اس دعا سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے کہ اللھم ان مغفرتك اوسع من ذنوبي و رحمتك ارجیٰ عندي من عملي۔ اللہ رب العزت اپنی رحمت کے صدقے اسے نابکار کی کوتاہیوں کو معاف فرما دے اور کامل ایمان پر خاتمہ فرما دے تو یقیناً اس سے بڑی کوئی کامیابی نہیں۔ حضرت والا کی خدمت میں کمال عجز سے درخواست ہے کہ اپنی خصوصی دعاؤں اور توجہات سے اس احقر کو فراموش نہ فرمادیں۔ جو کچھ بھی ہوں۔ درِ اقدس کی غلامی کے لفظی تعلق کا شرف تو بحمد اللہ رکھتا ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بزرگوں کے صدقے اصلاح و نجات کی صورتیں پیدا فرمادیں۔ کہ ان کے کرم سے کچھ بعید نہیں۔ ان کے کرم نے جس طرح اس بے استحقاق کو محض اپنے فضل و کرم سے بن دیکھے بزرگوں کے دامن تربیت میں ڈال دیا

بہت ممکن ہے ان کی رحمت اس نااہل کو جو باوجود اتنے طویل عرصے کے تعلق کے سنور نہ سکا ایک ہی نظرِ عنایت سے سنوار دے تو کوئی بعید نہیں۔

باکریماں کارہا دشوار نیست

حضرة الشیخ رح :۔ بدل دعاء ہے

مسترشد :۔ بحمد اللہ اب تک جس جس طرح اس نے نوازا یہ اسی کا احسان تھا۔ حق یہ ہے کہ اس کا ذرہ برابر بھی شکریہ اس نااہل سے بن نہ آیا۔ حضرت والا کے فرمودہ معمولات کی پابندی کرا دینی بس صرف اسی کا احسان و فضل ہے۔ ذکر دوام کے عموم کی دولت اس کریم کا صدقہ ہے۔ جب سے حضرة والا نے قرآن کریم کی تلاوت کیلئے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ "اس طرح پڑھو گویا اللہ کو سنا رہے ہو" تو اس کے بعد سے حضور و احسان کی کیفیت بھی بڑھ گئی ہے۔ قلب میں غیر کا دھیان اب نہیں سماتا۔ بلکہ کثرت کلام سے بھی وحشت اور قلب پر سیاہی محسوس ہوتی ہے۔ ان کا دھیان اپنی کوتاہیوں کے باوجود لگا رہتا ہے۔ یہ سب صرف اس کا احسان اور بزرگوں کی برکت ہے جو تحدیث نعمت و اطلاع احوال کی بنا پر قلمبند کر دی گئی ہے۔ ورنہ یہ سیاہ کار اپنی ذات میں ہنوز نااہلیتوں اور کوتاہیوں کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح اسے پسند ہو میری اور جملہ اہل اسلام کی ظاہری و باطنی کامل طور پر اصلاح فرما دیں اور اپنی مرضیات کے سانچے میں ڈھال لیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ مبارک۔

مسترشد :۔ حضرۃ والا۔ دنیاوی طور پر ہنوز بندے کا کوئی معاشی کاروبار کا سلسلہ نہیں بنا۔ ظاہراً کوئی اسباب بھی نظر نہیں آتے نہ کسی سے کہہ سکتا ہوں۔ نہ اپنے سے کچھ بنتا ہے۔ بعض اوقات طبعی غم قلب پر بہت چھا جاتا ہے۔ جس سے پریشانی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا فرمادیں کہ غیب سے کوئی صورت بہم پہنچائیں جس میں ہر طرح کی بہتری ہو۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ سامان فرمادیں

مسترشد :۔ گذشتہ عریضہ (جس کا حوالہ اوپر دے چکا ہوں اس میں بھی) میں تحریر کیا تھا۔ اب پھر لکھ رہا ہوں کہ میرے بڑے بھائی مکرمی محمد اکرم صاحب پاکستان کی طرف سے کسی غیر ملک میں ڈپٹی ٹریڈ کمشنر مقرر ہو کر جارہے ہیں۔ وہ مستفسر ہیں اور میرے ذریعے آپ سے یہ مسئلہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ غیر ملک میں خصوصاً مسیحی ملکوں میں تو عموماً مذبوحہ جانور جو اُنہوں نے ذبح کئے ہوتے ہیں۔ حرام ہوتے ہیں۔ کیا ان برتنوں میں پکا ہوا دوسرا کھانا بھی صحیح ہے یا نہیں۔ اس کے علاوہ مشورۃً وہ یہ بھی پوچھتے ہیں کہ خورد و نوش میں کس طرح یورپی ممالک میں حرام کھانوں سے بچا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ حضرت والا کیونکہ یورپ کا سفر کر چکے ہیں اسلئے اگر از راہِ عنایت آپ بتا سکیں کہ حلال کھانے کا انتظام وہاں کس طرح سے آسانی سے ہو سکتا ہے۔ تو نوازش ہوگی۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ نباتات، ترکاریاں، انڈے کھائیں، مرغ لاکر گھر پر ذبح کرلیں یہودی قصاب کی دکان سے گوشت خریدلیں۔

مسترشد :۔ اس طویل سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ اور آخر میں اپنے والدہ صاحبہ، بہنوں بھائیوں، رشتہ داروں، متعلقین ومحبین وجملہ اہل اسلام کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ والدہ صاحبہ، ہمشیرگان اور مخلص غلام مرتضےٰ صاحب بہت بہت سلام عرض کرتے ہیں اور خصوصی دعا کے طالب ہیں۔ فقط والسلام

دعا وہدایت کا طالب

بندہ ناچیز

محمد اشرف عفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :۔ سب لوگوں کو سلام کہیں۔

والسلام

الفقیر الی اللہ

سید سلیمان

۱۷ ستمبر ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۲۹

از پشاور کینٹ
۴-۱۰-۵۱

مسترشد: بخدمت اقدس سیدی و مولائی قبلۂ و کعبہ ام حضرۃ المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم

حضرۃ الشیخؒ: عزیزی و حبیبی و مخلص زادکم اللہ تعالیٰ توفیقکم۔

مسترشد: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ حضرت والا کے دو شفقت نامے بندہ کے مراسلات کے جواب میں یکے بعد دیگرے مل کر باعث طمانیت ہوئے۔ اللہ رب العزت حضرت عالی کا سایہ کامل فیوض و برکات کے ساتھ ہمارے سروں پر ہمیشہ رکھے۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ: السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد: بحمد اللہ تعالیٰ خداوند قدوس کے خاص فضل و عنایت سے معمولات پورے کروا دیئے جاتے ہیں۔ قلب کی نگہداشت کا عموماً فکر رہتا ہے۔ تحسین نیت و اعمال کی اصلاح کا بھی بفضل ایزدی عموماً استحضار رہتا ہے۔ گو اپنی کمزوریاں اور اندرونی کوتاہیاں اسی طرح دامن گیر ہیں۔ احوال کی کمی بیشی جاری ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ کیفیات کی طرف توجہ اب نہیں جاتی۔ الا ماشاء اللہ

کشف وغیرہ کا سلسلہ اب تقریباً بند ہے (والحمد للہ علی کل حال) لیکن اول فنا کا جذبہ جو غالب معلوم ہوتا تھا۔ اب اس کا احساس نہیں ہوتا۔ ذکر اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً جاری رہتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- کیفیات آتی جاتی رہتی ہیں۔ کشف و الہام کو قرب میں کوئی دخل نہیں۔

مسترشد :- حضرت مولانا تھانویؒ کے ملفوظات وغیرہ کچھ نہ کچھ روزانہ پڑھ لیتا ہوں۔ حدیث شریف کا درس ہنوز جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ علم نافع، عمل صالح اور نیت خالص نصیب فرماویں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :- آمین

مسترشد :- آپ کو اس چیز کا علم ہے۔ کہ بندہ قاصر یہاں کی مسلم لیگ کا سیکرٹری ہے۔ اور ہمارے صوبے میں اسمبلی کے انتخابات ہونے والے ہیں۔ حضرت والا کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ جب گذشتہ اسمبلی توڑی گئی اس وقت سے مسلم لیگ والے، رشتہ دار اور متعدد احباب اس چیز پر مصر تھے کہ میں پشاور کے ایک حلقہ سے انتخاب میں رکنیت کے لئے کھڑا ہو جاؤں۔ ان کا اغلب خیال ہے کہ ممکن ہے کہ میں بغیر مقابلہ کامیاب ہو جاؤں۔ میرے سامنے نفع اور ضرر کے دونوں پہلو تھے اور اسے ایک بڑی آزمائش گاہ سمجھتے ہوئے میں ٹالتا رہا اور آخر کوئی چودہ دن ہوئے کہ مقامی مسلم لیگی حلقوں سے میں نے صاف انکار کر دیا کہ میں اپنے میں مختلف بنا کی وجہ پر یہ صلاحیت نہیں پاتا۔ اس پر بھی وہ مصر رہے۔ لیکن میں نے خیال نہ کیا۔ لیکن گذشتہ چند دن سے میرے چند مخلص احباب جن کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ مجھے اس چیز پر دینی اور دنیاوی منافع کی بنا پر از حد مجبور کر رہے تھے۔ میں نے دو دفعہ

پہلے استخارہ کیا لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ مخلصین کے دلائل گو دماغ کو بھاتے تھے لیکن میرا شرح صدر نہ ہوتا تھا۔ دفعتہً کل ایک میرے مخلص بزرگ جنہوں نے خالصتہً لوجہ اللہ اپنی ایک اعلےٰ ملازمت چھوڑ کر متوکلاً دین کی خدمت میں مشغول ہیں۔ بغیر میرے سوال کئے اس کے لئے مجھے ابھارتے رہے۔ میں نے ہنوز اثبات میں جواب نہیں دیا اور نامزدگی کے لئے صرف آٹھ دس دن رہ گئے۔ لیکن رات استخارہ کیا۔ تو اس میں حضرت والا کو خواب میں دیکھا کہ آپ یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے گرد کچھ کاغذات وغیرہ پڑے ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "میں بھی مسلم لیگ میں اس لئے داخل ہوا ہوں کہ یہ (حکومت) مجھے مخالف نہ سمجھے اس کے بعد آپ نے جو گفتگو فرمائی اس کے الفاظ گو ضبط نہیں۔ لیکن مفہوم اس طرح تھا۔ کہ اگر میں اس میں شامل نہ ہوتا تو حکومت مجھ سے آئین وغیرہ کے متعلق کیوں پوچھتی۔ بہر حال ایک طویل بات چیت آپ نے فرمائی۔ جو یاد نہیں رہی۔

اب یہ سب حالات آپ کی خدمت میں آخری مشورے کیلئے بھیج رہا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ وہ کام کریں۔ جس میں دارین کی بھلائی وعافیت ہو۔ مجھے اور تمام عالم کو نفسانی شرور اور مصائب سے بچائیں۔

آخر میں والدہ صاحبہ، ہمشیرگان وبھائی صاحبان جملہ احباب خصوصاً

غلام مرتضیٰ وغیرہ کی طرف سے سلام و درخواست دُعاء۔ فقط

دعا ونظر عنایت کا طالب

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ معاملہ اپنی قوت وضعف کا ہے۔ اگر آپ یہ قوت اپنے میں پاتے ہیں یا کم از کم ارادہ رکھتے ہیں کہ مواقع خیر میں خیر کی اعانت کریں گے تو کھڑے ہوجائیے۔ مگر انتخاب کے لئے وہ مکائد و وسائل کام میں نہ لائیے جو اہل دنیا اور طالب جاہ و مال کرتے ہیں پس جاہ و مال کی طلب سے خالی ہو کر کرنے کی طاقت پائیں تو کھڑے ہوں۔

والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۔ ۲۰

پشاور کینٹ

۵۱ - ۱۱ - ۳۱

مسترشد:۔ بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ ام سیدی و مولائی حضرۃ المکرم دام ظلکم و دفیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخؒ :۔ مخلص من آدام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد :۔ ایک مہینہ سے اوپر ہوا کہ حضرت والا کا گرامی نامہ صادر ہوا تھا۔ بندہ اپنی نالائقی کی وجہ سے پھر حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ اس حقیر و ناکارہ کو اپنی خصوصی رحمت کے صدقے اپنی مرضیات کے مطابق ہر آن و لمحہ گذارنے کی توفیق عنایت فرماویں۔

حضرۃ الشیخؒ ، الحمد للہ خیریت ہے۔ صرف کھانسی کی شکایت ہے، دوا اور انجکشن استعمال میں ہے۔

مسترشد :۔ حضرت والا ! گذشتہ عریضہ میں اسمبلی میں امیدوار کھڑے ہونے کی اجازت چاہی تھی۔ جو مسلم لیگ کے شدید تقاضے کی بنا پر تھی آپکی مشروط اجازت آئی۔ بندہ نے لیگ کے ٹکٹ کیلئے درخواست کی۔ لیکن اتنے میں ہماری سیاست والوں کی درپردہ حکمتیں اس چیز کی متقاضی ہوئیں۔ کہ میری بجائے ہمارے صدر صاحب کو ٹکٹ دیا جائے چنانچہ انہیں ٹکٹ دیا گیا۔ اور اللہ رب العزت کی دور رس حکمت نے

نامعلوم کس آنے والی ابتلاء سے اس بندہ کو محفوظ کر دیا۔
(والحمد للہ علی ذالك)

حضرۃ الشیخؒ:۔ الخیر فی ما وقع
بہرحال آپ کو سیاسیات کا تھوڑا سا تجربہ ہو گیا۔

مسترشد:۔ بہرحال موجودہ سیاست کے ساتھ چلنا اور انہیں صحیح بنیادوں پر اٹھانا نہایت ہی دشوار کام ہے۔ قدم قدم پر پاؤں ڈگمگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماویں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ:۔ تو پاک باش مدار از کس باک

مسترشد:۔ قبلہ ام! میری اپنی حالت میں معمولات کی پابندی کروائے جانے کے باوجود پہلے سے زیادہ بہتری کی طرف تغیر نہیں ہوا۔ گو بفضل ایزدی قلب کی نگہداشت کا مادہ پیدا ہو گیا ہے لیکن پچھلے چند دن سے سمجھ رہا ہوں کہ گویا دل اندر سے خالی ہوتا جا رہا ہے۔ پریشان خیالی بھی لاحق ہو رہی ہے۔ پہلے جیسا توکل و یقین بھی نہیں رہا۔ بہت ممکن ہے کہ یہ سیاسی مشغولیت کے نتائج ہوں گو حتی الوسع ناجائز سرگرمیوں سے پرہیز کرتا ہوں لیکن صحبت کے اثرات ہو سکتے ہیں۔ دوام ذکر جاری ہے۔ بحمد اللہ مولانا تھانویؒ کے ملفوظات عموماً زیر مطالعہ رہتے ہیں۔ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دیں۔ تو اگلے مہینے کچھ دن کے لئے حاضر خدمت ہو جاؤں گا تاکہ قلب کی سیاہی دھل سکے۔

حضرت الشیخؒ :- مواعظ اور ملفوظات کا مطالعہ ہر قدم پر انشاء اللہ تعالیٰ آپکی رہبری کرے گا۔

مسترشد :- حضرت والا! بندہ عاجز کی معاشی حالت عجیب ہے اپنے کاروبار کا ابھی تک کوئی سلسلہ نہیں۔ اخراجات لابدی ہیں۔ تجارت کیلئے سرمایہ نہیں۔ شراکت کا کچھ فائدہ نہ پہنچ سکا۔ ملازمت کوئی صحیح مل نہیں رہی۔ اللہ رب العزت غیب سے سامان پیدا فرماویں آمین۔

حضرۃ الشیخؒ :- طلب رزق حلال از جملہ فرائض و واجبات ہے۔ اِس سے تو کسی حال میں تغافل درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں۔ اور غیب سے سامان فرمادیں۔

مسترشد :- کبھی خیال کرتا ہوں کہ بالکل دنیا سے کنارہ کش ہو کر دینی تعلیم وغیرہ حاصل کر کے دین کی خدمت میں زندگی گذار دوں۔ لیکن جب عواقب کو دیکھتا ہوں۔ تو ابھی اپنے میں اتنی ہمت نہیں پاتا دوسرا کوئی سلسلہ اپنی مزاج کا بھی نظر نہیں آرہا۔ اللہ تعالیٰ اس فقیر کے ساتھ انتہائی لطف وکرم والا معاملہ فرمادیں۔ اور توکل و تفویض تام سے سرفراز فرمائیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ : آمین

مسترشد :- اللہ تعالیٰ نے اس بے استحقاق کو خالص اپنے لطف سے جو دینی نعمتیں وصلاحتیں عطا فرمائی ہیں۔ وہ بھی میری ناقدریوں اور نا اہلیوں کی وجہ سے ضائع ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف

فرما دیں۔ اور اپنی مرضیات کے مطابق کمال عفو و عافیت کے ساتھ زندگی گذروادیں۔ آمین۔

دعاؤں کا نہایت ہی محتاج ہوں۔ حد درجہ ناکارہ و نااہل ہوں پوری توجہات و دعاؤں سے نوازیں۔

حضرة الشیخؒ:۔ دل سے دعاء کرتا ہوں۔

مسترشد:۔ والدہ صاحبہ، ہمشیرگان و احباب خصوصاً غلام مرتضےٰ و حاجی اسلم صاحب سلام کے بعد دعا کے لئے عرض کرتے ہیں۔ باقی جملہ خیریت ہے۔ برادرم سلمان صاحب کی خدمت میں سلام۔ فقط

ناچیز و ناکارہ

محمد اشرف

حضرة الشیخؒ:۔ ان سب کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں

الفقیر الی اللہ

سید سلیمان

۱۴ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ

مکتوب ۳۱

جمیل روڈ۔ پشاور کینٹ

۲۴-۱۲-۵۱

مسترشد :۔ بخدمت مکرمی ومعظمی سیدی ومولائی حضرۃ مکرم دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیزی ومخلص ومحبی وفقکم اللہ تعالیٰ لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسترشد :۔ حضرت والا کا شفقت نامہ مل کر باعثِ تسکین و زیادت ایمان ومحبت ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس فیض کو تاقیامت باقی رکھے جو ہم جیسے نااہلوں کو بھی ایمان کی حلاوت سے فیض یاب کر ہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامل صحت وعافیت بخشے۔ اور ہمیں غیب سے استعداد نصیب فرماوے کہ آپ کی تعلیمات وعلوم وفیوض وبرکات کے صحیح حامل بن سکیں۔ وما ذالك علی اللہ بعزیز۔ کہ اگر اللہ رب العزت کا ارادہ اور آپ بزرگوں کی خصوصی توجہ وعنایت ہوجائے تو بہت ممکن ہے کہ یہ سراپا خطا وجہل علم وعمل وقرب ورضا سے نواز دیا جائے

باکریماں کارہا دشوار نیست

نوبہارا حسن گل دہ خار را ⁂ زینت طاؤس دہ ایں مار را

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمد للہ تعالیٰ مع الخیر ہوں۔ آپ کے لئے دعا خیر کرتا ہوں۔

مسترشد :۔ حضرت عالی! سننے میں آتا ہے۔ کہ کئی بار اللہ تعالیٰ کے بندوں نے اپنی دعا وہمت سے ناکاروں کو کام کا بنا دیا۔ اگر یہ حقیقت ہے تو

یہ نابکار و نااہل نگاہ کرم کا سب سے زیادہ محتاج ہے۔ پہلے بھی نوازا جا رہا ہوں۔ اور آئندہ بھی امیدوار ہوں۔ حضرت والا ! اللہ رب العزت کی حکمت غیبی نے ایک دور افتادہ ناآشنا بے کار و نااہل سے تقریباً نو سال ہونے کو آئے آپ کا خط کے ذریعے تعارف کرادیا۔ یقیناً میں اس چیز کا اہل نہ تھا۔ کہ آپ جیسے بزرگوں سے شرف مکاتبت حاصل کرتا لیکن یہ اس بے نیاز کی دین تھی۔ کہ ایک گدا کو لایا اور شاہ کے قدموں پر ڈال دیا۔ کسی قابل نہ تھا۔ نہ اب ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :- ہاں بھائی یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و رحمت خصوصی ہے جو وہ اپنی مشیت سے کسی پر کرتے ہیں۔ ورنہ سنت اللہ جو جاری ہے ہم کو اس کے راستے سے ان تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اسی میں لگے رہنا چاہیئے۔

ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے
پر تجھ کو چاہیئے کہ لگا دو لگی رہے

مسترشد :- اپنی اس طویل گذشتہ نو سالہ زندگی پر نگاہ ڈالتا ہوں تو ایک لحاظ سے اپنی کوتاہی، نااہلی، بے عملی اور نابکاری عیاں ہوجاتی ہے اور ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ کہ اے نااہل اس قدر طویل عرصہ میں بھی تیری اصلاح نہ ہوسکی۔ اگر یہی ہدایتیں کسی دوسرے کو ملتی تو نہ معلوم کہاں کا کہاں پہنچ جاتا اور یہاں ہنوز روز اول والا معاملہ ہے۔ دوسری طرف، جب اپنی کوتاہیوں کے باوجود اللہ رب العزت کے احسان و کرم نوازیوں کی طرف نگاہ جاتی ہے۔ تو شکر و امتنان کے جذبات

سر جھک جاتا ہے کہ باوجود اس قدر کوتاہیوں کے یہ انعامات۔ معمولات کی بہرحال کسی نہ کسی صورت پابندی، ذکر دائمی کی توفیق، دینی علم و احادیث کے کچھ پڑھ لینے کی عنایت، اپنی اصلاح کا فکر، ایک احسان ہو تو گناؤں۔ بہرحال جس چیز و عنایت کا قطعاً مستحق نہ تھا۔ بغیر کسی ذاتی استحقاق و خوبی کے محض ان کی عنایت و کرم اور آپ کی توجہ و برکت سے اس نااہل و نابکار پر مبذول ہوتی رہی اور آئندہ بھی صرف ان کے احسان و رحمت سے امید ہے کہ ناامید نہ کیا جاؤں گا! کیونکہ ان کی رحمت ہر چیز سے بڑی ہے۔ صرف ڈر اپنی کوتاہی کا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- یہ دونوں جذبے صحیح ہیں۔ پہلے کا منشا یہ ہے کہ تکبر راہ نہ پائے اور ترقی کی طرف قدم ہمیشہ بڑھتا رہے اور دوسرے کا منشا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے تاکہ نعمت میں حسب وعدۂ الٰہی افزائش ہو۔

مسترشد :- اللہ رب العزت ادنیٰ مواخذہ سے بھی محفوظ فرمائیں۔ اور انتہائی کرم وستر، عفو و درگذر کا معاملہ فرمائیں۔ اور دارین میں کمال عافیت و فراغت، قرب و محبت کی زندگی سے نوازیں اور بغیر کسی حساب کے اپنی رحمت اور بزرگوں کے صدقے اپنی جنت و رضا سے مع جملہ محبین و اقارب اور تمام اہل اسلام کے ہمکنار فرماویں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :- آمین

مسترشد :- حضرۃ والا۔ خط گو طویل ہوگیا ہے۔ تاہم سمع خراشی کی معافی چاہتے ہوئے۔ مدعا نگار ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ہاں خط طویل نہ ہو تو مناسب ہے۔ باقی ضروری امور نمبر دے کر نمبر وار لکھا جائے تاکہ نمبروں کی ترتیب سے جواب میں سہولت ہو

مسترشد :۔ پچھلے کچھ دنوں سے قلب میں اک سوز کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ کچھ مستی کی کیفیت محسوس کرتا ہوں۔ عشقیہ شعر پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اور ان سے تسکین ہوتی ہے۔ ذکر بھی جو کریں ہمیشہ خفی کرتا ہوں۔ (الا ما شاء اللہ) جہری کرنے کو جی چاہتا ہے اور خواہش ہوتی ہے کہ قلب سے ماسوا کا تعلق قطع ہو جائے اس سلسلہ میں مزید یہ بات ہے کہ آپ کے فرمانے کے مطابق میں اسم ذات کا ذکر تین ہزار مرتبہ کرتا ہوں۔ عموماً یہ دھیان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے چون و بے چگوں قلب احقر کے ساتھ ہیں (سبحان اللہ تعالیٰ عما یصفون)۔ لیکن اب کچھ دنوں سے لا الٰہ الا اللہ ذکر کے دوران میں اس نیت سے کہہ دینے سے کہ غیر کو قلب سے خارج کر رہا ہوں قلب پر جو گرہ سے ہوتی ہے۔ کھل جاتی ہے۔ اطلاع و اصلاح کے لئے تحریر خدمت کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا ذکر دائم نصیب فرماویں۔ اور ہماری نفسانی خواہش و شرور سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ایک کیفیت بھی مستحسن و محمود ہے۔ ذکر جہری کرنے یا عشقیہ اشعار پڑھنے کو جی چاہے تو پڑھ لیں۔ خواجہ مجذوب صاحب کے اشعار اس کے لئے مفید ہیں۔ یہ ذکر اسی طرح سے جاری رکھیں۔

مسترشد :۔ مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانح آج کل زیر مطالعہ ہے

بہت نافع معلوم ہو رہی ہے

حضرۃ الشیخؒ :- سوانح کا حصہ خصوصاً تعلیمات کا مفید ہے۔

مسترشد :- گذشتہ کراچی میں آپ کی خدمت میں حاضری گو غیر متوقع اور بہت قلیل تھی۔ لیکن سچ عرض کرتا ہوں۔ نہایت فائدہ محسوس کیا۔ اور اپنی کئی کوتاہیوں اور نفس فریبیوں پر آگاہی ہوئی۔ اللہ رب العزت جلد سے جلد طویل و نافع صحبت کی صورتیں بہم پہنچادیں۔ سچ ہے کہ بزرگوں کی ایک منٹ کی صحبت صدیوں کی ہم جیسوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ آج کل عموم اس چیز کا دھیان رہتا ہے کہ جلد سے جلد اللہ تعالیٰ اس گندے کو رذائل سے پاک کرے اور کوئی صورت ہو جائے۔ کہ میری اصلاح بھی ہو جائے۔ جماعتی کاموں سے دلچسپی کم ہوتی جارہی ہے۔ اپنی اصلاح کا فکر غالب ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فکر کو عمل سے اور اس تمنا کو حقیقت سے بدلیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :- آپ کو ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ جماعتی کاموں میں اتنی کثیف گندگی ہے۔ کہ اس کا ازالہ ہم ضعفاء سے ممکن نہیں۔

مسترشد :- اپنے میں عزیمت کی کمی پاتا ہوں۔ دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے وقت میں دین کے کاموں کے لئے برکت ڈالے کہ بہت سا وقت کاہلی کی نظر ہو جاتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ دین میں عزیمت عطا فرمائیں۔ یہ بڑی نعمت ہے اور اس کے بغیر استقامت مشکل ہے۔

مسترشد :- آپ کے گرامی نامہ سے معلوم ہوا۔ کہ جناب والا کو ہنوز کھانسی

کی شکایت تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامل شفا نصیب فرمادیں۔ اب کیا حال ہے مطلع فرمادیں۔ تاکہ تشویش دور ہو۔

والدہ مکرمہ ام اور ہمشیرگان محبین و متعلقین خصوصاً غلام مرتضےٰ و حاجی اسلم دعائے خصوصی کیلئے کہتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حاجات کا تکفل فرماتے ہوئے اپنا بنا کر دارین کی عافیت و حسن خاتمہ نصیب فرمادیں۔ فقط والسلام

دعا ونگاہ کا طالب

بندہ محتاج

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ :۔ ان سب صاحبوں کے حق میں دعاء کرتا ہوں

والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۳۲

مسترشد :۔ بخدمت اقدس سیدی و مولائی قبلہ و کعبہ ام حضرۃ المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم

حضرۃ الشیخؒ :۔ اعزی زادکم اللہ عرفانا

مسترشد :۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مسترشد :۔ حضرت والا سے رخصتی کے بعد بندہ بحمد للہ مع الخیر پشاور پہنچا۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔ اُمید ہے حضرت والا بھی بعافیت تام ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سایہ کو ہمیشہ بتمام عافیت و خیر و فراغت ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ اور آپ کے علوم و برکات فیوض و تعلیمات سے ہمیں بھی پورا پورا نفع بخشے۔ حضرت والا آپ کی خدمت میں کراچی کی حاضری میں وقتاً فوقتاً حاضری ہوتی رہی۔ اس دوران میں اس نالائق سے جو کوئی غلطی قولی و فعلی سرزد ہوئی ہو اس کی صدقِ دل سے معافی چاہتا ہوں۔ سچی بات ہے۔ میں تو ان مجلسوں میں جانے کے قابل بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے قربان کہ ہم نااہلوں کو بھی ایسی جگہوں پر پہنچا دیتے ہیں

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

مسترشد :۔ حضرت کی صحبتوں سے بحمد للہ تعالیٰ جو نفع پہنچا۔ وہ قلباً و عملاً اللہ تعالیٰ کے خاص احسان سے نمایاں معلوم ہوتا ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ علی ذلك! اپنے عیوب کھل کھل کر سامنے آرہے ہیں۔ یوں سمجھ میں آتا ہے۔ کہ جس منزل کو میں طے شدہ سمجھتا تھا۔ وہ ہنوز اسی طرح سامنے ہے۔ میری اصلاح کا میدان اسی طرح بے قطع سامنے پڑا ہوا ہے۔ اپنے عملوں پر ندامت و پشیمانی کا حال

اپنی اصلاح کی فکر بہت نمایاں ہوگئی ہے۔ اور وجداناً اپنے کو دنیا میں سب سے زیادہ گنہگار پاتا ہوں۔ میل ملاپ اخلاق وعادات میں بھی بحمد للہ تعالیٰ اپنے کو سنوارنے اور کام کو ٹھیک کرنے کا فکر یہ زیادہ ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دیں۔ آمین

اپنے شرور نفس سے ہر وقت کس طرح بچا جائے۔؟

حضرۃ الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ اس تعلق للہ کو طرفین کے لئے موجب برکت بنائے۔

مسترشد :- حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ زیر مطالعہ ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ معمولات پورے کرواہی دیئے جاتے ہیں۔ حضرت والا کی صحبتیں اور باتیں دل ودماغ پر چھائی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ناچیز و ناکارہ کو بھی بزرگوں کے صدقے اِس بے استحقاقی کے باوجود نواز دیں۔ آمین۔

حضرۃ الشیخؒ :- یہ مطالعہ جاری رکھیں۔

مسترشد :- معاشی پریشانیاں بھی فکرات وتشویش کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخلوقات کی محتاجی سے محفوظ فرماکر اپنی ذات عالی سے ہم ضعفاء کی حاجتوں کا تکفل فرماتے ہوئے کمال عافیت و فراغت آسانی وکشائش کے ساتھ اپنے لئے اور اپنے دین کے لئے چن لیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ آپ کی معاشی فکروں کو دور فرماکر مطمئن فرمائے۔

مسترشد :- والدہ صاحبہ محترمہ، ہمشیرگان، بھائی صاحب، بھائی غلام مرتضیٰ اور دیگر محبین سلام عرض کرتے ہیں۔ اور خصوصی دعاؤں کے طالب ہیں۔ بندہ ناکارہ بھی خصوصی دعاؤں کا سب سے زیادہ محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی جملہ پریشانیوں کو دور فرماکر اپنے ساتھ اطمینان قلب نصیب فرماتے ہوئے

خود ہی ہمارے وکیل وکفیل حافظ وناصر ہو جائیں۔ آمین۔ فقط

نظرِ عنایت وہدایت کا طالب

محمد اشرف عفرلہٗ

حضرۃ الشیخ مدظلہ :- اپنی والدہ صاحبہ ہمشیرہ صاحبہ اور عزیزوں کو سلام ودعا پہنچے۔

والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۲۳۱
(مکتوب مسترشد)

محمد اشرف۔ ۳ جمیل روڈ پشاور صدر

۱۸ - ۳ - ۵۲

بخدمت اقدس حضرۃ المکرم سیدی و مولائی قبلہ و کعبہ ام سید صاحب دام ظلکم و مدفیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے مزاج گرامی بعافیت وخیریت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کے سایہ کو ہمیشہ قائم رکھے۔ جن کے قدم سے ہمارے مردہ دلوں کی حیات اور ہمارے بے نور نگاہوں کی روشنی ہے۔

حضرت والا! اللہ رب العزت کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس نے مجھ جیسے ناکارہ اور ہیچ در ہیچ کو آپ کے ذریعے اپنی گونا گوں مہربانیوں کا مورد بنایا (والحمد للہ حمداً کثیراً کثیرا) سچ کہا ہے، بزرگوں نے کہ صحبت کیمیا ہوتی ہے۔ اپنی نااہلی کے کامل استحضار کے ساتھ تحدیث نعمت کے طور پر اطلاعاً عرض ہے۔ کہ کراچی کے بعد دن بدن آپ کی صحبت کا اثر اپنے میں نمایاں دیکھتا چلا جاتا ہوں۔ قلب کی حالت بھی دگرگوں ہے۔ ایک خاص سکون کے ساتھ ان کا دھیان، اپنی نابکاری اور بے عملی کا ہر وقت فکر، عقبیٰ کی تیاری کا کا احساس پہلے سے زیادہ ہے۔ طبیعت کی شورش اور لوگوں سے ملنے کا شوق انس وخلوت پسندی کی طرف مائل ہوتا جاتا ہے۔ ایک عجیب چیز یہ ہے۔ کہ بحمد للہ اپنے ہیچ در ہیچ ہونے کا یقین راسخ ہو گیا ہے۔ اور کسی فضیلت کے کلمے کی اپنے طرف

نسبت سے شرمندگی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص لطف وکرم اور بزرگوں کا فیض ہے کہ زبان سے ایسے علوم کے متعلق چیزیں جاری فرمادیتے ہیں۔ جن کا اس سے بیشتر مجھے خود قطعاً علم نہیں ہوتا۔ اور یہ سب اس کی دین ہے۔ ورنہ یہ جاہل محض کس قابل ہے۔

یہ کس مے کدہ سے اٹھی موج ہے
چلی آرہی ہے جو فیضان ہوکر!

بہرحال یہ تو ان کا معاملہ ہے۔ اپنا نفس ہرجگہ گندہ ہے۔ اپنے کو خطرہ میں پاتا ہوں۔ ہروقت یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ نہ معلوم شیطان کا بہلاوا اور نفس کا فریب نہ ہو۔ اللہ رب العزت سے دعاء فرماویں کہ ہرآن وہر لحظہ اپنے احکامات کی کامل پابندی کے ساتھ اپنا دھیان نصیب فرماتے ہوئے میری حفاظت فرماویں فنائے کامل اور تفویض تام عطا فرماویں۔ معمولات کی ادائیگی بحمداللہ تعالیٰ ہورہی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے رذائل کو دور فرماکر اپنے رنگ میں رنگ دیں حسن عمل خالص نیت کمال تقویٰ نصیب فرماویں۔

حضرت والا! دعاؤں کا سب سے زیادہ محتاج ہوں۔ جس ذات اقدس نے بغیر میرے ارادے وکوشش کے ایک دور افتادہ کا تعلق صدہا میل کے فاصلہ پر حضرت والا سے کرادیا۔ ان کی ذات عالی سے امید ہے کہ آئندہ بھی ناامید نہ فرماویں گے۔ اور میرے اصلاح کی صورتیں پیدا فرمائیں گے۔

والدہ صاحبہ، ہمشیرہ گان، اعزہ ومحبین، میرے دوست غلام مرتضےٰ اور حاجی اسلم سلام ودعاء کیلئے عرض کرتے ہیں۔ فقط والسلام

مکتوب نمبر ۱۳

(مکتوب حضرت الشیخ)

صدیق محترم اذاقکم اللہ تعالیٰ عرفانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔ آپ کے حالات معلوم ہوکر خوشی ہوئی۔ اسی طرح چلے چلئے، نفس کے فریب سے بچتے ہوئے، کہ اس کا فریب اچھوں اچھوں کو اپنے دام میں پھنسا لیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

الحزم سوء الظنّ

تجربہ کاری سوءِ ظن کا نام ہے۔

حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک والا نامہ میں یہ حدیث مجھے لکھی تھی تو اسکے بعد ایک لفظ بڑھا دیا تھا۔ یعنی 'بنفسہ' یعنی تجربہ کاری اپنے نفس کے ساتھ سوءِ ظنّ کا نام ہے۔

آپ کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں۔ آپ کی والدہ اور ہمشیرہ کے لئے بھی دعائے خیر ہے۔

والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۳۳

جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

عزیزی و محبی ادام اللہ تعالےٰ توفیقکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ ۱۸ ۔ ۱۹ ۔ ۲۰ اپریل کو راولپنڈی میں قیام انشاء اللہ تعالےٰ ہوگا ۔ آنا چاہیں تو آجائیں ۔ عموماً وہاں میرا قیام مولانا غلام اللہ خان صاحب پرانا قلعہ خطیب و امام جامع مسجد کے یہاں ہوتا ہے ۔ وہی جلسہ کے داعی بھی ہیں ۔

آپ دونوں کے محبت کا شکر گزار ۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دیں ۔

والسلام

سید سلیمان

۹ اپریل 1953ء

مکتوب - ۳۵

۳۔ جھیل روڈ پشاور

۱۵ - ۵ - ۵۲

مسترشد :۔ بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ ام مرشدی و مولائی سید المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخؒ : محبی و عزیزی زادکم اللہ تعالیٰ عرفانہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد :۔ حضرت والا کی حیات بخش صحبت سے پنڈی میں جدائی کے بعد خط لکھنے کی سعادت حاصل کر نہ سکا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرماویں۔ اُمید ہے آنجناب مع متعلقین کے بخیریت و عافیت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمیشہ ہم پر قائم رکھے اور آپ کے فیوض و تعلیمات سے پورا پورا بہرہ مند فرمادے اور آپ کے حقوق کی ادائیگی کی اس ناکارہ کو توفیق بخشے۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

مسترشد :۔ بندہ کے حالات کچھ دن سے عجب تلون کی حالت میں ہیں کبھی تو یقین و ایمان کی کیفیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ کبھی اپنے ایمان و معمولات کا بھی خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے اپنے متعلق بے اطمینانی بہت بڑھ گئی ہے۔ اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ خدانخواستہ کہیں یہی غفلت کا عالم رہا تو کیا بنے گا۔ حالت قابل اطمینان نہیں۔ معمولات گو ادا کر لیتا ہوں لیکن نیند کا غلبہ بعض اوقات تہجد کو فوت کرا دیتا ہے۔ قضا کر لیتا ہوں

ندامت ہوتی ہے لیکن باوجود ارادوں کے کئی دفعہ فوت ہوگئی۔ نیند کا کیا کیا جائے۔ میں تو غلبۂ نوم سے تنگ آگیا ہوں۔ باقی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ باوجود ان غفلتوں کے اپنی ناکارگی کے دھیان کے ساتھ اپنی اصلاح کا فکر لگا رہتا ہے دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمادیں اور کامل اصلاح نصیب فرمادیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ:۔ یہ نشیب و فراز اور تلون عالم کی ہر چیز میں ہے انسان بھی اسی عالم میں ہے۔ اس سے گھبرانا نہ چاہیئے بلکہ اور زیادہ استقامت کے ساتھ اپنے کام میں مصروف رہنا چاہیئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعاء اسی موقع کے لئے ہے۔ اس کو پڑھا کیجئے۔

یا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ

نیند کا غلبہ اگر قلت وقت نوم سے ہے تو جلد سونے کا سامان اور معمول کرنا چاہیئے اور اگر طبیعت کے کسل سے ہے تو چلنے وغیرہ سے علاج کیجئے

مسترشد:۔ معاشی پریشانیوں سے بھی طبیعت پر بوجھ ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ کمال عافیت و غنا ظاہری و باطنی سے نوازیں اور غیب سے رزق حلال کے اسباب پیدا فرماویں۔ آمین۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ معاشی پریشانیوں کا علاج دعاء اور تدبیر دونوں سے کرنا چاہیئے۔

مسترشد:۔ تین چار دن ہوئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ پہلے آپ نے (گویا تعلیم دینے کیلئے) جماعت کی نماز پڑھائی پھر دعا فرمائی۔ اور اس کے بعد کچھ ارشاد فرمایا جس کے الفاظ تو یاد نہیں رہے۔ لیکن مدعا یہ یاد رہ گیا۔ کہ امام و مقتدی وغیرہ

اپنی اپنی جگہ جس طرح آدابِ ظاہری و باطنی کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھیں گے ان کا ذاتی طور پر انہیں ویسا ہی ثواب ملے گا۔ یہ نہیں کہ سب کو برابر کا ثواب ملے (وَاللہ اعلم) پھر اس کے بعد آپ نے مقتدی کی نماز کا طریقہ بتانے کے لئے پہلی صف میں آکر نہایت خشوع سے نیت باندھی۔ آگے امامت والا کوئی نہیں تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ خواب تعبیر کیلئے لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ خواب مبارک ہے۔ نماز کی ترکیب خضوع و خشوع پر عمل کیجئے

مسترشد :۔ باقی خیریت ہے۔ اس ناکارہ کے حال پر خصوصی توجہ مبذول فرمادیں اپنی ذات سے تو وہی حالت ہے کہ

چہل سال عمرے عزیزت گذشت :: مزاج تو از حالِ طفلی نہ گشت

جو مناسب سمجھیں میری اصلاح حال کے لئے تحریر فرمادیں کہ شفائے عاجلہ و کاملہ کا طالب ہوں۔ والدہ صاحبہ و ہمشیرگان دعا کی درخواست کرتی ہیں اور سلام عرض کرتی ہیں اکثر محبین اور خصوصاً غلام مرتضیٰ صاحب بھی طالب دعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات کی زندگی کمال فراخی و تیسیر کے ساتھ نصیب فرماکر حسن خاتمہ کی دولت سے نوازیں۔ فقط والسلام

نظرِ عنایت کا طالب، ناکارہ خلائق محمد اشرف

ز الشیخ :۔ اصلاح کامل تو کسی زمانہ میں بھی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جیسے جیسے کمال کی طرف آدمی بڑھتا ہے اسکے نقائص اور زیادہ اس پر واضح ہوجاتے ہیں مگر بندہ کو چاہیئے کہ اپنی کوشش میں لگا رہے۔ سب کو سلام و دعا سب کے لئے دعائے خیر۔ والسلام سید سلیمان ندوی ۲۹ شعبان ۱۳۷۱ھ

۱۶ جون ۱۹۵۲ء
۱۲ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۳۶

مسترشد:۔ بخدمت قبلہ و کعبہ ام مرشدی و مولائی حضرت سید المکرم مدظلہ دام فیضہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ عزیزی و مخلصی و محبی رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانہ۔

مسترشد:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ حضرت والا بعافیت و بخیریت ہوں گے۔ یہ عاجز بھی بحمد للہ تعالیٰ بخریت ہے۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ کا یہ خط رمضان المبارک میں آیا تھا۔ یہ کاغذات میں دب گیا تھا۔ آج ملا۔

مسترشد:۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ یہ سراپا خطا اللہ رب العزت کے فضل اور آپ کی دعا کی برکت سے بہت فائدہ محسوس کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندہ کو بزرگوں کی برکت سے جملہ رذائل سے پاک فرما دے۔ قلب میں غیر کی موجودگی سے کلفت ہوتی ہے۔ گو غیر اللہ کا دھیان مٹا نہیں۔ تاہم جی چاہتا ہے کہ دل بالکل فارغ ہو جائے۔

ایسے الحمد للہ تعالیٰ معمولات و طاعات کا حتی المقدور اہتمام کروایا جاتا ہے

(والحمد للہ علی ذالک وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء)

حضرۃ الشیخؒ:۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے ملا اوس کا شکر ادا کیا جائے۔ اور جو اب تک نہیں ملا اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھنی چاہیئے کہ وہ مناسب موقع پر اپنے

فضل وکرم سے عطا فرمائیں گے۔

مسترشد:۔ اوقات الحمدللہ اچھے ہی گزرتے ہیں۔ ایسے بھی رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ گو اس کا حق تو مجھ جیسے ناکارہ سے کیا ادا ہوتا۔ تاہم لایعنی سے پرہیز کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ سب کسی کا فیض ہے۔ ورنہ یہاں کیا رکھا ہے اللہ رب العزت فیض کے اس چشمہ کو ہم جیسوں کی سیرابی کے لئے تاقیامت باقی رکھے۔ آمین۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ رمضان المبارک کے برکات بھی جب ہی حاصل ہوتے ہیں جب اوس کے حقوق ادا کئے جاتے ہیں۔

مسترشد:۔ حضرت والا! اپنے کو ابھی تک مٹا نہیں سکا۔ جہاں تک سُنا ہے۔ اس راہ میں اپنے کو مٹانا ہی سب کچھ ہے۔ یہ کس طرح نصیب ہو!

حضرۃ الشیخ:۔ اپنے کو مٹانا یہی ہے کہ اپنے کسی کمال کو اپنا ذاتی نہ سمجھا جائے۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی عطا بلا استحقاق سمجھا جائے۔ اور اپنے کسی عمل کو موثر مستقل نہ سمجھا جائے۔ دل میں کبر و نخوت و عجب باقی نہ رہے، یہ حاصل ہوتا ہے اپنے ضعف اور بیچارگی کے تصور اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلالت کے استحضار سے۔

مسترشد:۔ اُمید ہے کہ رمضان المبارک کے خصوصی اوقات میں اس ناکارہ و نااہل کو بھی اپنی خاص دعاؤں میں یاد فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ آج تک آپ کے ذریعے سے بندے کو نوازتا رہا ہے۔ آئندہ بھی خاص توجہات کا طالب ہوں۔

اگر ساقی تری چشم فسوں گر کام کر جائے

بدل جائے نظامِ دل بدل جائے جہانِ دل

حضرۃ الشیخؒ :- آپ کے لئے دعائے خیر ہے۔

مسترشد :- باقی جملہ خیریت ہے۔ والدہ صاحبہ و ہمشیرہ گان بہت بہت سلام کے بعد دعا کے لئے ملتمس ہیں۔ غلام مرتضٰی صاحب بھی سلام کے بعد دعا کے لئے عرض کرتے ہیں۔ فقط والسلام

نظر عنایت کا طالب

محتاج و درماندہ محمد اشرف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- اپنی والدہ اور ہمشیرہ گان کو سلام کہہ دیجئے۔ سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔

فقیر الی اللہ

سید سلیمان

---

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ — **مکتوب - ۳۷** — پشاور - ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

مسترشد :- بخدمت اقدس قبلہ وکعبہ ام سیدی و مرشدی حضرت سید المکرم صاحب دام ظلکم و مد فیوضکم

حضرۃ الشیخؒ :- محب عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ

مسترشد : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - اس سے پیشتر ایک عریضہ خدمت عالی میں بھیج چکا ہوں - اُمید ہے مل گیا ہوگا - رمضان المبارک کے پُرنور مہینہ کے انوارات و برکات و قرآن عظیم کے علوم و معانی جو اس ماہ صیام کا خصوصی تحفہ ہیں - درگاہ رب العزت سے حضرت والا پر اس ماہ میں اُمید ہے بیش از بیش افاضہ ہوئے ہوں گے - اللہ تعالیٰ کی ان خصوصی رحمتوں پر اور عید الفطر کی آمد پر حضرت والا کی خدمت میں مبارکباد پیش ہے - اللہ تعالیٰ فیوض و برکات کے اس چشمہ کو قیامت تک تمام عالم کے لئے جاری رکھے اور مجھ جیسے تشنہ لبوں کو پوری شادابی نصیب فرمائے آمین

حضرت الشیخؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ - آپ کی نیک دعاؤں پر آمین کہتا ہوں - اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں -

مسترشد :- حضرت والا! کرم ہے - اللہ رب العزت کا اور بزرگوں کی عنایت ہے کہ نوازا جا رہا ہوں - ان کے احسانات میں سراسر ڈوبا ہوا ہوں - کہاں میں اور کہاں خصوصی عنایتیں - ان کا فضل ہے - اور انہی کے فضل سے اُمید ہے کہ نجات نصیب ہو جائے گی - گو اپنا کوئی عمل نہیں - لیکن اگر یہاں نواز رہے ہیں - تو بغیر کسی استحقاق کے انشاء اللہ اپنی رحمت واسعہ کے صدقے وہاں بھی نوازیں گے

وما ذالك على الله بعزيز

حضرة الشیخؒ :- نجات تو صرف فضل الٰہی کا کرشمہ ہے۔ عقائد و اعمال کی صحت اس کے لیے بمنزلۂ شرط کے ہے پس اسی میں مصروف رہنا چاہیئے تاکہ اوس کے فضل میں حصہ مل سکے۔

مسترشد :- حضرت والا! اب اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ میرے جملہ اعمال صرف پوست ہی پوست اور ظاہر ہی ظاہر ہیں۔ جن میں حقیقت عبدیت و عبادت مفقود ہے۔ اللہ تعالیٰ میری بے جان زندگی کو اپنی ذات سے جان بخشیں

حضرة الشیخؒ :- بے شبہ یہی بات ہے ہمارے اعمال پوست ہی پوست ہیں۔ انسان جسقدر ترقی کرتا ہے۔ اپنے احوال و اعمال متوقعہ مراتب سے کم نظر آتے ہیں اور یہی صحیح حال ہے۔

مسترشد :- اعمال میں اخلاص و حقیقت اور کمال ادائیگی سے حسن پیدا فرمائیں آمین۔ عملی طریقہ کیا ہے؟

حضرة الشیخؒ :- آمین

مسترشد :- نیز حالت ذکر میں مذکور سے غفلت کس طرح دور ہو اور کمال حضور کی کیفیت ہر وقت کس طرح میسر آئے۔

حضرة الشیخؒ :- جس قدر حضور بھی نصیب ہو وہ شکر کے قابل ہے۔ دوام حضور کم کسی کو نصیب ہوتا ہے۔

مسترشد :- کتاب و سنت کے مطابق بھی اب قلب میں علوم و اسرار جو ڈالے جاتے ہیں ان کے متعلق یہ خیال پیدا کرا دیا گیا ہے۔ کہ یہ سب ظنّی اور گمانی

چیزیں ہیں جن کی طرف التفات نہیں چاہیئے۔ اصل چیز کتاب وسنت کا اتباع
پیروی ہے۔ اطلاعاً عرض خدمت ہے۔ اصل حقیقت سے ممنون فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ علوم واسرار کتاب وسنت کے مطابق ہوں تو بہترین ہیں اور اگر مطابق
نہ ہوں تو قابل رد ہیں۔

مسترشد :۔ بحمد اللہ تعالیٰ پچھلے دنوں سے توحید کا غلبہ زیادہ ہے۔ دل چاہتا ہے
کہ قطعاً ماسوا سے قلب خالی ہوجائے۔ ع

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی ✲ اب تو آجا اب تو فرصت ہوگئی

اللہ رب العزت اپنے کمال احسان سے جس سے کہ بے استحقاقوں کو نوازتے
ہیں۔ اس نا اہل و ناکارہ کو بھی اپنی خصوصی عنایتوں سے نوازتے ہوئے
میرے ویران دل کو اپنے ذات سے آباد فرمائیں کہ ان کی آبادی ہی سے
ہماری آبادی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے نفس کے کید و شرور سے میری پوری
حفاظت فرمادیں۔ اپنی کمال محبت وخشیت، کمال تقویٰ وحضوری نصیب
فرمائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ مبارک

مسترشد :۔ والدہ صاحبہ ہمشیرہ گان برادران جملہ محبین ومتعلقین خصوصاً
غلام مرتضےٰ وحاجی اسلم صاحب کی طرف سے بہت بہت سلام اور
درخواست دعاء۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ان سب کے حق میں دعائے خیر کرتا ہوں۔

مسترشد :۔ یہ عاجز قوی اُمید رکھتا ہے۔ کہ خصوصی دعاؤں میں یاد رکھا جاتا

ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات عالی کے صدقے اپنی کامل توفیقات و مرضیات سے بہرہ مند فرمادیں۔ حاجات کا تکفل فرماتے ہوئے خیریت و عافیت دارین نصیب فرمادیں۔ فقط والسلام

تابعدار خصوصی توجہات و دعاء کا طالب

بندہ فقیر و حقیر

محمد اشرف

حضرۃ الشیخ مد ظلہ:۔ آپ کے لئے ترقی و سعادت دارین کی دلی دعائیں

سید سلیمان

۲ر شوال ۱۳۷۲ھ

مکتوب نمبر ۳۸

پشاور شہر

۷ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ

30-7-52

بخدمت جناب قبلہ و کعبہ ام مرشدی و مولائی سید المکرم دام ظلکم و فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت والا کی پنڈی کی رخصتی کے بعد حضرۃ والا کی خیریت کے متعلق پریشانی ہے۔ برائے مہربانی اپنی عافیت سے مطلع فرماویں اللہ رب العزت انکے سایہ کو ہم پر ہمیشہ قائم رکھے جنکی زندگی نے ہمیں دینی حیات بخشی اور ملت مرحومہ کو عموماً اور ہمیں خصوصاً آپ کے وجود پر فیوض سے پورا پورا کامل قدر دانی کے ساتھ متمتع ہونے کی توفیق نصیب فرمادے۔

سچ ہے صحبت اکسیر اعظم ہے۔ نہیں جانتا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں کیا رکھ دیا ہوتا ہے جو بغیر کلام و گفتگو کے قلوب میں ایک خاص لگن و جلن لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے خاص بندوں کے مخصوصی فیوض و برکات سے بغیر اپنے کسی ذاتی استحقاق کے نوازے۔

صدقے تیرے سید والا نسب

ہاتھ خالی آئیں ہیں دامن بھر چلیں

دیر سے آیا ہوں ساقی دور سے آیا ہوں میں

ہو عطائے خاص مجھ کو جو عطائے عام ہے

حیات آفریں صحبت کا نمایاں قلبی فائدہ محسوس ہوا جدائی کے بعد عجیب حالتیں ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس تغیر احوال کو خیرو وصلاح کی طرف مفضی فرماوے اور میرے نفس اور جملہ فتن وشرور سے محفوظ رکھے کہ بغیر انکی توفیق کے ایک لمحہ بھی صحیح گزرنا ناممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنے دین وطریقہ نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دوام و ثبات تا آخر دم نصیب فرماوے اور اپنے اور اپکے تعلق کے قابل اس نالائق کو اپنی خصوصی رحمت سے بنا دے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

والدہ صاحبہ ہمشیرگان اکثر اقربا و محبین آپکی صحت کے لئے دعا کرتے ہیں اور سلام کے بعد دعا کے طالب ہیں۔ اغلباً بھائی غلام مرتضیٰ صاحب کراچی میں حاضر خدمت ہو چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انکے اس سفر کو انکے دارین کی بہتری کا ذریعہ بنائے باقی جملہ خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرماویں۔ فقط والسلام۔

دعا کا طالب

محتاج محمد اشرف خاں غفرلہ

جواب مکتوب ۳۸

محبی وعزیزی ارزقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ سفر بتمام خیر عافیت تمام ہوا ۔ اب اچھا ہوں ۔ یہاں اور بجز ضعف کے کوئی اور شکایت نہیں ۔ اللہ تعالیٰ اسکو بھی انشاء اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آہستہ آہستہ دور فرمائینگے وہی نسخے جاری ہیں ۔

آپکی والدہ مخدومہ اور ہمشیرگان کے حق میں دعا خیر کرتا ہوں ۔

والسلام

سید سلیمان

۲ اگست ۱۹۵۳ء

مکتوب - ۳۹

پشاور

عید مبارک

۹ ذوالحجہ ۱۳۷۱ھ - ۳۱ ۸ ۵۲ء

مسترشد :- مکرمی و معظمی سیدی و مولائی جناب قبلہ و کعبہ ام دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخ رح :- از کراچی

محبی و عزیزی رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ -

مسترشد :- اللہ رب العزت آپ کو یہ عید مع اہل خانہ کے مبارک کرے اور ان مقرب ایام کی برکت سے ہمارے اور جملہ اہل اسلام کے لئے ابراہیمی ؑ حنیفیت و خُلت اور اسمٰعیلی ؑ تسلیم و رضا کے دروازے کھولے . آمین

حضرۃ الشیخ رح :- بحمد اللہ تعالیٰ کہ عید اچھی طرح گذری. اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے

مسترشد :- امید ہے کہ آنجناب اب بالکل اچھی طرح ہوں گے - اور انشاء اللہ تعالیٰ کامل صحت ہو چکی ہو گی - اللہ تعالیٰ بکمال عافیت آپکا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے - بندہ پچھلے کچھ دنوں سے بخار و پیچش کی وجہ سے صاحب فراش تھا. اب بحمد للہ تعالیٰ اچھا ہوں -

حضرۃ الشیخ رح :- بحمد اللہ تعالیٰ کہ پہلے سے بہتر ہوں. گو ابھی ضعف کی شکایت ہے - آپ کی علالت کو شافی مطلق صحت کاملہ و عاجلہ سے بدل دیں.

مسترشد :۔ حالات میں کوئی خاص تغیر نہیں پاتا۔ استقامت و اصلاح احوال کے لئے دعا کا طالب ہوں۔ زلت ڈگ جانے کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ فن کے متعلق (اپنی دانست میں) باتیں تو معلوم ہوتی جاتی ہیں لیکن عمل و حال اس واقفیت سے بہت دور ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے قال کو حال سے مبدل فرمادے اور کمال اتباع نبوت کمال اخلاص اور کمال اصلاح ظاہر باطن سے نوازے آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ کی استقامت و اصلاح احوال کے لئے دعا کرتا ہوں اصل معاملہ عمل کا ہے۔ اس سے ترقی و تنزل کا اندازہ ہوتا ہے۔ معمولات اور احکام الٰہی کی اطاعت اور گناہ سے پرہیز ہی اصل چیز ہے۔

مسترشد :۔ اللہ تعالیٰ کا اسکی نوازشوں پر شکر گذار ہوں۔ لیکن اپنی کوتاہیاں کما حقہ' آگے بڑھنے نہیں دیتیں۔ خصوصی توجہ کا طالب ہوں جو ہے ان کی عنایت اور بزرگوں کا فیض ہے۔ ورنہ یہاں تو سوا گناہ و گندگی کے کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرماوے اور کمال عفو و رحمت سے اس نابکار کے گناہوں سے درگذر فرماتے ہوئے دارین کی عافیت نصیب فرمادے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے گناہوں کو معاف فرمائیں۔

مسترشد :۔ حضرۃ والا ! اپنے کو انتہائی ضعیف و کمزور پاتا ہوں۔ دلی التجا ہے کہ رب العزت سے خصوصی دعا فرمادیں کہ اس احقر و

احقر کو دونوں عالموں کے ادنیٰ سے ادنیٰ مواخذہ سے محفوظ فرماتے ہوئے دونوں جہانوں میں اپنی خصوصی رحمتوں اور عنایتوں سے نوازے (اللھم اصنع بنا ما انت اھلہ ولا تصنع بنا ما نحن اھلہ)

حضرۃ الشیخؒ : آمین

مسترشد :۔ اپنی کمزوریوں نا اہلیوں اور کوتاہیوں کا پورا اعتراف ہے۔ رحمت اور صرف رحمت کا طلب گار ہوں ورنہ اللہ ہی اللہ ہے۔ کچھ تحریر نہیں کرسکتا۔ بے حال ہوں وہی یادری فرمادیں۔ مضطر ہوکر توجہ ودعا کا طالب ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ حال اچھا ہے۔

مسترشد :۔ برادرم غلام مرتضےٰ صاحب آپکی ملاقات کے بعد تشریف لائے بخیریت ہیں اور دعا، سلام کے متعلق ملتجی ہیں۔ والدہ صاحبہ ہمشیرگان اور جملہ اہل خانہ سلام کے بعد دعا کے لئے کہتے ہیں۔ اکثر احباب خصوصاً اسلم صاحب بھی سلام و دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خط میں کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف فرمادیں۔ فقط والسلام

نگاہ کرم کا طالب۔ بندۂ عاجز و ناکارہ

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ :۔ مرتضیٰ صاحب کو سلام کے بعد کہدیں کہ اُن کا فونٹن پن یہاں چھوٹ گیا ہے۔ اگر اُنکا ہے تو اس کے بھیجنے کی تدبیر بتائیں۔ والسلام

سید سلیمان ندوی۔ ۱۳ ذالحجہ ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۳۰

مسترشد

محمد اشرف خان

معرفت نصراللہ اینڈ برادرز

قصہ خوانی پشاور

12-9-52

مکرمی و معظمی سیدی و مولائی ،قبلہ و کعبہ ام دام ظلکم و مد فیوضکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ حضرت والا کا شفقت نامہ ملکر باعث طمانیت ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو مع کامل شفا وقوت کے صحت یابی بخشے ۔ بندہ بحمد للہ تعالیٰ اب اچھا ہے گو پچھلے دنوں پھر بخار ہو گیا تھا لیکن اب نقاہت کے سوا خیریت ہے ۔ غلام مرتضیٰ صاحب کے فوٹن پین کے متعلق آپ نے ارقام فرمایا تھا۔ اسکا جواب وہ خود ہی تحریر فرمادیں گے ۔

بندہ نے آپ کی تحریر انہیں بتا دیا ہے۔ سلام ودعا کیلئے عموماً کہتے ہیں ۔

حضرت الشیخ

کراچی ۵

مخلص عزیز زادبا اللہ تعالیٰ عرفاناً

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ الحمد للہ کہ ہو میو پیتھک علاج سے اپنے اندر قوت پارہا ہوں ، اللہ تعالیٰ صحت کاملہ سے نوازیں آپکو بھی صحت عطا فرمائیں غلام مرتضیٰ کا خط آگیا۔

مسترشد

حضرت والا کے خطوط بندہ کیلئے شفا مریم کا حکم رکھتے ہیں اسلئے بار بار تکلیف دیتا

ہوں۔ ایک خاص قسم کی طمانیت حاصل ہوتی ہے اور اکثر دیکھا کہ ایک حالت کا غلبہ تھا اور حضرت کے جواب کے پڑھنے سے وہ حالت بہتری کی طرف خود منتقل ہوگئی۔

حضرت الشیخ

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور آپکی محبت ہے۔
ہر حال کی طرح یہ حال بھی گو فانی ہے تاہم مثمر ہے۔

مسترشد

آجکل بندہ پر ندامت وافتادگی کا حال غالب ہے. بحمد للہ تعالیٰ اسکی توفیق سے معمولات ادا کروادئے جاتے ہیں الا یہ کہ پچھلے دنوں عموماً تہجد قضا پڑھتا رہا۔ اپنی حالت اور اعمال پر عموماً پچھتاوا کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ دنیاوی مشکلات اور پریشانیاں بہت بے ہمت کر دیتی ہیں۔ اپنا کوئی ذاتی کاروبار نہیں۔ جو بھی تدبیر کرتا ہوں یا دنیاوی جس کام کے کرنے کی کوشش کرتا ہوں میری کسی پوشیدہ خیر کیلئے ظاہراً اسمیں جلد کامیابی نہیں ہوتی۔

حضرت الشیخ

بے شبہ دنیاوی مشکلات بہت پست کر دیتی ہیں مگر صبر واستقامت اور ہمت اور عزیمت اور مجاہدہ کے موقع بھی تو یہی ہیں۔ یہ صورت نہ ہوتی تو صبروثبات کے کمالات کیونکر حاصل ہوتے اور اسکے مقابلہ میں اجر و رضا سے انہی کے انعامات کیونکر ہاتھ آتے۔

مسترشد

اللہ تعالیٰ کی یقیناً اسمیں میری بہتری منظور ہوتی ہے لیکن اپنے ایمان ویقین کی کمزوری کی وجہ سے طبعی طور پر حد سے زیادہ متاثر ہوتا ہوں۔ گو. بحمد اللہ تعالیٰ

زبان سے عموماً کچھ نہیں کہتا لیکن دماغ بعض اوقات ماؤف سا ہونے لگتا ہے۔ صبر ورضا کی پہلے جو کیفیت تھی اسمیں بہت کمی پاتا ہوں اور دل سے اس چیز کا یقین ہوتا ہے کہ یہ میرے اعمال بد اور کوتاہیوں کا نتیجہ ہے جسکی بنا پر یہ ہو رہا ہے۔ اس بنا پر طبیعت اور زیادہ ٹوٹتی ہے اور یہ پریشانی بڑھتی ہے۔ نماز تک میں وساوس اور خطرات فاسدہ بڑھ جاتے ہیں۔ شکر وصبر کی اس کمی پر شرمندہ ہوں لیکن ہمت وعزیمت نہیں ہوتی کہ اسکا دفعیہ کروں۔

حضرت الشیخ
ایمان کی یہ کمزوری نہیں بلکہ یہ طبعی احوال ہیں جو ادلتے بدلتے رہتے ہیں طبعی احوال پر حکم نہیں لگایا جا سکتا ایمان کا تعلق عقلی کیفیت سے ہے۔

مسترشد
تبلیغی بیانات اور دوسروں کو ترغیبات دینے کو جی نہیں چاہتا کہ "خود اپنی کوتاہیوں کو نہیں دیکھتے اور دوسروں کو دعوت دیتے ہو" گو احباب کے تقاضے پر جب کچھ کہنے لگتا ہوں تو اللہ تعالیٰ خوب علوم کا ورود فرماتے ہیں اور جسکے کہنے کہ یہ نالائق قابل نہیں وہ کہلواتے ہیں لیکن پھر بھی پریشانی اور ندامت کا غلبہ رہتا ہے کہ کہتے ہو اور اسکا حق خود ادا نہیں کرتے۔

حضرت الشیخ
یہ سوء ظن اپنی نسبت عین مطلوب و محمود ہے۔

مسترشد
ان پیچ پریشانیوں میں ممکن ہے گھر میں کچھ بد مزگی اور مستورات میں آپس کی ہر وقت کی تو تو میں میں کا کچھ حصہ ہو کہ اس سے بھی طبیعت بہت گھبراتی ہے۔ دخل اندازی سے بدمزگی اور بڑھتی ہے گویم مشکل نگویم مشکل والا معاملہ

وقت کی تو تو میں میں کا کچھ حصہ ہو کہ اس سے بھی طبیعت بہت گھبراتی ہے۔ دخل اندازی سے بدمزگی اور بڑھتی ہے گو یم مشکل نگویم مشکل والا معاملہ درپیش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی ہمارے تمام احوال واعمال کی اصلاح فرمادیں اور ہمیں اخلاق فاضلہ نبویہ سے پورا پورا حصہ نصیب فرماویں۔

حضرت الشیخ

یہ طبعی پریشانیاں پیش آتی رہتی ہیں اگر معاش کی پریشانی آج دور ہو گئی توکل صحت و مرض اور تیسرے دن دوست واحباب و اعزہ کی خلش سے پریشانی ہوتی ہے۔ ان پریشانیوں سے بے ہمت نہ بنیں۔ رضا بالقضاء سے اسکا علاج کریں اور ہمارے ہاتھ میں ہے ہی کیا ہے۔

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

پھر غم کیوں کیجئے۔ کیا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اس سے خالی تھے؟

مسترشد

ان سب حالات کے باوجود ایک عجیب چیز یہ دیکھنے میں آرہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض وتوجہ کو نمایاں طور پر محسوس کرتا ہوں۔ اسمیں بھی ابتلا کا خطرہ لگتا ہے۔ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچویں بار خواب میں دیکھ چکا ہوں اسی خواب میں یا اسکے فوری بعد آنکھ لگنے پر لا ضار ولا نافع الا اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے کو پایا لیکن میں نے اس پر عمل نہیں کیا کہ ہم کیا اور ہمارے خواب کیا؟ اللہ میرے شر سے مجھے اور جملہ مخلوقات کو محفوظ رکھے آمین

حضرت الشیخ

بلاشبہ رویا نبویؐ موجب خیر برکت اور باعث بشارت ہے لیکن اسکا شکریہ بھی اتباع نبوی کے ذریعہ سے ادا کرنا ضروری ہے ورنہ سلب نعمت کا خوف ہے۔

مسترشد

حضرت والا اس طویل سمع خراشی کا سبب یہ ہوا کہ آج پریشانی بہت تھی اور آپ کی شفقت رانت کا دھیان بار بار آتا تھا تحریر اسلئے کر دیا کہ یقیناً آپکا جواب انشاء اللہ تعالیٰ بندہ کی تسکین وطمانیت اور دنیاوی واخروی خیروبرکت کا ذریعہ ووسیلہ ہوگا۔ آخر میں معافی چاہتا ہوں ۔ توجہ علاج کا طالب ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اس عاجز وناکارہ کیلئے اور اسکے جملہ اہل خانہ احبا اور احباب کے لئے خصوصی دعا فرماویں :۔

"دست ماگیر کہ کارم زدست رفت"

آپکی دلی دعاوں کا محتاج

ناکارہ وآوارہ

محمد اشرف عفی عنہ

حضرت الشیخ

دعاء ہے اللہ تعالیٰ آپکو ظاہری وباطنی طمانیت بخشیں اور اپنا بنائیں ۔

والسّلام

فقیر سید سلیمان

۱۷ ستمبر ۱۹۵۲ء

مکتوب نمبر ۱۴۱

مسترشد: از پشاور

۲۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء

بخدمت سیدی وسندی قبلہ وکعبہ ام حضرۃ المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم۔

حضرۃ الشیخ رح: محب فی اللہ زادکم اللہ تعالیٰ عرفانا

مسترشد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ افسوس کرتا ہوں کہ اپنی بدنصیبی کی بنا پر کافی دن کے بعد حاضر خدمت ہو رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری ان کوتاہیوں کو معاف فرمادیں۔ اور آپ کے حقوق کی ادائیگی کی کما حقہٗ توفیق نصیب فرماکر آپ کی تعلیمات وفیوض وبرکات سے کاملاً متمتع فرمادیں۔ درماندہ راہ ہوں۔ خداوندکریم خود دستگیری فرمادیں۔

حضرۃ الشیخ رح: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں اولاً سفر میں تھا۔ لاہور تھا اپنا علاج بھی پیش نظر تھا۔ الحمد للہ پہلے سے تخفیف ہے۔ گو ابھی ازالہ مرض نہیں ہوا ہے۔

مسترشد: استقامت وکامل اصلاح سے سرفرازی بخشیں۔ قدم قدم پر لغزش کا اندیشہ ہے۔ گو معمولات بفضلہ ومنہ پورے کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ خدانخواستہ کہیں قدم پھسل نہ جائے۔ دعا و نظر وتوجہ کا نہایت ہی محتاج ہوں۔ بغیر کسی استحقاق کے اس اونچی درگاہ سے منسلک کر دیا گیا ہوں۔ خداوندکریم مرتے دم تک اس راہ سے نہ ہٹائیں۔ اور میری ہدایت وبیش از بیش بہتری و

بھلائی کے سامان خود پیدا فرمادیں۔ راستے کے نشیب و فراز گھبرا دیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا احسان اور بزرگوں کی دعاؤں کے سہارے چل رہا ہوں پھر بھی اندیشہ لگا رہتا ہے۔ ع

اب درِ پیر مغاں چھوٹے نہیں
اس کی مٹی میں بھی فیض جام ہے

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائیں، لیکن ہر وقت اندیشہ لگا رہنا ایک نعمت ہے۔ اسی اندیشہ سے خوف و رجا کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جو عین ایمان ہے۔

مسترشد :۔ ایک خطرہ یہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ پچھلے دنوں سے اپنی حالت کو کچھ قابل اطمینان سمجھنے کا خیال دل میں آتا ہے۔ اور سمجھنے لگتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے معمولات وغیرہ کی پابندی تو کرا ہی دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی توفیقات سے بہرہ مند فرما رہے ہیں۔ اس بنا پر گو ایک گونہ تسلی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن کیدِ نفس سے ڈرتا ہوں۔ کہ مجھے اس داؤ سے بچلا نہ دے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ ایسا خیال وسوسۂ شیطانی ہے۔ اس سے غرور پیدا ہوتا ہے اور سب کیا کرایا برباد ہو جائے گا۔ جب تک آخر سانس نہ آئے۔ دغدغہ ہمیشہ لگا رہے۔

مسترشد :۔ نماز کی حالت قابل اطمینان نہیں۔ حضور قلبی پوری طرح میسر نہیں آتا۔ نیز جب ذات کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ تو معانی و الفاظ کا استحضار

پوری طرح نہیں رہتا۔

حضرۃ الشیخؒ :- ذات کی طرف توجہ اصل ہے۔ اگر اس حالت میں معانی و الفاظ کا استحضار نہ رہے کوئی حرج نہیں۔ اصلی توجہ مذکور کی طرف ہو۔ یہ نہ ہو تو ذکر کی طرف۔

مسترشد : قلب کو بعض اوقات سکون صرف توجہ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اور اس وقت الفاظ ذکر بھی منقطع کر دینے پڑتے ہیں۔ صرف توجہ سے دل کی سیاہی ہٹتی محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قلب سلیم عنایت فرمادیں۔

(اللھم انی اسئلك قلب مطمئنة اواہ منیبا

حضرۃ الشیخؒ : آمین

مسترشد :- حضرۃ والا! میرا معاشی دھندا کچھ بھی نہیں تھا۔ اب اس خیال سے کہ تعلیمی لائن بہتر ہے۔ پشاور یونیورسٹی میں ایم۔ اے عربک میں داخل ہوگیا ہوں۔ کہ ممکن ہے فراغت کے بعد کہیں پروفیسری وغیرہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو مل جائے۔

حضرۃ الشیخؒ :- یہ خیال مناسب ہے۔ اور تعلیمی لائن مبارک ہے۔

مسترشد :- گو تعلیم میں مشکل معلوم ہو رہی ہے کہ میری تعلیم عربی میں مذہبیات کی کتب کی تھی۔ اور یہاں سب موجودہ اور پرانا عربی لٹریچر ہے۔ اللہ تعالیٰ آسان و بہتر فرمادیں۔ حافظہ کی کچھ کمزوری ہے۔ اس کے لئے بھی دعا فرمادیں۔ بعض احباب کا L.L.B. (ایل۔ ایل۔ بی) قانون کے پاس کرنے کا بھی مشورہ ہے۔ طبیعت وکالت کو پسند نہیں کرتی۔ علمی فائدہ کے لحاظ

سے بعض اوقات خیال ہو جاتا ہے۔ ابھی فیصلہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ اس نتیجہ پر پہنچائیں جس میں سراپا بہتری ہو۔

حضرۃ الشیخؒ: ایل ایل بی کا خیال درست نہیں۔

مسترشد:۔ پچھلے دنوں ڈھاکہ مسلم لیگ کے اجلاس میں جانے کا اتفاق ہوا ایک چیز آپ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے۔ کہ قادیانی مسئلہ اس دفعہ پیش نہیں ہوا۔ آئندہ اجلاس میں اغلباً ہو گا۔ لیکن قادیانی پوری طرح اپنے دفاع کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اپنی مدافعت کیلئے کتابچے اور دلائل تمام کونسلروں تک پہنچا چکے ہیں۔ ہمارے حضرات کی طرف سے کوئی مستند اور مدلل چیز ہمارے موجودہ تعلیم یافتہ طبقہ تک نہیں پہونچی۔ مجھے اس چیز پر اچنبھا تھا کہ اکثر حضرات قادیانوں کے کافر ہونے پر بھی یقین نہیں رکھتے تھے۔ اور بڑی دلیل یہ دیتے تھے کہ جو اپنے کو مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور خاتم النبین گو بتاویل فاسد مانے اسے ہم کیسے کافر قرار دیں۔ میرے لکھنے کا مدعا یہ ہے کہ اگر مناسب ہو تو علماء کی طرف سے اس کا مدلل جواب اور اور کفر وایمان کی حد فاصل کیا ہے۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں مع مرزا قادیانی کی جملہ خرافات کے نمونے اگلی میٹنگ سے پیشتر ان لوگوں کے ہاتھ میں پہنچ جائے۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ آئندہ اگر یہ چیز پیش ہو تو ناکامیاب نہ ہو جائے۔ یہ باتیں گو غیر متعلق ہے۔ لیکن آپ کی اطلاع و اخبار کے لئے تحریر کر دیں ہیں۔ باقی جملہ خیریت ہے۔۔

دعاؤں کا انتہائی محتاج ہوں

والدہ صاحبہ

دعا کے بعد اطمینان قلب کے لئے کسی چیز کے پڑھنے کا پوچھتی ہیں ہمشیرگان وبعض احباب اور غلام مرتضٰے سلام کہتے ہیں۔

فقط والسلام

طالب ہدایت وعنایت

محمد اشرف

حضرۃ الشیخ: قادیانیوں کے متعلق جو تجویز ہے۔ اوس کے متعلق کوئی تدبیر کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام

سید سلیمان

پشاور ۱۲ نومبر ۵۲ء　　مکتوب نمبر ۴۲

مسترشد :۔ مکرمی و معظمی مرشدی و سیدی قبلہ و کعبہ ام دام ظلکم و عم فیوضکم و زاد مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ عزیزی و حبیبی رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مسترشد :۔ مدت ہوئی حضرت والا کا محبت نامہ باعثِ تسکین ہوا تھا۔ اس کے بعد تقریباً مہینہ ہونے کو آیا ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا۔ انتظار کے باوجود ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ باید خیریت ہو۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ میرا جواب جو تاخیر سے گیا اب مل گیا ہوگا۔

مسترشد :۔ حضرتِ والا کی صحت کے متعلق تشویش ہے۔ برائے مہربانی مزاج گرامی کی خیریت سے مطلع فرما کر اطمینان بخشیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایہ مجھ نا اہل اور جملہ احباب کے سروں پر تا قیامت رکھے۔ گو نا اہل و ناکارہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل عمیم و حضرت والا کا فیضان نظر انشاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی کام بنا ہی دے گا۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ میرا علاج جاری ہے۔ بالفعل مرض سے تخفیف ہے۔ گو ازالہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ شافی حقیقی ہیں۔

مسترشد :۔ جیسا کہ میں نے محولہ بالا عریضہ میں بھی لکھا تھا۔ بندہ نے ایم۔ اے عربک (جو کہ ادب (لٹریچر) ہے) میں داخل ہو گیا ہے۔ کچھ اوقات وہاں لگتے ہیں۔ بہت ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تعلیم کو بھی کسی وقت میرے دین کے فائدے کا

ذریعہ بنا دیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ آپ نیت دین کی کریں۔ بہر حال دنیا تو ملے ہی گی۔

مسترشد :۔ معمولات بحمد للہ تعالیٰ پورے کرا ہی دیئے جاتے ہیں۔ حالات کا تغیر گو لگا رہتا ہے۔ تاہم بحمد للہ تعالیٰ وبفضلہ ایک طرح کی اچھی ہی حالت ہے۔ جس کے قابل نہیں وہی احسان ہوتے رہتے ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ بحمد اللہ یہ معمولات پورے ہوتے رہتے ہیں۔ تغیر و تبدل اور نشیب و فراز تو اس عالم کی ہر چیز میں ہے۔

مسترشد :۔ قلب و نظر میں گناہ کا احساس فوراً محسوس ہونے لگتا ہے۔ ذات الٰہی کے دھیان بے کیف و بے چگون سے قلب کو بہت راحت ہوتی ہے۔ بحمد للہ تعالیٰ معاملات و اخلاقیات میں بھی سنت کے تتبع و اتباع کا خیال غالب رہتا ہے۔ پہلے جو جذباتی کیفیت تھی وہ عقلی سے مبدل ہوتی جاتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ یہ سب احوال محمود ہیں۔ اور قابل شکر الٰہی۔

مسترشد :۔ اللہ تعالیٰ نتائج کو اپنی رضا پر منتج فرمادیں۔ اور فریب نفس و شیطان کے پھسلاوے سے خصوصی عنایت سے بچادیں۔ کہ کسی حالت میں بھی اطمینان کید نفس سے حاصل نہیں۔

حالت کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں۔ اصلاح کاملہ کا طالب ہوں۔ اور اپنے کو اس کا اہل نہیں پاتا۔ اللہ تعالیٰ بزرگوں کے صدقے دستگیری فرمادیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ کام میں لگے رہیں۔ منزل مقصود تک تو رسائی انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ہو جائیگی۔

مسترشد :۔ والدہ صاحبہ وہمشیرگان وجملہ احباب وغلام مرتضےٰ کی طرف سے درخواست دعا وسلام۔ فقط دعاؤں کا خصوصی طالب

بندہ بے کار و درماندہ

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ :۔ سب کے حق میں دعائے خیر کرتا ہوں

والسلام

سید سلیمان ۲۴ نومبر ۱۹۵۲ء

پشاور ۳۱/دسمبر ۵۲ء

مکتوب نمبر ۴۳

مسترشد:۔ بخدمت اقدس قبلۂ و کعبۂ ام سیدی و سندی حضرۃ المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرۃ الشیخؒ:۔ محب عزیز و مخلص، اخلصکم اللہ تعالیٰ لہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

مسترشد:۔ حضرۃ والا کے دو عدد مکرمت نامے احقر کے خطوط کے جواب میں آکر باعثِ طمانیت و ہدایت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حضرۃ والا کو صحت کاملہ و عاجلہ سے جلد از جلد نوازیں۔ اور آپ کے فیض سے متمتع ہونے کی استعداد و لیاقت ہمت و کوشش مجھ نا اہل کو بھی عطا فرمادیں۔ کہ چشمۂ حیات پہ پیاسا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری کوتاہیوں کو ابلیتوں اور برائیوں کو نیکیوں سے مبدل فرمادیں۔

حضرۃ الشیخؒ:۔ الحمد للہ بہت اچھا ہوں۔ ایک ہفتہ سے زکام و نزلہ میں مبتلا ہوں اب تخفیف ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ۔

مسترشد:۔ یہ عاجز گذشتہ پندرہ روز سے بخار و نمونیا سے صاحب فراش ہے۔ گو اب تکلیف جاتی رہی ہے۔ اثرات ہنوز باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمادیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ:۔ غلام مرتضیٰ خان یہاں آئے تھے۔ ان سے آپ کی علالت اور پھر افاقہ کا حال معلوم ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کامل و عاجل بخشے۔

مسترشد:۔ اس دفعہ حد درجہ کوتاہی ہوتی رہی۔ تہجد وغیرہ بھی قضا ہوتی رہی۔

تلاوت کا بھی اہتمام نہیں ہو سکا۔ قلب کی حالت بھی دگرگوں ہے۔ اندر دیکھتا ہوں تو خالی معلوم ہوتا ہے۔ دل کی حالت خراب معلوم ہوتی ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- بیماری میں اگر محرومی ہوجائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ثواب سے محرومی نہیں رہے گی۔ کیونکہ بیمار کی نیت میں یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ مانع نہ ہوتا تو میں اور کرتا۔

مسترشد :- وہ پہلی سے ذکر کی مداومت بھی نہیں ہو سکی۔ گو بیماری تھی لیکن ایسی بے ہمتی پہلے نہیں ہوتی تھی۔ ان تمام حالات کے بنا پر خدشۂ شدید اپنے بگڑنے کا پیدا ہوگیا ہے۔ خدارا دعا و علاج سے یاوری فرمادیں۔ خدانخواستہ حالت اور خراب نہ ہوجائے۔ پہلے طبیعت بہت سنجیدہ رہتی تھی۔ اب مزاح وغیرہ کی طرف بھی میلان ہوگیا ہے۔ خاموشی و سکوت بھی پہلے سا نہیں رہا۔ مختصراً حالت بالکل قابل اطمینان نہیں۔ حضرت تھانویؒ کے مواعظ بکثرت پڑھنے شروع کئے ہیں۔ لیکن پہلے جیسا تاثر معلوم نہیں ہو رہا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس بندے کے تمام گناہ جو عمداً یا سہواً سرزد ہوئے ہیں معاف فرماتے ہوئے بزرگوں کے صدقے کامل اصلاح و عزیمت سے سرفراز فرمادیں۔ اخلاق فاضلہ اور اتباع نبوی سے ہر حال میں نوازتے ہوئے کمال تقویٰ واستقامت عطا فرمائیں۔ آمین۔ (اللھم افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین)

حضرت والا اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ دستگیری فرمادیں۔ اور خصوصی توجہ و عنایت سے سرفراز فرماتے ہوئے گناہگار کو ڈوبنے سے بچائیں۔

حضرۃ الشیخؒ :- ذکر میں لذت کی تلاش اور اوسکے نہ ملنے پر مردودیت کا شبہ اس راہ کا سخت پتھر ہے۔ اگر اس ذوق کا جاتا رہنا گناہ کے سبب نہ ہو تو

مضر نہیں۔ اور یوں بھی کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ کے اصول سے ایک مدت کے بعد اوس کا مزہ باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ اغذیہ مادی کا حال ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ لذت ملنے نہ ملنے پر تولید خون موقوف نہیں۔ وہ صرف ہضم ہونے والے غذاؤں سے بنتا ہے۔ آپ اپنی طرف سے کوشش کرکے غذا کھاتے جائیں اور نتیجہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔

مسترشد:۔ دعاؤں کا انتہائی محتاج ہوں۔ والدہ صاحبہ، ہمشیرگان و برادران و جملہ احباب بھی دعا و سلام کہتے ہیں۔ فقط والسلام

نظر کرم کا انتہائی محتاج

بندہ آثم

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ:۔ آپ کے لئے ہمیشہ دعا۔ آپ کی والدہ اور ہمشیرگان کے حق میں بھی دعائے خیر۔ والسلام

سید سلمان

---

۵ جنوری ۵۳ء

مکتوب نمبر ۴۴

مسترشد :۔ بخدمت قبلۂ کعبہ ام سیدی و مولائی حضرت المکرم مدظلکم ودام فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخؒ :۔ صدیقی المخلص اخلصکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد :۔ حضرت والا سے رخصت کے بعد بخیریت تمام پشاور پہنچ گیا۔ اُمید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ کراچی کی حاضری میں اس دفعہ قطعاً حضرت والا کی صحبت کے آداب بجا نہ لاسکا۔ اور اپنی نہ اہلی اور جہالت کی بنا پر وقت بے وقت تکلیف اور مجلس میں سیاسی اور دگر بکواس کرتا رہا۔ جس پر نادم اور معافی کا خواستگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے شرور نفس سے مجھے اور جملہ مخلوق کو محفوظ رکھے۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ کوئی حرج نہیں۔

مسترشد :۔ اپنے نفس کی لاانتہا شرارتوں اور اپنی ان گنت کوتاہیوں کے باوجود بزرگوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا فضلِ عمیم شامل حال رہا۔ معمولات بحمد للہ تعالیٰ پورے کردا دئے جاتے ہیں۔ گو ذوق و شوق کی حالت نہیں۔ لیکن معمولات جب تک پورے نہ ہوں چین نہیں آتا اور یہ ان کا فضل ہے۔ والحمد للہ علی ذلك غیر دینی و سیاسی مجالس میں دین کی بات کہنے اور دینداری کو دیکھنے کا جذبہ غالب رہتا ہے۔ گو کہہ سکوں یا نہ کہہ سکوں۔ الحمد للہ تعالیٰ۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ شکر کا مقام ہے۔

مسترشد :۔ قلب پر گو بعض اوقات دگر خیالات و وساوس کا غلبہ و ہیجان ہوتا

لیکن پھر طبیعت سکون پر آجاتی ہے ۔ اور دل اپنی کیفیت پر آجاتا ہے ۔ احسان و اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جاننے کی کیفیت اپنی کم نصیبی سے بہت کم ہے ۔ احوال کی نگارش سے مدعا کوتاہیوں کا اعتراف اور تحدیث نعمت ہے ۔ کہ اپنے نفس نے جہاں رکاٹیں ڈال رکھی ہیں ۔ حضرت والا کے فیض و ہدایت سے وہ رکاوٹیں دور ہو سکیں ۔ اپنے بے کارپنے اور نا اہلی کا مقر ہوں ۔ لیکن خصوصی فیض و توجہ کا طالب ہوں ۔ کہ جتنا زنگ گہرا ہوتا ہے صاف کرنے والے کی زیادہ توجہ چاہتا ہے ، " ہو عطائے خاص مجھ کو جو عطائے عام ہے ۔"

اپنے میخانہ سے اور دست کرم سے اپنے
دونوں ہاتھوں میں میرے ساغر و مینا دے دے

حضرۃ الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے خود دیتے ہیں ۔ شیخ صرف واسطہ ہوتا ہے ۔ جیسے سیرابی تو پانی سے ہوتی ہے ۔ مگر یہ پانی کسی ظرف میں پیا جاتا ہے تو ظرف کو بجز واسطہ کے کوئی دخل نہیں ہوتا ۔ مُعطی اللہ تعالیٰ ہیں ۔

مسترشد :- باقی جملہ خیریت ہے ۔ والدہ صاحبہ اور جملہ ہمشیر گان سلام کے بعد تاکیداً دعا کی درخواست کرتے ہیں ۔ والدہ صاحبہ کچھ پڑھنے کے متعلق پوچھتی ہیں ۔ غلام مرتضےٰ بھی سلام و دعا کا کہتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ بندہ کی مع جملہ احباب و متعلقین کے بھی جملہ دینی و دنیوی حاجات کا تکفل فرما کر اپنی رضا سے نوازیں ۔ آمین ۔ فقط والسلام

دعا و فیض کا طالب

بندہ ناکارہ محمد اشرف

حضرت الشیخ

سب کو سلام کہیئے۔

پڑھنے کی چیز تو اللہ کا نام ہے۔ سبحان اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ پڑھا کریں۔ کم از کم سو سو دفعہ ہر ایک

والسلام

سید سلیمان ندوی

سید سلیمان ندوی

سید سلیمان ندوی

پشاور - ۱۳ فروری ۵۳ء مکتوب نمبر ۴۵

مسترشد :- بخدمت جناب قبلہ و کعبہ ام سیدی و مولائی حضرۃ مکرم دام ظلکم و مدفیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

حضرۃ الشیخ رح: محبی العزیز نصرکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مسترشد :- امید ہے۔ حضرۃ والا کے مزاج عالی بعافیت و بخیریت ہوں گے۔ یہ ناکارہ صرف اپنی نالائقی کی بنا پر جلد حاضر خدمت نہ ہوسکا۔ اللہ تعالیٰ اس کوتاہی کو معاف فرماویں۔ اور اس سلسلہ عالی کی پوری قدر دانی حقیقتاً نصیب فرماتے ہوئے اس کے فیض سے پورا پورا متمتع فرماویں۔

با کریما کارہا دشوار نیست

گرچہ میں بہت نالائق ہوں اے شاہِ جہاں

پر ترے در کو چھوڑ کر جاؤں کہاں !!

حضرۃ الشیخ رح :- میں ۱۶ فروری سے بنگال کے سفر میں تھا۔ ۲۰ کو واپس پہنچا۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

مسترشد :- حضرت والا کو اس چیز کا تو علم ہے ہی۔ کہ بندہ یہاں ایم۔ اے میں داخل ہو چکا ہے۔ کورس کیونکہ کافی ہے۔ زیادہ اوقات اس میں لگانے پڑتے ہیں۔ مذہبی کتب تو ہیں نہیں نتیجہ یہ ہے۔ کہ میرا خالی دل جو پہلے ہی کسی کام کا نہ تھا۔ دن بدن بیکار ہوتا جاتا ہے۔ ذات الٰہی کے دھیان کو چھوڑ کر یہی خیال چھائے رہتے ہیں۔ دل و دماغ پراگندہ رہتا ہے۔ جو ذکر کی دائمی کیفیت کا خیال تھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ میرے نفس کا فریب تھا۔ یا وہ نعمت چھین لی گئی ہے۔ (اللّٰھم انی نعوذ بك من غضب)

شیخ رح :- حالات کے بدلنے سے ایسا ہوا ہے۔ اس کی فکر نہ کریں۔ تعلیم کے مشغلے کی نسبت یہ خیال کریں کہ یہ حصول رزق کی کوشش ہے۔ اس نیت سے یہ تعلیمی جدوجہد بھی عبادت ہی میں شمار ہوگی۔ با این ہمہ اوقات نماز و نوافل و ذکر کو قائم رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ نعمت آپ کو حاصل رہے گی۔ گو اس وقت دیگر مشاغل کی وجہ سے ذہول ہو گیا ہو۔

مسترشد :- جب غور کرتا ہوں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی تک میرے دل میں حُبِ مال و جاہ کے جراثیم چھپے ہوئے ہیں کہ کبھی ایسے وساوس کا ہجوم ہوتا ہے جن کا منشا یہی امراض ہیں۔ گو بحمد للہ دوام نہیں ہوتا۔ زیادہ ڈر اور خوف اس چیز کا لگا رہتا ہے۔ کہ جو عنایات بزرگوں کی اور اللہ کا فضل شامل حال رہا ہے۔ کہیں میری نابکاریوں کی وجہ سے چھن نہ جائے۔

اب در پیر مغان چھوٹے نہیں

اس کی مٹی میں بھی فیض جام ہے

تاہم اللہ رب العزت کا یہ بڑا احسان ہے کہ معمولات و تہجد وغیرہ کا انعام ہو جاتا ہے (الحمد للہ کثیراً کثیرا) احوال وہی ہیں کہ کبھی تو بہت اُمید بندھ جاتی ہے۔ کبھی ناکارگی کے خیال سے ہمت پست ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل سے ان تمام گھاٹیوں سے نکال کر اپنی رضا و قرب والی زندگی سے ہمکنار فرما دیں۔ آمین۔

حضرۃ الشیخؒ :- ہمت پست نہ کریں، کام میں لگے رہیں۔

مسترشد :- والدہ صاحبہ، ہمشیرگان و احباب غلام مرتضٰی وغیرہ سلام کے بعد دعا کے متمنی ہیں۔ حضرۃ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس (ایم۔ اے) کے امتحان میں بآسانی بہترین صورت کے ساتھ کامیاب فرمائے۔ آمین

دعاؤں کا طالب

سب سے نالائق

محمد اشرف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :- سب کو میرا بھی سلام کہدیں۔

سید سلیمان ندوی

پشاور۔ مکتوب نمبر ۶۴

مسترشد:۔ بخدمت اقدس قبلۂ و کعبۂ ام سیدی و مولائی حضرۃ المکرم دامت ظلکم و مدفیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخؒ:۔ صدیقی المخلص سہل اللہ لکم الطریق

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

مسترشد:۔ اغلباً حضرۃ والا ڈھاکہ سے واپس تشریف لے آئیں ہوں گے۔ ڈھاکہ کے واقعہ سے طبیعت بہت پریشان ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام مخلوقات کے شر سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور آپ کی قدر دانی کی توفیق نصیب فرمادے۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ:۔ ڈھاکہ کے واقعہ سے افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں ع

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

میں مشرقی پاکستان سے ہندوستان ہوکر آیا۔

مسترشد:۔ اُمید ہے مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔ یہ ذلیل و حقیر ایک عریضہ اس سے پہلے کافی دن ہوئے خدمت عالی میں بھیج چکا ہے۔ لیکن ہنوز جواب سے سرفراز نہیں ہوا۔

حالات میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔ الحمد للہ تعالیٰ

ع پا رہا ہے تیرے درماں سے شفا بیمار دل!

حضرۃ الشیخؒ:۔ بحمد اللہ تعالیٰ اچھا ہوں۔ ایک خط کا جواب پہلے جا چکا ہے اُمید ہے کہ ملا ہوگا۔

مسترشد :۔ بفضل ایزدی معمولات کی پابندی کی عنایت ہوہی جاتی ہے۔ آج کل امتحان کی تیاری کی وجہ سے عموماً ملفوظات ومواعظ نہیں دیکھ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حقوق ہم پر لازم ہیں۔ ان میں اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے طبیعت بعض اوقات ازخود رفتہ ہوجاتی ہے۔ اور بہت پریشانی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرماویں اور اپنے اوامر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے اتباع وادائیگی حقوق کی توفیق بخشیں آمین

بنا مجھ کو اپنا بھلا ماسوا کو !

حضرۃ الشیخؒ :۔ بحمد اللہ کہ کوئی شکایت کے قابل تبدیلی نہیں ہوئی۔ معمولات قائم رہیں اور منہیات سے احتراز رہے پھر عارضی قلت عمل مضر نہیں۔

مسترشد :۔ تبلیغی سفروں کو آج کل ترک کیا ہوا ہے۔ شب جمعہ حضرات تبلیغ کے کہنے پر بیان وتقریر کر دیتا ہوں۔ جب دعوت دینے پر کھڑا ہوتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور سامعین کی برکت سے ایسی باتیں بیان ہوتی ہیں جن پر عمل سے یہ بندہ عاجز عاری ہے۔ طبیعت کو کوفت ہوتی ہے کہ وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ بعض اوقات خیال ہوتا ہے۔ کہ دعوت جب پر اپنا عمل نہیں تو چھوڑ کیوں نہ دوں۔ لیکن احباب منع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے شر سے پوری امت کو محفوظ رکھے۔ اور ہدایت کے دروازے پوری امت پر کھولے

آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسروں کو اوس خیر کی دعوت دینا۔ جس پر گو آپ کا اب تک عمل نہ ہو، مگر نیت میں ہو۔ برا نہیں۔ کیا عجب آپ کے

لئے محرک بن جائے، جو کہتے ہو وہ کرتے نہیں کے یہ معنی نہیں کہ جو خود تم نہ کرو وہ دوسرے سے نہ کہو۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ جو نہیں کرتے اوس کا دعویٰ نہ کرو۔ غرض اوس کا دعویٰ کرنا منع ہے۔ دعوت کرنا منع نہیں۔

مسترشد:۔ والدہ صاحبہ، ہمشیرگان احباب و متعلقین کی طرف سے بعد سلام درخواست دعا۔ غلام مرتضٰے کی طرف سے بھی سلام قبول ہو۔ بندہ اپنی تمام دینی و دنیوی حاجتوں میں انتہائی دعاؤں کا محتاج ہے۔

حضرت والا مجھ سے آپ کا کوئی حق ادا نہ ہوا۔ احسانوں سے دبا ہوا ہوں۔ لیکن اپنی کوتاہی اور نابکاری ہر جگہ مانع آتی رہی۔ اندرون قلب سے معافی چاہتا ہوں اور نگاہ کرم کا طالب ہوں۔ فقط

بندہ حقیر و ناچیز

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ:۔ سب کے حق میں دعائے خیر۔ میرا کوئی حق نہیں جو آپ نے تلف کیا ہو۔ اسکی فکر نہ کریں

سید سلیمان

۴، اپریل ۱۹۵۳ء

مکتوب نمبر ۳۷

مسترشد

معرفت نصر اللہ اینڈ برادرز
بازار قصہ خوانیٰ پشاور شہر

15-4-53

بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ لم سیدی و مولائی حضرۃ المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ حضرت والا کے دو عدد شفقت نامے ملکر باعث اطمینان و تسلی ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت کی عافیت کی اطلاع ہوئی ۔ اللہ تعالےٰ اس چشمۂ فیض کو تا قیامت جاری رکھے کہ نامعلوم کن کن کی حیات اس چشمے سے وابستہ ہے ۔

حضرت الشیخ

کراچی ۵

محب مکرم و مخلص اخلصکم اللہ تعالےٰ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

مسترشد

حضرۃ والا۔ اپنی حالت کیا لکھوں۔ گناہوں کے انبار لگے نظر آتے ہیں ہر ہر عیب اپنا کھل کر سامنے آتا جاتا ہے۔ اب تو یہ یقین ہو چلا ہے کہ میرے نفس سے خیر کی امید ہی مشکل ہے۔ اپنی حیثیت کے لحاظ سے اس سے سوا گناہ کوئی دوسری چیز سرزد ہو ہی نہیں سکتی۔ ہر ہر عضو گناہ سے ملوث ہے اور اس پر اپنا کوئی قابو نہیں۔ گناہوں کی کثافت اور میرے اندرون کی حالت اگر دوسروں پر کھل جائے تو مجھے کوئی نزدیک تک نہ چھوڑے۔ لیکن قربان جایئے ستارالعیوب کی پردہ پوشی کے کہ جسنے نہ صرف اس گندگی اور گناہ کے مجموعہ کو چھپا رکھا ہے بلکہ گوناگوں رحمتوں اور احسانات کو جو ہر وقت اس بندہ قاصر پر ہوتے رہتے ہیں اور اس کے مقابل میں اپنی ناقدر شناسیوں کو دیکھتا ہوں تو یہ یقین بڑھتا جاتا ہے کہ تمام دنیا میں میرا جیسا کوئی گنہگار نہ ہوگا جو اسقدر گوناگوں عنایتوں کے (باوجود) اسقدر نابکار اور گنہگار ہو۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھوں اور کروڑوں بار شکر ہے کہ باوجود اپنی تمام آلائشوں اور گندگیوں کے اس احقر و ذلیل کو بزرگوں کے صدقے برابر فیوض و برکات سے نوازتے رہتے ہیں۔ ان سب نعمتوں کو انکا سمجھتا ہوں اور اپنا حق اور خوبی اس میں بحمد اللہ تعالیٰ نہیں پاتا بلکہ اب تو جب تک فنا کا حال بالکل غالب نہیں پاتا اور بالکل اپنی لاعلمی اور قطعاً نا جاننے کا خیال قلب و دماغ پر مستولی نہ ہو، دینی باتیں یا تقریر و بیان بھی کھل کر زبان پر نہیں آتا۔

حضرت الشیخ

یہ حال تنزل نہیں بلکہ ترقی کی علامت ہے مگر اس سے مایوسی نہ پیدا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیر کا حسن ظن بھی قوی رکھا جائے۔

یہ حال بہتر ہے۔

مسترشد

اس سلسلہ میں ایک چیز اپنے عقیدے کی اصلاح کی نیت سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ سورۃ جمعہ کی پہلی آیتوں میں جہاں یہ الفاظ آتے ہیں ھو الذی بعث تا وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ ان سے میرے دل میں یہ خیال جمتا جاتا ہے کہ آخرین میں امت کے قیامت تک آنے والے تمام طبقات شامل ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی صفات تلاوت کتاب و تزکیہ و تعلیم کتاب و حکمت کا فیضان حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی اپنی ذات عالی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس وقت بھی جاری فرمائے ہوئے ہیں۔ گویا صاف لفظوں میں یوں کہیئے کہ آپکا فیض اب بھی امت کے قلوب کو پاک کر رہا ہے اور آپکے ذریعے اللہ تعالیٰ علوم نبوت کو بانٹ رہا ہے۔

حضرت الشیخ

بے شک شامل ہیں اور بے شبہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے کمالات سے ہر امتی بقدر استعداد بہرہ ور ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا مگر اسکو منصب نبوت سے کوئی تعلق نہیں کہ وہ بند ہوچکا۔ نبوت کے منصب کا دروازہ بند ہوچکا۔ یہی وہ نقطہ ہے جسکے سمجھنے میں غلام احمد قادیانی نے غلطی کی اور گمراہ ہوا اور ہزاروں کو گمراہ کیا۔

مسترشد

یہ بات اسلیئے میں نے تحریر کی کہ اکثر اوقات جب بیان کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے یہ چیزیں قلب پر وارد ہورہی ہیں گو فاعل حقیقی اللہ ہیں۔ بہر حال یہ معاملہ کیونکہ میرے گمان کا ہے۔ فساد عقیدہ کا اندیشہ ہے۔ حقیقت سے واقف فرما کر یاوری فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور اور

پوری امت کو تصحیح عقائد، تحسین اعمال اور اپنی ہر وقت کی یاد کامل خلوص کے ساتھ عطا فرمائیں۔

حضرت الشیخ

خیر یہ تو ایک خیال ہے۔ اسکو دل سے نکال دیں اور صرف یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ میرے دل میں باتباع شریعت محمدی میرے دل میں یہ ڈال رہے ہیں۔

مسترشد

والدہ محترمہ، برادران، ہمشیرگان اور دیگر متعدد دوستوں کے طرف سے سلام اور درخواست دعا۔ غلام مرتضیٰ بھی خصوصی دعا کے طالب ہیں۔ فقط والسلام۔

دعاؤں کا طالب
محمد اشرف

حضرت الشیخ

سب کو سلام و دعا۔

سید سلیمان
۲۳ اپریل ۱۹۵۳ء

مکتوب - ۴۸

از پشاور

۵۳-۴-۲۷

مسترشد: بخدمت اقدس سیدی ومولائی قبلہ وکعبہ ام حضرۃ المکرم دام ظلکم ومرفیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرۃ الشیخؒ: محب صادق الوداد رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد:- حضرت والا کا مکرمت نامہ آج ہی مل کر باعث ہدایت ہُوا۔ اللہ تعالیٰ میرے شرور سے مجھے اور پوری انسانیت کو محفوظ رکھے۔ آمین

حضرۃ والا۔ جہاں تک منصب نبوت کا تعلق ہے۔ بحمد للہ تعالیٰ اس کے قطعاً ختم ہو جانے پر پورا پورا ایمان ویقین ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اس سلسلے میں دل ودماغ کسی وسوسہ کو بھی برداشت نہیں کرتا۔ بہر حال میرے گذشتہ خط سے اگر کچھ ایسی بات مفہوم ہوئی ہے تو وہ میری تحریر کی غلطی ہے۔ جس پر میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ اور آپ سے معذرت کا خواستگار ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ:- میں نے اس مسئلہ کو اس لئے صاف کر دیا کہ لوگ ان دونوں کے فرق کو نہیں سمجھتے جس کی بنا پر قادیانی گروہ ہدایت سے محروم ہوگیا جو چیز ختم ہے وہ منصب نبوت ہے اور جو چیز باقی ہے وہ کمالات ومراتب نبوت ہیں۔

مسترشد:- اللہ تعالیٰ میرے جملہ گناہوں کو معاف فرمائے اور ہر اس عقیدہ

وعمل قول وفعل تحریر وتقریر سے محفوظ رکھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم کے لائے ہوئے طریقے کے خلاف ہو۔

اللھم وفقنی لما تحب وترضٰے من القول والعمل
والنیۃ والھدی ولاتکلنی الی نفسی طرفۃ عین

حضرۃ الشیخ : آمین

مسترشد : حضرۃ والا گنہگار ہوں۔ اپنے نفس پر قطعاً کوئی اعتبار نہیں بس
اللہ تعالیٰ ہی اس نابکار کو ہدایت کاملہ سے سرفراز فرماتے ہوئے جو
عقائد و احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتا کر تشریف لے گئے ان پر پورا
ایمان و یقین وعمل نصیب فرماتے ہوئے اس ایمان پر خاتمہ کرے جو
اللہ تعالیٰ کی درگاہ عالی میں مقبول ہو۔ اسی کی دعا اللہ تعالیٰ سے ہے اور
یہی درخواست بزرگوں سے ہے کہ ان کے طفیل سے اللہ تعالیٰ نے
اس طرف رہنمائی فرمائی تو اب محروم نہ کرے اور اپنی توفیقات و مرضیات
سے پورا پورا نوازے۔ آمین

حضرۃ الشیخ : اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم اور طریق حق پر قائم رکھے اور
اس پر خاتمہ کرے۔

مسترشد :۔ حضرۃ والا۔ اُمید ہے۔ اس بندے کی کوتاہیوں کو معاف فرماتے
ہوئے خصوصی توجہات و دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

حضرۃ الشیخ :۔ ہمیشہ آپ کے لئے دعائے خیر و فوز و فلاح ہے

مسترشد :۔ بندہ کا ایم۔ اے (Previous) کا امتحان ۲ مئی سے شروع ہے
جہاں تک تیاری کا تعلق ہے کما حقہ نہیں ہو سکی اللہ تعالیٰ سے خصوصی

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ امتیازی طور پر کامیاب فرمائے ۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں ۔

مسترشد :۔ مزاج گرامی کی خیریت سے بھی مطلع فرماویں۔ صوفی ادریس صاحب پشاور آئے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ تبلیغی اجتماع کی دعوت تھی لیکن کراچی میں اپنی معذوریوں کی وجہ سے نہ جا سکا۔ احباب پورا زور دیتے رہے۔ اتنی قوی دعوت کے انکار سے بھی ڈر لگتا ہے لیکن مجبور ہوں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ الحمد للہ خیریت ہے۔ صوفی ادریس صاحب پشاور سے چند روز ہوئے کہ یہاں واپس پہنچ گئے ۔

مسترشد :۔ بھائی غلام مرتضیٰ صاحب بھی سلام لکھنے کا ہمیشہ کہتے ہیں۔ والدہ صاحبہ مکرمہ ہمشیرگان و دیگر احباب کی طرف سے بھی درخواست دعا و سلام

فقط والسلام

طالب نگاہ و دعا۔ بندہ حقیر و ناکارہ

محمد اشرف غفرلہٗ

حضرۃ الشیخؒ :۔ غلام مرتضیٰ کو بھی سلام کہدیں اور اپنی والدہ و ہمشیرگان کو بھی دعائے خیر و سلام پہنچادیں ۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

۱۵ ر شعبان ۱۳۷۲ھ

مکتوب نمبر ۳۹

مسترشد

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ

معرفت ایم نصر اللہ اینڈ برادرز

بازار قصہ خوانی پشاور شہر

29-5-53

بخدمت اقدس مکرمی و معظمی قبلہ و کعبہ ام دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے حضرت والا مع متعلقین بخیروعافیت ہونگے اللہ تعالیٰ انکے سایہ کو مع عافیت ہمیشہ قائم رکھے جو ہماری قلبی حیات کا سبب و ذریعہ ہے۔ حضرت والا کا خیال بہت زیادہ مستولی رہتا ہے۔ نمازوں تک میں یاد آجاتی ہے۔ گو اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ ذات کے تصور کے ساتھ یا انکے ذکر کے علاوہ غیر کا استحضار مناسب نہیں لیکن کیا کیجیے۔

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

اللہ تعالیٰ ہر آن اپنی رضا و قرب کے ساتھ اپنا دھیان و فرمانبرداری نصیب فرمادیں آمین۔

حضرت الشیخ

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ

کراچی ۵

اخی فی اللہ زادکم اللہ تعالی عرفاناً

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔ یہ صرف آپکی محبت کا کرشمہ ہے۔ اپنے اختیار اور ارادہ سے تصور جمانا غلط ہے۔ اگر ازخود ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ ایک حال ہے جسکا ذکر میرے ایک شعر میں بھی ہے

سجدہ طرف کعبہ ہے دل تیری طرف ہے
اب قبلہ بھی اے قبلہ نما بھول گیا ہوں

مسترشد

حضرت والا رمضان المبارک نصف کے قریب جا چکا، کمانے والوں نے خوب کمایا ہوگا۔ گو بحمد للہ تعالیٰ اللہ کا احسان ہے کہ معمولات وتراویح وقرآن کریم کا احسان اس ناکارہ پر ہو جاتا ہے تاہم حق یہ ہے کہ کوئی بھی حق ادا نہیں ہو سکا۔ قلب کو بعض اوقات ذات کی معیت یا استحضار کے ساتھ جنت جیسی کیفیت محسوس ہوتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ ہر وقت ان میں گم رہے اور اپنے قلب کی گہرائیوں میں انکا مشاہدہ کرتا رہے۔ کبھی ایسے ہی دل ودماغ پر چھا جاتے ہیں اور اطمینان نصیب فرمادیتے ہیں۔ لیکن یہ حالت تب ہی ہوتی ہے جب وہ چاہتے ہیں عموماً یہ حالت نہیں ہوتی قلب کو خالی بغیر ذوق ومحبت کے پاتا ہوں۔ جی چاہتا ہے کہ کسی وقت جدائی نہ ہو۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو چلی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو چکی

ہو چکی کے مقام کے کہنے کے اپنے آپ کو قابل نہیں پاتا۔ حقیقت نہیں ہے آرزو ہے کہ انکے سوا کسی کو نہ پاؤں گو اپنا یہ مقام نہیں لیکن۔

باکریما کارہا دشوار نیست

نوازنے والا جسنے اس ہیچ کار و نالائق کو یہ تمنا نصیب فرمائی، بہت ممکن ہے کہ

بزرگوں کے صدقہ اسکی کرم فرمائی بھی فرمادے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

حضرت الشیخ

کمی کی حسرت بھی قیمتی ہے

دائمی حضوری بھی انشاء اللہ تعالیٰ کبھی حاصل ہو گی۔ لیکن اس وقت بھی جو کچھ حاصل ہو جاتی ہے شکریہ کے قابل ہے۔ شکر سے نعمت کی زیادتی ہوتی ہے۔

مسترشد

بہر حال حالات کی نگارش سے اصلاح وتوجہ مقصود ہے کہ حضرت کے احسان وبرکات ہر وقت اپنے میں نمایاں پاتا ہوں اور یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس گنہگار و ناکارہ کو ایک ایسی عالی درگاہ سے وابستہ کر دیا جسکا اپنی استعداد وحالت کے لحاظ سے تصور بھی ناممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عنایت فرمادے اور آپکے فیوض وبرکات سے پورا پورا حصہ نصیب فرمادیں آمین۔

حضرت الشیخ

میری نسبت آپ جو کچھ ظاہر کرتے ہیں وہ صرف آپکا حسن ظن ہے باقی ہیچ ہے ممکن ہے کہ آپکی طلب کے وسیلہ سے اللہ تعالی مجھکو واسطہ محض بنا کر آپکو بیش در بیش عطا فرمائیں۔

مسترشد

حضرت والا اپنے اعمال پر جب نگاہ ڈالتا ہوں تو سوا گناہوں اور کوتاہیوں کے کچھ نظر نہیں آتا۔ اپنے شر سے دوسروں کے متعلق بھی خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ میں کسی کی گمراہی کا سبب نہ بن جاؤں۔ حضرت والا دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر مع جمیع امت مسلمہ کے ہدایت کے دروازہ کشادہ فرما دے اور مرتے دم تک اور بعد مرگ بھی مجھے کسی کی بھی گمراہی کا سبب نہ بنائے کہ اپنے شر نفس سے سخت

خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ وہی کرائے اور کہلوائے جسمیں اسکی رضا وخوشنودی ہو اور کامل ایمان پر خاتمہ کرے آمین۔

حضرت الشیخ

یہ ڈر بالکل بجا ہے اور ہمیشہ اس سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔

مسترشد

رمضان سے بیشتر خواب میں شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کو دیکھا کہ وہ ایک نہایت عالیشان لباس میں ایک دوسرے شخص کے ساتھ ایک پہاڑی و پتھریلی دشوار زمین پر چڑھ رہے ہیں میں بھی انکے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے جا رہا ہوں یہاں تک کہ ایک خطرناک پل سا آتا ہے اس پر سے وہ دونوں حضرات گزر کر ایک میدان میں پہنچ جاتے ہیں اور میں ادھر کھڑا انہیں صاف دیکھ رہا ہوں۔ وہ بیان فرما رہے ہیں۔ بات کوئی یاد نہیں رہی لیکن چند باتوں کے کہنے کے بعد بار بار سجدے میں گر جاتے ہیں اور پھر اٹھ کر بیان شروع کر دیتے ہیں۔

("اللہ تعالیٰ بہتر فرما دے")

میرا ایم اے سال پنجم کا امتحان ہو گیا کامیابی کی دعا کی درخواست ہے والدہ صاحبہ برکت کیلئے تلاوت قرآن کی اجازت چاہتی ہیں۔ والدہ صاحبہ، ہمشیرگان، غلام مرتضیٰ اور احباب کی طرف سے درخواست دعا وسلام۔ حضرت والا رمضان کے خصوصی اوقات کی دعاؤں میں یاد فرمائیں اور خصوصی توجہ سے نوازیں فقط

گنہگار روسیاہ

رحمت کا طالب

محمد اشرف

حضرت الشیخ

اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں۔ اجازت کی حاجت نہیں لیکن ان کی دل دہی کی غرض سے میری اجازت ان تک پہنچائیں۔ سب کو دعائے خیر۔

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۵۰ (۱

از کراچی

۵۳-۷-۳۰

بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ ام سیدی و مولائی حضرۃ المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرۃ الشیخ رح :- السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مسترشد :- جیسا کہ حضرت والا کو معلوم ہے کہ یہ فقیر اپنی اصلاح نفس کے ارادہ سے چالیس دن کے لئے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلا ہوا ہے۔ نکلنے کا مقصد یہ ہے :- کہ کسی طرح میرا گندہ نفس سنور جائے اور ظاہراً و باطناً اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پوری پوری پابندی حسن نیت و دھیان الٰہی کے ساتھ نصیب ہو جائے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انتہائی کمزور و ناتواں ہوں۔ نہ کوئی صلاحیت ہے۔ نہ کوئی خوبی۔ بس ایک تمنا و ارادہ ہے کہ کسی صورت اللہ تعالیٰ میری کوتاہیوں کو در گذر فرماتے ہوئے اپنی رضا سے ہم کنار کر دیں۔ اور دینداری کی زندگی کے ساتھ حسن خاتمہ نصیب فرمادیں۔

حضرۃ الشیخ رح :- اِس مقصود کی خاطر گھر سے نکلنا مبارک باد کے قابل ہے۔ اور اپنے نفس کے متعلق یہ خیالات بھی مناسب ہیں۔ لیکن اپنی کمیوں اور اپنے نقائص کے متعلق مجمل و مبہم بیان۔ علاج کے لئے کافی نہیں ہے۔ آپ اپنے نفس کے متعلق غور کیجئے۔ اور متعین کیجئے کہ وہ نقائص کیا ہیں۔ تاکہ اُنکا علاج کیا

جاسکے. جس طرح طبیب سے صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ میں بیمار ہوں. جب تک یہ نہ بتائیے کہ کیا کیا بیماریاں اور کیا کیا تکلیفیں ہیں. کھانسی ہے. درد سر ہے، ضعف معدہ ہے. بے خوابی ہے۔

مسترشد :- حضرت والا ! اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ معمولات کی حتی المقدور پابندی کرا دی جاتی ہے. یہ ان کی مہربانی ہے. تاہم اپنے میں ہزاروں کوتاہیاں محسوس کرتا ہوں. قلب کی حالت درست نہیں. کبھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے. اور کبھی دوسری چیزوں میں مشغول. برائی کا مادہ ابھی ضعیف نہیں ہوا. گناہوں کا اندیشہ لگا رہتا ہے. کہ بعض اوقات معاصی کا میلان طبیعت میں پاتا ہوں. گو بحمد للہ تعالیٰ فوراً استغفار وغیرہ پڑھتا ہوں. تاہم گناہوں سے بچنے کی توفیق چاہتا ہوں. کہ اپنے نفس پر اطمینان نہیں. اور لغزش ہو جاتی ہے. ان تمام احوال کے لکھنے سے غرض اصلاح احوال کی طلب اور حضرت والا کی خصوصی توجہ و دعا کی نیت ہے کہ یہ ناکارہ کسی صورت سنور جائے. اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کے صدقے ہمیشہ احسان فرمایا ہے. آئندہ بھی انہیں کی دعا و نگاہ کا طالب ہوں.

خسرو غریب است و گدا افتادہ در کوئے شما
شاید کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری

اپنی نابکاریوں کی وجہ سے توجہ کا زیادہ محتاج ہوں کہ نکمے زیادہ رحم کے قابل ہوتے ہیں.

حضرۃ الشیخؒ :- دعا گو ہوں :

رشد :۔ حضرۃ والا کی مجلس و صحبت کے آداب کی بھی رعایت نہیں ہو سکتی گستاخیوں کی معافی چاہتا ہوں۔ بہت کوشش کرتا ہوں۔ کہ خاموش و مؤدب بیٹھوں۔ لیکن شرارت نفس سے مجبور ہو جاتا ہوں۔ اور ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیتا ہوں۔ جس کا بعد میں احساس بھی ہوتا ہے۔ لیکن پھر وہی غلطی سرزد ہو جاتی ہے۔ عفو و درگذر کا طالب ہوں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا بھی یہی حال تھا کہ صحابہ کبھی دنیا کا حال بیان کرتے تھے تو حضورؐ بھی کرتے تھے۔

مسترشد :۔ پشاور آتے ہوئے والدہ صاحبہ نے، میری تینوں بہنوں نے اور دیگر کئی احباب نے خصوصی دعاؤں کے لئے کہا تھا۔ دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی جملہ پریشانیوں کو دور فرما کر ہماری جملہ حاجات کا تکفل فرماتے ہوئے اپنی ذات کے ساتھ اطمینان نصیب فرمادیں۔ بعض نے قرضوں سے خلاصی اور وسعت رزق کے لئے دعاء کا کہا تھا۔ اسی طرح والدہ صاحبہ نے ہمشیرگان کی جلدی اور اچھی جگہ پر شادی ہونے کی دعاء کیلئے کہا تھا۔ اُمید ہے ان سب کے لئے دعاء فرما کر احسان فرمادیں گے۔ والسلام

دعاؤں کا طالب بندہ محتاج

محمد اشرف

حضرۃ الشیخؒ :۔ ان سب کیلئے دعائے خیر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پریشانیاں دور فرمائیں قرضداروں کے قرض ادا ہوں۔ ناکتخدا لڑکیوں کی مناسب کفو میسر آئیں۔

والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب نمبر ۵۱

مسترشد

پشاور شہر

30-8-53

بخدمت اقدس قبلہ وکعبہ ام سیدی ومولائی حضرتہ المکرم دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے حضرت والا کے مزاج گرامی مع اہل خانہ کے خیریت ہونگے۔اللہ رب العزت آپکے سایہ کو ہم ضعیفوں کے سر پر ہمیشہ رکھے اور پوری امت کو اپکے فیوض وبرکات سے متمتع فرمادے آمین۔بندہ کراچی سے جہلم ہوتے ہوئے پشاور پہنچا او پھر کچھ دن کے لئے چراٹ چلا گیا۔اس متواتر سفر نے گو عملاً خدمت اقدس میں حاضری کا موقع نہ دیا لیکن قلبی حاضری اکثر میسر رہی۔

خدا جانے مجھے کیا دیکھے ساقی نے پلا دیا ہے
وہ جتنا دور ہو پھر بھی نظر آتا ہے محفل میں

حضرت الشیخ

کراچی

محب مخلص رفع اللہ تعالیٰ شانکم و اصلح احوالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ خیریت ہے۔ادھر ایک ہفتہ کے لئے بخار آگیا تھا۔بخار تو ایک ہفتہ کے بعد اتر گیا مگر ضعف غالب ہو گیا جو اب رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔بحمد اللہ تعالیٰ۔آپکا یہ تاثر آپکی محبت فی اللہ کا نتیجہ ہے۔

مسترشد

حضرت والا اللہ رب العزت کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ خدمت اقدس میں

حاضری کا موقع نصیب فرمایا اور گوناگوں فیوض سے بہرہ مند فرمایا۔ یہ اسکا احسان ہے ورنہ کہاں میں اور کہاں بزرگوں کی صحبت۔ حضرت کی خدمت کی حاضری سے قلب میں بحمد للہ تعالی بہت تبدیلی پاتا ہوں۔ حقیقت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والا کی آخری صحبتوں سے گویا دل کی کایا پلٹ گئی ہے ایک سوز، رافت، انابت اور دھیان کی کیفیت رہتی ہے۔ اسباب پر سے نگاہیں اٹھتی جا رہی ہیں اور اللہ رب العزت کے فاعل حقیقی ہونے کا خیال دن بدن بحمد للہ تعالی جمتا جا رہا ہے۔ دنیا سے بے رغبتی اور عمومی میل جول سے بیزاری کی سی کیفیت پارہا ہوں۔ ذکر واشغال میں جو رسمی کیفیت سی پیدا ہو گئی تھی اسمیں اب پھر توجہ واستحضار کا غلبہ ہے۔ صفات الہی پر یقین بحمد اللہ بڑھ رہا ہے۔ پشاور پہنچنے پر لیگ کی سکرٹری شپ سے بھی استعفی دے دیا ہے گو ابھی منظور نہیں ہوا۔

حضرت الشیخ

یہ سب احوال مبارک ہیں مگر اصل شے اتباع احکام الہیٰ کا اہتمام ہے۔ اللہ تعالی کے فاعل حقیقی ہونے کا اذعان توحید افعالی ہے جسکے بغیر توحید کامل نہیں ہوتی۔

مسترشد

کراچی سے واپسی پر حضرت والا کے کچھ ملفوظات اپنی یاداشت سے لکھے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت والا نے فرمایا تھا کہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ وبرکاتہ کے جو لوگ ملفوظات جمع کرتے تھے حضرت کی نظر سے گزروالیتے تھے۔ اگر اجازت ہو تو اپنی اس یادداشت کو جو مختصر اور ایک دو صحبتوں کی ہے حضرت والا کی نظر سے گزارنے کیلئے بھیج دوں کہ کمی وبیشی جو میرے ادائیگی سے ہوئی ہو دور ہو جائے۔

مسترشد

باقی جملہ خیریت ہے ہر وقت نظر کرم کا طالب اور ہدایات کا امیدوار ہوں ۔ اللہ تعالیٰ اس چشمہ فیض کو ہم تشنہ کاموں کیلئے ہمیشہ باقی رکھے اور ہمیں پوری پوری شادابی اس سے نصیب فرمادے آمین ۔

حضرت الشیخ

نظر ہر وقت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر چاہئیے ۔ انسان کے بس میں کیا ہے جو کسی انسان کو دے سکے ۔

مسترشد

حضرت والا ! شیخ کے حقوق کی ادائیگی کی بہتر صورت کیا ہے اور اسکے فیض سے پورا پورا فائدہ کسی طرح میسر آسکتا ہے ؟

حضرت الشیخ

اسکے حقوق کی ادائیگی یہی ہے کہ اسکے ہدایات کو جو تحت شرع ہوں . بجالانے کی کوشش میں لگا رہے ۔

مسترشد

والدہ صاحبہ ام کی حضرت والا سے بیعت کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ خواہش کرتی ہیں جیسے ارشاد ہو انسے عرض کردوں ۔

والدہ صاحبہ ہمشیرگان احباب کی طرف سے سلام ودرخواست دعا ۔

فقط ہدایت کا طالب
بندہ ناچیز
محمد اشرف

حضرت الشیخ

بیعت ضروری شے نہیں تاہم اگر اونکو اصرار ہو تو خط کے ذریعہ ہو سکتی ہے

والدہ اور ہمشیروں کی لئے دعائے خیر۔

والسّلام

سید سلیمان

یکم محرم الحرام ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۵۲

محمد اشرف معرفت

ایم نصراللہ اینڈ برادرز جنرل مرچنٹس

بازار قصہ خوانی پشاور شہر

3-11-53

بخدمت عزیز القدر برادرم سلمان صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تکلیف دہی کا سبب اس لئے بن رہا ہوں کہ ایک مدت سے حضرت والا مدظلہ کے خیریت معلوم نہ ہو سکی۔ دو عریضہ حضرت والا کی خدمت میں بھیجے جواب سے محروم رہا۔ مجھے حضرت والا کی صحت کے متعلق تشویش ہے خدانخواستہ مزاج گرامی ناساز ہوں اسلئے برائے مہربانی حضرت والا کی خیریت سے بواپسی جواب دیکر انتہائی ممنون فرماویں۔ حضرت والا کی خدمت میں احقر کا بہت بہت سلام اور درخواست دعا عرض کر دیجئے۔ امید ہے جواب سے محروم نہ فرماویں گے۔

برادرم عاصم صاحب کی خدمت میں سلام

فقط آپکا بھائی

عاجز محمد اشرف عفر لہ

پشاور

جواب حضرت سے موصول ہوا

کراچی

عزیز مکرم رزقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ ڈھائی ماہ کی علالت کے بعد افاقہ ہے۔ اصل مرض تو بہت حد تک زائل ہو چکا ہے مگر ضعف غالب ہے چلنے پھرنے کی ممانعت ہے۔ ابھی تک بیٹھک میں نمازیں پڑھتا ہوں۔
آپکے خطوط آئے تھے جواب نہ جاسکا۔ سلمان میاں کو بھی دو روز سے بخار آرہا ہے آج مجبوراً میں لکھ رہا ہوں
میری صحت کاملہ کے لئے دعا کیجئے والسلام

سید سلیمان

۷ نومبر ۱۹۵۳ء

مکتوب نمبر 1

(بنام ہمشیرہ صاحبہ محمد اشرف)

عزیزہ من - السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے خط پانے سے خوشی ہوئی - آپ کو چاہیئے تھا کہ اپنے اس خط پر اپنے بھائی صاحب سے دستخط کرالیتیں - یا اپنا تعارف کرالیتیں - گو زبانی محمد اشرف خان سے آپ کا حال معلوم ہو گیا - دوسرے یہ کہ آپ اپنا نام نہ لکھیں - اس کی جگہ ہمشیرہ اشرف لکھ دیا کریں - دوسری خوشی اسکی ہوئی کہ اس کم سنی میں آپ کو اپنی اصلاح کا خیال پیدا ہوا -

غصہ بری چیز نہیں - غصہ کا محل استعمال اچھا یا برا ہوتا ہے جب غصہ آئے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم چند مرتبہ پڑھ لیجئے اور وضو کر لیجئے - یا لیٹ جائیے -

اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں یہ سب دعائیں قبول فرمائیں -

اپنا نام ہمشیرہ اشرف کر کے میرے خط میں لکھا کیجئے -

اپنا نام نہ لکھیئے -

اللہ تعالیٰ آپ کے اوہام کو دور فرمائیں -

آپ حضرت تھانویؒ کے مواعظ پڑھا کریں - فائدہ ہوگا - اور نمازوں کو پابندی سے ادا کریں - اور تلاوت کیا کریں - اور

اور مناجات مقبول روزانہ پڑھا کریں۔

فقیر الی اللہ تعالیٰ

سید سلیمان



مکتوب نمبر ۲

(بنام ہمشیرہ صاحبہ محمد اشرف)

آپ کی اس ہمدردی کا شکریہ۔ بحمد اللہ تعالیٰ خیریت ہے
اللہ تعالیٰ آپ کو بامراد رکھے۔ اور اپنا بنائے۔

والسلام

سید سلیمان

۲ راگست ۱۹۵۲ء

---

[۱] یعنی غصہ کا مادہ فی نفسہ برا نہیں۔ (اشرف)

[۲] وہ دعائیں جو راقم خط نے تحریر کیں۔

[۳] یہ مکتوب ۱۱/۵۱ ۱۱ کے راقم خط کے عریضہ میں آیا۔ غالباً
تاریخ تحریر ۱۱/۵۱ ۱۲ ہوگی

[۴] یہ والانامہ ہمشیرہ اشرف کے اس خط کے جواب میں آیا جسمیں موصوفہ نے
حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی علالت پر مزاج پرسی کی تھی۔ (اشرف)

استفسار و جواب

فنِ تصوف

اور
محدثین وصوفیہ میں تطبیق کی راہ!

جناب عبدالرحمٰن صاحب متعلم
پرنس آف ویلز کالج جموں (کشمیر)

محترمی جناب سید صاحب مدفیوضہ

السلام علیکم۔

جب سے آپ کی ذاتِ گرامی سے غائبانہ تعارف ہوا ہے۔ اُسی وقت سے یہ شوق دامن گیر رہا ہے کہ خط وکتابت ہی کے ذریعہ آپ سے کچھ استفادہ کیا جائے۔

اپنے دینی شعور کی ابتداء ہی سے میں نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر مسئلہ میں کتاب وسنت ہی کو معیارِ حق اور دلیلِ راہ بنایا ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ فقہی مسائل میں مسلمانوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کی نوعیت کو کسی حد تک سمجھ سکتا ہوں۔ اور ان مسائل میں "اہل ظاہر" اور "اصحاب رائے" کے بین بین کی راہ یعنی "فقہاء محدثین" یا "اصحابِ حدیث" کے مسلک کی ترجیح کا قائل ہوں، لیکن جو اختلاف محدثین اور

صوفیائے کرام میں پایا جاتا ہے۔ اسکی حقیقت کے سمجھنے میں ابھی تک پریشان ہوں، اور اس الجھن سے نکلنے کے لئے سیرت نگار رسول ؐ ہی کی راہ نمائی کی ضرورت ہے، اور وہ سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی اور روحانی زندگی کے حالات و کیفیات کے بیان کرنے میں محدثین عظام اور صوفیائے کرام میں کس کی ترجمانی زیادہ صحیح ہے۔ اور آپ ؐ کی پاک زندگی کے اس شعبہ کے علم و عمل کے جاننے میں کون سا گروہ حقیقت کے زیادہ قریب پہنچ سکا ہے۔ اور ان میں سے کس جماعت کا راستہ حق کا راستہ ہے؟ اگر یہ دونوں گروہ ہی افراط و تفریط سے نہیں بچ سکے، تو اہلِ حق کون ہیں، اور اصحابِ اقتصاد کا طریق کیا ہے، اور اس مسلک کے آئمہ کون کون بزرگ ہیں؟ اسی سوال سے متعلق چند ایک سوالات ہیں جنہیں نمبر وار درج کرتا ہوں۔

۱۔ الاحسان (الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ الخ الحدیث) کی غایت کیا ہے؟

۲۔ کتاب اللہ کی تعلیم اور اُسوۂ حسنہ رسول اللہ میں الاحسان کے حصول کا طریق کیا ہے

۳۔ کیا "الاحسان" کے حصول کے لئے بیعت کرنا لازم ہے۔ اور اس کے بغیر الاحسان کا حصول ممکن نہیں۔

۴۔ زمانہ نزولِ قرآن کی عربی زبان قرآن مجید اور احادیثِ رسول اللہ میں بیعت کا مفہوم کیا ہے؟ عہدِ جاہلیت میں اس کی غرض و غایت کیا تھی اور پھر اسلام میں کیا ہوئی؟

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افرادِ صحابہ سے الگ الگ مختلف اوقات

میں جو بیعت لی۔ اُس کا اقرار اور غرض و غایت کیا تھی؟ اور جو پوری جماعت صحابہ سے مختلف اوقات میں لی اُس کے اقرار کے الفاظ اور غرض و غایت کیا تھی؟ کتب حدیث میں ان کے نام اور اقرار کے جو الفاظ ہیں وہ کیا ہیں؟ عہد خلفائے راشدین میں اس انفرادی اور جماعتی بیعت کا کیا حال رہا

۶:۔ صوفیائے کرام جو بیعت لیتے ہیں، کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟ کیا اس کی نظیر سُنت میں ملتی ہے، اور کیا یہ عہد رسالت میں عہدِ خلافتِ راشدہ سے ہی رائج چلی آتی ہے؟ رسالت کے بعد کے دوروں میں اسکی کیا حالت رہی؟

میں اگرچہ "اصحاب الحدیث" کے مسلک کو راجح سمجھتا ہوں، لیکن "اہلِ حدیث" کے نام سے ملک میں جو جماعت پائی جاتی ہے، وہ ایک طرف تو الاسلام کی بنیادی اور مرکزی دعوت کی علم بردار نظر نہیں آتی اور صرف فقہ کے چند اختلافی مسائل ہی اس کی دعوت کا مرکز ہیں۔ جن کی طرف وہ سب کو بلاتی ہے، اور دوسری طرف یہ کہ جن بزرگوں کی طرف اپنی نسبت کرتی ہے، جہاں ان کی زندگی کا حقیقی مقصد اور ان کی دعوت کا مرکزی نقطہ اوس کی نظر سے اوجھل ہو گیا ہے۔ وہاں ان بزرگوں کی زندگی کا ایک خاص پہلو تو خاص طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور وہ ان کی زندگی کا روحانی حصہ اور نبوت کی وراثت کا باطنی پہلو ہے۔ اور یہ شاید اس لئے لکھ گیا ہوں کہ میرے سامنے ہمیشہ اسی کی نقاب کشائی کی جاتی رہی ہے۔ کیونکہ میں نے جس ماحول میں آنکھیں کھولیں، اس میں فقہ کے اختلافی

مسائل کا اتنا چرچا تو نہ تھا۔ البتہ سید احمد بریلویؒ اور مولانا اسمٰعیل شہید دہلویؒ سے لیکر مولانا غلام رسولؒ (ساکن قلعہ میہان سنگھ ضلع گوجرانوالہ پنجاب) اور العارف باللہ مولانا عبداللہ غزنویؒ اور ان کے صالحین فرزندوں تک کی کرامات، تزکیہ نفس، روحانی بلندی، اور انابت الی اللہ کی حکایات ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ضرور تھیں۔

اگرچہ میں نے اپنے بچپن میں اپنے ہی خاندان کے وہ بزرگ جو ان بزرگوں سے مستفیض تھے دیکھے۔ مگر میرے ہوش سنبھالنے تک وہ ایک ایک کرکے رخصت ہو گئے۔ اور اب صرف ان کی زبانی حکایتیں سنانے والے ہی باقی رہ گئے تھے۔ جو مزے لے لے کر بزرگوں کی کہانیاں سناتے تھے، تاہم اوس کا اثر یہ ہوا کہ بچپن ہی میں مجھے حضرت امیر المومنین سید احمد شہیدؒ اور مولانا شہیدؒ سے عقیدت ہو گئی اور پھر انہی کی عقیدت نے میرے دل میں مولانا عبداللہ غزنوی اور ان کے خاندان سے محبت کا ایک خاص جذبہ پیدا کر دیا۔

میں نے عربی اس لئے پڑھنی شروع کی تھی کہ مجھے قرآن مجید کا فہم نصیب ہو۔ لیکن افسوس کہ جب انٹرمیڈیٹ تک پڑھ کر بھی قرآن مجید کی زبان نہ آئی، تو قرآن مجید کیونکر سمجھ میں آئے، قرآن مجید سے مجھے جو دلچسپی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن فہمی اور مطالبِ قرآن کو حاصل کرنے لئے بھی آپ سے ہدایت اور مشورہ حاصل کروں۔

قرآن فہمی کے لئے سامان پیدا کرنے کی ذمہ داری سب سے پہلے

"دار المصنفین" پر عائد ہوتی ہے بلکہ جہاں تک جلد ممکن ہو عملی طور پر ندوۃ العلماء ہیں، اس طریق پر قرآن مجید پڑھانے کا انتظام کیا جائے کہ قرآن فہمی کی راہ آسان ہو جائے۔

الجواب

مکرم زادکم اللہ علماً وعملاً

السلام علیکم۔ آپ کا خط پاکر مجھے بڑی خوشی ہوئی، کیونکہ ایک مدت کے بعد مجھے ایسے کسی خوش خیال نوجوان سے مکاتبت کا اتفاق ہوا۔ آپ جس راہ پر ہیں، وہ بالکل ٹھیک ہے، بشرطیکہ اس راہ اور ارادے کے مطابق آپ کو عقیدہ اور عمل کی سعادت بھی حاصل ہو، اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا، بحمد اللہ کہ آپ نے فقہاء اور محدثین کے درمیان تطبیق کی راہ پالی ہے، تو اب محدثین اور صوفیہ کے درمیان راہ پانا بھی مشکل نہ ہوگا۔

محدثین میں بھی صوفیہ گذرے ہیں۔ امام ابن حنبل، عبداللہ بن مبارک، امام بخاری و مسلم و ترمذی سب ہی صوفی حقیقی تھے اور اصطلاحاً محدثین میں امام قیشری صاحب رسالۂ قیشریہ، ابونعیم اصفہانی صاحب حلیۃ الاولیاء، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی طریق قادریہ کے بانی حنبلی المشرب اور ٹھیٹھ محدث تھے، ان کی کتاب غنیۃ الطالبین چھپی ہوئی ہے، اور آپ پڑھ سکتے ہیں۔ حافظ ابن قیم کی صوفیت پر ان کی کتاب منازل السائرین و مدارج السالکین گواہ ہے، اسی طرح

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ہیں۔ ان کے مکتوبات کا مطالعہ آپ کر سکتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے اخلاف صدق محدثین دہلی بھی صوفی تھے، اور ان کی تصانیف موجود ہیں، مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ سید آحمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سلوک کو صراطِ مستقیم نام کتاب میں مرتب کیا ہے۔ جو طبع ہو کر بار بار شائع ہوئی۔ اُسکو بھی آپ پڑھ سکتے ہیں

لیکن یہ بات ہے کہ حضرات محدثین رحمہم اللہ پر بحیثیت محدث ہونے کی صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے حالات و کمالات کے جاننے اور دوسروں کو سُنانے کا فرض عائد ہے، یعنی ان کا یہ فرض نہیں کہ وہ یہ بتائیں کہ ان حالات و کمالات کی حقیقت کیا ہے، اور ان کے حصول کی تدابیر کیا ہیں۔ کیونکہ یہ بھی ایک فن ہو گیا ہے۔ جس طرح فقہ اور کلام اور فرائض و تفسیر و حدیث ایک ایک مستقل فن ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کی اصطلاحیں ہیں۔ اُس کی علمی و نظری مشکلات ہیں، جن کے سمجھانے کے لئے فقہاء مفسرین محدثین اور متکلمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح فنِ سلوک کیلئے سالکین کاملین کی ضرورت ہوتی ہے، جو اس فن کی علمی و عملی دقتوں کو رفع کریں۔

یہ فن نظری سے زیادہ عملی ہے، اس کے لئے ایسے کاملین کی ضرورت ہے جو اپنے حسنِ اعتقاد اور عمل کے لحاظ سے اسوۂ نبوی ہوں، جو اپنے اعمال آداب اخلاق، عادات اور اتباع اوامر و نواہی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہوں، جن کی صحبت میں پرتو نبوی کا اثر ہو، اور جن کا سلسلۂ صحبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت تک منتہی ہو، جسکا اصطلاحی نام شجرہ ہے، جسطرح فنِ روایت میں اسکا نام سلسلہ ہے۔

اِسی مفہوم کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے کہ علم حدیث جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کا سلسلہ ہے، یہ سلوک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا سلسلہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سارا فیض صحبتِ نبویؐ کی تاثیر کا نتیجہ تھا۔ ان کے بعد صحابہ کے فیض سے تابعین اُٹھے اور تابعین کے فیضِ صحبت سے تبع تابعین کا ظہور ہوا۔ یہ تین دور ایسے ہیں، جن میں پچھلی جماعت اگلی جماعت سے بحیثیت جماعت کے متاثر ہے، مگر ہر دور میں جماعت کم اور کیف یعنی تعداد اور حالت میں کم ہوتی گئی، تبع تابعین کے بعد جب فتنوں کا ظہور ہوا، تو تعداد اور بھی کم ہوگئی، اب جماعت کی صحبت جماعت سے جاتی رہی، اب اشخاص کاملین کی صحبت سے اشخاص با استعداد کے پیدا ہونے کا سلسلہ ہوا، جس کا نام متاخرین نے ارادت یا پیری و مریدی رکھدیا ہے، ورنہ قدماء اور سلف صالحین کی اصطلاح صحبت ہی کی تھی، مرید کو صاحب یعنی صحبت یافتہ کہتے تھے۔ جیسے امام محمد اور قاضی ابو یوسف کو صاحب امام ابوحنیفہ کہتے۔ اس طرح حضرت شبلی و جنید کے مرید بھی صحبت یافتہ کہلاتے تھے۔ جیسے یوں کہتے تھے کہ فلاں شخص نے شبلی کی صحبت اٹھائی ہے، یا جنید کی صحبت اٹھائی ہے۔ یہ رسمی بیعت جو ایک مدت سے رواج پذیر ہے، یہ محض رسم و عرف ہے، اور جس کا مقصد یہ ہے کہ پیر و مرید کا باہمی معاہدہ ہے، کہ پیر اپنے علم کے مطابق تعلیم و تربیت اور خیر خواہی میں کمی نہ کرے گا۔ اور مرید اسکی تعمیل میں کوتاہی نہ کرے گا، اور اسکی اصل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں ہے، کہ آپؐ کبھی خاص خاص صحابہ سے اور کبھی حاضر مجلس صحابہ سے امور خیر پر بیعت لیتے تھے۔ تاکہ جن سے بیعت لی جاتی، ان میں اس معاہدہ کی

اہمیت ہو اور وہ اسکی تعمیل میں ہمت صرف کریں اور ان کو یہ خیال رہے کہ میں نے اس بات کا معاہدہ کیا ہے، اس کے خلاف کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس ہو۔ اور چونکہ جس کے ہاتھ پر یہ معاہدہ کیا جاتا ہے، اوس سے عقیدت اور محبت ہوتی ہے، اور یہی عقیدت و محبت اسکے ہاتھ پر معاہدہ کئے ہوئے امور کی تعمیل پر آمادہ کرتی رہتی ہے، یہی اس بیعت کا حاصل ہے، شیخ اپنے سلسلہ کے ارادتمندوں کو امور خیر کی تعلیم دیتا ہے، ان کے حقائق سے باخبر کرتا ہے، ان کی تعمیل کا طریقہ بتاتا ہے، اور سالک کے ذہنی اور علمی مشکلات کو حل کرتا رہتا ہے۔ مثلاً غرور بری چیز ہے، اب یہ امر کہ غرور کی کی حقیقت کیا ہے اور غرور کہتے کس کو ہیں، اور اُس سے بچنے کی تدبیر کیا ہے۔ اور آیا ہمارا فلاں کام غرور کی حد میں داخل ہے کہ نہیں، اس کا جواب نہ خالص محدث دے سکتا ہے، اور نہ خشک فقیہ ان کو حل کر سکتا ہے، نہ مفسر بتا سکتا ہے اور نہ متکلم ان کی عقدہ کشائی کر سکتا ہے، اب ان سوالات کا جواب جو بھی دے سکتا ہے وہ شیخ طریقت ہے، جو ممکن ہے کہ محدث بھی ہو فقیہہ بھی ہو۔ مفسر بھی ہو یا نہ ہو، ہو تو بہتر ہے، نہ ہو تو حرج نہیں، مگر متبع ضرور ہو، جس نے اپنے بزرگوں سے اُن کو سیکھا اور جانا ہے، یا اُس نے خود کتاب و سنت سے ان امور کی واقفیت پیدا کی ہے اور عمل کر کے اس رتبہ پر پہنچا ہے کہ غرور و تکبر سے اپنی استعداد کے مطابق پاک و صاف ہو گیا ہے اور دوسروں کو بھی اپنی تعلیم و صحبت سے ایسا ہی بنا سکتا ہے۔

اسی تقریر کو ایک اور نہج سے ذہن نشین کراتا ہوں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک میں دو صفتیں تھیں۔ یُعلّمُو الکتاب والحکمۃ (یعنی آپ لوگوں کو کتاب الٰہی اور سُنّتِ نبوی کی تعلیم دیتے ہیں) وَیُزکّیہِم (یعنی آپ لوگوں کو عملاً بھی پاک وصاف بنا دیتے ہیں، ان کے رذائل کو دور کر کے ان کو فضائل سے آراستہ کرتے ہیں، ذات پاکؐ میں یہ دونوں صفتیں یکجا تھیں۔ صحابہ میں بھی عموماً یہ دونوں صفتیں یکجا رہیں، تابعین میں کچھ کمی رہی، تاہم ان میں بھی خاص یکجائی رہی۔ تبع تابعین میں آکر یکجائی ایک محدود حلقہ میں رہ گئی۔ اس کے بعد سے یہ یکجائی صرف اشخاص میں ہونے لگی ورنہ عام طور پر حال یہ ہو گیا، کہ یُعلّمُھُم یعنی زبانی تعلیم کی صفت تو علماء اور فقہاء نے اختیار کر لی۔ اور یزکیھم یعنی تزکیہ کو صوفیہ نے اپنا کام بنالیا پہلی چیز مدرسہ میں چلی گئی، اور دوسری خانقاہوں میں، مگر ہر دور میں بحمد اللہ تعالیٰ ایسے کاملین ضرور ہوتے گئے۔ جو ان دونوں صفتوں کے جامع اور حامل تھے۔ اور وہی درحقیقت وارثِ نبوت تھے۔ مثلاً ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان ان دونوں کا جامع تھا۔ ان کے جانشینوں میں بھی یہی جامعیت تھی۔

آج کل یہ ہو گیا کہ یُعَلِّمُھُمْ یعنی تعلیم نبوی کی خدمت علماء کا شغل ہے اور یُزکّیھِمْ یعنی تزکیہ کا شغل صوفیہ کا ہے، لیکن حق یہ ہے کہ یہ دونوں صفتیں یکجا ہوں ہمارے اس بیان میں صوفیہ سے مقصود رسمی صوفی نہیں جو درحقیقت دکاندار ہیں، بلکہ وہ متبعینِ سنت مراد ہیں، جنہوں نے علماً وعملاً اس راہ کا کمال حاصل

کیا ہے اور منزلِ مقصود تک پہونچتے ہیں، صوفی اور تصوف کے لفظ سے بھی
بعض لوگوں کو بھڑک ہوتی ہے، سو یہ اصطلاحی نام ہے۔ جو لفظی بدعت ہے۔
جس طرح تفسیر اور مفسر، حدیث اور محدث، فقہ اور فقیہ کی اصطلاحیں انکے
خاص جدید معنوں میں صحابہ کے عہد میں مروج نہ تھیں۔ یہ لفظ اس زمانے میں
اگرچہ بولے گئے ہیں۔ اور یہ عربی زبان کے لفظ بھی ہیں۔ مگر ان کے اصطلاحی
معنی اُن سے مختلف ہیں۔ یہی حال تصوف اور صوفی کا ہے۔ خواہ یہ لفظ صوف
سے نکلا ہو۔ یعنی پشمینہ پوشی سے جو زہد کی علامت تھی، یا فلسفہ کے لفظ کی طرح
یہ یونانی تھیاسوفی سے آیا ہو۔ لفظ کی بحث نہیں۔ تاہم یہ لفظ بے شبہہ بدعت ہے
یعنی بنا ہے اور باہر سے آیا ہے۔ مگر اُس کی حقیقت بدعت نہیں ہے۔ قرآن
پاک کی اصطلاح میں اُس کو اخلاص کہیئے اور حدیث کی رو سے اسکو احسان
کا نام دیجئے۔ اور کام کے لحاظ سے اس کو اخلاص فی الدین اور تقویٰ کے
حصول کا فن کہئے۔ ولا مشاحة فی الاصطلاح

یہ امر بے شبہہ صحیح ہے کہ جس طرح دوسرے فنون میں غیر جگہوں سے چیزیں آکر
شامل ہوئی ہیں، شلاً فقہ کیلئے اصول فقہ تیار ہوگیا۔ اور قیاس نے ایک فنی صورت اختیار
کرلی علم کلام وعقائد میں فلسفہ داخل ہوگیا اور منطقی و فلسفی دلائل و حجج و براہین کا شیوع وا خلاص میں بھی بعض باتیں
باہر سے آگئی ہیں۔ جن کو خواہ تدابیر کے درجہ میں لاکر مان لیا جائے یا اُن سے
بھی احتیاطاً پرہیز برتا جائے۔ دونوں پہلو ہو سکتے ہیں۔ مگر اس سے اصل فن
پر کچھ اثر نہیں پڑسکتا۔ اس فن کی جو اصطلاحیں نئی ہیں وہ افہام و تفہیم کی سہولت
کی خاطر اختیار کی گئی ہیں۔ ان سے بھڑکنا حماقت ہے۔ جب کوئی چیز فن بن جاتی ہے

تو اصطلاحات سے چارہ نہیں ہوسکتا۔

اب اس فن کے مسائل پر آئیے۔ مسائل اولین یہ ہیں۔

رذائل کیا ہیں۔ ان رذائل کی حقیقت از روئے قرآن و حدیث کیا ہے۔ اور ان رذائل کی بیخ کنی کیونکر ہو۔ ان کے بالمقابل فضائل کیا ہیں، ان کی حقیقت کیا ہے، اور ان کے حصول کی تدابیر کیا ہیں۔ ہم غیبت سے کیونکر بچیں۔ ریا سے کیونکر محفوظ رہیں، جھوٹ بولنا کیونکر ہم سے چھوٹ جائے اور اس کے مقابل صدق مقال اور اخلاص عمل کیسے پیدا ہو۔ توکل، صبر و شکر، استقامت کیسے حاصل ہو۔ ہمارے قلب سے دنیا کی محبت کیسے نکلے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اس میں کیسے بیٹھے۔

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا　　خدا کی طرف سب سے کٹ جا

اور　رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

ایسے لوگ جن کو بیع و فروخت وغیرہ دنیا کے اشغال خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتے۔

یہ حالت ہم کو کیسے حاصل ہو اور ان فرائض قلبی کے ادا کرنے کا طریق کیا ہے۔ نماز میں قنوت یعنی خوف و خشوع کیونکر پیدا ہو، اکلِ حلال کیا ہے۔ تقویٰ کیسے ہو، ایمان باللہ تعالیٰ کیونکر قوی ہو۔ دوامِ ذکر کیسے حاصل ہو وغیرہ۔

یہاں تک تو میں نے نفسِ فن کی حقیقت کا ذکر کیا ہے۔ اور ان غلطیوں کو دور کرنا چاہا۔ جو اس کے متعلق عام لوگوں میں شائع ہیں۔ اب آپ کا سوال یہ ہے کہ اب کہاں ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ہر علم و عمل کے ماہر عہد بعہد کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس طرح اس کے بھی بہت کم ہیں۔ علمائے غزنویہ امرتسر کی

تعریف میں نے بھی سُنی ہے، جو محدث اور صوفی ایک ساتھ تھے۔ پہلے علمائے اہلِ حدیث میں بھی ایسے لوگ تھے، اور اب بھی ہوں گے، میرے علم میں سیالکوٹ کے مولانا ابراہیم صاحب کو ضرور ان امور سے مناسبت ہے، گو مدت سے اُن سے ملاقات نہیں ہوئی، علمائے احناف میں بھی بحمد اللہ لوگ ہیں۔

قرآن پاک کے متعلق، جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ صحیح ہے، دار العلوم ندوہ و دار المصنفین دونوں میں اس کے سلسلے ہیں!

"س"

فتاویٰ سلیمانیہ

استفتاء نمبر ۱

خطبۃ النکاح کی غرض و غایت کیا ہے ؟

اور خطبہ میں عاقدین کے نسب و حسب کو بیان اور زرِ مہر کے کم و کیفیت کو ظاہر کرنا درست ہے یا نہیں ؟

اور نیز بلسان قوم خطبۃ النکاح پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟

اور اگر درست ہے تو کیا صرف ماثورہ کلمات و آیات کا ترجمہ پڑھ دینا درست ہے یا اس کے علاوہ مناکحت سے مناسب دیگر آیات و کلمات کا بیان کرنا بھی جائز ہے ؟

المستفتی

سید عبدالرؤف اورنگ آبادی

الجواب :

۱:- نکاح کی صحت کے لئے خطبہ ضروری نہیں ۔

۲:- اس خطبہ میں جو آیتیں اور حدیثیں پڑھی جاتی ہیں اوس میں مقاصد و ضرورت نکاح کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کے لطف و احسان کا ذکر ہوتا ہے ۔

۳:۔ عاقدین کا حسب ونسب کا ذکر اطلاعاً کر دینا مباح ہے، اور افتخاراً کرنا گناہ ہے، اور زرِ مہر کا اظہار مباحات میں سے ہے۔ اگر اطلاعاً و تشہیراً ہو۔

۴:۔ آیات واحادیث کے بعد بلسان قوم خطبہ کرنا درست ہے اس کی حیثیت خطبۂ جمعہ وعیدین کی نہیں۔

۵:۔ ان کا ترجمہ بھی پڑھا جاسکتا ہے اور مزید مفید امور طرفین کا بیان سے بھی درست ہے۔ سید سلیمان ندویؒ

استفتاء نمبر۲

عرض ضروری یہ ہے کہ ذیل کے مسئلہ میں ذاتی تحقیق وتدقیق دلائل و حوالجات کے ساتھ تحریر فرماکر مزید شکریہ کا موقع دیں گے

مسئلہ: ایام النحر میں تضحیہ کی جگہ اوسکی قیمت صدقہ کرنا موسر وفقیر ہر دو کیلئے جائز ہے۔ یا صرف فقیر کے حق میں یہ تصدق بالثمن ہے۔ اگر تصدق بالثمن کسی کے حق میں جائز نہیں ہے۔ تو ہدایہ اور بحر الرائق کی عبارات ذیل کا منشاء کیا ہے؟

ہدایہ آخرین کتاب الاضحیۃ صفحہ ۴۳۰:

"التضحیۃ فیہا افضل من التصدق بثمن الاضحیۃ لانہا تقع واجبۃً او سنۃ والتصدق تطوع محض فتفضل علیہ علی تطوع محض۔"

سرمحشی ہدایہ کا حاشیہ بین السطور میں قابل لحاظ ہے۔

وهو هذا و إن كان يسقط عنه الوجوب، وغيرها من الحواشي ثابتة له

بحرالرائق جزء الثانی کتاب الاضحیۃ ص۱۷۶ (مصری)

" التضحية فيها افضل من التصدق بثمنها لانها تقع واجبةً إن كان غنيًّا وسنة إن كان فقيراً و التصدق بالثمن تطوع محض فكانت على افضل لانها تفوت بفوت ايامها ولولم يضح حتى مضت ايامها وكان غنياً وجب عليه ان يتصدق بالقيمة سواء اشتراها اولم يشترها وان كان فقيراً فان كان اشتراها وجب عليه التصدق بها۔"

چونکہ مسائل مندرجہ کے جواز و عدم جواز کی بحث کا تعلق اہل علم حضرات سے ہے۔ اس لئے جواب بلا لحاظ عوام و سیاست ملکی تحریر فرمائیں گے۔ کہ بصیرت کا موقعہ حاصل ہو۔

المستفتی

حافظ سید عبدالرؤف ندوی

(امام جامع مسجد اورنگ آباد گیا)

الجواب

فقہ حنفی کے رو سے قربانی عید اضحٰی واجب ہے۔ اور عین

قربانی افضل اور اس کی قیمت کا صدقہ کرنا وجوب کو ساقط کر دیتا ہے۔ مگر ثواب اول سے کم ملتا ہے۔

جنگ بلقان کے زمانہ میں مولانا شبلیؒ مرحوم نے انہیں عبارتوں سے یہ فتویٰ دیا تھا۔ کہ روپیہ امداد ترکی میں بھیجا جائے چنانچہ اُس پر عمل ہوا۔

آپ کے پیش کردہ فقرے صحیح ہیں۔ اور عبارات درست ہیں

سید سلیمان ندوی

استفتاء نمبر۳

عرض ہے کہ استفسارات ذیل پر عالمانہ و محققانہ توجہ فرما کر علم و بصیرت کا موقع دیں گے۔

سید عبدالرؤف اورنگ آبادی

نمبر1۔ واقعہ معراج میں حضرت مالک بن صعصعہ کی روایت میں سدرۃ المنتہی سے بیت المعمور کو روانہ ہوتے صاحب معراج علیہ السلام کے حضور میں شراب (خمر) دودھ شہد کا ایک ایک ظرف پیش کیا جانا اور آں حضور کا دودھ کے ظرف اٹھالینا اور حضرت جبرائیلؑ کا فرمانا کہ یہی فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی اُمت ہے۔ اور حضرت انسؓ کی روایت میں بعد فراغت نماز مسجد اقصیٰ سے نکلنے اور آسمان کی طرف روانہ ہونے کے وقت شراب اور دودھ کا ایک ایک ظرف

حضور اقدس میں حضرت جبرائیلؑ کا پیش کرنا اور دودھ کا ظرف لے لینا او حضرت جبرائیلؑ کا فرمانا کہ آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے۔ امام المرسلین ہادی عالم سید اولاد آدمؑ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حضرت جبرائیلؑ کے ہاتوں خمر جیسی نجس اور حرام شے پیش کیئے جانے کا منشاء صحیح کیا ہو سکتا ہے اور اس واقعہ سے بعض احباب کے دل میں خلش پیدا ہوتی ہے اس کا ازالہ ضروری ہے۔

نمبر2 روایات معراج میں ہے کہ آسمان اول پر حضرت آدم علیہ السلام اور آسمان دوم پر حضرت یحیٰی و عیسیٰ علیہ السلام اور آسمان سوم پر حضرت یوسف علیہ السلام اور آسمان چہارم پر حضرت ادریس علیہ السلام۔ آسمان پنجم پر حضرت ہارون علیہ السلام اور آسمان ششم پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوی انبیاءؑ نامیدہ کا تقرر بہ این ترتیب کا کیا منشاء ہے۔

اور پھر انہیں حضرات کرام کا تقرر کیوں ہوا ؟ حالانکہ ان کے علاوہ اولوالعزم جلیل القدر صاحب کتاب اور پیغمبران بھی مذکور ہیں۔

حضرۃ الشیخؒ :۔ دوسرے سوال کا پہلا جزیہ ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام بایں ترتیب کیوں ہوئے تو ظاہر ہے کہ اس ترتیب میں ابتداء و انتہاء اور اوسط کی مناسبت ہے۔ حضرت آدمؑ پدرِ اول اور حضرت ابراہیمؑ پدرِ آخر ہیں اور بیچ کے انبیاء اخوان ہیں۔

سوال کا دوسرا جزیہ ہے کہ انہی کا انتخاب کیوں ہوا۔ جواب یہ ہے کہ اوس فطرتی مناسبت کی بنا پر جو ان انبیاء کرام علیہم السلام میں فرداً فرداً اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمعاً تھی

نمبر ۳ :۔ انبیاء مذکورین کا تقرر اپنی اپنی منزلوں پر بغرض افادہ تھا یا استفادہ؟ اگر افادہ کی غرض سے تھا۔ تو کیا وہ غرض دیگر انبیاء سے پوری ہوسکتی تھی یا نہیں ؟ اور نیز مفید کا مستفید سے افضل و اکمل ہونا ضروری ہے یا نہیں اگر ضرور ہے تو مستفید کی افضلیت و اکملیت خود واقعہ معراج اور مسجد اقصیٰ میں امامت انبیائے مرسلین سے اور دیگر صفات و حیثیات سے ثابت ہے۔"

نظر بر آں کسی صاحب کا یہ کہنا کہ ان مذکورین کا تقرر بغرض افادہ تھا اور ملاقاتیں بغرض استفادہ تھیں۔ کہاں تک صحیح ہیں۔ بینوا توجروا ،

حضرۃ الشیخؒ : یہ نہ افادۃً تھا نہ استفادۃً بلکہ اکراماً للضیف اور استیناسا للمتناسبین تھا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

یادش بخیر! اسلسلہ جولائی، اگست ۱۹۵۲ء کے دن تھے۔ یہ بندۂ قاصر و دور افتادہ اپنے شیخ اقدس حضرت علامہ سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہٗ کی مجالس میں حاضری کی نیت سے کراچی میں فروکش تھا۔ فقیر چونکہ دور سے جاتا تھا اس لئے حضرت شیخ شفیق قدس سرہٗ صبح بھی نو سے بارہ بجے تک خدمت عالی میں بیٹھنے کی سعادت بخش دیتے تھے۔ حضرت رح گو کسی کام میں مشغول ہوں۔ بندہ کمرہ میں ایک صوفے پر بیٹھا رہتا تھا۔ اس دوران میں اپنی نوٹ بک پر حضرت والا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سیاہ رنگ کی بیاض سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے کلام جو غزل الغزلات پر مشتمل تھا۔ نقل کرتا رہتا تھا۔ حضرت والا رح بھی بندہ کے اس عمل سے واقف تھے بلکہ کئی ایک اشعار کی تشریح بھی فرمادی تھی۔ فرماتے تھے یہ میرا غزل نامہ نہیں بلکہ سفر نامہ ہے۔ یعنی سیر سلوک کی مختلف منازل کے احوال و کیفیات کی اشعار میں ترجمانی ہے۔ اشعار کی یہ نقل ہنوز بندہ کے پاس موجود ہے۔

بتقریب عطائے خلافت کی بے مثل غزل میں ایک شعر جو برادرم گرامی قدر مولوی غلام محمد صاحب مدظلہم نے تقلید شیخ" میں نقل نہیں کیا وہ بھی میری بیاض میں موجود ہے۔ شعر مذکور یہ ہے۔

پلا دے ساغر سرشار مجھکو وہ ساقی ∴ خزاں کو ایک اشارہ میں جو بہار کرے

غرض اس دراز نفس سے صرف اتنی ہے کہ بندہ کے پاس صرف حضرت نور اللہ مرقدہٗ کا کلام " ارمغان سلیمان " کی اشاعت سے پہلے کا موجود ہے۔ اس لئے بندہ اسے " سلوک سلیمانی " میں الحاقاً درج کرنے میں حرج نہیں سمجھتا۔ تاہم مرتب ارمغان سلیمان اور ان کے

ناشر سے بھی اس کی معافی چاہتا ہے۔ والسلام

محمد اشرف سلیمانی عفی اللہ عنہٗ

۸ بجے صبح بروز جمعرات۔ ۲۰ رجب ۱۴۱۳ھ

۱۴ جنوری ۱۹۹۳ء

اشرف منزل نزد اسلامیہ کالج پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزل الغزلات

۱

پا کر تجھے اپنے کو میں کیا بھول گیا ہوں
ہر سود و زیانِ دوسرا بھول گیا ہوں
جس دن سے مرے دل میں تری یاد بسی ہے
ہر ایک کو میں تیرے سوا بھول گیا ہوں
آتا ہے خدا بھی ترے صدقے میں مجھے یاد
گویا کہ بظاہر میں خدا بھول گیا ہوں
ہر سمت نظر آتے ہیں ہر وقت وہ مجھ کو
دوریٔ مسافت کا گلہ بھول گیا ہوں

۲

سازگار اب گردشِ ایام ہے
دَور میں ہشتاد سالہ جام ہے
لذتِ خلوت بیان کیا کیجئے ٭ ایک میں ہوں اور ان کا نام ہے

علم و دولت، جاہ و عزت، ہیچ ہیں
گر مجھے حاصل ترا انعام ہے

جب مرا مطلوب ہے تیری رضا
تب مجھے اوروں سے اب کیا کام ہے

وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے
صبح ہی سے انتظارِ شام ہے

دل ہے اے ناداں تجلّی گاہِ دوست
کیوں نگاہِ شوق سوئے بام ہے

تیرے یاد آنے سے ہر غم مٹ گیا
داروئے ہر درد تیرا نام ہے

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے

ہر عبادت نظرِ بت خانہ ہوئی
دل میں گھر بیٹھا، بتِ خود کام ہے

دیکھنا ہو تو نگاہِ شوق بن
اس کی ہر سو بارگاہ عام ہے

بزم میں تنہا نظر آتا ہوں میں
ایک میں ہوں اور خدا کا نام ہے

اس کی دزدیدہ نگاہی کے نثار

آج ہی آغاز کا انجام ہے

تھی جو آزادی تو ہر سو دوڑ تھی
قید میں آرام ہی آرام ہے

اب درِ پیرِ مغاں چھوٹے نہیں
اِس کی مٹی میں بھی کیفِ جام ہے

صحنِ مسجد میں کھُلا ہے میکدہ
اب تو جو زاہد ہے مئے آشام ہے

فیض ہے یہ کس ولیٔ وقت کا
اب مرا جو شعر ہے الہام ہے

۸ر اپریل ۴۲ ۱۹ء
براہ بھوپال

اس سے بڑھ کر اور کیا میرے لئے انعام ہے
آپ خود سنتے ہیں آکر جو میرا پیغام ہے

ہے "نہیں" بھی ربطِ پنہانِ نیاز و نازِ عشق !
لن ترانی امتحانِ شوق کا پیغام ہے

چل کھڑا ہو رہنما سے پوچھ کر، راہِ سفر
بحث میں الجھا مسافر تو سفر ناکام ہے

دور سے آیا ہوں ساقی، دیر سے آیا ہوں میں
ہو عطائے خاص مجھ کو، جو عطائے عام ہے

میری عرضِ شوق ہو، ہر چند محرومِ قبول
مجھ کو کہنے سے غرض ہے میرا کہنا کام ہے

اے مسافر! اور تھوڑی ہمتِ مردانہ کو
دیکھ لے یہ منزلِ مقصود دو سہ گام ہے

لذتِ دیدار قرباں انتظارِ دید پر
ٹکٹکی سی صبح سے تا شام سوئے بام ہے

۹، اپریل ۱۹۴۲ء

براہ بھوپال

دل حریفِ نگہ یار کہاں سے لاؤں
جو نہ بیخود ہو وہ میخوار کہاں سے لاؤں

نور ہی نور جدھر دیکھو نظر آتا ہے
تابِ نظارۂ انوار کہاں سے لاؤں

اف ری دریائے معاصی کی تلاطم خیزی
وہ سفینہ جو کرے پار کہاں سے لاؤں

فیض ساقی ہے، بہ اندازۂ ظرفِ میخوار
دل حریفِ مئے بسیار، کہاں سے لاؤں

ٹوٹ ہی جاتی ہے ہر موسمِ گل میں توبہ
جو نہ ٹوٹے مرے غفار، کہاں سے لاؤں

قطرۂ اشک میں ہوں دل کے بھی ٹکڑے شامل
فطرتِ دیدۂ خونبار، کہاں سے لاؤں

توبہ توبہ، مری توبہ بھی ہے کوئی توبہ
ٹوٹ جاتے جو نہ ہر بار، کہاں سے لاؤں

مدرسہ چھوڑا، خرابات میں آکر بیٹھا
دوسرا سایۂ دیوار، کہاں سے لاؤں

جام پر جام مجھے دے کے بنا دے بدمست ٭ صیبرِ سرجوشئ اذکار کہاں سے لاؤں

(۵)

ذکرِ حق سے صیقل کامل ہوا — محو دل سے نقش ہر باطل ہوا
چار جانب بارشِ انوار ہے — جلوہ فرما وہ مہِ کامل ہوا
دولتِ کونین سے محروم ہے — جو کبھی تیری یاد سے غافل ہوا
قیل و قالِ مدرسہ کو چھوڑ کر — شیخ بھی رندوں میں اب شامل ہوا
آج ہی پایا مزہ ایمان کا — جیسے قرآن آج ہی نازل ہوا
ایسے کچھ انداز سے تقریر کی — پھر نہ پیدا شبہٗ باطل ہوا
بزم میں دیکھا کئے اس ناز سے — جس طرف دیکھا، نشانہ دل ہوا
گھول کر کیا جانئے کیا دے دیا — حلق سے اترا کہ شیدا دل ہوا
دیکھ کر سب کو، اسی کو چن لیا — جو نگاہِ ناز کے قابل ہوا

قیدِ پایا ہے، حلقۂ پیر مغاں
پھر نہ اٹھا، جو یہاں داخل ہوا

شب ۱۲ر اپریل ۱۹۴۲ء
بھوپال، مہمان خانہ سرکاری

(۶)

دامن کو آنسوؤں سے جو نم کر رہا ہوں میں
شرحِ غمِ فراق رقم کر رہا ہوں میں

جو شعر بھی سپردِ قلم کر رہا ہوں میں
سب وارداتِ عشق رقم کر رہا ہوں میں

دیوانگانِ عشق کو، دیکر صلائے عام
آراستہ یہ مجلسِ جم کر رہا ہوں میں

سجدے میں رکھ کے سر ترے پائے خیال پر
تعمیر اک بہشتِ ارم کر رہا ہوں میں

دے کر تجھے حواس! فریب نویدِ دید
اجزائے منتشر کو بہم کر رہا ہوں میں

کہہ کہہ کے دلفریب، دل آرا و دل نشین
تردیدِ قصہ ہائے ستم کر رہا ہوں میں

سر ہے زمین پر تو تصور ہے عرش پر
تعمیر اور ایک حرم کر رہا ہوں میں

آواز دے کے کوئی ادھر سے ابھی گیا
ہر سو تلاشِ نقشِ قدم کر رہا ہوں میں

۱۳ر اپریل ۱۹۴۲ء۔ براہِ لکھنؤ از بھوپال

زباں میری بنا دے یا الٰہی، ترجمانِ دل
زباں سے ہو وہی اظہار، جو کچھ ہو بیانِ دل
زباں تسبیح میں شاغل، دل اس کی یاد سے غافل
لبوں پر ذکرِ حق جاری مگر ساکت زبانِ دل
زباں تہلیل میں تر ہے خیالوں میں پھنسا
نہ کھل جائیں کہیں یارب، یہ اسرارِ نہانِ دل
زباں تاثیر کی طالب ہے دل تاثیر سے خالی
زباں میں ہے نہ دل شامل، نہ دل میں ہے زبانِ دل
خدا جانے کہاں ہے دل، کہاں پر اسکی
نہیں ملتا سراغِ دل، نہیں ملتا نشانِ دل
کوئی چوٹ ایسی لگ جائے الٰہی میرے سینہ میں
کہ فوارہ سا بن جائے یہ زخم خوں چکانِ دل
اگر ساقی تری چشمِ فسوں گر، کام کر جائے
بدل جائے نظامِ دل، بدل جائے جہانِ دل
کشاکش ہائے زنگار زنگ سے چھوٹوں، قرار آئے
مقیم اس گھر میں ہو جائے اگر یہ میہمانِ دل

دور اہے سے خرد کے، جب سے آیا ہوں رہِ دل پر
یقین کی شکل بنتا جا رہا ہے، ہر گمانِ دل
تری ساقی کرامت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی
زباں میری لگی اک گھونٹ میں کرنے بیانِ دل

۱۳ر اپریل ۴۲ ۱۹ء
براہ لکھنؤ از بھوپال

(۸)

کس نے بھر دی یہ صدائے دلنواز — ہر رگِ جاں سازِ الّا اللہ ہے
کوئی ہو آواز، میرے کان میں — ہر صدا آوازِ الا اللہ ہے
کار فرما ایک آتا ہے نظر — منکشف اب رازِ الا اللہ ہے
اس تجلی گاہ کا ہر نازنین — کشتۂ اندازِ الا اللہ ہے
ہے اُسی کی سانس، انفاسِ حیات — جو کوئی دمسازِ الا اللہ ہے
دل سے ہوتا ہے ترانہ خود بلند — قلبِ ذاکر سازِ الا اللہ ہے

وجد میں جاں ہے تو اعضا رقص میں
جامِ مئے آوازِ الا اللہ ہے

۱۴ر اپریل ۴۲ ۱۹ء
براہ لکھنؤ از بھوپال

(۹)

اپنی نیرنگیٔ توبہ سے الٰہی توبہ
نور بن بن کے جو بن جائے سیاہی توبہ

رات کو خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی
ایسی بدمستیٔ توبہ سے الٰہی توبہ

ذرۂ نور چمکنے بھی نہ پایا تھا ہنوز
چھا گئی دل کے قریں بن کے سیاہی توبہ

جرم پر جرم بھی ہے، توبہ پہ توبہ بھی ہے
بن گیا سلسلہ نامتناہی توبہ

توبہ گن گن کے نہ کر دانۂ تسبیح پہ شیخ
جرم ہے نامتناہی، متناہی توبہ؟

(۱۰)

ذرہ ذرہ عالمِ محسوس کا خاموش ہے
یار ہے گرمِ سخن، محفل سراپا گوش ہے

چشمِ ساقی میں بھری کیا بادۂ پرجوش ہے
جس طرف آنکھ اٹھ گئی وہ مست مدہوش ہے

حبذا پیرِ مغاں، دریا دل و دریا نوال
جمع ہیں میخوار، میخانہ میں نوشا نوش ہے

تیرے میخواروں کے ساقی، کچھ عجب انداز ہیں
دل سراپا جوش ہے لیکن زباں خاموش ہے

پھیر دے، اے چشمِ ساقی، گردشِ ایام کو
یعنی امشب میری ہو جائے، جو میرا دوش ہے

اک نظر میں کچھ سے کچھ ہے میری دنیائے حواس
ہوش تھا جو بے ہوشی ہے، بیہوشی اب ہوش ہے

اب تو مئے نوشی ہے عینِ شرع بر فتوائے شیخ
اب وہی ہوگا فقیہ شہر جو مئے نوش ہے

جان کی قیمت دیارِ عشق میں ہے کو تے دوست
اس نویدِ جانفزا سے سر و بالِ دوش ہے

۲۳ اپریل ۱۹۴۲ء بلیا

(۱۱)

اے ساقی مدہوش، کر دے مجھے بیہوش
کیسے ہو نشہ پیدا؟ بے بادۂ پُرجوش

رٹتا ہوں ترا نام، کرتا ہوں ترا کام
آتا ہے نظر جب کچھ اپنے میں ذرا ہوش

آغازِ محبت ہے آغازِ مصیبت ہے
سُنتا ہوں یہ نیش اِکدن ہوتا ہے سراپا نوش

معلوم نہیں کس دم فرمائیں مجھے وہ یاد
نام ان کا نہ ہو اے دل اِک لمحہ فراموش

سجدہ میں جہاں سر ہے گویا وہ ترا در ہے
کیا کیا نہ کہے تجھ سے، پایا جو سراپا جوش

حاصل ہے تصور میں کیفیتِ معراج
کیا کیا نہ مزہ پایا، پایا جو ہم آغوش

یکم مئی ۱۹۶۲ء

(جہاز پہ براہ پٹنہ)

(۱۲)

شعلے اٹھیں ہزار تجلّی مگر کہاں
یہ آگ ہے ضرور مگر طور کی نہیں

★

سمجھیں مرے کلام کو جو ہوشمند ہیں
مستی مری یہ بادۂ انگور کی نہیں

❖

یہ ضربِ تیشہ، ساغرِ کیف وصالِ دوست
فرہاد کی جو بات ہے، مزدور کی نہیں

❖

باقی انا کا ہوش ابھی حق کے ساتھ ہے
ہے بیخودی تمام ابھی منصور کی نہیں

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

۳۰ر اپریل ۱۹۴۲ء
براہ پٹنہ

(۱۳)

ہوش ہوش آکر اک نیا غم ہو گیا
کیوں مرا جوشِ جنوں کم ہو گیا

یاد اُن کی دم بدم آتی نہیں
کیا مزاج یار برہم ہو گیا

قطرۂ اشک آنکھ سے آتے نہیں
خشک سایۂ دیدۂ نم ہو گیا

نیم شب آہوں میں پاتا ہوں کمی
دردِ دل شاید کہ کچھ کم ہو گیا

۳، مئی ۱۹۴۲ء
براہ بہار شریف

۱۴

اے خوشا جذبِ محبت اے خوشا تاثیرِ عشق
لگ رہا ہے ان کو میری یاد اب آنے لگی
نامۂ عرضِ محبت شوق سے پڑھنے لگے
خط سے کیا دل تک سے دھڑکنے کی صدا آنے لگی
میری وارستہ طبیعت مدح کے قابل ہوئی
اب مرے جوشِ جنوں کی بھی ادا بھانے لگی
نعمہ اللہ سے طبعِ حزیں موزوں ہوئی
جو کبھی گاتی نہ تھی وہ وجد میں گانے لگی

جب سے اے دل اپنے عیبوں پر نظر اپنی پڑی
اپنے دعوائے ہنر سے شرم سی آنے لگی

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

۲۵ مئی ۱۹۴۲ء

دلینہ

(۱۵)

دل میں کیا کیا آرزوئے دید ہے
رمضان میں انتظارِ عید ہے
الاماں اے سوزشِ داغِ فراق
روزِ محشر تابشِ خورشید ہے
اضطراب آرام کا دے گا پیام
آج فردا کے لئے تمہید ہے
میکدہ سجدہ میں یاد آیا کیا
روز افزوں نشۂ توحید ہے
یاد آیا چشمِ ساقی کا کرم
پھر چھلکتے جام کی اُمید ہے
دید اس کی مایۂ عیش و نشاط
ابروئے ساقی ہلال عید ہے
اس سے پایا روئے ملت نے فروغ
ختم اس پہ دورۂ تجدید ہے

۲۴ر جون ۱۹۴۲ء

بلیا

(۱۶)

آج آیا ہے پیارے کا پیارا مکتوب
دل کش و دلبر و دلچسپ و دلآرا مکتوب
قوتِ جاں، قوتِ دل، سرمۂ بینش تحریر
روح افزا و دل آویز و دلآرا مکتوب
روشنائی نظر آئے گی سوادِ خط میں
دیدۂ کور بھی دیکھے جو تمہارا مکتوب
پڑھ لے کوئی تو معطر ہو مشامِ دل و جاں
نافۂ مشک ہے یا عنبر سارا مکتوب
سر بسر شوق و ہمہ درد ہماری تحریر
سر بسر مایۂ تسکین ہی تمہارا مکتوب
نامۂ یار کے دیدار میں عالم یہ ہے
ہمہ تن آنکھ ہوں اور آنکھ کا تارا مکتوب

۲۵ر جون ۴۲ ۱۹ء

بلیا

(۱۷)

تیرا آئینِ محبّت خوب ہے
ہر کسی سے اِک نیا اسلوب ہے
جو تری جانب ذرا منسوب ہے
حلقۂ عشاق میں محسوب ہے
دن گنے جاتے ہیں قاصد کے لئے
انتظارِ نامۂ محبوب ہے
نسخۂ اکسیر و داروئے شفا
تیرے ہاتھوں کا لکھا مکتوب ہے
دم جو تیری یاد سے خالی گیا
عمر اس کی یاد سے مجحوب ہے
مہر ہو یا قہر ہو، جو کچھ کہ ہو
ہر ادا محبوب کی محبوب ہے
عشق ہے مشکل کشائے ماورا
عقل اس میدان میں مغلوب ہے
اندرون حلقۂ پیر مغاں
کوئی سالک ہے کوئی مجذوب ہے

یکم جولائی ۱۹۴۲ء
براہ پٹنہ

(۱۸)

مجھ پہ جادو یہ چلایا کس نے
مجھ کو دیوانہ بنایا کس نے

میں تھا آسودۂ خوابِ غفلت
مجھ کو سوتے سے جگایا کس نے

اپنا ہر داغ نظر میں آیا
ایسا آئینہ دکھایا کس نے

عشق کی راہ، یقین کی منزل
مجھ کو یہ راز بتایا کس نے

کھو گئی عقل و خرد کی دنیا
جامِ سرشار پلایا کس نے

اب کچھ آباد ہے دل کی بستی
اس خرابہ کو بسایا کس نے

دل تھا مردہ لحدِ سینہ میں
اس کو قم کہہ کے جلایا کس نے

جس کو تھا آٹھ پہر کا رونا
ایسے روتے کو ہنسایا کس نے

۲ جولائی ۱۹۴۲ء
براہِ بہار

۱۹

تسلسلِ حوادث

دم سرد ہے آہ پر آہ ہے — تسلسل حوادث کا جانکاہ ہے
بھروسہ نہیں اب بُجھا تب بجھا — دم اپنا چراغِ سرِ راہ ہے
اٹھا بسترِ خواب آگے کو چل — ہوئی ختم شب اب سحرگاہ ہے
یہاں پیش بینی کوئی کیا کرے — یہاں جو مصیبت ہے ناگاہ ہے
اُسے کب غموں سے رہائی ملے — جو وابستۂ ماسوی اللہ ہے
گدا سب کے در کے ہوس سے بنے — جو سب سے غنی ہے وہی شاہ ہے
ہر اک کی خوشامد ہر اک کی ثنا — اسیرِ بلا طالبِ جاہ ہے
سفر کی صعوبت سے دل کیوں ڈرے — اگر خضرِ توفیق ہمراہ ہے
نہیں جمعِ دل جمعِ اسباب سے — رہِ جمعِ دل ذکرِ اللہ سے
اندھیرا ہے عالم میں چھایا ہوا — چراغِ جہاں قلبِ آگاہ ہے

جو تھے دل کو پیارے وہ سب چل بسے
"عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے"

۷ جولائی سنہ ۱۹۴۲ء
دلیسہ

(۲۰)

اُدھر کہتا گیا وہ اور اِدھر آتا گیا دل میں
اثر یہ ہو نہیں سکتا کبھی دعوائے باطل میں

حیاتِ نو مجھے اُن کی نگاہِ ناز نے بخشی
بھرا ہے آبِ حیواں کاسۂ زہرِ ہلاہل میں

دِل اس پیری میں بھی غرقِ ہوسناکی و رندی ہے
پھنسی ہے کشتیٔ عمرِ رواں گرداب ساحل میں

پناہ اے دل، خدنگِ نازِ قاتل سے نہیں ملتی
جو مل سکتی ہے تو پھر سایۂ دامانِ قاتل میں

جو موسیٰ بھی ہوں تو بھی اتباعِ خضر لازم ہے
ہدایت منحصر ہے اتباعِ شیخ کامل میں

مرے ہوش و خرد نے جمع جو خرمن کیا برسوں
لگادے برقِ ایمن آگ تو اس میرے حاصل میں

۱۱ر جولائی ۱۹۴۲ء

دیسنہ

(۲۱)

اس فقر میں بھی عاشق کیا صاحبِ ثروت ہے
ایک ذرہ محبت کا کونین کی دولت ہے

اک غم نے بنایا ہے، ہر غم سے مجھے فارغ
اندوہِ محبت بھی گنجینۂ عشرت ہے

پیش آئی جو مشکل بھی، آسان نظر آئی
اک جرعۂ ہمت میں خمخانہ کی قوت ہے

آباد ہے اک عالم ہر گوشۂ خاطر میں
دنیائے محبت میں افلاک کی وسعت ہے

اِک گھونٹ میں بھولا ہے میخوار دو عالم کو
کیا تند نشہ تیرا اے جام محبت ہے

محفل میں نظر آئیں، تو رونق محفل ہیں
جلوہ ہے وہی جلوہ، جو جلوۂ خلوت ہے

۲۰ر اگست ۱۹۴۲ء
ویسنہ

بتقریب عطائے خلافت

ابھی تو مشق فغاں کنج میں ہزار کرے
اثر کے واسطے کچھ اور انتظار کرے

جو آج لذتِ دردِ نہاں کا جویا ہے
وہ پہلے سوز سے دل کو تو داغدار کرے

انھیں کے دینے سے ملتا ہے جسکو ملتا ہے
وہی نہ چاہیں تو کوشش کوئی ہزار کرے

ادب سے دیکھ لیں مشتاق دور سے ان کو
مجال ہے جو انھیں کوئی ہمکنار کرے

سُنا تو دے اُسے افسانۂ غمِ ہجراں
وہ اعتبار کرے یا نہ اعتبار کرے

وہ اپنے کان سے سنتے ہیں میرے نالوں کو
وہ طرزِ نالہ ہو جو اُن کو بے قرار کرے

تیری نظر میں ہے تاثیرِ مستیِ صہبا
تری نگاہ جسے چاہے بادہ خوار کرے

تری نگاہ میں دونوں خواص رکھے ہیں
وہ چاہے مست کرے چاہے ہوشیار کرے

(۲۲ اکتوبر ۱۹۴۲ء براہِ آلہ آباد)

صدقِ احساس کی دولت میرے مولیٰ دیدے
غمِ امروز بھلا دے، غمِ فردا دیدے

دُھن کچھ ایسی ہو فراموش ہو اپنی ہستی
دلِ دیوانہ و سودائی و شیدا دیدے

اپنے میخانہ سے اور دستِ کرم سے اپنے
دونوں ہاتھوں میں مرے ساغر و مینا دیدے

کھول دے میرے لئے علمِ حقیقت کے در
دلِ دانا، دلِ بینا، دلِ شنوا دیدے

قول میں رنگِ عمل بھر کے بنا دے رنگین
لبِ خاموش بنا کر، دلِ گویا دیدے

دلِ بے تاب ملے، دیدۂ پُر آب ملے
تپِ آتش مجھے دیدے، نمِ دریا دیدے

دردِ دل سینے میں رہ رہ کر ٹھہر جاتا ہے
جو نہ ٹھیرے مجھے وہ درد خدایا دیدے

۲۷ر اکتوبر ۲۴۲ ۱۹ء

براہ لکھنؤ

یہ مناجات ہے اور وِرد میں رکھنے کے لائق!

(۴۲)

اے مسیحِ دردِ دل، چارہ گرِ آزارِ دل
پا رہا ہے تیرے درماں سے شفا بیمارِ دل

دور باش افکارِ باطل، دور باش اغیارِ دل
سج رہا ہے شاہِ خوباں کیلئے دربارِ دل

اور ہی مٹ جائیگی تاریکیٔ افکارِ دل
خانۂ دل میں جو پھیلیں گے کبھی انوارِ دل

تیرے اک چھینٹے سے اے ابرِ بہاری ان دنوں
سبز ہے، شاداب ہے، سیراب ہے گلزارِ دل

دُور ہوتی جاتی جا رہی ہے ہر کھٹک جو دل میں ہے
تیرے سوزن سے نکلتے جا رہے ہیں خارِ دل

عشق کا رہبر دلیلِ راہ جس دن سے بنا
بن رہا ہے آپ ہی انکارِ دل، اقرارِ دل

ہوش ہی گرمی و مستی ہے، وفورِ شوق ہے
شکر ہے رونق پہ ہے امروز کاروبارِ دل

---

(۱) کاروبارِ دل سے مراد عبد و معبود کے تعلق کی کیفیات ہیں۔

جمع وہ سامان ہو جسکی خریداری بھی ہو
سونچ کر اے دل لگانا چاہیئے بازارِ دل

المدد توفیقِ ضبط و المدد تابِ سکوت
لب پہ لے آئے نہ جوشِ دل کہیں اسرارِ دل

قلبِ عاشق بھی ہے پھر ہمسایہ عرشِ بریں
جلوہ فرما مسندِ دل پر اگر ہو یارِ دل

سامنے ہے منزلِ مقصود، اے رہوارِ دل
اور بھی اب تیز ہونی چاہیئے رفتارِ دل

خانۂ دل میں نہ جبتک کم ہو گھر کا شور و غل
گوشِ دل سے سن سکے کیونکر کوئی گفتارِ دل

فخر تو اس رشتۂ تسبیح پر فرمانہ شیخ
دل کی رگ رگ سے تو پہلے کھینچ لے زنارِ دل

۲، نومبر ۱۹۴۲
تھانہ بھون

۱۲؎ "شور و غل" یعنی حواس ظاہر اور علوم عقلی کا ہیجان جسکی وجہ سے حاسۂ قلبی کا ادراک جاتا رہتا ہے۔

۱۳؎ پہلے "لا الہ" پھر "الا اللہ" یعنی پہلے دفع ضرر پھر جلب منفعت، اسی کو حضرات چشتیہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ پہلے "تخلیہ" ہو پھر "تحلیہ"!! یہاں "تخلیہ" کی تلقین ہو رہی ہے

(۲۵)

نعت سرورِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم)

نام محمد صلِ علیٰ، نورِ مجسّد صلِ علیٰ
خدِ مورد صلی علیٰ، قدِ ممدد صلی علیٰ

رحمتِ عالم صلی علیٰ، مفخرِ آدم صلی علیٰ
مرسلِ اکرم صلی علیٰ، اسمک احمد صلی علیٰ

چہرۂ انور شمس ضحیٰ، زلفِ معنبر لیل سجیٰ
قلب مطہر نورِ ہدیٰ، ذکر ممجد صلی علیٰ

شاہدِ عالم شاہِ اُمم، ہادیٔ اعظم شمعِ حرم
صاحبِ لطف وجود وکرم، حق سے مؤید صلی علیٰ

شافعِ محشر نام ترا، سب کی شفاعت کام ترا
عرشِ معظم بام ترا، خلق کا مقصد صلی علیٰ

ساغرِ کوثر جام ترا، سیراب تشنہ کام ترا
خوانِ کرم پیغام ترا، نام محمد صلی علیٰ

گوہرِ والا پاک نسب، عنصرِ بالا پاک لقب
بہتر و اعلیٰ خُلق و ادب اکرم و امجد صلّ علیٰ

نسبتِ بیضا راہ تری، چاہ خدا کی چاہ تری
شافعِ عاصی جاہ تری، عرش بہ مسند صلّ علیٰ

نورِ الٰہی نور ترا، غارِ حرا ہے طور ترا
ہے ہوش میں سر مخمور ترا، اے نورِ مجسّد صلّ علیٰ

کوچۂ جنت کوچے ترے، خار و خس و پھول ترے
خاکِ قدم ہے میرے لئے، سرمۂ اثمد صلّ علیٰ

جی میں ہے عاشق سجدہ کرے، تو نے جہاں پر پاؤں دھرے
اور بشوق و ذوق پڑھے محضرِ مرقد صلّ علیٰ

موسیٰؑ عمراں مخبرِ مقدم، مژدۂ عیسیٰؑ شان ورود
دعوتِ ابراھیمؑ ترا باعثِ آمد صلّ علیٰ

۲۵ر شوال ۱۳۶۱ھ
تھانہ بھون

فنِ عروض کے لحاظ سے اس نعت کی بحر تو "بحرِ متقارب" ہے ہی، مگر اہلِ نظر دیکھ سکتے ہیں کہ یہ اشعار دراصل نبویؐ تقرب کے بحرِ متقارب کی موجیں ہیں نعت گو "فنا فی الرسول" کی منزل میں پہنچ کر منقبت سرا ہے۔

(۲۶)

لولاک لما عنوان ترا، فرمان خدا فرمان ترا
پیغام خدا فرمان ترا، ایمانِ خدا ایمان ترا

اے شاہِ مدینہؐ در پہ ترے ہیں آج بھکاری بن کے کھڑے
لائق تو نہیں احساں کے ہیں پھر بھی جو ملے احسان ترا

تیری محبت دین مرا، اور دین ترا آئین مرا
ہر لفظ پہ تیرے یقین مرا، عرفانِ خدا عرفان ترا

۱۷؍ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ
اعظم گڑھ

جہاں ڈھونڈھیں وہیں پائیں، جہاں دیکھیں وہیں تو ہے
تجھے جو یاد کرتا ہے، اسی کا ہم نشیں تو ہے

تری ہی روشنی ہر چار سو پھیلی ہے عالم میں
کہیں مہرِ فلک تو ہے۔ کہیں نورِ زمیں تو ہے

۷، ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ
اعظم گڑھ

یہ اشعار،

ہر چیز میں جس کی ہے کیفیتِ مستانہ
آباد رہے یا رب تا حشر وہ میخانہ

چھائی ہے یہاں مستی ہر ایک نمازی پر
حیرت ہے یہ گھر اے دل مسجد ہے کہ میخانہ

زاہد نے کہاں پائی، زاہد نے کہاں پی لی
گفتار ہے رندانہ، رفتار ہے مستانہ

دستارِ فضیلت ہو، یا دلق مرقع ہو
ہونا ہے اُسے اک دن نذرِ مئے و میخانہ

ہر قطرہ ندامت کا جو دیدۂ تر میں ہو
وہ دامنِ خالی میں ہے گوہرِ شاہانہ

وہ چشمِ محبت تو جویائے محبت ہے
دیکھے تو ذرا کر کے اس سے کوئی یارانہ

معشوق یگانہ ہے، عاشق بھی یگانہ ہو
یعنی کہ جو اُن کا ہو، وہ سب سے ہو بیگانہ

حاصل رہے کیفیت ہر وقت حضوری کی
آ دِل میں مرے چھپ جا اے صورتِ جانانہ

۱۶؍ نومبر ۱۹۴۲ء بر راہ شاہ گنج

(۲۹)

کیا بھری تاثیر میں مطرب تری آواز ہے
جو تری محفل میں بیٹھا وہ سراپا ساز ہے

باغ میں صحرا نظر آتا ہے اور صحرا میں باغ
اب مرے جوشِ جنوں کا اور ہی انداز ہے

پاؤں تو حدِ ادب سے عشق میں باہر نہ رکھ
وہ ہمہ خوبی و محبوبی سراپا ناز ہے

نام ان کا ہر نفس میں لب پہ یوں آیا کیا
تن سے جیسے روحِ بسمل مائلِ پرواز ہے

دیکھئے ملتی ہے کب دولت سکونِ عشق کی
ہائے وہ ہوتے و جوش تو ہنگامہ آغاز ہے

گاہ دیکھا تھا مری چشمِ تصور نے تمہیں
اب وہی تصویر میری ہمدم و دمساز ہے

جو نہیں معلوم ہے، اس کو کوئی جانے گا کیا
جبکہ جو معلوم ہے وہ بھی سراسر راز ہے

۲۸ نومبر ۱۹۴۲ء
(اعظم گڑھ)

(۳۰)

چاندنی چھٹکی ہوئی جس کی ہزاروں دل میں ہے
وہ فروغِ نورِ عالم اس مہِ کامل میں ہے

لفظ بیگانہ بھلا، کیا ترجمانی کر سکیں
شوقِ بے اندازہ پیچیدہ وہ میرے دل میں ہے

وا کر اے مجنوں تو اپنے دیدۂ مشتاق کو
لیلیٰ پردہ نشیں ہر پردۂ محمل میں ہے

جد و جہدِ دید میں ہے ذوق و شوق و لطفِ دید
حاصلِ ہر سعی، میری سعیٔ لاحاصل میں ہے

آ ہی جائیگا کبھی اس تک بھی ساقی دورِ جام
منتظر بیٹھا ہوا جو بھی تری محفل میں ہے

منزلِ مقصود ہے راہِ طلب کا ہر قدم
وہ سرِ منزل ہے جو اب تک رہِ منزل میں ہے

۱۴ جون ۱۹۴۳ء

براہ جونپور

(۱۳۱)

تری قدرت وہ کر سکتی ہے جو تیری مشیت ہے
مگر تیری مشیت آپ ہی پابند حکمت ہے

مری بے چارگی سے ہے تری قدرت کی آرائش
دلِ صد چاک میرا شانۂ گیسوئے قدرت ہے

تری رحمت سے پیدا ہے بہارِ گلشنِ ہستی
یہاں جو ہے ترا پروردۂ بارانِ رحمت ہے

۱۹۴۳ء

ولہٗ

۳۲

رحلتِ شیخ

داغِ فراقِ یار مٹایا نہ جائے گا
اب دل کا یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حرفِ دمِ وداع "خدا کے سپرد ہو"
تا آخرِ حیات بھلایا نہ جائے گا

خیال سرِ بالیں^ا

دل بھر کے دیکھ لو یہ جمالِ جہاں فروز
پھر یہ جمالِ نور دکھایا نہ جائے گا

گوشِ جہاں بغور سُنے اس کلام کو
پھر یہ کلامِ شوق سنایا نہ جائے گا

اے میکشو یہ دُردِ تہِ جام بھی پیو
ترسو گے پھر یہ جام پلایا نہ جائیگا

اے دل خموش صبر و رضا کا مقام ہے
نقشِ دوامِ فیض مٹایا نہ جائے گا

ا شیخ الشیوخ حضرت تھانویؒ کی رحلت کا یہ نالۂ غم ہے، مگر کس قدر عارفانہ

پیر مغاں نہیں ہے مگر میکدہ تو ہے
جام و سبو یہاں سے ہٹایا نہ جائے گا

یوں ہی بچھا رہے گا یہاں خوان فیض عام
جب تک ہیں میہماں بڑھایا نہ جائے گا

چاہا خدا نے تو تری محفل کا ہر چراغ
یوں ہی جلا کرے گا، بجھایا نہ جائے گا

۱۵ر جولائی ۱۹۴۳ء
براہ جونپور

گلزارِ خلیل آسا یہ آتشِ سوزاں ہے
یعنی کہ یہ سوزِ دل، آرام دل و جاں ہے

ہے اُن کا تصور بھی کس درجہ سراپا نور
گویا کہ قرینِ دل اک شمع فروزاں ہے

کہتے ہیں کہ دل گھر ہے اللہ تعالیٰ کا
اس گھر میں جو وارد ہو اللہ کا مہماں ہے

آتے ہو تصور میں بھر بھر کے نئے تم روپ
ان سب سے الگ تم کو جانیں تو یہ ایماں ہے

اے مدعیِ دانش! کیا راز کو پائے گا
یہ گنبدِ گرداں بھی اِک بھول بھلیاں ہے

راہِ طلبِ حق میں ہر دیدۂ بینا کو
کونین کا ہر ذرہ خورشیدِ درخشاں ہے

۲۵ رمضان ۱۳۶۲ھ
۲۶ ستمبر ۱۹۴۳ء
اعظم گڈھ

شیوۂ صیدِ زبونم آرزوست | سینہ آغشتہ بخونم آرزوست
گوش می جوید پیام از وصل دوست | ارجعی و راجعونم آرزوست
عشق را گوئی جنوں اے بے خبر | با ہمہ ہوش ایں جنونم آرزوست
داغ بر دل از غمِ انجام دل | فزدوۂ لا یحزنونم آرزوست
خوش نمی آید سجودِ بے حضور | فی صلوٰۃٍ خاشعونم آرزوست
قربِ بے غیبت نمازِ عاشقاں | فی صلوٰۃٍ دائمونم آرزوست
می برد بیتابئ دل کو بہ کو | بر درت صبر و سکونم آرزوست
ایں شتابئ دلِ ناصبر بیں | آنچہ می خواہی کنونم آرزوست
از حصارِ ایں و آں بیروں کشد | آں نگاہِ پر فسونم آرزوست
بسکہ دزدیدہ نگہ بر من فگن | نشترِ زخمِ درونم آرزوست

غیرِ من ہست آنچہ تو فرمودۂ
آنچہ فرمودی ہمونم آرزوست

۲۹ رمضان ۱۹۶۳ء
اعظم گڑھ

(۳۵)

ترے نام میں ہی حلاوت ملے
جو ذوقِ محبت کی لذت ملے
جو تیری رضا کی بشارت ملے
تو دونوں جہانوں کی راحت ملے
ترے عشق کے غم کی دولت ملے
تو سارے غموں سے فراغت ملے
بہر حال بندہ پہ ہے بندگی
کرم ہے جو ذوقِ عبادت ملے
محبت تو اے دل بڑی بات ہے
یہ کیا کم ہے اس کی جو حسرت ملے

یہی زندگی جاودانی بنے
جو آبِ حیاتِ محبت ملے

۱۸؍ اکتوبر ۱۹۴۳ء
اعظم گڑھ

(۳۶)

ترے روئے روشن پہ وہ نور ہے
کہ بے پردہ ہو تو بھی مستور ہے

چلا چل تو منزل بہ منزل یوں ہی
ٹھہرنے کی منزل ابھی دور ہے

کشش پر ہے قائم نظام وجود
یہ گھر اک محبت سے معمور ہے

نہ جانے وہ ہیں جلوہ فرما کہاں
جدھر دیکھئے نور ہی نور ہے

تراوش ہے خونِ جگر کی نہ ڈر
کہ مرہم سراپا یہ ناسور ہے

یہ عالم ہے دل کا غمِ عشق میں
کہ مغموم ہو کر بھی مسرور ہے

ابھی قطع کر اور راہِ طلب
مقام محبت بہت دور ہے

۲۶ اکتوبر ۱۹۴۳ء
جونپور

(۳۷)

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

یہ اسباب ہیں دستِ قدرت میں یوں
قلم دستِ کاتب میں جیسے رہے

حیات دو روزہ کا کیا عیش و غم
سفر کا بھی کیا جیسے تیسے رہے

۲۷ اکتوبر ۱۹۴۳
جونپور

۳۸

ترا عکسِ رخِ روشن تصویر میں جو آجائے
نہ پھر ہو جو اندھیرا وہ اجالا میرے دل میں
خدا جانے مجھے کیا دے کے ساقی نے پلایا ہے
وہ کب کا جا چکا پھر بھی نظر آتا ہے محفل میں

۲۹ اکتوبر ۱۹۴۳ء / جونپور

لے مرشد تھانوی قدس سرہٗ

(۳۹)

سما جا مرے دل میں ارمان ہو کر
دوئی دور کر دے مری جان ہو کر

بتوں کا ہے بندہ خدا کا نہیں
خدا کا نہ ہو جو مسلمان ہو کر

تصور میں کیا کیا عنایت ہے اُنکی
مرے گھر میں آئے ہیں مہمان ہو کر

ستم بھی کرم ہے کہ شورِ محبت
مزہ دے رہا ہے نمکدان ہو کر

جہاں کو معطر بنائے ہوئے ہے
وہ زلفِ معنبر پریشان ہو کر

یہ کس میکدہ سے اٹھی موجِ مئے ہے
چلی آ رہی ہے جو فیضان ہو کر

۳ ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ

بھوپال ۱۸ ستمبر ۱۹۴۷ء

(۴۰)

دیدۂ دل اگر ہو باز، راز رہے نہ راز میں
جھانکتی ہیں حقیقتیں آئینہ مجاز میں

اُن کے کرم کے ہم نثار، ان کی عطا کا کیا شمار
دے دیا عاصیوں کو بار اپنے حریم ناز میں

حبش و تتار و ہند و شام، سرخ رخ و سیاہ فام
عشق نواز ہر مقام، آئے ہیں سب حجاز میں

عرش کے بام تک کہاں، وسعتِ دستِ انس و جاں
شانِ کرم ہوئی عیاں، ہو کے نہاں مجاز میں

سنگِ سیاہ در جو تھا، دستِ مصافحہ بنا
اب نہ رہا وہ راز میں، وہ جو چھپا تھا راز میں

روز نیا نیا مقام، صبح کہیں کہیں ہے شام
عشق کی منزلیں تمام، راہِ خم و دراز میں

دل کو نصیب ہو گداز، جاں کو عطا ہو سوز و ساز
ہے یہ دعا بصد نیاز، در گہ بے نیاز میں

دل جو ملا سیاہ کار، آنکھ عطا ہو اشکبار
دھوئے جو دل کو بار بار، خلوتِ خاص راز میں

ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ مناسک حج
(بوقت حاضری مکہ معظمہ)

(۴۱)

بحضور رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم)

آدم کے لئے فخر یہہ عالی نسبی ہے
مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی ہے

پاکیزہ تر از عرش و سماء، جنت فردوس
آرام گہِ پاک رسولِ عربی ہے

آہستہ قدم نیچی نگہ، پست صدا ہو
خوابیدہ یہاں روح رسول عربیؐ ہے

اے زائر بیت نبویؐ یاد رہے یہہ
بے قاعدہ یاں جنبشِ لب بے ادبی ہے

کیا شان ہے اللہ رے محبوب نبیؐ کی
محبوبِ خدا ہے وہ جو محبوب نبیؐ ہے

بجھ جائے ترے چھینٹوں سے اے ابر کرم آج
جو آگ مرے سینہ میں مدت سے دبی ہے

محرم ۱۳۶۹ھ

(بوقت حاضری مدینہ منورہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملفوظات سلیمانی

۱:۔ لوگ انبیاء علیہم السلام کا معجزہ تلاش کرتے ہیں میں کہتا ہوں انبیاءؑ کی ذات ہی معجزہ ہے۔ کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ خدا کا کلام مجھ پر اترا۔ نبوت اپنی ذات سے معجزہ ہے فرشتوں کا دیکھنا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا، وحی کا اترنا معجزہ سے کیا کم ہے۔

۲:۔ ایک صاحب نے عرض کیا۔ حضرت بعض اوقات ذکر ذوق و شوق سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات پتھر سا دل معلوم ہوتا ہے۔ کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا۔

ارشاد فرمایا، " یہ احوال ہیں جو بدلتے رہتے ہیں۔ ان کی فکر کی ضرورت نہیں۔ اصل چیز تو مقامات ہیں۔ انہیں حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ ابھی تک آپ ان (کیفیات وکشف ولذت وغیرہ) کے چکر سے نکلے نہیں۔ انہیں میں پڑے ہوتے ہیں۔ کشف، لذت، کچھ نظر آنا یہ کچھ التفات کے لائق نہیں۔ مقامات کے حصول کی فکر کیجئے۔ صبر، شکر

رضا و تسلیم۔ توجہ و کوشش کے قابل تو چیزیں ہیں۔ غیر اختیاری امور کے پیچھے نہ ہونا چاہیئے۔ جب تک اِن چیزوں سے نہ نہ نکلا جائے مقصد کا پتہ نہیں چلتا غیر مقصود کو مقصود سمجھ لینا سب سے بڑی غلطی ہے۔

۴۔ فرمایا۔ میرا ایک شعر ہے۔

کارفرما ایک آتا ہے نظر
منکشف اب رازِ الا اللہ ہے

اسے توحید افعالی کہتے ہیں۔ حاصل کرنے کی چیز تو یہ ہے۔ ہر چیز کے فاعل اللہ تعالیٰ ہیں۔ وہی مؤثر ہیں۔ جو چیز نظر آ رہی ہے اس سے نگاہ ہٹ کر ہر چیز اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہوتی نظر آئے"۔ احقر نے عرض کیا۔ اس کے حصول کی کیا صورت ہے۔

فرمایا۔ "پہلے اس عقیدہ کو معلوم کیجئے۔

عرض کیا۔ عقیدہ تو ہے۔ فرمایا "عقیدہ نہیں ہے۔ کیا آپ کو ہر چیز یونہی نظر آتی ہے۔ اسباب پر سے نظر اٹھ جائے اور یہ یقین پیدا ہو جائے کہ ہر چیز کے کرنے والے اللہ تبارک و تعالیٰ ہیں۔ اسباب میں تاثیر اُن کی ذات سے آ رہی ہے۔ اسباب کے متعلق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ محمد سے شعر میں ادا ہو گیا ہے۔

یہ اسباب ہیں دست قدرت میں یوں

قلم دست کاتب میں جیسے رہے

اسباب کی حقیقت ان سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ یہ تو بس ایک آلہ ہیں ان سے نگاہ اٹھ اللہ تعالیٰ کی ذات پر آجائے۔ یہ سب لا الہ الا اللہ میں شامل ہے۔ لا فاعل الا اللہ لا موثر الا اللہ لا معطی الا اللہ لا مانع الا اللہ لا ضار الا اللہ، لا نافع الا اللہ، لا خالق الا اللہ سب کچھ کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں۔

کیا مخلوق کو موثر یا کرنے والا سمجھنا شرک نہیں "

ہر نبی کو کسی خاص صنعت میں خصوصی کمال (امتیاز) حاصل تھا۔ حضرت یعقوبؑ تدبیر و توکل کے جامع تھے۔ قرآن کریم میں ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے مصر جانے لگے تو آپ نے ان سے ارشاد فرمایا

یٰبَنِیَّ لا تدخلوا منۢ بابٍ واحدٍ وَّ ادخلُوۡا مِنۡ ابواب متفرقة ؕ وَمَآ اُغنی عنکم من اللّٰہ من شیٔ ان الحکم الّا للّٰہِ ؕ علیہ توکلتُ ۚ وعلیہ فلیتوکّل المتوکّلُوۡن ٥

کہ اے میرے بیٹو سب کے سب ایک ہی دروازے سے مت جانا اور میں خدا کے حکم کو تم پر سے نہیں ٹال سکتا۔ حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے (باوجود اس تدبیر ظاہری کے دل سے) اسی پ۔

بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

اس سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی تدبیر و توکل کی جامعیت معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر میں اسباب اختیار فرمانے کا حکم دیا۔ لیکن باطن میں ان اسباب پر کچھ بھروسہ نہ تھا۔ بلکہ یہ یقین راسخ تھا کہ حقیقت میں تو وہی ہوگا۔ جو اللہ تبارک و تعالیٰ چاہیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ یہ وہ علم ہے جو ہم نے یعقوب علیہ السلام کو مرحمت فرمایا تھا۔ اسباب کے ہوتے ہوتے اسباب پر نظر نہ ہونا اللہ کے فضل ہی سے میسر ہوتا ہے

در کفِ جام شریعت در کفِ سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید سب سے کامل تھی۔ ان کی زبان سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

.... فانهم عدوٌ لیٓ الا رب العلمین ۝ الذی خلقنی فهو یهدین ۝ الذی هو یطعمنی ویسقین ۝ و اذا مرضتُ فهو یشفین ۝ والذی یمیتنی ثم یحیین ۝ والذیٓ اطمع ان یغفر لی خطیٓئتی یوم الدین ۝
(الشعرا - ۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام جو تمام شرکوں سے پاک تھے۔ ان کی توحید توحید افعالی تھا۔ پس اسکے حاصل کرنے کی کوشش

مقدمہ

از حضرت محترم مولانا شاہ سید سلیمان صاحب ندوی قدس سرہ
خلیفہ حضرت حکیم الامۃ جامع المجددین علیہ الرحمۃ

اللہ تعالی کی یہ سنت جاری ہے کہ جب ضرورت پیدا ہوتی ہے تو اس کے دفعیہ کا بھی سامان پیدا کرتے ہیں، رات کے اندھیرے میں چاند اور تاروں کے چراغ جلادیتے ہیں، گرمی اور حبس جب شدت کو پہونچ جاتی ہے تو ابر رحمت نازل فرماتے ہیں، جہاں بیماریاں ہیں اس کی دوائیں اگاتے اور تدبیریں بتاتے ہیں، بالکل یہی حال امراض باطنی اور احوال نفسانی کا ہے، جب فساد ظاہر ہوتا ہے، صلاح کی تدبیر ابھرتی ہے۔ جب ظلمت انتہا کو پہونچتی ہے سپیدہ نور طلوع ہوتا ہے، ضلالت کے ساتھ ہدایت، کفر کے ساتھ ایمان، آذر کے ساتھ ابراہیم اور فرعون کے ساتھ موسی کا ظہور ہوتا ہے۔

اسی اصول پر دنیا میں تاریکی کے ہر دور میں نبوت کا نیا نور چمکا اور دنیا کو روشن کر گیا۔ آخر حضور رسالت ماب خاتم النبین محمد الرسول صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک پر جب شریعت اتمام کو پہونچی اور دین کامل ہو گیا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالی نے اپنے اوپر لی، تو نسل انسانی کو اس شریعت کی راہ دکھانے اور اس دین کے مسائل کو بتانے اور نئے نئے زمانہ کے نئے نئے فتنوں سے محفوظ رکھنے اور دین وشریعت کو تحریف وتبدیل

سے بچانے اور شکوک وشبہات کو مٹانے کے لئے ہر دور میں ایسی ہستیاں ظاہر فرمائی جاتی رہی ہیں جو دین کو اپنے اصلی جادہ پر قائم رکھ سکیں اور اسکے چشمہ صافی کو گردوغبار سے صاف کرکے مصفا رکھیں

مقصود یہ ہے کہ زمانہ ہمیشہ حرکت میں ہے اور اس کے ساتھ ہر چیز حرکت میں ہے اس حرکت سے لوگوں کے خیالات واعمال میں گھٹاؤ بڑھاؤ پیدا ہوتا رہتا ہے نئی نئی تحریکیں نمایاں ہوتی ہیں، نئی نئی بدعتیں ظاہر ہوتی ہیں، نئے نئے خیالات لوگوں کے دلوں میں جگہ پاتے ہیں، زبان، طرز تعبیر اور طریق استدلال میں تغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ سب کے سب مل کر ایمانیات اور یقینیات میں شک وشبہ کی راہیں کھولتے ہیں اس لئے اس قادر مطلق نے جس نے دین کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے مخصوص انسانوں کے ذریعہ دین کی حفاظت کے وعدہ کو پورا فرماتے رہتے ہیں۔

یہ تحریف وتبدل اور خیالات کا اتار چڑھاؤ اور اعمال کا بگاڑ ہر زمانہ میں الگ الگ راہوں سے اور انوکھے اور نت نئے دروازوں سے داخل ہوتا رہتا ہے اس لئے ہر زمانہ کا فساد عمل اور سوء اعتقاد ایک طرح کا نہیں ہوتا۔ کبھی یہ فساد قیصری وکسروانی حکومتوں کے قاعدوں اور قانوں کی راہ سے آیا۔ کبھی یونانی وعجمی علوم وفنون کی صورت میں آیا کبھی ہند وشام ومصر کے سابقہ مذہبوں کے اختلاط نے دین میں گنجلک پیدا کی، اور کبھی کسی ملک کے رسم ورواج نے شریعت کی جگہ لے لی۔ کبھی غیر شرعی عصری تحریکات نے دلوں اور دماغوں کو متعفن کیا۔ غرض کبھی سیاست کی راہ سے کبھی علم وفن کی راہ سے کبھی تہذیب وتمدن کی راہ سے، کبھی حکومت کی راہ سے کبھی عقل

پرستی اور خرد نوازی کے ذریعہ سے، کبھی غیر دینی اقتصادی و تمدنی نظامات کے واسطہ سے، بلکہ کبھی خود غلوئے دین اور تشدد فی الدین کی راہ سے دین میں تحریفات وبدعات پیدا ہوتے رہے ہیں، اس لئے ہر زمانہ کے مفاسد کے لحاظ سے دین کے مجددین کا ہر عصر میں ظہور ہوتا رہا ہے اور انھوں نے خداداد قوت عمل اور ربانی محبوبیت اور انسانی مقبولیت پاکر زمانہ کی مشکلوں کا پورا مقابلہ کرکے اصل دین کے چہرہ سے زمانہ کے گردوغبار کو صاف کیا ہے اور پھر دین کی حقیقت کو بے غبار کرکے اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

ہر صدی میں ایسے مجدد کے ظہور کی حدیث حسب ذیل ہے۔

عن ابی ھریرہ فی ما اعلم عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث فی لمتی علی راس کل مائہ من یجدد لہا دینہا (ابوداؤد و کتاب الملاحم) بے شبہ اللہ تعالیٰ میری امت میں ہر صدی کے سرے پر ایسے کو پیدا کرے گا جو اس کیلئے اس کے دین کو نیا کر دے گا۔

یہ روایت ابوداؤد کی ہے، حاکم نے مستدرک کتاب الفتن میں اور بیہقی نے مدخل میں اس کی دوسری روائتیں کی ہیں۔

بعض محدثین نے گو اس حدیث کی سند میں کلام کیا ہے خود اسی ابوداؤد کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع میں راوی کو تردد ہے۔ مگر ایسی بہت سی حدیثیں ہیں جن کی سند میں کلام کیا گیا ہے مگر واقعہ نے ان کی صداقت کی توثیق کر دی ہے یہی حال اس حدیث کا بھی ہے اور تاریخ اسلام اس کی صداقت کی شاہد

اس موقع پر ایک شبہ کا دفع کرنا ضروری ہے عام طور سے سمجھا جاتا ہے کہ ہر

صدی کے سرے پر ایک ہی مجدد پیدا ہوتا ہے، لیکن لفظ من جیسا کہ محققین نے اصول فقہ میں ثابت کیا ہے کسی خاص کیلئے ہونا اس کا ضروری نہیں بلکہ عموم بھی اس سے سمجھا جاتا ہے یعنی اس سے ایک دو اور چند بھی سمجھے جا سکتے ہیں، جیسے من الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وماھم بمومنین کی آیت میں امنا اور ھم کی جمعیت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ من کیلئے ایک کا ہونا ضروری نہیں، اس لئے بالکل ممکن ہے کہ مختلف ملکوں میں یا مختلف اصلاحوں اور مختلف مفاسد کے مقابلہ میں تجدید دین کے لحاظ سے ایک ہی وقت میں کئی مجدد ظہور کر سکتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ علماء نے بعض دفعہ ایک ہی وقت میں کئی بزرگوں کو مجدد مانا ہے۔

حدیث میں علیٰ راس کل مائۃ آتا ہے یعنی ہر صدی کے سرے پر، سرا (۱) انتہا دونوں پر بولا جاتا ہے، چنانچہ بعض شارحین ابوداؤد نے لغت سے دونوں استعمالوں کو ثابت کیا ہے اس لئے راس کل مائۃ کا صحیح ترجمہ صدی کے سرے پر کے بجائے تخصیص کے ساتھ ابتدا اور انتہا پر نہیں آنا چاہیئے۔

ایک اور بات بھی ذہن میں رہنی چاہیئے کہ صدی کے سرے پر مجدد کی پیدائش ہونا ضروری نہیں بلکہ اس وقت اسکے تجدیدی مشن کا آغاز ہوتا ہے جس کو حدیث میں بعثت کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی پیدائش کے چالیس برس کے بعد مبعوث ہوئے۔

(۱) ضروری نہیں لیکن زبان کا عام استعمال یہی ہے اور اس حدیث تجدید میں تو "ہر صدی کے سرے" کی قید بے تکلف بول رہی ہے کہ اس سے مقصود کسی بہت خاص نمایاں فرد کی بعثت ہو۔ ورنہ کچھ نہ کچھ لوگ تو ہر صدی کے ہر حصہ ہی میں ایسے پائے جاتے ہیں جو تھوڑی بہت دین کی تجدیدی خدمت انجام دیتے رہتے ہیں۔ مولف۔

ایک اور نکتہ کو بھی کھول دینا ضروری ہے حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ مجدد دین کو نیا کر دے گا یعنی رسوم وبدعات وفسادات کی کھنگی کو دور کر کے اصل دین کو ظاہر کریگا اس لئے مجدد کی بڑی پہچان جس سے خواص اس کو پہچان اور عوام جان سکتے ہیں کہ اس کی تعلیم و تلقین اور جدوجہد اور دعوت وتبلیغ سے زمانہ کی ظلمتیں اور خیالات کی بدعتیں اور اعمال کے مفاسد دور ہو کر وہ اصل دین نمودار ہو جائے جس کی صحیح تصویر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نگار خانہ کتاب وسنت میں محفوظ ہے۔

چونکہ اس حدیث کا سہارا لے کر بعض دفعہ مدعیان باطل نے نئے نئے دعوے کئے ہیں، یہاں تک کہ نبوت کے حدود حرم تک پہونچنے کی کوشش کی ہے اور اسلام میں نئے نئے فرقوں بلکہ امتوں کی بنیاد ڈالنی چاہی ہے اس لئے یہ لغزش گاہ بھی ہے اور اس مقام پر قلم اور قدم کو بہت پھونک پھونک کر چلنا چاہیئے۔ اسی لئے ضرورت ہے کہ بتادیا جائے کہ نبی کی ضرورت اصل احکام کے من جانب اللہ انسانوں تک پہونچانے کے لئے ہے۔ یعنی نبی اللہ تعالیٰ سے پاکر بندوں تک پہونچانے میں واسطہ ہے، وہ عقل وقیاس اور علم وفہم سے نہیں کہتا، بلکہ وہ جو کچھ کہتا ہے وحی سے کہتا ہے اور خدا سے پاکر کہتا ہے، اس کی وحی و تعلیم ہر خطا سے پاک اور وہ خود ہر غلطی سے معصوم ہے۔ مگر مجدد کا یہ حال نہیں ہے بلکہ وہ کتاب وسنت اور وحی ورسالت کے احکام وپیغام کو سمجھ کر اور اپنی فراست ایمانی، صفائے ذہن، عقل مستقیم اور قیاس صحیح اور رائے صواب سے صحیح غلط میں تمیز کرتا ہے، دین کو غیر دین سے، ارشادات الٰہی کو ایجادات انسانی سے، سنت کو بدعت سے ممتاز کرتا ہے

اور اپنی علمی و عملی زندگی کی طہارت ونزاہت اور ثبات و استقامت اور نبی کی اتباع کامل اور اقتدائے تام سے محبوبیت و مقبولیت کی شان پیدا کرتا ہے۔
اس تقریر سے ظاہر ہے کہ نبی کو ماننے اور اس پر ایمان لائے بغیر انسان اصل شریعت سے محروم رہتا ہے اور کفر سے لپٹا رہتا ہے اس لئے اس پر نعیم آخرت کا ہر دروازہ ہمیشہ کے لئے بند اور عذاب آخرت کا ہر دروازہ ہمیشہ کے لئے کھل جاتا ہے۔ لیکن مجدد کے نہ ماننے سے وہ صرف کتاب وسنت کی صحیح ترجمانی سے محروم رہتا ہے۔ اور بدعات وفسادات کی آمیزشوں سے بچ نکلنے میں اس کو مشکلیں پیش آتی ہیں، اس لئے ہو سکتا ہے کہ جنت تک پہونچنے میں اس کو عذاب کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑے (۱) وللہ ملک السموٰت والارض یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء۔
اس وجہ سے نبی اور مجدد کی دعوتوں کی نوعیت میں بھی فرق ہے، نبی ہر شخص کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے اور نبی کی نبوت پر ایمان لانا ایمان کا جز ہے جس کے بغیر کوئی مومن نہیں ہو سکتا، کیونکہ نبی کو نبی مانے بغیر اس کے واسطہ سے آئے ہوئے احکام الٰہی اور کلام ربانی تک رسائی نہیں ہو سکتی، لیکن مجدد اپنی شخصیت کی دعوت نہیں دیتا یہاں تک کہ مجدد کو مجدد ماننا ایمان کا ادنیٰ جز بھی نہیں ہے خصوصاً کسی ایک زمانہ کے کسی خاص مجدد کو مجدد تسلیم کرنا بھی ضروری نہیں۔
اسی فرق سے دوسرا فرق بھی پیدا ہوتا ہے۔ نبی کو اپنا نبی ہونا یقینی اور قطعی

(۱) یہ محرومی بھی کتنی بڑی محرومی ہے کہ دولت ایمان رکھ کر بھی اسکے دینی و دنیوی ثمرات و برکات سے گویا محروم ہی رہتا ہے (مولف)

طور سے معلوم ہوتا ہے اور اسکو اللہ تعالیٰ کی خبر سے اس واقعہ کا ہونا یقینی بدیہی معلوم ہوتا ہے جس کیلئے اس کو دلیل کی بھی ضرورت نہیں لیکن مجدد کو اپنا مجدد ہونا ظن و تخمین سے زیادہ معلوم بھی نہیں ہوتا، بلکہ اگلے زمانہ کے مجددین کا مجدد ہونا بالعموم ان کی وفات کے بعد ان کے پاکیزہ کارناموں اور مقدس حالات اور تجدیدانہ مساعی سے خواص امت پر یہ ظاہر ہوا اور اس کے بعد لوگوں نے مان لیا، چنانچہ سب سے پہلے حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے پہلی صدی کے خاتمہ کا مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز المتوفی ۱۰۱ھ کو اور دوسری صدی کا مجدد وامام شافعی المتوفی ۲۰۴ھ کو مانا۔"

تیسری صدی میں امام ابوالحسن اشعری اور پھر امام الحرمین، پھر امام غزالی کو بہتوں نے اس منصب کے قابل قرار دیا، اس کے بعد اہل حدیث نے حافظ ابن تیمیہ کو بھی ساتویں صدی کا مجدد بتایا۔ ہندوستان میں دسویں صدی کے خاتمہ پر حضرت شیخ احمد سرہندی، پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے بعد ایک جماعت نے مولانا اسمٰعیل شہید کو اس منصب کا اہل تسلیم کیا۔

حافظ سیوطی نے نویں صدی میں ایک نظم میں ان بزرگوں کے نام گنائے ہیں جن کو بعض خواص امت نے مجددوں میں شمار کیا ہے، چنانچہ حافظ سیوطی کے بتائے ہوئے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔ نویں صدی میں انھوں نے صرف اپنے متعلق امید ظاہر کی ہے مگر ان کے معاصر امام سخاوی بھی اس عہدہ کے امیدوار ہیں اس لئے دونوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ ا۔

۱۔ پہلی صدی عمر بن عبد العزیزؒ المتوفی ۱۰۱ھ

۲۔ دوسری صدی امام شافعی المتوفی ۲۰۴ھ

۳۔ تیسری صدی حافظ ابن شریح امام ابوالحسن اشعری

۴۔ چوتھی صدی امام باقلانی، امام سہیل بن با ابو حامد

۵۔ پانچویں صدی امام غزالی

۶۔ چھٹی صدی امام رازی، رافعی

۷۔ ساتویں صدی ابن دقیق العید

۸۔ آٹھویں صدی امام بلقینی یا حافظ زین الدین عراقی

۹۔ نویں صدی سیوطی یا امام سخاوی

حافظ سیوطی شافعی تھے اس لئے انھوں نے زیادہ تر نام شافعیوں کے لکھے ہیں محدثین نے جو فہرست پیش کی ہے اس میں چوتھی صدی تک کے محدثین کے نام گنائے ہیں۔ (۱)

۱۔ پہلی صدی ابن شہاب زہری وقاسم بن محمد وسالم بن وحسن بصری و محمد بن سیرین (امام محمد باقر)

۲۔ دوسری صدی یحیٰی بن معین امام الجرح والتعدیل

۳۔ تیسری صدی نسائی صاحب سنن نسائی

۴۔ چوتھی صدی حاکم صاحب مستدرک وحافظ عبدالغنی مصری

اس کے بعد دسویں صدی میں صاحب خلاصہ الاثر نے شمس الدین بن شہاب الدین کا نام لیا ہے جن کو ان کے اہل زمانہ وقت کا مجدد سمجھتے تھے۔

(۱) اصل بات وہی معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح کے سارے اکابر نے اپنی اپنی جگہ کوئی نہ کوئی تجدیدی خدمت انجام دی ہے لیکن اگر حدیث تجدید کو قبول کیا جائے تو "صدی کے سرے" کی قید و تخصیص کسی تخصیصی مجدد کو بھی ضرور مقتضی ہے۔ واللہ اعلم (مولف)

گیارہ سے لے کر چودہ تک کا زمانہ ہندوستان کا ہے اس موقع پر ایک بات اہل نظر کو صاف نظر آئے گی کہ دینی قطبیت کا مرکز دوسرے اسلامی ملکوں سے ہندوستان کو منتقل ہو گیا۔ چنانچہ دینی ومذہبی خدمت، علوم وفنون کی خدمت، حدیث وتفسیر کی خدمت اور ہدایت خلق واحیائے سنن ورد بدعات کے لحاظ سے ہندوستان تمام دوسرے اسلامی ملکوں پر سبقت لے گیا ہے، کیونکہ ان صدیوں میں ہندوستان میں جو ہستیاں نمایاں ہوئیں، ان کی نظیر دوسرے ملکوں میں نہیں ملتی۔ مثلاً گیارہویں صدی کے آغاز میں حضرت شیخ احمد سرہندی المتوفی ۱۰۳۴ھ اور بارویں صدی کے وسط میں مولانا شاہ ولی اللہ محدث دھلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ اور تیرویں صدی کے وسط میں شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی اور مولانا سید احمد بریلوی شہید۔

بیرون ہند حجاز میں کچھ ایسے بزرگ گزرے ہیں جن کے فیض سے علوم حدیث کو دنیائے اسلام میں رواج ہوا اور ان کی برکت سے ہندوستان اور حجاز یکساں مستفید ہوئے، چنانچہ گیارہوں صدی میں ابراہیم بن حسن کردی نزیل مدینہ اور بارہویں صدی میں شیخ صالح بن محمد بن نوح نزیل مدینہ کے نام بعض محدثین نے لئے ہیں۔ شیخ ابراہیم بن حسن کردی کے صاحبزادہ ابو طاہر محمد بن ابراھیم کردی ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ کے استاد ہیں۔

گیارہویں صدی کے مجدد وقت حضرت شیخ احمد سرہندی کو مجدد کے لقب سے سب سے پہلے ملا عبد الحکیم سیالکوٹی نے ملقب کیا جو شاہجہان کے عہد کے سب سے بڑے عالم تھے اور جن کی تصنیفات دنیائے اسلام میں شائع ورائج ہیں، اللہ تعالی نے اس لقب کو ایسا مقبول کیا کہ زبان خلق پر ان کا نام ہی

مجدد الف ثانی قرار پایا۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کارنامے سب کے سامنے ہیں، اور انھوں نے خود بھی اپنے متعلق اپنی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں ادھر اشارہ کیا ہے، حضرت مولانا اسمٰعیل شہید کی ذات سے ہندوستان میں دین اسلام نے جو قوت و توانائی پائی اور عقائد اسلام جس طرح رسوم وبدعت سے پاک ہوئے اور بہت سی مردہ سنتیں جسطرح ان کے دم قدم سے زندہ ہوئیں اور اب تک ہیں وہ محتاج دلیل نہیں۔ حضرت مولانا شاہ اسماعیلؒ کے ساتھ حضرت مولٰنا سید احمد شہیدؒ بریلوی کا نام لینا بھی مناسب ہوگا گو یہ دونوں ہستیاں یک جان ودوقالب ہو گئی تھیں اور ان میں سے جن کو چاہو مجدد کے وصف سے متصف مان لو۔

ان بزرگوں کی تاریخ وپیدائش وفات کا حال ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا۔

۱۔ حضرت شیخ احمد سرہندی پیدائش ۹۷۱ھ وفات ۱۰۳۴ھ

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پیدائش ۱۱۱۴ھ وفات ۱۰۷۶ھ

۳۔ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید پیدائش ۱۱۹۳ھ شہادت ۱۲۴۶ھ

۴۔ حضرت مولانا سید احمد شہید پیدائش ۱۲۰۱ھ شہادت ۱۲۴۶ھ

بہر حال اوپر کی تفصیلوں سے ظاہر ہے کہ کسی مجدد کا مجدد ہونا کوئی اذعانی اور یقینی مسئلہ نہیں ہے اور نہ اس کے دعویٰ پر موقوف ہے بلکہ خواص امت کو اس کے دینی کارناموں کی بنا پر یا اسی شخص کو اپنی کوششوں کی مقبولیت کی بنا پر یہ گمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اس کو صدی کا مجدد بنا کر بھیجا ہے۔

عصر حاضر یعنی چودھویں صدی کے مجدد کی تعین کے لئے بھی وہی معیار ہوگا جو اگلوں کے لئے تھا یعنی ان کے کارنامے اس منصب جلیل پر سرفراز ہونے کی گواہی دیتے ہیں اور اس تعیین کے مسئلہ میں نیک نیتی سے دو شخصوں کی راہیں حسب عقیدت و محبت مختلف ہو سکتی ہیں، اور ان میں سے کسی ایک پر اعتراض اور ایراد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ مسئلہ محض گمان و تخمین اور قیاس کا ہے۔

اس صدی کے بزرگوں میں سے مرشد نا حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص ممتاز حیثیت ہے علوم ظاہر و باطن کی یکجائی، اور تمام کمالات علمی و عملی کا ان میں اجتماع، ایک طرف فقہ و فتاویٰ کی مسند نشینی، دوسری طرف تصنیف و تالیف و تحریر و وعظ و تقریر سے ہدایت خلق، رد بدعات، رفع شبہات، ابطال رسوم اور تیسری طرف اپنے انفاس قدسیہ سے باطنی فیوض و برکات کا اجرا اور اسلام کے عقائد و اعمال کو زمانہ کے تہ بہ تہ ظلمات کے گرد و غبار سے پاک کرنا ایسے اوصاف ہیں جن کا اجتماع ان کے محبین و معتقدین کے خیال میں اس درجہ پر ہے کہ وہ منصب تجدید کی حد تک پہونچتا ہے۔

حضرت والا کی ولادت ۱۲۸۰ھ میں ہوئی، مراتب درس و تعلیم سے فراغت ۱۳۰۱ھ میں ہوئی اور ۱۰۳۱ھ میں قطب وقت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے مقدس ہاتھوں سے ہوئی اور اسی سال ۱۳۰۲ھ سے کانپور میں بیٹھ کر درس و تدریس اور وعظ و تقریر اور تالیف و تحریر کا آغاز فرمایا اور اسی سال قطب آفاق حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کے فیض

دیدار سے مسرور ہوئے اور اسی سال فریضہ حج سے مشرف ہوئے اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے بیعت ہو کر اور فیوض گوناگوں سے بہرہ اندوز ہو کر ۱۳۰۴ھ واپس ہوئے۔ ان تاریخوں کا ذکر اس لئے کیا گیا تاکہ علی راس کل مائۃ کی ظاہری مطابقت بھی واضح ہو جائے حضرت مولانا کے دینی وعلمی و روحانی واصلاحی کارناموں کو دیکھ کر خواص امت کو حضرت کے مجدد وقت ہونے کا گمان حضرت کی زندگی ہی میں ہو چکا تھا اور بعض صاحبوں نے ہمت کرکے آپ سے دریافت بھی فرمایا تو اسطرح اس کا جواب دیا جس طرح حدود شرع کے اندر احتیاط کے ساتھ کہا جا سکتا ہے، چنانچہ زبانی اور تحریری دونوں قسم کی روایات اس بندہ ہیچمداں تک پہونچی ہیں، الافاضات الیومیہ سے مولف ہذا نے حضرت کے حسب ذیل ملفوظ کو اس کتاب کے مقدمہ (دیدہ کامل) میں نقل کیا ہے، ایک مولوی صاحب نے دریافت کیا۔

> کیا حضرت مجدد وقت ہیں؟، فرمایا " احتمال تو مجھکو بھی ہے مگر اس سے زائد نہیں، جزم اوروں کو بھی نہیں کرنا چاہیئے، ظن کے درجہ میں گنجائش ہے، باقی قطعی یقین تو کسی مجدد کا نہیں ہوا جس پر جتنا اور جس درجہ کا فضل ہو جائے، ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم"۔

اس سے زیادہ واضح عبارت کمالات اشرفیہ صفحہ ۳۰۰ ملفوظ ۱۱۸۷) میں ہے۔

> ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجدد وقت

ہیں، فرمایا کہ چونکہ نفی کی بھی کوئی دلیل نہیں، اس لیئے
اس کا احتمال مجھکو بھی ہے مگر اس سے زائد جزم نہ کرنا
چاہیئے محض ظن ہے اور یقینی تعین تو کسی مجدد کا نہیں۔

(الحمد للہ حمداً کثیراً مبارکاً فیہ علیٰ ہذالاحتمال)

مسئلہ کی حقیقت اس حد تک ہے، مگر حضرت والا کے ایک معتقد خاص اور صحبت یافتہ واجازت یافتہ بالاختصاص نے جن کا تعلق حضرت مولانا سے پندرہ سال رہا اور جو ماشاء اللہ خود بھی عالم وفاضل اور مشرقی ومغربی فلسفہ کی ماہر اور متعدد کتابوں کے مصنف ومترجم ہیں اور ساتھ ہی حضرت کے یمن صحبت اور فیض وبرکت سے باطن کی دولت سے بھی مالا مال ہیں، حضرت کی تجدیدات اور اصلاحی کارناموں پر چار ضخیم تالیفات (۱) ترتیب دیں اور ان میں ایسے تمام شواہد ودلائل جمع کردیئے جن سے یہ احتمال قوی سے قوی تر ثابت ہوسکے، چنانچہ یہ کتاب اسی سلسلہ کی پہلی کڑی ہے، اس میں مولف نے حضرت والا کی ان تجدیدی اور اصلاحی کوششوں کو جو امت مرحومہ کی ہر نوع وہر صنف کے لئے مفید ہیں پورے استقصا کے ساتھ جمع کر دیا ہے ان کو پڑھ کر خاص وعام ہر شخص حضرت کے ان اصلاحی کارناموں کو تجدیدی رنگ میں پاکر ان کے مجدد وقت ہونے کے قوی سے قوی احتمال کے ماننے پر مجبور ہوگا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ حضرت والا کے ان تجدیدی کارناموں پر ایک فاضل و لائق شخص نے ظن و تخمین کو قوی کرنے

(۱) جامع المجددین (۲) تجدید تصوف سلوک (۳) تجدید تعلیم و تبلیغ (۴) تجدید سیاسیات وتو میات۔

لئے شواہد ودلایل بھی یکجا کر دیئے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی زمانہ میں کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی، وذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء۔

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود کسی کو یہ شبہہ نہ گزرے کہ اس تحریر یا اس تالیف کا مدعا کسی شخص کی مجددیت کے دعویٰ کی تشہیر یا منصب تجدید کی دعوت وتلقین ہے بلکہ یہ مولف کی عقید تمندانہ تعبیر ہے کہ وہ حضرت کی اصلاحی مساعی کو تجدیدات کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی اصلاحات کی خاص شان یہ ہے کہ وہ ہمہ گر ہیں، اصلاح امت کی کوشش میں علمی وعملی زندگی کے ہر گوشہ پر ان کی نظر تھی بچوں سے لے کر بوڑھوں تک، عورتوں سے لے کر مردوں تک، جاہلوں سے لے کر عالموں تک، فاسقوں سے لے کر صوفیوں درویشوں اور زاہدوں تک، غریبوں سے لے کر امیروں اور دولتمندوں تک، خریداروں سے لے کر تاجروں تک، طالب علموں سی لے کر استادوں اور مدرسوں تک۔ غرض ہر صنف امت اور ہر جماعت کے کاموں تک ان کی نظر دوڑی، پیدائش، شادی بیاہ غمی اور دوسری تقریبوں اور اجتماعوں تک کے احوال پر ان کی نگاہ پڑی اور شریعت کے معیار پر جانچ کر ہر ایک کا کھرا اور کھوٹا الگ کیا اور رسوم وبدعات اور مفاسد کے ہر روڑے اور پتھر کو صراط مستقیم سے ہٹا دیا تبلیغ، تعلیم، سیاست، معاشرت، معاملات، اخلاق، عبادات اور عقائد میں دین خالص کی نظر میں جہاں کوتاہی نظر آئی اس کی اصلاح کی۔فقہ کے نئے نئے مسائل اور مسلمان کی زندگی کی نئی نئی ضرورتوں کے متعلق بھی اپنے جانتے پورا سامان مہیا کر دیا۔ اور خصوصیت کے ساتھ اس فن احسان وسلوک کی جس کا

مشہور نام تصوف ہے، تجدید کی جو دنیا میں کس مپرسی میں اور ہندوستان میں بحالت غربت تھا اور جس کی تابانی پر بدعات کی ظلمت غالب آگئی تھی، جو دوکاندار صوفیوں کے ہاتھوں کسب معاش کے فنون میں سے ایک فن کی صورت بن گیا تھا، اور جہاں اس کی تعلیم ہوتی تھی وہاں وہ یا محض چند فلسفیانہ خیالات کا مجموعہ ہو کر رہ گیا تھا یا اور اور وظائف کے ایک نصاب کا۔ سلف صالح نے اس فن کے جو ابواب ومسائل منقح کر کے لکھے تھے وہ بالکل فراموش ہو گئے تھے اور خصوصیت کی ساتھ سلوک کی حقیقت اور رعایت بالکل ہی چھپ گئی تھی اور جہاں کسی قدر اس کا نام ونشان تھا وہاں علم ونظر میں وحدہ الوجود یا وحدہ الشہود کی ناقص تعبیر پر اور اعمال میں صرف ذکر وفکر ومراقبہ کی چند تعلیمات پر بالکلیہ قناعت تھی، خانقاہوں میں سماع واعراس ومحافل کے سوا اس کا کوئی حقیقی مظہر باقی نہیں رہا تھا۔ طریقت وشریعت کو دو متقابل حریف ٹہرا کر ان میں سے ایک کی توہین اور تحقیر کی جا رہی تھی۔

یہ تو ان کا حال تھا جو دین کے مدعی تھے باقی عوام تو ان کی زندگی دین سے خالی ہو کر رسوم وبدعات کی نذر ہو گئی تھی، مسلمان کی زندگی کے کسی گوشہ میں بھی دین اور خالص دین کا تخیل نہ تھا، اخلاق کی تعلیم اور معاملات، معاشرت کی تصحیح دین کامل کے دائرہ سے باہر ہو گئی تھی۔

تعلیم جدید کی نئی آب وہوا نے تفرنج اور فرنگی مابی کا وہ زہر پھیلا دیا تھا جس سے دینی عقائد واعمال کی ہر چیز پر مردنی چھا گئی تھی اور جہاں دین کا کچھ خیال زندہ بھی تھا شکوک وشبہات کی کثرت اور شدت نے اس پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ ایک پرانے قصبہ کی ایک کہنہ مسجد کے ایک گوشہ

میں ایک دور بین زندہ دل مرد درویش بیٹھا ہوا مسلمانوں کے سارے احوال اور ان کی زندگی کے ہر شعبہ پر نظر ڈال کر حق و باطل، نیک و بد، اور صحیح وغلط کے درمیان تفرقہ کی لکیر بنانے میں مصروف تھا، اس کے سامنے دین کی صحیح تمثال تھی اور اس کو دیکھ دیکھ کر موجودہ مسلمانوں کی زندگی کی تصویر میں جہاں جہاں غلطیاں تھیں وہ ان کے درست کرنے میں مشغول تھا اس نے پوری زندگی اس میں صرف کی کہ مسلم کی تصویر حیات کو اس شبیہ کے مطابق بنا دے جو دین حق کے مرقع میں نظر آتی ہے۔ اس یقین کو جو مسلمانوں کے سینوں میں چودہ سو برس سے نقش تھا کہ دین ہی ان کی دینی و دنیاوی دونوں ترقیوں کا کفیل ہے، لیکن جس کو تعلیم جدید نے یورپ کی نقالی میں شک سے بدل دیا تھا اس حکیم الامۃ نے دوبارہ پیدا کیا اور بتایا کہ حقیقت میں ترقی جس کی اس وقت دم بدم پکار ہے اونچے محلوں، بھرے خزانوں، بیش قیمت لباسوں، گراں بہا سامانوں، بڑی بڑی تجارتوں، اعلیٰ ملازمتوں، اونچی تنخواہوں، شاہانہ احتراموں، اعزازوں اور خطابوں کا نام نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کے ساتھ بلند اخلاق، شریف عادات اور پاک وصاف قلب کا نام ہے جو آب و گل سے وابستہ اور فانی کا طالب نہ ہو اور حرص وہوا حب مال اور حب جاہ کا گردیدہ نہ ہو جس میں اخلاص کے ساتھ خالق کی رضا کے لئے خلق کی خدمت کا جذبہ ہو۔

فقر و تصوف علم وفن اور تمدن وسیاست زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمان اپنی غرض وغایت اور اصول ومبادی کو چھوڑ کر ہندی وعجمی ویونانی وافرنگی تصور حیات کی تقلید میں مصرودف ہو گئے اور اب تک مصروف ہیں اور اسی کی

رونق کو اپنے کا شانہ کی عظمت جانتے ہیں، فقرو تصوف میں ہندی ویونانی تصورات جوگ واستشراق کی تقلید ہے، علم وفن میں عجمی ویونانی مذاق کی پیروی ہے، تمدن وسیاست میں ایرانی و رومی رنگی کی آمیزش ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ وہ دین جو قیصریت وکسروانیت کے رنگ کو مٹانے آیا تھا اسی کے نام لیوا چالیس برس کے بعد خود ہی قیصریت وکسروایت کے رنگ میں آہستہ آہستہ ایسے رنگے گئے کہ اس کے امراء وحکام خلفاء راشدین کی نیابت کی جگہ قیصرو کسریٰ کی جانشینی پر فخر کرنے لگے، وہی تعیش، وہی سونے چاندی اور ریشم وحریر اور طاؤس و رباب کی زندگی مسلمان امراء وحکام کی زندگی کا مقصد بن گیا، بیت المال ان کا ذاتی خزانہ ہو گیا اور سلطنت ان کی موروثی ملکیت جاگیرداری اور زمینداری۔ اسلامی اصول کے بجائے قیصرو کسریٰ کے طرز کی پیروی جاری ہو گئی۔ یہ تو عہد گزشتہ کا حال تھا، عہد حال میں یورپ کے، تمدن اور سیاست کی نقالی ہماری اسلامی سلطنتوں کا فخر ہے، ہمارے دارالسلطنتوں کے سامنے پیرس کے خاکے ہیں، ہماری خواتین کے سامنے انگلستان وفرانس کی عریانی اور رنگینی اور بے حجابی ہے، ہمارے نوجوانوں کی نگاہوں میں رقص وسرود اور ظاہری پوشاک ووضع کی اور طرز ماند وبود میں فرنگی مابی زندگی کی کامیابی کا سب سے اعلیٰ تخیل ہے۔ غرض مسلمانوں کے دل ودماغ اور ذہن وتصور سے زندگی کی وہ غایت اور حیات کا وہ مقصد جو اسلام نے پیش کیا تھا یکسر مخفی اور پوشیدہ ہے۔

علم وفن پر غور کیجئے تو ہماری قدیم تعلیم اب تک یونان کی تقویم پارینہ کی پرستش میں اور تعلیم جدید یورپین ضلالت وگمراہی خیال کی عکاسی میں

معروف ہے، اور سوائے تقلید ونقالی کے کوئی مجتہدانہ تصور ہمارے سامنے نہیں ہے۔ ہمارے سامنے جب اعلیٰ تمدن اور اعلیٰ سلطنت داری کا تخیل آتا ہے تو یورپ کی ایک ایک سلطنت اپنی پوری ہوشربائی اور باطل آرائی کیساتھ ہمارے سامنے آجاتی ہے اور یہ حقیقت ہمارے سامنے سے گم ہو جاتی ہے کہ اسلام کا تصور سیاست اور تصور تمدن اور تصور علم وفن اپنا خاص ہے اور اسی کو دوبارہ پیدا کرنا اور دنیا کے سامنے لانا ہماری قومی وملی غرض وغایت ہے۔

سلوک اور فقرو تصوف جو درحقیقت اعلیٰ دین اور اعلیٰ اخلاق کا اصطلاحی نام تھا وہ ترک عمل اور چند رسوم ورواج کا مجموعہ ہو کر رہ گیا اور پیدائش سے لیکر موت تک کے تمام طرق حیات پر بدعات اور رسوم شرک وکفر کے تو بر تو پردے پڑے ہیں، جن کی بزرگوں کی متروکہ وراثت کے نام سے، ہم اب تک بقا کے درپے ہیں۔

ان حالات میں بڑی ضرورت تھی کہ اس اصلاح وتجدید کے خاکہ کو جس کو ایک مصلح وقت اپنی تصنیفات ورسائل میں سپرد کر گیا ہے اور جن پر زبان کی کہنگی اور طریق ادا کی قدامت کا پردہ پڑا ہے ان کو زمانہ موجودہ کے مذاق اور تقریر وتحریر کے نئے انداز کی روشنی میں اجاگر کیا جائے، سلسلہ تجدیدات واصلاحات کے نام سے چار جلدوں میں اسی خدمت کو انجام دیا گیا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ اس وقت دنیا اور ہندوستان وپاکستان رفتار سفر کے جس موڑ پر ہے ضرورت تھی کہ عین اسوقت یہ فرض انجام پاتا سو بحمد اللہ تعالیٰ کہ وہ عین وقت پر ایک سعادتمند قلم سے

انجام پا رہا ہے۔ یہ کتابیں مسلمانوں کی حقیقی اصلاح وترقی کے متعلق حرف اخیر کی حیثیت رکھتی ہیں، دل سربسجود ہے اور ہاتھ دعا کے لئے اٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دیں کہ وہ اس آئینہ میں اپنے خط وخال کو دیکھ کر اپنی شکل کو پہچانیں اور غلط اور گمراہ دنیا کے پیرو اور مقلد بننے کے بجائے دنیا کے امام اور پیشوا بنیں اور ایک نئے تمدن، نئے طرز حیات نئے مقصد زندگی اور نئے آئین سلطنت کی بنیاد ڈالیں۔

بیاتا گل بر افشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرح نو دراندازیم

اور اسوقت کی غمزدہ اور مصیبت سے بھری ہوئی امن کی جو یا اور سکینیت کی پیاسی دنیا کو امن وسلامتی کا پیغام دیں اور انفرادی واجتماعی زندگی کی تکمیل کریں جو دنیا وآخرت کی صلاح وفلاح کی کفیل ہو اور سیاست اور ملک داری کو حرص وہوا جھوٹ اور دغا اور مکرو فریب سے آزاد کریں۔

اگر غم لشکر انگیزد کہ خون عاشقاں ریزد
من و ساقی بہم سازیم و بنیادش بر اندازیم

اسلام نے بیانگ دہل بتایا ہے اور تاریخ نے اس کی تائید کی ہے کہ حکمرانی کے استحقاق کیلئے اخلاقی جوہر لازمی ہے، حب مال اور حب جاہ یہ دولبالب زہر کے پیالے ہیں جو شربت زلال کی شکل میں حکام اور لیڈران کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اگر کسی نے اسکی طمع میں آکر ان کو پی لیا تو نہ صرف ان

۱ یعنی جامع المجددین۔ تجدید تصوف وسلوک، تجدید تعلیم وتبلیغ اور تجدید سیاسیات وقومیات

کی بلکہ پوری ملت کی موت کا باعث بن جاتے ہیں، اس لئے وہ حکومت صالحہ جس کی دعوت اسلام کا آئین دیتا ہے وہ ایثار واخلاص اور خدمت خلق کے ملی جذبات سے تعمیر پاتی ہے لیکن ان جذبات کی آفرینش اور مال و جاہ کی محبت سے قلوب کی حفاظت اس تقویٰ کے بغیر ممکن ہی نہیں جو قرآن سے ہدایت یابی کی پہلی شرط ہے ھدی للمتقین، بے انصافی، کینہ پروری، رشوت خوری، پرمٹ فروشی، دوست نوازی، بلیک مارکیٹنگ جن کی بدولت ہندوستان وپاکستان کی بنیادیں ہل رہی ہیں، وہ حاکموں اور عہدہ داروں اور وزیروں اور سوداگروں اور تاجروں اور زمینداروں اور کسانوں کی انہیں اوصاف عالیہ سے خالی اور محروم ہونے کے سبب سے ہیں اور اس کا اصل سرچشمہ اس خشیت الٰہی اور جزائے "یوم الدین" سے بیگانگی ہے جس سی قلوب تزکیہ وتصفیہ کے آب صافی سے پاک وصاف ہوتے ہیں۔

اجتماعی کاموں کو چھوڑ کر انفرادی کام بھی تزکیہ قلب اور تصفیہ اخلاق کے بغیر فوز حقیقی سے محروم رہتے ہیں، افراد کے قلوب جب تک عناد وحسد بغض وکینہ عجب وغرور، ریا ونمائش سے خالی اور اخلاص وایثار ،توکل واعتماد علی اللہ اور صبر وثبات سے معمور نہیں ہوتے، دنیا میں کامیابی سے اور آخرت میں اجر و ثواب سے ہمکنار نہیں ہوتے اور یہ ایسے اصول ہیں جو ایک طرف اصول وتعلیمات دین اور دوسری طرف اجتماعی وانفرادی مبادی نفسیات سے ثابت اور موید ہیں۔

شخصی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی اس کے کاموں کی غایت رضائے الہٰی اور احکام الہٰی کی تعمیل اور اعلاء کلمہ اللہ کے بلند تخیل کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں ہو سکتی۔ غیر فانی ملت کا مقصد حیات ایسے ہی غیر فانی مقاصد ہو سکتے ہیں ورنہ محض دنیاوی فوزوفلاح، یعنی دولت و حشمت، عیش کی زندگی اور اسباب راحت کی فراوانی اور بلند محلات اور حرم و حشم کی کثرت تو وہ پست و مبتذل مقاصد ہیں جو زندگی کا فریب اور حیات انسانی کا سراب ہیں۔

ذالک بان اللہ ھو الحق وان مایدعون من دونہ الباطل (—) کل شیٔ ان ما خلا اللہ باطل۔

اسلامی تصوف

(ڈاکٹر نکلسن، پروفیسر کیمبرج کا خطبہ)

یورپ میں مستشرقین (اورینٹلسٹ) کا علوم مشرقیہ کی طرف شوق و ذوق تاریخ و ادب سے شروع ہو کر، اب ہمارے دینی اور روحانی علوم تک پہنچ چکا ہے، فرانس میں پروفیسر مسنیان اور انگلستان میں ڈاکٹر نکلسن دو ایسے مستشرق ہیں جنہوں نے اپنے مطالعے کا موضوع اسلامی تصوف کو قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر نکلسن نے اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی اور شائع کی ہیں. اکابر صوفیہ کے احوال اور صوفیائے سخنور کے کلام کو بھی انہوں نے یورپ میں روشناس کیا. مثنوی معنوی کے فیض واثر کو وہ اب مغربی دنیا کے حلقہ تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہیں. انہوں نے اپنی عمر کے پورے تیس ۳۰ برس اس موضوع پر صرف کئے ہیں.

ڈاکٹر صاحب نے ابھی حال میں (۲۵ فروری ۱۹۲۳ء کو) مسلم ایسوسی ایشن کیمبرج میں اسلامی تصوف پر اپنا ایک مضمون پڑھ کر سنایا تھا، جس کو ہمارے دوست معین الدین صاحب انصاری نے ڈاکٹر صاحب کی اجازت سے معارف میں اشاعت کی غرض سے بھیجا ہے اور جو آج مقالات کے زیر عنوان شائع ہو رہا ہے.

ہم مسلمان ڈاکٹر صاحب کے اس خیال کے ممنون ہیں کہ اسلامی تصوف دوسرے مذاہب کا سرقہ نہیں جیسا کہ عام طور پر ناآشنائے تحقیق علمائے یورپ کا بیان ہے بلکہ وہ اس کو اسلام کی ذاتی ملکیت سمجھتے ہیں اور اسکا

ماخذ وہ قرآن و حدیث کو خیال کرتے ہیں لیکن اتنا مانتے ہیں کہ بعد کو اس اسلامی تصوف میں دوسرے مذاہب کے تصوف کے بھی کچھ اجزاء شامل ہو گئے ہیں۔ یہ خیال صحیح ہے لیکن افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس نظریہ کے اثبات کے لئے پورے مواد کو استعمال نہیں کیا، بانی تصوف علمائے اسلام کی کتابیں مثلاً امام قشیریؒ کا رسالہ قشیریہ، ابو طالب مکیؒ کی قوت القلوب، امام غزالیؒ کی احیاء العلوم، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی غنیۃ الطالبین، شیخ سہروردیؒ کی فتوح الغیب، شیخ ابونصر سراجؒ کی کتاب اللمع، شیخ احمد سرہندیؒ کی مکتوبات وغیرہ کتابوں کا ایک ایک حرف اس نظریہ کے اثبات کے لئے دلیل و برہان ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں بذیل باب الاحسان اس باب میں جو کچھ لکھا ہے، وہ مطالعہ کے لائق ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس خطبہ میں کسی قدر اوس مشہور غلطی کا ارتکاب کیا ہے، جو علمائے کلام و فلسفہ سے زیادہ عیسائی مشنریز کا پھیلایا ہوا ہے کہ اسلام کا خدا پیار اور محبت کے جذبہ سے معرا، ایک قاہر و جابر ہولناک خدا ہے۔ اسلامی تصوف اور مسیحیت کے باہمی قرب کی نسبت ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ بہت کچھ قابل تنقید ہے۔ بعض آیات و احادیث کی صوفیانہ تشریح پر بھی ہمیں اعتراض ہے، ان کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کی چند اور باتیں بھی مسلمانوں کو کھٹکیں گی۔ لیکن یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ بالآخر عقیدۃً مسلمان نہیں ہیں، مسلمانوں کو تو بااین ہمہ اس امر کے لئے ان کا مشکور ہونا چاہیئے کہ وہ ان کے اسلاف کے کارناموں کو مغرب میں منظر عام پر لارہے ہیں اور اسلام کی روح کی تصویر کشی (روح کی تصویر کشی اگر ممکن ہو تو) وہ ان ممالک میں کررہے ہیں جن کو مادیت کے مزاج طبعی کی سیر سے ہنوز فرصت نہیں۔

تصوف اسلام

مصنفہ مولوی عبدالماجد صاحب بی۔ اے

تبصرہ از حضرت سید الملۃ علامہ سید سلیمان ندویؒ

(مئی ۱۹۲۵ معارف نمبر ۵ جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۱)

دنیا میں فلسفہ کی غایت انہماک و تحقیق و غور کے دو ہی نتیجے نکلتے ہیں، یا عقل انسانی، خود سر اور بیباک ہو کر الحاد کے جاہلانہ تکبر میں گرفتار ہو جاتی ہے اور یا اپنی عاجزی درماندگی اور اسرار عالم کی پیچیدگیوں کے حل کرنے میں اپنے ناخن فکر کو بیکار سمجھ کر مقام حیرت میں آجاتی ہے۔ اس دوسری منزل کی سرحد تصوف سے آکر مل جاتی ہے۔ علمائے اسلام میں بھی متعدد ایسے اشخاص کا حال ہمیں معلوم ہے جو انہی منزلوں سے ہو کر صراط مستقیم تک پہنچے ہیں۔ مولانا رومیؒ کا قال سے حال اور ظاہر سے باطن کی طرف جانا ان کی مثنوی کے صفحہ صفحہ سے نمایاں اور ان کے تاریخ زندگی سے ثابت ہے۔ امام غزالی نے تفلسف سے تصوف تک جس طرح منزل بہ منزل راستہ طے کیا اس کا حال انہوں نے خود اپنے رسائل میں لکھا ہے۔

ہمارے عزیز ترین دوست جناب مولوی عبدالماجد صاحب بی اے نے جن کا لقب پہلے فلسفی تھا اور اب "صوفی" ہے اور بقول خواجہ حسن نظامی صاحب دونوں ملا کر "فلسفی شاہ" ہے وہ بھی ان ہی منزلوں سے گزر کر مجاز سے حقیقت کی طرف آئے ہیں۔ فلسفہ کا شوق، پھر تفلسف، پھر انکار، پھر تذبذب، پھر لاادریت، پھر عام صوفیانہ لٹریچر کا شوق، پھر قرآن پاک اور بالآخر احادیث کے مطالعہ سے سعی اور صحیح اسلامی تصوف کی تلاش کی منزلیں یکے بعد دیگرے

ان کے سامنے گزری ہیں اور اب شاید وہ زمانہ قریب آنے والا ہے۔ جب ہم انھیں محدث صوفی کے نام سے یاد کریں اور اس وقتُ شاید خواجہ صاحب کو ان کے دوبارہ دوسرے سرے کے "بدمذہب" ہونے کا ماتم کرنا پڑیگا اور ہم خوش ہو کر کہیں گے

آمد آں یارے کہ ما می خواستیم

مولوی عبدالماجد صاحب کی عربی استعداد ابتداً کچھ زیادہ نہ تھی مگر اس علمی اور فکری "سیر انفس و آفاق" میں انہوں نے اس درجہ ترقی کر لی کہ "وہ جمیعتہ العلماء کے رکن باقاعدہ تو بنائے ہی جا چکے ہیں، اب علماء کی جماعت کے بھی وہ بے تکلف رکن ہو سکتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور اس لئے زیر تبصرہ عربی کتابوں کے سمجھنے میں انہیں کوئی دقت پیش نہیں آئی ہے۔

مولوی صاحب نے جن اسلامی صوفیانہ کتابوں کا مطالعہ کیا، ان پر وقتاً فوقتاً وہ تبصرہ بھی لکھتے رہتے تھے جن میں سے بعض اردو رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور انہی تبصروں کا مجموعہ "تصوف اسلام" ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے چوتھی صدی سے لیکر نویں صدی تک کے ان اکابر صوفیہ کی صوفیانہ تصانیف پر تبصرہ کیا ہے، جو تعلیم تصوف کے درس نصاب کے ضروری اجزاء ہیں۔ یہ تمام تبصرے ایک ایک مستقل باب یا تاریخ تصوف کے ایک ایک دور کی حیثیت رکھتے ہیں اور اسی لئے وہ تاریخی ترتیب کے ساتھ مرتب کئے گئے ہیں۔

اس طرح وہ حسب ذیل ابواب پر منقسم ہیں

باب اول	کتاب اللمع	شیخ ابو نصر سراج	۳۷۰ھ
باب دوم	کشف المحجوب	شیخ علی عثمان ہجویری	۴۶۵ھ
باب سوم	رسالۂ قشیریہ	استاد ابو القاسم قشیری	۵۶۵ھ

باب چہارم فتوح الغیب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۵۶۱ھ
باب پنجم عوارف المعارف شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ۶۳۲ھ
باب ششم منطق الطیر شیخ عطارؒ ۶۲۷ھ
باب ہفتم لوائح مولانا جامیؒ ۸۹۸ھ

ہر باب میں پہلے زیر تبصرہ کتاب اور اس کے مصنف کے نام کی تھوڑی تقریب ہے، اس کے بعد مصنف کے جلی عنوان کے نیچے، ان بزرگ کے حالات و سوانح ہیں، پھر تصنیف کے زیر عنوان اس کتاب کے وسیع مباحث اس کے مضمون کی تشریح، اور اس کے ابواب اور فصول کی تفصیل ہے۔ ان کتابوں کے مصنف اپنے اپنے عہد کے مشہور شیخ اور فن تصوف کے مستند ترین معلم اور امام ہیں، اس لئے ان کتابوں میں تصوف کی جس طرح تشریح کی گئی ہے اور جن حقائق کو سپرد قلم کیا گیا ہے، اور تصوف کے جن مقامات و منازل کو انہوں نے بتایا ہے ان کو نہایت بسط کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ ان تفصیلات سے یہ چیز آئینہ ہو جاتی ہے کہ خواص کے نزدیک اصل تصوف کیا ہے۔ اس کے ضروری اجزاء کیا ہیں، اور اس کی تعلیمات کیا ہیں، ان کتابوں کی تاریخی ترتیب کی بنا پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر قرن میں اور ہر دور میں تصوف کے حقائق، تعلیمات وسائل میں کیا تغیرات پیدا ہوتے رہے۔ مولوی صاحب نے اکثر ان مضامین کی تفصیل کرتے ہوئے کتاب کے اصلی عربی اور فارسی عبارتیں مع ترجمہ نقل کی ہیں اس بات کے لئے یقیناً بڑا حوصلہ درکار ہے کہ کسی سمندر میں غوطہ لگا کر موتی الگ نکال لائیں، اور چمکتی ہوئی سیپ کو الگ کر دیں، ہمارے فاضل دوست نے اپنے اس سلیقہ کا اس باب میں نہایت عمدہ ثبوت دیا ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب نے اسلامی تصوف کو نہایت خوبی سے نمایاں کیا ہے

آج کل جب تصوف ایک قوم کا صرف فلسفہ، اور نظریہ، اور چند الفاظ کے گورکھ دھندے کا نام رکھ لیا گیا ہے اس کو شاعرانہ تخیل اور قصص و حکایات کے ذریعہ سے صرف زبان و قلم کی لذت کا سامان کر دیا گیا ہے اور یہ سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے کہ یہ حقیقت باطنی ہے اور شریعت ظاہری اور چیز ہے۔ ان کتابوں کے مطالب کی روشنی میں معلوم ہوگا کہ تصوف سرتاپا عمل ہے اور قلب و روح کے علم و عمل اور مغز شریعت کی اصل تعلیم و تعمیل ہے، اس طرح یہ کتاب موجودہ صوفیانہ ادبیات کے اندر تجدید و اصلاح کی ایک کامیاب کوشش ہے۔ اور یہ کھل جاتا ہے کہ ان بزرگان دین کے ناموں سے جو کچھ کہا جاتا ہے اور جو کچھ حقیقت میں وہ کہتے ہیں ان میں کتنا فرق ہے"

ان مصنفین میں سے ہر بزرگ اپنے اپنے مرتبہ کے لحاظ سے اولیائے کاملین میں داخل ہیں۔ ان میں سے متعدد بزرگ تصوف کے متعدد خانوادوں اور طریق تعلیم کی بانی ہیں اور عوام و خواص میں ان کی ذات کے ساتھ یکساں عقیدت قائم ہے لیکن جب ان بزرگوں کے حالات کبھی لکھے، یا زبانی محفلوں میں بیان کئے جاتے ہیں تو ان کی بزرگی کے ثبوت میں صرف دور از کار قصص، اور نامعتبر کرامتوں کو جگہ دی جاتی ہے۔ اس کے مقابلے میں "تصوف اسلام" کے فاضل مصنف نے صرف ان کے معتبر سوانح، اور عالمانہ حالات، اور ان کی تعلیمات و کیفیات روحانی کو ان کی بزرگی کے دلائل و شواہد میں پیش کیا ہے اور اس سے یقین آجاتا ہے کہ تصوف اسلام کا حقیقی سرچشمہ یقیناً کتاب الٰہی اور سنت نبوی ہے اور یہی اس کی صداقت کے اصلی معیار ہیں۔ رسالہ قشیریہ کے تبصرہ میں فاضل مصنف لکھتے ہیں:۔

"جب ان نام نہاد صوفیہ کی اخلاقی پستی حد سے گزر گئی،

عبادت و طاعات میں انہماک کے بجائے، ان کے ساتھ استخفاف شروع ہوگیا، شریعت کے اتباع کے بجائے اس کی خلاف ورزی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھنے لگے، اور روحانیت سے کوئی واسطہ نہ رہا، اور سرتاسر نفسانیت غالب آگئی تو مخالفین کو حقیقت پر اعتراض کے مواقع کثرت سے ملنے لگے، ایسی حالت میں مصنف کو ضروری معلوم ہوا کہ اس جماعت کی خدمت میں ایک رسالہ پیش کیا جائے جس میں صوفیہ، صوفیہ کے حالات کا بیان، اور ان کے اخلاق، عبادات، عقائد و معاملات وغیرہ کا ذکر ہو"

پانچویں صدی میں رسالہ قشیریہ کی تصنیف کی نسبت جن اسباب، مصالح اور ضرورت کا ذکر اس عبارت میں کیا گیا ہے۔ بعینہ آج چودھویں صدی میں اس "تصوف اسلام" کی تصنیف کی غرض و غایت کہی جا سکتی ہے۔

ان بزرگوں کے احوال و سوانح کی تفصیل میں مصنف نے عموماً صوفیانہ تذکروں کو اپنا اصل ماخذ بنایا ہے۔ اسی کی ساتھ ان کی تصنیفات کے اندر خود ان کے حالات و سوانح کے جو اجزاء ہاتھ آئے ہیں، ان کو بھی نہایت کوشش سے یکجا کر دیا ہے یقیناً یہ ان کے خود نوشت واقعات ان کے احوال زندگی کے متعلق معتبر ترین سند ہیں، لیکن ماخذوں سے ہٹ کر ان بزرگوں کے متعلق علماء و اکابر کے سیر رجال اور طبقات میں بھی بہت سے حالات مل سکتے تھے، خصوصاً استاد ابوالقاسم قشیریؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق تو واقعات کا بڑا انبار ہے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مصنف کا اصل منشاء ان بزرگوں کے واقعات و سوانح کا فراہم کرنا نہ تھا، یہ ضمنی بحث

تھی، اس لئے ان کی طرف زیادہ اعتناء نہ کی، تاہم اس ضمن میں استاد قشیری کے حال میں مصنف کا یہ لکھنا کہ "تذکروں میں (ان کے) حالات بہت مختصر ملتے ہیں" حقیقت سے دور ہے۔ طبقات شافعیہ... اور ابن خلکان میں مفصل حالات ہیں، خصوصاً ملک شاہ سلجوقی کے عہد میں اشاعرہ کے خلاف جو فتنہ اٹھا تھا، اور سلطنت نے ایک نافہم وزیر کے اشارہ سے جس طرح اس فرقہ اہل سنت کا استحصال کرنا چاہا تھا، اور امام قشیری نے جس طرح پرزور سلطنت کا علی الاعلان مقابلہ کیا اور تمام دنیائے اسلام میں اپنی صدائے حق سے زلزلہ پیدا کردیا اور جس طرح بالآخر سلطنت سلجوقی کے وسیع حدود کو خیرباد کہا، اور پھر بالآخر نظام الملک نے وزیر ہو کر جس طرح اس فتنہ کو دور کیا، امام کے اس جہاد عظیم کی طرف مختصر اشارہ بھی ضروری تھا، بغداد اور مدرسہ نظامیہ میں ان کے وعظ کی محفلوں کے پر اثر حالات کی تصویر کشی بھی مناسب تھی، اسی طرح شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ کے عالمانہ حالات، ان کی تدریس کی کیفیت، اور جامعہ نظامیہ کی صدارت، اور ان کے عہد میں مدرسہ نظامیہ میں کسی درسگاہ کی تاریخ میں پہلی "اسٹرائک" دلچسپ واقعات تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مواعظ کی پر تاثیر محفلوں کے بیان میں بھی بڑی کیفیت آتی، مولانا جامیؒ کے حالات شعراء کے تذکروں سے نہیں لئے، شاید اختصار مد نظر رکھ کر ایسا کیا ہے، تاکہ اصل مقصد سے دور نہ ہو جائیں۔

ہم نے آغاز میں ہر کتاب کا سال تصنیف بھی لکھ دیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوگا کہ اس کتاب کا تعلق کس صدی سے ہے، یہ کس صدی کے تصوف کی تشریح ہے۔ ان سات کتابوں میں سے پانچ کتابیں تاریخ وار ایک ایک صدی کے بعد تقریباً لکھی گئی ہیں، چھٹی اور ساتویں صدی کی دو دو کتابیں لی گئی ہیں۔

اور اس کے بعد شیخ عطارؒ (۶۲۷ھ) اور مولانا جامیؒ (۸۹۸ھ) کے بعد ایک صدی یعنی آٹھویں صدی کا بڑا طغرہ رہ گیا ہے۔ اور گویا اس طرح ساتویں صدی کے آخر اور آٹھویں صدی کے آغاز و وسط کا حال نظر انداز ہوگیا ہے۔ اس موقع پر مولانا رومیؒ (۶۷۲ھ) کی مثنوی پر مختصر گفتگو بھی نہ ہوئی تعجب انگیز ہے۔ شاید مصنف نے اس لئے ان سے تعرض نہ کیا کہ ان کو چھیڑنا ایک مستقل دفتر کا آغاز کرنا تھا لیکن بہر حال سلسلہ تصوف کی ایسی اہم کڑی کو بالکل چھوڑ دینا، اس کے سلسلہ کو نامربوط کر دینا ہے۔ اس کے بعد آٹھویں صدی کے لسان الحال کے طور پر کسی بزرگ کو ضرور لینا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ منصب اس موقع پر ہندوستان کے حصہ کے لحاظ سے شیخ نظام الدین اولیاء دہلویؒ (۷۲۵ھ) کے فوائد الفواد کو ملنا چاہیئے تھا یا شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ بہاری (...) کی مکتوبات کو اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی مکتوبات پر ہوتا، تو یہ کتاب دسویں صدی تک کے ہر دور اور ہر خانوادہ تصوف کی آئینہ بردار ہو جاتی۔ مصنف نے دیباچہ میں یقین دلایا ہے کہ اس وقت لمصالح جلدی ہے انشاء اللہ اس کتاب کے طبع ثانی میں اس کو اور مکمل کر دینگے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ اس طبع اول کو جلدی خرید کر اس بات کا موقع بہم پہونچائیں کہ اپنے فاضل دوست کو ان کے اس وعدہ کے ایفا پر مجبور کر سکیں۔

حقیقت تصوف کا مکتشف اعظم

اور

فن حصول احسان و تقوی کا مجدد کامل

(از حضرت اقدس مکرم و محترم علامہ شاہ سید سلیمان ندوی نوراللہ مرقدہ)

پیش نظر اوراق میں ایک ایسی ہستی کا مرقع پیش کیا جارہا ہے جو اپنے وقت میں مجموعہ کمالات اور جامع انواع فضائل تھی۔ حافظ قاری، مدرس، مفسر محدث، فقیہ، واعظ، صوفی، متکلم، مناظر، ناظم، ناشر، ادیب اور خانقاہ نشین شیخ یہ سب کچھ تھی، لیکن اس نے سب سے بڑھ کر اپنے تمام فضائل وکمالات کو فن تصوف کی اصلاح و تکمیل میں صرف فرمادیا، اوران علوم وفنون میں سے ہر ایک پر عالمانہ اطلاع اور محققانہ عبور کے باوجود ان میں سے کسی کو اپنا تنہا اور مخصوص شغل نہیں بنایا، بلکہ اپنے تمام علوم وفنون وکمالات کو صرف اسی ایک فن شریف کی خدمت میں لگادیا، اس لئے یہ کہنا گویا صحیح ہے کہ اس کو تمام دوسرے علم و عملی کمالات دیئے ہی اسلئے گئے تھے کہ اس فن کی تجدید ہو جو دنیا میں کس مپرسی کی حالت میں اور ہندوستان میں بہ حالت غربت تھا، جس کی حقیقت پر تو برتو پردے پڑگئے تھے اور جس کی تابانی پر بدعات کی ظلمت غالب آگئی تھی، اور جو دکاندار صوفیوں کے ہاتھوں دنیاداری اور کسب معاش کے فنون میں سے ایک فن کی حیثیت میں آگیا تھا، اور جہاں اس کا وجود تھا بھی وہ یا محض چند فلسفیانہ خیالات کا مجموعہ ہو کر رہ گیا تھا یا اوراد و وظائف کے ایک نصاب کا۔ سلف صالح نے اس فن کے جوابواب و مسائل منقح کرکے لکھے تھے

وہ بالکل ہی فراموش ہو گئے تھے اور خصوصیت کے ساتھ سلوک کی حقیقت اور غایت بالکل ہی چھپ گئی تھی، اور جہاں کسی قدر اس کا نام ونشان تھا وہاں علم میں وحدۃ الوجود یا وحدۃ الشہود کی ناقابل افہام و تفہیم بلکہ ناقص تعبیر پر اور اعمال میں صرف ذکر وفکر و مراقبہ کے چند اصول پر پوری پوری قناعت تھی، بدعات نے دین کا نام اور رسوم نے سلوک وتصوف کی جگہ حاصل کر لی تھی، طریقت اور شریعت کو دو متقابل حریف ٹھہرا کر ان میں سے ایک کو گرانے کی کوشش کی جارہی تھی، عام صوفیوں کی زبانوں پر چند جاہلانہ فقرے اور چند بتدعانہ اصول واعمال رہ گئے تھے جن کو طریقت کا نام بخشا گیا تھا۔

صوفیانہ خانوادوں کی جہالت اور موروثی گدی نشینی کی متواتر رسم نے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اجتباء اور مقبولیت کو بھی ایک صنعت گری کا کارخانہ بنا رکھا تھا، خانقاہوں کا کام صرف اعراس وفاتحہ کا اہتمام اور سماع ورقص وقوالی کا انصرام رہ گیا تھا، مقررہ دنوں اور مہینوں میں کچھ لوگ جمع ہو کر فاتحہ خوانی کر لیں، مٹھائی کھالیں اور ایک جگہ بیٹھ کر کسی سازندہ کے ترانے پر ہو حق کر لیں، اور زیادہ بڑھیں تو وحدۃ الوجود کی آڑ پکڑ کر شوخی و بیباکی اور رندی کے اشعار ومضامین پڑھ لیں اور سردھن لیں۔ چند سینہ بسینہ راز تھے جن کو بے سمجھے بوجھے بار بار دہرایا جارہا تھا۔ تصحیح عقائد، تحسین عبادت، اتباع سنت، اصلاح اعمال اور ادائے حقوق عباد جو اصل دین اور صحیح سلوک تھا وہ ہر جگہ سے مٹ چکا تھا۔ علمائے ظاہر چونکہ باطن کے منکر تھے یا باطن سے ناآشنا تھے، اس لئے ان کی پندونصائح کی حیثیت صوفیوں میں تفہیم ناشناس سے زیادہ نہ تھی، اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ چونکہ طریقت کے اصل راز سے واقف نہیں اس لئے ان کی بات سننے کے قابل نہ تھی اور علمائے ظاہر چونکہ باطن سے منکر یا

ناآشنا تھے وہ ان دکاندار صوفیوں کو دیکھ کر اصل فن سلوک کو ضلالت اور گمراہی قرار دینے لگے تھے اور اسکے اصول و مسائل کو خلاف شریعت اور مخالف کتاب و سنت سمجھتے تھے۔

یہ ہنیں کہا جاتا کہ علمائے حق اور صوفیائے برحق کا مطلق وجود ہی نہ تھا، بے شبہ جا بجا صحیح و صالح بزرگوں کے سلسلے قائم تھے، کہیں کہیں ان کے فیوض و برکات بھی جاری اور انکی تعلیم و تربیت کی برکت بھی عیاں تھی۔ لیکن یہ جو کچھ تھا خواص کے لئے تھا، اور محدود حلقوں میں تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اشخاص کی تلقین وہدایت تو ہو رہی تھی، مگر تدوین فن، ترتیب اصول تحقیق مسائل تالیف رسائل، اصل سلوک کے مضامین کو کتاب و سنت کی اور سلف صالحین اور اولیاء کاملین کی تشریح و توضیح سے ملا کر دیکھنے کے کام کہیں ہنیں ہو رہے تھے، اور نہ خطب و مواعظ اور تحریر و تقریر کے ذریعہ عوام کے خیالات کی اصلاح کی کوشش کیجاری تھی، اور نہ رد شبہات رفع شکوک، رفع اوہام کیلئے کوئی سلسلہ تھا، اور نہ سالکین کی ظاہری و باطنی تربیت کی کوئی ایسی درسگاہ تھی جس میں راہ کی مشکلات کو علمی و فنی طریق سے بتایا اور سکھایا جاتا ہو، اور نہ کہیں کوئی ایسی مسند بچھی تھی جہاں شریعت و طریقت کے مسائل پہلو بہ پہلو بیان ہوتے ہوں، جہاں تفسیر و فقہ و حدیث کے ساتھ امراض قلب کے علاج کے نسخے بھی بتائے جاتے ہوں، جو کتاب و سنت میں موجود ہیں، جہاں ایک طرف قال اللہ و قال الرسول کا ترانہ بلند ہو اور دوسری طرف عبودیت و بندگی کے اسرار اور اتباع سنت کے رموز بھی سکھائے جاتے ہوں، جہاں جس قلم سے احکام فقہی کے فتاوے نکل رہے ہوں، اسی قلم سے سلوک و طریق کے مسائل بھی شائع ہو رہے ہوں، جس منبر سے نماز روزہ اور حج اور زکواۃ کے فقہی

مسائل واشگاف بیان کئے جارہے ہوں اسی منبر سے ان کی روحانی حقیقت اور ان کی قلبی اداکاری کے طریق بتائے جارہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں اس کام کے لئے حضرت حکیم الامت مجدد ملت (مرشدی ومولائی مولانا شاہ اشرف علی) علیہ الرحمۃ کا انتخاب فرمایا، اور وہ کام ان سے لیا گیا جو چند صدیوں سے معطل پڑا ہوا تھا۔

اس کے علاوہ زمانہ کا تقاضا تھا کہ اس کے مقتضیات نے جو نئی ضرورتیں پیدا کررکھی ہیں دین کی حفاظت کیلئے ان کا بندوبست بھی کردیا جائے، چنانچہ ایک طرف کلام پاک کی تفسیر کی جلدیں تیار ہوئیں، دوسری طرف احادیث نبویہ کے نئے مجموعے ترتیب پائے، تیسری طرف فقہ وفتاویٰ کا سرمایہ جمع ہوا، چوتھی طرف علم اسرار وحقائق کی تدوین ہوئی، پانچویں گوشہ میں تصوف کے اصول جمع کئے گئے جو ابتک جمع نہیں ہوئے تھے، ان میں ان کے ان احوال وکیفیات پر گفتگو کی گئی جن کے نہ سمجھنے سے بیسیوں قسم کی گمراہیاں راہ پاتی ہیں، ایک اور سمت میں مولانا روم کی مثنوی کے دفتر کھولے گئے جن کے سرد صدیوں سے حقائق ودقائق کے خزانے ہیں، عوام کی طرف توجہ کی گئی تو زندگی کی روح کا سراغ لگایا گیا ان کی شادی اور بیاہ کے مراسم کی تعلیم ترتیب کے اداب واصول مرتب فرمائے، مدرسین کے قواعد وضوابط کے نقشے بنائے، داد وستد اور خرید وفروخت اور معاملات کے دینی اصول سکھائے اور دین کی تعلیم میں شریعت کی وسعت دکھائی گئی جس میں مسلمان کی پوری زندگی ولادت سے موت تک سما گئی، عوام مسلمان رہروؤں کے لئے مواعظ کی سیکڑوں مشعلیں جا بجا روشن کی گئیں، اور بیسیوں شہروں میں پھر پھر کر ان کو غفلت کی نیند سے چونکایا گیا، علماء اور فقہاء اور محققین کیلئے بوادر ونوادر اور بدائع کے

سلسلے قائم کئے گئے ۔ مدت کی بند شدہ راہ جو ائمہ مجتہدین کی خطاؤں کے استدراک کیلئے رجوع عن الخطاء کی تھی وہ ترجیح الراجح کے نام سے کھولی گئی اور اپنی ہر غلطی وخطاء کا علی رؤس الاشہاد اعلان کیا گیا، تاکہ آئندہ مسلمانوں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنے۔ نو تعلیم مسلمانوں کے شکوک وشبہات کا جواب دیا گیا، باطل فرقوں کی تردید میں رسائل لکھے گئے، اخلاق واعمال اور حقوق عباد کی وہ اہلیت ظاہر کی گئی، اور ہزاروں مسلمانوں کو ان کی وہ تعلیم دی گئی جن کو مسلمان عوام کیا خواص بھی بھلا بیٹھے تھے۔ اصول وضوابط اور آداب کی وہ تہ فرمائی گئی جو دین سے تقریباً صدیوں سے خارج کیا جاچکا تھا۔

اور پھر اپنے بعد اپنی روش پر تعلیم وتربیت کے لئے ڈیڑھ سو کے قریب مجازین کو چھوڑا، جو ان کے بعد بھی ان کاموں میں مصروف ہیں۔ اس حلقہ فیض میں علماء بھی داخل ہوئے، تعلیم یافتہ بھی، عوام بھی، غرباء بھی، امراء بھی، بڑے بڑے عہدہ دار بھی، زمیندار بھی، تاجر اور سوداگر بھی، اور مفلس وقلاش بھی، اس سے اس دائرہ کی وسعت کا اندازہ اب بھی کیا جا سکتا ہے۔ مدارس پر غور کیجئے، دارالعلوم دیوبند بھی، مظاہرالعلوم سہارنپور بھی، دارالعلوم ندوہ بھی، یہاں تک کہ پہلا علی گڑھ کالج اور موجودہ مسلم یونیورسٹی بھی، اور وہ سینکڑوں مدارس جو ہندوستان میں جگہ جگہ پھیلے ہیں جغرافیائی حیثیت سے غور کیجئے تو سرحد سے لیکر بنگال، مدراس اور گجرات، بلکہ حجاز افریقہ اور ان تمام ملکوں تک جہاں جہاں ہندوستانی مسلمان پھیلے ہیں، اُنکے اثرات بھی ساتھ ساتھ پھیلے ہیں راقم کو ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں جانے کا اتفاق ہوا، مگر جہاں گیا یہ معلوم ہوا کہ وہ روشنی وہاں پہلے سے پہونچی ہوئی ہے، اور کوئی نہ کوئی اس روشنی سے بحمداللہ ضرور منور ہے۔

اس تعلیم و تربیت، تصنیف و تالیف، وعظ و تبلیغ کی بدولت عقائد حقہ کی تبلیغ ہوئی، مسائل صحیحہ کی اشاعت ہوئی، دینی تعلیم کا بندوبست ہوا، رسوم و بدعات کا قلع قمع ہوا، سنن نبویؐ کا احیاء ہوا، غافل چونکے، سوتے جاگے، بھولوں کو یاد آئی، بے تعلقوں کو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوا، رسول کی محبت سے سینے گرمائے، اور اللہ کی یاد سے دل روشن ہوئے۔ اور وہ فن جو جوہر سے خالی ہو چکا تھا، پھر سے شبلی، جنید اور بسطامی و جیلانی اور سہروردی و سرہندی بزرگوں کے خزانوں سے معمور ہو گیا رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور یہ وہ شان تجدید تھی، جو اس صدی میں مجدد وقت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مخصوص فرمائی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت سید الملۃ نور اللہ مرقدہ

کے مختلف مکتوبات اور تحریروں سے

سلوک کے متعلق اقتباسات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک جو جہانگیر کے عہد میں تھے ہندوستان میں یا خشک فقاہت یا تردامن مشرکانہ تصوف کا رواج تھا ہمایوں کے ایرانی داخلہ اور صفویہ کی محبت نے شیعیت کا رنگ پیدا کر دیا اکبر نے ہندویت کو آمیز کر دیا حضرت مجدد الف ثانی نے ان سب بدعات کا مقابلہ کیا۔

مجدد صاحب سے پہلے بعض اور مصلحین اکبر سے پہلے پیدا ہوئی جن میں مشہور نام سید محمد جونپوری مدعی مہدویت کا ہے اس سے بھی پہلے سلطان محمد تغلق کے سامنے بھی تصوف باطل کے انسداد کا مسئلہ تھا اس کے تعلقات ابن تیمیہ کے خلفاء وتلامذہ سے تھے ۔چونکہ اس کے نزدیک امام وقت کی اجازت کے بغیر کسی اسلامی بادشاہ کی حکومت جائز نہیں اور اس وقت امامت کا برائے نام سی مرکز مصر تھا جہاں ایک خلافت عباسیہ کا ڈھانچہ تھا۔ اس لیئے اس نے خلفائے عباسیہ مصر سے تعلقات قائم کئے ،سفراء گئے آئے ،خلعت اور ہدایا آئے اور اسی تقریب سے اس نے بعض مذہبی مراسم میں تغیر کیا۔

۲۔ وحدہ الوجود کی بحثیں تمامتر فلاسفہ وحکماء کی الٰہیات پر موشگافیاں ہیں یا یوں کہیئے کہ فلاسفہ کے الٰہیات کے مقابلہ کا علم کلام ہے ۔شیخ اکبر ،صدر قونوی، رومی، عراقی، جامی ، امام ربانی یعنی مجدد الف ثانی، افضل المحققین یعنی

شاہ ولی اللہ صاحب حسب اصطلاح صاحب طبقات ان سب کے الگ الگ آراء ہیں یا مختلف تعبیرات ہیں۔ صاحب طبقات نے ان سب پر تبصرہ کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ان سب میں صرف اصطلاح اور تعبیر کا فرق ہے حقیقت کا نہیں اور وہی عین شریعت ثابت بالکتاب والسنت بھی ہے چنانچہ طبقہ ۱۰ اور طبقہ ۲۰ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

صراط مستقیم میں امام شہید یا امیر شہید جس کو کہیئے وحدۃ وجود کو محض شدت عشق کا نتیجہ بتایا ہے یعنی شدت عشق واستغراق سے عاشق کو ایسا نظر آتا ہے جو واقعہ نہیں۔اس عشق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ فناء علم یعنی غیبت وعدم شعور ماسوائے محبوب حتیٰ کہ بنفس خود (صفحہ ۵)۔ اس کی تفصیل صفحہ ۱۲ میں ہے کہ جس طرح لوہا آگ میں لال ہو کر انا النار پکار اٹھے۔ لیکن وسط کتاب میں بدعات صوفیہ کے ضمن میں ہے:

واز جملہ بدعات ملاحدہ وجودیہ کہ در خواص وعوام اشتہار یافتہ وباقوال اکابر طریقت مشتبہ گردیدہ گفتگو ہائے توحید وجودی الحادی است کہ کہ بگمان اتحاد خود با خدا ازاں لذتیات نفسانی بر میدارند، بتسویل شیطانی ومکر نفوس خبیثہ بیان آں گفتگو را معارف وحقائق می پندار ندا الخ (صفحہ ۴۵)

۳۔ سلوک کے متعلق آپ نے بدعت وسنت کی جو بحث نکالی ہے یہ محض خشک مزاج اہل حدیث کا شیوہ ہے۔آپ ابن قیم، مجدد الف ثانی شاہ ولی اللہ، مولوی سید احمد بریلوی، شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ وغیرھم کو کیا کہیں گے کیا وہ بھی متبعین بدعت میں تھے؟ صراط مستقیم ہی کو غور سے پڑھ لیجئے۔

۴۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دونوں کارڈ ملے۔ آپ کے پر اثر خط نے مجھے

بھی متاثر کیا۔ مجھے پہلی دفعہ یہ محسوس ہوا کہ آپ کے قلب میں تاثر کی استعداد ہے۔ یہ معمولی چیز نہیں ہے بہت اہم ہے جس قلب سے یہ صلاحیت جاتی رہتی ہے اسی کی نسبت ہے بل طبع اللہ علی قلوبھم اور ختم اللہ علی قلوبھم کیونکہ آئندہ کی ترقی بلکہ ساری ترقی اسی تخم صالح کے نشوونما کا نتیجہ ہے عزیز من! عقل یہیں رہ جاتی ہے وہ ساتھ نہیں جاتی۔ جو چیز ساتھ جاتی ہے وہ صرف علم صحیح اور عمل صحیح ہے۔ آپ نے اپنی علالت اور ضعف پر جس بنا پر تحسر ظاہر کیا ہے یہ دوسری دولت آپ کے پاس ہے۔ تحسر کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو اس کے نہ ملنے یا اب تک نہ پاسکنے کا دلی افسوس ہے اور یہی دلی افسوس توبہ وانابت کا دروازہ ہے واتبع سبیل من اناب کی دعوت ہر ایک کے لئے عام ہے۔ آپ کے اس دوسرے خط نے مجھے بہت بامید بنا دیا۔ میں یہ سمجھ چکا تھا کہ وہابیوں کی خشکی آپ پر ایسی غالب آگئی ہے کہ عشق و محبت کی گنجائش آپ کے دل میں نہیں رہی ہے۔ الحمد للہ کہ میری یہ غلطی آپ کی نسبت آج جاتی رہی میرا ایک پرانا شعر ہے۔

اظہار کر کے عشق و محبت کے راز کو

پھر سے بنا دیا مجھے امیدوار آج

آپ کچھ نہ کیجئے صرف اس قدر کیجئے۔

یک دمے تو در کمین خود نشیں

کسی وقت کو مقرر کر کے الم یعلم بان اللہ یریٰ کے مضمون کو سوچا کیجئے۔ اسی تفکر کا اصطلاحی نام مراقبہ ہے۔ اس تصور کا اثر اعمال پر پڑے گا اور ہر عمل پر اس حیثیت سے عمل زور پکڑنے لگے گی کہ سب کچھ اس کے سامنے ہے

اب حق و باطل صحیح وہ غلط اور جائز و ناجائز پر غور کرنے کا رخ بدل جائے گا اور ہر عمل کے وقت دل کو ٹٹولنے لگیں گے کہ میرے اس عمل کا قلبی مقصد کیا ہے اس سے حسن نیت پیدا ہوگا اور حدیث شریف کی یہ حکمت کھل جائے گی الا ان فی الجسد المضغته اذا صلحت صلح الجسد کله واذ افسدت فسدالجسد کله کیا یہ بدعت ہے؟ غور کیجئے اور ہو سکے تو عمل کیجئے

۵۔ ابھی اتفاق سے مجموعہ احادیث نجدیہ نظر سے گزرا جس میں امام ابن حنبل کی کتاب الصلوٰۃ اور ابن قیم کی الوابل الصیب فی الکلم الطیب دو کتابیں بھی ہیں ان دو بزرگوں نے جو کچھ کہا ہے اس سے زیادہ تصوف حقیقی سے کچھ اور مراد نہیں ماگر کچھ رموز وارشادات ان کی تائید میں کسی نے کہہ دئے ہیں تو وہ حواشی ہیں۔ باقی شرکیات و بدعیات، تو ان کا ذکر ہی کیا۔ لیکن جس طرح مسلمانوں کو دیکھ کر اسلام پر آج حکم نہیں لگایا جا سکتا ایسے ہی بازاری دکان دار رنگے ہوئے صوفیوں کو دیکھ کر تصوف کو بدنام نہ کیجئے

۶۔ السلام علیکم۔ آپ کا لفافہ اور کارڈ ملا میں آپ کے کارڈ کے مضمون سے بہت خوش ہوا۔

آمداں یارے کہ ماہی خواستیم

یہی حقیقت تھی جو کئی سال سے میرے آپ کے درمیان ما عنہ البحث رہی۔ اللھم زدفزد، اللھم زدنی علماً قول رسول ہے۔ یہ کس علم کی زیادت کی دعا ہے؟

آپ کے سکون سے جو بستی دانشمنداں میں آپ کو حاصل ہوا آپ کی جسمانی وروحانی، ذہنی وقلبی دونوں سکونوں کے لئے موزوں و مناسب ہے بار بار اپنی

خوشی وراحت اوراپنے کسی خدمت پر اللہ تعالٰی کی حمد اور اس کو من جانب اللہ فضل محض بلا استحقاق جاننا ہی احسان کا زینہ ہے۔ اسکا رسمی نام تصوف ہے ولا مشاحۃ فی الا صطلاحات ۔ہم نے اب اس کانام طریق تقویٰ رکھنا چاہا ہے۔ اسلام ایمان اور احسان یا اتقاء تین ارتقائی منازل ہیں۔ اسلام اطاعت ہے ایمان اس اطاعت پر سکینیت اور طمانیت ہے اور اتقاء یا تقویٰ دل کی وہ کیفیت ہے جس سے امور زیر ایمان پر عمل بسہولت پر مداومت قائم ہو جائے وللہ الحمد

بے سود مناظرہ کو اضاعت وقت سمجھنا بڑی یافت ہے جس پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں ساتھ ہی علم کو صرف علم کی خاطر چاہنا قلبی جہل ہے خدا کا شکر ہے کہ آپ نے اس حقیقت کو پالیا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا ایک قول جس کو علامہ ابن عبدالبرؒ نے جامع میں نقل کیا ہے اس موقع پر پیش نظر رکھنا مفید ہوگا۔ فرمایا نحن لا نشتغل فیما لیس تحت علمنا گویا آج کل کے محاورہ کے مطابق ادب برائے ادب کا تصور ذہنی عیاشی ہے اور در اصل ادب برائے زندگی ہی حق ہے مگر کون سی زندگی وہ زندگی جو اسلام کا مطلوب ہو- الحیاۃ الدنیا والآخرۃ

۷۔ بڑی خوشی ہوئی کہ بات کی تہہ تک آپ پہنچ گئے۔ زاد کم اللہ تعالی علماً ومعرفۃً. لفظ تصوف کا احسان کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے جیسے حکمت کے ساتھ لفظ فلسفہ بول دیا جائے یا آج کل سائنس یا فلاسفی کہہ دیا جائے۔ بزرگوںؒ نے لفظ احسان کو ان معنوں میں رکھا ہے اور ٹھیک ہے کہ اس کا ورود حدیثوں میں ہے لیکن اب تو مجھے اس کے لئے تقویٰ اور ارتقاء کی

اصطلاح اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اس کا ورود قرآن پاک میں بکثرت ہے اور عبادات بلکہ تمام مامورات الٰہیہ کا مقصود اسی کیفیت کا حصول معلوم ہوتا ہے ولا یخفی ذلک علی من یتبع کتاب اللہ ، یا ایھا الناس اعبدو ربکم، لعلکم تتقون ، کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون حج و قربانی : ولکن ینالہ التقوی منکم تعظیم شعائر : ومن یعظم شعائر اللہ ، فانتھا من تقویٰ القلوب آغاز کتاب : ھدی للمتقین وغیرہ

اب ضرورت اس بات کی تھی کہ حصول تقویٰ ، حقیقت تقوی ، شرائط تقویٰ طریق حصول تقوی ، ازالۃ موانع تقوی ، تقوی فی الایمان باللہ واسمائہ وصفاتہ وانبیائہ وکتبہ وملائکتہ والیوم الاخر اور تقویٰ فی العبادات والمعاملات والاخلاق وکیفیات القلوب التی ھی الاخلاص فی الدین کو بھی عقائد وفقہ کی طرح مدون کر دیا جائے چنانچہ محدثین وصلحائے امت نے یہی کیا ہے امام ترمذی کی کتاب الزہد والرقاق پڑھیں ۔ امام احمد کی کتاب الزہد اگر نہ مل سکے تو کتاب الصلوۃ پڑھی جائے تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے سورہ واقعہ پڑھیئے اللہ تعالیٰ نے تین گروہوں کے نام لئے ہیں وکنتم ازواجاً ثلاثہ اس کی تفسیر آگے ہے اول مقربین اولئک ھم المقربون دوم اصحاب الیمین اور سوم اصحاب الشمال تیسرا گروہ اہل نار کا ہے دوسرا گروہ عامۃ مسلمین کا اور پہلا خواص امت کا

فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم واماں کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین، و اما ان کان من المکذبین الضالین فنزل من حمیم وتصلیۃ جحیم .

اہل فن عام مسلمانوں کی کیفیت کو ولایت عامہ اور مقربین کی ولایت کو ولایت خاصہ کہتے ہیں ۔ ولایت عامہ جو واللہ ولی المومنین (آل عمران) کا منشا ہے

ہر مسلمان کو حاصل ہے اور اس کا مفاد نجاۃ من النار اور دخول فی الجنتہ ولو بعد براءۃ من العذاب ہے اور ولایت خاصہ جو واللہ ولی المتقین (جاثیہ) کا منشا ہے ہر مسلمان کو حاصل ہے وہ بعد من النار بفضل اللہ دائماً اور دخول جنت فی الفور مع رضوان اللہ تعالی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اب معلوم ہوا کہ احسان کا درجہ ایمان سے اونچا ہے اور اس کے بے انتہا مدارج ہیں۔ مدارج قرب واقربیت کما لا یخفی جس طرح ایمان کا حصول شہادت پر مبنی ہے احسان کا قرب کمال ایمان وتقویٰ پر ہے اسی سے ان حدیثوں کے معنی مفہوم ہوں گے جن میں یہ آتا ہے لا یومن احدکم حتی یکون کذا اور ایمان کی ستر شاخیں ہیں الغرض ہمارے علمائے ظاہر نے صرف اس ایمان پر توجہ فرمائی ہے جو کفر کے بالمقابل ہے اور علمائے باطن نے اس کے بعد کی منزل کی رہبری کی اور درجات ومدارج قرب کی نشان دہی فرمائی۔

اب آپ کے تین شبہے ہیں ا۔ ذکر وشغل کے غیر ماثور طریقے ۲۔ بیعت کا رسمی طریقہ ۳۔ خوابوں پر اعتبار ۴۔ توسل بالذوات۔ اول کی نسبت عرض ہے کہ غیر ماثور طریقے ہرگز اختیار نہ کریں مگر ماثور وغیر ماثور کی تحقیق کر لیں اور بدعت شرعی کی حقیقت سمجھ لیں بیعت کا رسمی طریقہ غیر ضروری ہے یہ میں نہیں کہتا بلکہ ہمارے بزرگوں کا ارشاد ہے۔ خوابوں پر اعتبار مبشرات کی حد تک ہے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اور لھم البشری فی الحیاۃ الدنیا والاخرۃ کی تفسیر میں وارد ہے اس کے علاوہ خوابوں پر کوئی بھروسہ نہیں۔ ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرد فقہ وحدیث وکلام واسرار ورموز شریعت ہیں تصوف کی کتابوں میں ان کا پایہ ان کے دوسرے علوم کے مطابق نہیں ہے اس لئے ان سے نہ گھبرایئے اور نہ ان کی صوفیانہ کتابوں کی طرف توجہ کیجئے۔

بالکل صحیح آپ سمجھے کہ طلب رضا اور اپنے ہر عمل میں طلب رضا کا شعور پیدا ہونا یہی اس طریق کا حاصل ہے اور جب خدا اور بندہ کے درمیان یہ علاقہ استوار ہو جاتا ہے تو صوفیہ کی اصطلاح میں اس کو نسبت کہتے ہیں اور قران پاک کی زبان میں اس کی تعبیر یحبهم ویحبونه اور رضی الله عنهم ورضوا عنه کے لفظوں میں کی گئی ہے یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة ان ہی کے لئے نوید بشارت ہے۔

جزاک اللہ، خوب سمجھے نام ونمود کی خواہش جس کا شرعی نام ریا وسمعہ ہے یہ حقیقت عمل کی مبطل ہے الریا هو الشرک الخفی کیونکہ اعمال خیر کی حقیقت ابتغاء مرضاة الله ہے اور جب اس میں شرکت ارضائے مخلوق اور طلب شہرت کی ہوگی تو شرک فی القصد ہو گیا۔ اور اللہ تعالی کی نگاہ میں وہ کسراب بقیعة یحسبه الظمآن ماءً او کرماد اشتدت به الریح اس جذبہ ریاء وسمعہ کے قلع وقمع کے بغیر اخلاص فی الدین پیدا نہیں ہو سکتا اور مخلصین له الدین کے سعادتمند گروہ میں داخلہ ممنوع افرایت من اتخذ الهه هواه اسی ہویٰ کے روکنے کا نام صوفیوں کی زبان میں مجاہدہ ہے ونهی النفس عن الهوی کا اشارہ ادھر ہی ہے مجھے آپ کی زبان سے ان باتوں کو سن کر بڑی خوشی ہوئی

اور یہ کہنے کو جی چاہا:

آمد آن یارے کہ ما می خواستیم

زاد کم اللہ علماً، قل رب زدنی علماً

آپ کے ذاتی حالات اور ارادے معلوم نہیں۔ میری آرزو سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ ہیچدان اپنے مخصوصین و محبین کو دین کی طلب اور خدمت میں مصروف دیکھے۔ آپ نے جو باتیں لکھی ہیں ان سب سے فائدہ کی امید ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے رفقاء میرے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں مگر میں تو ہمیشہ پوچھنے والوں کو اگر وہ نئے تعلیم یافتوں میں ہیں اس میں شمول کی اجازت دیتا ہوں۔ اب ایک مدت سے کوئی رسالہ یا مضمون نہیں پڑھا اس لئے کسی کی نسبت کچھ رائے نہیں رکھتا یہاں تک کہ اپنے برا کہنے والوں کا مضمون بھی نہیں پڑھتا۔

بسم اللہ کیجئے اللہ تعالی آپ کے کاموں میں برکت دے یں تو اپنے کو عمر کی اخیر منزل میں سمجھتا ہوں ساٹھ سے جو اوپر ہوا ہے اس کی عمر کا پیالہ لبریز ہی سمجھئے۔ اگر کوئی تسکین کا سرمایہ ہے تو آپ جیسے چند محبین کا وجود ہے استاذ مرحوم نے اگر دو تین یادگاریں چھوڑیں جنہوں نے ان کے کاموں کو چلایا تو مجھ جیسے ننگ سلف کے بعد بھی کچھ خدام دین و ملت باقی رہیں کہ والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثواباً کا مژدہ تقویت روح کا باعث ہو سلف کی راہ سے سر مو تجاوز نہ ہو یہی اپنی وصیت ہے اور یہی زندگی کی آخری فرمائش۔

۸۔ میرا مقصود اخلاص اور شفقت کے سوا کچھ نہیں واہ واہ کا مزا بہت اٹھا چکا اور اب یہ رنگ دل سے اتر چکا اب تو آہ آہ کا دور ہے اور اپنی پچھلی تباہی

کا ماتم اور آئندہ کی فکر درپیش ہے۔ مغلوں سے پہلے کی تاریخیں صرف تین چار ہیں۔ طبقات فیروز شاہی وناصری، سراج عفیف اور ضیاء الدین برنی دو چھپی ہیں اور سیرت فیروز شاہی قلمی پٹنہ میں ہے مبارک شاہی بھی چھپی ہے اور حقی شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کی تاریخ قلمی ہے ان میں مذہبی حالات شاذ ہیں۔ مغلوں سے پہلے یہاں کے مسلمان ویسے ہی تھے جیسے خراسان وترکستان کے مسلمان۔ دانشمندان فقہ کی تقلید عام تھی اور صوفیہ میں زہدو عبادت وقناعت تھی۔ فلفسفیانہ تصوف پیدا نہیں ہوا تھا اس کا آغاز علاء الدولہ سمنانی سے ہوا ہے اور محی الدین ابن عربی کے خیالات پھیلنے لگے ہیں۔

مولانا محمد اشرف سلیمانی

ارمغان سلیمان پر ایک نظر

سید الملۃ علامہ سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہ کی جلالتِ شان، عظمتِ دینی، فضیلتِ علمی، رفعتِ عرفانی، گوناگوں فضائل و کمالات اور خدمات دینی و ملی سے کون ناواقف ہے۔ عصر حاضر میں جامعیتِ علوم میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک جامعہ علم، ایک دائرہ فضیلت، ایک مدرسہ فکر علم و عمل، فضائل و کمالات کا حیرت انگیز مجموعہ و نمونہ ے

یدل بمعن واحدٍ کل فاخرٍ وقد جمع الرحمٰن فیک المعانیا

اس قدر و منزلت کے باوجود کم لوگ جانتے ہوں گے۔ کہ اقلیم سخن بھی سید ذیجاہ کے دائرہ سیادت سے باہر نہ تھی۔

سخن سنجی کا ملکہ ممتاز و خداداد ہی تھا، سخن گوئی میں بھی بلند و نمایاں مقام رکھتے تھے اور اردو، عربی، فارسی تینوں میں اچھے اشعار کہہ لیتے تھے۔ مہارتِ فن میں ان کی مثال علماء کے طبقہ میں کم ملے گی، فنِ عروض پر عبور کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو گا۔ کہ شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ کی مثنوی "رموزِ بیخودی" جب منظرِ عالم پر آئی تو کئی مقامات پر حضرت سید صاحبؒ نے اصلاحی مشورے دیئے جسے اقبال مرحوم کی بلند کرداری نے خوش دلی سے قبول کیا۔

اس بارے میں اقبالؒ کے خطوط (اقبال نامہ ج ۱، ص ۸۴-۹۰) کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک خط میں ہے:

"آپ کا نوازش نامہ مل گیا ہے۔ جس کے لئے نہایت ممنون ہوں۔ مجھے اس سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ قوافی کے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا بالکل بجا ہے ......"

اسی طرح مولانا دریا بادی اپنی ایک غزل کی اصلاح کے متعلق لکھتے ہیں،

"سید صاحب کی یہ اصلاح بالکل صحیح اور استادانہ تھی۔" (مکتوبات سلیمانی ص ۹۱)

غرض شعر و سخن کی دنیا میں بھی سید صاحب کا خاص مقام تھا۔ زیر نظر کتاب حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ کلام کا نام ہے۔ جو ان کے مسترشد خاص مرید با اختصاص برادرم مولوی شاہ غلام محمد صاحب حیدر آبادی کو جو مل سکا۔ اور ان کی ترتیب و تہذیب تقریب اور تحشیہ کے ساتھ حسن طباعت سے اہل نظر اور مشتاقان سخن کے لئے نور دیدہ، دل بنا۔ فاضل مرتب حضرت الشیخؒ کے اجل مسترشد ہونے کے علاوہ علم و ادب کی بزم میں بھی مدت سے اپنے حسن ذوق کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ اس سے پیشتر حضرت سید صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی عرفانی زندگی پر "تذکرۂ سلیمانؒ" جیسی کتاب پیش کر چکے ہیں۔ اکابر کی تصنیفات کے مسودات کی کتابی ترتیب و پیشکش کی سعادت انہیں بار بار نصیب ہوئی ہے۔ اور اب تک مولانا گیلانیؒ کی "مقالات احسانی" و "تدوین حدیث" مولانا عبدالباری ندوی کی "اسلام کا نظام صلاح و اصلاح" وغیرہ کتابیں مرتب کر چکے ہیں، جو اہل علم کے حلقہ میں مصنفین کرام اور لائق مرتب

کے لئے داد و ستائش حاصل کر چکی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایتِ خاص ہے جس کا سبب ایک درویشِ باصفا کی نگاہِ فیض ہے۔

"ارمغانِ سلیمانؒ" اور اس کی تقریب مرتب کی اپنے شیخ سے محبت دلگن کا نشان اور ان کے مذاقِ سلیم، سخن فہمی و سخن سنجی پر شاہد ہے۔ مجموعہ حضرت سید صاحبؒ کے ادوارِ زندگی کی رعایت سے دو حصّوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ غزل الغزلات۔ ۲۔ دورِ اوّل کا کلام

غزل الغزلات حضرت الشیخؒ کے اس عارفانہ کلام کا نام ہے جو حکیم الامت مرشد تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ارادت کے بعد کہا گیا۔ حضرت سید صاحبؒ نے اس مجموعہ کا نام حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحیفۂ عہدِ عتیق کے نام کی رعایت و موزونیت سے "غزل الغزلات" خود تجویز فرمایا تھا۔ یہ حصہ ارمغان کے صفحہ ۶۶ تک پھیلا ہوا ہے۔ سید صاحبؒ اسے اپنی شاعری کا حاصل سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے۔

"میری شاعری[۱] حضرت والا مولانا تھانویؒ کے تعلق سے شروع ہوئی اور ان کے وصال پر ختم ہو گئی۔"

اس مجموعہ کے متعلق فرمایا: یہ میرا غزل نامہ نہیں بلکہ سفرنامہ ہے" یعنی شیخؒ کی سیر سلوک کی مختلف منازل کی وارداتِ قلبیہ اشعار کے پیرایہ میں موزوں ہو گئی۔ ارشاد فرماتے ہیں ؎

جو شعر بھی سپردِ قلم کر رہا ہوں میں ٭ سب وارداتِ عشق رقم کر رہا ہوں میں

---

[۱] عارفانہ و الہامی۔ م-۱۰

فیض ہے یہ کس ولیؒ وقت کا　　اب میرا جو شعر ہے الہام ہے

کلامِ سیّد کا یہ حصّہ ارمغانِ سلیمان کی معنوی حیثیت سے جان ہے اور اپنی عارفانہ و حکیمانہ حکمت و اہمیت اور عرفانی رموز و نکات کے لحاظ سے انتہائی عمیق اور وسعت معنیٰ کا حامل ہے۔ ارشاد ہے :

سمجھیں میرے کلام کو جو ہوشمند ہیں　　مستی مری یہ بادۂ انگور کی نہیں

شیخِ وقت سیدھے سادے لیکن سہل ممتنع اشعار میں معارفِ ربانیہ اور الہاماتِ الٰہیہ کو بیان کرتے جاتے ہیں جس سے شیخ محقق اور مرید صادق دونوں بقدرِ ظرف و استعداد استفادہ کرسکتے ہیں۔ طریق کے مختلف مقامات و احوال کی نشاندہی اور سالکین کی مشکلات کی گرہ کشائی بفضلہ تعالیٰ کچھ اس انداز سے ہوگئی ہے۔ کہ اس مجموعہ کا بغور بغرض استفادہ مطالعہ ہر ذی استعداد سالک کے لئے دلیلِ راہ اور روشنی کا مینار بن سکتا ہے ۔ مرتب کے حواشی بھی مسلکِ سلیمانیؒ کی محتاط ترجمانی کر رہے ہیں۔ اور مرتب کے ایجاز قلم کا کرشمہ اور بصیرتِ باطنی کی دلیل ہیں۔ گو شیخ کا پر حکمت و عمیق کلام مستقل شرح کا طالب ہے لیکن ارمغان کی پیشکش کا مقصد "متن کلام" ہے۔ نہ بیانِ ارمغان، اور اس میں ماشاء اللہ مرتب خوب کامیاب رہے ہیں۔

اِس جمالِ معنوی کے ساتھ کلام آرائشِ ظاہری و تزئین صوری سے بھی مالامال ہے۔ اور اس شعر کا مصداق ہے

بہارِ عالم حسنش دل و جاں تازہ میدارد
برنگ اصحابِ صورت را ببو ارباب معنیٰ را

فقیر کا مقام نہیں کہ سیدی الشیخؒ کے منتخب اشعار پیش کرے تاہم ناظر کو قدم قدم پر معنوی کمال اور صوری جمال کا مرقع نظر آئے گا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ انہیں کے دینے سے ملتا ہے جکو ملتا ہے
وہی نہ چاہیں تو کوشش کوئی ہزار کرے

دعائے ماثورہ اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذی الجد منك الجد کا مفہوم کس خوبی سے ادا ہو گیا ہے۔

۲۔ جو آج لذتِ دردِ نہاں کا جویا ہے ٭ وہ پہلے سوز سے سینہ تو داغدار کرے

غالب کا شعر

اک عمر چاہیئے کہ گوارا ہو نیشِ عشق
رکھی ہے آج لذتِ درد جگر کہاں

تو جس درجہ کا ہے ظاہر ہی ہے۔ لیکن سید صاحبؒ کا شعر بھی اپنے رنگ میں خوب ہے۔

۳۔ ذات کا ادراک محال اور مسالک کی دسترس سے وراء الورا ہے۔ تاہم ایک "نادیدہ تجلی" اسے ہر آن شاد کام رکھتی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں ؎

ادب سے دیکھ لیں مشتاق دور سے ان کو
مجال ہے جو انہیں کوئی ہمکنار کرے

پوری غزل[1] انتخاب ہے۔ اور حسن ادا کی خوبی برجستگی، معنوی عمق اور عارفانہ حقیقت کا اچھوتا نمونہ، ملاحظہ فرمائیے:

---

[1] اس غزل کا ایک شعر بعد میں غالباً تقریب خلافت کی مناسبت سے سید صاحب
(بقیہ حاشیہ دوسرے صفحہ پر)

سنا تو دے اسے افسانۂ غم ہجراں ؛ وہ اعتبار کرے یا نہ اعتبار کرے !
تیری نظر میں ہے تاثیر مستی صہبا !؛ تیری نگاہ جسے چاہے بادہ خوار کرے
چند اور شعر ملاحظہ فرمائیے :

اس کی دزدیدہ نگاہی کے نثار ؛ آج ہی آغاز کا انجام ہے
اب درِ پیر مغاں چھوٹے نہیں ؛ اس کی مٹی میں بھی کیفِ جام ہے

ہے "نہیں" بھی ربطِ پنہاں نیاز و نازِ عشق
لَنْ تَرَانِیْ امتحانِ شوق کا پیغام ہے

ایک منتخب غزل کے چند شعر درج کرتا ہوں۔

دلِ حریفِ نگہ یار کہاں سے لاؤں
جو نہ بےخود ہو وہ میخوار کہاں سے لاؤں

اف رے دریائے معاصی کی تلاطم خیزی
وہ سفینہ جو کرے پار کہاں سے لاؤں

فیضِ ساقی ہے بہ اندازۂ ظرفِ میخوار
دل حریفِ مئے بسیار کہاں سے لاؤں

قطرۂ اشک میں ہوں دل کے بھی ٹکڑے شامل
فطرتِ دیدۂ خوں بار کہاں سے لاؤں

بقیہ حاشیہ
نے حذف کر دیا تھا۔ مرتب نے بھی اتباعِ شیخ میں درج کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ حذف شدہ شعر پڑھیئے اور داد دیجئے ۔ پلا دے ساغرِ سرشار مجھ کو وہ ساقی
خزاں کو ایک اشارہ میں جو بہار کرے

کچھ اور اشعار اہل ذوق کی نشاطِ طبع اور ازدیادِ لطافت کیلئے پیش ہیں۔

دامن کو آنسوؤں سے جو نم کر رہا ہوں میں ٭ شرحِ غمِ فراق رقم کر رہا ہوں میں

دیوانگانِ عشق کو دے کر صلائے عام ٭ سب وارداتِ عشق رقم کر رہا ہوں میں

کہہ کہہ کے دلفریب دل آرا و دلنشین ٭ تردید قصہ ہائے ستم کر رہا ہوں میں

خدا جانے کہاں دل ہے کہاں پر اس کی منزل ہے
نہیں ملتا سراغِ دل، نہیں ملتا نشانِ دل

کوئی چوٹ ایسی لگ جائے الٰہی میرے سینہ میں
کہ فوارہ سا بن جائے یہ زخمِ خونچکانِ دل

اس تجلی گاہ کا ہر ناز ہیں ٭ کشتۂ انداز الا اللہ ہے

ہے اسی کی سانس انفاس حیات ٭ جو کوئی دمساز الا اللہ ہے

وجد میں جاں ہے تو اعضا رقص میں ٭ جام نے آواز الا اللہ ہے

چشمِ ساقی میں بھری کیا بادۂ پرجوش ہے
جس طرف آنکھ اٹھ گئی وہ مست ہے مدہوش ہے

حبذا پیرِ مغاں، دریا دل و دریا نوال
جمع ہیں میخوار، میخانہ میں نوشا نوش ہے

جان کی قیمت دیارِ عشق میں ہے کوئے دوست
اس نویدِ جانفزا سے سر وبالِ دوش ہے

ہر ضربِ تیشہ ساغرِ کیفِ وصالِ دوست ٭ فرہاد کی جو بات ہے مزدور کی نہیں

جب سے اے دل اپنے عیبوں پر نظر اپنی پڑی
اپنے دعوائے ہنر سے شرم سی آنے لگی

الاماں اے سوزشِ داغ فراق ∴ روزِ محشر تابشِ خورشید ہے
یاد آیا چشم ساقی کا کرم ∴ پھر چھلکتے جام کی امید ہے
مہر ہو یا قہر ہو جو کچھ بھی ہو ∴ ہر ادا محبوب کی محبوب ہے

میرے ہوش و خرد نے جمع جو خرمن کیا برسوں
لگا دے برقِ ایمن آگ تو اس میرے حاصل میں

عشق کا رہبر ولیلِ راہ جس دن سے بنا ∴ بن رہا ہے آپ ہی انکار دل اقرار دل
وہ چشم محبت تو جویائے محبت ہے ∴ دیکھے تو ذرا کیسے اس سے کوئی یارانہ
حاصل رہے کیفیت ہر وقت حضوری کی ∴ آ دل میں مرے چھپ جا اے صورت جانانہ

سما جا مرے دل میں ارمان ہو کر ∴ دوئی دور کر دے میری جان ہو کر
ستم بھی کرم ہے کہ شورِ محبت ∴ مزہ دے رہا ہے نمکدان ہو کر
جہاں کو معطر بنائے ہوئے ہیں ∴ وہ زلفِ معنبر پریشان ہو کر

اہل نظر جانتے ہیں۔ کہ اضاف شاعری میں سب سے مشکل صنف نعت گوئی ہے
"نعت گو" عشق نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ عظمت و ادب نبوی کا محرم
ہو اور نسبتِ محمدیہ سے فیض یاب اور شانِ رسالت سے حتی المقدور
شناسا ہو کہ ؏

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید این جا

اس کے اشعار سے دیگر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں موہم تنقیص نہ ہوں نہ ہی حریم توحید میں دراندازیا واہمہ شرک پیدا کرنے والے ہوں، اور ان نزاکتوں کی رعایت ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے

برکفِ جام شریعت برکفِ سندانِ عشق
ہر ہوس ناکے نداند جام و سندان باختن

اسی لئے عرفی نے نعت کے بارے میں ٹھیک کہا ہے سے

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ مبر دم تیغ است قدم را

یہی وجہ ہے۔ کہ ہر نعت گو کعب ابن مالکؓ یا بصیریؒ کی طرح " بردیمانی" کا مستحق نہیں۔ مزید برآں یہ بھی لازم ہے، کہ ان قیود کی رعایت ایسا پابند سلاسل نہ کردے کہ اس کا قافیہ ہی تنگ ہو جائے۔ بلکہ ان تمام نزاکتوں کا التزام مزید جولانیٔ طبع اور عروض و قواعد شاعری کی پابندیوں کے اہتمام کا باعث ہو۔

سیرت نگار نبویؐ (سید صاحب) سے زیادہ اس گل کدۂ جنت کی آبیاری کس کے بس کی بات تھی۔ اس پُرخار کوچہ سے کون صحیح و سالم نکل سکتا تھا۔ جو کہ کہا بُ غزل الغزلات میں کل چار نعتیں ہیں۔ ہر نعت اپنے رنگ میں عظمت و عشق نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دال اور عارفانہ اور حکیمانہ ـــــــ اور ان عارفانہ حدود کی رعایت نعت گوئی کا کمال ہے۔ ہر جگہ " ادب شریعت " جوشِ عشق " پر غالب ہے ؟ " قیود سخن گوئی " و آداب شاعری کی کامل پابندی کے ساتھ ہے۔ پُرشکوہ و منتخب الفاظ بے ساختگی کے سانچے میں ڈھلتے چلے

جاتے ہیں. ترکیب کی ندرت و برجستگی، بندش کی چستی، کلام کی روانی نے انجاز معانی و عمق و مطالب سے مل کر ان نعمتوں کو لفظ و معنیٰ کا حسین امتزاج بنا دیا ہے۔ پہلی نعت کے اشعار سے دل و دیدہ کو سکون بخشئے۔

نام محمدؐ صلی علیٰ نورِ مجسد صلی علیٰ ۔۔۔ خدِ مورد صل علیٰ قدِ ممد و صل علیٰ

رحمتِ عالم صلی علیٰ مفخرِ آدم صلی علیٰ ۔۔۔ مرسلِ اکرم صل علیٰ اسمک احمد صل علیٰ

چہرۂ انور شمسِ ضحیٰ زلفِ معنبر لیل سجیٰ ۔۔۔ قلب مطہر نور ہدیٰ، ذکر ممجد صل علیٰ

شاہد عالم شاہِ امم ہادیٔ اعظم شمع حرم ۔۔۔ صاحب لطف و جود و کرم حق سے مؤید صل علیٰ

شافع محشر نام ترا سب کی شفاعت کام ترا ۔۔۔ عرش معظم بام ترا خلق کا مقصد صل علیٰ

گوہر والا پاک نسب عنصر بالا پاک لقب ۔۔۔ بہتر و اعلیٰ خلق و ادب سرور و سید صل علیٰ

نسبت بیضا راہ تری جاہ خدا کی جاہ تری ۔۔۔ شافع عاصی جاہ تری رفرف مسند صل علیٰ

نورِ الٰہی نور ترا، غار حرا ہے طور ترا ۔۔۔ ہوش ہے بے خود مخمور ترا اے نور مجسد صل علیٰ

کوچہ جنت کوچے ترے خار و خس پھول تر ہے ۔۔۔ خاک قدم ہے میرے لئے سرمۂ اثمد صلی علیٰ

جی میں ہے عاشق سجدہ کرے تو نے جہاں ہے پاؤں دھرے
اور بشوق ذوق پڑھے محضرِ مرقد صلی علیٰ

موسیٰ عمراں مخبر مقدم، مژدۂ عیسیٰؑ شان ورود
دعوتِ ابراہیمؑ ترا باعثِ آمد صل علیٰ

سلہ : فقیر سے ارشاد فرمایا۔ مسجد نبویؐ میں محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آجکل جہاں پیشانی رکھی جاتی ہے۔ اس جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہوتے تھے کہ سجدہ کی جگہ پر اب دیوار چن دی گئی ہے

ان اشعار میں شانِ نبوت کا اظہار کس جوشِ بیان و حقائق و حقوق کی رعایت کے ساتھ ہو رہا ہے

آمد تری اے ابرِ کرم رونقِ عالم — تیرے ہی لئے گلشنِ ہستی یہ بنا ہے
فردوس و جہنم تری تخلیق سے قائم — یہ فرق بد و نیک ترے دم سے ہوا ہے
لے جائیگا رہرو کو وہ منزل سے بہت دور — جو جادہ سفر کا ترے جادہ کے سوا ہے

ادب نبوی کا اندازہ اس نعت سے کیجئے جو مدینہ منورہ میں القا ہوئی اور حرم نبوی میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش کی گئی۔ چند شعر پیش ہیں

پاکیزہ تر از عرش و سما، جنت و فردوس
آرام گہِ پاک رسولِ عربی ہے

آہستہ قدم نیچی نگہ پست صدا ہو — خوابیدہ یہاں روحِ رسولِ عربی ہے
اے زائرِ بیتِ نبوی یاد رہے یہ — بے قاعدہ یاں جنبشِ لب بے ادبی ہے

عشق و للہیت دیکھئے۔

'لولاک لما' عنوان ترا، فرمانِ خدا فرمان ترا
پیغامِ خدا فرمان ترا، ایمانِ خدا ایمان ترا
اے شاہِ مدینہ در پہ ترے ہیں آج بھکاری بن کے کھڑے
لائق تو نہیں احسان کے ہیں پھر بھی جو ملے احسان ترا
تیری محبت دین مرا اور دین ترا آئین مرا
ہر لفظ پہ تیرے یقین مرا عرفانِ خدا عرفان ترا

"مناجات سلیمانی" میں عبدیت و سوز و کرب ملاحظہ فرمائیے۔

صدق احساس کی دولت میرے مولیٰ دے دے

غم امروز بھلا دے، غم فردا دے دے

دھن کچھ ایسی ہو فراموش ہو اپنی ہستی

دل دیوانہ و سودائی و شیدا دے دے

اپنے میخانہ سے اور دستِ کرم سے اپنے

دونوں ہاتھوں میں مرے ساغر و مینا دیدے

دل بے تاب ملے، دیدۂ پرآب ملے

تپ آتش مجھے دیدے غم دریا دیدے

دردِ دل سینے میں رہ رہ کے ٹھہر جاتا ہے

جو نہ ٹھہرے مجھے وہ درد خدایا دے دے

—o—

ان کے کرم کے ہم نثار، ان کی عطا کا کیا شمار

دے دیا عاصیوں کو بار اپنے حریم ناز میں

دل کو نصیب ہو گداز، جاں کو عطا ہو سوز و ساز

ہے یہ دعا بصد نیاز درگہ بے نیاز میں

دل جو ملا سیاہ کار آنکھ عطا ہو اشکبار

دھوئے جو دل کو بار بار خلوتِ خاص راز میں

"غزل الغزلات" میں ایک استاذانہ فارسی غزل ہے جو معنویت و

وحقیقت کا جام لبریز اور صوری محاسن کا اعجاز ہے۔ آیاتِ قرآنیہ اشعار میں ایسے دمک رہی ہیں جیسے انگوٹھی میں نگینہ، اس قند پارسی کا لطف پوری غزل کے مطالعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔

غزل الغزلات کے آخر میں شاعر الحاد جناب جوش ملیح آبادی کی ایک ملحدانہ نظم کے جواب میں حضرت والا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ایک فی البدیہہ نظم ہے جو بیک وقت سید صاحبؒ کی غیرت و حمیتِ ایمانی، بصیرت باطنی، تاریخ پر نظر اور قادر الکلامی کا تابندہ گوہر ہے۔

'ارمغان سلیمان' کا دوسرا حصّہ (صفحہ ۷۶ تا صفحہ ۱۱۲) سید صاحب کے دور اوّل (یعنی حضرت تھانویؒ سے تعلق سے پہلے کے) اس کلام پر مشتمل ہے۔ جو فاضل مرتب (مولانا غلام محمد بی۔اے) کو دستیاب ہو سکا۔ جیسا کہ مرتب نے تصریح کردی ہے۔ کہ اس دور کا یہ پورا کلام نہیں۔ مرتب تقریب میں لکھتے ہیں

"دور اوّل کے ذخیرے کے متعلق یقین نہیں آتا کہ شعر و سخن کی گرم بازاری اور سخن سنجی کی جواں عمری کا حاصل صرف اتنا ہی ہوگا۔"

یہ ایک تاریخی المیہ اور دردناک حقیقت ہے کہ ناگزیر حالات نے سید صاحبؒ کے غیر مطبوعہ علمی و ادبی ورثہ کو ہند و پاک کے مختلف مقامات پر منتشر کر کے رکھ دیا ہے۔ اور یہ قیمتی قومی وراثت ہماری غفلتوں کی نذر ہو رہی ہے۔

ان نامساعدہ حالات میں فاضل مرتب کا اتنے کلام کو بھی جمع کر کے شائع کر دینا ان کی بلند ہمتی اور شیخ سے محبت و شغف کی دلیل ہے

سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دور اول کے اس کلام کا تعارف کرانے

سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے شاعرانہ ذہنی ارتقاء کے متعلق کچھ عرض کر دیا جائے۔

سید الملت قدس سرہٗ کا بچپن جس زمانہ و ماحول میں گذرا۔ اس وقت فضا شعر و سخن کی عطر بیزیوں سے مہک رہی تھی۔ مکاتب تک اس شمیم جانفزا سے معطر تھے۔ طلبہ کو مکتبی زندگی ہی میں باہمی بیت بازی سے شعر و سخن کا چسکا لگ جاتا تھا۔ جو رفتہ رفتہ بعض موزوں طبع اور ذہین حضرات کو شعر گوئی اور سخن سنجی تک پہنچا دیتا تھا۔ یہی مکتبی بیت بازی سید صاحبؒ میں بھی مذاق سخن پیدا کرنے کا سبب بنی اور بقول مولانا ابوظفر ندوی اس کا بڑا فائدہ یہ ہوا۔ کہ علامہ موصوف کو شاعری سے ایک خاص لگاؤ ہو گیا۔ اور ہزاروں اشعار ان کو زبانی یاد ہو گئے۔ اس سلسلہ میں علامہ نے ایک بیاض تیار کیا تھی۔ اس میں ہزاروں منتخب اشعار تھے۔ چونکہ بیت بازی میں حریف خود ساختہ اشعار بھی پیش کرتے تھے۔ اس لئے علامہ موصوف کو تقطیع کی طرف خاص توجہ کرنی پڑی جس سے ان کو فن عروض پر اس قدر عبور ہو گیا تھا۔ کہ علماء میں اس کی مثالیں کم ہوں گی۔" (معارف سلیمان ص ۴۹)

دیسنہ و دربھنگہ کی مکتبی زندگی کے بعد بچپن ہی میں پھلواری شریف تعلیم کے لئے جانا ہوا۔ پھلواری شریف میں شاہ محی الدین صاحبؒ کی صحبتوں اور شاعرانہ ذوق نے حضرت سید صاحبؒ کے مذاق سخن کو مزید جلا بخشی، ابتدائے جوانی میں لکھنؤ و ندوہ کے قیام اور استاذ شبلیؒ کے فیض نے اسے اور چمکایا اور مہارت فن اور شعر گوئی میں ملکۂ تام نصیب ہو گیا۔ سید صاحبؒ

خود ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"انگریزی کی بیسویں صدی کا پہلا سال تھا جب میری عمر ۱۶، ۱۷ سال کی ہو گی۔ کہ دار العلوم ندوہ لکھنؤ میں داخل ہوا۔ شعر و سخن کا چسکا مکتبی بیت بازی کے سبب سے پہلے سے تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب امیر و داغ کے زمزموں سے ہندوستان پر شور تھا۔ اور خاکسار کا میلان امیر مرحوم کی طرف تھا۔ اور ان کا دیوان مراۃ الغیب پیش نظر رہتا تھا۔"

اسی زمانہ کی شاعری کے متعلق مولوی ابوظفر ندوی لکھتے ہیں۔

" اوپر گذر چکا ہے۔ کہ ابتدائی تعلیم کے زمانہ میں علامہ ممدوح بیت بازی میں پیش پیش تھے۔ جس سے ان میں شاعری کا ذوق پیدا ہو گیا۔ جو لکھنؤ آکر اور تیز ہو گیا ـــــ لکھنؤ میں گذشتہ ادبی سرگرمیاں پوری طرح موجود تھیں ـــ مرثیہ کی مجلسیں اور مشاعرے بکثرت ہوتے تھے۔ علامہ موصوف ان مشاعروں میں اکثر شرکت کرتے، آخر خود بھی شعر کہنے لگے اور انہیں اپنے احباب کو سنا کر داد لیتے۔

علامہ موصوف نے ایک بیاض بھی تیار کی تھی۔ اس کی ایک جانب عربی اور دوسری جانب اردو اشعار تھے ـــــ ان کے اردو اشعار مجھے بہت یاد ہو گئے تھے۔ جو ان کے بیاض یا دیوان سے نقل کئے تھے۔

وہ اکثر مشاعروں میں شریک ہوتے تھے۔ اور اپنی غزل بھی سناتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مشاعرہ کی خبر شام کو ملی۔ رات کو مشاعرہ تھا۔ غزل

لے

کہنے کی کوشش کی اور صرف ایک شعر کہنے پائے تھے کہ احباب آگئے اور ان کے ساتھ چل پڑے ـــــ ان کی صورت، شکل اور لباس دیکھ کر شمع ان کے سامنے بھی آئی۔ پہلے تو بہت پریشان ہوئے۔ لیکن انتقالِ ذہن نے پریشانی سے بچا لیا، انہوں نے یہ معذرت کی کہ مجھے مشاعرہ کی مطلق خبر نہ تھی۔ ابھی احباب نے اطلاع دی فوراً اٹھا چلا آیا۔ البتہ ایک شعر ذہن میں آیا ہے وہ عرض کرتا ہوں ؎

سر سے قدم تلک ہے ردائے حیا پڑی
حاجت ہی کیا ہے، آپ کو صاحب نقاب کی

یہ شعر لکھنؤ کے رنگ کا تھا، خوب داد ملی۔

اُردو کے مسلمہ ادیب و ناقد مولانا عبدالماجد دریا بادی مدظلہ "معارف سلیمان نمبر" میں لکھتے ہیں

"ذکر دسمبر ۱۹۱۳ء کا ہے ـــــ دو شخص آس پاس لیٹے ہوئے وقت گذاری کے لئے شغل اردو شاعری سے کر رہے ہیں۔ امیر کو داغ سے ٹکرا رہے ہیں۔ ایک کو گرا دوسرے کو چڑھا رہے ہیں، یہ شعر پر شعر تابڑ توڑ سنانے والا ہے۔ سیدی ذی جاہ سلیمان ندوی ۵۳ء کا شیخ طریقت نہیں۔ ۱۳ء کا جوان عمر صاحب نظر و صاحب قلم، اور سُن سُن کر بلا بیت بازی مات کھا جانے والا ہے۔ ان سطور کا راقم اثم، پڑھا نہ لکھا نام محمد فاضل ـــــ سید صاحبؒ سے رسم و ربط ایک مدت سے قائم تھا۔ ان کے علم و فضل کا سکہ کئی سال سے دل پر بیٹھا ہوا !! یہ کیا خبر تھی کہ الندوہ کی ڈوبتی کشتی

کو مشعل لانے والا اور الہلال کو وقت کی ظلمتوں میں چمکانے والا، کلام امیرؔ کا حافظ نکلے گا۔ مرأۃ الغیب کا آئینہ بر ادم صنم خانہ عشق کا پرستار! یہ پہلی بار کھلا۔ کہ یہ حضرت با ایں زہد و تقویٰ اردو شعر و سخن کے رسیا ہیں اور اردو غزل و نشیب کے متوالے!

سید صاحبؒ کے فاضل اجل عالم بے بدل ہونے کا ایک زمانہ قائل ہے۔ دنیا کو مسلم ہے کہ وہ فنِ تاریخ میں امام وقت تھے اور سیر نگاری میں اپنی نظیر آپ، لیکن آخر تک کم ہی لوگوں نے ان کے ادبی، شعری اور تنقیدی مرتبہ کو جانا اور کمتر ہی لوگوں نے انہیں ادیب، انشا پرداز اور سخن سنج کی حیثیت سے پہچانا! ــــ علم و ادب کی تاریخ میں ایسی ناشناسی اور کم شناسی کی مثالیں نہ معدوم ہیں نہ غیر معدوم۔

اب آخر زمانہ میں تو ان کا عام مطالعہ یوں بھی بہت گھٹ گیا تھا۔ بلکہ کہنا چاہیئے کہ سمٹ سمٹا کر دینیات تک محدود رہ گیا تھا لیکن جب شوق مطالعہ جوان تھا اور دن سن بھی جوانی کے تھے تو اردو کی غزلیات کیا معنی ہزلیات تک کا دفتر بے معنی و بامعنی ان کی انگلیوں کی نوک پر تھا۔ دیوان کے دیوان پڑھ ڈالے، کلیات پر کلیات ختم کر دیئے۔ اور 'گلدستہ' کا تو اب لفظ بھی تشریح طلب ہو گیا ہے۔ (اپنے وقت تازہ غزلوں کے ماہنامہ کو کہتے تھے۔ ایک زمانہ میں ان گلدستوں کی بہار تھی، لکھنؤ تو پھر لکھنؤ ہے۔ اور شہروں بلکہ قصبوں تک میں ان کے ورق ورقِ گل کی طرح کھلے ہوئے اور سید صاحبؒ تھے۔ کہ ان کی خوشبوؤں میں بسے ہوئے

لہ، ٢ہ۔ امیر مینائیؒ کے دیوان اول و دوم کا نام ہے۔

پھر شاعروں کی باہمی نوک جھونک کے رسالے اپنی بوقلمونیوں میں مولوی صاحبان مناظرانہ رسالوں سے ٹکر لیتے ہوئے ـــــ پٹنہ سید صاحبؒ کا وطن خود ہی اردو شعر وسخن کے حق میں گلزار اور پھر سید صاحبؒ کا لکھنؤ میں سالہاسال کا قیام، جو کور کسر رہ گئی تھی۔ پوری ہوگئی۔ سید صاحبؒ اس چمن کے ایک چہکتے ہوئے بلبلِ خوشنوا خود بن گئے۔

شاعر بھی تھے، تخلص رمزی کرتے تھے۔ کبھی قطعہ اور کبھی رباعی کہتے اور تفریحاً ہر بحرِ سخن میں شناوری کر لیتے، ان کی شاعری پر نقد وتبصرہ کے لئے ایک مستقل مقالہ درکار ہے۔ اور یہ منزل تو پھر بعد کی ہے۔ پہلے کوئی شاگرد ذرا تلاش وتفحص سے کام لے کر ان کا سارا کلام یکجا تو کرے۔

بہرحال دورِ اول کا کلام جو فاضل مرتب کی مساعی سے مجموعہ کی زینت بن سکا ہے۔ وہ ایک نعت، ۲۴ غزلوں، ۹ منظومات، چند رباعیات وقطعات اور طالب علمی کے ایک استاذانہ فارسی قصیدہ پر مشتمل ہے۔ جو ہونہار شاگرد نے اپنے استاذ شبلی مرحوم کی مدح میں کہا تھا۔ اس مجموعہ کے تعارف کا آغاز تبرکاً نعت کے دو شعروں سے کرتا ہوں۔

تو ہے مجموعۂ خوبی وسراپائے جمال ؎ کونسی تیری ادا دل کی طلبگار نہیں

مجلس شاہ میں ہے نغمۂ تسلیم درود ؎ شورِ تسبیح نہیں شورشِ اذکار نہیں

امیر خسروؒ کا مشہور شعر ہے ؎

کشتۂ کہ عشق دارد نگذارد دست پدیشاں

بجنازہ گر نہ آئی بہ مزار خواہی آمد

حضرت سید صاحب کا شعر ملاحظہ ہو

دستِ نازک سے اٹھاتے ہیں وہ میت میری
بعد مرنے کے ٹھکانے لگی محنت میری

مزید اشعار نمونتہً درج کرتا ہوں :

چاہے تم آج نہ ہو میری وفا کے قائل ؛ پر تمہیں یاد کبھی آئے گی الفت میری

یہی جی چاہتا تھا اٹھ کے سینے سے لگا لوں میں ؛ ارادہ جب کیا تم نے مری میت اٹھانے کا

خطاب غیر میں گو لاکھ احترام رہے ؛ مگر وہ لطف کہاں جو لفظ "تو" میں ہے
دہن میں تیغ کے اب بھی ہے تشنگی باقی ؛ عجیب لذتِ پنہاں مرے لہو میں ہے
نگاہِ لطف ادھر ہو کہ آ چلا ہے کیف ؛ بچا نہ رکھ مرے ساقی جو کچھ سبو میں ہے
ہزار بار مجھے لے گیا ہے مقتل میں ! ؛ وہ ایک قطرۂ خوں جو رگِ گلو میں ہے

الٹا مجھ ہی سے ترک ملاقات کا گلہ ؛ طرزِ ستم نئی ہے تغافل شعار آج
اعلان کر کے قطع محبت کے راز کو ؛ پھر سے بنا دیا مجھے امیدوار آج

راہِ لیلیٰ میں نہ کر آبلہ پائی کا گلہ
وادیٔ نجد میں اے قیس کوئی خار نہیں

یہ دل وہ شیشۂ نازک ہے میرے سینے میں ؛ نظر سے جو بھی گرے پاش پاش ہو جائے

نگاہِ شوق ذرا دیکھ بھال کر اٹھے چھپا ہے راز جو دل میں نہ فاش ہو جائے
شکستِ رونقِ بتخانہ ہو نہیں سکتی خلیل خود ہی اگر بت تراش ہو جائے
اب اذانِ فن ہو دل کا غبار دور کرو کہ زیرِ خاک تو بیکس کی لاش ہو جائے
کیا سر کائنات کوئی فاش کر سکے ❊ جو فاش ہے بھی کس کی سمجھ میں وہ آ گیا

~ ہ ~

نا امیدی نے مجھے دولتِ تسکین بخشی اب سر ناز و نیازیت بدخو نہ رہا

ـــــ

مضطر وہ برق وش تھا اللہ کو خود حجاب ہم آپ درمیان میں حائل تو ہو گئے

~ ہ ~

تعلیم نو، سیاست ملکی، فنونِ حال اکسیر ہے مگر نہ دوائے دل و جگر

ـــــ

وہ جذبِ مذہبی ہے وہ ملت کا جوش ہے ❊ جو چشمۂ حیات ہے اور قوت بشیر
درد اٹھا کے مرے دل میں ٹھہر جاتا ہے کیوں رگِ دل کی جگہ سینہ میں نشتر نہ ہوا
تیرے جانے پہ گماں تھا کہ ہو محشر برپا تو گیا اور بپا دہر میں محشر نہ ہوا

دورِ اول کے کلام میں جو منظومات ہیں وہ بھی شاعر کی غیرت و حمیت ملی کا نشان، حقائق کا بیان اصلاحی رنگ کہلئے ہوتے ہیں۔ سیاسی نظموں میں بلا کی ایمائیت ہے۔ اور یہ نظمیں سیاسی فراست و بصیرت کا آئینہ ہیں۔

استاذ شبلی مرحوم اور اپنی پہلی زوجہ محترمہ کا مرثیہ بھی درد و الفت کا گنجینہ ہے۔ اور بعض اشعار تو قیامت کے ہیں۔ اصلاحی نظموں میں

سے ایک نظم کے چند شعر نقل کرتا ہوں

گر کسی قوم میں آزادیٔ گفتار نہیں — اس کے جینے کے بظاہر ہیں بہت کم آثار
ٹوک دو پاؤں میں رہبر کے جو لغزش دیکھو — کہ نہ ہٹ جائے کہیں جادۂ حق سے رفتار
قوم "الفاظ" کے جوہر سے نہیں بنتی ہے — بلکہ اقوام کے جینے کا ہے معنی پہ مدار
قول اس وقت ہی ایمان کا رتبہ پاتا — جبکہ قلب اور جوارح سے ہو اسکا اقرار
دل ہستی مایہ ہے لیکن جو زبان کو دیکھو — لفظ لفظ اس کا ہے ہمپایہ دُرِ شہوار

قدیم و جدید طرز حکومت کے کچھ شعر جو ۱۹۱۹ء میں کہے گئے تھے، ملاحظہ ہوں؛

ایک صاحب نے کہا مجھ سے کہ آئین کہن — منبع ظلم تھا اور مایۂ آلام و محن
نہ کوئی ملک میں قانونِ جہاں بانی تھا — نہ حکومت کے تھے آداب و اصول احسن
میں نے کی عرض اجازت ہو تو کچھ میں بھی کہوں — میرے نزدیک صداقت سے ہے خالی یہ سخن
پہلے فرمانِ سلاطین جہاں جو کچھ تھا — اب بھی حکام ممالک کو وہی ہے قدغن
عدل و اصلاح طلب کے لئے تیار رہے — قید و زنجیر و تفنگ و تبر و دار و رسن

بقول حضرت مولانا عبدالباری ندوی مدظلہ "سید صاحب بطنی سعید تھے اور صوفی پیدا ہوئے تھے۔" بچپن ولڑکپن والد محترمؒ اور برادر مکرم جناب شاہ سید ابو حبیب صاحب کی خدمت میں گذرا، جو دونوں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجاز بیعت تھے ان کی توجہات اور نقشبندی سلسلہ کے اشغال سے بچپن ہی میں بہرہ مند ہوئے تھے۔ گو بعد میں قدرت نے مغربیت و استشراق کے دجالی فتنہ کے استیصال کا عظیم الشان کام ان سے لینا تھا۔ اس لئے مدتوں مسند علم و تحقیق کے صدر نشین کی حیثیت سے اسلام کا علمی دفاع و اشاعت کرتے رہے۔ اور ایک زمانہ تک "سلوک"

کی معروف راہ چھوٹ گئی۔ لیکن حق یہ ہے کہ قلبِ سلیمانی ہمیشہ اپنی منازل طے کرتا رہا۔ اور الحاد و دہریت، استشراق و بے دینی کے خلاف کامیاب معرکہ آرائی ان کے لئے خود ایک طرزِ سلوک بن گئی، اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سلیمان ندویؒ کسی زمانہ میں بھی "سالک" نہیں تھے۔ تاہم معروف سلوک کی "بادیہ پیمائی" اور شیخ الکل حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے تعلق سے پیشتر ان کا رنگ کچھ اور تھا۔ اس لئے اس دور کی شاعری کو "رسمی شاعری" قرار دیا گیا ہے تاہم اس رسمی شاعری کے دور میں بھی طبیعت کا باطنی رجحان اور طلبِ صادق کسی شیخ کی تلاش اور معروف طریقہ سے منازل سلوک طے کرنے کے لئے بیتاب تھی۔ جن کے شواہد قدم قدم پر ملتے ہیں۔ ایک دور ایسا آتا ہے۔ کہ شاعر اپنی وابستگیوں سے نکلنا چاہتا ہے۔ لیکن اپنے کو مجبور اور تحیر کے عالم میں پاتا ہوں اس قسم کے اشعار پہلے دور کے کلام میں کافی مل جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

دل میں آتا ہے کہ اب ترک مئے و ساغر کروں
پھر یہ بتلا دے کوئی کیسے کروں کیوں کر کروں

حسن کے جادو سے مجھ کو کیسے آزادی ملے
عشق کی تاثیر سے دل کو کس طرح باہر کروں

دل کے اس بتخانہ عشق و ہوس کو توڑ دوں
اب نہ پیشانی کبھی نذرِ بتِ کافر کروں

بت پرستی بھی کروں اور بت شکن بھی میں بنوں
کیش ابراہیم رکھ کر پیشۂ آذر کروں

کفر پر ہے دل کبھی مائل کبھی ایمان پر
معرکہ اس نور و ظلمت کا میں کیسے سر کروں
آنکھ میں توبہ کے آنسو دل میں اس بت کی ہوس
ہائے گنگا جل کو کیسے زمزم و کوثر کروں

عقل کہتی ہے کہ ناداں نہ ہو گمراہ نہ ہو
عشق کہتا ہے کہ کیا لطف اگر چاہ نہ ہو
ہر قدم پر ہے یہ خطرہ کہ وہ بھٹکے نہ کہیں
رہنما کوئی مسافر کے جو ہمراہ نہ ہو

کوچہ عشق میں آئے ہیں تو حضرت سن لیں
نام کا پاس نہ ہو ننگ کی پرواہ نہ ہو

آکہ اب جان کو قرار نہیں درد فرقت سہا نہیں جاتا

یہ کیسی آگ ہے رہ رہ کے شعلہ جسکا اٹھتا ہے
کبھی وہ راکھ ہو جاتی ہے پھر وہ خود سلگتی ہے
نہ بجھ جانے کی فرصت ہے نہ جل جانے کی ہمت ہے
سلگ کر پھر وہ بجھتی ہے وہ بجھ کر پھر سلگتی ہے
زباں سے شرح تمنا تو ہو نہیں سکتی
مگر جو بات ہے دل میں وہ کاش ہو جائے

غزل نمبر ۲۳ مندرجہ ص ۸۷ کا ایک ایک شعر معرفت باطنی کی دلیل ہے دو ایک اشعار سنیئے۔

نقش رنگا رنگ عالم کو تصور سے مٹا　　تجھ کو گر آرائش ایوان دل منظور ہے
جو حجاب اٹھتا گیا بنتا گیا وہ خود حجاب　　جو نظر آتا ہے بے پردہ وہ بھی مستور ہے

مانع دیدار ہو جاتا ہے خود قرب نظر
جسقدر نزدیک جو ہے اس قدر وہ دور ہے

کتاب کی ظاہری صورت بھی دیدہ زیب ہے اور کتابت وترتیب نفیس وعمدہ گو بشری کمزوری کی وجہ سے کتابت کی دو چار غلطیاں رہ گئی ہیں جنہیں مرتب نے اپنے قلم سے درست فرما دیا ہے اس طرح مرتب نے اپنی طرف سے ارمغان سلیمان کو ہمہ خوبی سے پیش کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسکی جزائے خیر دے کہ ناظرین واہل شوق کو کلام شیخ سے مرہون فرمایا جو حقیقت میں ارمغان سلیمانی نہیں بلکہ سرمۂ سلیمانی ہے اور دیدہ ودل کے لئے سامان راحت وبصیرت

امید ہے کہ ہر طبقہ کے حضرات اس خوان سلیمانی سے فیضیاب ہوں گے خصوص اہل ذوق سالکین کے لئے اس کا مطالعہ انتہائی مفید رہے گا۔ والحمد اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً۔

آخر میں یہ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ارمغان سلیمان کے دونوں حصے غزل الغزلات اور دور اول کا کلام ایک ہی سلسلۃ الذہب کی دو کڑیاں ہیں سید صاحب کا دور آخر دور اول کا ارتقائی نتیجہ اور منطقی لازمہ ہے۔ حضرت سید صاحب کی ذہنی وعرفانی زندگی پر جن لوگوں کی عمیق نگاہ ہے وہ جانتے ہیں کہ سید صاحب پیدا ہی "اسلامی صوفی" ہوئے تھے اور زندگی کے مختلف مراحل میں انہوں نے جن منازل و گھاٹیوں کو طے کیا وہ اسلامی سلوک ہی کی مختلف راہیں تھیں جو حضرات صاحب معارف سلیمان ندوی کے پچاس سالہ تصنیفی مجاہدات کو

عارف سلیمان ندوی کی علم وعرفانی خدمات سے جدا کر کے دیکھتے ہیں وہ اسلامی تصوف اور سلیمانی نظریہ سلوک کی جامعیت و ہمہ گیری سے ناواقف ہیں۔ سیرت نگار نبویؐ اعظم گڑھ کے سلیمانی اورنگ، علم و تحقیق پر رونق افروز ہوں یا تزکیہ وتربیت باطنی کی مسند ارشاد پر وہ استاذ شبلی کی شاگردی کا حق ادا کر رہے ہوں یا شیخ وقت حضرت تھانوی کی نیابت، ہر حال میں ان کے سامنے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل وجامع اسوہ تھا جسے دیکھ دیکھ کر وہ اپنے ظاہر وباطن کو سنوار رہے تھے اور اسی آئینہ میں عالم کو بھی حق کی تمثال بتا رہے تھے۔ حضرت سلیمان ندوی کے ذہنی وقلبی روحانی وعلمی سوتوں کی اصلاً سیرابی انہی الٰہی سوتوں سے ہوئی تھی جو سینہ نبوت سے پھوٹے تھے اور جو دین ودنیا قلب وروح جسم وجان اور ظاہر وباطن کی جامعیت کے حامل تھے اس لئے اپنی زندگی کے ہر دور اور سعی وعمل کے ہر میدان میں وہ انہی الٰہی مقاصد واعمال کا جو یا اور طالب رہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا حاصل تھیں۔ حضرت سید صاحب نے حضرت تھانویؒ کے تعلق کے بعد نہ تو استاذ شبلیؒ کے دامن کو چھوڑا نہ کسی شخص یا طبقہ کی رو و رعایت سے اپنی ذاتی تحقیقات (۱) سے دستبردار ہوئے اور نہ تو علمی کاموں سے دستکش ہوئے چنانچہ حضرت تھانویؒ کے تعلق کے بعد ہی حیات شبلی جیسی کتاب لکھی، اجتماعی دینی اور ملی خدمات میں بھی آخر دم تک سرگرم رہے۔ غزل الغزلات کے رموز واشارات اور شاعرانہ استعاروں سے کسی صاحب فکرونظر کا اس کے خلاف نتائج نکالنا سراسر زیادتی، حقیقت ناآشنائی اور حیران کن جسارت ہے (۲)۔ سید صاحب کی جامعیت نے

(۱) معارف جنوری ۱۹۴۳ء کے شذرات میں اسکی تصریح ہے (۲) یہ تبصرہ لکھا جا چکا تھا کہ ماہنامہ فکرونظر میں ارمغان سلیمان پر جناب محمد سرور صاحب کا "انتقاد" نظر سے گزرا۔ آئندہ سطور اسی سلسلے میں لکھی گئی ہیں۔

گنبلوی علوم واشرفی حقائق ومعارف کو اپنے خداداد افکار عالیہ وفضائل ومزایا کے ساتھ اس طرح سمولیا تھا کہ وہ فکر سلیمانی ہی کا ایک حصہ بن گئے تھے اور استاد شبلیؒ وشیخ تھانویؒ کے کمالات کی یکجا جلوہ نمائی حضرت سید صاحب کی ذات گرامی سے آخر دم تک ہوتی رہی جس مدرسہ فکر کے وہ امام تھے اس کی قیادت ورہنمائی سے وہ دستبردار نہیں ہوئے بلکہ اس مدرسہ فکر کی دلکشی و تابانی، حقیقت یابی، روحانیت و نمو میں سلیمان ندوی کے اس جرات انگیز ومردانہ قدم نے چار چاند لگا دیئے (۱) ۔جب تک آپ دارالمصنفین میں رہے آپ نے اسے اسلامی علوم ومعارف سلف صالحین کے مسلک کا اعظم گڑھ بنائے رکھا اور اسلام کی تجدد کے نام پر جہاں کہیں بھی تحریف وتاویل کی کوشش کی گئی اس مرد حق آگاہ نے اس کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکا ۔ بعد میں انقلابات زمانہ نے گو انہیں دارالمصنفین سے جدا کر دیا تھا لیکن ان کی علمی و تعلیمی اور ملی سرگرمیاں حتی المقدور جاری رہیں ۔ قیام پاکستان کے دوران میں بھی وہ مختلف تحقیقی وعلمی اداروں کے سربراہ اور فعال رکن رہے اور امت کی دینی وعلمی سیاسی وقانونی رہنمائی فرماتے رہے ۔ ماہنامہ فکر ونظر کے فاضل مدیر نے سلیمانی مدرسہ فکر کی شکست اور سید صاحب کی علوم شبلی سے دستبرداری کی جو داستان تراشی ہے گو وہ فکر ونظر کے "عمومی معیار" کے عین مطابق ہے لیکن اس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ۔ سلیمان ندویؒ نے شبلی مدرسہ فکر و دارالمصنفین کو رجعت قہقری پر مجبور نہیں کیا بلکہ اپنی بصیرت افزا رہنمائی میں اسے ان بنیادوں پر ثبات وقرار بخشا جو اسلام ودین کا اصل تقاضا اور نبوی تعلیمات اور سلف صالحین

(۱) یہ موقعہ اس اجمال کی تفصیل کا نہیں۔ زیر مطالعہ کتاب سے غلط فہمیوں کا کچھ ازالہ ہو سکتا ہے .مزید یہ کام سید صاحب کے سوانح نگار کا ہے کہ ان حقائق سے پردہ اٹھائے(مرتب)

کے اسوہ کا اقتضا تھا۔ یہ سچ ہے کہ سلیمان ندوی نے دین محکم اور اسلام کے لازوال اور غیر متبدل اور انمٹ احکام و نظریات کو نام نہاد تجدد کی بھینٹ چڑھا کر اسلام کے حقائق کو مسخ نہیں ہونے دیا اور نہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدیم و ابدی دین کو استشراق ویہودیت و مسیحیت کے در پر " جبہ سائی " کرنے کی کریہہ کوشش کی۔ سلیمان ندوی کا یہ کارنامہ تجدد پسندوں کی تاویل پسند طبیعتوں میں کتنا ہی کھٹکتا ہو اور اسے کیسا ہی حسرت ناک سانحہ قرار دیا جاتا ہو سید صاحب کے اس کارنامہ پر پوری امت بلکہ خود اسلام کو فخر ہے۔

اس لحاظ سے ارمغان سلیمان سید صاحب کے انقلاب روحانی کے حسرت ناک سانحہ (۱) کی منظوم داستان نہیں بلکہ علم و فضیلت کے جملہ نام لیواؤں کے درس بصیرت اور حقیقت آشنائی، خدارسی، ایمان واخلاص، احسان و تقویٰ کی اس راہ پر گامزن ہونے کی دعوت ہے۔ جس راہ پر خاصان امت کا قافلہ ہمیشہ چلتا رہا ہے اور جس میں ابوحنیفہ، جنید وشبلی غزالی ورازی، سہروردی، جیلانی، مجدد سرہندی وشاہ ولی اللہ رحمہم اللہ جیسے اکابر شامل ہیں۔ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا

(۱) جیسا کہ ماہنامہ فکر و نظر نے لکھا ہے۔

شذرات

پشاور یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے پروفیسر محمد اشرف خاں نے اپنی تصنیف سلوک سلیمانی یا شاہراہ معرفت کی ۲ دو جلدیں دار المصنفین کو کیا بھیجیں کہ وہاں بیٹھ کر یہاں کے لوگوں کے لئے روحانی انبساط و نشاط کا ایک خوان نعیما بچھا دیا ہے

ان دونوں جلدوں میں حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کی صوفیانہ اور عارفانہ تعلیمات ہیں، وہ دار المصنفین کے قیام میں اپنے شاگردوں اور عقیدت مندوں کی نظروں میں ایک بے مثال عالم، ایک بلند پایہ مفسر، ایک بے عدیل سیرت نگار، ایک غیر معمولی متکلم اسلام، ایک دیدہ ور مورخ اور ایک نامور ادیب و انشا پرداز رہے، ان کی وجہ سے دار المصنفین کا یہ دور افتادہ گوشۂ عافیت علم و فن کا ایک حصن حصین بن گیا تھا۔ وہ جب اپنے آخری ایام زندگی میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے تو ان میں عظیم انقلاب آیا جس سے دار المصنفین کو سلوک و معرفت کا بھی چشمۂ حیوان بننا چاہیئے تھا۔ مگر یہاں کے لوگ بحر ظلمات کو طے کر کے اس کے آب حیات کو نہ پا سکے۔ لیکن اس کے امرت دھارا سے سب سے زیادہ سیراب کراچی کے جناب

علام محمد صاحب اور پشاور کے پروفیسر محمد اشرف خان صاحب ہوتے۔ جناب غلام محمد نے جو کچھ حاصل کیا، اس کو "تذکرۂ سلیمان" میں منتقل کیا، پروفیسر محمد اشرف خان نے اپنے مرشد کے یہاں سے سلوک و طریقت کا جو آبِ زلال پایا، اس کو اپنی تصنیف سلوک سلیمانی یا شاہراہِ معرفت میں دلنواز عرفانی جوئبار بنا دیا ہے

یہ دونوں جلدیں ہاتھ میں آئیں تو ندامت سے گردن جھک گئی کہ جو کام دار المصنفین کے اندر ہونا چاہیئے تھا وہ یہاں سے دور اس برصغیر کے سرحدی علاقہ پشاور میں انجام پایا ع

تری نگاہ جسے چاہے بادہ خوار کرے

اس شرم کے باوجود کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ اس میں رشد و ہدایت کا خزانۂ عامرہ کھلا ہوا ہے روحانی معلومات کے سیم و زر کا انبار لگا ہوا ہے، سلوک و معرفت کی مے ارغوانی کے شیشہ و ساغر کھنکھناتے ہوئے دل و جان کو سرشار کر رہے ہیں، اس کتاب کی خوبی یہ بھی ہے کہ اسکے مصنف کے اندازِ بیان میں ان کے مرشد کے اسلوبِ نگارش کی جھلکیاں ہیں، پھر حضرت سلیمان اشرفی کو راہِ سلوک میں جو کیف آگینی حاصل تھی، وہ خود مصنف کی ذات میں سرایت ہو کر اس کتاب کی ہر سطر اور ہر لفظ میں منتقل ہو گئی ہے

اس کتاب میں جان اس لئے بھی پڑ گئی ہے کہ علامہ سید سلیمان ندوی رح حضرت سلیمان اشرفی رح سے دبے نظر نہیں آتے، یعنی اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے

وہ کوئی مرتاض زاہد گوشہ گیر عابد یا کسی خانقاہ کے سجادہ نشین کے افادات جمع ملفوظات نہیں ہیں، بلکہ ایک ایسے محقق اسلام کی تعلیمات ہیں جن کی تحریروں میں کبھی ابن تیمیہؒ، کبھی ابن قیمؒ، کبھی غزالی، کبھی مجددؒ سرہندی اور کبھی شاہ ولی اللہ کے جلوے نظر آتے رہے۔ انھوں نے اپنی آخری زندگی میں واردات، انتخاب شیخ بیعت، صفات الٰہی، مراقبات، وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود، غنا، عبدیت اجتبا، انابت اور طلب و وصول کے متعلق جو تعلیم دی وہ محض رسمی اور روایتی نہیں ہے بلکہ ایک جید سیرت نگار کی بھی سوچی سمجھی ہوئی تعلیم ہے۔

یہ تعلیم ان کے لئے بھی چراغ راہ ہے جو تصوف کو غیر اسلامی اعمال واشغال اور غیر شرعی بدعات، مکاشفات اور مجاہدات کا مجموعہ سمجھ کر اس کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اس کے مطالعے سے ظاہر ہوگا کہ صحیح حدیث میں احسان کے ذریعہ سے جس طرح مذہب کی روح بیدار کی گئی یا اخلاق میں جو جان ڈالی گئی یا ایمان میں جو کمال پیدا کیا گیا، وہی تعلیم حضرت سید صاحبؒ نے تصوف کے ذریعے سے دی، یعنی حقیقی اور شرعی تصوف دین کی روح ہے۔ یہ اخلاص فی اللہ اور علم حصول تقویٰ کا نام ہے۔ یہ تو افلاطونی نظریہ اشراقی حکمت، رواقی دستور، مشائی عقیدہ، ہندی ویدانیت اور مسیحی رہبانیت سے بالکل الگ چیز ہے، اگر اس میں احکام الٰہی کی تعمیل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جمیل کی جلوہ سامانیاں کی ضیا پاشیاں نہ ہوں تو یہ تصوف نہیں کچھ اور چیز ہے۔ اسلامی تصوف میں جمال نبوی ہی سے دین میں روح، ایمان میں جان اور قلب میں تزکیہ پیدا ہے

ہے، ایک سیرت نگار کی تعلیم یہی اور صرف یہی ہو سکتی تھی

حضرت سید صاحب کی اس تعلیم کی روح پرور شرح اس کتاب کی دونوں جلدوں میں ہے۔ اسکی اشاعت سے پہلے اسی عنوان سے مصنف کی کچھ تحریریں پڑھ کر مولانا عبد الماجد ندوی مرحوم نے تحریر فرمایا تھا کہ انشاء اللہ اشرفی سلوک سلیمانی قالب میں قلم اشرف سے اشرف السلوک ہی ثابت ہوگا۔ اسی زمانہ میں مولانا عبد الماجد دریابادیؒ نے بھی لکھا تھا کہ یہ نام کے اشرف کام کے لحاظ سے بھی اشرف نکلے، جس کسی کو بھی اس کتاب کے مطالعہ کا موقع ملے گا وہ ان دونوں بزرگوں سے نہ صرف اتفاق کرے گا بلکہ اس کو غیر شعوری طور پر یہ بھی احساس ہوگا کہ اگر کسی کو اخلاص باطن، تہذیب نفس، صفائی روح اور تعلق مع اللہ تعالیٰ کی تعلیم کی تلاش ہو تو اس کو اس کتاب میں ضرور مل جائے گا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا تھا کہ

؏ از سلیمان اخلاصِ عمل

اسی اخلاص عمل کی تعلیم و تلقین کے آبدار موتی اس کتاب کی ہر سطر میں جھلملاتے نظر آتے ہیں۔ یہ مختصر تحریر کتاب کی رسید کی خاطر لکھی جا رہی ہے ان شاء اللہ معارف کے کسی آئندہ اشاعت میں اس پر طویل تبصرہ ہوگا

(رسالہ معارف اعظم گڈھ)

(تمت بالخیر)

کتبہ، محمد نعیم صدیقی۔ ۹۴-۱۱-۹